

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232780

UNIVERSAL
LIBRARY

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

دین و زبانت پیکت خطا چاس جمیع حالات و معاز از ابوالبشر از انبیاء و اولاد و شایسته علی بن ابی طالب
از روی آیات قرآنی و احادیث معتبره و اقوال اولیاء که در کتب معتبره و تاریخ و لغت و صحیح علمای مشایخین یافته شده

أخبرنا الله أن الدنيا
بغير كمال الدنيا

بفتح الـ واللام وكسـ

جلد دوم

[illegible]

طبع في مطبعه الكائن في
 دار النور في شهر ربيع الثاني سنة ١٢٩٠

فہرست فوائد و بیانات تفہیم الازکیا فی احوال الانبیاء جلد دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	بیان نسب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۴۶	بیان شہادت قریش
۳	فائدہ در بیان بعض حالات ابدال	۴۸	بیان اولاد ولید ابن مغیرہ
	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۵۰	فضیلت صدیق اکبر
۶	بیان خواب عبدالمطلب	۵۳	بیان ہجرت اولی جانب جلفہ
۹	فائدہ و فخر چاہ زفرم	"	احوال ابو ذریفہ
۱۰	وفات ثویبہ	۵۴	تقسیم سرزمین
۱۱	دین عباس البلیث رادر خواب	"	بیان ہجرت حبشہ و عنایت نجاشی بادشاہ
۱۲	ذکر صلہ سعد	۵۵	اسلام امیر خزہ
۲۲	ذکر شق صدر مبارک تفصیل	۵۶	اسلام عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ
۲۶	وفات آمنہ خاتون	۵۷	بیان شکستگی محمدنامہ
"	تحقیق اسلام ابو بن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۵۹	وفات ابوطالب
۲۷	وفات عبدالمطلب	"	وفات خدیجہ کبریٰ
"	سفر تجارت	۶۱	دعوت قبلہ نبی کریم
۲۹	فائدہ عدم شہادت بحیرا	۶۵	قصہ مردے از مجاہد
"	بیان خلف الفضول	۶۶	ذکر مراجع و ملاقات با انبیاء دیگر کیفیات و معانی
۳۰	مہر و کلج خدیجہ کبریٰ رضی		بشت و دوزخ وغیرہ
"	تحقیق ولیمہ	۸۴	تعیین اوقات نماز
۳۳	اسباب خرابی بیت اللہ شریف	۸۵	بیان تفسیر آیه و فی النمل
۳۵	نمود نوروحی	۸۶	بیان بعض عجائبات آسمان اول
۳۶	بیان مردن خدیجہ کبریہ حضرت سازدورقہ	۸۹	بیان تصرف جن و شیاطین
۳۷	بیان حال نجابت و درین نوافل	۹۰	بیان عجائبات آسمان دوم و سوم و چہارم
۳۸	طریق تہجد و عوفیہ	۹۲	بیان عجائبات آسمان پنجم و ششم
۳۹	اقسام وحی - کیفیت نزول آن	۹۳	بیان عجائبات آسمان ہفتم و سہم و ہفتم
۴۲	بیان احتمالات در تاریخ نزول وحی	۹۴	بیان اخلاقات در سال ماہ تالیخ منہج شریف
"	قصہ اسلام ابو بکر صدیق رضی	۱۰۶	قصہ وعظ اصعب ابن عمر
۴۵	پیشینگی حضرت در شعب	۱۱۳	قصہ مسجد ضرار
۴۶	احوال ابولہب کافر	۱۱۴	حال آبادی مدینہ

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۱۱۹	وقائع سال اول هجرت حضرت صلوات الله علیه وسلم	۱۶۲	قتل طلحه
"	تقصیر سجده	"	بهاوری الودجانه
۲۱	بیان طول و عرض شهر شریف	۱۶۵	شهادت عباد الله ابن زبیر و ابن کعب امیر خیره و مصعب بن عمیر
"	بنای محراب	۱۶۶	شهادت نظار بن انصیر
"	فضائل سجده	۱۶۷	قتل ابی ابن خلف
"	فرضیت نماز چهارگانی	۱۶۸	حرست شهاب
۱۲۲	رواکی زید ابن حارثه	"	بیان اخلاص با بیت شرب
"	اسلام سلمان فارسی	"	تحقیق اهل بیت در باب شرب
"	عقد مواغات	"	بیان حرست بنگ
"	زفاف حضرت عائشه صدیقہ	۱۶۹	بیان حرست بان پانو
"	شروع حدیث اذان	"	وقائع سال چهارم هجرت حضرت صلوات الله علیه وسلم
۱۲۵	وفات اسد و غیره از سال اول	"	وفات عبد الله ابن عثمان و فاطمه بن ابی
"	وقائع سال دوم هجرت حضرت صلوات الله علیه وسلم	"	تولد امام حسین رح
"	شروع جادو	"	مصلح ام سلمه
۱۲۶	بیان تعلیم طریق جادو	۱۷۹	غزوه بدر مغصه
۱۲۱	بیان اسرار مقتولان بدر	"	قصه شتر جابر رضی الله عنه
۱۲۸	آرامشگی لشکر اسلام	"	استحباب نکاح با زنان باکره
"	ذکر قتل شعیبه و عتبه و ولید	"	وقائع سال پنجم هجرت حضرت صلوات الله علیه وسلم
"	ذکر قتل ابی جعلون	۱۷۵	قصه افک حضرت عائشه رضی الله عنه
۱۵۳	رواکی زید ابن حارثه بر اسرار بشارت فتح	۲۰۱	ذکر سلیمان
"	شوره در باب اسرار	۲۰۳	اعمال نظیر
"	ربانی ابوالعاس	۲۱۵	وقائع سال ششم هجرت حضرت صلوات الله علیه وسلم
۱۵۴	آمد حضرت زینب	"	غزوه شعبان
۱۵۶	سریر غالب ابن عبد الله بنی	۲۱۸	بیان مرابا و غیره
۱۵۸	قتل کعب	۲۲۱	سجده زیارتی آب
"	سریر محمد ابن سلمه	۲۲۲	قصه بیت رضوان
۱۶۰	وقائع سال سوم هجرت حضرت صلوات الله علیه وسلم	۲۲۳	بیت غابله مطهرت عثمان
"	غزوه بخران	۲۲۴	سخت بودن بیت صوفیه
"	نکاح حضرت حفصه و ام کلثوم و زینب	"	حاصل شکر لظروف صلح حدیبیه
"	تولد امام حسن علیهما السلام	"	دالین کردن ابو جعفر

تخفیف	موضوع	صفحه	مضمون
۲۲۶	ذکر موی مبارک	۲۶۴	اسلام کتب
۲۲۷	آمران زبان مهاجرین	۲۶۵	بیان استباحث گناه
۲۲۸	بیان فتح محاصره مومنه و کافره	"	ذکر قتل دختر حمزه
۲۲۹	حال نزول سوره انفصاف	۲۶۶	سیره خالد بن ولید
"	ذکر ابو جندل و غیره بهادران	۲۶۷	فراری سلیم و غیره
"	بیان اختلاف در کتابت لفظ عبدالله	"	فتح غزوه خنین
۲۳۰	اختلاف در مدت مصالحه با کفار	۲۶۸	آمر ملائک
"	بیان فضائل مینه الرضوان	"	غزوه اوطاس
"	قصه صلوة الاستسقا	۲۶۹	اسیری شمه بنت خلیمه
۲۳۳	عذرات افطار صوم	"	سیره طفیل
"	وقائع سال هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم	"	غزوه طائف
۲۳۴	بیان چاه آراش	۲۷۰	تکایت و عید الفجار
۲۳۵	میز و سقا شمس	۲۷۲	قصه ابن روداس
۲۳۶	تفاوت در حضرت خدیجه	۲۷۳	دلیل اول حرمت مشه
"	اسلام به سیر	"	دلیل دوم و سوم و چهارم
"	آوردن لیلۃ القدر	۲۷۴	احادیث اثبات حریت مشه
۲۳۷	خفا و امر حبیه	۲۷۵	مکاح حضرت از فاطمه کلابیه
"	بیان سرایا مجامعین	۲۷۶	وقائع سال هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم
۲۳۸	تقدیم حضرت جعفر طیار	"	سیره ابن لبث ابن سفیان
"	مکاح عماره	"	سیره عیینه ابن حصین
"	وقائع سال هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم	"	سیره خالد
۲۳۹	بیان اسلام خالد بن ولید	۲۷۹	سیره عباد
۲۴۰	بیان خاضری ابو شبلان	"	سیره عبدالله
۲۴۱	نزول کریم در شان حضرت بلال	"	بیان غزوه تبوک
۲۴۲	اسلام عکرمه	۲۸۳	آمدن غزوه اسیر
"	قتل حویرت	"	بیان اغترال انسا
"	قتل قیس بن صفا	"	تقریر حدیث مرسل
"	اسلام یسار بن اسود	۲۹۴	وفات نجاشی
۲۴۳	اسلام صفوان	"	وفات کلثوم
"	قتل جارش بن ملاطه	۲۹۵	نمان بلال ابن امیه

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۶	دقائق سال ہجرت حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم	۳۲۳	احوال حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
"	سیدہ خاند	"	احوال حضرت زینب رضی اللہ عنہا
"	سیدہ علیہ رضی	"	احوال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
"	گرفتاری دختر حاتم	۳۲۵	احوال و فضائل زید
"	نہروزی الحائضہ در زمان آخر	۳۲۶	احوال حضرت صفیہ
"	آمر و فدایان حارث	۳۲۷	احوال یحیٰ
"	سیرہ جزیر	۳۵۰	ذکر ساری
۳۰۱	تحقیق لفظ سابلہ	"	تفصیل ازواج
"	بیان حجۃ الوداع	۳۵۱	بیان حرمت اعمام المؤمنین
۳۰۲	ذکر طلبیہ	"	بیان غیرت و رشک ازواج و ملہرات
۳۰۳	مساعودت علی مرتضیٰ	۳۵۳	اختلاف در فضیلت نمازین حضرت عائشہ و خدیجہ کبریٰ
"	بیان جمع بین الصلواتین	۳۵۴	احوال اولاد حضرت علیہ السلام
"	بیان حرمت نوحہ و غیرہ مع دیگر احکام	۳۵۵	اثبات کسوف
۳۰۴	تقسیم موسے مبارک	"	البطال قاعدہ اہل تخیم
۳۰۵	بیان اختلاف صحابہ	۳۵۶	ذکر نبات حضرت علیہ السلام
۳۰۶	تولہ محمد بن ابی بکر	۳۵۷	ذکر ہلات عقبہ
۳۰۷	انہاء آنحضرت از وفات خود	۳۵۹	بیان وجہ لقب قبول ذرہا
۳۱۰	تشریف حضرت جبریل علیہ السلام	۳۶۰	نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
"	دقائق سال ہجرت حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم	۳۶۲	قصہ ارادہ نکاح علی مرتضیٰ باغوار
"	دعایاے اموات	۳۷۰	فضائل امامت حضرت صدیق اکبر
۳۱۵	بیان اختلاف در یوم بوق مرض	۳۷۲	احوال حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ
"	فائدہ بیان اشکال در یوم وفات	"	وجہ لقب امیر المؤمنین
۳۱۶	بیان وفات حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم	۳۷۳	اجرا خذرنابر ابو جحیمہ
"	رفع شبہہ	۳۷۸	احوال حضرت عثمان ذی النورین
۳۱۸	بیان اختلاف در دفن و غیرہ	۳۸۴	احوال و فضائل حضرت علی مرتضیٰ
۳۲۲	فوائد در وراثت	۳۸۵	وجہ بودن لقب حضرت شکیل کث
۳۲۳	مواضع در و خواندن	۳۸۶	وجہ لقب تراب
۳۲۴	توضیح در مرض حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم	۳۸۷	قصہ شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ
۳۲۹	توضیح احوال خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا	۳۹۰	سوانح عجیبہ شہادت حضرت امیر المؤمنین
۳۳۱	احوال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۳۹۱	توضیح در بیان عمو عات حضرت علیہ السلام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۹۲	توضیح و مضامین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	۴۹۰	احوال و وزخ و بہشت
"	"	۴۹۱	توجع شدن موت
۴۰۵	توضیح و بیان اصحاب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بند شدن دروازه جنت و ناز
۴۰۷	احوال و فضائل ادیس قرنی حمد اللہ	"	بیان بہشت و وزخ مختصراً
"	سرور بقارہ افغ برص	"	فضائل منازل بہشت مطابق آیات قرآنیہ
۴۰۸	شہادت حضرت ادیس قرنی	"	بیان فضیلت زوجہ بہر بہشت
"	و عاے حضرت ادیس قرنی بحق حضرت عمر علی	"	بیان حور بہشت
"	توضیح و بیان معجزات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	۴۹۳	بیان خدام بہشت
۴۵۸	تفسیر و تفسیر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بیان راکب بہشت
۴۶۲	بیان عبادت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بیان ملاقات احباب بہشت
"	بیان فضائل غیر شتر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بیان قد و قامت اہل بہشت
"	بیان شفاعت کبرے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بیان دیدار آسمی جل شانہ بر و جہہ
۴۶۴	بیان حال قیامت اجمالاً	۴۹۴	بیان انکار و تہ حضرت حق از رو انفس و معتزلہ
"	توجیہ قول جلال الدین سیوطی	۴۹۷	بیان وقایع حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
۴۶۶	بیان آثار قیامت کبرے	"	بیان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
"	بیان و جال علیہ اللعنة	۵۰۰	ذکر شہادت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
۴۷۸	بیان تشریف آوردی حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۵۰۹	حال خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
"	بیان خروج یاجوج و ماجوج	۵۲۳	شمار معاویہ در ملکوت
۴۷۹	بیان مقابلہ نصارے	۵۴۹	بیان حرہ
۴۸۰	بیان امام مہدی علیہ السلام	۵۵۵	احوال ابن زیاد
"	بیان حد و ثب دغان	۵۵۸	ذکر حجاج طغ الم
۴۸۶	شمارہ دمان زیر عرش	"	حال عبدالملک بن مروان
۴۸۷	حساب دواب و انعام	۵۵۹	حال عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ
۴۸۹	بیان ملاحظہ نامہ اعمال ہنگام	"	بیان سشت بودن تخنیک
"	بیان حال بنیان	۵۶۱	بیان اسرار و حالات دوازده امام مشہورہ تفصیل
"	بیان حال پل صراط		
"	بیان عبور بر پل صراط		
۴۹۰	بیان خوشی کوثر		
"	بیان کشادگی فضاے بہشت		
"	بیان انبیاء علیہم السلام		

الحمد لله على عباده الذين اصطفى

درین مورد کتاب برکت خطاب جامع حلال و معجزات از ابوالشیرازم ناما ترا لایا شهادت حضرت حسن علی المرتضی
از روی آیات قرآنی و احادیث نبوی و اقوال اولیای در کتب و تراجم و طوفاً بر صورت اهلار و مشائخین یافته شده

مسمی به

احوال الانبیاء
تفصیح الازکیما

جلد دوم

از تالیف شیخ مرتبه علما اسوه عرفا سوزنده آتش جمال مصطفوی کوی ابوالحسن حسین صاحب کمال
بتصحیح بنیادی محمد ابوالحسن صاحب ترجمه و تدریس محمد احسن صاحب طبع و بیان و تالیف بنیاد و تالیف بنیاد و تالیف بنیاد

مطبع منشور لکهنو طبع و نفاذ
درین نافتو لکهنو طبع و نفاذ



الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة على رسوله محمد وآله واصحابه وازواجه وبناته
 متممة در احوال جناب رسالت تاب مستغنى از انقباض حضرت سرور كائنات اول مخلوقات
 بزيات افضل موجودات خاتم الانبياء والمرسلين شفيع المذنبين والعالمين مقصود الطالبين
 مطلوب عاشقين حبيب الدارين محبوب النشأين احمد محبى محمد مصطفى صلى الله عليه وعلى آله
 واصحابه وسلم نسب شريف اهل تحقيق في اسطرت كهاجركه ابو القاسم محمد بن عبد الله بن شيبه
 المحمدي ابو الحارث عبد المطلب بن عمر والملقب بهاشم بن مغيرة عبد مناف بفتح الميم كنى بابي عبد شمس
 ويقال له القمر ايضا لكثرة احسن والجمال بن قصي بطح القاف وفتح الصاد والمهمل وتشديد التثنية
 بصيغة التصغير ويقال له زيد ويزيد بلقب بالجمع بن كلاب بكسر الكاف العربي اسمه الحكيم او عردة
 بن مرة بضم الميم وتشديد الراء والمهمل بن كعب بفتح الكاف وسكون العين المهمل لوحي بضم اللام و
 فتح الواو وتشديد التثنية بن غالب بفتح الغين الموحدة بكسر اللام بن قهر بكسر الفاء وسكون الهاء
 لقبه اقرش عند البعض بن غالب بن اضر بفتح التاء وسكون الصاد والمهمل لقبه بقرش عند
 بن كنان بكسر الكاف وفتح النون لقبه قرش عند البعض بن خزيمه بضم الخاء والموحدة بفتح الراء ونقطة

یہ بھی متنبہ و مرجع شریعت ابراہیم علیہ السلام تھے اور الیاس کی اولاد مشہورہ میں مذکور ہیں کہ قحط
 اپنے آبا و اجداد کی بزرگی و شرافت بوجہ کمال حاصل کی ولندہ تھی یہ اور ہا و ہوز مذکور ہیں بنا بر
 مبالغہ ہو گا ہوتا تھا فی العرب اور ان سے خیریمہ ہو سکتی تھی سردار قوم تھے اور قبیح ملت خفیہ
 ان سے کہنا نہ ہو سکتی تھی بصفات حسنہ خصوصاً صفت سخاوت و وسعت اخلاق اس مرتبہ تھی
 کہ اوقات تنگدستی میں بھی بیل و ایشا میں دروغ نہ کرتے تھے آخر حیات میں انھوں نے اولاد کو
 وصیتیں بہت فرمائیں از انجملہ یہ بھی تاکید فرمائی کہ نور محمدی صلعم کو ارحام طاہرہ میں استعمال
 کرتے رہو انکی اولاد مشہورہ سے انھیں کینیت انکی اولاد نصرت ہی روایت ہو کہ نصرت بن کنانہ
 ایک روز سونے کے کسی نے پکار دیا نصرت تھکے کو تیار دیا گیا درمیان ملک ظاہری
 اور غرت سردی کی نصرت نے کہا کلا یا رب قد اخیرت ما یبقی الا بدیعہ اہل تاریخ لقب کا قریش
 بیان کرتے ہیں اور وجہ تسمیہ میں کئی توجہ میں لکھتے ہیں اول یہ کہ قریش ایک جاہل و بزرگ ہو
 دریا میں کہ وہ مچھلیاں کھانا کرتا ہو اور اسکو کوئی نہیں کھاتا جطرح صراحہ میں ہو سب
 نصرت نے اکثر قوم بہت پرستیلا پایا تھا انکو قریش کہنے لگے دو بڑے قریش ماخوذ ہو تو قریش سے
 اور قریش معنی آفتیش ہو نصرت کا یہ دستور تھا کہ جب ایام حج میں خلائق کثیر جمع ہوتی تو یہ نین
 فقرا و مساکین کو تلاش کر کے پھر دیا کرتے تھے اس سبب سے قریش کہلاتے تھے یہ کہ قریش
 مشقت ہو تو قریش معنی کسب سے اور نصرت کا یہ دستور تھا کہ اپنی قوم کو اکثر بنا بر تجارت بھیجا کرتے تھے
 اندامی بقریش چوتھے قریش معنی حبس کردن و فراہم کردن ان کی آیا و نصرت نے اپنی اولاد کو عیش
 جمع کیا اسلیئے قریش کہلاتے و ذرا اوج بھی جدا رہا آیت ہو کہ وقت وفات نصرت نے اپنی اولاد کو
 جمع کر کے اکثر نصائح فرمائے اور مالک کو و لیمہد کہا اور مالک نے وقت وفات خیر و نصائح کر کے
 قوم کا سردار گردانا اور نصرت نے غائب اپنے بیٹے کو وصی کیا اور غالب معنی شدت و سختی اور مرجع
 جمیع آیا ہو اور غالب نے کوئی کو مرجع، لمجائے قوم وقت وفات قرار دیا اور لوی نے کعب کو گویا
 اپنے وقت میں بڑے سردار و مرجع جمیع امور تھے اور او کی اولاد میں قرۃ نامور ہو کے کر و مرجع
 قریش کو جمع کر کے نصیحت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میری اولاد سے پیغمبر آخر الزمان پیدا ہو گا انکی
 متابعت کرنا اور ایمان لانا پیر واجب ہو یہ بات میں نے اپنے آبا و اجداد سے سنی ہو اور ملکویت
 کرنا ہوں کہ لفظ رگمہ نبویہ کو ارحام طاہرات میں تفویض کرو اور انکا یہ دستور تھا کہ سال قحط میں
 فقرا و مساکین کو کھانا کھلاتے تھے اور وقت وفات اولاد کو جمع کر کے انوار وجہ سے بنا ہر

رحال

رحال

رحال

رحال

رحال

رحال

صیانت نور محمدی و صیایا کیے اور کلاب کو دیکھ کر گدانا اور کلاب بمعنی ہمد گرد خصوصیت کرنے کے آیا ہو
 یہ جمع ہو کلاب کی و کلاب بالفتح بمعنی سگ ہو اور مراد اس سے معنی کثرت کے ہیں اور اب عرب بتھا
 کہ اس قسم کے نام اولاد کے بطرح کلاب سباع واسطے تخولیت و متحدیر دشمنوں کے رکھتے تھے اور
 نام غلاموں کے مانند مزوق و درباح واسطے محبت اپنی کے رکھے تھے جب کہ وفات قریب پہنچی تو
 قصی نے اسی بیٹے کو سردار کیا اور قصی تصغیر قصی کہ اور بولغت بمعنی بعید ہو اور وجہ تسمیہ یہ ہو گی بعد وفات
 مع اپنی مان سمانہ فاطمہ کے بلا وقضاہ حدود و شام میں اقامت پذیر ہوے اور وطن سے دور رہے
 اور چونکہ ان کے سبب بنے قریش بعد از پریشانی مکہ میں مجتمع ہوے اس جہت سے جمع کھلائے
 دارالندوہ انھیں کا بنایا جو ابھی اسی مکان میں قریش کے اشراف جمع ہو کر مشورت کرتے تھے
 چنانچہ یہ بات جناب سالت پناہ کے وقت تک باقی تھی اور دارالندوہ بمعنی مجلس قوم و جماعت ہو
 اور ندوہ از روئے لغت بمعنی سخن گفتنی دزدی و نادیدہ بمعنی مجلس روایت ہو کہ قصی نے ایک روز
 اپنے اہل بیت کو جمع کر کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی وصیت فرمائی اور غضب الہی سے ڈرایا
 بعد اسکے ہر ایک بیٹے کو ایک ایک کام پر مبعین کیا چنانکہ عبد اللہ کو علم داری اور درباری کعبہ کی
 عنایت کی اور ضیافت اور مہمانی حاجیان ام القری کے تفویض کی اور نقابت دیالت و امارت
 و سرداری عبد مناف سے متعلق کر دی اسکے چار بیٹے ہوے ہاشم جو عبد اللہ اور عبد الشمس
 جد نبی اُمیہ اور نوفل جد جیر بن مطعم و مطلب جد اصلی امام شافعی ہیں و روضۃ الاحباب میں ہو کہ
 ہاشم اور عبد الشمس قوم پیدا ہوے تھے اور دونوں کی پشتیں ملی ہوئیں تھیں تلوار سے جدا کی گئیں
 کہ وہی تلوار دونوں میں رہی چنانچہ حضرت صلعم میں اور ابوسفیان میں اور علی مرتضیٰ او معاویہ میں
 اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید علیہ السلام متفقہ ہیں ظاہر ہوئی وقت وفات عبد مناف نے
 سرداری قوم ہاشم کو سپرد کی وجہ تسمیہ ہاشم یہ ہو کہ ہشم بمعنی نان ریزہ کردن آیا ہو انکا دستور تھا
 کہ قحط کے دنوں میں دیار شام میں روٹیاں اونٹوں پر لاد کر لاتے اور دو اونٹ ذبح کر کے پکاتے
 اور خشک روٹیاں سے تریہ بنا کر لوگوں کو کھلاتے تھے اول عرب میں بلکہ رقبہ ضیافت انھیں نے
 جاری کیا ہو اور سخاوت انکی ضرب المثل ہو انکی پیشانی سے نور محمدی چمکتا تھا نام انکا عمر اعلیٰ ہو
 اور ہاشم لقب آخر عمر میں مسماہ بنی ہجریہ بنت عمر و ہجری سے مدینے میں نکاح کیا کہ ان سے عبد المطلب
 پیدا ہوے تب ہاشم جانب شام تشریف فرما ہوے اور بتمام غزہ یا غزہ کہ متعلقات دمشق سے ہو
 وفات پائی اور وقت نزع اپنے بھائی مطلب سے وصیت کی کہ کمان اسمعیل و ملہ نزار و کلینہ خانہ کعبہ شریف

و کلاب

و کلاب

و کلاب

و کلاب

و کلاب

و کلاب

حال مطلب

لڑکے کو جگانام شیبہ ہر عنایت کرنا اور بعضے کہتے ہیں کہ ہاشم نے قبل ولادت عبد المطلب کے وفات پائی اور وقت رحلت جو ان تھے تین بیٹے موجود تھے ایک اسد پدر مادر علی مرتضیٰ دوم فضیلہ سوم صفی اور بعد وفات ہاشم عبد المطلب پیدا ہوئے نام انکا شیبہ اس سبب سے ہوا کہ انکے سر میں سب سفید بال تھے یا ایک بال سفید تھا اور بعد بلوغ بسبب کثرت محامد شیبہ الحمد کھلائے اور عبد المطلب کھلانے کی وجہ جمہور کے نزدیک یہ ہر کہ ایک شخص قوم قریش کا بعد وفات ہاشم رہنے میں آیا اور اس نے ایک لڑکے کو تیر چلائے دیکھا اور وہ کہتا تھا انا بن ہاشم جب وہ شخص کے میں آیا تو اس نے حرم کھیسے میں مطلب بن مناف سے ملاقات کر کے کہا جو کچھ دیکھا اور سنا تھا مطلب اسی مقام سے اونٹ پر سوار ہو کر رہنے میں پہونچا اور شیبہ الحمد کو بلا اطلاع انکی مان کے لے چلا چونکہ شیبہ جامہ کنہ پہنے ہوئے تھے تو جو کوئی راہ میں طلب سے پہچتا یہ کون ہو وہ کہتے کہ میرا غلام ہو جب کے میں پہونچے تو پوچھا کہ انھیں ہنساکے مجلس قوم میں لائے اور حال مفصل بیان کیا اسدن سے شیبہ عبد المطلب کھلائے اور روضۃ الاحباب میں ہو کر بعد وفات ہاشم شیبہ کو مطلب سے پرورش کیا اور دستور تھا کہ جو کوئی کسی یتیم کو پرورش کرتا تھا وہ یتیم اسکا غلام کھلاتا تھا اس سبب سے عبد المطلب کھلائے و لاخلاف بین الرویین ترج الدہ میں ہو کہ عبد المطلب کے بارہ بیٹے ہوئے اور چھ بیٹیاں ہوئیں عبد اللہ و ابو طالب و زبیر و عبد الکعبہ چار پسر اور سماء و ہبہ و ہرہ و حاتمہ چار دختر سماء فالتمہ بنت عمر غزوہ بدر اور حمزہ سید الشہداء و مقوم و جمل بتقدیم الجیم علی الحار الموحده اور بانکس کراسکو عبد و سرور بھی کہتے ہیں اور سماء و صفیہ دختر بن سماء ہالہ بنت و سب بن عبد مناف تھا اور عباس و ضرار و قثم سماء ہالہ بنت حباب سے اور حارث و ابولسب جسکا نام عبد الغری تھا اور سماء اروی سماء صفیہ باقیہ بنت جندب سے گذانی الموحب اور روضۃ الاحباب میں اروی کو سقیہ عبد اللہ لکھا ہو اور ابولسب جسکا نام عبد ارق یا عبد الغری تھا بلطن لپی بنت ہاجر سے شمار کیا ہو اور عیداق کو تیر حوان بیٹا لکھا ہو انھیں کہ حارث پسر عبد المطلب سب سے بڑا تھا یہی شخص حفر چاہ نہ مرزم میں عبد المطلب کا شریک تھا اسی کے بیٹے ابوسفیان و ثیرہ و نوفل تھے سو ابوسفیان و نوفل ایمان لائے تھے اور ابوسفیان غیر پر معاویہ میں اور ان لوگوں میں سے ضرار و قثم و جمل کے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور بعضوں کے نزدیک قثم حارث کا بھائی تھوڑی تھا صغریٰ میں مگر گیا تھا ابن جزی نے لکھا ہو کہ قبل پیدا ہونے عبد اللہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن عبد المطلب نے خواب دیکھا کہ میری پشت سے ایک بچہ نوزائش کھلی کہ اس میں چار طوفین ہیں

ایک طرف جانب آسمان چلی اور دوسری طرف جانب مین اور تیسری طرف سمت مشرق اور چوتھی جانب مغرب اور وہ زنجیر ایسی تاجان و روشن و پر نور ہو کہ نگاہ کو تاب آسکی رویت کی نہیں ہو پھر وہ زنجیر ایسی بڑھی کہ برابر ایک درخت کے سر سبز و شاداب ہو گئی اور ہر طرح کے میوے لگے اُسین نظر آئے اُسکے سائے مین دو شخص مہیب صورت کشیدہ قامت کھڑے ہوئے دیکھ پڑے مین نے اُنسے پوچھا تم کون ہو ایک نے کہا ہم نوح نبی اللہ علیہ السلام ہیں دوسرے نے کہا میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہوں اور کہا ہم اسیلے آئے ہیں کہ اس درخت کے سائے مین آرام لیں اور مردہ ہو نہ سکیں عبدالمطلب اس خواب سے پھر مین خواب سے اُٹھ کر خوفناک و ترسکا باہر گیا اور قریش کے کاہنوں سے اسکی تعبیر پوچھی کاہنوں نے کہا کہ اسی عبدالمطلب تیرے صلب سے ایسا شخص پیدا ہوگا کہ جسپر تمام اہل آسمان و اہل ارض ایمان لائینگے اور باعث رحمت ایک قوم اور سبب خرابی دوسری قوم کا ہوگا بالجملہ بعد وقوع اس واقعے کے عبدالمطلب نے مسماۃ فاطمہ مخزومیہ بنت عمر بن حایہ مخزومی سے نکاح کیا اُنسے عبد اللہ والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم پیدا ہوئے عبدالمطلب نے جانا کہ یہ لڑکا خواب والا ہو لیکن جو پوتا حکم بیٹے کا برکتنا ہو مگر اُس خواب کا پشت عبر اللہ سے ہوا اور جب عبد اللہ جوان ہوئے تو قطع نظر از پاپکی طینت بڑے زور آور پہلوان تیر انداز از بس خلیق و کریم و مجمع صفات کمالات و حسنات ہوئے اُنکے حسن جمال کا ایسا شہرہ ہوا کہ صناید قریش سے ہر ایک شخص آرزو رکھتا تھا کہ اپنی بیٹی کا عقد نکاح اُنسے کر دے اور چونکہ نور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ کی پیشانی سے چمکتا تھا اہل کتاب اس نشان اور دیگر علامات سے جانتے تھے کہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم انھیں کے صلب سے ظاہر ہونگے اس سبب سے وہ لوگ عبد اللہ سے عداوت مانتے اور اکثر اوقات اُنکے مارنے کو اطراف کے مین آتے اور بشاہدہ امور غریبہ و شواہد عجیبہ نامراد و ناکام پھر جاتے اور قبل اس خواب کے جب حکومت و پیشوائی اہل مکہ عبدالمطلب کو بعد فوت مطلب اُنکے چچا کے پہنچی تو ایک دن فنا کعبے مین سوئے تھے ایک شخص نے خواب مین حکم دیا کہ چاہہاں زمر زم کو کھو اور زمر زم سبب شامت ظلم و فساد قوم جریم کے غائب ہو گیا تھا یعنی عمر بن حارث سردار قوم جریم نے حجر اسود کو رکن کعبے سے جدا کر کے حج ہر دو غزال کعبہ جنگو اسفند یا زفارسی نے بطور بدینہ کھجے تھے اور کئی بتیا رکھ بیت اللہ مین تھے چاہہاں زمر زم مین کلمہ کر نشان زمر زم مٹا دیا تھا اس سبب سے عبدالمطلب مقام زمر زم سے واقف نہ تھے کہ واقعہ کمان جو دوسری مرتبہ پھر خواب دیکھا

خبر

کوئی کتاب کہ زمزم ذخیرہ شیخ اعظم یعنی اسمعیل بن جببیدہ ہو تو زیادہ تر حیران ہوئے پھر سو رہے
کننے والے نے کہا کہ بامین سرگین اور خون جس جگہ کہ آپنی منقار سے سوراخ کرے اور اس کے مقابل دو ثبت
سرخ رنگ رکھے ہوئے نظر پڑیں ناچار دوسرے دن بیت الحرام میں گئے اور ترصد علامات مرثیہ ہو کر بیٹھے
اتفاقاً کئی مشترک ایک حُزورہ میلہ کو چاک کے پاس فوج کرتے تھے دفعۃً تہ تیغ سے نکل کر بھاگے اور چہرہ
زمزم کے پاس پہنچے اور آساف زاملہ کے سانسے کو اُٹسی جگہ دونوں منصوب تھے دونوں نے اسکو فوج کیا
اور خون اسکا آنہر ملا اور گوشت و پوست خود لے گئے اور خون و سرگین دین چھوڑ گئے اُسی وقت ایک کو آ
ایا اُسے اپنی منقار سے وہاں سوراخ کیا تب عبد المطلب نے خیال کیا کہ یہ میرے خواب کی علامتیں ظاہر ہوئیں
اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا اسکی حقیقت و ماہیت یہ ہی الجملہ امارات و علامات اُس خواب کے
بصائت نبی عبد المطلب پر نبوی ظاہر ہوئے تو عبد المطلب جد رسول اللہ کا عزم جمہر زمزم پر ہو گیا اور
ارادہ کیا کہ زمزم کو صاف کرین قریش مانع ہوئے عبد المطلب مع اپنے بیٹے حارث کے برسرِ بقا بلہ آئے
اللہ تعالیٰ نے اُنکو غالب اور منصور کیا کہ زمزم کو ایسا صاف کیا کہ پانی بھلا اور بڑی نام آوری ہوئی
اُسوقت عبد المطلب نے یوں نذر کی کہ اگر میرے دُش بیٹے ہوں تو ایک کو راہِ خدا میں قربان کروں گا
اُمید نے دُش بیٹے عنایت فرمائے جب سب جوان ہوئے ایک سے عبد المطلب خانہ کعبہ پاس ہوتے تھے
خواب میں دیکھا کہ گونیدہ کتاب نذر وفا کر عبد المطلب ترسان لرزان بیدار ہوئے اور وفائے نذرین
مقابل تب ایک بکری فوج کر کے فقر کو کھلائے پھر خواب میں دیکھا کہ نذر ادا کر اور قربانی کر بزرگ تر
اس سے عبد المطلب نے کھاسے حلال کی پھر تیسری بار خواب دیکھا کہ قربانی کر بزرگ تر تب اونٹ
سخر کیا پھر خواب میں دیکھا کہ قربانی کر بزرگ تر اس سے عبد المطلب نے پوچھا کہ اس سے زیادہ کیا ہو
جواب ملا کہ ایک بیٹا فوج کر اس بات سے عبد المطلب بہت ڈرے اور غمناک ہوئے اور اپنے بیٹوں کو
جمع کر کے صورت حال ظاہر فرمائی بیٹوں نے کہا کہ ہم حاضر ہیں عبد المطلب اس اطاعت سے بہت
راضی ہوئے اور واسطے تسکین خاطر کے قرعہ ڈالا کہ جتنا نام نکلے اسکو قربانی کرین قرعہ عبد اللہ کے نام
نکلا عبد المطلب تعجب ہوئے لیکن ناچار چھری لیکر عبد اللہ کا ہاتھ پکڑ قربان گا وہ میں لائے چونکہ عبد اللہ بہت
خوبصورت تھے قریش مانع آئے اور بعد رد اور کد سبیل نامے ایک کاہنہ کے پاس گئے اُسے کہا آدمی کی
دیت سمجھاؤ یہاں دُش لونٹ ہیں سو ایک طرف عبد اللہ کو رکھو اور دوسری طرف دُش اونٹ
تب قرعہ ڈالو اور اسی طرح کردہاں تک کہ قرعہ لونٹوں کے نام نکلے چنانچہ اسی طرح عبد المطلب نے قرعہ ڈالا
یعنی دس اونٹ عرب میں دیت انسان مقرر تھے ملاحظہ کیے اور قرعہ ڈالا عبد اللہ ہی کا نام نکلا تب

دس اونٹ اور زیادہ فرمائے پھر بھی عبد اللہ کا نام نکلا یہاں تک کہ دس مرتبہ قرعہ ڈالا اور سواونٹوں کی
 نوبت پہنچی آخر گیارہ اونٹوں کے نام نکلا کہ عبد المطلب نے بعض عبد اللہ انکو نذر خدا میں
 قربان کیا اس غصہ میں عمر عبد اللہ کی پچیس برس بقیہ تیس برس کی تھی اس سبب سے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ انا ابن الذبیحین یعنی عبد اللہ اور حضرت اسمعیل علیہ السلام فائدہ
 دور اسلام میں شارع نے سواونٹ کہ غدیہ عبد اللہ تھا خون بہا انسان کا مقرر فرمایا فائدہ قریش
 اس سبب سے چاہہ زفرم کے حصاد کرنے سے مانع ہوئے تھے کہ قریب مقام زفرم کے دو بت یعنی
 آساف و ناملہ رکھے تھے اس سبب سے چاہہ زفرم کے کھودنے سے ناراض تھے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے
 کہ جس رات میں عبد اللہ پیدا ہوئے ہیں اہل کتاب نے جانا کہ پیغمبر آخر الزمان کی ولادت قریب ہو اور
 سبب سکا یہ ہوا کہ ایک جامہ صوف سفید لبوس حضرت یحییٰ پیغمبر کا لاکھو کا فروں نے شہید کیا تھا
 خون آلودہ اُنکے پاس تھا اور مضمون کتب سماویہ سے جانتے تھے کہ جب وہ جامہ بارو گر خون تازہ
 سرخ ہو جائے اور چند قطرے خون کے اُس میں سے نکلیں تو یہ علامت قرب تولد پیغمبر آخر زمانے کی ہو
 سو اُس رات میں اُس جاسے میں یہ نشان ظاہر ہوا تھا اور اسی سبب سے ہمیشہ عبد اللہ سے دشمنی رکھتے
 اور عبد اللہ شکار دوست تھے چنانچہ ایک دن عبد اللہ شکار کو لگے وہاں نوٹے آدمی اہل کتاب کے
 سکوارین زہر آلودہ کھینچے ہوئے جانب شام سے اُنکے قتل کے ارادے پر اُسے و جب بن مناف بھی
 اُس جنگل میں دوسری طرف سکا کھیلے تھے اُنھوں نے دیکھ کر چاہا کہ میں اعانت کر دوں نعمتہ چند ہزار
 اہل قبوٹوں پر یا ستر سو ار کہ جنکو اس عالم کے لوگوں سے کچھ بھی مشابہت نہ تھی غیب سے ظاہر ہو
 یعنی فرشتے تھے کہ آسمان سے اترے اور اُس گروہ بے شکوہ کو عبد اللہ سے دفع کیا سب ہلاک ہوئے
 ایک سبھی نہ سچا وہب بن مناف نے اُسی دم سے چاہا کہ مساتہ آمنہ بعد ہجرہ و کسریم و لون منقوہ
 اپنی بیٹی کو عبد اللہ سے عقد کر دوں سو اپنے گھر میں آکر اپنے اقارب سے مشورہ کیا سب لوگوں کی
 رائے مطابق ہوئی تب مساتہ برہ بنت ام حبیبہ بنت ہرہ بنت قلابہ بنت امیمہ بنت دب بنت
 لیلیٰ بنت عوف والدہ آمنہ زوجہ وہب بن زہرہ بن کلاب بن مرہ نے عبد المطلب کو پیغام بھیجا
 تو وہ اس تلاش ہی میں تھے کہ اگر کوئی عورت عقیقہ با حسب نسب نظر پڑے تو عبد اللہ کا
 عقد کروں جبکہ منہ بنت وہب کو بصفات حمیدہ موصوف پایا ملا تا مل راضی ہوئے کہ باہم خطبے کا
 طریق قائم ہو گیا بعد چند سے شعبا بیٹا لب بن عبد سے فراغت حاصل ہوئی اہل سیر کے
 نزدیک شہب جمعہ اوسط ایام شریف میں قریب ہجرہ النوسلی نوبت مقاربت پہنچی تو نور محمدی

صلی اللہ علیہ وسلم کہ پیشانی عبد اللہ میں چمکے یا تھا منتقل ہوا یعنی آمنہ حاملہ ہوئیں اسی سبب سے امام احمد منیل رحمۃ اللہ علیہ یوم جمعہ کو لیلتہ القدر سے افضل جانتے ہیں کیونکہ جو خیرات اور برکات اہل عالم پر اس رات میں نازل ہوئیں کسی اور رات میں تا دو رقیامت نازل ہونگی اس سال میں کافرون نے حج خجادی الثانی میں ادا کیا تھا کیونکہ طائفہ کفار جب حج بھول جاتے تھے تو تقدیم و تاخیر کا لحاظ نہ رکھتے تھے سوائے ذی الحجہ کے تھی ادا کرتے تھے روایت ہے کہ اس رات فرشتوں کو حکم ہوا کہ تمام عالم کو منور کرین رضوان کو ارشاد ہوا کہ دروازے بہشت کے کھول کر مشام جبروت و لاہوت کو معطر کرے مالک کو ارشاد ہوا کہ آتش دوزخ کو آج کی رات ٹھنڈا کر دے اور تحت شیطان کہ بین السماء والارض ہوا پر معلق تھا آلٹ ویا گیا و مرد و دود چالیس شہار و درجہاں بوقہیس پر بحالت اضطراب و ادیلا کرتا رہا پھر ایک فرشتے نے ان کو دریا میں غوطہ دیا پھر منہ کا لڑکی تو ذریت الجیس نے سبب پوچھا وہ مرد و دود لاکہ خرابی ہوئی ہماری تمہاری جو بھی نموی تھی آج کی رات آمنہ زوجہ عبد اللہ نو بیغم آخر الزمان علیہ السلام سے منور ہوئیں یہ ایسا شخص ہو گا کہ اسکے باعث سے عبادت لات و منات و عترتی و ٹہبل کی بائکل ہو قوت ہو جائی یہ مورتیں سب توڑی جائیں گی جملہ ادیان منور ہونگے شرک و کفر و زنا کاری و قمار بازی و شرابیاری کو منع کریں گے جو نہ مانیکا اس سے سزا دی جا رہی آمد و رفت آسمان پر ہونگی جب قصد کریں گے فرشتے انکار می پھینکیں پس علم کدانت و غیب کوئی ایک فلم نہ رہیگا تمام عالم عدل و انصاف سے منور ہو جائیگا تمام روئے زمین مساجد ہو کر عبادت حق سے آباد ہوگی افعال نیک کا روز بروز کمال بد باتوں کا ہر دم و آل ہو گا روایت ہے کہ جس رات میں نور محمدی نے بطن پاک آمنہ کو منور کیا اور سپہ رسالت کا آفتاب برج حمل میں در آیا اسکے صبح کو جہان کے ثبت منہ کے بل کرے شیاھین معذوق فلک سے بند کیے گئے پادشا ہوں کے تحت آلٹ گئے حضرت احدیت سے ارشاد ہوا کہ ای ملک ارض و سما آج تمام عالم کو نور محبوب سے منور کرو چنانچہ کوئی گھر نہ تھا جو نورانی نہ ہو کوئی جانور نہ تھا جو گویائی میں نہ آیا مشرق سے مغرب تک خوش و طیب و نور نے خوشیاں کیں اور شادمانہ جہروتی و لاہوتی خوب نیکی روایت ہے کہ بعد نکاح و قبل زفاف ایکے و ز عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رقیقہ بنت نوفل کی طرف کہ بضم را مہملہ و فتح قافین بصیغہ تصغیر ہو و بر و اتیہ قتیلہ کہ بضم قاف و فتح ثناء فوقیہ و بر و اتیہ فاطمہ شامیہ و بر و اتیہ خثیمہ بضم خاء معجمہ و سکون نا و ثلثہ و فتح عین مہملہ یعنی فاطمہ کہ منسوب بقبیلہ خثعم تھی ہو کر نکلی وہ از خود رفتہ ہو کر بولی سوانٹ دنگی اگر تو میرے ساتھ

نزدیکی کر اور میرا کہا مان عبد اللہ نے فرمایا کہ یہ بات بلا نکاح نہیں ہوگی اُسے اصرار کیا عبد اللہ نے
 بہانہ کیا کہ گھر ہو یا آتا ہوں بعد اسکے گھر اگر اپنی بی بی سے ہم بستر ہوے اور وہ نوزج کے چوٹ سے
 شیشہ دل عورتوں کے چور چور تھے آمنہ کے پیٹھ میں پہونچا صبح کو عبد اللہ اُس عورت کے پاس گئے
 اور کہا کہ اگر نکاح کر تو میں راضی ہوں یہ عورت بھی بڑی کاہنہ حسینہ و فصیحہ متمولہ صاحب عصمت
 و عفت و ناکندہ تھی اُسے کہا کہ میں بدکار نہیں ہوں لیکن میں نے نور محمدی کو تیر ہی پیشانی میں
 چمکتا دیکھ کر جا بجا تھا کہ بطرح ہومین اسکو لون خدا نے نہ چاہا اب مجھ کو کچھ فرض نہیں اے عبد اللہ
 سچ بتا تو کس عورت کے ساتھ سو یا عبد اللہ نے احوال کہا اُسے کہا اے عبد اللہ اپنی بی بی کو خبر کر
 کہ تو نے اپنے پیٹ میں بہترین اہل زمین کو آٹھایا ہر اسکی محافظت کرنا ضرور ہو اور بعضے کہتے ہیں
 کہ یہ عورت ام قتال و زہد ابن نوفل کی بہن تھی اُسے اپنے باپ سے آنحضرت کا حال سنا تھا
 کہ بنی اسماعیل سے ہونگے سو اُسے نور محمدی پیشانی عبد اللہ میں دیکھ کر خواہش کی اور بعضے کہتے ہیں
 کہ نام اُس عورت کا جسے خواہش دھال عبد اللہ سے کی تھی لیلیٰ عدویہ تھا اور وہ بطریق روایات
 یہ ہو کہ ان سب عورتوں نے خواہش کی تھی ہر ایک راوی نے جو اسکو پہونچا روایت کیا ایک
 روایت ہو کہ اکثر عورتیں قریش کی کہ نور محمدی کی چمک سے عاشق جمال عبد اللہ تھیں کثرت
 غم و اندوہ سے بیمار ہو گئیں اور انہیں سے دوسو لو لکیاں اسی غم و درد میں مر گئیں روایت ہو کہ
 ان دنوں قحط و خشک سالی کے سبب سے قریش پر بڑی سختی تھی سو آنحضرت کی برکت سے
 خوب مینہ برسا اور تمام عالم سرسبز ہو گیا اور سارے حیوانات اور نباتات ہر ایک نو عجیب چھا گیا
 بلکہ اسی خوشی سے نام اس سال کا سنۃ الفتح والا بہتاج رکھا گیا ابو نفیم نے حضرت عباس سے
 روایت کی ہو کہ اس رات میں اہل قریش کے دو اب اور مویشی نے قدرت نطق پا کر
 خوشی میں چکا چڑکا کر کہا کہ قسم ہو پروردگار کی آمنہ کے پیٹ میں خدا کا رسول ہو
 تمام دنیا کا امام اور سارے خاندانوں کا چراغ اور عمدہ نبوت کا سرتاج روایت صحیح ہو
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پورے نو مہینے نہ زیادہ نہ کم مان کے پیٹ میں رہے اور
 جیسا کہ عورتوں کی عادت ہو کہ حمل کے دنوں میں بزرگی طبیعت اور ناخوشی خاطر رکھتی ہو
 سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو اس قسم کے عوارض سے کوئی بھی
 عارضہ نہ تھا بلکہ وہ فرمایا کرنی تھیں کہ حمل کے دنوں میں مجھے یہ بھی معلوم نہوا
 کہ میں حمل سے ہوں اور حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں میں کچھ سوئی کچھ جاگتی تھی

اسطرت ہو کہ اُسکی اولاد میں چودہ آدمیوں کی پادشاہی رہیگی اور یہ معاملہ ہو کہ آنشکہ
 فارس جو ہزار برس سے جلتا تھا ٹھنڈا ہو گیا اور سادہ کا دریا جو پڑے زور شور سے
 جاری تھا سوکھ گیا اور رودخانہ سادہ میں جو ہزار برس سے سوکھا پڑا تھا پانی جاری ہو گیا
 اس میں یہ اشارہ ہو کہ آتش پرستوں کا بازار سرد اور کفر کے دریا خشک ہونے اور دریا
 اسلام جاری رہینگے بالآخر اس واقعہ سے نو شیردان گھبرا یا اور بہت دنوں تک خائف رہا
 گمراہ حال کو کسی سے بیان نہیں کیا یہاں تک کہ قاضی القضاۃ فارسیوں نے جسکو
 موبدان کہتے تھے یہ خواب دیکھا کہ شترندہ سرکش عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہیں یہاں تک کہ
 دجلے سے گزر گئے اور بلاد میں پھیل پڑے موبدان نے تعبیر کی کہ عرب کے ملک میں حادثہ
 برپا ہوگا جس سے عجم کا ملک مغلوب ہو جائے پس نو شیردان ایسے ایسے واقعات سے
 پریشان ہوا اور اُس نے نعمان ابن المنذر کو لکھا کہ کوئی نجومی ایسا میرے پاس بھیج دے کہ
 اُس سے ان واقعات کا حال دریافت کروں نعمان نے عبد المسیح ابن عمرو غسانی کو بھیجا کہ
 نو شیردان نے کیفیت واقعات سے مطلع کر کے کشف حقیقت چاہی اُس نے کہا یہ سب واقعات
 دلالت جدو ث حادثہ پر کرتے ہیں مگر تعین وقت حادثہ سے میرا مومن سلج جواب دے سکتا ہوں
 اور یہ سلج وہ شخص تھا جو ایام میل عرم پیدا ہوا عمر اُسکی چھ سو برس کی تھی اور بڑا اکا ہن شایر
 اپنے علم میں ماہر تھا اور بہت نرکیہ اُسکی قدرت حق کی اعجاز تھی کہ تمام جسم میں جو بندہ تھے
 قدرت نشست و برخاست نہ رکھتا تھا اگر جب غضب میں آتا تو ہوا میں پھرتا اور بیٹھتا اور اعضا میں
 ہڈی نہ تھی سوائے استخوان حجمہ کے اور کنارے ہاتھ اور انگلیوں کے گویا ایک سلج گوشت کی تھی
 جسوقت چاہتے کہ اُسکو کسی مقام پر بجا لیں تو لپیٹ لیتے تھے جیسے کپڑی کو پٹیتے ہیں اور نہ
 اُسکے سر تھا نہ گردن نہ سینہ پر تھا جب کوئی غیب کی بات پوچھنا چاہتا اُسکو ہلاتا جیسے
 مشک دھونے سے ہلاتے ہیں تب اس میں دم پڑتا اور جواب دیتا وہب ابن مہبہ سے روایت ہو
 کہ ایک جن سلج کا آشنا تھا وہ خبرین آئندہ بتلایا کرتا تھا اور یہ وہ جن تھا جس نے طور سینا پر
 اللہ صاحب کا کلام جو موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا تھا سنا تھا انفرض نو شیردان
 عبد المسیح کو سلج کے پاس بھیجا جسوقت رسول کسریٰ سلج کے شہر میں آیا تو اُسکو سکرانہ موٹین
 پایا وقت ملاقات بعد عرض سلام جانب کسریٰ سے ابلاغ پیام کیا سلج نے جواب نہ دیا
 عبد المسیح نے سلج کو بلایا اور چند بیتین مشتمل احوال کسریٰ اور اُسکے سوال کی پڑھیں سلج نے

جب ان میتوں کو سنا جنبش کی اور کہنا عبدالمسیح آیا ہی بجانب سلطیح سوار اور پشتردامانہ رفتار
 بہ تحقیق سلطیح قریب اُسکے ہو کہ قبر میں داخل ہو بھیجا ہو تنجھکو ملک بنی ساسان یعنی نو شیردان نے
 بسبب اضطراب و تزلزل ایوان اور گرہٹے ننگردن کے اور نہ کھنچے آتشکہہ فارس کے اور خواب قاضی
 موبدان کی کہ اونٹ سرکش عربی گھوڑوں کو کھینچے ہیں یہاں تک کہ دجلے سے باہر اتر گئے اور
 بلاد فارس میں منتشر ہوئے ای عبدالمسیح میں کہتا ہوں اذ انطرت التلاوة ولعبت صاحب المرأة
 وفاز وادی السادة وغارت بحيرة سادة وخذت نيران فارس لم یکن بابل للفرس مقاماً

والا انشام سلطیح منا یا ملک منہ ملک و ملکات علی عدد الشرفات ثم کیون نہات و ہنات و
 کل ما ہوت ات حاصل یہ کہ جسوقت ظاہر ہو تملادت یعنی جسوقت قرآن خوانی ہوگی اور
 لاٹھی والا یعنی محمد رسول اللہ صلعم پیغمبر ہوگا اور دریا سے سادہ میں پانی جاری ہوگا اور سادہ کا دریا
 خشک ہو جائیگا اور فارس کا آتشکہہ ٹھنڈا ہوگا نہ رہیگا بابل فارس میں کامقام اور نہ شام
 سلطیح کا خواجہ بگاہ یعنی اسوقت سلطیح اپنی زندگی میں نہوگا سلطنت عجم تمام ہو صرف چودہ آدمی سلطنت
 سخت نشین ہوں ای عبدالمسیح جو کچھ ہونے والا ہو ظاہر ہوگا اور واقعات اس زمانہ کے افسانہ ہونگے
 چنانچہ یہلام کے مرگیا اور عبدالمسیح نے یہ جواب کسریٰ سے بیان کیا کہ چودہ آدمی بعد ونگرہ پادشاہت
 کرینگے اسکو مدت مدید درکار ہو لیکن تقدیر سے غافل تھا چنانچہ عرصہ قلیل میں ریاست اُسکی بہم ہوگئی
 اور دس دس چار برس میں مر گئے اور چار شخصوں کی دولت تا خلافت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے رہی
 خلافت خلیفہ ثالث میں وہ بھی جاتی رہی بالجماعہ باتین سلطیح نے کہیں تھیں وہ سبے رقع ہوئیں اور
 یزدجرد کا ملک سال سی ویک ہجری میں بسرگردی سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فتح ہوا اور یزدجرد
 آخر خلافت حضرت عثمان میں ایک سیابان کے ہاتھ سے جنگ مرو میں مارا گیا پھر انہیں کوئی پادشاہ ہوا
 محققین اہل تاریخ فرماتے ہیں کہ بعد سلطیح کے کوئی کاہن رہت گویا ہر نین ہوا اور عبد اللہ ابن عمرو ابن
 عاص سے روایت ہو کہ اہل شام میں ایک درویش عیص نام اکثر کہا کرتا تھا کہ ای اہل مکہ تم میں
 ایک لڑکا پیدا ہوگا جسکے مطلع عرب و عجم ہونگے اور قریب تر ہونے والا ہو چنانچہ جب کوئی مکہ میں پیدا ہوا
 وہ درویش اُسکا حال پوچھتا حتیٰ کہ آنجناب صلعم پیدا ہوئے تو عبد المطلب نے اُسکو اگاہ کیا اسنے کہا یہ
 وہی لڑکا ہے جسنے اُسکا نام کیا رکھا عبد المطلب نے کہا محمد نام ہو کہنے لگا اُسکی تین علامتیں مجھ معلوم ہیں
 ایک شب گذشتہ میں ستارہ اُسکا طالع ہوا دس برسے دو شنبہ کو پیدا ہوا تیسرے محمد نام ہوا اور فاطمہ علیہا السلام
 بنت عبد اللہ مادر عثمان ابن ابی العاص کہتے ہیں کہ تولد حضرت صلعم کے وقت میں بھی آننے کے پاس موجود تھی

سو مجھ کو ایک نور ایسا نظر پڑا جس سے تمام گھر روشن ہو گیا اور ستارے آسمانی آیسے نزدیک آ گئے کہ مجھے گمان ہوا کہ آمنہ پر یا مجھ پر نیک سے تھا یہ وہ نور جلالہا جسکی تجلی سے طور پر موسیٰ علیہ السلام گرا ہوش سے دور رہا اور اسکو نہ سمجھنا کہ ہوا آنکھوں کے حضور پہنچا یہ واجب ہوا کہ تم حسب حدیث شہورہ جب تک ذکر کرتے رہے محفل روشن رہے صلوات اُس پر پڑھو تاکہ رہے دل روشن رہے اور حاکم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ شہر کہ میں ایک یہودی تاجر رہتا تھا اُس نے قریش سے کہا رات کو ایک رکھال تم میں پیدا ہوا ہے قریش نے کہا ہوا خبر بنین ابولابہ شہنہ ہوا ہے اور اُس کے باہین دونوں شانوں کے بال جمنع ہیں جس طرح گھوڑے کی رگیں تب قریش یہودی کو لیکر دروازہ آمنہ پر آئے اور حضرت صلعم کو دیکھا تو وہ علامت پائی گئی اور یہودی یہوش ہو کر گرا اور بے ہوشی شاکہ اُٹھا واللہ نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہوئی اور عبد الرحمن ابن عوفؓ اپنی والدہ سماءہ شفا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کبھی تھیں کہ جس رات آمنہ کو دروازہ ہوا ہے میں قابلہ آمنہ تھی جب کہ حضرت صلعم میرے ہاتھوں پر بطن مادر سے آئے تو میں نے سنا کوئی کتابت ہر جگہ رکبک اور شرق سے غرب تک ایک روشنی ایسی ہو گئی کہ میں نے بعضے قلعے روم اپنی آنکھوں سے دیکھے اور آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میرے در و شروع ہوا تو میں نے ایک آواز سنی اور گئی پھر میں نے دیکھا کہ ایک پیالہ سفید شربت سے بھرا ہوا رکھا میں سمجھی دودھ ہے اور میں پیاسی تھی سو میں نے اُسکو پیاکہ دل کو اطمینان ہوا اور تحقیق محمدؐ میں اہل تاریخ کی یہ ہے کہ آمنہ شب تولد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم میں تنہا تھیں اسی سبب سے ترسان و ہراسان ہوئیں کہ غیب سے ایک طاائفہ ملکوت نے نزول کیا تب اطمینان ہوا اس دایت میں اور روایت موجودگی فاطمہ ثقیفہ اور شفا مادر عبد الرحمنؓ میں تعارض واقع ہوا کہ کتاب الحروف کے نزدیک تعارض ہو سکتا ہے اس طرح کہ جب دروازہ پیدا ہوا تو آمنہ اکیلی تھیں اور وہ اول شب تھی اور آخر شب میں یعنی ہنگام طلوع صبح ظہور السور و صلعم جملہ دوست اقارب سہمی نفسی حاضر ہوئے تھے اور بھی آمنہ فرماتی ہیں کہ حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ و صحابہ وسلم جو وقت پیدا ہوئے اُسی دم سجد سے میں کئے اور انگشت شہادت جانب آسمان اُٹھائی میں کہتا ہوں کہ یہ دعا فرمائی تھی واسطے نجات امت مرحومہ کے آمنہ فرماتی ہیں کہ بعد اُسکے ایک سفید ابر آبا سے آنجناب کو اپنے پیچ میں چھپا لیا اور میرے کان میں آواز آئی کہ گویندہ کہتا ہے اُسکو مشرق و مغرب میں پھر اللہ تاکہ سب مخلوق بری و بکری اور تمام ملائک ارضی و سماوی و جن و بشر و دوحش و طیور و درخت و حورائے نام سے واقف و آگاہ ہو جاوین اور بخوبی پہچان رکھین اور ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ و السلام کا خلق اور حضرت شیت علیہ السلام کی معرفت اور شیخ الانبیاء حضرت نوح و علیہ الصلوٰۃ و السلام کا خلق اور حضرت شیت علیہ السلام کی معرفت اور شیخ الانبیاء حضرت نوح

علیہ السلام کی شجاعت اور ابراہیم کی خلعت اور اسمعیل کی زبان اور اسحق کی رضا اور صلیح کی فصاحت اور یوسف کی حکمت اور یعقوب کا بشیرے اور موسیٰ کی شدت اور یوسف کا صبر اور یونس کی طاعت اور یونس کا جہاد اور داؤد کی آواز اور دانیال کا جیشہ اور الیاس کا وقار اور یحییٰ کی عصمت اور عیسیٰ کا زہ عطا کر دیا اور بحر اطلاق امتیاز میں غوطہ دو آمنہ فرمائی ہیں کہ جب یہ آواز سن چکی تو ابراہیم کھل گیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت پچھیدہ پارچہ بن زمین پائے گئے کہ مثل چشمہ اُس حریر سے پانی پینکتا تھا اور کہنے والا کہتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاکم ہوئے تمام دنیا پر تمامی خلق اُنکے مطیع ہوگی اور دوسرا کہ ایک ماہ چار دہم نظر آیا اور بوسے مشک اذفرنے داغ کو معطر کر دیا اور تین شخص نظر آئے ایک کے ہاتھ میں ابرق لغزہ اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت نرم دسبز اور تیسرے کے ہاتھ میں حریر سفید ایک نے لکھتیری نکالی اور سات مرتبہ دھو کر بن لکھتین مہر کر دی اور اپنی گود میں ایک ساعت رکھ کر میری گود میں دیا اور عبد المطلب سے منقول ہو کر بن یثرب ولادت آنحضرت صلعم مجاورت کعبہ میں مصروف تھا جب نصف شب گزری تو کعبہ مقام ابراہیم پر سجدہ میں گرا اور درو دیوار سے آواز آئی تھی

اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفیٰ الآن فطہ فی ربی من استجاب لالانعام وراحاس المشرکین یعنی اللہ بزرگ ہو جو پروردگار محمد مصطفیٰ کا جواب اُسے مجھے پاک کر دیا نجاست بتوں اور زبانت مشرکوں سے آواز غیب سے آئی کہ تمہارے کعبہ کو مقبول ہوا اور مسکن محمد کا گردانا گیا اور میں نے اُنکھ سے دیکھا کہ سورتین جو گرد کعبہ رکھی تھیں پارہ پارہ ہو گئیں اور نبیل لائے بٹ جو سب میں بڑا تھا آوندھے منھ زمین پر گرا پڑا تھا اور غیب سے ندا ہوئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آمنہ سے پیدا ہوئے اور سحاب رحمت آیا یہ احوال مشاہدہ کر کے عبد المطلب جانب خانہ آمنہ متوجہ ہوئے تو تمام گھر نوز سے بھر انظر آیا عبد المطلب نے آمنہ کو دیکھا تو نوز تابان مصطفیٰ پیشانی آمنہ پر نظر نہ آیا عبد المطلب نے پوچھا اے آمنہ وہ نوز کمان گیا فرمایا میں نے بیٹا جٹا ہو عبد المطلب نے قبشوق تمام کہا یہاں جلد لاکہ میں اُس سے مشرف ہوں آمنہ بولیں کہ توقع کیجیے اسوقت آپ اُسکو دیکھ نہیں سکتے کیونکہ جسوقت حضرت پیدا ہوئے تو ایک شخص آیا کہ قد قامت اُسکا خڑے کے درخت کے برابر تھا اُسنے کہا اس لڑکے کو باہر نہ نکالنا اور تین دن تک کسی آدمی کو نہ دکھلانا اس سبب سے میں مجبور ہوں تب عبد المطلب نے شمشیر برہنہ کر کے کہا کہ میں تجھ کو مار دوں گا آپ کو ہلاک کر دوں گا نہیں تو جلد میرے فرزند کو دکھلانا چار آمنہ نے وہ مکان حسین حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما تھے بتلایا فوراً عبدالمطلب اُسی طرف چلے گئے تو دیکھا کہ ایک مرد
 باغوث و حشمت و باہمت و جلالت شمشیر پہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑا ہوا ہے اس نے فرمایا
 اے عبدالمطلب تو کہاں آیا عبدالمطلب نے کہا میں اپنے نور البصر کو دیکھنا چاہتا ہوں
 فرمایا اے عبدالمطلب جب تک ملائک سموات اور ارض اُسکی زیارت سے مشرف نہو لینگے
 تب تک کسی بشر کو اجازت نہوگی کہ وہ دیکھے اس کلام کے سنہتے ہوئے عبدالمطلب کانپ گئے
 اور تلواریا تھ سے گر پڑی اور کہتے ہوئے باہر کو بھاگے اور قصد کیا کہ اس معاملہ سے
 قریش کو اطلاع کروں مگر طاقت بیان باقی نہ رہی محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے
 لکھا ہے کہ ابن دُفون عبد اللہ والد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی موضع البوئین
 اور درج الدرین مولانا اہل الدین محدث لکھتے ہیں کہ بعد معاملہ نکاح و زفات آمنہ
 عبدالمطلب نے عبد اللہ کو بنا بر تجارت جانب شام روانہ کیا تھا جب وہاں سے معاد و تکی
 قومیرۃ منورہ میں بیمار ہوئے اور متوقف ہوئے بنی نجار میں جب قافلہ جانب مکہ منقطع
 روانہ ہو کر ابو امین پہونچا تو عبد اللہ نے وفات پائی عمر انکی پچیس برس خواہ بایس
 برس کی ہوئے دار النابتہ یا دار الناکہ میں مدفون ہوئے اور مدارج النبوة میں ہے کہ
 عبد اللہ اور آمنہ سے سوائے حضرت کے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور محمد ابن اسحاق کے
 نزدیک وقت فوت عبد اللہ آنحضرت صلعم شکم مادر میں تھے اور بعضے کہتے ہیں گو دین تھے
 اثنا عشر مینے یا سات مینے کے اور بعضے دو ماہہ کہتے ہیں اور یہ قول اصح اقوال سے ہے
 اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ عبد اللہ نے وفات پائی تو فرشتوں نے کہا اے
 معبود بحق محمد تیرا پیغمبر یشیم ہوا ارشاد ہوا کہ میں حافظ اور نصیر اور کفیل اُسکا ہوں تم
 اُس پر صلوٰۃ و سلام بھیجا کرو اور دعا کیا کرو بالجماع عبدالمطلب نے حضرت صلعم کو دیکھا
 تو نہایت مسرور ہوئے اور بیت اللہ میں لے گئے اور پناہ خدا میں سوچ دیا اور محمد
 نام رکھا اور دروازہ کعبہ پر کھڑے ہو کر شکر خدا ادا کیا بعد اُسکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو بہ حفاظت تمام آمنہ کے پاس لائے اور محافطت کے واسطے نہایت تاکید کردی
 اور کہا اے آمنہ آگاہ ہو کہ میرے اس فرزند سعادت مند کی شان غلیم ہوگی اور اُسکو
 مرتبہ بلند عنایت ہوگا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ فائدہ پوشیدہ نہ رہے
 کہ محمد اشہر اسماء حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور اصل میں یہ لفظ بصیغہ اسم مفعول

از باب تفہیم جو اور تکریر و تکریم اسکا خاصہ ہے پس محمد بعضی ستودہ مکر و سیار و ولعہ مایل سے
 مقام تو محمود و نامت محمد بہ بنیان مقامی و نامی کہ دارد مطالع المسرات میں لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ
 وہ ہزار برس پیش از خلقت خلق ہی نام حضرت کا رکھا تھا کہ یہی نام عبدالمطاب کی زبان سے
 نکلا بعض قریش نے پوچھا کہ تمہارے آبا و اجداد میں یہ نام کسی کا نہیں ہوا ہے تہنہ کیلئے یہ نام
 رکھا عبدالمطاب نے کہا میں نے یہ نام اس واسطے تجویز کیا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی تعریف کرے اور
 اہل زمین اُسکی ستائش میں مصروف ہوں کذا فی مزرع الحسنات اور مواہب لدنیہ میں لکھا ہے
 کہ آمنہ نے ایام حمل میں خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہوا انت حاملہ بسیدۃ الامۃ فاذا وضعت
 فسمیہ محمدؐ اور اللہ صاحب نے چار جگہ اپنے کلام میں اسی نام سے یاد فرمایا ہے چنانکہ و محمد
 الارسل اور ماکان محمد اباحد من رجا لکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور الذین
 اتبعوا ما نزل علی محمدؐ اور محمد رسول اللہ و الذین معہ اور ذکر شریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 کتب سابقہ اور اسناد انبیاء گذشتہ میں باسم محمد و احمد بیشتر تھا اور اس نام کو اور احمد کو
 اللہ صاحب نے ایسا پوشیدہ رکھا تھا کہ کوئی شخص قبل حضرت کے اس نام سے نام زد
 نہیں ہوا لیکن احمد پس بالاتفاق کوئی اس نام کا منہ نہیں ہوا باقی رہا محمد سو یہ بھی ایسا ہی
 حتی کہ جب زمانہ نمودار نبوت احمدی قریب تر ہو سچا اور علما و تورات و انجیل اور کابھون اور
 بنویسوں نے اس مژدہ جان فرات سے لوگوں کو مسرور کیا تو بعضوں نے اپنے بیٹوں کے نام
 محمد رکھے اس آرزو سے کہ یہ نبی آخر الزمان ہوں اور عجائب حکمت الہیہ سے یہ ہوا کہ انہیں سے
 کسی نے بھولے سے بھی دعویٰ نبوت نہ کیا کہ باعث التباس و ہش تباہ واقع ہوتا حافظ ابن
 حجر اور سخاوی نے قریب پندرہ آدمیوں کے جنکے نام محمد رکھے گئے تھے بیان کیے ہیں
 محمد ابن عدی ابن ربیعہ تمیمی سعدی محمد ابن عیسیٰ بصیغہ تصغیر ہر دو مہملہ و محمد ابن اسامہ
 و محمد ابن البراء بکری و محمد ابن حارث و محمد ابن حرمان یحمری و محمد ابن حرمان جعفی و محمد
 ابن خزاعی سلمی و محمد ابن خولی ہمدانی و محمد ابن سفیان و محمد ابن یحمد اردی و محمد ابن یزید
 و محمد ابن الاسدی و محمد ابن القصبی اور قاضی عیاض نے محمد ابن سلمہ انصاری کو بھی
 انہیں میں شمار کیا ہے اور غرائب قدرت حق سے یہ ہو کہ یہ نام پاک یعنی احمد و محمد بعضے اور ان
 و شمار پر بخل قدرت لوگوں نے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اُنکے قصص و حکایات قاضی عیاض نے
 شفا میں اور قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں نقل فرمائے ہیں جسکو ملاحظہ کرنا منظور ہو ملاحظہ

اور عبد اللہ نو زری کہتے ہیں کہ غرہ جب سنہ آٹھ سو چوبیس میں ایک بچہ بکری کا پیدا ہوا تو اسکی پیشانی پر محمد رسول اللہ قلم قدرت سے لکھا تھا میں نے اسکو بچشم خود دیکھا اور صاحب فتح المتعالم فرماتے ہیں کہ سنہ ایک ہزار چھبیس میں فقیر نے بلرہ فاس میں ایک بچہ ایک عورت کے پاں دیکھا تو اسکی ایک جانب میں بقلم قدرت بخط سیاہ لاله الا اللہ لکھا تھا اور دوسرے پہلو میں محمد رسول اللہ سو میں نے اُس عورت سے لینا چاہا اور دو ذراں اس کے سونا دیتا رہا اُس نے نہ دیا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ جل شانہ اُس شخص کو دوزخ میں نہ ڈالینگے جس کا نام محمد یا احمد ہو اگرچہ اس حدیث کو صاحب مقاصد حسنہ اور مصنف سفر السعادت نے ضعیف کر دیا ہے مگر مجھ سے بھی امید ہو کہ اگر کوئی ایمان دار اس عقیدے سے نام رکھے تو عجب نہیں کہ آتش دوزخ سے محفوظ رہے اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے گھر میں تین نام ہوں محمد و احمد و عبد اللہ تنگی اُس گھر میں نہیں آئیگی اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص میری محبت کے واسطے اپنے بیٹے کا نام میرے نام پر رکھے قیامت کے دن وہ اپنے بیٹے کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو بندہ مومن اپنے بیٹے کا نام محمد رکھے جب اسکو بلاوے اور کہے اے محمد تمام حاملان عرش اُسکے جواب میں کہیں لبیک یا ولی اللہ پھر کہیں خوشخبری ہو تجکو اے ولی اللہ کے ہماری عبادت و طاعت میں تو شامل ہو اور اجر ہماری بندگی کا اللہ تجکو کرمست فرمایگا کذا فی الرکن الثانی من المعارج پس اکاتب الحروف کے نزدیک اس نام سے نامزد ہونا موجب فضیلت دنیا و آخرت ہے مگر تنبیہ باسم و کنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی محمد ابوالقاسم افراد آیا جمعا میں اختلاف واقع ہو تمام مالک رحمۃ اللہ علیہ بخوار مطلق قائل ہیں اور بعض افراد قائل بخوار ہیں اور جمعا منع فرماتے ہیں ابند ازہب الرافعی اور بعض کہتے ہیں کہ کنبہ افراد آیا جمعا مکروہ ہے صرف باسم محمد جائز ہے اور ملاعباد لیکنی حاشیہ صدر امین لکھتے ہیں کہ نام مبارک رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم بضم سیم اعنی محمد بولنا چاہیے اور غیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بفتح سیم لینا چاہیے اللہ اعلم بحقیقۃ الحال الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اقصہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم بطون سے عالم فطون تشریف لائے تو اول سات دن آمنہ نے دودھ پلایا پھر ابو لب کی نو مڈی نو پیر نے اور یہ نو پیر وہ ہے جسے آنحضرت کے پیدا ہونے کی بشارت ابواللب کو پہونچائی کہ تیرے بھائی عبد اللہ کے گھر میں کروکا پیدا ہوا ہے اسی وقت ابو لب نے اسکو اس بشارت کے صلے و انعام میں آزاد کیا اور یہ کہدیا کہ

تو جا کر دودھ پلاتا تب اس نے دودھ پلایا اور حمزہ ابن عبد المطلب اور ابوسلمہ عبد اللہ ابن عبد الاسد
 حمزہ دی اور عبد اللہ جمش اسدی نے بھی کسی کا دودھ پیا اور اس عرصہ میں لڑکا ثویبہ کا مسروح نام تھا
 اگرچہ ثویبہ کے اسلام میں اختلاف ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی تعظیم کرتے تھے اور مدینہ
 منورہ سے اکثر اُسکے واسطے الغام اور پوشاک اور خلعت بھیجتے رہے ہیں اور ثویبہ نے سنہ اٹھ ہجری میں
 خیبر کی واقعہ کے بعد وفات پائی اغلب یہ ہے کہ محبت آنحضرت سے مغفرت اُسکی ہوئی ہو اور حضرت
 عباس ابن عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی ابولعب کو دیکھا کہ بد حالت میں گرفتار ہو
 میں نے اُس سے حال پوچھا اُس نے کہا دو شنبہ کی رات کو عذاب میں رفاہیت ہوتی ہو اور باقی ہمیشہ
 عذاب میں مبتلا رہتا ہوں حضرت عباس نے کہا اسکا کیا سبب ہو اُس نے جواب دیا کہ جب پیرا ہوسے
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ثویبہ نے مجھکو بشارت دی سو میں نے اُس خبر کے صلے میں اُسکو آزاد کیا
 اور وہ رات دو شنبہ کی تھی اور صبح بخاری میں بھی اسکا اشارہ ہو اس مقام سے معلوم ہوا کہ جو کوئی
 بروز ولادت آنجناب اطہار فرحت و مسرور کا کرے تو ثواب پاوے بعد اُسکے حلیمہ سعدیہ بہت
 ابلی ذویب کے دودھ سے پرورش ہوئی اسکا قصہ اسطرح سے ہے کہ طبرانی اور بیہقی اور ابوالغیر وغیرہ
 محدثین نے حلیمہ سے روایت کی ہے کہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں قبیلہ بنی سعد ابن بکر کی عورتوں کے
 ساتھ جو شیر خوار لڑکوں کی تلاش میں نکلی تھیں کہ میں آئی تو اس سال بڑا قحط پڑا تھا اور
 میرے پاس ایک گدھی تھی کہ لاغری سے چل نہ سکتی تھی اور ایک اونٹنی تھی جو ایک قطرہ بھی
 دودھ نہ دیتی تھی اور میرا لڑکا اور خاوند میرے ساتھ تھے اور تنگ دستی کا یہ مرتبہ تھا کہ قانون کے بارے
 میں رات کو نہ نہ آئی اور نہ دن کو کل پڑتی جب قوم کی عورتیں کے میں پہنچیں تو سب نے اپنی خاطر خواہ
 اچھے لچھے مالہ ارون کے لڑکے دودھ پلانے کے واسطے لیے کہ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اور کوئی لڑکا باقی نہ رہا سو بھی اس سبب سے کہ آنحضرت یتیم تھے کسی نے قبول نہ کیا ناچار میں نے
 اپنے خاوند سے مشورہ کیا کہ مجھے کمال شرم آتی ہے کہ کئے سے خالی پھر جاؤں اور کوئی لڑکا اپنے
 ساتھ نہ لیجاؤں اب ستم سن رہی ہے کہ اس یتیم کو لے لوں سو بعد اس مشورہ کے میں اُمنہ کے پاس گئی
 اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک سفید کپڑے میں پلٹے ہوئے سوتے ہیں اور
 منفس جانبی ہو یعنی آپ سانس لیتے تھے اور یہ عادت محمود ہو اور جو بعضوں نے خراٹا کر کے تعبیر کیا ہے
 یہ صحیح نہیں ہے کہ کبھی خراٹا نہ لیتے تھے کیونکہ خراٹا ایک آواز ناپسند ہے اور خدا تعالیٰ نے سبائوں سے آپ کو منورہ
 کیا تھا یہ تقریر ہو مولانا ابوالفتح محمد دہلوی والد حضرت استاد الاشاہ دولا نامتقدنا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث قدس

اور بن مبارک سے مشک کی بو ایسی آتی ہو کہ سارا مکان مہک رہا ہو سو میرا دل انکی صورت پر غفلت ہو گیا کہ میں ہستہ آہستہ پاس لگی اور سینہ مبارک پر میں نے اپنا ہاتھ رکھا تو جھپ حضرت نے آنکھ کھلی لیں اور دیکھ کر متعجب ہوئے میں نے بہت پیار سے دونوں آنکھیں چوہیں اور گو دین بیکرستان راستہ منٹھ میں دی کہ حضرت بنے دودھ پیا پھر میں نے پستان چپ دینی چاہی حضرت نے منٹھ میں نہ لی اور تازمان رضاعت ایک ہی پستان کے شیر پر رہے دوسری پستان کو کبھی منٹھ بھی نہ لگایا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ وجہ اسکی یہ تھی کہ حق تعالیٰ نے ابتدا سے حال سے آنحضرت پر عدالت اور انصاف کا وصف کھول دیا تھا پس آپ نے دودھ پینے میں بھی سررشتہ عدالت و انصاف ہاتھ سے نہ دیا ایک پستان کا دودھ آپ پیا کرتے اور دوسری کا اپنے بھائی رضاعی کے واسطے چھوڑ دیتے بعد اُسکے حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں حضرت کو گو دین بیکر اپنے فروگدا کا پرانی اور اپنے خاند کو دکھایا وہ بھی دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور میری اوٹنی لاغری اور فاقہ کشی سے ایک قطرہ بھی دودھ نہ پیتی سو وہ دودھ سے سیراب ہو گئی اور تھن اُسکے بھر گئے پھر میرے خاند نے دو بکر آپ پیا اور بھکایا کہ تکلیف فاقہ کشی کی اُس سے دفع ہوئی اور رات کو نیند بھر جو صبح میرے خاند نے لکھا اسی حلیمہ یہ لڑکا تجھے مبارک ہو کہ اسکا تشریف لانا ہمارے لیے مبارک ہو آخر شش چند روز کے بعد حلیمہ آئندہ رخصت ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے گو دین بٹھلا لیا اس مرکب میں ایسی طاقت آگئی کہ سب مرکبوں سے آگے جاتا تھا حلیمہ کہتی ہیں کہ چپ راست سے مجھے آواز آتی تھی کہ اسی حلیمہ اب تو معنی ہو گئی اور جس منزل پر آد ترقی تھی وہ منزل سرسبز اور تر و تازہ ہو جاتی تھی حالانکہ قحط کے سبب سے سبزی کا نام بھی نہ تھا جب اپنے گھر پہنچی تو ایک عجیب رونق اور آبادی ہو گئی اور طرفہ یہ تھا کہ ہر چیز میں برکت پائی جاتی تھی بکر یان بہت بہت سا دودھ دیتیں کہ اور لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جس چراگاہ میں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں تم بھی اپنی بکریاں اُسی جگہ چرایا کرو اسی طرح سے اور انواع انواع طرح کی برکتیں برکت قدم مبارک سے ہوئیں کہ بیان اُنکا تفصیل وار مشکل ہو پھر جب آنحضرت کو طاقت گفتار ہوئی تو حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا کہ اکثر آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو کر رہتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین و سبحان اللہ بکرۃ و اخیلا اور کہوں کچھ دن پر بول و فاعل نہ فرماتے تھے اور بول و فاعل کا ایک وقت معین تھا اور جب طاقت رفتار ہوئی تو آپ خرامان خرامان گھر کے دروازہ پر جاتے

اور اکثر وہاں لڑکے کھیلنے نظر آتے تو آنحضرت انہیں شامل نہ ہوتے بلکہ انکو کھیلنے سے منع فرماتے اور کہتے کہ تمکو دلو لعب کے واسطے پیدا نہیں کیا ہوا اور آپ کا نشوونما اسطرح ہوا تھا کہ ایک مہینے میں اتنا پڑھتے جتنا اور لڑکے سال بھر میں اور روزانہ اور چھلنا اور دوڑنا اور لڑکوں کی طرح آپ کی عادت میں نہ تھا اور کوئی چیز بائیں ہاتھ سے نہ لیتے تھے اور جو چیز ہاتھ سے لیتے اسپر ہاتھ رکھتے بسم اللہ فرماتے حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں کہوں آنحضرت کو اپنے پاس سے الگ نہ ہونے دیتی گو ایک دن غافل ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بہن رضاعی مسماۃ عیثا کے ساتھ دھوپ میں باہر چلے گئے میں دھونڈ مٹی نکلی تو عیثا کے ساتھ پایا میں نے خفا ہو کر عیثا سے کہا کہ تو ایسی گرمی اور دھوپ میں کہاں لے گئی تھی کہ کہا کہ انکو کچھ دھوپ سے مضر نہ تھی انکے ساتھ بادل کا ایک ٹکڑا سایہ کر رہا تھا فائدہ قبیلہ بنی سعد بن بکر عرب میں از بس فصیح و بلیغ تھا اور پانی خوش اور ہوا اُس مقام میں نہایت صاف تھی اس سبب سے مکے کے لوگ اپنی اولاد کو وہاں کی عورتوں سے دودھ پلاتے اور اسی طرح سے انکے سپرد کر دیتے تھے لہذا اس سال میں دودھ تیرہ یعنی فصل ربیع و خریف میں اُس قبیلہ کی عورتیں حرم شریف میں آئیں اور بچوں کو لیجا تیں اور جب عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین یا چار برس کی ہوئی تو معاملہ شوق صدر و غسل قلب اہل پیش آیا کہ ایک دن آنجناب نے حلیمہ سے فرمایا میرے بھائی دن میں کہاں جاتے ہیں جو نظر نہیں آتے حلیمہ نے کہا بکران چرانے جاتے ہیں فرمایا ہکو بھی انکے ہمراہ کر دے اُسے بنا برسر و خاطر آنجناب غلے الصباح نہ ہاتھ دھو لاشانہ بالون میں کر چو شاک پہاں سرمہ لگا اپنے بیٹوں کے ساتھ کیا اور واسطے رفع نظر بد کے ایک ہار مہر پہاں لگا بھی گئے میں ڈالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الفور گھٹے سے نکال کر چھینک دیا اور فرمایا میرا حافظ اللہ ہو مگر عصا ہاتھ میں لیکر بھائیوں کے ہمراہ چلے گئے اور بکران چرایا کیے دہر کو ضمیرہ پسر حلیمہ افغان و خیزان روتا چلاتا آیا کہ امی اما دوڑ میرے بھائی محمد یا یہ کہا کہ بھائی محمد کی خبر بے قریب ہو کہ تو اسکو زندہ نہ پائے کام تمام ہو جائے حلیمہ نے کہا کیا ہو اُنہی کا محمد ایک مقام پر کھڑے تھے دو شخص آئے انکو اٹھا لیگے پھر ٹا کر پیٹ چاک کیا انکو کا حال نہیں جانتا حلیمہ پریشان ہو کر مع اپنے شوہر کے دوڑیں پہاڑ پر گئیں تو دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و سالم بیٹھے ہوئے جانب آسمان دیکھتے ہیں الازدنگ چہرہ متغیر حلیمہ کو دیکھ کر

مبسم فرمایا حلیمہ نے بوسہ لیکر کہا میں تبیر فرما کیا معاملہ ہو فرمایا دو یا تین شخص لباس سفید آئے
ایک کے ہاتھ میں چاندی کی چھری دوسرے کے پاس ٹاس نرمودی برف سے چڑا ہونے
مجھے اٹھایا اور پہاڑ پر لائے ایک نے نہایت مہربانی سے ٹٹا کر میرا سینہ تاناف چاک کیا
پر مجھے درد نہ معلوم ہوا پھر بیٹھ میں ہاتھ ڈال رو دے نکالے اور برف کے پانی سے دھو کر
رکھ دیے دوسرے نے دل نکال کر چاک کیا اور نقطہ سیاہ خون آلودہ نکال کر ڈال دیا اور
کہا ہذا خط الشیطان منک یا حبیب اللہ اور ایمان الفی وعرفان حق والیقان صادق کہ اس کے ہاتھ میں
نیرے دل میں بھرے پھر اسی مقام میں رکھ دیا اور ایک انگوٹھی نور کی نکال کر دل چھری
سو میرا دل حکمت و نبوت کے نور سے پُر ہو گیا اور ایسی خشکی و تازگی دل میں سما گئی کہ برے
جوڑ بند میں اثر باقی ہوئے دلم خزائن اسرار بود دست قضا بد درش بہ بست و کھدش
بہ دلستانی داد بد پھر اسی شخص نے اپنے ہاتھ سے میرا سینہ برابر کر دیا صرف ایک خط باریک
سینہ سے تاناف باقی رہا پھر مجھے چھوڑ پر واز کر گئے خط موسیٰ سے تاناف جو ہو
مشک سیاہ بد رشتہ جان سے ہوشیار ازہ مکتوب آ کہ بد یا رخ حور بہ ہو گیسوے مشکین سیاہ بد
یا مصلیٰ پر رکھا سبحی سبحان اللہ بد جسکے ہر دانے سے دانا سے جہان ہر آگاہ بد یا شب
نار میں ہو وادی امین کی راہ بد افس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے
افس زخم کا نشان شکم مبارک پر دیکھا تو ایک نشان لہبا باریک خط سا تھا سا بال
آئینہ تن پر نہیں واللہ مگر بد خط باریک ہوا کہ سینہ نوزانی پر بد کیوں نہ موسیٰ سے
بہار دیگر بد سایہ سنبل خشت ہر بردے کوثر بد خط مشکین بہ سر سینہ الوز کہیے بد آب
آئینہ میں یا موجہ غیب کہیے بد سینہ پر حضرت موسیٰ کی پڑی شب کو نگاہ بد نہ ملی انگوٹھی اس
وادی امین کی راہ بد جادہ راہ سے جبرئیل مگر تھے آگاہ بد بوسے دیکھو یہ ہر خس پوش
تہ خط سیاہ بد رہنمائی کو بہان خضر دل حق جو ہو بد کیا ہو اس سینہ کا میدان جو مقام ہو ہو بد
جب حضرت تمام احوال فرما چکے حلیمہ نے گود میں لیکر گھڑ پونچا یا و بان لوگوں نے کہا انکو کاہن کے
پاس لیجئے تاکہ یہ حال دریافت ہو حضرت نے فرمایا کچھ اندیشہ نکر والحمد للہ میں صبح سالم ہوں
ہاتھ لہ ان لوگوں نے جن کا سایہ ٹھہرایا اور مصر ہوئے کہ ضرر و ضرر کاہن پاس لیجاو حلیمہ کو
کچھ بن نہ پڑی ناگزیر کاہن کے پاس لیگئیں اور سرگذشت کہ چلین آئے کہا یہ لڑکا اپنا
حال آپ ہی کے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالتفصیل ظاہر کیا کاہن نے گود کو حضرت کو

گلے سے لگایا اور سینے سے بزدل چمٹایا اور باؤ از بلند پگھلا کر اسے اہل عرب اسکو مار دیا اور مجھے بھی اسی کے ساتھ قتل کرو جو نہ مارو گے تو جو ان ہو کر تمھارے دین کو باطل اور عالموں کو جاہل بنا گا اور ایسے خدا کی طرف بلا لینگا جسکو تم پہچانتے جانتے نہ ہو گے اور ایسے دین کی دعوت کو یکجا جسے تم مانتے نہ ہو گے تب حلیمہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن سے لیلیا کہا تو دیوانہ ہو جو میں ایسا جاتی زہنہا تیرے پاس نہ لاتی تو البتہ سزا دقتل ہے پھر حضرت کو گھرا لائیں حلیمہ کہتی ہیں کہ جب یہ واقعہ عجیب ظاہر ہوا تو میرے شوہر نے کہا اسکو عبدالمطلب کے پاس پہونچانا چاہیے ایسا نہ ہو کہ آسیب نقصان کسی طرح کا پہونچ جائے سو میں حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر جانب مکہ معظمہ روانہ ہوئی وقت شب میں نے سنا کوئی کہہ رہا ہے کہ نبی سعد سے خیر و برکت جاتی ہو بطوریکہ خوش ہوں شاد و دانے بجا دین کہ آنکی زینت پھر آئی وہ ہمیشہ حفظ و امان میں رہیگا جب کہ متصل کے کہ پہونچی تو دروازہ حرم پر جاے محفوظ خیال کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھلا دیا اور خود ہر اسے قضاے حاجت بشری ایک جانب لگ گئی جب فارغ ہو کر واپس آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ ملے ہر چند چپے راست پیش و پس تلاش کیا کسی طرف نشان ملا اور جس کسی سے میں نے پوچھا اسنے بھی لاعلمی ظاہر کی حیران و پریشان سر اسیمہ و گریانہ امحاء دو اولاد پیکار رہی تھی یکا یک ایک بوڑھا پھوس آدمی لاٹھی ہاتھ میں لیے ہوئے آیا اسنے پوچھا کیا حال ہو کیوں روتی ہو میں نے سرگذشت بیان کی اسنے کہا میں تجھے ایک بزرگ کے پاس لیچوں وہ تیرے گمشدہ کو ہم پہونچا لینگا چنانچہ وہ مجھے ٹہیل نامے بت کے پاس لیگیا اسنے سات بار طواف کیا اور نہایت منت و سہابت و الحاج و زاری سے کہنا کہ محمد ابن عبد اللہ کا نشان بتلا سو وہ بت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے ہی آوندھے منھ گر پڑا اور جتنی مومنین اسنے گرد و تحسین وہ بھی سب زمین پر گرین اور اندر سے آواز آئی کہ اے پیر و یہاں سے دور ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام یہاں نہ لے وہی ہمارا خراب کرنے والا و افسیحت رسول کرنے والا ہے سو وہ بوڑھا ڈرتا چلاتا ہانپتا کاہتا باہر آیا لاٹھی ہاتھ سے گر گئی بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا کہا اے حلیمہ تیرے بیٹے کا حافظہ خراب ہو ہرگز اسکو ضائع نہ کر گیا اگرچہ حلیمہ کو اس تقریر سے فی الجملہ تسکین و طماننت ہوئی لیکن یہ سوچی کہ اس راز سر بستہ کو کہوں اور معاملہ نہفتہ کو ظاہر کر دینا بلکہ عبدالمطلب جب حضرت مسلم کو لگھا و کرنا واجب لازم ہو چنانچہ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں ناچار ہو کر خیر کرنے عبدالمطلب کے پاس گئی اور معاملہ گذشتہ واقعہ پیش آمدہ بیان کیا عبدالمطلب سنے نہایت مضطر و پریشان

مانند آئینہ حیران بہ قننا سے مشابہ و جمال جانان دو لڑکر صفایا ہر پرچہ سے اور قریش کو آواز دی کہ اگر
 نائل غالب چلو کر مکی آواز سے سب قوم قریش جمع ہو کر آئے اعلان سے کہہ سے تا اسفل مکہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو سب نے تلاش کیا نہ اس میں پیادے کا شمار ہو نہ سوار کا سب کی سبٹ ہو نہ ہتھکتے تھے مگر
 کسی ہتھام پر انجناب کا سرخ نہ لگا تب عبد المطلب نے بادہ تر مضطر ہوئے اور مسجد حرام میں جا کر سات مرتبہ
 طواف کعبہ کیا پھر دعا مانگی ہائے غمی نے آواز دی غم نہ کر محمد کا حافظہ خدا پر عبد المطلب نے کہا محمد
 کہان ہیں ہائے غم نے جواب دیا کہ وادی حمامہ میں درخت کیلے کے نیچے بیٹھے ہیں سو عبد المطلب اُدھر پہنچے
 راہ میں مدد ابن نوفل علاوہ بھی عبد المطلب کے ہمراہ ہوا یہاں تک کہ مقام مہود پر آئے تو حضرت
 درخت کیلے کے نیچے بیٹھے تھے پتے پتے ہیں عبد المطلب نے گود میں لیکر گھوڑے پر اپنے آگے بٹھالیا اور کہیں
 داخل ہوئے بہت خوشی کی گئی اونٹ سو کر کے اور سونا خیرات کیا اور بچہ کو بہت مال و اسباب عنایت کر کے
 رخصت فرمایا اس قصے میں بھی بعض اہل تحقیق نے بدقت و فطانت کچھ اسرار کھول کر بیان کیے ہیں
 مگر تحقیق نہیں ہوتا کہ اس معاملہ میں کیا اسرار حکمت رکھے تھے عالم الغیب الغیبات خود عالم ہر کسی کو کتب
 اسکے اسرار سے خبر دے سکتی ہے فائدہ روایات صحیحہ سے وضع ہے کہ اول حضرت مسلم دو برس قبل نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے دوزر رہے اور بعد گزرنے مدت رضاعت کے حلیمہ سعدیہ سپرد آئندہ کہ لکین اور چونکہ ان دونوں مکہ
 منظر میں دبا کی شدت تھی لہذا اجازت آئندہ پھر آئینہ کو اپنے قبلہ میں لکین کہ دو برس دبر و راستے
 تین برس اور اپنے پاس کھانا بھجولے پانچ برس تک حضرت مسلم کا رہنا قبلہ نبی سعد میں ثابت ہوتا ہے اور
 بعد پانچ برس کے شروع چٹی برس میں حلیمہ کو یہ خوف ہوا کہ شق صدر کا معاملہ از بس نازک ہے ایسا ہو
 کہ پھر واقع ہوا ایسے کہ میں لا کر آئندہ عبد المطلب کے سپرد لکین مخفی نہ رہے کہ روایات شق صدر مذکور ہیں
 ایک یہ کہ قبلہ نبی سعد میں اول مرتبہ یا دوسری مرتبہ واقع ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ جب آئینہ چھ برس
 ہوئے تب شق صدر ہوا اور بیستہ دن برس کی عمر میں جان کر گئے ہیں اور سوائے انکے احادیث صحیحہ سے
 معلوم ہوتا ہے کہ شق صدر شبہ سراج بھی واقع ہوا پس جمع بین الروایات جس سے تعارض رخ ہو جائے
 یوں ہوتا ہے کہ یہ معاملہ عجیب حادثہ غریب کئی مرتبہ واقع ہوا ہے فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ کتب المطالع
 جو ہند میں چار برس چار ماہ چار روز میں مقرر ہے اسکی توجیہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر
 اسی طرح ہوا تھا حالانکہ یہ فحیت سرا پا غلط ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر وقت شق صدر نہ ہوا
 صحیح تین برس کی تھی شرح شریعہ الاسلام میں بھی یہ توجیہ بیان کی ہے بعد ازاں لکھا ہے المشورۃ علی اللہ علیہ وسلم
 کہ ان عمر ثلث مہینہ امد مولانا محمد اسحق صاحب نے اربعین میں لکھا کہ یہ جو ہند و عمان میں کتب المطالع کے ہیں

مقرر ہوا ہے اصل ہر قصہ بعد رخصت ہو جانے علیہ سعیدہ کے مسماۃ برکہ مشہور ام امین حبشیہ
 کنیز عبد اللہ کہ حضرت صلعم کو میراث والدین پہنچی تھیں ہوا داری و خدمت گزاری میں مصروف ہوئیں
 وہ فرمائی ہیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھونک دیماس کی شکایت کرتے کہیں نہیں سنا
 بلکہ جب صبح ہوتی تھوڑا پانی نوش فرماتے تھے پھر دوپہر کو میں کھانے کو کہتی تو فرماتے مجھے حاجت
 نہیں ہے جب پھر برس و برواتی سات برس کے ہوئے تو آمنہ والدہ حضرت مع ام امین آنجناب
 صلی اللہ علیہ وسلم کو جانب مرینہ پاسکینہ لیگئیں اور قبیلہ بنی عدی میں اپنے ماموں کے گھر ایک مہینہ کا
 مقیم رہیں اس اثنا میں یہود مدینہ شواہد علامات سے پہچانتے اور کہتے کہ نبی موحود آخر الزمان ہی ہیں
 پھر بعد ایک ماہ کے آمنہ جانب مکہ معظمہ تشریف لیچلیں اور موضع ابو امین جو کہ ماہین مکہ و مدینہ واقع ہو
 مستحکم کیا اسی جگہ انکی وفات ہوئی اور وہیں مدفون ہوئیں اور بعض عالموں نے قبر انکی ام القری
 میں کھدی ہو اور جمع بین الروایتین یہ ہو کہ اول ابو امین دفن کیا تھا بعد اُسکے مکہ معظمہ میں لکرو دفن کیا ہو
 فائدہ متقدمین کو عدم اسلام ابوین رسول اللہ صلعم میں یقین دلائل ہو اور متاخرین میں ابن حجر
 اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کا بھی یہی مسلک ہو مگر بعض متاخرین اہل حدیث نے اسلام ابوین
 رسول انقلین صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جمع آبادامہات کا اسلام حضرت آدم علیہ السلام تک ثابت کیا ہو
 اور اثبات اسلام کے تین طریق بیان کیے ہیں اول یہ کہ والدین آنحضرت دین ابراہیم خلیل اللہ
 علیہ السلام پر تھے دوسرا یہ کہ دونوں زمانہ فترت میں تھے نہ زمانہ نبوت میں یعنی انکو کسی نبی کی
 دعوت نہیں پہنچی تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے دونوں کو زندہ کیا
 و اسلام لائے چنانکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے سوال کیا کہ
 انکی زندہ کر دے میرے ماں باپ کو سو اللہ نے زندہ کیا اور دونوں مسلمان ہوئے اگرچہ حادث
 معجزہ میں تصریح اسکی خلاف ہو اور اس حدیث کو ضعیف بھی کہتے ہیں لیکن تصحیح و تحسین حدیث حیا
 محققین نے فرمائی ہے کہ کئی طرح سے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث احیاء ان احادیث سے جسکو
 متقدمین محدثین نے روایت کیا ہو متاخرین اور یہ معلوم ہوتا ہے متقدمین سے پوشیدہ و مستور تھا کہ متاخرین
 اللہ نے کھولا وہ اللہ شخص برحمتہ من یشاء من فضلہ اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اس بات میں
 رسالے لکھے ہیں اور مخالفین کو جواب دیے ہیں کہ افعال المعقن الدہلوی فی شرح مشکوٰۃ الفرض
 ام امین بعد وفات آمنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں لائیں اور عبد المطلب حضرت کی
 تربیت پرورش میں مصروف ہوئے اور اپنے سب لڑکوں سے زیادہ دوست رکھتے تھے ایک مرتبہ

عبدالطلب کو سفر میں کا اتفاق پڑا اور قریش بھی ہمراہ گئے تھے جب وہاں سے واپس آئے تو قریش پر قحط مستولی تھا اور وہ قحط ایسا طولانی ہوا کہ کئی برس تک رہا آخر عبدالطلب نے قریش سے استعفا کر لیا اور عبدالطلب حضرت صلعم کو اپنے کندھوں پر چڑھا کر ہسٹاپر لے گئے اور دعا کرانی اُسی وقت پانی برساکہ قحط خشک سالی جاتی رہی جب حضرت صلعم آٹھ برس دو ماہ دس روز کے ہوئے ہر روایت آئینہ کی وفات سے دو برس گزرے تو عبدالطلب نے وفات پائی عمر انکی ایک سو بیس برس کی ہوئی اور اسی سال میں نوشیر دان و حاتم نے وفات پائی اور بیٹا نوشیر دان کا ہرمز پادشاہ ہوا ام ایمن سے روایت ہو کہ جب جنازہ عبدالطلب ماہ نکلا تو بنو ہاشم جنازے کے پیچھے روتے ہوئے جاتے تھے بالحدیدہ وفات عبدالطلب کے ابو طالب عم انحضرت صلعم خدمت میں مصروف ہوئے اور ابو طالب نے یہ نعمت غیر مترقبہ قرعہ ڈال کے حاصل کی تھی اور حضرت بھی طبیب خاطر قبول فرمایا اور ابو طالب کمال محبت کرتے ہمیشہ اپنے پاس رکھتے ایک دم جدا ہو کر گئے تھے اور اشار آپ کی مدح میں کہا کرتے اور بخوبی جانتے تھے کہ نبی موعود ہی ہیں ابن عساکر اپنی تاریخ میں غر فہ بغیم الغین المہملہ و سکون الراء المہملہ و ضم الفاء و اجمال الطاء سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابو طالب کے زمانہ کفالت میں داخل مکہ ہوا تو وہاں قحط سالی تھی قریش کے لوگوں نے کہ عبدالطلب کے زمانے میں شاید قحط کا پڑنا اور حضرت سرور کائنات کی دعائے نفع کا برسنا دیکھ چکے تھے ابو طالب سے کہا کہ تم اپنے بھتیجے سے پانی کے واسطے دعا کرو سو ابو طالب بکھر نکلے اور اطفال قریش کا ہجوم انکے ساتھ ہوا انہیں ایک لڑکا ایسا نورانی تھا کہ بطرح آفتاب اسکو ابو طالب نے اٹھا کر اسکی پیچھے دیوار کعبہ سے لگا دی اُسنے اُٹھکلی سے آسمان کی جانب اشارہ کیا تو چاروں طرف سے بادل گھرا یا اور پانی برسنے لگا اور ایسا برساکہ جنگل بھر گئے حالانکہ پیشتر نشان بار کا نہ تھا اور جب عمر صلی اللہ علیہ وسلم کی نو برس کی ہوئی تو حضرت اسرافیل علیہ السلام ملازمت میں حاضر رہنے لگے تین برس رہے پھر حضرت جبریل اُتیس برس بطریق ملازمت پوشیدہ رہے اور جب بارہ برس کی عمر ہوئی بلکہ دو مہینے دس یوم زمانہ تو ابو طالب نے شام کا سفر کیا حضرت قدس بھی ہمراہ تھے راہ میں جب شہر بصری پر پہنچے تو بصری کے چھ میل اسطرح موضع کفر میں ایک صوفی تھا اسمین ابوداس بغیم العین المہملہ ملقب بخیبر النفع باد موحده و کسر حاء مہملہ و سکون یاء و تخیلہ کہ اسکو جرمیس لفع جیم و سکون راء مہملہ و بار ساکنہ بھی کہتے تھے اور وہ درویش زاہد نرانی تھا اور مدت دراز سے قیام پذیر اسی سبب سے وہ قریہ و برہ بحر اشدہو تھا اُسے جب علامات مندج کتب آسمانی

وفات عبدالطلب

ابو طالب نے

ابو طالب نے

ابو طالب نے

ابو طالب نے

ابو طالب نے

ابو طالب نے

ابو طالب نے

ابو طالب نے

ابو طالب نے

ابو طالب نے

ابو طالب نے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوبی پہچانا اور زیادہ تر تائید علامات شواہد یہ ہوئی کہ اُس نے ایک ابر کا ٹکڑا سہا یہ کیے ہوئے قافلے پر دیکھا تو یقین کا مل ہو کہ اس قافلے میں پیغمبر آخر الزمان تشریف فرما ہیں اور مدت سے انکا منظر تھا ہر ایک قافلے کو تا کتا رہتا تھا اسلئے تمام قافلے کی دعوت کی چنانچہ ابوطالب مع اہل قافلہ دہان گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رخت کے نیچے چھوڑ گئے اُس دم وہ ابر جو سایہ بان تھا اُسی درخت پر ٹھہر گیا قافلے کے ساتھ نہ گیا بجز اہل لوگوں سے پوچھا کہ تمہارے ساتھیوں میں کوئی شخص فرو دگاہ پر گر گیا ہو ابوطالب نے کہا ہاں اور اُسی وقت آنجناب کو طلب کیا تو وہ ابر سایہ کیے ہوئے چلا آیا جب سرفہ بخوبی پہچان کے ابوطالب پر تاکید کر دی کہ انکو شام میں ہرگز نہ لیجا نا یہود انکے دشمن میں لہذا ابوطالب نے مال تجارت بصری میں فروخت کیا اور پلٹ آئے روایت کہ بحیرانے حضرت کو سوکھی روٹی اور خرمے دیئے تھے اور ترمذی نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہو کہ موٹی روٹی اور غنیمتوں ہمراہ کر دیا اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ بحیرانے دست مبارک پکڑ کے کہا کہ یہ شخص سولہ لکھا لکھو اہل قافلے نے کہا تو نے کس طرح جانا اُس نے کہا کہ جب تم لوگ مابین دو پہاڑوں سے نکل کر یہاں آئے تو ہر ایک شجر و حجر انکو سجدہ کرتا تھا اور یہ دونوں سجدہ نہیں کرتے مگر پیغمبر کو یہ روایت ہو ابو موسیٰ اشعری کی الغرض ابوطالب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غنیمتوں روانہ کر دیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی قافلے میں تھے حضرت کے ہمراہ گئے اور ترمذی اور حاکم نے روایت کی ہو کہ اس عرصہ میں سات آدمی روم کے رہنے والے حضرت کو ڈھونڈتے ہوئے آئے تھے بحیرانے اُن سے کہا تم کیوں آئے اُنھوں نے کہا کہ پیغمبر آخر الزمان ان دونوں باہر نکلتے والا ہے اسکی تلاش میں پھرتے ہیں کہ اگر مل جائے تو قتل کریں بحیرانے کہا کہ جو امر خدا نے مقدر کیا ہو اُسکو تغیر دے سکتے ہو بولے نہیں بحیرانے کہا کہ اُنیکا ایمان لاؤ اور بیعت کرو کہ وہ بیشک نبی ہو حالی رتبہ تم ہرگز اُسکو ضرر نہ پہنچا سکو گے روایت ہو کہ بحیرانے ابوطالب سے طالعہ ہو کے پوچھا کہ یہ لوگ تمہارا کون ہو ابوطالب نے کہا کہ میرا بیٹا ہو کما غلط اسکے والدین زندہ نہ ہونگے ابوطالب نے کہا یہ میرا بیٹا ہے کما یہ سچ ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کے کہا تمکولات وغری کی قسم مجھے خبر ہو کہ تمہارے مابین دونوں شانوں کے اس شکل کا نشان ہو فرمایا واللہ میرے نزدیک بدتر لات وغیرے سے کوئی چیز نہیں ہو اُسکی قسم مجھے نہ دے بحیرانے کہا تمکو قسم خدا کی ہو سچ کہو فرمایا جیسا نشان

تو جانتا ہوں وہ تو بلا شک ہو بھیرا نے کہا اشدہ انکے رسول اللہ حقاً سر قدم مبارک کو لو سہ ما
 قائمہ اہل تحقیق کے نزدیک بھیرا بت پرست نہ تھا مگر اُسے امتحانِ آلات و غرے کی قسم دلائی تھی نا جگہ
 پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف لائے اور سترہ برس کے ہوئے تو زبیر خواجہ عبا
 ابن عبد المطلب بامید میں جانب ملک میں باجارت ابی طالب لے گئے انکو بھی اکثر خوارق
 عادات نظر آئے اور جب بیس برس کے ہوئے تو ظہور ملا مکہ اور واقعات عجیبہ دیکھے گئے کہ
 تو اسے کتبِ حدیث میں موجود ہیں اسی سال میں خلف الفضول واقع ہوا اور صورت یہ ہوئی
 کہ زبیدہ مینی نے اپنا اسبابِ عاص ابن ذائل کے ہاتھ بیچ کیا عاص نے قیمت نہ دی رہیدہ نے
 کوہِ بوقیس پر چڑھ کے عاص کے ظلم کی شکایت میں ایک شجر بڑھا اس پر قریش جمع ہوئے اور
 دار الندوہ میں اس بات پر عہد ہوا کہ ظالم کا ظلم دفع کریں زبیر بن عبد المطلب اس میں سرغنہ ہوئے
 بعد اُسکے ایک گروہ عبد اللہ ابن جدعان کی حویلی میں متفق ہوئے اختلاف کیا اور کہا ہذا
 خلف الفضول مجلس اول میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ فرما تھے لیکن عہدِ پیمان میں
 کسی کے شریک نہ تھے اور جب عمر شریف بیس برس سے متجاوز ہوئی تو حضرت نے کوہِ اجیاد میں
 کہ لفتح ہمزہ و سکون جیم و فتح تختانیہ و شیبانی شروع کی اور کچھ مزدوری میں ملنا مسکینوں کو
 عنایت کرتے اور جب پچیس برس کے ہوئے تو ابو طالب پر افلاس غالب آیا پر ایک دن اپنا
 حال کہہ کر متمسک ہوئے کہ قریش کا قافلہ بقصد تجارت جانبِ شام روانہ ہوتا ہو اور شنگا گیا ہو کہ
 خدیجہ بنت خویلد کو ایک شخص امین کی احتیاج ہو اگر اسکا مال آپ لیجاؤ میں تو ہمو شاید نفع ہو
 دفعۃً خدیجہ نے یہ حال سنا اور نہایت آرزو سے کہلا بھیجا کہ اگر حضرت راضی ہوں تو میں دو چنر
 اجرت دینے پر حاضر ہوں ابو طالب نے قبول کیا اور خدیجہ نے بے مال اجرت بھیج دی ہو حضرت صلعم
 بہر اہی میسرہ غلام خدیجہ جانبِ شام روانہ ہوئے جب شہر بصری میں پہونچے تو ایک درخت خشک کھنچ
 اترے وہاں نسطور اور ویش نصرانی رہتا تھا اُس نے دیکھ کر کہا کہ اس درخت کے نیچے سو اے پیغمبر کے
 کوئی نہیں اترتا لہذا حضرت کے پاس حاضر ہوئے اسم شریف دریافت کر کے کہنے لگا کہ تم خاتم النبیین ہو
 اور میسرہ سے خوارق عادات سنکر کہا کہ میں اس پیغمبر کے انتظار میں تھا الحمد للہ کہ زیارت نصیب ہوئی
 اسی میسرہ تھے وصیت کرنا ہوں کہ ان سے ہرگز جدا نہ ہونا اور شام میں نہ لیجاؤ کہ یہود انکے دشمن ہیں
 کیونکہ یہ پیغمبر آخر الزمان ہیں میسرہ نے کہا کہ میں نے شدتِ حرارت میں ان پر دامن سایہ کرتے ہوئے
 دیکھے ہیں اور زیر قدم سے پانی جاری ہوتا ہو اور ایک آدمی کے لائق کھانا تو آدمی الکی بکرت سے

بھیرا

بھیرا

کہاتے ہیں اُسے کہا سب سے رست ہو چنانچہ میسرہ نے اسباب تجارت میں فروخت کر آیا یہ چند نفع پانے اور بھنے اس معاملے کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت صلعم کی عمر چوبیس برس نو مہینہ چھ روز کی ہوئی اور امانت و دیانت آپ کی عالم میں شائع ہوئی اور قوم قریش آپ کو محمد اسین کہنے لگے تو خدیجہ گبری کی خواہش ہوئی کہ حضرت کو اپنا اسباب تجارت دے کر کچھ عین اس بات کا پیغام بھیجا حضرت صلعم نے بمشورہ ابطال قبول کیا کہ خدیجہ نے میسرہ غلام اور خولتہ اپنے رشتہ دار کو ہمراہ رکاب جناب رسالت آب صلعم کر کے جانب شام روانہ کیا یہ معاملہ دو مہینے چوبیس دن قبل نکاح سے ہوا ہی بالجملہ جب حضرت صلعم نے بصری میں اسباب فروخت کیا اور مراجعت فرمائی اور قریب حرم مکہ نہفت فرما ہوا تو اسوقت گرمی کی شدت تھی اور ایک اونٹ پر حضرت خاتم المرسلین سوار تھے دوسرے پر خیرہ میسرہ اور خدیجہ الکبریٰ مع چند عورات قریش بالاسے بام بیٹھی ہوئیں راہ کے مسافروں کو غرنے کے یہی تھیں دفعتہ حضرت محبوب رب العالمین اونٹ پر سوار نظر آئے تو خدیجہ نے دیکھا کہ دمرغ در حقیقت وہ دونوں فرشتے تھے اپنے پروں سے سرسراک پر سایہ کیے ہوئے چلے آتے تھے اور میسرہ و خدیجہ دھوپ میں تھے خدیجہ تجر بنوین اور عورتیں تعجب بیان تک کہ میسرہ و خیرہ خدیجہ کے پاس پہنچے اول خدیجہ نے خیرہ و عافیت انکی بوجھ کر حضرت کا احوال پوچھا اور سایہ کی حقیقت کا سوال کیا ان دونوں نے انطور رامب کا کلام بیان کر کے جو کچھ خوارق عادات دیکھے تھے بیان کیے بعد المحافل میں ہر کہ جب حضرت صلعم میسرہ جانب شام سے اسباب لیکر آئے خدیجہ نے اسکو فروخت کیا اور دونوں کو لکھایا اجرت بھی حضرت کو دینی دی اور اجرت چار اونٹ جو ان تھی بالجملہ جب خدیجہ نے حضرت کا حال اسی وقت خدیجہ عاشق ہوئیں اور انکے دل نے چاہا کہ حضرت کے نکاح میں آؤں اگرچہ سیکڑوں ہزاروں شریفیوں اور بڑے بڑے امیروں نے انکے ساتھ خواہش ازدواج کی تھی اس سبب سے کہ خدیجہ شرافت و نجاست میں نہایت ممتاز اور دولت عزت سے قریشیوں سے فزا تھیں مگر خدیجہ نے سب کو جواب صاف دیا تھا بلکہ فرمایا تھا کہ محکو خواہش نکاح نہیں ہے لیکن خداوند تعالیٰ نے انکو حضرت کی محبت میں ایسا مشغول کر دیا کہ بلا تا مل مساۃ انفسہ بہت منہ کو بلا کر کہا تو حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے دریافت کر کہ آپ کا میلان جانب نکاح ہو یا نہیں ہو وہ عورت حضرت کے پاس آئی اور اسنے مافی الضمیر اظہار کیا کہ حضرت نے فرمایا نکاح کا ساز و سامان ہا یہ ہے یا نہیں ہے وہ بولی اگر کوئی عورت اپنے قوم کی شریف والدہ ایسی ہے کہ سامان نکاح کے بھی کفالت کرے تب تو مجھ کو عذر نہیں ہے حضرت نے فرمایا ایسی عورت کہاں ہو کہ اسے کہا خدیجہ بنت خویلد آپ کی تنہا رکھتی ہو اور

اور چاہتی ہے کہ نکاح کروں اور اُسے مجھ کو استمراجا بھیجا ہو حضرت نے فرمایا مضائقہ نہیں چنانچہ نفیسہ خدیجہ کے پاس یہ فردہ لیگئی خدیجہ مینوں ہوئیں اور ایضاً کہتے ہیں یہ سرہ غلام خدیجہ نے اس مہم کو سرانجام کیا ہے ہر دو تہذیب خدیجہ نے جانا کہ حضرت کو نکاح سے انکار نہیں ہو تو عمر و ابن اسد اپنے چچا کو کہہ سبب جانے خولید کے وارث تھا طلب کیا اور حال گذشتہ سے اطلاع بخشی اور بعض کے نزدیک در قہ ابن نوفل حجاز راہ بھیائی اپنے کو بھی بلایا تھا الغرض دونوں راضی ہوئے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعمام سے احوال کما وہ بھی راضی ہوئے چنانچہ حمزہ و عباس ابوالکاسہ وغیرہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو کر خدیجہ الکبریٰ کے گھر گئے پھر وہاں قریش کے سامنے ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم ذریعۃ اسمعیل رضی اللہ عنہما

وجعلنا حقنة بيته وسواس حرمه وجعل لنا بيتا محجوبا وحرما آمنا وجعلنا الحكماء على الناس ثم ان
ابن اخي بذا محمد بن عبد الله لا يوزن به رجل الا رجح وان كان في المال ثل فان المال ظلم اكل

وامر حائل و محمد بن قدح عرفتم قرابتہ و قد خطب خدیجہ بنت خویلد و بذل الناس الصدقات ما آجلہ
و عاجلہ من مالی و ہوا اللہ بعد ذالہ بنا عظیم و خطر جلیل حاصل یہ ہر کہ حمد و سپاس اس خدا کو ہر
جسے تنکو اولاد ابراہیم و دائہ ہمیل سے گردانا اور نسبت نشو و نما ہمارا اصل مضربہ بنایا اور اپنے
گھر و حرم کا نگہبان کیا اور صنادید عرب و ارباب فضل و ادب کا مقتدا و پیشوا کیا اور بعد حمد میرا محتاج
محمد بن عبد اللہ وہ شخص ہر کرا سکے ہمزور کوئی مخلوق خدا نہیں ہو سکتا بلکہ اگر موازنہ کیا جائے
تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم راجع بکلیں اگرچہ کیسہ مال اسکا مشہور بقیت ہے لیکن مال کا اعتبار نہیں یہ نہ
سایہ ہر معرض وال بن اور محمد وہ ہر جسکی قرابت تنکو معلوم ہر حالانکہ اُسے خواہش کی ہو خدیجہ بنت
خویلد کی اور اسکو نکاح میں لاتا ہے بوض مہر جسکا منجمل و تعیل میر سے مال سے متعلق ہر اور قسم خد کی ہر

محمد کو بعد اس معاملے کے مرتبہ عظیم ہو گا بعد اسکے دروہ ابن نوفل نے یہ خطبہ پڑھا الحمد للہ الہی جل جلالہ
کما ذکرتم فضلائنا علی اعدائنا فمعن سادۃ العرب قادیتم وانتم اہل ذلک کذلک لایکد العرب العشرۃ بظلمکم
ولایرد احد من الناس فخرکم وشر فخرکم وانانی ہذا الامر راغبون حاصل یہ کہ محمد و پیاس اس خدا کو جو جسے
ہم کو ان فضائل میں گردانا جو تمہیں بیان کئے ہیں ہم سرور عرب ہیں اور تم ان کمالات کے اہل ہو کوئی
آدمی اور کوئی فرد افراد قبائل و عشائر عرب سے تمہارے فضل کا منکر نہیں ہو اور نہ کوئی تنقہس تمہاری
شرافت کو رد کرتا ہو اور حقیقت یہ کہ قبول اس خطبہ میں رغبت ہو انتہی بعد اسکے ابو طالب نے کہا اے
ابن چاہتا ہوں کہ عمر و بن اسد بھی تیرا شریک ہو سو عمر و ابن اسد نے ہاں فرمایا کہ وہ فرشتے تم کو راہ ہو

کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد بن عبد اللہ کے نکاح میں دیا بالجلد نکاح بجا ہی قبول طرفین سے
منعقد ہوا اور بعد تمامی قاعدہ عقد صحیح ابوطالب نے کئی اونٹ سخر کر کے اشرف قوم کو کھانا کھلایا
اور باجائے ام المومنین خدیجہ کو اونٹوں نے دفت بجا کے رقص کیا اور دوپہر کے وقت اسی روز قاف
واقع ہوا فائدہ مہر حضرت خدیجہ کا ایک دایت میں چار سو مثقال طلا تھا و بروایتے پانسو درہم
و بروایتے بیس اونٹ تھے فائدہ یہ جو کھانا ابوطالب نے کھلایا طعام ولیمہ تھا ولیمہ شوق و التیام
اور التیام کے معنی اجتماع ہے چونکہ وقت اجتماع زوجین کے کھلایا جاتا ہے اسلئے اسکو ولیمہ کہتے ہیں پس ولیمہ
وہ طعام ہے جو نکاح میں کھلایا جائے اکثر علما اس پر ہیں کہ ولیمہ سنت ہے اور بعضوں نے کہا مستحب ہے
اور بعضوں نے کہا واجب ہے اور وقت ولیمہ کا بعض کے نزدیک بعد دخول ہے اور بعضے کہتے کہ وقت عقد ہے
اور بعض فاضل و دونوں کے معنی وقت عقد بھی کرنا چاہیے اور بعد دخول بھی اور اختلاف کیا ہے علما نے
مکرار ولیمہ میں یا دو دودن سے ایک جماعت طلا دے مگر وہ کہا ہے اور مالکیہ نے مستحب جانا ہے ہفتہ تک
اور بخاریہ ہے کہ ولیمہ بقدر حال خاوند کے ہو اور مجمع الحارمین لکھا ہے کہ ضیافت اٹھ قسم ہے ولیمہ نماز نکاح
خریش اضم الخاء المعجمۃ واسطے پیدا ہونے اور لکے کے اعداء ختنہ کے لیے دیگر تعمیر مکان کے واسطے لقیۃ
مسافر کے لکے کے لیے خواہ مسافر تیار کرانے یا اسلئے لیے کوئی اور تیار کرے ضمیمۃ بالفائد المعجم مصیبت کے لیے
عقیقہ واسطے تسمیہ لکے کا دیہ بالغرہ وضم الدال والیا الموحدة وہ کھانا ہے جو تیار کیا جائے واسطے فضا
بے سبب اور یہ سب تمام مستحب ہیں مگر ولیمہ کہ بعضوں کے نزدیک واجب ہے اور صحیح یہ ہے کہ ولیمہ سنت ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب آپ کے کیا کرتے تھے فیصل عالموں کے نزدیک ولیمہ میں جانا واجب ہے جو وہ
وہ نگہکار اور بعضوں کے نزدیک مستحب ہے کھانا ضرور نہیں اگر کچھ عذر ہو نہ کھائے فائدہ پوشیدہ نہ رہے
کہ خدیجہ اولاد نامزد و رقبہ ابن نوفل ابن اسد کے تھیں سو نوبت نکاح نہیں پہونچی یہاں تک کہ عقیقہ میں
عالم مخزومی نے خواہش کی کہ اس سے اول نکاح ہوا اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئے پھر تحقیق
کر گیا تو نیا ش ابن زرارہ قیمی سے نکاح ہوا اس سے بھی ایک بیٹا ہوا اور ایک بیٹی اور ایک دایت میں
ہند و مالہ و زینب پیدا ہوئے پھر وہ بھی مرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اُسے قاسم عبد اللہ
و طاہر میں بیٹے و زینب و رقبہ ام کلثوم و فاطمہ چار بیٹیاں پیدا ہوئیں سو تینوں صاحبزادے حالت
شیر خراگی میں قبل نبوت داخل شہادت ہوئے اور زینب رقبہ و ام کلثوم نے ربوہ و حضرت کے فرائض پائی
مگر فاطمہ طلباء السلام نے چھ مہینے بعد از تمام اولاد حضرت کی خدیجہ سے تھی مگر ابراہیم ماریہ قطیسہ سے
و جب خدیجہ حضرت کے نکاح میں آئیں تو عمر انکی عند البعض ٹھائیس برس کی تھی اور حضرت صلعم کا بچپن

مختصر

۱۰
 اعدا زيارتنامه
 و مسكون محمود ذوال
 بحور خفته گردان و
 مقام خفته بخشنده
 ۱۱
 فتنه باطن مهاي
 رسيدن ايميد نگر
 كنش بخت آن امانه
 ۱۲
 قبه و اعجاز ذوال
 اله عشق و حبس
 دانه زهری امه طه
 ۱۳
 فزونی بخا
 بحکم و در منتظر
 غنوب الی قوم
 ابن لحظه ۱۱

مگر شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے عمر خدیجہ چالیس برس کی وقت نکاح لکھی جو وہو الصبیح اور باقی حال انکا احوال، وجات مطہرات میں لکھا جائیگا ایک فضیلت اس مقام پر قابل بیان ہو کہ بعد نکاح حضرت جبریل نے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ صاحب خدیجہ کو سلام کہتے ہیں حضرت نے فرمایا اے خدیجہ جبریل امین ہیں تیرے رب کا سلام تجھ کو کہتے ہیں خدیجہ نے کہا ان اللہ ہو السلام و

السلام و علی جبریل السلام و علیک یا رسول اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ من سمع اسلام الا الشیطان اور جب عمر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شقیشت برس کی ہوئی تو قریش نے بنا رکعبہ و لقبوے تعمیر کعبہ شروع کی اور چاہا کہ مسقف کریں کیونکہ قبل خرابی چارویواری تھی اور طول یعنی بلندی مقدار قدم اسی عرصہ میں اتفاقاً ایک کشتی کہ روم سے براہ دریا جاتی تھی تباہ ہوئی اہل کشتی میں ایک آدمی باقوم نام کار معاری میں استاد بچہ نہ کا تھا وہ مع اپنی قوم کے جدہ میں مقیم ہوا قریش نے یہ خبر سنی ولید ابن مغیرہ نے جدہ میں جا کر کشتی کی لکڑی خرید کر اور باقوم معار کو حرم میں لایا اور تعمیر کعبہ میں کر دیا اور فہمائش کی کہ مطابق بنا برابر ہم علیہ السلام بنانا بدین شرط کہ اجزا دیواریں کسی طرح کا خلط نہ ہو باقوم نے کہا یہ بات خیر امکان سے خارج ہو دو باتیں اختیار کرو یا تو اجازت دو کہ پتھر و مٹی ملا کے بنایا جائے یا مقدار بیت سے کچھ کم کیا جائے سو قریش نے شق ثانی اختیار کیا اور موضع حجر کو بیت سے قطع کیا اسی موضع کو اب حجر اود بھی حطیم کہتے ہیں بعد اسکے چاروں کن قبائل قریش میں تقسیم ہوئے اور تعمیر شروع ہوئی اور سب مل کر پتھر لانے لگے حضرت صلعم بھی پتھر لانے میں شریک ہوئے یہاں تک کہ دیواریں تیار ہوئیں اور آستانہ حرم بلند کیا گیا تاکہ میل آب سے بیت اللہ محفوظ رہے اور بلا افزہ بواب کوئی جانے سکے جب حجر الاسود رکھنے کی نوبت آئی تو بطون قریش یعنی بنو ہاشم و بنو امیہ و بنو مخزوم و بنو زہرہ وغیرہم میں مخالفت پیدا ہوئی بلکہ علیہ السلام اتفاق کیا اسپر کعبہ تک ہم سب لوگ قتل نہ ہونگے ہرگز دوسرے قبیلہ کو وضع حجر میں دخل نہ دینگے چنانچہ اسی سبب لقب اس عہد کا عقد الدہم قرار پایا جب یہ فساد ظاہر ہوا تو ولید ابن المغیرہ نے سب لوگوں کو منع کر کے یہ قرار دیا کہ جو کوئی شخص باب بنی شیبہ سے اول آئے وہی اس قضیہ میں حکم ہو اسی کے حکم پر عمل کرو چنانچہ حضرت خاتم المسلمین محبوب العالمین اول باب بنی شیبہ سے تشریف لائے سب لوگ آنجناب کو دیکھ کر خوش ہوئے اور متمسک ہوئے کہ اس قضیہ میں جو کچھ آنجناب ارشاد فرمادیں منظور ہو حضرت صلعم نے اپنی چادر دوش مبارک سے لیکر زمین پر بچھائی اور ید بیضا سے حجر اسود کو اٹھا کر چارہا میں کھا اور فرمایا کہ قبیلہ سے ایک ایک شخص چارون گوشہ چادر کے پیکر اٹھائے اور دیوار حجر تک لائے تاکہ سعادت و برکت سے کوئی قبیلہ محروم نہ رہے بعد ازاں سب لوگ مجھے حجر اسود رکھنے میں کل کرین قریش نے قبول کیا اور عقبہ ابن ربیعہ و ابوزمعه و ابوہذیفہ

ابن المنیر و قیش بن عدی نے چار دن کوئے چادر کے پکڑے اور اٹھا کر موضع مہودک لیکنے گئے حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے حجر کو اٹھا کر موضع حجر میں رکھ دیا اور جلد یطون قریش اسپر راضی ہوئے
 اسی عرصہ میں یہ ہوا کہ بیت اللہ کے اندر ایک کنواں تھا اس میں سے ایک سانپ بہت بڑا وقت طلوع آفتاب
 دیوار پر بیٹھا تھا اور سب لوگ اس کو دیکھ کر خوف کھاتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ایک دن
 عقاب نے اس کو اٹھا لیا کہ سب لوگوں کا خوف جاتا رہا فائدہ بیت اللہ کی خرابی کے دو سبب مؤرخین بیان
 کرتے ہیں بعضہ کہتے ہیں کہ بیت اللہ میں ایک کنواں تھا کہ حکام ماضیہ نے چند زیور مع بہویرہ ملا لکل
 بجاہر اس میں دفن کیے تھے چند ادا بشون نے اس کو کھود کر نکال لیا اس سبب سے ایک نوع کا زلزلہ جاری ہوا
 بیت اللہ میں واقع ہوا بلکہ قریب لاندہ ام ہو گیا اور بعضہ کہتے ہیں کہ سیل آب سے بنا کہ کعبہ میں صورت
 خرابی پیدا ہو گئی تھی اور جمع بین القولین یوں ہو سکتی ہو کہ اول ادا نشان قریش نے گنج غنی کھودا پھر
 سیل آب آیا کہ انھیں دو دنوں سے بیت اللہ قریب لاندہ ام ہو چکا تھا کہ قریش نے پھر بنا یا
 بالجمہ اسی سال سے امارات خیر و برکت ام القریٰ میں ظاہر ہونے لگے اور لوگ نبوت روشن ہو چکے اور
 اخبار راہبین کا تبین کا طور شروع ہوا کہ وقت بعثت نبی قریب تر آیا پس زید ابن عمرو ابن نفیل
 و ورقہ ابن نوفل و عثمان ابن الحویرث و عبد اللہ ابن جحش ملکر قوم قریش کو بت پرستی پر یوں طعن کرنے لگے
 اور دین قوم ابراہیم علیہ السلام کی طالب میں گئے سے نکلے اور غیر شہردن میں متفرق ہوئے چنانچہ زید بن
 عمرو سے اطراف شام میں ایک عالم توریت ملاقی ہوا اُس سے زید نے طریقہ عبادت پوچھا اُس نے کہا جس
 شہر سے تو آیا ہو اُسی شہر میں خاتم المرسلین رسول رب العالمین جلد تر مبعوث ہونے والا ہے اُسی کے ہاتھ پر
 دین ابراہیم از سر نو عروج ہو گیا پھر زید ابن عمرو اُسی مقام سے کہ شاید ارض بلقاس تھا پھر انگریز بلاد
 نعم میں مشنوں کے واسطے مار گیا اور ورقہ ابن نوفل نصرانی ہوا اور کتا بین بنی اسرائیل کی پڑھ کر صفات
 خاتم المرسلین سے بخوبی آگاہ ہوا اور اُسے جانا کہ یہ نبی جلد تر مکہ میں ظاہر ہوتا ہو اور اسی انتظار میں
 عمر انبی بسیر کرتا اور حدیجہ گبری سے پوچھا کرتا وہ حضرت کے صفات بیان کرتی تھیں تو ورقہ جب حضرت کو
 دیکھتا بظاہر بقت معلومات چہرہ مبارک پر لبوسہ دیا کرتا اور کتا لاریب تمھیں پیغمبر آخر الزمان ہو گئے چنانچہ
 ابتدا سے نبوت تک شیخ شخص نہ رہا پھر مر گیا بعض اسکے ایمان کے قائل ہیں اور بعضہ تردد و توقف
 کرتے ہیں لیکن میرے نزدیک تصدیق حضرت صلعم میں شبہ نہیں ہو اس واسطے کہ انجناب فرماتے ہیں
 راہیت بورقہ ابن نوفل جنتہ او جنتین پس اگر مومن نہ تھا تو بہشت اسکے واسطے کیسی اور عثمان ابن
 الحویرث روم میں جا کر نصرانی ہوا اور عبد اللہ ابن جحش اول اسلام لایا پھر جحش میں جا کر مرتد ہو گیا اور

بیت اللہ کی خرابی کے دو سبب مؤرخین بیان کرتے ہیں بعضہ کہتے ہیں کہ بیت اللہ میں ایک کنواں تھا کہ حکام ماضیہ نے چند زیور مع بہویرہ ملا لکل بجاہر اس میں دفن کیے تھے چند ادا بشون نے اس کو کھود کر نکال لیا اس سبب سے ایک نوع کا زلزلہ جاری ہوا

بیت اللہ کی خرابی کے دو سبب مؤرخین بیان کرتے ہیں بعضہ کہتے ہیں کہ بیت اللہ میں ایک کنواں تھا کہ حکام ماضیہ نے چند زیور مع بہویرہ ملا لکل بجاہر اس میں دفن کیے تھے چند ادا بشون نے اس کو کھود کر نکال لیا اس سبب سے ایک نوع کا زلزلہ جاری ہوا

بیت اللہ کی خرابی کے دو سبب مؤرخین بیان کرتے ہیں بعضہ کہتے ہیں کہ بیت اللہ میں ایک کنواں تھا کہ حکام ماضیہ نے چند زیور مع بہویرہ ملا لکل بجاہر اس میں دفن کیے تھے چند ادا بشون نے اس کو کھود کر نکال لیا اس سبب سے ایک نوع کا زلزلہ جاری ہوا

بیت اللہ کی خرابی کے دو سبب مؤرخین بیان کرتے ہیں بعضہ کہتے ہیں کہ بیت اللہ میں ایک کنواں تھا کہ حکام ماضیہ نے چند زیور مع بہویرہ ملا لکل بجاہر اس میں دفن کیے تھے چند ادا بشون نے اس کو کھود کر نکال لیا اس سبب سے ایک نوع کا زلزلہ جاری ہوا

حالت ارتداد میں مرا اور اسی سال میں بروایتی حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں اور جب حضرت اُمّ القیسؓ برس کے ہوئے تو آپ کو نو نظر آنے لگا اور غیب کی آوازیں سننے لگے دل میں شوق گوشہ گزینی و خلوت نشینی کا پیدا ہوا کہ وہ خراج پر تشریف لیجاتے اور بیت اللہ کو دیکھا کرتے اور ذکر حق میں مشغول رہتے فائدہ یہ پہاڑ جسکو خراج کہتے ہیں کبسر حاد یعنی راجعہ ملتین بروزن کتاب جو تین میل کے سے واقع ہے اسی کو جبل ثور بولتے ہیں اسی میں ایک غار ہے چاروں طرف سے حصہ کا لنبہ اور ایک رے حصہ اور تہائی حصہ کا چوڑا وہاں سے کعبہ نظر آتا ہے اسلئے وہ مقام پسند پڑا تھا اور ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان دنوں تشریف بشارت ابراہیمی تھے وہو الصبیح اور جو لوگ قائل ہیں کہ تہذیب حضرت کسی دین سے مطلق نہ تھا اسکا مطلب یہ تھا کہ حکم عقل و احسان کا رہندہ تھے خواہ بالہام خواہ بروایہ صالحہ وہو المختار بظاہر قولہ تعالیٰ و كذلك اوحینا الیک وحاسن امرنا ما کنتم تدرمی ما الکتاب ولا الایمان اور میل امام غزالی اس مسئلہ میں جانب توقف ہے اور عبادت میں اختلاف ہے بعضے بفکر قائل و بعضے بذکر مائل وہو الصبیح لان الذکر اعلیٰ من الفکر اور اتفاق ہے کہ آنحضرتؐ نے کوئی ایسا جاہلیت کی اختیار نہیں کی بلکہ جمیع صنائع و کبار سے معصوم تھے الغرض خلوت سے یہ نوبت پہنچی کہ شجر حجر سے وقت ملاقات آواز اسلام علیک یا رسول اللہؐ آنے لگی چنانچہ حضرت فرماتے تھے کہ میں پہچانتا ہوں ایک پتھر کو کہ میں جو مجھ کو قبل نبوت سلام کرتا تھا اور سفر السعادت میں ہے کہ نزول وحی سے پہلے صرف آواز آتی تھی کہ ایمان لکھیں گوئیدہ نظر نہ آتا تھا اور سات برس صرف نو نظر آیا کہ اس میں آنجناب سمرور رہتے تھے اور جب عمر شریف چالیس برس کی ہوئی خواہ ایک دن زیادہ تو نو روحی کا شروع ہوا اور بقول صحیح ظہور اس نور کا تاریخ ہشتم خواہ ستوم ربیع الاول یوم دوشنبہ تھا اور سنہ اکتالیس عالم الفیل صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اول علامات وحی میں ویاسے صالحہ ہو گئے کہ جو کچھ رات کو حضرت خواب دیکھتے صبح کو بعینہ ظاہر ہوتا بعد اسکے خلوت پسند آئی تو غار ثور میں چند روز کا کھانا لے کے تشریف لیجاتے اور تسبیح و تہلیل و حمد ثنائیں مشغول رہتے جب کھانا صرف ہو جاتا تو حضرت خدیجہ کے پاس آتے اور دو ایک قیام کر کے پھر وہیں تشریف لیجاتے تھے مدت قیامت غار ایک مہینے سے کم ہوتی تھی مگر برسبیل ذلت الغرض اس غرضہ میں ایک دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنا جسم مبارک دھونے کو غار سے نکلے دفعۃً حضرت خدیجہؓ کے پاس ہو امین آؤ ہودی ای محمدؐ حضرت نے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا پھر دوسری مرتبہ آؤ ہودی حضرت صلعم تھم درآؤ بائیں دیکھنے لگے تو ایک شخص نورانی مثل آفتاب روشن تاج نورانی بر سر و حلقہ سبز و زبر تشریف لائے اور ایک کمر آہر سیر کا ہاتھ میں دیکر کہا پڑھو حضرت نے فرمایا میں پڑھانہیں ہوں پھر انھوں نے اپنی بھٹی بھٹی

حضرت کو خوب دیا کہ عرق اگیا اور کہا کہ بڑھو حضرت نے کہا میں پڑھا نہیں ہوں پھر اُس بزرگ نے اُسی طرح کیا عرض کہ تین مرتبہ بقدر طاقت انتخاب صلعم خوب دو جا پھر اقرء باسم ربک الذی خلقنا لم نعلمک پڑھایا اور ایک روایت ہے کہ اول تنوید و سبک کلا کے یہ آیتیں پڑھائیں کہ حضرت صلعم کو یاد ہو گئیں چنانچہ تفسیر واحدی میں ہے کہ اول تعلیم جبرئیل یہ ہوئی کہ یا محمد استغذ باللہ ثم قل بسم اللہ اور ایک روایت ہے کہ بتلیم آیات مذکورہ حضرت جبرئیل نے اپنا پرزین پر مارا کہ ایک چشمہ نکل آیا پھر استنجا کر کے مضغہ دوا کیا اور مضغہ دھویا پھر ہاتھ پر تین تین تہ دھو کے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح وضو کرنا سکھایا کیونکہ ایسے افعال میں تعلیم عملی زیادہ تر مفید ہوتی ہے بعد اسکے حضرت جبرئیل نے ایک چلو پانی لیکر دسے مبارک چھینٹا دیا اور خود آگے بڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اقتدار کی جب نماز سے فائز ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا وضو کرنا اور نماز کا پڑھنا اس طرح سے ہوتا ہے جو صحیح ہے یہ کہ یہ روایت بعد نزول سورہ فاتحہ صحیح ہے بالکل حضرت جبرئیل بعد تعلیم آیات خود جانب آسمان چلے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دولت خانے کو روانہ ہوئے راہ میں ہر درخت اور پتھر سے آواز آتی تھی اسلام علیک یا رسول اللہ اور حضرت کا دل کا پٹتا تھا اُسی حالت میں داخل دولت سرا ہوئے اور حضرت خدیجہ کبریٰ سے فرمایا ز ملونی ز ملونی یعنی مجھے چھپاؤ مجھے چھپاؤ حضرت خدیجہ نے بالا پوش اٹھایا اور ٹھنڈا پانی پھر کا جب افادہ ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہے حضرت خدیجہ کے کہا خدے تلے تلے حکو ضائع نہ کر گیا اور آپ کے صفات حمیدہ بیان کر کے کہا کہ تم غریبوں کی مدد کرتے ہو اور محتاجوں سے سلوک اور ایسے کاموں میں جسے حق کی تائید ہو اعانت کرتے ہو پھر تم مستحق رحمت الہی ہو غضب الہی پھر آپ کو پاس در قد ابن نوفل ابن عبدالغری کہ برادر عم زاد انکے تھے لیکن وہ کتب سابقہ پڑھے تھے اُنسے حال بیان کیا در قد نے حضرت سے کہا ای بیٹے میرے بھائی کے ننسے کیا دیکھا آپ نے نہ کمیت بیان لی در قد نے کہا یہ ناموس اکبر تھا جسکو عربی میں جبرئیل کہتے ہیں یہی فرشتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا تم اس امت کے پیغمبر ہو کاش میں جو ان ہوتا اُن دنوں میں جب کفار انھیں نکالینگے آپ نے پوچھا کہ یہ لوگ مجھے نکالینگے در قد نے کہا ہاں ایسے ہی لوگوں کے کافر دشمن ہوتے ہیں اور تم وہ پیغمبر ہو جنکی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے آپ صلاخون نہ فرمائیں بلکہ خوش ہوں پھر انھیں دنوں میں در قد نے انتقال کیا فائدہ حضرت خدیجہ نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے در قد کا حال پوچھا کیا فرماتے ہیں یہ در قد کہ حق میں کہ اسنے آپ کی تصدیق کی تھی مگر زمانہ طویر نبوت اور اتباع احکام اسکو نصیب ہوا فرمایا اسکو میں نے سفید کپڑے پہنے دیکھا ہے اگر نجات اسکی نہوتی اور مسلمانوں میں معسوب نہوتا

توسنید کپڑے سے بننے والا اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی مردہ مسلمان کو سفید پڑے پتے خوب میں نہ لکھ دے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔
 اس کے نجات کی امید نہ ہو سکتا۔ لباس اللہیا جو تہذیبیہ لار اصل علی اللہ علیہ السلام فائدہ ج طرح درویشوں میں فوغل مانہ نبوت سے
 پیشتر ایمان لائے تھے اس طرح حبیب نجار وغیرہ ایمان لائے تھے چنانچہ بعد ان کہ رب الخیر کی کہ دو برس قبل از نبوت ایمان لایا ہوا
 اس نے اول کعبہ کو عباس بن ہاشم اور اس کے بیٹے ابی طالب کے ہاں آباد کیا۔ حکیم العربی کی عمر سات سو برس کی ہوئی اور زید بن نفیل ابن عم
 حضرت عمر ابن خطاب اور اسید بن الصلت شاعر و بجرار اہل نطورا وغیرہ قبل ظہور نبوت ایمان لائے تھے فائدہ نبوت
 اور رسالت محض غایت نبوت ہی پر ہی مبنی کہ اس کے بعد اصلا فوغل نہیں کوئی نہ پہنچے کہ ریاضت مجاہد کا نتیجہ ہو فائدہ اس
 معاملہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کمال درستہ وضع ہوا اور ظاہر ہوا کہ حائق امور کی معرفت تادمہ ان کو حاصل تھی اور اگرچہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت اور حضرت جبریل علیہ السلام کے ہونے میں شک و شبہ نہ تھا مگر حضرت خدیجہ نے اپنی
 رائے کے موافق درود ابن فوغل کے پاس کالیا جاننا مناسب جانا تاکہ انجناب کو عین یقین حاصل ہو جو خود حقیقت حاصل
 گزارش کرتیں تو بیان نہ ہو سکتا کیونکہ حالات کتب سابقہ انکا معلوم نہ تھے فائدہ درود ابن فوغل نے جو حضرت کو بروز راز دیا
 سو یہ اندوہ و محاورے عرب کے تھے اور عبد اللہ کے ہم عمر بھی تھے فائدہ اس شخص میں کئی نکتے ہیں اول یہ کہ
 بنی آدم کی ترمیم تعلیم میں طریق ترویج جاری ہو خصوصاً ایسے بزرگ عظیم کے اٹھانے میں ترویج و اجبات سے ہو کیونکہ اگر اول
 ذیل میں حضرت پر دہی قرآن نازل فرماتے تو اسکا تحمل دشوار تھا لہذا اول خواب میں معلوم جرنیمہ کی تعلیم شروع فرمائی
 تاکہ اہل تہمتہ علوم عالم غیب سے جو کہ ہوں پھر بحالت بیاری و بوجہ یا ہی خلوت کی محبت دل میں الکی کہ دن و فرزند کے
 علائق سے علیحدہ ہوئے اور عالم غیب سے توجہ کلی بہم پہنچا اور ایک کان مجتہد الطبع بتلایا کہ وہاں جس طرح شریعت کوئی نہ ہوتا کہ
 وقت نزول کی کسی کو گمان ملحق تلمذ دل میں گزرتے پھر وقت نزول وحی ایک صدہ سخت قلب پر ڈالا کہ تو ہم لمیس و تصنع
 پیدا نہ ہوا و اس سے پہلے حضرت جبریل کو یہ ارشاد ہوا کہ تم حضرت پر دہو اور واسطی و یارو کہ انکے فقہا و شریعت باب نبوت سے
 گھبرائے جائیں دوسرے یہ کہ تاثیر روح حضرت جبریل ہلانہ مجملات سے روح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی کامل ہوئی کہ انجناب کے
 طاقت قرأت حاصل ہو گئی اسی کو طریق توجہ کہتے ہیں اور بجا طرح پر اصحاب طاعت میں جاری ہوا اول تاثیر اللہ کا سی شملایا کہ
 عطر گاما مجلس میں آئے اور اسکی خوشبو سے اہل مجلس متفید ہوں سو یہ تھا کہ دوسری وقت مکہ متاثر ہوا جب تک کہ شخص مجلس میں نہ ہوتا
 یہ قسم ہوا قسم تاثیر میں ہوا دوسری تاثیر فی شملایا کہ کوئی شخص تلادتی ایک سکورے میں لکھ کے لائے دوسرے شخص کہ اگر
 لیے بیٹھا ہو اسکو روشن کر دے کہ چراغ تیار ہو جائے تو یہ تاثیر فی الجملہ قوی ہو کہ بعد محبت بھی اسکا اثر باقی رہتا ہو لیکن جو اسے تند
 وغیرہ سے اٹل ہو جاتا ہو اور ایسی صورت میں نفس کو تہذیب کامل حاصل نہیں ہوتی ج طرح ہاروغن و فتیہ شملایا کہ انش صلاح نہیں کر سکتا
 تیسری تاثیر اصلاحی شملایا جاوے پانی لیکے کسی خزانے میں جمع کریں اور فوراً روضہ تک رسد پہنچی صاف کریں اور پانی کو
 اسی او سے جاری کریں کہ فوراً روضہ خورش سے چھوٹے لگے فو اثر اسکا ثبت تاثیرات بالا کے قوی تر ہو اور اصلاح نفس تہذیب

اور اس کے بعد

بھی ہوتی ہو لیکن بقدر استعداد و وسافت راہ نہ بقدر دریا و چاہ باسن ہمہ گیر خزانے پر کوئی قہر آجائے تو نقصان میں نہ گشت
 چوتھی تاثیر اتحادی کہ مرشد کامل اپنی روح پکال کو مسترشد کی روح سے ایسا ملا کہ مرشد کی روح کا کمال مرشد کی روح میں
 مل کر شہر شکر ہو گیا اور یہ صورت انواع تاثیر میں غریب و اور اس میں دونوں زمین و آسمان جاتی ہیں یا بار حجت استفادے کی
 زمین پر ترقی سواس قسم کی تاثیر اور روح ہو گیا است مصطفویہ سے یہ بھی واقع ہوئی ہے یا جو کہ تاثیر حضرت جبریل علیہ السلام
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اتحادی تھی کہ حضرت جبریل نے اپنی روح الحلف کو مسات بدن حضرت کے جسم لطیف میں داخل کر
 روح عالمی سے چھو شہر شکر دیا کہ ایک حالت عجیب شریعت و ملکیت کی پیدا ہوئی کہ بیان میں نہیں آسکتی مثلاً یہ کہ درود ابن زول نے
 حضرت کی تشفی کر کے نزول فرمایا اور حضرت جبریل کو پہچان لیا اور خود حضرت و امانت پرستہ ہو اگر خدا نے اسکو جلد اس
 عالم سے اٹھایا یا اگر کسی کو گمان نہ ہو کہ اسنے فصل وائل و شرایع سابقہ سے مطلع کیا ہو اور یہ بھی منظور ہو کہ کسی اہل کتاب کے ہاتھ سے
 نصرت آنحضرت نہ ہو بہر نوع استقلال رہے چوتھا اول ایسا کلام سان جبریل سے ارشاد کیا کہ اس سے دغدغہ افی محض ہونے کا چاہتا رہے
 یعنی فرمایا اقر باسم بک الذی خلق خالق الانسان من خلق اقر و ربک لا ارم الذی علم بالقلم علم یعلم یعنی پڑھ اپنے رب کا کلام
 اسی کے نام سے اور اسی کی مدد سے سوا سطلے کہ دی کلام قدیم کو اپنے نفس کے زور سے پڑھ نہیں سکتا اور اگر اس بات کا دغدغہ ہو کہ
 ہمارے پڑھنا حادث ہے اور یہ کلام قدیم تو خیال کرو اسی پروردگار نے پیدا کیا ہے یا کہ بصورت پنا سما کے پھر وہی کلام قدیم کو
 بصورت حروف مضموک کر کے اداں خیال میں ڈالنا چاہیہ زبان پر جاری کرنا چاہیہ تاکہ غفلت اشیا اسی دتیرے پر ہو کہ اسکا قدیم کو
 بصورت جلد و یکے ظاہر کیا ہو اور جو یہ بل ہو کہ کلام قدیم مرتبہ عزت میں ہے اور آدمی مرتبہ لکنت میں تو اسی چیز پر عزت و مقام
 و لیل میں اتارنا بعد ہوتو ملاحظہ کر کہ انسان کو خون بستہ ہے پیدا کیا اور کسی عرش بخشی کہ اس طرح کا حامل ہوا و اعضا مختلف
 افعال آئینہ نظر ہوتے ہیں اور روح لطیف کو جب کثیف سے لیا رابطہ دیا ہے کہ لطافت روحی اپنے مقام پر ہو اور کثافت جسمانی اپنے مقام پر
 اور یہ سیلایک نمونہ بخش ذیل سے ظاہر فرمایہ کہ عند الشرح العقل خون بستہ و ذیل ہے کچھ کیا جب ہو کہ اپنے کلام قدیم کو بالفاظ قدیمہ
 جمع کر کے قوت تمخیل و اولات لطیفہ میں الفاظ فانیں و کلام کو اسی لطافت پر بلا تغیر قائم رکھیں اور چونکہ جنابے سائب تا کج خیال
 نیست مشکل معلوم ہوتا تھا کہ میں سطح پڑھ سکونگا لہذا کیا فرمائی کہ پڑھو تمہارا پروردگار اگر کریم ہے کہ اسکو امی کا عالم کر دینا اور
 جاہل کا مقلد بنا دینا سہل ہو کہونکہ امی کو مانع علم بھی ہو کہ اسباب تحصیل اپنی پاس نہیں رکھتا اور یہ مانع تمام افراد انسانیت
 بہ نسبت بعض علوم کے موجود ہیں یا این ہمہ کہ کریم اپنے کریم سے ان علوم کو بعض اوقات کے ذریعے سے پہونچا دیتا ہے چنانچہ
 علم کہ جو چیز میں جو اس عقل سے دریافت نہ کر سکتے تھے ہو کہنے سے معلوم کر لیتے ہیں جملہ احوال فردن گذشتہ کیفیات سینین ماضیہ
 و حالات انبیاء و اولیا اور اس کی سبک کا ثر افادہ یہ ہو کہ اول حضرت مسلم کو ارشاد ہو کہ اپنے ذوالنفس کے واسطے قرآن پڑھو
 پھر اردوان کو پہونچا دو کہونکہ نبی کو زبان خرد و ہر جطر حمت کو قرأت واسطے ثواب کے فرد ہر و اگر نبی تبلیغ نہ فرمادے تو
 ہمت کو قرأت سے سر نہ ہو نہ خود اسے کہیم کو یہ منظور ہو کہ آنحضرت اپنی ہمت کو بقدر استعداد ان کے کارخانہ الوہیت سے مطلع فرماؤ

اور یہ واسطے قلم تعلیم کریں جس طرح عادت سلاطین مہاراجوں کی ہوتی ہے کہ اپنی رعایا کو اور نوکر و کچ مانفی انصہیر سے بوسطے قلم اطلاع دیتے ہیں اور بالموافقہ کتر کہتے ہیں شمل محل کے لوگوں کے نام و فخر و نصرت سے دریافت ہوتے ہیں اور نصا و ادانکتہ قلم نیات سے آؤ فخر ملازمین یا مہر و جب قمری قلم و فخر بخشی گری سے تقالالت مستحقین اور جو خیرات و فخر و نصرت سے آؤ عرض و طول بلا و شہور و قریات قلم و فخر تقسیم سے دشمار باگیہ و خواص قلم و فخر وزارت سے اقتدار و قیدیان و مجوسان قلم و فخر اطلاع و نقد و ذخیرہ قلم و فخر مہرسانی سے دریافت ہوتے ہیں فائدہ یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ باوصفہ نامی ہونے کے آنحضرت کو پڑھنے کا حکم ہوا تو یہ تکلیف والا لایق ہو کہ اس واسطے کہ یہ حکم تکلیفی نہیں ہے بلکہ حکم نامی ہے جو جس طرح بچوں کو مکتب میں لے جاکے استاد کو لے کر کہ پڑھنا حالانکہ وہ قریب نہیں جانتا تو یہ طلب ہوتا ہے کہ وہ پڑھنا ہو تو اس کو اس کے کما دے پڑھنے پر مجبور نہ کیا کہ خواہ عجز و پشیمانہ اور لفظ اقرا و اسی طرح پانچویں صورتوں کے قلم داخل قرآن میں کیونکہ اسے آنحضرت کو بھی طلب فرماتے ہیں جس طرح اور ادم و نوحی سے سولہ نظمیں بطور سرنامہ فرمان و خطوط میں جیسے بایہ شناخت بداندیشہ باشند ہذا ما حقہ اساتذات ذی غیرہ القصد اسی عرصہ میں ایک دن حضرت جبرئیل پھر امین آسمان زمین ایک کرسی پر ملحق بیٹھے ہوئے دیکھ پڑے تو آنجناب گھبرائے اور فرمایا زلمونی زلمونی جس طرح قصہ غارین واقع ہوا اور وحی ہوئی یا ایہا المدقم فائدہ یعنی اسے کمان میں لیٹے کھڑا ہو پھر دوسرے بعض کہتے ہیں کہ نبوت آنجناب رسالت پر قدم بھی کیونکہ اہل حدیث کے نزدیک رسالت کے واسطے مبلغ و انداز ضرور ہو تو تکمیل نفس و تعلیم و تلقین کے لیے سورہ اقرا نزل ہو اور نزلیع و انداز کے واسطے سورہ مثر اولی نبوت ہو دوسرے رسالت فائدہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بہت برابر ہو کہ روح القدس روح الامین انکا خطاب ہو سب پیغمبروں کے پاس وحی لائے اور اللہ کے وکیل رہے انھیں کام پر مشغول کا پہچانا عابدوں کی امداد کرنا کافروں کو ہلاک کرنا فتح و شکست ظاہر کرنا انکا احسان آسمانی پر زیادہ ہو مگر فیضیت مطلقہ نہیں بلکہ بالخصوص ملاحظہ کار ہائے ملاحظہ نوع انسانی کیونکہ حضرت اسرافیل اطلاع کمنونات لوح محفوظ میں و قرب منزلت میں پیش قدم بلکہ حضرت جبرئیل و میکائیل و عزرائیل چاروں فرماں رواں فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ نزول وحی حضرت صلعم پر کئی طرح سے ہوتا تھا ایک یہ کہ حضرت صلعم ہی جو زمین پر کھڑے تھے کہ میں یہ بات ابتدا میں تھی یعنی جو خواب دیکھے اسکا ظہور فی الفور ہو گیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہوا دل بادی بہ رسول اللہ صلعم من الوحی اکر و ایا الصالحۃ فی النوم ککان لایری رویا الا باحوث بشل فانی الصبح دوسرے یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام قلب آنجناب پر حکم الہی القا کرتے اور خود ظاہر نمونہ اور نہ آنجناب کوئی آواز نہ سنتے کما قال اللہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک و اسی کو گفت کہتے ہیں تیسرے حضرت جبرئیل بصورت مرد مثل ہو کر آتے اور حکم خدا پڑھ کر سناتے اور پیشتر و اکثر بصورت وحشی گلی و تشرف لاتے تھے چنانکہ بعض اصحاب نے گا گا آنکو دیکھا ہے بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ رویت جبرئیل حالت

انزال وحی میں موجب فقدان و زوال بصارت ہو چنانکہ حضرت ابن عباس کو یہ معاملہ واقع ہوا کہ انھوں نے ایک دفعہ صلعم کے پاس ایک شخص کو دیکھا جب وہ چلا گیا تو پوچھا یہ کون تھا حضرت نے فرمایا کیا تو نے دیکھا تھا کہا ہاں فرمایا جبریل تھے اب تیری آنکھوں کی کوروشنی جاتی رہیگی مگر بکرت صحبت آنجنابؐ نہ اسکا آخر عمر ہو اور ابن عباس کہا کرتے تھے کہ اگرچہ میری بصارت ظاہری زائل ہو گئی ہو لیکن زبان و قلب میں روشنی ہو ہذا ما خلفہ استاذ الاستاذ قدس اللہ سرہ العزیز اود شیخ عبدالحق شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلعمؑ جس نے جبریل کو سوسے پنیر کے دیکھا اُسکی بینائی جاتی رہی اور بینائی تیری بھی جانے والی ہو لیکن دروفاں پھر لمبا ہو گیا کہتے ہیں کہ جب ابن عباس مرے اور انکو کفن میں سپٹا تو ایک جانور سفید آیا اور کفن میں داخل ہوا ہر چند لوگوں نے تلاش کیا نہ ملا تب عکرمہ مولیٰ ابن عباس نے کہا کیا احمق ہو یہ بینائی اُسکی تھی جسکا پیغمبرؐ وعدہ فرمایا تھا اور جب انکو محمد میں رکھا تو ایک آواز غیب سے آئی یا ایہنا النفس المطمئنۃ ارجع الی ربک اذینہ فیہ نور اور جو کوئی شبہ کرے کہ اور صحابہ نے بھی حضرت جبریل کو دیکھا تھا کھوں بصورت اعرابی اور کھوں بصورت وحیہ کلبی جیسا جلال الدین سیوطی نے تحقیق کیا ہو کہ حضرت عائشہ اور ابی ابن کعب اور عبد الرحمن ابن عوف اور عیاض ابن ساریہ وغیرہ نے بھی دیکھا ہو اور ابی داؤد نے ابو جعفر سے روایت کی ہو کہ مناجات جبریل کی پیغمبر خدا کے ساتھ ابو بکر صدیق نے سنی ہو پھر انکی بصارت کیوں نہ زائل ہوئی تو رفع اسکا یوں ہوا ہو کہ وہ وقت نزول وحی نہ تھا اس سبب سے زوال بصر نہ واقع فرماتے ہیں کہ یہ تعامیل حضرت صلعم کی عام نہ تھی بلکہ خاص ابن عباس کے واسطے تھی کیونکہ یہ حضرت صغیرؑ تھے امور غیبیہ کے دیکھنے کی برداشت نہ رکھتے تھے ولہذا صدمہ شدید ہو چنانچہ جب تک فوت معارض رہی بینائی بھی رہی اور جبہ سن کا انحطاط ہوا اُس صدمہ نے تاثیر کی لیکن یہ توجیہ کر لیک کہ جو صحیح یہ ہو کہ بکرت خدمت حضرت صلعم کی معارض صدمہ ہوئی ہو اور آخر عمر میں اسی برکت سے جب انکھیں ابن عباس کی محسوسات ظاہری سے بند ہو گئیں تو مورو خیالیہ اعیان مثالیہ سے مشغول ہو گئیں اور شیخ عبدالحق محقق دہلوی شرح میں فرماتے ہیں کہ اور صحابہ نے حضرت جبریل کو عالم ناسوت میں دیکھا تھا اور حضرت ابن عباس نے عالم ملکوت میں اس سبب سے زوال بصارت ہو گیا اور علامہ ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے جبریل علیہ السلام کو درتہ دیکھا ایک بار بصورت وحیہ کلبی دیکھا تھا چنانچہ سیوطی نے جمع الجوامع میں لکھا ہو کہ فرمایا ابن عباس نے ایک مرتبہ گندرا میں پیغمبر خدا پر پارچہ سفید پہنے اور حضرت صلعم وحیہ کلبی سے راز کہہ رہے تھے اور وہ جبریل تھے سو جبریل نے حضرت سے کہا یہ ابن عباس ہو اگر سلام کرتا ہوں تو ہم جو کچھ اسکے کپڑے خوب سفید ہیں اور بعد اسکے ہنسی اولاد اُسکی کپڑے سیاہ اور جب چمکے جبریل آسمان پر تو حضرت صلعم میری طرف پھرے اور فرمایا کہنے منع کیا مجکو سلام سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ باتین کر رہے تھے

وحیہ کلبی سے میں نے مکروہ جانا کہ باندھکون آپکو اُس سے فرمایا حضرت صلعم نے وہ جبرئیل تھے روایت کیا کہ اس
 ابن عساکر درترمذی نے کہا کہ یہ قصہ دبا ہوا لکذا فی جامع لاصول اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتب عالم نام شریف
 دیکھا تھا دوسری مرتبہ عالم ملکوت میں اور روایت ثانیہ موجب فقدان بصارت ہوئی اور تشریح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ
 بسبب تمثال جبرئیل علیہ السلام بصورت بشر بنا برستیناس میں ایلاف تھا اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ ہر گاہ افادہ و استفادہ
 مناسبت و مناسبت شرط ہو تو جب کبھوں بشریت حضرت صلعم کی ملکیت جبرئیل علیہ السلام پر غالب آتی تھی تب
 جبرئیل لباس بشر طہا ہر ہوتے تھے اور ہر گاہ کہ ملکیت جبرئیل بشریت آنجناب پر غالب آتی تھی تو حضرت
 صلعم اللہ علیہ وسلم وجود بشریہ سے غائب ہو کر غیبت ملکوت میں جاتے رہتے تھے اور صورت اولی وحی کی بظہور
 بشارت ہوتی تھی اور صورت ثانیہ بوعید و نذارت ہذا ما حققت استادی محمد حسن علی الماشی المحدث رحمۃ اللہ علیہ
 اور مہربان دینیہ میں ہے کہ وحیہ کلبی نہایت حسین و جمیل و خوش اندام تھے حتیٰ کہ جب سفر سے پلٹ کر آتے
 تو غور میں بیگانہ و بیگانہ آنکھ دیکھنے آتی تھیں میں کہتا ہوں کہ اسی مناسبت سے حضرت جبرئیل علیہ السلام
 اکثر بصورت وحیہ کلبی تشریف لاتے تھے کہ حسن صوری موجب مسرت و فرح روح انسانی کا ہے تو تھی طرح
 وحی کی یہ تھی کہ ایک آواز ماند آواز جرس گوش مبارک میں سنائی دیتی تھی کہ سوائے آنجناب صلعم کے اور
 کسی کو الفاظ و معانی اُسکے مفہوم نہ ہوتے تھے اسی قسم میں جبین مبارک پر پینا آتا تھا اور مرکب بیٹھ جاتا تھا
 چنانچہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سر در ترین ایام نرستان میں وحی آتی تھی
 تب بھی جبین میں آنجناب سے قطرات عرق ٹپکتے تھے اور ہنگام نزول وحی اگر آنجناب گھوڑے یا اونٹ پر
 سوار ہوتے تھے تو وہ جانور گر پڑتا تھا گر مادہ شتر خاصہ آنحضرت کہ غضبا و قصد و انام رکھتی تھی ہاتھ و پیرا
 خم کر لیتی تھی اور افتادگی سے محفوظ رہتی تھی اور اس بات کی اُسکو عادت ہو گئی تھی اور اگر کسی کی ان پر
 مستہ ہوتے تھے تو اُسکا ٹوٹ جانے کا خوف ہوتا تھا اور چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا تھا اور نفس شریف بلند ہوتا تھا
 کہ دور سے آواز سنی جاتی تھی کہ اذکر ہستاد الاستاذ فی تفسیر و تحت قولہ لعلے اناسلفی علیک قولہ لا تقبلاد
 بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ ایک مرتبہ آنجناب صلعم زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی رائ پر سر رکھے لیٹے تھے دفعہ
 وحی آئی تو کوئی رائ گرائی سے ٹوٹنے لگی اور جب سورہ مائدہ نازل ہوئی تو آنجناب قہ پر سوار تھے قہر تھا
 کہ اُسکا بازو ٹوٹ جائے اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ مطلق وحی کہ نزول میں حضرت پر ایک نوع کی شدت ہوتی تھی
 اور زنگ چہرہ کا متغیر ہو جاتا تھا کچھ صلصلۃ الجرس کی تخصیص نہیں تھی کما اشارہ ابید لسانی شانہ اناسلفی
 علیک قولہ لا تقبلاد پانچویں طرح یہ تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت اصلہ تشریف لاتے تھے اور
 حکم خدا بیان کرتے تھے چنانکہ سورہ النجم میں فرماتے ہیں ولقد آراہ نزلاً آخری عند سدرۃ المنتقی عند

بخشہ الما و سے اپنی اسکو دیکھا ہوا اسنے ایک دوسرے آمار سے میں پرہی حد کی ہیری پاس اسنے نزدیک ہر
 بہشت رہنے کی اس آیت سے قطعاً ثابت ہوا کہ حضرت صلعم نے جبرئیل علیہ السلام کو بصورت اصلی انکی اور مرتبہ
 دیکھا ہوا ایک اول نبوت میں جب سورہ مدثر لائے میں اور اسوقت کسی پر نیٹھے اور آسمان ایک کنارہ سے
 دوسرے کنارہ تک گئے بھرا تھا دوسری مرتبہ شب حراج میں ہفت فلک سننے اور ہیری کے درخت
 پاس دیکھا اور اسوقت حضرت جبرئیل کے چھ سو بازو تھے کہ احقہ الشیخ فی کمال الایمان روایت ہوا کہ حضرت
 جبرئیل علیہ السلام بارہ مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور چار مرتبہ حضرت ادریس کے
 پاس اور چار مرتبہ حضرت نوح کے پاس اور بیالیس مرتبہ حضرت ابراہیم کے پاس اور چار سو مرتبہ
 حضرت موسیٰ کلیم کے پاس اور دس بار حضرت عیسیٰ کے نزدیک اور چھ بیس ہزار مرتبہ حضرت محمد مصطفیٰ
 صلعم کی خدمت میں مگر بصورت اصلیہ دہمی مرتبہ ملے ہیں چھوٹوین طرح یعنی جو کہ شب معراج یا پنجاب
 نازل ہوئی ساتوین حضرت حق نے بلا واسطہ ملک کلام کیا اور اسے حجاب سے اٹھوین بے واسطہ
 بے حجاب شب معراج میں کلام ہوا اور پھر ظاہر ہوا کہ وحی فوق السموات اسی قبیل سے ہوتوین
 حضرت نے حجاب حق کو خواب میں دیکھا اور کلام کیا چنانچہ حدیث زہری میں وارد ہوا کہ نبی فی اس
 صورتہ وقال تعلم فی اسی شئی تحتہ یون الملأ الاعلیٰ دسٹوین وحی الثانی کہ وقت فیصل خصوصاً حکم
 حق جانب خدا سے اٹھا ہوتا تھا گیا چھوین طرح یہ تھی کہ ایک آواز مانند آواز زبور غسل گوش
 حق یوش میں آتی تھی بارہوین استنشاق نفحات الہیہ تھا کہ انی اجد نفس الرحمن من جانب الیمین
 اسطراف اشارہ ہر تیر تھوین طرح وحی کی بطریق ملاستہ ہوتی تھی چنانچہ حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں و قطع اللہ کفہ بن کفنی فوجت بردہ بن عبدی فعملت ما فی السموات والارض چودھوین
 وحی بواسطہ حضرت اسرافیل علیہ السلام تھی چنانچہ صحاح میں عام شعبی سے روایت ہوا کہ اول معین ہوا
 حضرت اسرافیل اور تین برس تک دکھائی دیے اور وحی لایا کیے پھر مکرمل ہوئے حضرت جبرئیل اور
 لائے قرآن شریف اور طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہوا کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے
 حکم نازل ہوئی مجھ پر اسرافیل اور بولے میں رسول خدا ہوں اور حکم لایا ہوں کہ چاہو پیغمبر و عبد اللہ ہو
 اور چاہو پیغمبر و بادشاہ تب میں نے جبرئیل کی طرف دیکھا اسنے کہا کہ تو اضع و بندگی اختیار کر
 اور اسی حدیث میں ہوا کہ اسرافیل علیہ السلام کسی پیغمبر و نبی پر نازل نہیں ہوئی کہ فی المواب اور
 یہ بھی اسی کتاب میں لکھا ہوا کہ طرین انزال وحی حضرت پر چھالیس طرح پر تھا اور ملا علی قاری نے
 فتح الباری میں لکھا ہوا کہ چھالیس طور وحی کے بابت اختلاف حامل وحی کے تھے قائمہ وحی نعمت بن

آگاہ کرنا باخفا، جو طرح سے ہوا خواہ یہ کلام یا یہ کتابت یا برسالت یا باشارت اور گاہے لفظ وحی سے معنی اسم مفعول کے قصد کرتے ہیں چنانکہ خلق سے مخلوق اور یہ کلام آسمیٰ جو کہ انبیاء ہوتا ہو سو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی وحی ہوئی اور انبیاء سابقین پر تو نزوح فائدہ مایخ و ماہ نزول وحی میں اختلاف ہو محمد اسحق فرماتے ہیں کہ نزول وحی رمضان شریف میں ہوا اور اسوقت چھ ہزار نینتسٹ برس پہلے آدم علیہ السلام سے گزرے تھے اور جامع الاصول میں یہ بیان اختلاف تصبیح کی ہے کہ نزول وحی بتاریخ سوم خواہ ہشتم ربیع الاول ہوا اور عمر بن خطاب کی کتابت میں بھی آجھی اور بیحدہ الحافل میں ہے کہ جب بریل علیہ السلام اول بروز شنبہ وقت شب تشریف لائے اور کیشیکہ بھی بھر بروز دوشنبہ تاریخ ہشتم یا دہم ربیع الاول فحاطب بالرسالہ کر گئے اور اسوقت قتل کسری سے سبقت لے گئے تھے قصہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار کیا کہ میں پیغمبر خدا و خاتم الانبیاء ہوں سو اول حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مشرف باسماں ہوئیں بعد ازاں اسی دن آخر وقت یا دوسرے روز اول وقت حضرت امیر المومنین یسوع المسلمین علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ ایمان لائے چنانچہ انجناب فرماتے ہیں صلیت مع النبی قبل الناس بعد انکے زید ابن جابر تھے پھر حضرت امیر المومنین امام المتقین بالتحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بعض کہتے ہیں کہ جبوقت حضرت محبوب العالمین کوہ حرا سے تشریف لائے اور احوال وحی بیان فرمایا اسی وقت خدیجہ الکبریٰ ایمان لائیں قد ذہبت ایہ جماعۃ من الصحابۃ و التابعین اور بعض کہتے ہیں کہ اول علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور بعضوں نزدیک سب سے پہلے وہ ابن نوفل ایمان لایا اور شیخ ابن الصلاح کے نزدیک احوط یہ ہے کہ طائفہ عورتوں سے اول خدیجہ ایمان لائیں اور گروہ لطفال سے اول علی رضی اللہ عنہ اور جو انون میں ابوبکر صدیق اور مولیٰ میں زید ابن حارثہ اور غلاموں میں بلال حبشی رضی اللہ عنہم اجمعین اور ابن عبد البر نے دعویٰ کیا ہے کہ بالاتفاق نامت ہے کہ اول علی ابن ابیطالب ایمان لائے ہیں لیکن بعض فرس مخوف الدب سے چھاتے تھے اور صدیق اکبر نور بلاما کامل تردد ظاہر کر دیا اور دلیل انکی یہ ہے کہ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے باپ سے وہ فرماتے تھے کہ صدیق اکبر مجھے چار باتوں میں سابق میں ایک افشاء اسلام میں دوسرے ہجرت میں تیسرے مصاحبت غار میں چوتھے اقامت صلوٰۃ میں اور میں براہ خوف لظہار اسلام واداسے صلوٰۃ میں غار کا پناہ اور حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ کہ یہ سورہ احقاف حتیٰ اذا بلغ اشدہ وبلغ الرعین شان ابوبکر میں نازل ہوئی ہو اور قصہ لکایہ ہے کہ جب صدیق اکبر کی عمر بیس برس کی ہوئی تو پھر اہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بقصد تجارت جانب شام گئے اور ایک قادم درخت بیری کے نیچے نزول فرما ہوئے اسکے قریب ایک درویش کلبی

میں تشریف فرما
نزل وحی

میں تشریف فرما
نزل وحی

مشرکوں سے تب تو حضرت نے کھلا کھلی دعوت اسلام شروع کی یہاں تک کہ سورہ شعر ارمین ارشاد ہوا اور انہیں
 عشر تک الاقرہ بن وخفض جناح لمن ابتغاک من المؤمنین یعنی دس اپنے قریب شے داروں کو اور جھکا بازو اپنے
 ایمان دانوں کے لیے جو تیری پیروی کریں جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صلعم نے تمامی قریش کو پکار کر کشتیا یا اور
 اپنے چچا و چچو بھی و بیٹی بے فرمایا اللہ کے یہاں اپنی فکر کرو میں تمہارا خدا کے یہاں کچھ نہیں کر سکتا جب کہ دعوت
 اسلام اشکارا ہوئی تو ولید بن مغیرہ و عاص بن ہاشم و ابو ذر غفاری و ابوسودہ بن المطالب و ابوہریرہ و جابر بن
 بن قیس بن غطفان شہادت و ضمانت باطنی سے بدگوئی کرنے لگے کہ ایک نے میں اللہ کے پانچوں کو جو حقیقت پر غیبی
 تھے کئی ہماروں میں مبتلا کر کے داخل جہنم کیا اور بھجے کہتے ہیں عاص و ولید بعد ہجرت مرے ہیں اسی عرصہ میں یہ
 معاملہ ہوا کہ ایک دن قاص خندادیموں کے ساتھ نماز پڑھتے کعبہ میں گئے تو مشرک اگر مانے ہوئے ایک مشرک کو
 آنکھوں نے قتل کیا ہی خون اول اسلام میں ہوا ہوا ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ اول چالیس آدمی مسلمان ہوئے پھر
 عورت و مرد و جاننا سلام دوزے اور دین اسلام کا اظہار کرنے لگے قریش نے تعرض ہو تو قتل کیا مگر جب حضرت صلعم کی
 زبان مبارک پر بتوں کی انگوٹھیں ظاہر ہوئی تب دیر بڑا ہوا آپ و یحییٰ بن عبد بنادک جو شخص اسلام لاوے گئے روم
 ابو طالب و دیگر نبی ہاشم سوائے ابی لب کے حضرت رسالت پناہ کے حامی وہیں ظاہر ہو گئے ایک روز شرف قریش
 جمع ہو کر ابو طالب پر چڑھ آئے اور کہنے لگے کہ تمہارا بھتیجا ہمارے بھٹاکر دن کو بڑا لکھتا ہے اور ہمارا باوجود اہل کشتی تاج
 اور ہمارے دین کو باطل جانتا ہے اسکو منع کرو اسلئے کہ تم بھی اسی دین میں جو حسین ہم ہیں ابو طالب نے ملائمت و حلم سے
 سمجھا دیا اسی طرح دو تہی جمع ہو کر آئے پھر ایک دفعہ روم و یحییٰ بن عبد بنادک کو لا کر کیا یہ شخص محمد کا عوض ہے ابو طالب نے
 کہا سبحان اللہ چند بت خاک ابا عالم پاک مجھ کو گزند نظر نہیں تب کا فر لوگ کرائی پرست ہوں ابو طالب نے نبی ہاشم کو
 و یحییٰ بن عبد شمس نبی نوح کو اعانت کے واسطے طلب کیا سو ہشتالی ابی لب و دو سب نبی ہاشم و نبی مطلب حاضر ہوئے
 و نبی عبد شمس نبی نوح نے آئے مگر رفتہ فرو ہو گیا فائدہ اسی باعث سے نبی مطلب ہی القربی میں داخل ہیں تجارتی
 جب یہ لوگ صلعم سے روایت ہو کہ جب حضرت صلعم نے سہم دہی القربی تقسیم کیا تو میں نے اور عثمان ابن عفان نے کہا
 یا رسول اللہ ہم دہی مطلب ثابت و زرنگی میں برابر ہیں انکو آپ نے حصہ دیا اور ہکونہ دیا فرمایا مطلب کی اولاد
 و ہاشم کی ایک ہی چیز جو حاصل اس تمام کا یہ ہو کہ عبد مناف کے چار بیٹے ہاشم مطلب عبد شمس و قحط بنو نوحل سے جبر
 و عبد شمس عثمان رضی اللہ عنہما ہیں میں پس بگلا حضرت صلعم نے خیر کا پانچواں حصہ نبی ہاشم و مطلب کو دیا اور عبد
 و نوحل کی اولاد کو نہ دیا بتانی و نون نے اتنا س کیا کہ یا رسول اللہ نبی ہاشم کی شرفت کے ہم قائل ہیں لیکن ہم سب
 کہ مطلب کی اولاد کو آپ نے حصہ دیا اور ہکونہ دیا اگر انا ہر دہی ہو تو ہم اور وہ برابر ہیں اسوقت حضرت صلعم نے فرمایا
 انا بنو ہاشم و بنو مطلب شوواحد و شکب بین اصحابہ خلاصہ یہ کہ ان دونوں کی اولاد کبھی جد نہیں رہی نہ بیخ و نہم و نہ جہاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و کفر و اسلام میں شریک ہی انکی خصوصیت کا یہ سبب ہو پس امام شافعی رحمہ اللہ وجہ سے بولے مطلب کہ آل میں
 داخل جانتے ہیں القصد موافق فرمان آندرشیریک الاقرہ میں حضرت صلعم کو صفا چلوہ فرما ہوے اور اپنے قارب کو
 نام لیکر آواز دی اکثر درارے اور بعض نے آدمی بھیجا خبر کو پھر حضرت نے فرمایا ای اہل قریش اگر میں تم سے کہوں کہ
 کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے نیچے ہو اور تمہارے غارت کا ارادہ رکھتا ہو تو تم میرا کس پاس جانو یا جھوٹا سب بولے ہم سچ جانیٹے
 اسلئے کہ ہم نے ایکو کچھوں جھوٹ کئے نہیں منابعد اسکے حضرت نے فرمایا ای قریش میں تم کو خدا بخدا سے ڈرانا ہوں
 سو میرا کہنا مانو ابولہب چچا آپکا جسے پھر مارے تھے بولنا تاکا سائر الیوم انکذا جمعنا یعنی تو ہلاک ہو جیوسی واسطے
 تو نے بھوکو بلایا تھا حضرت نے تحمل کیا یہ اللہ نے جواب دیا تب تب یعنی ٹوٹ جاتو دونوں ہاتھ ابی لہب کے
 اور ہلاک ہوا نام اس دود کا عبد الغری تھا مگر سب چمک چمک چہرے کے عبدالمطلب نے ابولہب کہا تھا کہ یہی عنوان دوزخی
 ہونے کا پڑا ابولہب یعنی شعلہ آتش ہو اور یہ دوزخ دوزخ و اہل جہنم ہو اور ڈر دو دونوں ہاتھوں سے عہد و عمل ہو
 یہ دونوں ٹوٹے تو ہلاک ہو اور اجماع اسکی عورت تھی نہایت دشمن تھی اسے حضرت کی راہ میں بول کے کانٹے بچھائے
 تاکہ آمد و رفت میں تکلیف ہو وہ بھی بڑی خرابی سے مری اور حطب جہنم ہوئی اور خدائے اسی کو حالہ مطلب فرمایا جو یعنی
 لکڑی اٹھانے والی سبب سخت کے سویہ لکڑی کا گٹھ اپنے سر پر لاکر تھی انداحالہ مطلب ہو گیا اور بعد نزول سورہ
 بہت یہ ایک دن ایک پتھر لیکے مسجد حرام میں کدآپ اور حضرت ابو بکر وہاں بیٹھے تھے آئی خدائے اسی انھوں کو ایک
 دیکھنے سے اندھا کر دیا حضرت ابو بکر دیکھا اسے کہا میں نے سنا ہو کہ محمد نے میری جو کہی ہو اگر میں انکو باقی تو یہ پتھر سے مارے
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں دو ہمایہ میں تھا ایک
 ابولہب اور دوسرے عقبہ بن میطکہ یہ دونوں کو جو جمع کر کے راستے میں بچھاتے تھے کہ حضرت کو چلنے میں تکلیف ہو اور علم آنحضرت
 یہ تھا کہ جب آنحضرت باہر نکلتے تو فرماتے کہ ایسی عبد مناف یہ کیا جا لگی ہو اور گوہر گوارا ہے ایک ٹی کر دیتے اور قریش کا
 یہ حال تھا جو کوئی شخص کے میں کہیں سے آتا تو اس سے کہتے کہ تمھاری بات نہ مانو ورنہ نقتے میں پڑو گے اور کچھوں کہہ گئے کہ یہ
 شخص سحر کر چکا ہے کہ شاعر ہو یا کہ ان کو کچھوں کہتے کہ جنوں ہو چنانچہ ایک تہہ یہ اتفاق ہو کہ ولید ابن مغیرہ میرا قابل اور
 من تھا قریش سے کہنے لگا کہ موسم حج قریب ہے قبائل عرب اطراف و جوانب سے سمت کر یارت بیت اللہ کو آئیٹھے اور اواف
 میاقت نبوت محمد ابن عبد اللہ بخوبی سن چکے ہیں لاریہ لوگ ایمان لائیٹھے ایسی کہی بات تجو کرنا چاہیے میں انکے دل پر
 پھر جائیں مگر ایک ہی بات تجو کر دو کہ پھر اسمیں اختلاف نہ پڑے و ساد قریش نے کہا کہ ای عبد اللہ تمھیں ہی فکر کر ولید نے کہا
 تم لوگ اول تجو کر دو پھر میں بھی اپنی عقل کے موافق بتلاؤنگا تب کسی نے کہا کہ محمد کو کاہن کہنا چاہیے اسنے کہا واللہ میں نے
 بہت کاہن دیکھے اس دکان کلام ہرگز کاہنوں کے سچے دوزخ سے نہایت نہیں کہتا کیونکہ کاہن کچھوں سچ کہتا ہو کر کچھوں
 جھوٹا اور محمد کے کلام میں کچھوں کذب نہیں ہوتا اگر یہ تجو کر دو گئے تو عرب کے لوگ جھوٹا بتلائیٹھے تب بولے کہ جنوں ہی کہیں

ولید نے کہا واللہ جنوں کی کوئی بات آسمین نہیں پاتا پہلے میں نے بہت مجنون کیے ہیں اور ظاہر ہو کہ ہذیان مجنونوں کے متکل
و غلط و نفل کچ نہیں ہوتے اور اگر کلام کا جابجا بیجا خط و بے ربط ہو تا ہو اور محمد کا کلام سرسخت و غلط ہو پھر اور لوگ بولے
کہ ہم شاعر کہینے ولید نے کہا شاعر بھی نہیں ہے میں نے عبد بن ابی ابرص اور امیر بن اصدت اور دیگر شاعرانے تقدیر کے اشارے سے
اور جو بھی شعر شاعری میں خوب ماہر ہوں اس کا کلام اصلاً شعر سے مناسبت نہیں لگتا اور نہ اس کو سیاق شعر کوئی کام ہو تب کہنے لگے
کہ شاعر کہنا چاہیے ولید نے کہا شاعر لوگ میں نے بہت دیکھے وہ ہرگز سائنس نہیں ہے اس واسطے کہ کلمات شعر کے عمل اور بیانی ہو تو میں
اور میرا جو پیشانیہ شعر سے کسب مال فیوض کرتا ہو اور یہ کلام پرانے معنی ہو اور محمد کو پرہیز مال اصلاً نہیں آباد ریا ان ہفتوں کے
مال میں جاتا رہا اور ترش و ہو کر خاموش ہو اب ترش گھبراٹے اور کہنے لگے کہ تو ہی بتلا کہ اکسین ولید بولا واللہ جو کلام محمد
علیہ السلام بولتے ہیں آسمین ایک عجیب حلاوت و فصاحت و قبول و نور ہے کہ کسی کلام میں نہیں پاتا ہوں اور وہ خود بذات خاص
و بسا نہیں ہو سکتا کوئی نہ پہچانے کیونکہ نسب میں ہر باب سے افضل یعنی عبدالمطلب کا پوتا ہو اور فصاحت یا نہ یہ مطلقاً مسانہ میں
پانا نظیر نہیں لکھا پھر جوابات تم تجویز کہہ دو گے وہ بات بعد از ملاقات چھٹی تھری گئی مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ بحر ہاں ہے کہ محمد کو
بسنہدین کہیں سے پہنچا ہو اور بحر ہاں درائے نوح بحر کے ہر دلیل قوی اس کی تھری ہونے پر یہ ہے کہ ان کے کلام میں ایک تصرف
ظاہر ہے یعنی باب بیرون جو در و خیم میں جدائی پر ثباتی ہے اس حیثیت سے فی الجملہ شعر سے شبہات لکھا ہے اگر اگر کہہ لیا چاہتے ہو
تو ساحری کہو کہ کچھ بھی مفید ہو گا غرض کہ اسی پر سب لوگ خوش ہو کر متغنی ہوئے اور شہزادہ بنی ہنادی کہ رادی کہ اب محمد کو ساحر
کہا کر اور کوئی شخص شاعر و مجنون کا ہر ایک کے پھر موصوع میں جو کوئی شخص ان کے پاس آتا اس سے بھی کہتے اسی ولید کے حال ہیں
سورہ مدثر میں ارشاد ہوتا ہے انذکر وقد قتل کفیف ثم قتل کفیف قد رحم نظر ثم عسر ثم عسر اور واسکبر فقال ان هذا الاصح
یوثر ان هذا الاقول البشرونی اسے سوچ کیا اور دل میں ٹھہرایا سو مارا جانیو کیا ٹھہرایا پھر مارا جانیو کیا ٹھہرایا پھر نگاہ کی پھر
تیرم یچرائی اور وہ ٹھہرا یا پھر ٹھہری دی اور غور کیا پھر بولا اور بنین یہ جادو ہو چلا آتا اور بنین یہ کہا ہے آدمی کا ساجت
اتفاق ہے کہ ولید بن مغیرہ کے عناد کا مہذبہ واقع ہوا کہ ایک دن ولید مسجد مکہ میں بیٹھا تھا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بھی اس مسجد میں تشریف فرما تھے کہ سورہ حم اسجدہ نازل ہوا آن حضرت نے اس کو آواز بلند حسب عادت پڑھا
تو ولید نے بھی کان نہ لکھ کر سنا آن حضرت نے دیکھا کہ یہ شخص بھی سنتا ہے لہذا دوبارہ آنحضرت نے پڑھا اسے تامل کیے
پہنچے قوم سے کہا کہ انصاف یہ ہے کہ میں نے آج جو کچھ محمد سے سنا ہے وہ ہرگز کلام آدمی کا نہیں ہے اور نہ کلام جن کا اس لیے کہ
اس کلام میں وہ حلاوت ہے کہ کسی کلام میں نہیں ہے اور یہ کلام غالب ہے کہ سب پر غالب ہے اور کعبہ کی کسی سے
مغلوب نہ ہو پھر جس مجلس سے اٹھا تو یہ خبر ابو جہل کو پہنچی کہ آج ولید کلام محمد پڑھ لیتا ہے وہ سو و دمزد و بعض یسوں کو
ساتھ لیکر ولید کے گھر گیا اور بولا تمہیں سخت تعجب ہو شاید تو دین محمد پر رائے ہو اور مجھ کو بھی رغبت اس کھانے کی جو
ابو بکر اس کے لیے پکا لانا ہے ہوتی ہے ولید اس بات پر نہایت براشتہ ہوا اور کہنے لگا کہ تو میرا پیش و تمنع جانتا ہے میرا اور

نہ زیادہ مہربان ہو بخلاف اور مالوں کے اور قابلیت اور لیاقت شعرو سخن و تجربہ و کمال ہر فن اللہ نے
 عنایت کیا تھا کہ اسی سبب سے یہاں نہ قریش کہلاتا تھا اور باوصت ان امور کے ایسا ناشکر گزار تھا کہ کھون
 کلمہ شکر زبان پر نہ لایا اور سولے بت پرستی اور عبادت لائے غری کے کسی کام میں مصروف نہوا آخر کار
 یہ نوبت پہنچی کہ درپردہ نقصان مال و جاہ لاحق ہونے لگا کہ فقیر ہو کر اور آخرت میں گنہگار و ذلیل بنا
 اور ان شبہات و اہیہ کو اللہ جل شانہ نے رفع کیا ہے کہ سورہ خاریات میں ارشاد ہوتا ہے کہ کذاب مافی
 الذین من قبلہم من رسول الا قالوا ساحرا و مجنون و اتوا صواب بل ہم قوم طاعون یعنی اسی طرح
 انہی پہلوں کو جو رسول آیا ہے کہ کذاب و گمراہ یا دیوانہ آیا ہے کہ ہرے ہین ایک دوسرے کو
 کوئی نہیں پر یہ لوگ شہیر ہین اور سورہ طور میں فرماتے ہین فذکر فماتت جمعۃ ربک بکاہن
 و لا مجنون ام یقون شاعر تر بصیر رب المناون قل تر بصوا فانی معلم من المر بصیر یعنی اب تو
 سمجھا کہ تورب کے فضل سے یہ لوگ و الا انہین نہ دیوانہ کیا کہتے ہین یہ شاعر ہی ہم راہ دیکھتے ہین
 اسپر گردش زمانہ کی تو کہ تم راہ دیکھو کہ میں بھی ساتھ تھا ہرے راہ دیکھتا ہوں روایت صحیح ہے
 کہ عروہ ابن زبیر نے عبد اللہ ابن عمر و ابن عباس سے پوچھا کہ مجھ کو خبر دے اس سخت تکلیف سے جو
 آنحضرت کو قریش سے پہنچی تھی اُسے کہا کہ ایک دن قریش کہنے میں تھے اور میں بھی وہیں تھا
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہنے لگے کہ واللہ مجھے ایسا صبر نہیں کیا جیسا آپ
 کرتے ہین یعنی جو کچھ محمد جانتا ہو مجھ کو اور ہمارے باپ دادوں کو کہتا ہو اور ہمارے دین کو برباد جانتا ہو
 اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور طواف کیے میں مشغول ہو تو اُن سے طوفان میں
 قریش پر بھی گذر ہوا قریش نے ایک بات ایسی سخت کہی کہ آنحضرت کا چہرہ مبارک میں نے متغیر دیکھا
 پھر دوسرے اور تیسرے طواف میں بھی اسی طرح بولے تیسری مرتبہ آنحضرت نے کھڑے ہو کر فرمایا
 کہ اے اہل قریش سنو کان لگا کر کہ میں تم پر فوج لایا ہوں اگر میرا کلام نہیں سنتے اور میری متابعت نہیں کرتے
 تو بکری کی طرح ذبح کروں گا اور بخوبی مطلع ہو کہ میری لڑائی میں سب برباد و خراب ہو گے اس کلام کے
 سنتے ہی آواز سب کی بند ہوئی اور بدن میں لرزہ پڑا آخر تعلق اور چالپوسی سے پیش آئے دوسرے دن
 چھ جمع ہوئے تو میں موجود تھا پھر آنحضرت تشریف لائے اور طواف میں مشغول ہوئے یکایک بلوہ کر کے سب کا
 آنحضرت پر گھون کی طرح دوڑے اور کہنے لگے تو ہی ہمارے حق میں اور ہمارے ٹھاکروں کے حق میں
 بد زبانیاں کرتا ہو آنحضرت نے فرمایا کہ وہ میں ہی ہوں تب ایک کافر نے کنارہ چادر پکڑا اور گردن مبارک
 کو الٹ کر کہنے لگا کہ آنحضرت کا دم بند ہونے لگا ابو بکر صدیق یہ حال دیکھتے تھے وہ دوڑے اور کافروں سے

آنحضرت کو چھوڑا یا وہ لوگ صدیق سے لپٹ گئے اور مارنے لگے کہ حضرت صدیق بیہوش ہو گئے اور آپ کے سر کے بال ٹوٹ گئے اور بڑی چوٹ آئی تب بنو تمیم نے چھوڑا یا جب تھوڑی دیر میں ہوش آیا تو کہنے لگے اقتلون رجلاً ان يقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم یعنی تم ایسے شخص کو قتل کیا جاستے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمھارے پاس خدا کی نشانیاں لایا ہے صحیح بخاری میں ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ کافر عقبہ ابن معیط تھا اور اس تکلیف میں آنحضرت کو غش آگیا تھا اور حضرت صدیق نے حالت بیہوشی میں چھڑا یا محققین فرماتے ہیں کہ مومن آل فرعون سے حضرت صدیق اکبر افضل تھے کیونکہ اس نے زبان ہی سے حضرت موسیٰ کی خدمت کی تھی اور حضرت ابو بکر نے زبان اور ہاتھ سے کی اور قول اور فعل سے نصرت کی اس سبب حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ان مقدّمون میں حضرت امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اشجیت کے قائل تھے اور عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے نزدیک نماز پڑھتے تھے اور ابو جہل ملعون مع ایک جماعت قریش کے بیٹھا تھا جسے لکھو لکھو کیا کر رہا ہے کوئی ایسا ہے کہ فلائی جگہ سے اونٹ کا شکنبہ یعنی اوچھٹا اٹھالائے اور جب یہ مرد ملاز کے سحرے میں جائے تو اس کے شانوں پر رکھ دے عقبہ علیہ اللعنة گیا اور اونٹ کا شکنبہ اٹھا لایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سحرے میں گئے اسنے دونوں شانوں کے بیچ پیٹھ پر وہ اوچھڑا رکھ دیا آنحضرت سجدہ میں رہے اور سر مبارک سجدہ رکھ لے نہ اٹھایا قریش جسٹے لگے نا اگاہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو خبر ہوئی وہ تشریف لائیں آنحضرت سجدہ میں تھے انھوں نے وہ دیا پاکی دفع کیے کہ کا فزون کو ملامت فرمائی جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے تو نظر بے حرمتی نماز کے دعا بفرمائی کہ اللہم علیک بقریش اسی طرح تین مرتبہ دعا کی پھر نام لیکر کہا اللہم علیک بالیٰ ابن ہشام و عقبہ ابن ربیعہ و شیبہ ابن ربیعہ و لید ابن عقبہ و امیتہ بن خلف و عقبہ ابن ابی معیط و عمارہ ابن الولید۔ اہ اشعنان عن عبد اللہ ابن مسعود پس عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واللہ جس کی کا نام حضرت نے دعا میں لیا تھا وہ جنگ بدر میں مارا گیا اور امیہ بن خلف بن خلف آنجناب کے دست نصرت سے فرج ہو کر کے میں آیا اور مر گیا فائدہ عمارہ ابن ولید کے نام میں شک ہے مولف مشارق الانوار کے نزدیک یہی شخص تھا جسکو راوی بھول گیا مگر اس قول پر توفیق نہیں کیونکہ موت عمارہ حبش میں لکھے ہیں شاید کوئی اور کافر تھا جسکا نام حضرت نے لیا مگر راوی بھول گیا ابن اسحق فرماتے ہیں کہ جب قریش کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی طرح دست برد تو باہم یہ عہد پیمان کیا کہ جو کوئی مسلمان بے قوم و قبیلہ دریا ندہ و عاجز ہو اسکو ایذا دین چنانچہ عمار ابن یاسر نے اور انکے والدین و مشیرہ کی تکلیف تصدیق میں مشغول ہوئے بلکہ ایک دن گرم ریت پر ٹٹا رہے ہوئے مارتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ دیکھا اور فرمایا ہر مال یا سر فان موہم لکم الجنة آخر کار ابو جہل مردود دے یا سر و سیم

نکبت

لہ
یعنی انھوں نے
لکھ لکھ کر
دوسرے کے
نظر سے
بے حرمتی
نماز کے
دعا بفرمائی
کہ اللہم علیک
بالیٰ ابن ہشام
و عقبہ ابن ربیعہ
و شیبہ ابن ربیعہ
و لید ابن عقبہ
و امیتہ بن خلف
و عقبہ ابن ابی
معیط و عمارہ
ابن الولید۔

کے واسطے انکو میں نے آزاد کیا آنحضرت بہت خوش ہوئے اور حضرت بلال فارغ اہمال ہوئے کہ حضرت کی خدمت میں بیٹے لگے اور سعادت دارین حاصل کی تھی یہ بڑے بڑے مکہ کے منظر میں شخص بیسویں میں بڑے مالدار تھے ایک حضرت صدیق اکبر و دوسرا امیر
 ابن خلف انفرسوان و نون کا عمامہ صرف مال میں تنگ ہوا امیر بارہ غلام لیے اور ہر ایک کو تربیت کر کے ایک ایک کام میں
 لگا دیا کسی کو کھیتی زراعت میں کسی کو سیوون کی حفاظت میں کسی کو قیمتی اموال کی تجارت میں کسی کو کاغذی عمارت میں
 کہ اس میں بہت مال بکثرت جمع ہو گیا با اینہم فقیر محتاج کو بھولے سے بھی ایک حبہ دیتا اور اگر کوئی غلام کسی کو کچھ دیتا تو وہ
 ناراض ہوتا بلکہ عہدہ سے معزول کر دیتا اور جب کوئی نصیحت کرتا تو آخرت کا ذکر ہلاتا تو کہتا اول خیرت کمان ہے اور اگر
 بالفرض ہو تو بھگ کیا احتیاج ہے اور حضرت صدیق اکبر نے ابتدا اسلام سے کہ مسلمانوں کی نہایت ضعیفی کا وقت تھا نئے مال کو
 اللہ حبیب کی رضامندی کے واسطے حضرت صلح کے مصارف میں دوسرا مسلمانوں کے چھڑنے میں نہ اور دوسرے نیک کاموں میں صرف کر کے
 ذخیرہ آخرت کا جمع کیا تھا چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے معاملے میں نظام پر ہو اگت حضرت بلال ابن رباح کی ابو عبد اللہ ابو بکر
 نزدیک ابو عبد الرحمن بن ابی بکر کے نزدیک ابو عبد اللہ اکرمؓ کو قبض کے نزدیک ابو عامرؓ و والدہ انکی طامہ بفتح الطاء اللہ تعالیٰ عنہم
 انھیں کے ہاتھ سے امیر بن خلف جمعی خزانہ بدر میں لار گیا اور حضرت بلال سخت گندم کون طویل القامت کثیر الشعر تھے سال بزم ہجری
 و شش میں وفات پائی عمر شریف ہوا یہ ساٹھ برس کی کمرے راگدو بروایت مشربرس کی ہوئی فضائل انکے اکثر ہیں اور بس ہونکی
 خضایت میں فرمانا حضرت علیؓ علیہ السلام کا ساتھیس چار میں تین سابق عرب ہوں اور بلال سابق حبشہ و صہیب سابق و دم و سلمان
 سابق فرس اور بھی فرمایا کہ بلال کو میں نے اپنے لئے بہت میں لکھا ہوا قصہ سی طرح کے سات نفر غلام و کثیر اور بھی بہتلا سے
 بلائے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کا فزون بخیرید کر کے آزاد کیا آزاد کئے عام ابن فیرہ تھے کہ حضرت صدیق نے مجھ سے
 ایک مل سونے کے بنی جلدان سے مول لیکر آزاد کیا اور بروبر و ہجرت حضرت علیؓ علیہ السلام کے ہمراہ رکاب تھے و دروزیر موعودہ شہید
 ہوئے بڑے اولیاء میں تھے آزاد کئے سیرہ تھیں کہ بڑی ایمان داری سے کا فزون کی تکلیف دہی میں بسر کرتی تھیں جب انکو
 حضرت صدیق اکبر نے مول لیکر آزاد کیا تو انھیں جاتی ہیں مالکوں نے طعنہ دے کر کہا کہ شتمہ لات دغری دیکھ لیا فرمایا یہ سب
 جھوٹ ہے ہرگز لات دغری کو طاقت دفع و ضرر کی نہیں ہو سوا خدا کے سوا اللہ نے اسی وقت صحت عطا کی آزاد کئے نہیں ہیں
 ممدیہ اور انکی بیٹی جو کہ یہ دونوں ایک عورت بنی عبدالدار کی لونڈیاں تھیں اور وہ عورت انکو نہایت ایداد تھی تھی حضرت ابو بکر
 خیر باکر اسکے پاس گئے اور نصیحت فرمائی اور کہا کہ جو قیمت جو مجھے لے اسے بہت قیمت مانگی انجانے بلا کر اور عنایت فرمائی
 اور ان دونوں سے فرمایا کہ خوش خیری ہو انکو میں نے مول لیکر آزاد کر دیا اٹھو چلو وہ دونوں آنا بیسی تھیں کہنے لگیں نبی اکرمؐ
 اسکا تمک لکھا یا ہو اور حور کا نام چھوئے کہ حضرت صدیق نے آفرین کی اور اجازت دی آزاد کئے ایک عورت بنی بول کی لونڈی تھی
 یہ بھی ایک فرقہ بنی مدی کا سوا حضرت عمرؓ اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے اس لونڈی کو اسلام لانے کے سبب سخت آزار پہنچے تھے
 یہاں تک کہ حضرت صدیق اکبر کو خبر ہوئی اسکو بھی خرید کر کے آزاد کر دیا آزاد کئے ابو عبیدہ کو بھی خرید کر کے آزاد کیا اور بڑے

[illegible]

اسکو قتل کریں کیونکہ اہل عرب کہیں گے کہ ابوطالب کی حمایت جب نہ رہی تو مار ڈالو اچانک ابوسفیان و ابوجہل و
 انصار بن حارث و امیہ و ابی پسران خلف و عقبہ ابن معیط و عمر بن عاص و اسود بن نجہری ابوطالب کے پاس
 اگر کہنے لگے کہ تو ہمارا بزرگ ہو اور محمدؐ نے ہمارے ہمارے بتوں کو ایدہادی ہی بہتر ہو کہ اسکو فحاشی کر کے ہمارا اور
 ہمارے بھاکروں کا ذکر نہ کیا کرے ابوطالب نے حضرت کو بلوایا اور کہا یہ لوگ تمہاری قوم و عہد زاد بھائی ہیں
 فرمایا کیا چاہتے ہیں حاضرین بولے کہ تم ہمارے اور بتوں کو چھوڑ دو اور ہم تم کو اور تمہارے خدا کو چھوڑ دیں ابوطالب
 بولے کہ یہ بات تو انصاف کی ہی قبول کرو و فرمایا پھر کو جب مضمون نے مکر کر کہا فرمایا اگر میں ایسا کروں تو تمھو کو تم
 ایک کلمہ دو کہ ابوجہل نے کہا قسم تیرے باپ کا دین کی اور تم بھی دو مانند لگے اور کو وہ بات فرمایا تم کہو لا الہ الا
 وہ سبح مگر گئے ابوطالب نے کہا اور کچھ کو فرمایا اگر لاوین آفتاب اور رکھیں میرے ہاتھ پر نہ کمون مگر یہ جو زمین
 عباس بن علیؑ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا اے محمدؐ ابوطالب چاہتا رہا تھا اسے واسطہ قریش سے لڑا تھا
 اور تمہاری حمایت میں سعی وافر کیا تھا تم بھی کچھ اسکو نفع پہنچاؤ گے فرمایا وہ مضمضاح آتش میں ہو کہ دونوں
 سخنوں تک پہنچنا ہی جس قسم دماغ جوش مارتا ہو اور جو میں نہ تو تو وہ درک اسفل و درخ میں ہوتا سہیلی نے
 لکھا ہے کہ حکمت اس عذاب میں یہ ہے کہ ابوطالب باوجود محبت آنحضرتؐ ملت آبائی پر قائم رہے اس واسطے قدحون پر
 عذاب مسلط کیا کہ انھیں سے ملت آبائی پر نہایت رہی فائدہ مضمضاح آب قلیل کہ زمین مناک میں جمع ہوا
 شاکت تک تاک ہو تا کہ اس سے بالکل دور روایات سے یہی موت ابطال ملت آبائی پر واضح ہو الا بعض اہل تاریخ نے
 ایمان آنکھ نقل کیا ہے چنانکہ ابن اسحاق نے کہا جو انہ اسلم عند الموت اور ایک روایت ہے کہ جب فات ابیطالب
 قریب ہوئی تو عباس بن عبدالمطلب نے دیکھا دونوں لب ابوطالب کے ہلتے تھے سو لگا کے دونوں کان اسکی طرف
 اور کہا یا ابن ابی و اللہ لقد قال اخی الکلمۃ الی امرت یعنی امیر بیٹے میرے بھائی کے قسم خدا کی کھامیرے بھائی نے
 اس کلمہ کو جو بتایا تھا تم نے کما فی الدلائل لیکن اہل تحقیق اس قول کی تضعیف کرتے ہیں اور ظاہر یہ قول اول
 کلام کے جو محبین سے لکھا گیا ہے خلاف ہے اور شاید کہتے ہیں کہ ابوطالب مسلمان تھے اور چشمہ کہتے ہیں کہ وہ کافر
 و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور اعانت و حمایت محبت و شفقت و حمایت و طرف داری و جان نثاری و خاطر داری حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوطالب کی طرف سے جو ہوئیں ہیں کتب سیر میں فضل مذکور ہیں اور جو کچھ وقت نزاع روح کے ابوطالب نے
 صدق حضرت مسلم بن شہار پڑھے ہیں وہ بھی کتابوں میں مذکور ہیں پس انکے ایمان لانے دلائل کے باب میں شک نہ کرنا
 نزدیک ضرور نہیں کیونکہ کچھ عجیب نہیں ہے کہ حضرت مسلم نے جس طرح اپنے والدین کو مذکور کر کے ایمان دار فرمایا اس طرح اپنے
 چچا کو بھی بعد موت مسلمان کیا ہو چھیا محمدؐ و شیخ سند نے مجمع بین ام السعانی سے اور سبع سال میں مجمع سے نقل کیا ہے
 کہ بعد عراج کے حضرت نے والدین ابوطالب کو بخشتایا اور انہ نے انکو مذکور کیا کہ میں نے مسلمان ہو کر اپنے اپنے مقام کو گئے

ابو طالب
 و ابی طالب

محمد بن
 ابی طالب

اور متاخرین محدثین کو اللہ کے ایمان لانے میں تردد نہیں ہو ورنہ اس کے ممکن ہو کہ ول ابو طالب کا نواسی ایمان سے
 ببرکت حضرت صلعم منور ہو لو طالب ہرگز نہ کفار ایمان نہ لائے ہوں ان بعد وفات ابو طالب کے قریش نے تہنیتیں
 دیاں دائیں دینی شروع کیں کہ ہرگز ابو طالب کی زندگی میں ایسی نوبت نہ ہو چکی تھی چنانچہ ایک دن کسی کافر نے حضرت پر
 مٹی ڈالی آپ نے صبر کیا اور اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے گئے اُسے دعویٰ اور رونے لگی حضرت نے فرمایا صبر کرو اللہ تعالیٰ آپ کے
 شر سے محفوظ رکھے گا جب تک ابو طالب نہ رہے کسی نے ایسا نہیں کیا بعد اس کے ابو طالب تھوڑے دنوں حمایت پر متوجہ
 ہوا تھا آخر کار کافروں میں مطالبہ اتفاق ہو کہ سب یکجہٹ مینے والے جوڑی میں تھے اور کوئی انہیں سے مسلمان نہ ہو گا حکم
 ابن ابی العاص سو بھی مضطرب ہو کر قائمہ یہ سب یاد میں حضرت اٹھاتے تھے اس لیے کہ مقام صبر کے مامور تھے حال ہو
 کما درود صبر کما صبر لکھنا ہرگز نہیں من اللہ انبیاء و الرسل بالجملة بعد وفات ابی طالب کئی طرح سے حضرت نے دعوت اسلام فرمائی
 پر کسی نے قبول نہ کی بلکہ ایذا دیتے رہے ناچار انجناب یلوس ہو کر سست ہوئے کہ اب بیگانوں کو دعوت کرو گنا چنانچہ
 وفات ابی طالب سے تین مہینے بعد قبیلہ بنی کلمہ میں تشریف لے جا کے دعوت اسلام فرمائی انھوں نے ٹھہرنے نہ دیا تب قبیلہ قحطان گئے
 وہ بھی بشرارت پیش آئے پھر جانب طائف طائف مع زید ابن حارثہ تشریف لے گئے اُس عرصہ میں بنی قنیفہ میں تین مرد راستے
 عبد بایل و ستود و حیثیت یہ تینوں عمر و ابن عمر دے بیٹے تھے انکو اور جملہ اشراف اس قوم کو دعوت فرمائی ہر ایک بدسلوکی سے
 پیش اگر اقامت کبھی وادار نہ ہوئے ورنہ ایسی نڈائیں اٹھوں نے پہونچائیں کہ حضرت کے نزدیک وہ دن یوم حد سے زیادہ تھا محبت میں
 حضرت عائشہ صدیقہ فرماتے روایت ہے کہ میں نے حضرت سے پوچھا یا حضرت یوم حد سے بھی کوئی دن سخت آپ پر گزرا فرمایا سخت ترین ایام
 یوم قعبہ تھا جب میں نے ابن عبد بایل ابن کلال کو دعوت کی اُس نے قبول نہ کی سو میں نے خجندہ ہو کر چلا اور ہوش میں نہ آیا کہ اس کان میں
 میرے حواس درست ہوئے جب موضع قرن الشالب میں پہونچا اور وہاں میں نے جانب آسمان سر اٹھایا تو ایک ٹکڑا اب کا بھیر سنا کیسے
 نظر آیا وہاں سے حضرت جبرئیل نے کہا انحمد للہ نے تمھاری قوم کے حالات دیکھ کر ہلکا لہجہ میں جو چاہو حکم فرماؤ مجھ
 ملک الجبال نے سلام کر کے کہا اگر حکم ہو تو کافروں پر عہادوں ان دونوں چاروں کو چنگے دریاں کہہ میں نے کہا مجھے منظور نہیں ہوتا
 امید رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ انکی سچ سے ایسی اولاد پیدا کرے جو حضرت خدا کی عبادت کریں اور لا شرک کہ مجھ میں سچا راہد کیا ہی صبر تھا
 کہ باجوہ ایسی تعلیمات شافقہ کے اپنا کرم نہ چھوڑا مطلبہ مارسلناک لاجتہ لہا لبین اسی جگہ سے ظاہر ہو اور عقدہ الرسول خیر خواہ
 دشمنان اس مقام سے صل ہوتا ہی تو تاریخ سے ظاہر ہو کہ سرداران بنی قنیفہ نے بڑی بڑی شرارتیں کیں میں نے انکی لڑکوں اور شہزادوں
 ہتھکڑیاں انھوں نے نہایت بے ادبی کی اور گالیاں دین اور پتھروں سے حضرت کی امیٹان زخمی کر ڈالیں مگر آپ نے انکے واسطے بد دعا
 نہ فرمائی اللھم صل وسلم علی سیدنا وولانا محمد سید الصابرین امام الکاملین علامۃ السلاطین موبہد لدین کہتے ہیں کہ حضرت سید المرسلین
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دن و نل میں رہے بعد اس کے جانب کمد و انہ چوہے پھرتے وقت آپ کو نہایت جوش تھی اور زید ابن حارثہ
 انھیں سوسن ہزارہا کتاب تھے ثنائی راہ میں ایک باغ عبثہ شہید ہوا ان میں حضرت علی اللہ علیہ السلام ٹھہرے عبثہ شہید ہو گئے

نیز

نیز

نیز

انھوں نے پاکو پریشان نہ کیا کہ کجا نقرت و خوشی رحم کھا کر عداس نے غلام نصرانی کے ہاتھ ایک خوشگوار گلوکار طبع میں کھوا کر بھیجا
 حضرت نے بسم اللہ کر کے کھایا عداس نے کہا میں نے یہ کچھ بھی اس پرستی میں سنا نہیں حضرت مسلم نے فرمایا تو گمان کا رہنے والا ہو اور کس
 دین میں ہو اسے عرض کیا کہ میں موطن بنوئی دین میں نصرانی ہوں فرمایا تو یونس ابن ہنی سے کانوں کا جوہرہ بولائے کھڑے کھڑے یونس کو
 جانا فرمایا یونس میرا بھائی تھا میں وہ پیغمبر تھا میں بھی پیغمبر ہوں اور بیچ انبیاء و علما کی بھائی ہیں عداس نے پوچھا اچھا اسم شریف
 کیا ہو فرمایا محمد صلعم اُن کے کہ میں نے اُنہ دراز سے انجیل مقدس میں اوصاف حضرت پرستار ہوں اور توحید میں بھی لکھا ہے کہ خدا تکو
 پیغمبر کر لگا مگر قوم کے لوگ قبول نہ کر سکے اور شہر سے ہجرت کرنا ہوگی آخر کار نصرت الہی شامل ہوگی اور تمام زمین پر آرب کا دین
 پھیلے گا اچھا عداس ایمان لایا اور وعدہ موبس ہو اعدیہ شیعہ نے قہر موبس دے رکھی جب عداس گیا تو کہا اُسے بھجوا کر قرب دیا
 اُسے کہا کہ پیغمبر ہیں اور آجنا بصلی اللہ علیہ وسلم جانب مکہ مبارکہ تشریف لے چلے راہ میں ایک باغ یعنی بطن شملہ ملا جو مکہ کے
 رات بھر کی راہ ہو دین منزل فرمائی آدمی رات کو نماز پڑھنے لگے اسوقت شات نفر من دہر دایتے تو نفر قرات آنحضرت
 سنا کر آپ کو پہچانا اور اپنی قوم میں جا کر اسکا چرچا کیا وہ ایمان لائے یہ روایت ابن اسحاق اور اسکے توالیع کی ہے اور
 صحیحین سے ثابت ہے کہ یہ معاملہ بازار عکاٹہ میں واقع ہوا جب کہ آنجناب مع اصحاب نماز صبح پڑھتے تھے تو حال
 یہ ہو کہ بسا آنجناب مخالف سے پھرے تو بازار مذکور میں جلو ف یا موسے اور یہ بازار ایسا تھا کہ اس میں سب کچھ
 ناجز جمع ہوتے تھے یعنی بطور بیٹھ بیٹوین سوال سے دستوں ذیقعدہ تک و نام و نام کو تمام کرتے تھے اسی سبب سے
 چند اصحاب آنحضرت سے وہاں مل گئے اُن کے ہمراہ آن حضرت ایک مقام میں جو کہ مکہ مکرمہ سے رات بھر کی راہ ہو
 شب باش ہوئے جب صبح ہوئی تو آنجناب مع اصحاب نماز صبح پڑھنے لگے کہ اُس حال میں تو نفر جن رہنے والے
 شہر نصیبین مقلقات شام کے فرقہ بنی شہیصان سے کہ سادات قوم مذکور ہیں اُس طرف گذرے اور قرات
 آنجناب سنسی ازرا بخلہ و وجہ و عمر و نفر سردار عظیم الشان تھے انھوں نے اپنی قوم کی دعوت اس طرح شروع کی
 لما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الاحقاف یا قومنا اسما معنا کتابا انزل من بعد موسیٰ مصدقا لما بین ید یدہ بید
 الی الحق والی طریق مستقیم یا قومنا اجیبوا داعی اللہ وامنوا بہ لیفرکم من ذنوبکم ویکرمکم من عبدالہیم ومن
 لا یحب داعی اللہ فلیس بمعز فی الارض ولیس من دونہ اولیا واولئک فی ضلال مبین یعنی اے قوم ہمارے بھنے
 سنی ایک کتاب جو انہی موسے کے بعد سچا کرتی ہے سب اگلیوں کو سوجھاتی سچا دین اور ایک راہ سیدھی اے قوم
 ہمارے مانو اللہ کے بلانے والے کو اور غیب بین لاؤ کہ نہ تھکو کچھ تمہارے گناہ اور بچا دے تمکو ایک نیکو کی
 مارے اور جو نہ مانے گا اللہ کے بلانے والے کو تو وہ نہ تھکا سکا بھگا کر زمین میں لحد کوئی نہیں لگا سکے گا
 نہ دغا روہ لوگ بھگے ہیں مرتع سویہ بائین قوم جن سے سنی اہل بیت لوگ ایمان لائے مگر اس مرتبہ جنوں سے
 ملاقات نہیں ہوئی جیسا موبہ لدنیہ میں اور رؤفہ الاحباب میں ملاقات کا ہونا لکھا ہے جو خود اکرم میں بھی مذکور ہے

کا فرق و مذاہب ماہر بالاتفاق مومن میں اختلاف ہے مالک ابن ابی سلی و ابو یوسف و محمد کہتے ہیں جس طرح مسلمان اور عیسائی
جنت میں ثواب ملے گا اسی طرح جن کو بھی قاصی اور صاحب کثافت کا مختاری قول ہو اور جن کا کہتے ہیں کہ جن بہشت میں
کھائیں گے پیسہ کے مختار اکثر شائع کیا یہ ہوا بعض کہتے ہیں جس طرح آدمی جنت سے لذت پائے گا وہ تسبیح ذکر سے پائے گا اور بعض
کہتے ہیں بہشت میں بیٹ جائے گا گز گھوٹیلے اور امام غلام فرماتے ہیں کہ ثواب لکھو گا ایمان فقط لگ سے پیدا کیا اور اہل شہر کہتے ہیں کہ
کئی دن حضرت صلعم نے مقام مذکور میں بقامت فرمائی پھر عازم مکہ ہو کر زید بن حارثہ نے عرض کیا کہ یا حضرت جن لوگوں نے
ایکونکے لاکھ انھیں میں آپ نشر لے لیے جاتے ہیں فرمایا یا مسیدہ تو اللہ تعالیٰ مدد کرے گا خاطر جمع رکھو بالحدیث مبارکہ کہ
قریب جا کر ایک یا دو قریش کے پاس طلب جواب داند فرمایا اور بلاتامل اس وجہ سے داخل نہ ہو کہ شاید اہل مکہ
حائف کے حالات شکر ماندا نہ پائے پیش روین سو کسی مشرک نے جو اقبال نہ کیا مگر طعم ابن عدی نے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کہے ہیں آئے اور طواف فرمایا اور حجر اسود کو چومنا اور دو رکعت ادا کر کے دعا مانگی کہ یا ستب یا سبب کہ ایسی قوم ایمان لائے
جو تیرے دین صادق کی مدد کرے بجا اسکے باعانت ظاہری طعم ابن عدی کے اپنی منزل خاص میں جاوہ فرما ہوے اور طعم
اپنے توالع و واقع کے مشغول محرمست حمایت ہوا اور لوگوں کو بنا بتا بعت دین اسلام بلانے لگا اور ابولمبا کے پیچھے لگا ہوا
جاتا اور کہتا کہ طعم جھوٹا ہے اپنے دین آباؤی سے برگشتہ ہو پھر اسی سال میں طفیل ابن عمرو دوسری کہ اشرف قوم تھا حاضر
مسلمان ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں چلیتا ہوں کہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت کروں لیکن کوئی نشان ایسا ہو کہ اسکے سبب قوم میں
صورت اختیار پیدا ہو جائے حضرت صلعم نے دعا فرمائی اللہ نے ایک نور مانند چراغ دونوں آنکھوں کے بیچ میں روشن کیا تب طفیل دوسری
جانب قوم روانہ ہوا پھر اس کے دل میں گہرا کشاید اسلامت کو دم قوم کوئی بیماری تھمیں لے رہے تھے لیکن لہ اسلام لانے سے اس
مرض میں مبتلا ہوا جو مہلک دعا مانگی کہ یا ائی نشان خیر ہو جائے خداوند مجھے اس کو اس کا تازیانہ میں روشن کیا کہ جو طفیل تابان ہو گیا
اس نشان کے قوم میں داخل ہوا و دعوت اسلام شروع کی چند افراد ایمان لائے کہ طفیل ناراض ہو کر حضرت صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا
یا رسول اللہ قوم سرالافق ابلاک ہو آئی عافرا دین کہ ہلاک ہو جائے حضرت نے کہا یا ائی قوم میں مستقیم اختیار کرے اور طفیل سے
ارشاد کیا کہ تو قوم میں کہاں نفی دزمی مگر کہ طفیل خصیت ہوا اس کی کبت سے شتر یا انسی خاندان کے لوگ ایمان لائے اور بعد فتح خیبر ہوا
قبل فتح داخل مدینہ ہو کر جب تین مہینے داخل مکہ پہنچ گئے تو نوے نفر جن پہنے والے شہر یسیرین مذہبی مع توالع نابہر ملازمت
رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ عافرا ہوئے از انجا رہے و بعدہ فرما دینے حضرت صلعم سے اگر عرض کیا یا رسول اللہ جنات ملازمت کو حاضر جن جن
افرن پاویں قدم بوس چون فرما یا حبیب اللہ چون میں جمع ہوں اگر یہ لائن دیئے تو شہر کے لوگ بیچے جائیں گے و بعدہ فسی تمام میں سب جنات
پہنچے اور بعد از مکہ صلعم عبداللہ بن مسعود بنی نضیر لے گئے تو انجناب صلعم نے ایک فتح دیکھی حضرت نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو
شعبہ جو کہ دروازہ کھڑا کر دیا اور ایک خطیطہ دروازے کے گرد کھینچ دیا اور فرمایا اسی میں قائم رہو اور خود حضرت داخل ہو کر کوہ ہوے
اور جنات نے بیوقوف بیدار درحام کیا حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے جنات کو دیکھا بعضے بصورت اگر سن بعضے بصورت فرما

یہ حدیث صحیح ہے
یہ حدیث صحیح ہے
یہ حدیث صحیح ہے
یہ حدیث صحیح ہے
یہ حدیث صحیح ہے

یعنی فرقہ جنت کہ متصل بعرہ رہتے ہیں اور سب برہنہ سر و برہنہ پا اور سیاہ رنگ تھے اور ایک پارچہ سفید بطور رنگ بنا بر سر عورت باندھے ہوئے تھے اسی طرح اس فرقہ کے لوگ بصدوق مختلفہ تھے انکی تلقین میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ لوگ رخصت ہوئے کو ہوئے تو کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہو کچھ تو شہر کا عنایت ہو فرمایا کہ کو ایسا تو دیتا ہوں کہ تمہاری اولاد اور اولاد وغیرہ کے بھی کام آوے یعنی جس جگہ بڑی خالی یا پتنگ شہر و بڑو کو سفند و سرگین کا پتہ پیش و ایک شہر ہے وہ تمہاری اور تمہارے دو اب کی غذا ہو اور تمہیں خالق کبریا اسی لذت عطا فرمائے گا کہ اور مالکات و مشروبات سے حاصل ہوگی یعنی استخوان غذا تمہاری اور سرگین وغیرہ غذا و اب کی تب جنات نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بنی آدم ان اشیاء کو آلودہ نجاست کر کے کھائے تو ہلکے ہو گئے کھانے میں نفرت پیدا ہوگی فرمایا میں انکو منع کر دوں گا پھر کوئی ان چیزوں کو نجاست سے آلودہ نہ کرے گا بعد اُسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشیاء مذکورہ سے استنجا منع فرمایا سبحان اللہ کیا معجزہ ہے کہ جو تنخواہ غالی یعنی برائیاں گوشت پیدا ہو جاتا ہے اور سرگین میں دانہ پھر اسی عرصہ میں ایک خون قوم جن میں ہو گیا کہ سب قوم نے برضا و رغبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم سقر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم خدا کی تعمیل کر کے کہ سب قوم راضی ہوئی اور حکمرانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بارہ ہزار جن نبوتیہ چھ لاکھ رہنے والے خزیرہ چولک جہا پہار میں جسکو اب جیل نو کہتے ہیں جمع ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف لے گئے اور تمام شہر اسی جگہ تقسیم وقت صباح اصحاب رسول اللہ نے امار و امارات دیکھے اور جو کچھ از قسم سباب و آلات چھوڑ گئے تھے ملاحظہ کیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی دکھائے کہ قصہ صحیح مسلم میں موجود ہے اسی طرح احادیث صحیحہ سے حاضر ہونا جنات کا کئی مرتبہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اور تحقیقات امور دینیہ کی کتابوں میں ثابت ہے اصلاحاً جاسے شک شبہ نہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نے میں تو فرماؤ کہ دیکھ کر ڈرتے تھے اور پوچھتے تھے کہ یہ کیا جن میں لوگوں کو تعجب ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ یہ تو آدمی ہیں تب خوف جاتا ورنہ یہی جانتے تھے کہ یہ جنات ہیں اور کچھ شک نہیں ہے کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلیل عالم انسان پر معجزات نبوت تھے اسی طرح جنات پر تھے اور از روئے حدیث صحیحہ متواتر ثابت ہے کہ جب حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ ارحسین علم القرآن فرقہ جنت پر ملاقات فرمائی تو اس قوم نے نہایت ادب سے ای اور کربانہائی آواز کیا کہ اے خداوند شکریہ کرنے لگے کہ اے پروردگار ہم نے نبی کے ساتھ ناشکری نہیں کرتے فائدہ اول تہ فرقہ جنات کا حاضر ہونا کا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ سب تھا کہ جب آنجناب نبی ہو تو آمدی کا شور تمام عالم میں مچ گیا اور شاہین جنات کا جانا تھا آسمان کا اور اخبار فیہ کا سننا کان کا بند ہوا دماغ چاہے بارے سچا اور سچا خبر انکار ہی نے ابلیس تو ابلیس اس کے جن پلہیں کہ نصیب ضلال و ضلال یہ نامور تھے ذیل خوار و مجبور ہو کر اور اپنے جیلوں و مکروں سے بھل اور کیا رہے تو باہم مشورت و صلاح کی کہ تمام دنیا میں کچھ خبر ہو اور دیکھ کہ زمین پر کون خبر ظاہر ہوئی ہے جسکی باعث ہلکے ممانعت ہوئی ہے اگر کچھ بھی معلوم ہو جائے تو دوسرے اسکا نام لے کر کہیں چنانچہ شاہین اور جنات نے دنیا میں پھر ناشروع کیا اور انجانہ لفظ حق قبلہ پھینکا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والد آدمی سے

پھر تھے ہوساوی غلامین وار و ہوساوی اور وہاں حضرت علیؑ کا قوت و بڑھنا سن کر غلامین لائے کہ یہ کلام جو نظام ملک کا علم کی طرف سے اترتا ہو اسی کی ہوشیاری ہو رہی ہو تاکہ اسکو کوئی خیر نہ پہنچے نہ کسی قوم میں جا کر یہ حال کہا اور مع جماعہ کثیر حضرت خیرا جہتہ لہا علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر بیان لائے اور بلا تامل بتاوا ز بلند نداوی کو دی کہ اب قوم جنات عمدہ خیر سامانی اور سفارت سے معزول ہوا اور محفل بیکار کیا گیا اور پھر یوں لولا العزم خاتم المسلمین پیدا ہوا سب جگہ لڑکی سپردی کرو اور خدیوہی میں حاضر ہونا چنانچہ اکثر جنات نے جو عرب کے جہاز میں رہتے تھے یہی وتیرہ اختیار کیا کہ خود حاضر ہو کر بیان لائے تھے کہ اکثر حکایات بطریق نو کتب حدیث میں منقول و مذکور ہیں از انجاء صمیم بخاری وغیرہ میں حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن اپنے بتوں کے پاس بیٹھا تھا اسوقت ایک شخص گائے کا بچہ لایا اور مذکر کے واسطے ذبح کیا ایک بت کے پیٹ سے آواز بہت سخت نکلی کہ یہی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی اور ہر ایک خاص عام نے اس آواز کو سنا وہ کہتا تھا یا علیؑ اچھ اچھ رجل صمیم بقول لا الہ الا اللہ یعنی خداوند آدمی ایک کلام کی بات ہے ایک شخص پکار کر کہتا ہے لا الہ الا اللہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جتنے لوگ وہاں تھے سب بھاگے لیکن میں کھڑا رہا کہ کہیوں یا واکسی کی چیز چنانچہ میں نے دوسری اور تیسری بار بھی وہی آواز سنی جبکہ کو نہایت حیرانی ہوئی سو کچھ مدت نہ گزری تھی کہ نبوت حضرت کی خبر سنی اور سنا کہ لا الہ الا اللہ کی تلقین فرماتے ہیں اور اسی طرح ایک بوڑھے آدمی سے مجاہد روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا تھا ایک دن میں ایک گائے ہانکے لیے جاتا تھا دو غلامین نے ایک آواز سنی کہ یا الذریع قول فصیح رجل صمیم ان لا الہ الا اللہ یعنی یا ذریع بات ابھی نکلی ہے ایک شخص پکار کر کہتا ہے لا الہ الا اللہ علیہ السلام میں نے میں آواز سنی کہ میں آواز سنا ایک پیغمبر سے ہوساوی وہ فرماتے ہیں یہ کلمہ فائدہ دینے میں ہے قبل الفتح اور معنی اپنے ہاتھوں سے آواز سنی ہو گئی ہو یہی نے سوا دین قارب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ امام جالبہ میں ایک جن میرا آشنا تھا کہ اخبار آئندہ سے وہ اطلاع دیتا تھا اور پہلے گون سے کہتا تھا اور مذہب نیانے لیتا تھا ایک مرتبہ رات کو سوتا تھا وہی جن آیا اور کہنے لگا اللہ اور مجھ کو کچھ عقل ہے ایک نبی نبوی بن غالب کی اولاد میں ہوا اور چند شعر پڑھے محال سکایہ کہ ہماری قوم کے سردار کے کو جاتے ہیں یا ان لانے ہوئی کہ یہ مسلمان ہو سوا کہتا ہے کہ میں چونک بڑا اور تلک شب شوش رہا پھر دوسری اور تیسری رات کو بھی یہی حال گذر رہا تھے مجتہد اسلام کی یہ اول میں یہی آواز سنی اور میں سامان سفر کے حضرت کی حضور میں حاضر ہوا اپنے دیکھتے ہوئے فرما دیا جابہ و سوا دین قارب مجھے معلوم ہے جہاں عث سے تو اب میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے چند بتیں دیکھیں ہیں میں کسی ہیں اول انکو میں بھیجے چنانچہ رسول نے تعصیہ بانیہ پر مصلح جہاں کا آخر شعر یہ ہوساوی و کن شعیبا یوم لا ذوقنا معہ سو کہ پھر میں نے سوا دین قارب دیکھنے ہوئے شعیب میرا اسد کہ انکو گاؤں کی غفلت سے سو کوئی کلام آنے والا سوا دین قارب سے آواز بھلا امام احمد نے ہمارے اور ابوشم نے شیمو سے روایت کی ہے کہ اول خبر نبوت حضرت کرنا

باب در بیان اخبار

پھر پیغمبر پید ہوا تو کس نے اس کو اعوام کیا ہو اور پھر نبی نے بطریق ارسال ماہرین کا بیان سے روایت کیا ہو اور حضرت عثمان نے اسی طرح کا ماجرا شام میں دیکھا تھا چنانچہ پیغمبر نے اسے نقل کیا ہو کہ وہ کہتے تھے کہ ہم ایک تبہ جانب ملک شام گئے تھے اس طرف ایک عورت کا سر اور وہ دن کہانت میں مشغول تھی ہم بھی اس کے پاس گئے اور اپنے سفر کا حال بیان کیا تو اس نے کہا اب مجھے کچھ معلوم نہیں ہے وہ جن جس سے کہ مجھے ملاقات تھی اور اخبار رسد کی اطلاع کرتا تھا ایک دن میرے دروازے پر آکر کہہ گیا کہ ہم غصت ہوتے ہیں میں نے سبب پوچھا اسے کہا ہر مہرے محمد اور ایا حکم جس کے مقابلے کی طاقت نہیں اور چلا گیا پھر وہاں از بخمد سخن بن شاہین وغیرہ محدثین نے وہاں حارث سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا تھا مجھے ایک جن سے آشنائی تھی اخبار غیبیہ کہا کرتا تھا ایک دن آیا میں نے پوچھا خبر آسمانی ہے اسے حضرت سے میری طرف دیکھ کر کا محمد نبی موعود کہتے ہیں پیدا ہوئے ہیں ساتھ کتاب کے بلاتے ہیں اللہ کی طرف اور ان کی بات کوئی نہیں مشتاق اب کہتا ہو کہ میں نے کہا تو کیا کہہا ہے کہ ماثورے دنوں میں میری بات سمجھ گیا کہ لکھ کر چلا گیا چند روز کے بعد حضرت کی پیغمبری میں نے سنی اس کا حکم لکھا ہے نبی تاریخ کلی میں عامر بن زبیر سے اور پیغمبر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک دن جب انور قیام ایک جن نے سخت وار سے چند اشعار دیں اسلام کی ہجو میں پڑے اور یہ بھی مضمون تھا کہ اہل اسلام کو جلد تارک اور شجر کانا چاہیے اور بت پرستی بدستور جاری رکھنا لازم ہے کہ کفار میں مضمون سے بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ دیکھو تمھارے قتل و زور و مدبر کے کا حکم غیب سے بھی آیا مسلمانوں کو بت سچ ہوا حضرت معلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضرت نے فرمایا تم غلبہ طمع رکھو یہ آواز کہ شیطان کی ہے کہ نام اس کا شعر جو اس کو قیام تراشہ سزاویگا بیسویں حضرت نے خبر دی کہ آج ایک بی بیچ نام مسلمان ہوا اور بیچ اس کا نام عبداللہ رکھا اسے مجھے کہا کہ اگر حکم ہو تو متفرق قتل کروں سو بیچ نے اجازت دی انشاء اللہ تعالیٰ آج شعر جنم و اہل ہوگا مسلمانوں کو شجر ہونی شام کے وقت اسی پہاڑ سے ایک آواز بہت مہیب سخت تھی کہ کوئی کہتا ہے میں ہوں جس نے قتل کیا شعر کو جبکہ سر کشی کی اسنے اور جو کیا اور جھوٹا جاننا حق کو اور راہ دہلی بری واسطے دشنام دہی ہمارے نبی پاک کے از بخمد ابن سعد کے کتاب شرف المصطفیٰ میں جندل بن شعلبہ سے روایت کی ہے کہ جندل رضی اللہ عنہ نے حضرت سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ میرا ایک جن دوست تھا غیب کی خبریں پوچھتا کرتا تھا ایک رات مضطرب آیا اور مجھے سوتے سے جگا دیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کو کہہ دیا اباجلہ اس قسم کے قصے دنیا میں کہ حد تو اترو کہو بیچ جن اور بعض اہل ایمان سے نہایت صحیح تفسیر غزیری میں اساتذہ انسانوں نے لکھے ہیں جس کا دل چاہے تفسیر وہ جن لفظ کو غیر کے نزدیک اگر قصص اور حکایات اس قسم کی کوئی لکھنا چاہے تو ایک کتاب بنیم جو جاگیل اور بعضے جنات کہ جو اس وقت تک اسلام سے شرف نہوئے تھے وہ انسانوں کے ذریعے سے سلام اور تہنید و راہی حاجزی اور فرمان برداری خدمت حضرت بنی کمالا بھیجتے تھے چنانچہ ابن سعد نے جندل بن قیس دی سے روایت کی ہے کہ جندل کہتے تھے کہ ہم جاڑومی حج کو چلے ماہ میں ایک جنگل میں کمالا ہونے آوازاں لگا کر اسواریاں جو محمد بنی کی خدمت میں پہنچے تو میرا سلام اور تحیہ پہنچا او کہنا کہ ہم سب یہاں کے جنات تھائے ہیں کہ سطح بن اسی طرح وصیت کی تھی کہ جو عیسے بن مریم نے اور ابن عساکر نے ہر داس بن قیس سے روایت کی ہے کہ ایک دن مجلس رسول اللہ میں کاہنوں کا بختہ کر رہا تھا گو نقل کرتے تھے کہ یہ کارخانہ کہانت بظہور نبوت اور نزول وحی بالکل معقوف ہو گیا ہوا

اواز میں کہی اور جو پوچھا تو ان کو کہنے لگا میں ہمارے ہم لائق نہیں لائق ہیں اللہ میرے حق میں ہے نہ تو مجھے کسی سے دوستیوں کا فیصلہ کر سوتا ہیں اگر کتیری عمر تھی کہ اسے کہا یا رسول اللہ میری عمر تو مجھ کے برابر ہے جبکہ قصہ بائیل قابل واقعہ ہوا ہے میں نے ادا کیا مگر بات سمجھا تھا اور پہلاؤں پر جا کر غلہ چراتا تھا اور تو میرے قلوب میں بھلو کی ڈالتا تھا آنحضرت نے فرمایا تو شہر پر چرواہا یا رسول اللہ میں نے یہی سمجھا تھا کہ تم ہوں آپ مجھ کو ملاست فرماتے ہیں یا رسول اللہ میں نے حضرت نوح سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ مسیح بن یسہا اور اولاد کے ہاتھ پر میں نے توبہ کی اور پھر ایک برس تک مسجد میں رہا حضرت ہود اور حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہم السلام کے ساتھ رہا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات کی اور توبہ میں نے کی اور اسلام نکالیں حضرت عیسیٰ کو پہونچایا اور حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا اگر اگر مجھے صلی علیہ وسلم سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنے کہنا سونے وہ امانت پہونچانے آیا ہوں اور اس پر کہتا ہوں کہ آپ مجھ کو کچھ قرآن سکھائیں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورہ واقعہ و سورہ رسالت و دمیشارون و اذ انکم کونتم و عوذین و قل ہوا اللہ سات سو تین تعلیم فرمیں اور ارشاد کیا اے محمد جبکہ سورہ حاجت ہو تو یہ پڑھنا حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور مجھ کو اس کے مرنے کی خبر میں دی میں نے جانا تاکہ وہ گر گیا یا جیتا ہو فائدہ بعض جن آنحضرت کے صحابہ میں میں بھی تھے بخبر ان کے ایک عمر بن جابر تھے عنوان اس جمل نے ان کو فوج کیا کہ و شہر عمر کو کہ فرماں جن کی لڑائی میں شہید ہو گیا کہ عبد اللہ بن سعود بنی اللہ عنہ کے بارون نے فرمایا کیا تیرے برحق کہ صحابہ میں عمر بن عبد العزیز نے کہ غلطی کی راہ میں ان کو فوج کیا ہوا اور شخص اہل بیت میں تھا جو تھے خرق انکو بھی عمر بن عبد العزیز نے کہ غلطی کی راہ میں فوج کیا ہوا اسی طرح قصص و حکایات علامہ بھیقی نے دلائل النبوة میں باسنا و صحیح نقل فرماتے ہیں فائدہ حضرت حسن بصری روایت ہو کہ کچھ اختلاف جنات میں بھی ہے بعض بعض قدرے اور بعض حلیہ و بعضہ و افضل اور بعض ہنود اور بعض ہمدی اور بعض نصرانی اور بعض مجوسی ہیں اور اسی سبب ہر مذہب کے جن خواجہ بیداری میں اپنے مذہب کے لوگوں کو جوانانوں میں ہیں خبریں موافق مذہب اقل کرتے ہیں اور جملہ اوصاف جانتے ہیں کہ تقدیریں ہمارے مذہب کی عالم غیب سے ہوئی کہ اس سے زیادہ تر گرا ہی میں بڑھاتے ہیں اور بھی حاجات و مہمات و دفع ہیات میں امداد و اعانت اپنا اہل مذہب کی کرتے ہیں تاکہ اسی اس مذہب کے جانین کہ ہمارے مذہب کی وقعت عالم غیب میں بھی جو اس سے ہماری حقیرین و ادنیٰ ہیں اور بائیں دفع ہوتی ہیں تحفی سر ہے کہ سعادت اس فرقہ کی میں عالم انسان و عالم غیب کے متکرم ضلالت و قباحات میں لہذا حکیم خلق نے ایک فلم اس کا خاکہ کو بے اعتبار فرمایا اور وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر دیا باہر ہر گز کہ نبی آدم اس کا رخا نہ سند کہ کو جاری کرتے ہیں اور رواج غیبہ جنیہ سے ممانت محکمہ میں متعلق چاہتے ہیں تو گو باہر ہی متعلق سے معذول کو مفسوب سمجھتے ہیں اور حقاقت سے ان کے مکر و فریب میں دخل لگاتے ہیں اور وقت سے عقل انسانی یہ متاکر جب خبر ان کے عزل کی معلوم ہو گئی تو ان سے دست برداری لازم تھی کیونکہ جب تکیل و بار سے خلق کی گایا تو اس کی معرفت سوال اور جواب کرنا عسی قل کے نزدیک مست نہیں اور یہ بات کلام مجید میں بہت جگہ مذکور ہے کہ فرقہ اجنبیہ سعادت سے معزول ہیں پس اگر شہید ہا شنیدہ اور دین نادین منظور کیا جائے تو ہر ایہ تبلیغ میں قصور نہیں ہوا اور جو فی کلمہ اس فرقہ کو اخبار عالم غیب کی اطلاع دینی تو سو وہ بقتضائے غایت جنیہ پھر از روے سعادت اور قدرت اعمال شاقہ و تاثیرات غار قیادت اور القائے و ساوس

تعلیم کمال سے بنے جواب سلام دیا پھر انھوں نے مجھے انعام الہی سے بشارت سنائی اسوقت ایک مرکب کھڑا ہوا
 دیکھا گئے سے سو دن پانچ سو سے نچا آدمی کا اسٹھ ہاتھی کے سے کان اونٹ کی سی گردن گھوڑے کی سی ابال خمر کا سا
 سینہ نہر کے سے پٹھے گائے کے سے پیروں پر سے ہوتے تھے منہ اندھا بونٹ سرخ چمکتا تھا کہ اسکی مانند موتی شفاف
 سنگ جمجور بن سفید و صاف اور اسکے دو پر تھے رانوں کو پروں سے ڈھکے رکھتا تھا اور جب کھولتا تھا مشرق سے
 مغرب تک پھیلتے تھے اور جب سمیٹتا پہلو کے برابر ہو جاتے تھے اور ایک نرین ہشتی اسپر بندھا ہوا تھا اور پشیمانی پر لکھا
 ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر چہرے کے رقبہ اور سیکائیل نے عنان براق پکڑی اور سوار کر لیا اور جب اسٹھ
 اتھلی لیچے روایت ہو کہ اتھی ہزار فرشتے داہنی اور اسی قدر بائیں طرف تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور عرش سے
 شمعیں روشن تھیں روایت ہو کہ اسٹھ بناب علی اللہ علیہ وسلم دونوں بائیں کھینچے تھے حضرت جبریل نے کہا یا حبیب اللہ
 بائیں ڈھیلی رکھو یہ امور یہو جان جا اہر اس مقام کو جانتا ہو کہ حضرت نے بائیں ڈھیلی فرامین وہ ایسا جلد چلا کہ
 حضرت نے فرمایا ان ترکہا سارت وان کرکھا طارت جب بائیں جمجورین تو زمین کو نہایت کمر کرتا تھا اور جب چڑھتا
 تو اڑنے لگتا تھا اور حضرت جبریل نے یہ وصیت کی کہ ای محمد اگر راہ میں کوئی پھل سے تو التفات نہ فرما اور جواب دینا
 اور میں آگے چلتا ہوں بیت المقدس میں لموگا القصد سرور عالم فرماتے ہیں کہ جب میں تھوڑی سی راہ چلا کھینچے
 داہنی طرف سے آؤر دی یا محمد انقبل فانک اخطات الطریق یعنی ای محمد جلدی نہ کر تو راہ بھولا چڑھ تو میں رہبری کران
 میں التفات نہوا پھر بائیں طرف سے ہی آؤر آئی مگر میں نے التفات نہ کیا اسوقت ایک عورت انواع لباس سے
 آراستہ سامنے آئی اور بولی ای محمد تھوڑا ٹھہرو تو کچھ عید سے کون میں نظر نہ ڈالی اور بران کو جلد ہانکا اور جبریل سے
 اٹکھا حال پوچھا کہا اول داعی یہو تھا اگر آپ جواب دیتے تو بعد آپ کے است آجکی یہودی ہو جاتی اور دوسرا داعی
 نصاریٰ تھا اگر اسکا جواب دیتے تو نصرائی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی اگر آپ اسکی طرف توجہ فرماتے تو تمام امت
 آخرت کو چھوڑ کر دنیا اختیار کرتی روایت ہو کہ فرمایا حضرت نے بعد اسکے ایک چھوڑ کیا اسمیں سورخ ایک تھا
 اس سے ہائی نکلتا تھا پھر وہ پانی سورخ میں نکلتا جائے کا قصد کرتا تھا لیکن نہیں جاسکتا تھا جبریل نے کہا اسکی
 مثال منہ ہو اور سورخ زبان اور پانی نشان سخن اسمیں یہ اشارت ہو کہ جو بد بات منہ سے نکلی پھر بعد پشیمانی ہٹ
 نہیں سکتی چہرہ فرمایا میں شخص آگے آئے ایک بوڑھا ایک جوان ایک کھل یعنی دو سو سو میں نے جوان کی طرف
 دیکھا اور کھل و بوڑھے کو نہ دیکھا جبریل نے کہا یا رسول اللہ اصیت یہ مطلب رسیدی یعنی دولت و بخت پہنچے
 نظر نہ فرمائی عاقبت کو اختیار کیا بہت خوب کیا دولت دنیا کی ہے اعتبار ہو اور بخت نا پائیدار ہو اور عاقبت کو
 قرار ہو خوشخبری ہو اگر کو عاقبت نصاریٰ امت کے نزدیک بہتر ہوگی چہرہ فرمایا دو پیالے آگے لائے ایک میں دوا
 ایک میں شراب و دوسم کو میں نے اختیار کیا اور اسمیں سے کچھ پیا جبریل نے کہا اپنے خدا بتلائی استغفرہ

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ حمد و سپاس اُس خدا کو جس نے مجھ کو کلمہ اپنا کہا اور جو اپنی فرمایا اور جو آدم ہے پر پیدا کیا اور ان کے پیٹ میں کتاب اپنی سکھائی اور گنج حکمت کا جو تورت قبول زبور میں مخفی ہے مجھ کو دیا اور میرے دم میں ہائیر دی کہ جب مٹی سے صورت مرغ بنا کر دم پہنچوں کون جان بڑ جائے اور میرے ہاتھ میں شفا رکھی کہ میرے جھوٹے سے اندر سے کورھی لوئے لنگر لٹے اچھے ہوتے تھے اور مجھ کو آسان پر لاکر سب آلائش سے بچایا اور میری جان کو اور مجھ کو شریفی سلطان پناہ میں رکھا خواجہ عالم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب سب انبیاء و معامکہ یابی سے فارغ ہوئے میں نے بھی حمد آئی اور ثناء و شہادتی شروع کی اور کہا حمد و سپاس اُس خدا کو جس نے مجھ کو تمام عالم کا حجت لکھا اور مجمع خلافت کی ہدایت کا ماسور فرمایا اور ہر ایک کے واسطے بشیر و نذیر کیا اور قرآن جہیں ہر چیز کا بیان ہے جو مجھ پر آتا اور میری امت کو بہترین ام فرمایا اور سب کے لیے مجھے وسط و عدل کیا اول و آخر صفت میری بیان کی سینہ میرا کھول دیا خطرات دل کو دیکھ میرے نام کو بلند کی بخشی مجھ کو فتح و خاتم کہا اور سپاس خاص اُس جناب کے کہ باوجود جسے تمام زمین کے میدان کو میرے واسطے سجد کیا اور تمام خاک کو حکم پانی کا دیا اور فتوحات ہدایا و غنائیم کی مجھ کو کراست فرمائی اور خواتیم سورہ بقور سے مکرم کیا اور سبع مثانی یعنی سورہ فاتحہ رزانی فرمایا اور مجھ کو علم و حید اور بیان قرآن کا بہت آسان کیا اور ملائکہ میری مدد کو بھیجے اور قیامت تک دروازہ توبہ کا میری امت کے لیے کھلا رکھا اور حوض کوثر مجھے دیا ہر پیغمبر کی دعا قبول تھی مجھ کو گناہ کبیرہ کی شفاعت میں ذخیرہ قبولیت دعا کا عنایت کیا اور بعض روایت میں مثلاً کمال اور ثوابت جاہ و جلال حضرت آلی کے جو حضرت سالت پناہی نے تفصیل فرمائے ہیں زیادہ لکھے ہیں بالاجمل حضرت مسلم نے فرمایا کہ جب میں یہ بیچ کر چکا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور انبیا کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ہذا افضلکم محمدؐ پھر پیغمبروں نے مجھے کہا اے محمدؐ حق تعالیٰ نے آج کی رات نکو و شرف دیا ہے کہ مہلانیہ اہلین و آخرین کو نصب بنین ہوا اور یہ درجہ کسی نے نہیں پایا اب لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے امت کے واسطے تخفیف و رفاہت طلب کیجیو پھر جبرئیلؑ نے ہاتھ پکڑا اور منہ پر لائے وہ ایک سنگ معلق مابین آسمان و بیت المقدس ہے ابوبکر ابن عربی شرح مؤطا الکلبین لکھتے ہیں کہ یہ پتھر محبوبہ قدرت الہی سے ہے غبار و گرد و لوہریاں سجدت اللہ ہے بے سہارے معلق اور حرمین ہر کسی طرف سے اُس کو علاؤ بنین اُس کو وہ ٹھہرائے ہے جسے آسمان کو روکا ہے زمین گرنے سے اُس میں اوپر کی طرف جانب جنوب نشان قدم خاتم انبیین صلم کا ہے جب سوار ہوئے تھے بران پر اور وہ جھکا تھا بنا بر تنظیم آمد و دوسری طرف اسکے فرشتوں کی انگلیوں کا نشان ہے کہ آفتون نے جھکتے ہوئے تمام لبائحا اور سپر حلبی میں لکھا ہے خدا ترنی محو بیت المقدس لیلۃ الاسرار و ان ذلک الاثر موجود الی الا ان اور کسی موافق حافظہ شمس الدین ناصر الدین دمشقی نے بھی معراج نامہ میں فرمایا ہے اور فتح الشغال میں لکھا ہے قدرت است عجز اثر قدم بقیہ اصغر الشریفہ بالبيت المقدس والناس یسلمونہ ویرکونہ یعنی میں نے دیکھا پتھر انبیین نشان تھا آپ کے

[illegible]

آستان قدس

اور کہما حجابا لاین الصالح والنہی الصالح ایک روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے مصافحہ کیا اور بت خوشخبری سنائی اور تسبیح اُنکی یہ تھی سبحان ارحمان الشان سبحان الاب لا اب سبحان السبدا السعید اسی طرح اور عجائبات دیکھنے فائدہ حضرت عیسیٰ کو بھی دونوں خالاتی بھائی ہیں اور حقیقت ایک شعبہ سے ہیں اسی سبب ایک مقام میں بیٹے اور چچہ عیسیٰ من حیث الزمان حضرت صلعم سے قریب تھے اور نباتاتی من بعدی اسمہ احمدی تھے اور زمانہ آخر میں قواعد شریعت محمدیہ پر دعوت فرمادینے اس لیے آسمان دوم پر ملائی ہوئے فائدہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بان کا نام ایشاعہ ہے اور وہ بیٹی فاقوواکی ہیں اور والدہ عیسیٰ علیہ السلام ان مریز ہیں اور وہ بیٹی ہیں جنکی اور جنت بیٹی ہیں فاقوواکی اس طرح خالاتی بھائی ہیں فرمایا حضرت صلعم نے کہ پھر آسمان سوم پر پہنچنا جس جبریل نے بعد متفتح سوال جواب پر متور و روانہ کھلوا اور میں داخل ہوا یہ آسمان نہایت تابان و روشن مزار یکا بنا ہوا اور اسکا زلیون ہر دربان اسکا بہت عظیم الشان ہے اور توابع اس کے تین لاکھ فرشتے ہیں تسبیح اسکی سبحان اعلیٰ الوہاب سبحان الفتح العظیم سبحان المحیب ہیں دعا وہاں بھائی یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور انکو ملاقات پارہ جس سے اور عابد اسکی اس کے ساتھ تھے میں نے تعلیم جبریل سلام کیا اس نے جواب دیکر کہا حجابا لاینباطہ والنہی الصالح یعنی کیا یہی اچھا نیک بھائی اور نیک ہے آیا اور مجھے بنگلہ موسیٰ کو راست آئی سے بنائیں دین تسبیح اُنکی یہ تھی سبحان کلیل الابل سبحان المفردا و تہ سبحان الاب لا الہ الا وہ ایک روایت ہے کہ آگے بڑھ کر اوو وعلیمان علیہما السلام بیٹے انھوں نے بعد تحمید و سلام میرے کے جواب دیکر بتائیں دین اور کہا اُنکی رات است کی شفاعت میں کو رہا یہی نہ کرنا و تسبیح داؤد کی یہ تھی سبحان الخالق النور سبحان التواب الوہاب سبحان الشہید العقاب اور تسبیح سلیمان یہ تھی سبحان المالك الملوك سبحان القاهر الکبار سبحان من الیہ تعالیٰ المور فائدہ حضرت یوسف اس جیسے آسمان سوم پر پہنچ کر اہل جنت است مرحوم کے جوان بصورت یوسف ہو گئے سو اُنکے حسن کو حضرت پر عرض کیا تاکہ اُن کو جمال اپنی است دریافت فرما دیں روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب آگے بڑھا تو ایک دربارے عظیم ملا اسی کو بجز انعم کہتے ہیں کسی قدر بانی اسکا دانہ نوح میں میں پر پہنچا تھا طوفان برپا ہوا اور جب دریائے آگے بڑھا تو آسمان چہارم پر پہنچا یہ مزارید سے زیادہ مفید ہے زام اسکا زلیون مکرال کاغز زلیون و بر وایتہ موصیائیل و بروایتہ موصیائیل ہے تسبیح اسکی سبحان الخالق الظلمات والنور سبحان الخالق اہل القرب سبحان الفتح اعلیٰ او چار لاکھ فرشتے اس کے تابع ہیں اور ہر ایک اس کے قنویض ہیں اور یہ آسمان آٹھواں ہے کہ ہفت طبقہ قدیم اور ہر ایک آسمان اس کے مقابل میں برابر ایک طبقہ کے ہیں وہاں اور یس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انکو سلام کیا انھوں نے جواب دیکر کہا حجابا لاینباطہ والنہی الصالح اور بعضی روایت میں ملائی ہونا حضرت موسیٰ کا اس آسمان پر لکھا ہے فائدہ حضرت اور یہی کا محل موت بتول بعض آسمان چہارم ہے اسی سبب یہاں بیٹے بعد اس کے اسی آسمان پر حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبریل نے کہا یہ الگ کرنا جو موت کو دوست سے اور شیعہ کو باپ سے اور باپ کو بیٹے سے اور ویران کرنا جو گھروں کو اور اجڑا ہوا شہروں کو تو فرمایا حضرت صام نے کہ عزرائیل مجھے دیکھ کر سسکا اور عظیم کواٹھا اور کہا حجابا حق تعالیٰ نے تمہارے برابر کوئی بزرگ عزیز تر خلق پر نہیں بھیجا اور بت تمہاری بہترین ام ہر اوین و نیز والدین سے زیادہ رحم کرنا ہوں پھر بعد رعایتہ عجائبات آسمان چہارم

آسمان سوم

آسمان چہارم

آسمان پنجم

آسمان چہارم

آسمان چہارم

آسمان پہنچ کر آپ اہام اسکا الباقیوں و بان اسکا سقا ایل پر شیعہ اسکی قدوس قدوس بلال را ب سبحان ربی الا فی الاعظم قدوس بلال را ب الروح اور پانچ لاکھ فرشتے اسکے تابع ہیں اسے خوشخبری کر حق کی سنائی کی روایت صحیحہ ثابت ہو کر اس آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام نے افضل روایت میں ہو کر حضرت ابراہیم و ایل الرحمن و لوط و یعقوب علیہم السلام کو بھی دیکھا باجملہ حضرت ہارون نے بھی حرا کہا اور عدس خیر کی فائدہ جو کہ حضرت موسیٰ سے ایک خصوصیت تامل و خوت وغیرہ کی تھی اس سبب اسے قریب تر لے اور حضرت موسیٰ سبب تک بھی کہ حضرت ہارون کے علاوہ بلال کے پھر وہاں کے عجائبات ملاحظہ فرما کے آسمان پر شمع ہو گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت ہو کر فرمایا حضرت مسلم نے کہا وہاں اسکا دعا ایل ہو کر سے میں نے سلام کیا اسے جواب دیا اور دعا کی کہ بارک اللہ فی حسناتک زاد فی کراماتک تو رک نیک میں نکما آمین اور چھ لاکھ فرشتے اسکے تابع تھے شیعہ اسکی یہ تھی سبحان اللہ الکریم سبحان اللہ العزیز سبحان اللہ من فی السموات و من فی الارضین ہر روایت صحیحہ ثابت ہو کر فرمایا بعد اسکے آگے بڑھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انکو میں نے بتلیم جبریل سلام کیا انھوں نے جواب دیا و نفاک یوسے اور پشانی پر بوسہ دیکر کہا الحمد للہ الذی دانی و جمک تجر کر امت الہی سے خوشخبری دی او کہ آج کی رات است کو یہ بھولیدو اور جو کچھ خدمت است پر فرض ہوا اس میں تخفیف مانگیو اور شیعہ اسکی میں نے یحییٰ سبحان اللہ بیدری من یشاد و فضل من یشاد و ہوا انھو را لرحیم قتل ہو کر حضرت نے فرمایا جب آگے بڑھا تو موسیٰ روئے لگے کسی نے سب روئے کا پوچھا کہا میں مدونا ہوں اسپر کہ ایک الزکا میرے بعد نبی ہوا خواہ یوں کہا کہ ایک جوان کو نبی کہا او پانچا میرے پیچھے اور داخل ہوگی امت اسکی بہشت میں زیادہ میری امت سے اور ایک روایت ہو کہ موسیٰ نے کہا کما یو گان تھا کہ جو اولاد آدم پر فضیلت ہو حالانکہ یہ جوان فاضل ترین اولاد ہوا و جو فضیلت اذکو میری ذات پر ہی اس میں بال نہیں ہو سکتی میری امت سے افضل ہو اور روایت ہو کہ فرمایا حضرت نے نہ تائین نے کہ موسیٰ علیہ السلام کہتے تھے کہ میری فضیلت بزرگ کیا اسکو تو و فضیلت دئی اسکو سب پر کہا میں نے اوجہ جبریل موسیٰ کہ یہ کتاب کرنا ہو کہ اسکا غل کرنا ہو و گار پر تیری بزرگی کے سبب کہ کہا میں نے جعفر طر بولنا ہوا اپنے رب پر کما خدا تعالیٰ نے اسکو معاف کیا ہو اتک اسکو یو گان تھا کہ میں سب نبیا میں بزرگتر ہوں اب جاؤ اسنے آپ سے افضل ہیں اسپر شکایت ہو فائدہ و حضرت موسیٰ کا سہارے تھا عاوذ اللہ من لیے کہ پیغمبر لوگ جس سے کہ ہیں بلکہ انکو نبی امت پر انھوں کی ایک میں ایک مدت تک اذکو ہوتا تھا اور معجزات ظاہر و کھلا تھا لیکن ایمان کامل نہ لائے اور جو ایمان لائے تو بہت کم اب بہشت میں بھی کہ جائینگے اور جہنم کی تھوڑی عمر میں ہی پیشا لوگ ایمان لائے اور قیامت ملا دینگے تو بہشت میں بھی زیادہ جائینگے و جو عاوذ اللہ سے ہوتا تو بار بار حضرت علی علیہ السلام سے معاف کر کے بجا اس وقت کی ناز کو پانچ وقت تک کہ یہ توکر تخفیف کرواتے اور جو حضرت مسلم کو لڑکا فرمایا سو نعوذ باللہ حقانت کی راہ سے نہیں ہو کہ کہیں جو ان کو لڑکا بولتے ہیں اور اس کلام میں گویا تعریف فرمائی ہو کہ باوجود کم عمری اسرا رہا بلکہ مال کیا کہ سب پیغمبروں سے افضل ہوئے فائدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو آسمان ششم پر لے آسمان تک یہ ہو کہ صحیفہ فضل کر است سید المرسلین و سیدہ زکریا است عالی ہمت کو مجلس اعلیٰ میں باحسن و جہ کھول کر پر طعین و دوسرے یہ کہ قدرہ و فضیلت و اوقات نماز میں حضرت مسلم سے انما حسن

آسمان

ملاقات ہارون

آسمان

ملاقات موسیٰ

اور خجانب کو پھر حضرت رب الارباب میں بھیجنے اگر حضرت موسیٰ دور ہوئے تو آمد و رفت میں تکلیف ہوتی یا بظاہر بعد ملاحظہ عجائبات آسمان ششم آسمان ہفتم پر تشریف لینگئے فرمایا حضرت معلم نے کہ یہ آسمان بانٹو برس کی راہ ہے اور ہر ایک آسمان کے بیچ میں اتنا ہی فزق تھا یہ آسمان جو ہر سفید یا نوز تابان سے بنا ہوا نام اسکا اسحاق ایل ہے و ربان اسکرا وحائل نام رکھتا ہے قواعد اسکے ساتھ لاکھ ہیں تسبیح اسکی یہ بتی سبحان الذی ربط السموات و رفعها سبحان الذی سلط الارض ففرشها سبحان الذی اطلع الکواکب ازہار سبحان الذی اثری الجبال فیما یاسو اسکو میں نے سلام کیا اُسے جواب دیا اور خوشخبری کر امت کی سنائی اور بعد معاینہ عجائبات اس سماں کا جب ایل محلو آگے لیگئے اور طویلے میں نے ستر ہزار پردے آگے پھر ستر ہزار حجاب سوئے کے پھر ستر ہزار حجاب اربن کے پھر ستر ہزار حجاب یاقوت سرخ کے پھر ستر ہزار ظلمت کے اور ہر حجاب میں بانٹو برس کی راہ کا فرق تھا پھر ستر ہزار حجاب نور کے پھر ستر ہزار حجابانی کے طویلے پھر داخل ہوا جب سلطانین میں پھر پہونچا جب قربت میں پھر جب عظمت میں پھر جب کبریا میں پھر جب ملکوت میں پھر جلال میں پھر جب عزت میں پھر جب فروانیت میں پھر سایۂ سدرۃ المنتہی میں پہونچا یعنی درخت بیریں کے پاس یہ درخت پلے سرے کا بلند درخت ہے اور اُسکے ہر ایسے جسطرح حجر کے شکے حجرب میں ایک مکان ہے جسکے شکے ڈبے ڈبے ہوتے ہیں اور پھر ایسے جیسے باغی کے کان اور چراغ درخت کی ششم آسمان میں ہے اور وہی درخت نیچے اوپر بن حد ہے کہ نیچے کے لوگ اونہیں پہونچتے اور اوپر کے نیچے نہیں آتے اور اُسپر فرشتے چھا رہے ہیں جسطرح پروانہ اور اس کثرت سے ہیں کہ سوائے خدا کے کوئی نہا نہیں کر سکتا اور اسی کی پیچ میں مقام حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہے اور سدرۃ المنتہی اس سبب سے کہلاتا ہے کہ علوم خلق خدا وہیں تک پہونچتا ہے آگے نہیں جاتا اور سوائے حضرت معلم کوئی اُس سے آگے نہیں گیا امسی کے پاس بہشت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جو تخت سے فوق کو کہا ہے وہ انہی ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ارواح شہیدوں کی وہاں تک پہونچتی ہے اور وہ اعلیٰ ارواح سیر کا منتہی ہے اور وجہ تشبیہ اسکی یہ سدرہ وقوف علم شارع ہے جو وہ ایک درخت ہے کہ سیر کر سوار اسکے سایہ میں ستر برس اور ایک پتہ اسکا سالبان ہوتا مطلق برآؤ کہ ماہن عباس نے کہ سدرہ راہ ایک درخت ہے جو اسکا زرخ کا اور شاخیں مرواریدی کی جزو شاخوں تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے یا بظاہر ایک پھل اسکا توڑ کر جبرئیل نے حضرت معلم کو دیا نہایت خوشبودار و با مزہ تھا حضرت معلم نے فرمایا کہ اُس درخت کی جڑ میں چار زبان نکھیں دو ظاہر دو پوشیدہ جبرئیل نے کہا پوشیدہ منہ نبی میل قرآن میں کہ بہشت جاتی ہیں اور دو ظاہریل مصری و فرات کو فذہ بہائے ہے کہ دنیا میں جاتی ہیں جن کہتا ہوں اس سے یہ مراد ہے کہ اگر اس عالم کے بانی کو اس جہان سکے پالی سے مشابہت دین تو نیل مصر و فرات کو دکھا جائی اُن نرون کا نوہ ہے یا حقیقت میں فرات و مصر کو اپنے مدد ہوتی ہے اور حکومت نظر نہیں آتا اور روایت مسلم میں ہے کہ جاری نرون دنیا کی بہشت سے ہیں نیل فرات و تیجان و حیجان اور طریق جمع یہ ہے کہ جڑ سدرہ کی بہشت میں ہے پھر جب نرون اس سے نکھیں تو بہشت سے ہو زمین اور جو ترک نام راوی نے کہا ہے کہ آسمان دنیا حضرت کو دو نرون نظر آئیں اور حضرت جبرئیل نے کہا یہ نیل مصر و فرات کو زمین سو یہ امر بہ کمال کمال اشتہار ان نرون کے تھا اور سوار آگے اور قبی نظر آئیں بن فرمایا حضرت معلم نے ثم رفع الی البیت المعمور یعنی پھر اٹھایا گیا یزوت بیت المعمور کے گھر و متون کا کتاب

آسان ہے۔

جہاں پہلے سے تھیں

بیان انوار سدره

جب کبھی حضرت معلم کو رنج ہوتا تھا تو نماز شروع کر دیتے تھے نقل ہے کہ جب حضرت حمزہؓ للعالمین عرشِ معلیٰ کے نیچے پہنچے تو خوف لاحق ہوا اسی دم ایک قطرہ طیرین ہمزہ دین مبارک میں گر کر اکہ علم اولین و آخرین کشف ہو گیا روایت ہے کہ فرمایا حضرت فاطمہ علیہا السلام نے کہ میں نے ایک روز حضرت سے پہچا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا کیا کلام فرمائے ارشاد کیا کہ اللہ نے میری امت کی چند شکایتیں فرمائیں ایک یہ کہ میں رزق و روزی بندگان کا ضامن ہوں اور تیری امت اس ضمانت پر اعتماد نہیں کرتی دوسرے یہ کہ تیری امت کے واسطے میں نے جنت بنائی ہے مگر وہ غیبتِ اسطون میں کرتی تیسرے وہ فرشتے ان کے دشمنوں کے واسطے بنا کر اور امت تیری سامعی اسی میں جانے کی ہے جو تجھے خلوت میں گناہ کرتی ہے اور مجھے نہیں شرما تی اور بندوں سے بخون ملاست و تیری ہتھیاروں میں گل کا کام آج نہیں لیتا اور وہ ہرسون و مہینوں و وقتوں کا رزق مجھے طلب کرتی ہے جو تجھے میں روزی کی دیکھ کر نہیں دیتا اور وہ میری عبادت و طاعت غیر کو دیتی ہے جو اپنے ریا کے طور پر طاعت کرتی ہے اور غیر کو میری عبادت میں شریک کرتی ہے تو میں تیری امت غیر سے عزت چاہتی ہے حالانکہ عزت دینے والا میں ہوں آٹھویں نعمت میں دیتا ہوں شکر اور کا کرتی ہے تو میں ان کی نافرمانی کی شکایت اپنے فرشتوں سے نہیں کرتا اور امت تیری انک رنج و ہل میں لوگوں سے میری شکایت کرتی ہے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ سخنان پوشیدہ صراح سے کوئی بات ارشاد ہو فرمایا کہ اللہ نے کہا اے محمدؐ امت سابقہ جو گناہ کرتی تھی عذاب نازل کرنا تھا اور جو یہ امت گناہ کرتی ہے تو پروردگار نازل کرنا تھا اور جو یہ امت گناہ کرتی ہے اور عاصیوں کی معصیت تقنا سے پھر جو میری رضا سے ہے قبول ہے کہ تقنا سے کرم ہی ہے اور جو میری تقنا سے ہے وہ لائق عفو ہے کہ میری معصیت تقنا سے ہے تو میں عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ صاحب ہے کہا اے محمدؐ کچھ اس عا کر عنایت کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آئی تو میرے مطلب آگاہ ہے فرمایا تفصیلات است سنگین رہنا ہے سو تفصیلات فراموش ہیں تو شفیع ہے اور تفصیلات سن میں میں شفیع ہوں اور بعض ثقات نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت معلم نے کہ مجھے وحی ہوئی اے محمدؐ تمہیں تیری امت میں کئی شرطیں ہیں اول جو کوئی اطاعت کرے گا اسے روزگار و بقدرہ طاعت اس سے اطاعت چاہو گناہ لائق ہے اور جزا اس کی کرم کے موافق دے گا دوسرے جو کوئی گناہ سے توبہ کرے گا قبول کروں گا تیسرے ہفت اذام پر نظر کروں گا اگر چھ گناہ لوٹ ہو گئے اور ایک شغول بہ طاعت تو عضو مطیع کے طفیل سے سب کو بخشوں گا چوتھے میں دل کو دیکھتا ہوں اگر گناہ کرے پشیمان ہوئے تو عفو کرتا ہوں پانچویں جب میرا بندہ گناہ پر اصرار نہیں کرتا اور نادم ہوتا ہے تو اس کو درو و بیاری دیتا ہوں تاکہ کفارہ گناہ ہو جائے چھٹے افعال تیری امت کا شمار افضل کرتا ہوں نہ عدل اگر طاعت زیادہ ہوتی ہے تو اس کی جزا دیتا ہوں اور جہ معصیت زیادہ ہوتی ہے تو اس کے عذاب کرنے والے پر رکھتا ہوں ساتویں تیری امت کا حساب کرم سے کروں گا اور گناہ ان کے اپنے فضل سے بخشوں گا اور جنت میں رحم سے لیجاؤں گا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو باپ بیچاں میرے پہنچاؤں گا تاکہ اگر تم کسی کو سببِ حسان کرنے کے دوست رکھو تو مجھے کو دوست رکھو کیونکہ میں

نہایت احسان کیسے ہیں دوسرا اگر کسی سے خوف کرو تو مجھی سے کرو کہ میں زیادہ افسوس کرتا تھا ہوں جیسے اگر کسی سے اسباب رکھو کہ اوکو پہنچینگے تو مجھی سے اسید وار ہو کہ مراد میں دینے والا میں ہوں اور حاجات برائے والا میں ہوں اگر دعا آگے تو مجھی سے مانگو اور دعا اگر تو مجھی سے کرو جو دعا اگر کسی سے شرم رکھو خدا کرنے میں تو بہتر ہو کہ تم سے رکھو کہ تم سے دعا کا رسی ہوتی ہے اور مجھے فلاحی پانچواں اگر کسی کی خدمت کرو جان و مال سے تو بہتر ہو کہ ال کو میری راہ میں صرف کرو اور جان و مال کو میری خدمت میں حاضر کرو کہ میں غفلت و کذب سے منفرہ اور غرض و طمع سے تیز ہوں حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا حضرت علیؓ کہ میں نے دیکھا ہیں کہ اللہ کو بھی صورت میں اور مجھے حق تعالیٰ نے پوچھا کیا بات میں مالک ملا و اعلیٰ کے جھگڑنے میں میں نے کہا اسی تو عالم ہر سو رکھی اللہ تعالیٰ نے بتلی اپنی درمیان و دونوں شانوں میرے کے کیا ہیں میں نے فرجعت و راحت کا درمیان و دونوں پستان اپنی کے پھر جو کہ آسمان و زمین میں غیبات سے تھا کھل گیا پھر پوچھا مجھے اے محمدؐ کچھ جانتا ہے جڑتے کیا کہتے ہیں میں نے کہا کفارات یعنی عبادات میں کلام کرتے ہیں فرمایا کیا ہیں کفارات میں نے کہا الکفارات اربع الخ وضوء فی المکارہ و التشی بالاقدام الی الجماعات و انتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ یعنی پویشیدہ کرنے والی گناہوں کی تین چیزیں ہیں پہونچا اپانی وضو کا مقامات وضو میں وقت سر او شد رائد نفس کے اور جاننا پناہ و واسطے حاجت مازوں کے اور انتظار نماز کرنا بعد اسے ماز کے جو کوئی ان تین چیزوں پر قیام کرے زندگانی اسکی بوجہ حسن بمرہو اور اس عالم ناپائیدار سے نیکنامی کے ساتھ عالم ناپائیدار کو جائے اور گناہوں سے پاک رہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب عضو میں الکتیقین خدا کو کہیں صلی اللہ علیہ وسلم کف کفایت الہی سے شرف ہوا اور جملہ نبیاء ارض و سماوی سنگشف ہو گئے تو حضرت حق نے پوچھا فیم یشقون الملأ و الا علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا فی الکفایات و النجیات و اللہ رجات و التسلکات حق تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمدؐ پھر فرشتوں کو خطاب ہوا کہ اے ملائکہ تم نے حلال شکلات کو پایا پوچھا اس سے جو شکل ہو اسرا فیل نے پوچھا کیا ہیں کفارات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اربع الخ وضوء الخ فرمایا حق نے کچھ کتاب ہر تو اے محمدؐ صام ہر مسکایں علیہ السلام نے پوچھا کیا ہیں درجات یعنی جس سے بندوں کے درجے بلند ہوتے ہیں فرمایا اطعام الطعام و انشاء السلام و الصدقۃ و النیل و الناس ینام لینے کھا کھانا اور سلام ظاہر کرنا اور رات میں نماز تہجد پڑھنا کہ لوگ سوتے ہوں حق تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمدؐ پھر جبریل علیہ السلام پوچھا کیا ہیں نجیات یعنی نجات دینے والی چیزیں عذاب الہی سے کیا ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحشیۃ اللہ فی السر و العلانۃ و التقصیر فی الفقر و التنا و القتل فی الغضب و الرضا یعنی ڈرنا اللہ سے پویشیدہ و ظاہر و سبازہ روی و رویشی و تو نگری میں اور راستی غضب و خوشی میں یا یہ معنی ہیں کہ ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرنا و رویشی و فرخی میں رضا مند رہنا اور غصہ من حد سے تجاوز نہ کرنا فرمایا حق تعالیٰ نے صدقت یا محمدؐ پھر جبریل نے پوچھا کیا ہیں ملکات یا محمدؐ فرمایا حضرت نے فرشتے ملکات و مہو ان ریح و اعجاب اللہ و مغفہ منی علی

وہاں گیا کہ راست آپ ہی کو مخصوص ہوئی اسکا ٹکڑہ کیجیے گا ان اللہ تعالیٰ الشاکرین سو حضرت نے فکر کیا بعد اسکے جبریلؑ
 حضرت کو بشت میں لینگے تو وہاں کے لوگ اکثر فیر و درویش نظر آئے پھر دروغ و کمیں تو وہاں تکبر و جبار و ظالم باکبار
 دیکھ پڑے پھر عزرائیلؑ سے ملاقات ہوئی اُسے سفارش است کے واسطے فرمائی کہ قبض روح میں تکلیف نہ دینا پھر
 وہاں سے چلا کر حضرت موسیٰؑ کے اُنھوں نے کہا پچاس وقت کی نماز بخاری است سے ادا ہو سکی است علیٰ تخفیف
 کرنا چاہیے کہ حضرت اُسے پھر سے اوز و خواست تخفیف کی چالیس وقت کی نمازین میں پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے
 اور فرمایا ازل وقت کی تخفیف ہوئی ہو حضرت موسیٰؑ نے کہا اب کی است سے ادا ہو سکی لہذا حضرت رحمۃ اللعالمینؐ
 تشریف لینگے تو دس وقت کی اور تخفیف ہوئی جب پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے اُنھوں نے پھر واپس بھیجا کہ حضرت
 پھر تشریف لینگے تو دس وقت کی اور کم ہوئی باجملہ پانچویں بار دس پانچ وقت کی نماز باقی رہی تب بھی حضرت صلی
 علیہ السلام نے سب ادا کیا تھا مگر شفیع الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب بار بار دربارے نیاز میں عرض کرنے سے
 شرم آتی جو اب بن اسیر اضنی ہوا اسی وقت حضرت عزت جل جلالہ سے خطاب ہوا کہ اے محمدؐ ایک وقت کی نماز
 دس دن کے برابر قبول کرونگا کہ پچاس ہو جائیں آہب صوفیہ میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صدقہیں
 تھیں بشریٰ ملکی حق کا قال اللہ اننا نبشرکم وقال علیہ السلام انی استجیبکم ابیت عند ربی بطبعینی ویشہد
 ولی مع اللہ وقت لایعنی فیک ملک مقرب ولا نبی مرسل اور جن جل علی نے ہر ایک صورت میں حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے کلام کیا بصورت بشری کلمات مکررہ جملہ قل ہو اللہ احد اور صورت ملکی سے مجرد مفرد چون کہ میں حق
 اور بصورت حق مہم فاجلی الی عہدہ ما اوحی اور دلیل صورت ثالثہ ہر ایک یہ ہو کر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس راوی فقہرانی الحق اتحمل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر جبریلؑ علیہ السلام ام بانی بنت ابیطالب کے گھر تشریف
 لائے حضرت غمار کی روایت میں تین ساعت اس سفر میں گذرے اور وہ ابن منہ و ابن اسحق کے قول پر جارا رہا ہے
 کہتے ہیں کہ حضرت نے وقت معاودت معاویہ ذی طوی میں جبریلؑ سے فرمایا کہ قریش اس واقعہ کی اسکار کر گئے کیا کچھ
 ڈر نہیں ابوبکر صدیقؓ کر گیا اول اور وہ ہی صدیق اس مقام سے مفہوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر کو اللہ تعالیٰ نے
 یہ سب حالات دکھائے تھے چنانچہ مواہب صوفیہ میں ہو کر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رسول جل جلالہ کی راہی سے
 متوحش نہ جا جبکہ واز ابو بکر کی آئی قف یا محمدؐ قن ربک یصلیٰ تبلیغینان ہو اور اللہ نے فرمایا اسی واسطے تو ابوبکرؓ کی
 سنائی کہ وہ تیرا بڑا دوست ہوتا ہی اور مرا مصلوہ سے اس جگہ رحمت خدا ہوا مانی سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 معراج کی رات یس گھر میں تھے صبح ہوئی تو ارشاد کیا کہ جبریلؑ رات کو مجھے بیت المقدس میں لینگے وہاں سے افلاک پر
 قبل صبح پھیلے ام افی کنتی بہن کہ میں نے کہا یا رسول اللہؐ اس راز کو سنکروں کے روبرو نہ نکنا وہ جل کر شہنشاہی کریں گے
 فرمایا اللہ ام مانی میں کو نکاح حضرت عباسؓ سے روایت ہو کہ صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موضع جردین جلو فرماتے

ملا حضرت اور

حضرت صلی

الاجل لعین آیا اور از روئے سحر و سحر بولچکہ یہ استفادہ کیا اور ایام رات کو میں نے سفر کیا؟ استسکھا کہاں کا حضرت نے بالتفصیل
 سحر اچ کا حال فرمایا کلمات کو گئے صبح کو پھرتے بھلا اور ان سے بھی بیان کرو گے فرمایا ان سب کو لوگ ابوجہل نے بنی حبشہ بنی امی
 کو از دی وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار حاضر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی تقریر تفصیلی کو عائد کیا انھوں نے اپنے
 بیٹے اور ماتھے بعد اسکے ابوجہل ناوانی سے مع جماعت بنی کعبہ لوی ابوبکر صدیق کے پاس گیا اور تمام حوال حضرت کی زبانی بیان کیا
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ حضرت نے فرمایا اس سے ہر سورت تفاوت نہیں خدائی قدرت سے بعید نہیں دیکھو جبریل
 علیہ السلام نے اس مہم کے اوپر سے آئے ہیں اور پھر جلتے ہیں وہ درود مشر سندہ ہوا بعد اسکے بعض قریش نے جبکہ بیت المقدس
 دیکھ چکے تھے وہ نشانیاں پر چھنے لگے حضرت نے اعانت عالم انبیا علیہ السلام فرما کر ہنسنے والا وہاں کا بھی بیان کرنا
 اور بت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیحی قصی کے صفات بیان کرنے میں کچھ شبہ پڑا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے رب کو
 بیت المقدس کو لاکر عقیل بن ابیطالب کے گھر کے غسل سانسے رکھ دیا تھا پھر قریش نے پوچھا کہ قافلہ راہ میں بن کسی کو دیکھا
 فرمایا امین روح کے اندر ایک قافلے پر گیا تو اونٹ کھو گیا تھا اسے ڈھونڈتے تھے اور منزل پر پانی کا پیا لایا تھا امین نے
 اسکا پانی پیاجبہ تلاش کر کے تو پیا لایا یہاں پر ملا جب وہ اوین سب پوچھ لینا اور فرمایا کہ جب ہو چکا میں ذی مروین ایک
 قافلے پر تو دوم و ایک اونٹ پر سوار ملے اسکا اونٹ میرے براق کو دیکھ کر بھڑکا ایک آدمی گڑا اسکا ہاتھ ٹٹ گیا جب وہاں پوچھنا
 پھر قریش نے کہا ہمارے گمہ کا قافلہ کہاں دیکھا تھا فرمایا تنہا میں اور جتنا اُنکے پاس اسباب تھا اور جتنے اس قافلے میں آدمی تھے
 ایک ایک نام نام بیان کیا اور کہا وہ اونٹ خاکسری رنگ تھے غلط غراسے دے تھے وہ دونوں آگے آگے قافلے کے تھے
 اور فرمایا یہ قافلہ برسوں وقت طلوع آفتاب آئیگا پھر وہ لوگ حضرت کے پاس سے گئے اور کہا واللہ نقد قص محمدیاً بقیتہ یعنی قسم
 خدا کی محمد بنی بیان کی ٹھیک بات گرا این جمل میں سچ و تاب کہاتے اور کہتے کہ جتنا تک ہو سکے سب باتوں کو تحقیق کرنا
 ضرور ہو کوئی بات نہ خلاف کلیگی کسی کو ورنہ کذب کہیں گے چنانچہ روز و عود بعض نکر فر کے وقت گھر سے نکل اہمیں بیٹھے اور
 طلوع شمس کے منتظر ہوئے اور قافلے کو آگے لگے اور آپ سنا کر ان کے نام ایسا دے گا کہ لگے کہ قافلہ آوے اسے میں کسی نے کہا کہ وہ قافلہ
 آیا ہے آگے آگے آگے اور قافلہ چلا آ رہا ہے پوچھ لیا تو وہ بائیں پوچھیں جو حضرت نے فرمایا میں یقین سب درست نکلیں قریش
 منہم ہوئے اور اپنی شہادت سے کہنے لگے ہذا صحیحین روایت ہو کہ جس وزعاج کے غرض سے حضرت شریف لائے علی الصبح
 جبریل علیہ السلام آئے صبح سے شام تک پانچ وقت کی غازیہ المسلمین و جمہور صحابہ کے ساتھ اول وقت بہامت ادا کی دوسرے
 دن بچرنا کے آخر وقت آئے اور اسی طرح آخر وقت بہامت نماز پڑھی تب حضرت مسلم کو اول و آخر وقت ہر نماز کا معلوم ہوا
 اور ہر نماز میں سوائے مغرب کے دو دو رکعت فرض ہوئیں یقین پھر بعض نمازوں میں دو رکعت اور شکرانہ کی زیادہ ہوئی ایسی
 واسطے سفر میں قصہ کا حکم آیا اور چونکہ مغرب میں تین رکعت فرض ہوئیں یقین انکو سفر میں بہستور رکھا یعنی ظہر و عصر و عشا کی
 کو تین پھر نماز میں فرض ہوا جب کوئی مقیم مسافر کا مقتدی ہو تو مسافر کو تین پھر مسافر کا مقتدی ہو تو مقیم نبی نماز

تفہیم الادب فی احوال الانبیاء علیہم السلام

چوہی کر سکیں نماز میں سولہ رکوع و سجود کے بغیر صلاۃ چاہیے کہ لافانی اللہ رکعتیں قائمہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
تفسیر کر دے فی فتنی مکان قاب قوسین وادائی نہیں فرماتے ہیں کہ دلی یعنی نزدیک ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار سے جکیں
فتنی پس اٹھایا حجاب کو اور حضرت اس حجاب کے اندر گئے پھر اس حجاب کو بہنو چھوڑ دیا وہاں کسی ملک مقرب کی گنجائش تھی
اور حضرت کو کچھ کسی نے نہیں دیکھا اور حضرت نے حجاب بے نہایت طو کیے حتیٰ کان ہیں اکھٹے اکھٹے حجاب قاب قوسین یعنی یہاں تک
کہ فرق تھا درمیان حبیب و محبوب کے بقدر وقوس کے کہ لافانی تاج الملوکین اور شرح معروف میں لکھا ہے کہ جب حضرت نبی اکرم
جبریل سے جدا ہوئے تو سات اور مقام طو کیے جبریل اول مقام سے بھی خبر نہ تھے پھر اس کریمہ کے معنی شکل میں اور بعض ارباب
حل نے لکھا ہے کہ قوسین سے مراد حاجین ہیں یعنی دونوں ابرو سے زیادہ قرب ہوا اور ادنی عبارت تھا کہ کسی سیاہی ہو یا
سے یعنی قرب حضرت کا جناب آلی ہیں ایسا تھا جسطرح قرب و ہر و کا باہر بلکہ اس سے بھی نزدیک تر تھے جسطرح سپیدی
آکھ کی سیاہی سے ہوتی ہے اور بعضوں نے کہا ترک نفس فی استقامت فی ترک قلبہ فی سدرہ المنتہی و ترک و حجاب
قوسین وادائی یعنی ترو و رہی چھوڑا اپنے نفس کو اسانوں پر چھڑا گئے پھر اسے اور چھوڑا دل مطہر کو سدرہ المنتہی پر اور چھوڑا
روح کو قاب قوسین وادائی کے مقام پر باقی رہا سرسکا اور پگڑا سکا تو کہا نفس کہاں ہے دل و دل کے کہا کہاں ہے
روح اور کہا روح نے کہاں ہے سرور کہا سر نے کہاں ہے دوست فرمایا خدا نے نفس تیرے واسطے نعمت ہے اور مغفرت واسطے دل
واسطے تیرے عشق و محبت ہے اور دوسرے جگہ بزرگی و نزدیکی ہے اور دوسرے تیرے واسطے ہوں اور تیسرے واسطے ہے خدا کے قیام و کون
یہ اس واسطے کہا کہ حضرت کا قرب و رافت ہوا و تفسیر تیسرے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا تفسیر میں کہ یہ مذکور ہے کہ
فرق تھا درمیان دونوں کے برابر و ہاتھ یعنی قوسین یعنی ذرا بیک اور ذراع کو قوس اس لیے کہتے ہیں کہ قیاس کیا جاتا ہے اس سے
مذہب بلکہ دو ہاتھ سے بھی فرق کم تعابش تھا کوئی ملائے والا اور منع کرنے والا قرب و بعد میں نکل و نظر سے خدائی طرف یعنی ایسے
بے ہوش خدا سے تھے جسطرح دنیا میں وزرا و امرا و شاہوں سے کان ملائے زمین کیا کرتے ہیں اور ابوحسن نور علیہ السلام سے
کسی نے معنی دینی فتنی کہ ہے پھر فرمایا میں جبریل کو گنجائش نہیں پھر نوری کی کیا حقیقت ہے اور کون ہے نوری جو انکشاف کیا
سرکار ہے پھر کہا دینی ہے کہ پیچھے ہوتا ہے وہاں بعد کہاں اور تہی مکان میں ہوتا ہے وہاں کا وہاں کیا اسکان اور مکان عبد
نمانہ سے ہر زمانہ وہاں کہاں اور قابل شمارہ مقدار کا ہر اور مقدار کا وہاں کیا شمار ہے اور قوسین کنایہ ہے مثال کا اور مثال کا وہاں
کیا خیال اور اوکھ ہے ہر شک و شک خود وہاں معدوم ہے اور ادنی اسباب ہے ہر دونوں یعنی نزدیک تر یہاں نزدیک تر کی کیا گفتگو
یہ مقام اظہار و بیان سے دور ہے اور علم جمیع خلائق کا اس آیت کی تفسیر میں معترف ہے حضور ہے اور بعض تفسیر اس آیت کی یوں
کرتے ہیں کہ دینی عبد یعنی گیارہ ورور و کار کے پس حالت عبودیت میں فتنی فردا و آیا وہاں سے مرتبہ فروانیت میں دینی کہ
کہا کہ ہننے والا فتنی ملکائی دینی قریشی فتنی عرشائی دینی مجاہد فتنی مشاہد یعنی آیا وہاں سے فرشتہ خود کہ حاجاتی دفعہ قرشی تھا
آتی دفعہ قرشی ہو گیا مجاہد اور آیت ہر دینی طالب فتنی واصل یعنی گیا طالب و آریا مطلب کو پہنچ کر دینی و معہ الرحمۃ

عقلی و معنوی رحمۃ یعنی کیا تو اس کے ساتھ شفقت تھی اور آیا تو اس کے ساتھ رحمت تھی دینی افتقار امتیازی افتقار انہی کیا حالت فقر میں اور آیا سفر ہو کر دینی سنا دیا یعنی کیا مذاکرہ ہوا پس کیا نجات پا کر دینی مادیافتدلی مہر و حائمی کیا طرح کرنا اور آیا مہر و دینی شاکر افتدلی شکور یعنی کیا شکر کرنا ہوا اور آیا شکور ہو کر اور حکمت ذکر و توسل میں یہ ہر کہ جب ہل عرب باہم عہد بند تھے اور چاہتے تھے کہ پھر وہ عہد نہ ٹوٹے تو دونوں عہد بند تھے والے اپنی کامین لاتے اور کماؤن کو لاتے اور ایک فدائی کماؤن کا نہیں دیتے اور کیا سکھیں پختہ چاہتے اس بات سے گویا عہد ہو جانا پھر کوئی اس عہد سے ہرگز نہ پھرتا تھا جو رضا اسکی وہ رضا اسکی اس کے اشارہ ہر کہ خداے تعالیٰ کو حضرت سے اس قدر قرب و محبت ہو کر جو قبول ہر سوال شدہ کا وہ قبول ہر خدا کا اور جو مردود ہر سوال خدا کا وہ مردود ہر خدا کا جتنا کلام محمد میں کئی جگہ واقع ہو اور بعض اہل تفسیر نسبت دکنی جبریل سے کی ہے اسی جبریل من لاری یعنی نزدیک جبریل میں سے یعنی آسمان سے زمین پر افتدلی ای خاص تر سل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی پیام الہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر بچا یا تو وہ بیجا مہر ہوا صلح کی راہ کا فکان قرب مقام توسل ای قدر در عین یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اور جناب کربلا میں برابر دو گوشہ کلاں کے قرب تھا اور بعض کہتے ہیں تمہاری یعنی نزدیک ہوئے حضرت سرور کائنات خداے عزوجل سے تھے پس سجدہ کیا خداوند العزت کو اور سجدہ عبادت ہر حصول قرب سے حدیث میں آیا ہے قربا کیون العبدین ربہ ان کیون ساجد یعنی بندہ کو سجدہ کرنے کے سبب خدا کے نزدیک قرب حاصل ہوتا ہے کہ فی الزاوی اور بعض کہتے ہیں دینی اشارہ ہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے مقام کا اور فتدلی اشارہ ہر مقام قدسہ اور قاف میں اشارہ ہر مقام روح سے اور آواز دینے اشارہ ہر سرور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان جاری مقام پروات اور دل در روح اور سرور ایک اپنے طلب کو پہونچنے مثلاً ذات مہر آپ کی مقام خدمت میں اور دل مقام محبت میں اور روح مقام قرب میں اور سرور مقام شاہد میں فائدہ در بیان بعض عبادات جو حضرت سرور کائنات نے آسمان اول پر عائد فرمائے از انجلیہ یہ ہر کہ ذابا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک گروہ فرشتوں کا نظر باصفین امانت اور مہر چکائے ادب سے کھٹ ہوئے شیعہ پڑھتے تھے شیوخ قدوس ربنا للک الکریم والروح میں نے جبریل پہونچا کہ عبادت ان فرشتوں کی یہی ہے جبریل علیہ السلام نے کہا ان جن جن سے آسمان بنا ہوا ان سے قیامت تک انکی عبادت یہی ہے بہت تعالیٰ سے آپ بھی سوال کیجیے تو یہ طریقہ آپ کی است پر ہی لازم ہو سو میں نے خدا سے دعا کی مئی وقت یہ عبادت بخش فرمائی کہ قیام نماز میں فرض ہوا انسان مسلمان کو واجب ہے کہ قیام کو نماز میں خوب ادا کرے اور تمہد اسکا یاد رکھے پھر حضرت نے پوجھا اے جبریل یہ فرشتے شمار میں کتنے ہونگے جبریل نے کہا تعداد انکی سو اسے خدا کے کسی کو معلوم نہیں تو انیکم میں نزدیک آنا ہو یعنی نہیں جانتا بندہ خدا کے لشکر کو مگر وہی خدا بعد اس کے حضرت آدم ابو البشر علیہ السلام سے ملاقات کر کے گئے تشریف پہونچے تو ایک غسفیہ عظیم الشان نظر آ رہا کہ ایک بیڑ کا عرض تک و سرعت الشری تک و ایک بازو شرف میں دوسرا مغرب میں دوسرا یاقوت کا ہر نور کے لگائے وظیفہ اسکا محمد خدا حضرت نے جبریل علیہ السلام سے پوجھا کہ کون ہے انھوں نے کہا یہ ملاؤں الملک ہے یا یہ کہار یہ وہ فرشتہ ہے کہ جب ات آفر ہوئی ہو تو یہ فرشتہ پراپنے جہاز کرکے آتا ہے بخان الملک القدوس البکر

در جنات

بیان بعض عبادات آسمان اول

انہی طرف جو حد سے گذرے ہیں پھر جوئے کو آگ بھڑک بھڑک کر بھڑکنا یا آئین سے ایک گائے کی ہڈی بہت بڑی وہ چاہتی تھی کہ پھر کسی بھڑک
میں جاؤں جا نہیں سکتی جبریل نے کہا یہ وہ آدمی ہے جسے بڑی بات تمہارے نکالی اور پیشان ہو احوال جناب ملت املاک و احوال سے بھڑک بھڑک
جنگل میں گندہ ہوا کہ وہ ان سے خوشبو یوں کی لپٹیں اتی تھیں اور آواز خوش سنی جاتی تھی جبریل نے کہا یہ آواز بہشت کی کبھی ہی پائی
وعدہ و فاکر جوئے فرمایا ہوا اور ہوا ہی بہشت تیرے واسطے سلمان مرد و عورت ہیں وَاَنَّا نَشَاءُ اِنَّ اَنَا اَلْاَخْلَافُ اَلْبَشَاعَہُ وَفَا تَمْلَحُ
اَلْمُؤْمِنُونَ وَتَبَارَكَ اَللّٰہُ اَحْسَنُ اَمَّا اَلْبَقِیْنَ بِہِشْت نے انہما کی راضی ہوئی پھر ایک جنگل ملا کہ اس سے بوسے ہو و آواز خوش
اتی تھی جبریل نے کہا یہ آواز دوزخ کی کبھی ہی پائی وعدہ و فاکر تو بخیرین و طوفین میری بڑھ گئیں جن ارشاد ہوا تیرے واسطے ہی کھڑے
و شکر کو کا فو کا فو اور وہ جبار کے مکر قیامت ہی دوزخ نے کہا میں راضی ہوئی اور جنس روایت میں یہ کہ بوسے بہشت و دوزخ حضرت
مسلم کو اس شان شرم برائی تھی رسالہ عربیہ میں ہے کہ حضرت مسلم ایک جماعت کے گزرے کہ آگ کی سولیمین پر چڑھے ہیں اور وہ سولیمان
مسی ہیں جیسے خار دار درخت کہ اوچلنے والوں کے پڑے پھاڑے جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو راہوں میں بیٹھ کر سافرون
ملا گھریوں کو ایذا پہنچاتے ہیں اور شارون کنایوں میں گالیاں دیتے ہیں کہا قال اللہ تعالیٰ وَاِنَّ اَكْبَلَ ہَمْزِ قَیْصَ عَذَابِہِ
واسطے ہر سخن چین و بزدلان کے اور وَاَنفَعُہُ فَاکِلُ صِرَاطِہُ تَوَعَّدُونَ وَتَعْدُونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰہِ عَنِ مَتَّبِعِیْنَ اہم فی سبیل
ہو اور باندھتے ہو خدا کی راہ سے اور وَاَمَّا اَمْرُہُمْ یَتَغَاوَنُونَ یعنی جب سلمان کافروں کے پاس جلتے ہیں تو کافرانہی طرف بھاگتا
ہوے مشاہدہ کرتے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت مسلم نے ایک جماعت کو دیکھی ایسی کہ ان کے منہ سیاہ نکھیں ازرق اور بکے ٹوٹ
سروں پر نیچے کے ہونٹ باؤں پر پیپ لہو ہونٹوں سے بہتا ہے کہ حوں کی طرح چپستے تھے جبریل نے کہا کہ یہ لوگ آپ کی اس کے
یخوار ہیں پھر ایک گروہ بگڑ رہا کہ بائیں انکی سروں کی طرف کھینچتی ہیں اور صورت مانند خوک ہے اور پوسے عذاب
نیچے سے عذاب ہوتا ہے حضرت جبریل نے کہا یہ لوگ جمہوری گواہی دینے والے ہیں اور یہی نے ابو سعید خدری سے
روایت کی ہے کہ ایک قوم حضرت مسلم نے دیکھی جبکہ پیٹ پھولے رنگ زرد و تھکڑیاں ہاتھوں میں طوق گردنوں میں
ٹھٹھے ہیں تو اوہ سے منہ کرتے ہیں جبریل نے کہا یہ لوگ سو و خوار و راشی ہیں کہا قال اللہ تعالیٰ اَلْبَقِیْنَ یَا کُلُوْنَ
اَلرِّیْطَ اَنَّا یَقُوْمُوْنَ اِنَّا کَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَحْبُوْہُ الشَّیْطَانُ مِنْ اَسْسِ یعنی جو لوگ کھاتے ہیں سو وہ نہیں کھڑے ہوتے مگر
جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جسکو دیوا کہ دیا ہو شیطان نے مس سے یعنی دھکا کھاتا ہو شیطان کے ہاتھ سے
قائدہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تصرف جن و شیاطین بدن آدمی میں یعنی روح ہوائی میں جائز و مکن ہے اسی کو
صحیح ابن عربی میں اور آسیب و خط عرف میں ہونے ہیں اور نزدیک اہل سنت و جماعت کثر ہم اللہ بزرگ و یک اکثر
خوف اسلام کے مسلم ہے چنانچہ تفسیر منشا پوری وغیرہ میں ہی آیت کی تفسیر میں مذکور ہے کہ اکثر المسلمین علی ان
الشیطان قاد علی الصغیر و القتل والا ینا بقدر اللہ تعالیٰ اور سوائے فرقہ معتزلہ کے کوئی مخالف نہیں ہے اور معتزلہ
کچھ زوجین کے ایک اپنی تفسیر میں لکھی ہیں نقل ان و اہیات کا بیچال محض ہے اور انجیل رجب میں دس پندرہ قسطے

اسبب جن کے لکھے ہیں اور احادیث میں قدر کثیر اس مقدمہ کا ذکر ہے ہرگز جناب انکا نہیں مگر علامہ اہل سنت ابن ابی بن
مختلف ہیں کہ آدمی بعد مرگ یہ کام کر سکتا ہے یا نہیں اکثر اہل تحقیق قائل ہوا ہے کہ بعض منع کرتے ہیں دلیل منکرین یہ ہے
کہ انسان تین حال سے خالی نہیں یا صلیح و تقی ہے یا فاسق و فاجر یا کافر یا اگر انسان صلیح و تقی ہے تو نایاد و اضرار کی اس سے
توقع نہیں کہ خلاف صلاح ہے اور جو فاسق و کافر ہے تو مومنین عذاب کے ہاتھ سے انکو فرصت کمان کہ عیال کر سکیں و لہذا جو
دو گروہ ہوئے ہیں ایک جماعت اس طرف لگی ہے کہ یہ بات از باب انقلاب نہیں ہے بلکہ از قسم مسخ اخروی ہے کہ اصل اسکی آخرت میں
باجد لولت احادیث کثیرہ سے ثابت ہے اور جب یہ معاملہ از قسم مسخ اخروی ہوا تو خلاصی عذاب سے نہایت فاسق و کافر کے لیے طرح
لازم آتی ہے کہ یہ بھی از قسم تعذیب ہے کہ اس میں گزشتہ ہر علامہ مازید یہ کا یہی مسلک ہے مآخیزین شرح برزخ میں فرماتے ہیں کہ
انسان کیون جن ہو جاتا ہے عالم برزخ میں اسے اور یہ تعذیب و غضب ہر خدا کی طرف سے ہے چاہے جہ طبع اہم سابقہ و قرون مذہب
سور و بند ہو جائے تھے مگر انہوں نے عالم شہادت میں اس عذاب سے استرحہ کو محفوظ رکھا ہے حرکت حضرت معلم سے مگر حاجت
استعداد ثابت ہے کہ بعد القیامت اس امت میں بھی مسخ و خوف واقع ہوگا بعد اسکے فرماتے ہیں کہ ہو جائے انسان کا عالم برزخ میں
جن غالب ہوگا کفار میں اور مومنین ظالمین و زانیین و مظلمین میں خصوصاً صاحب مرے ہوں یا ماسے گئے ہوں حالت جنابت
اسی طرح مومنین غیر تائبین کا حال ہے کہ ضروری نہیں کہ جو شخص ایسا ہو وہ مسخ ہو جائے بلکہ جس کسی کو اللہ مسخ کرنا چاہے کہ اس
سرخ نہیں ہوا صلیح اولیائے اگرچہ ناپاک مرے ہوں اور مسخ قیامت میں انکو ہوگا چنانچہ وارد ہوا ہے کہ صحابہ کف کا کٹا ہونے کی
صورت ہوگا اور طبع بصورت سنگ و درود داخل ہوگا بہشت میں اور بدوزخ میں اور اسی قبیل سے ہے کہ جو کوئی شخص پناہ سجدہ
قبل امام کے ناز میں انخاصہ وہ سرگرد سے کہ ہوگا اور اسی قبیل سے ہے مسخ اخذ الرشودہ و مانع احادیث و مشافہ لک انتہی اور یہ
جماعت اس طرف لگی ہے کہ یہ صورت نہ از باب انقلاب ہے اور نہ از قسم مسخ اخروی بلکہ ایک نوع مشابہت کی ہے انفعال و حرکات میں کہ
صفت کے دوسری صنف سے ہوجاتی ہے جو سطح اس مانہ میں بعض اہل ہند جاہل برہمن تپلون ہن کہ رادھمی سندھ و کارٹوبی انگریزی
کھڑکھند الفاظ انگریزی سیکھ کر معاملات میں حرکات و گیموں کی کرتے ہیں جس حکم میں تشبہ بقوم فومہنم ان افراد اسانیہ و جو کام
جنات کا کرتے ہیں عنہن جن بصورت کہتے ہیں بے اس کے کہ جو کچھ غیر انکی حقیقت میں واقع ہوا دیری ہے مسلک مختار اکثر علامہ
عراق و عرب کا اس مسئلہ میں وہوالاتوقی والا صیح نظر الی الدلیل ہذا حقیقتاً سافلاتا فی بعض تقریراتہ اور بعد عجائبات کے ہے
کہ ایک قوم ایسی نظر ثری کی کہ لکھے کہ اب اوٹون کہ ہیں اور لکھتے انکار کہتے ہیں حضرت جبریل نے کہا یا رسول اللہ ان لوگوں کو
شیمن کمال نافع کھایا ہے وفاقا بمعنی عن ابی سعید الخدیری انما یکلم قوم دمی انکے بدن کا گوشت انھیں کو کھا کر کھانے
ہیتے ہیں جبریل نے کہا یہ جلیغور میں اور نام و غار و غیبت گو و عیب جو ہیں حدیث شریف میں مذمت ان باتوں کی بہت آتی ہے
اور اندہ صاحب فرماتے ہیں ایچ اے کم ان یا کل عم خیر دنیا فکر تموہ یعنی کیا دوست رکھتا ہے تمھارے کوئی کھانے گوشت
اپنے بھائی مردہ کا پھر تیرا جانو نہ سکوا بطل ایک گروہ نظر آیا کہ سندھ انکے سیاہ اور انھیں کبری نیچے کالب پیرون تک اوپر کا

سر برادر خون اور دم نہ تھستے ہوتا ہی کہ جسکی طرح بولتے ہیں اور خون و دم کے پیالے بھرے ہوئے سامنے ہیں جبریل نے کہا کہ یہ
 شرب خواہین آرا بخلا ایک قوم نظر آئی کہ امین دنیا و آخرت کے قید تھے اور یہاں میں لٹکتے تھے جبریل نے کہا یہ منافق ہیں کا قال اللہ
 ان المنافقین فی الدارک الاکل من الناس یعنی منافق بچے کے طبقے میں ہیں و دفع کے آرا بخلا ایک گروہ نظر آکا اسکو دفع کے جنگل میں
 جلاتے تھے اور وہ ہر دفعہ مرتے و رزق ہوتے تھے مگر اسی عذاب میں مبتلا تھے جبریل نے کہا کہ اس گروہ نے اپنے ان باپ کی نافرمانی
 کی ہے اور حال اس نافرمانی کا حضرت یوسف علیہ السلام کے احوال میں بالتفصیل لکھا گیا ہے آرا بخلا ایک گروہ عورتوں کا نظر آکا ایک
 ٹھکانے اور انھیں بڑی لباس نگ کاٹنے بہان پر تیشیں گرزوں سے ماری جاتی ہیں اور مانند گٹ خوک کے شور کرتی تھیں
 جبریل نے کہایہ وہ عورتیں ہیں جنھوں نے اپنے خاوندوں کو آزار دیا ہے اسکا حال تفصیلی معجزات میں لکھا جائیگا انشا اللہ آرا بخلا ایک
 گروہ دیکھا کہ انگوٹھ کی پھریوں سے مار رہے تھے اور کالائون انکے بدن سے ہٹا تھا ہر دفعہ مرتے تھے اور زندہ ہوتے تھے جبریل
 کہایہ لوگ ہیں جو ناحق خون کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مارتے ہیں اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عجائبات بھی سامان
 اول پر دیکھے ہیں یہ اور عجیبہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہدہ فرمائے اکثر کتب تاریخ میں مذکور ہیں لیکن کتب معتمدہ احادیث
 میں انکا نشان نہیں پایا جاتا ہر کتاب الروایۃ مشکوٰۃ الصباح میں بروایت بخاری ایک حدیث ہے جو میں خواب میں مشاہدہ کرنا
 پس عرض کی باتوں کا مذکور ہے جسے شب معراج میں لوگ ذکر کرتے ہیں فائدہ عجائبات آسمان دوم کے جو حضرت سرور کائنات نے
 معائنہ فرمائے بہت ہیں آرا بخلا ایک جامعہ مالکہ نظر آئی کہ نصف بستہ کعبہ میں مشغول تھی اور کہہ رہی تھی سبحان انوارت انوار
 سبحان البقی الذی یدیک لا البصار ولا یدرک لا البصار سبحان العظیم اعلم جبریل نے کہا عبادت انکی فیاست تک یہی ہے
 یا رسول اللہ آپ بھی طلب کیجیے حضرت صلعم نے دعائی کہ کو ح نماز میں فرض ہوا آرا بخلا ایک فرشتہ دیکھا کہ اسکے سر سرستے
 اور ایک روایت میں شہر زار سرحدہ و شہر زار آسمین شہر زار زمین اور ہر دہن میں شہر زار زبان اور ہر زبان میں شہر زار
 مفت جدا اور شہر زار آسمانی تھی سبحان الخالق العظیم سبحان العظیم الاعظم اور ایک روایت میں اسقدر زیادہ ہے سبحان اللہ العظیم
 بحمدہ سبحان اللہ و بحمدہ و تعظیم اللہ حضرت جبریل نے کہا کہ اسکا نام قاسم ہے اسکو اللہ نے بندوں کی رزق رسائی پر معین
 کیا ہے کہ ہر روز ہر ایک کو پہنچاتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس کی نگلی ہو وہ اس شہیج کو ماہین سنت قرآن
 فخر کے پڑھا کرے تو اسکو نجات ہوگی فائدہ عجائبات آسمان سوم کے بہت ہیں جو حضرت صلعم نے دیکھے ہیں آرا بخلا ایک ہے
 کہ فرشتے دیکھے مصفین انھیں جسے میں تھے اور کہہ رہے تھے سبحان الخالق اعلم سبحان الذی لا مقر ولا معاد الا اللہ سبحان العلی
 والاعلیٰ جبریل نے کہا یہ انکی عبادت ہے آپ بھی یا رسول اللہ اللہ سے اسکی درخواست فرمائیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 دعائی کہ سجدہ نماز میں فرض ہوا اور چونکہ ان فرشتوں نے جواب سلام کا سرٹا کر حضرت کو دیا تھا اور پھر جسے میں
 گرسے تھے اس لیے دوسرا سجدہ فرض ہوا آرا بخلا ایک دریا دیکھا نہایت عظیم اسکا نام بحر النعم ہے اسی کا پانی طوطا
 آرا بخلا طوفان نوح ہوا فائدہ عجائبات آسمان چارم کے بھی اکثر ہیں آرا بخلا حضرت صلعم نے ایک گروہ فرشتوں کا

عجائبات سال دوم

عجائبات سال سوم

عجائبات سال چارم

لو کھا لکب کے سب قعدہ میں تھے اور کتنے تھے سبحان الروح الرحیم سبحان النور السبحان سبحان الذی لا یحیی علیہ سب سبحان
 رب العالمین جب پل کے کہا عبادت ان فرشتوں کی یہی ہے حضرت بھی یہ عبادت خدا سے الگ ہیں سو حضرت معلّم نے
 وعالیٰ کہ قعدہ اخیرہ فائزین فرض ہوا آرا بخلہ مریم خاتون والدہ عیسیٰ علیہ السلام و نوحا خدا در موسیٰ علیہ السلام اور آسیہ
 عورت فرعون بلین اور انھوں نے ہتھبال کیا مریم کے ستر ہزار مل مروارید سفید کے تھے اور نوحا خدا کے ستر ہزار مل
 و مروارید کے اور آسیہ خاتون کے ستر ہزار اوت ستر کے اور ستر ہزار مرجان کے تھے آرا بخلہ ایک فرشتہ دیکھا حضرت
 کرسی پر بیٹھا ہوا نہایت عظیم و آرزوہ اس کرسی کے چار گوشے تھے اور ساٹھ لاکھ پائے اور گرد اس کے فرشتے کھڑے ہوئے
 و اہنی طرف خوبصورت لباس پہنچے ہوئے اور بائیں طرف بہ صورت و بد زبان گزشتین لیے ہوئے کھڑے اور ایک
 و فر عظیم کے رو برو رکھا تھا اور ایک لوح ہاتھ میں تھی اسی پر نظر جمائے ہوئے تھا اور اس نے کرسی کے ایک دخت عظیم
 لگا ہوا میل کا لیکن برگ بنیاد تھے اور ہر برگ پر ایک کاجد اجد الکما ہوا اور ایک طشت سانسے رکھا تھا کہ وہ فر
 کرسی نشین ہر وقت اپنا ہاتھ دراز کرتا تھا اور اس میں سے کچھ لیتا تھا کبھی دانتے ہاتھ سے نورانی خادموں کو دیتا تھا
 اور کعبوں بائیں ہاتھ سے فرشتوں ظلماتی کو جبریل نے کہا یہ عزرائیل فرشتہ موکل قبض ارواح ہے پھر اس نے حضرت کی
 تعلیم کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو نبی و امم و مہین کس واسطے ہے اس نے کہا یا رسول اللہ خدا نے
 محکم قبض ارواح کا عہدہ دیا ہے سو میں سیاست کربائی سے نہایت مخوف ہوں فرمایا یہ طشت کیا ہے کہا یہ مثال
 تمام دنیا کی ہے اس سے اس سے تک میرا تصرف ہے پھر فرمایا لوح کبھی نظر آتی ہے کہا اس میں سب کی
 اجل لکھی ہے فرمایا یہ دفتر کبھی نظر آتا ہے کہا یہ روزنامہ ہے ہر بندوں کا فرمایا یہ دخت کیا ہے کہا یہ نشان ہے نیک و
 بیک زندگی کا اسکے چوں پر ایک طرف نام لکھا ہے دوسری طرف نیک بختی و بد بختی لکھی ہے جب بندہ دنیا میں ہوتا
 ہوتا ہے تو اسکے نام کا پتہ زرد ہو جاتا ہے اور جب اجل آجوت بختی ہے وہ پتہ درخت سے جھڑک لوج پر گرتا ہے اور نام اس کا
 لوح سے مٹ جاتا ہے یہاں سے میں اپنا ہاتھ بڑھا کر روح اس بندہ کی قبض کر لیتا ہوں گو وہ کسی جگہ ہو کچھ بختی
 اس کی روح تو بعین اہل رحمت کو دیتا ہوں اور جو بد بخت ہے اہل زحمت کو سپرد کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ
 مثال اسی جگہ سے ہے جیسے روح ویسے فرشتے پھر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے تو ایسے تیرے شمار میں
 کہتے ہیں کہ امین نہیں جانتا ہوں لیکن ہر بندہ کی جان قبض کرنے کو چھ لاکھ فرشتے جت کے اور اسی قدر
 عذاب کے مقرر ہیں اگر بن نیک ہے تو فرشتگان رحمت قبض روح کرتے ہیں و الا فرشتے عذاب کے اور جو
 ایک دفعہ قبض روح کر لیجائے ہیں وہ پھر قیامت تک نہیں آتے پھر فرمایا اے ملک الموت تو بذات خود جا کر قبض
 روح کرتا ہے یا اور فرشتوں کو بھیجتا ہے کہا میں کبھی نہیں گیا ہوں اپنے تو ایسے بھیجتا ہوں وہ قبض روح کرنے ہیں
 اور اس کی جان کو خنجر و حل تک لائے ہیں اس وقت میں اپنا ہاتھ بڑھا کر اس روح کو قالب سے باہر لاتا ہوں پھر

کشتہ نشی اور آگ اسکے منہ سے جھڑتی تھی اور دونوں ٹھنوں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے نہایت ترش رو و
 خشنک تھا اور دونوں آنکھوں سے آگ لپٹ مارتی تھی اور ایک ایک آنکھ برابر نام دنیا کے مٹی جبریل نے کہا
 کہ مالک دوزخ کا گھسان ہے جس دن سے پیدا ہوا ہے ہنسنا نہیں اور کبھی خوشی کی چنانچہ حضرت علیؑ اللہ علیہ
 وسلم نے سلام کیا تو وہ خبر نہوا جبریل علیہ السلام نے کہا اے مالک یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تب اس نے سر اٹھا یا
 اور جواب سلام دیکر واسطے تعظیم کے اٹھا پھر ہاتھ پکڑا اور کہا اے محمد خدا کے کرم و رضا کی ایک بشارت ہے گوشت
 و پوست آجکا آگ پر حرام ہو جو کوئی تمہاری اطاعت کرے دوزخ کی آگ سے پناہ میں رہے حدیث میں آیا ہے کہ جبریل
 دوزخی دوزخ میں ہیں اسی قدر مالک کی انگلیاں ہیں ہر ایک دوزخی کو ہر ایک انگلی سے عذاب کرتا ہے ہر قسم کی
 خدا کی اگر ایک انگلی کو ان انگلیوں سے آسمان پر رکھے تو وہ گھل جائے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ دوزخ کے فرشتے ایک ہزار برس دوزخ کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوئے ہیں اور ہر روز قوت ان کی بڑھتی رہتی
 از انجملہ ایک فرشتہ کسی پر جلوه فرما دیکھا اسکے روبرو ترازو بہت بڑی رکھی تھی ہر تہہ میں اسکے ذہن و آسمان
 تول سکتے ہیں اور ڈونڈی اس کی مشرق سے مغرب تک پہنچتی تھی اور اعمال نامہ پیش کر کے اس رکھے ہوتے تھے
 ہیں عباس سے روایت ہے کہ میزان کے عمود کی درازی پچاس ہزار برس کی راہ چار دروازے ہیں ایک نور کا اور
 ایک ظلمت کا نیلی کو نور کے پلے میں رکھینگے اور بدی کو ظلمت کے پلے میں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل
 علیہ السلام سے پوچھا کہ کون ہے کیا یہ میکائیل ہے سو حضرت نے بڑھ کر سلام کیا اس نے جواب دیا اور بنگلہ ہوا اور کہا اؤ
 کرمتہ و فرخا پھر کہا اے محمد بشارت ہو تم کو تمہاری امت کے برابر خیر و برکت کسی امت کو نصیب نہیں اور ان کے عمل کا
 آپس استون کے پلے سے ہماری ہر نہتہ نصیب اسکے جو تمہارا دوست ہو ویر ہو اور انوس ہر سپر جو تمہاری
 دشمنی کرے اور میکائیل کے خادم بہت تھے سوائے کہا یا رسول یہ سب آپ کے خادم ہیں آدم کی پیدائش سے
 پچیس ہزار برس پہلے سے آپ پر درود بھیجتے ہیں انھیں خادموں سے ایک فرشتہ موکل ہندون کی بوندوں پر اور
 برف پر اور کھانسن پر ہر جو زمین سے اگتی ہے اور تسبیح میکائیل کی یہ مٹی سجان رب کل مومن و کافر سجان من
 یضیع من ہبتہ انی ابھون المومل از انجملہ ایک دریا نظر آتا کہ اس میں فرشتے مینا بہ تسبیح کہتے تھے سجان العتار
 المقدر اگر کریم اگر سجان رب اکلیل الاعظم جبریل علیہ السلام نے کہا یہ بحر الانضر ہے از انجملہ ایک دریا نظر آتا کہ
 اسکا پانی نہایت سیاہ و تاریک تھا اور اس میں بہت فرشتے تھے اور یہ تسبیح کہتے تھے سجان علی قدر سجان المصلح
 علی من صافات و جبریل نے کہا نہ ان فرشتوں کو جانتا ہوں اور نہ اس دریا کو اسکی حقیقت خدا ہی کو معلوم ہے
 از انجملہ ایک میدان دیکھا خوشبو دار جبریل علیہ السلام نے کہا یہ خوشبو جنت کی ہے اور بہشت سے آواز آتی تھی
 یارب آتشی و باعدتہی نقد کثر عفری و استبرقی و حریری و سندسی بنی امیر پروردگار میرے عبادت کرے

جسکا وعدہ ہوئے کیا ہو کر گئے ہیں فرشتے نفیس میرے اور دیبا و شبیری کیلئے اور تنگ و نازک جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آواز بہشت ہے جو کچھ اسکا جواب خدا سے ہوا کہ کل مسلم و مسلمہ و مومن و مومنہ یعنی میرے لیے ایمان دار زن و مرد ہیں انہیں ہر خدا سونے میرے میں نہیں جھوٹا کرنا اپنے وعدے کو بہشت نے جواب دیا قدر حیات از انجلا ایک مہر دیکھا نہایت بدبو و بان سے آتی ہے جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ یہ بوسے جہنم ہے اور یہ آواز آتی ہے کہ خداوند جو شخص میرے لائق ہے اور جسکا تو نے وعدہ کیا ہے اسکو میرے پاس پہنچا سکتا ہوں اور غلال و تخم و کھجور و شکر و زعفران میرے زیادہ ہو گئے ہیں خدا نے جواب ارشاد کیا کہ کل مشرک و مشرکہ و کافر و کافرة دونوں نے کہا میں راہنی ہوئی و فائدہ عجایب آسمان ہنتم کے اکثر ہیں از انجلا ایک فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا کہ سر اسکا عرش کے نیچے اور پیر اسکے سائون زمین کے نیچے اور شیعہ اسکی یہ یعنی سجان اہمجب من خلقہ سجان السبع العظیم سجان ربنا و تعالیٰ جبریل علیہ السلام نے کہا یا اسرافیل صاحب صور ہوا از انجلا ایک گروہ عابدون کا نظر پڑا کہ ابا داب کھڑے ہوئے پکار پکار کر پڑتے تھے سجان الجلیل الکریم کلیم من لایصف الواصفون کہ عظمت و صفات عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ ہوا از انجلا ایک فرشتہ عظیم نظر آیا کہ سات لاکھ اسکے سر تھے اور ہر سر میں سات لاکھ چہرے اور ہر چہرے میں سات لاکھ منہ اور ہر منہ میں سات لاکھ زبان اور ہر زبان میں سات لاکھ نعت جدا گانہ ہر نعت میں شیعہ کتنا تھا اور شیعہ اسکی یہ ہر قیامت تک سجان یا عظم شاہک سجان سیدی ما علی سکا کہ سجان سیدی ما رحم بخلق فائدہ عجایب سے روایت ہے کہ اس کثرت سے ہیں کہ بیان اسکا دشوار ہے از انجلا ایک یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہرو دیکھی جسکے کنارے یاقوت و مروارید و زبرجد کے خیمے کھڑے تھے اور سبز جانوروں کا اسکے کناروں پر جمنا تھا جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے اسکے سنگریزے یاقوت و زمرد کے ہیں بانی اسکا وہ سے زیادہ سفید اور اسپر تر نظر آتے ستاروں سے زیادہ روشن ہر مومن کے نام پر جدا جدا رکھے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن اٹھایا اور پانی نہر کا لیکر پیا تو شہد سے زیادہ شیرین اور شکر سے زیادہ خوشبودار و برف سے زیادہ سرد و قاضی شہاب الدین نے سورۃ کوثر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حوض کوثر فرشتے کی مکر پر جو وہ فرشتہ قیامت کے دن میدان قیامت میں حاضر ہو گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے گا از انجلا ای سدرہ کی جڑ سے نکلا ہوا چشمہ سلسیل دیکھا تھا اور حقیقت اس چشمہ کی شروع کتاب میں لکھی گئی ہے و فائدہ عجایب آسمانی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت مراجعت ملاحظہ و مشاہدہ فرمائے ہیں کتب حدیث میں تفصیل ملے گا و ہر ہر از انجلا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبریل علیہ السلام مجھ کو بہشت میں لیکے نہا زل و درجات بہشت کے دکھائے تو رقص و غلمان و درخت و پیوہ و باغ و تہنہ و نہرین و حوض اور جو کچھ بہشت میں ہے ہم دیکھا میں نے قسم ہے خدا کی جسطرح اپنی مسجد کے طاق و دیوار و در سے واقف ہوں

عجایب آسمانی

عجایب سدرہ قاضی

عجایب آسمانی وقت مراجعت

پھر اس میں جاننا کہ اس طرح ہوا تو جواب اسکا یہ ہے کہ ہرگز کسی تفسیر یا حدیث میں بلکہ کسی تاریخ میں نہایت و نابود ہونا مسجد بیت المقدس کا بیان نہیں کیا اس قدر البتہ ثابت از روئے تواریخ ہوتا ہے کہ از مذہب سابقہ میں اولاً نبوت نصریحی نے وقت مقابلہ بنی اسرائیل مسجد قہمی کو غراب کیا تھا اور گورنش اہمائی نے بعد اسکے تیس ہزار ہمار وغیرہ لاکروائیت لیا کو آباد کیا بعد از ان طرطوس رومی نے تخریب مسجد قہمی اور قتل وفارت بنی اسرائیل کیا ہے لیکن نہایت باوجود اگر ثابت نہیں ہوتا اور نہ یہ ثابت ہے کہ عرصہ چند سو برس میں پھر اس مسجد کو کسی نے با و معاف اسکے کہ قبلہ ملاطین و امرا سے بنی اسرائیل تھے درست نہیں کیا اور نیز ظاہر ہے کہ بیت المقدس کو منظر سے چند ان بعید تھا اگرچہ بنو نائوتو بنا برکت مذہب معجزہ معراج شریف بھی دلیل کافی تھی کہ ہر کس و ناکس مطلع ہوگا حالانکہ کفار کہنے تمام انوار عطا کیا اسکے استفسار کیے اور قاصد وغیرہ بھیج کر اطمینان حاصل کی اور بعض مشرکین نے ساحر قرار دیا مگر یہ کسی نے نہ کہا کہ بیت المقدس نہایت و نابود تھا بلکہ موجود ہونا مسجد و موصوف کا ثابت ہوتا ہے کیونکہ ولیم نیل صاحب مورخ انگریزی مصنف مفتاح التواریخ نے لکھا ہے عبارت مسجد قہمی در شہر اوز سلیم است کہ انجا بیت المقدس در ایام سلف استاذ چون یکے از قیامہ و روم کہ اصنام پرست بود و نہایت بغنا و عیسوی بیت المقدس را از بیخ و بن برکنہ و سارست بعد ازین سہ صد سال قیصر روم سبب آنکہ آن مکان مولد حضرت عیسیٰ است مسجد قہمی را تعمیر ساختہ بود و عربین خطا یہ در ایام خلافت خود کتبہ عیسوی آن شہر انخیز نمود حتیٰ لفظ اس گواہی سے ثابت ہوتا ہے کہ کہ بنا سے جدید تفسیری تین سو برس پیش از معراج ہوئی فلا اشکال اور بر تقدیر تسلیم قول معترض جواب یہ ہے کہ طاق و دو بار کا ہونا دلیل نام مسجد نہیں ہے مسجد تو نام اس زمین کا ہے جو خدا کی عبادت و عبادت کے لیے باذن عام موصوف ہوئی ہو ایسی چیز ہے کسی کا تصرف نہیں چلتا چنانچہ زبور کی صحت و تہمین کہ اس وقت پیش نظر ہو لکھا ہے کہ عیسویں تا ابد الابد باقی خواہد و بسر ایند مسجد خدا کے در عیسویں است اور پھر ظاہر ہے کہ عیسویں عبادت گاہ قدیم اور تسلیم کا نام ہے اسکو ابدی بتلایا اور اسی کا ذکر حدیث معراج میں ہے اور اسی عیسویں کے بعض نشیمن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وقت فستح و تسلیم صاف کیا اور نیز پڑھی اور کچھ بقیہ عمارت کا ذکر بعض روایات میں آیا ہے سو واقعہ و سبب انصاری کی مسافہ نہیں ہے اس لیے کہ اس سے واضح ہے کہ اکثر تحریر بیت المقدس کی باندوگی و انباشتگی ہوئی تھی نہ کہ مطلق نام و نشان اسکی عمارت کا اس وقت باقی نہ رہا ہوا اور بعد از ان کسی نے اسکے کسی نشیمن کو مطلق نہ بتلایا ہو اور اگر بالفرض کسی تاریخ میں ایسا بھی لکھا ہو تو کچھ ضرور نہیں کہ سچ ہی ہو بعض باتیں تو تاریخ میں بے سرو پا بھیجی ہیں چنانچہ ایک تاریخ انگریزی میں اور تسلیم کے ذکر میں لکھا ہے کہ حضرت عمر کی وہاں قبر ہو حالانکہ جمیع اہل تاریخ کا اتفاق ہے اور بتواتر مواثبات ثابت ہے کہ مزار حضرت عمر کا مدینہ میں ہے اگر کوئی کہے کہ بیت المقدس جانے میں کیا قائمہ تھا تو جواب یہ ہے کہ بیت المقدس زمین محشر ہے و انجناب کو اس لیے وہاں لگے کہ برکت قدم سے است بر

حساب آسان ہو کر کافی لغنی قائم ہو کر بیان احوال معراج میں ذکر اختلافات کا جو بعض امور میں واقع ہوا ہے کہ نہیں کیا گیا
اس لیے اب وہ اختلافات لکھے جاتے ہیں مخفی نہ رہے کہ اصل قصہ اسرار معراج میں کسی مسلمان کو خلاف نہیں مگر بعض
جزئیات میں اختلاف پہلا سال ۱۰۰۰ و دوم و تیس معراج میں بعضے کہتے ہیں کہ یہ معاملہ بارہویں برس نبوت میں
واقع ہوا اور ابن خزیمہ نے اسی پر اجماع نقل کیا ہے اور طبری و سدی و بیہقی نے ایک برس پہلے میں قبل ہجرت کے
بیان کیا ہے اس قول پر ماہ شوال پڑا ہے اور ابن فارس نے ایک برس تین مہینے قبل ہجرت لکھی ہے اس بخیر پر ماہ کعبہ
ہونا ہے اور ابن اثیر نے تین برس قبل ہجرت بخیر کی ہے اور قاضی عیاض نے نہری سے پہلے برس بعد نبوت کے نقل
کیا ہے اور خطیبی و نووی نے اس قول کی ترجیح بیان کی ہے کہ کافی المواہب میں کہتا ہوں کہ شفا میں قاضی نے طبر
برس بعد نبوت زہری سے نقل کیا ہے شاید صاحب مواہب نے کسی اور کتاب میں قاضی کا قول دیکھا ہو تو درست ہو
خواہ نقل میں غلطی ہوئی ہے اور ابن عہد البر نے ماہ جب قرار دیا ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت
میں شب بست و ہفتم جب معراج کی بقول مشہور لکھی ہے اور روضۃ الاحباب میں بقول اکثر علماء سال ۱۰۰۰ و دوم
ماہ ربیع الاول نقل کیا ہے اور ابن وحید قائل ہے کہ انشاء اللہ شب و دو شب ہوگی تاکہ موافق مولود و سبب و ہجرت و
وفات کی پڑے اور بعضے شب جمعہ اور بعضے شب شنبہ بھی کہتے ہیں اس مقام پر یہ بھی جانا چاہیے کہ جن لوگوں نے
روایت کی ہے نام ان کے یہ ہیں ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان ذی النورین علی رضی اللہ عنہما عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن
عبد المطلب عبد اللہ بن عمر بن الخطاب عبد اللہ بن زہیر عبد اللہ بن مسعود عبد اللہ بن ابی عبد اللہ بن عمار
ابو ہریرہ انصاری انس ابن مالک جابر ابن عبد اللہ انصاری بلال ابن سعید بلال حبشی مولائے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مالک ابن حصصہ حذیفہ ابن الیمان ابو سلمہ ابو ایوب انصاری ابو امامہ باہلی عمران ابن حصین اسامہ ابن زید
ابو ذر غفاری ابی ابن کعب ابو سعید خدری ابو درود و عبد الرحمن ابن عوف عائشہ صدیقہ ام المانی بنت ابی طالب
ام کلثوم بنت رسول اللہ تو لانا اساتذہ و عبد العزیز قدس سرہ العزیز نے لکھا ہے کہ جناب سرور انبیاء کو دو معراج
علم ازلی میں مقدر تھے ایک معراج علوی و دوسرے غلی معراج علوی میں تن نہا انشرف لیکن اور حضرت صدیق
اکبر کی آواز سے وہاں مانوس ہوئے اور معراج غلی میں جو غار نور ہے اپنے یار غامکی رفاقت میں رہے اور وہ غار
کہ سے اڑھائی کوس کا فاصلہ رکھتا ہے اور یہ معراج چار شنبہ کے دن اثنی عشرین تاریخ صفر کے مہینے میں حضرت کو حاصل
ہوئی اور اسی دن مہتاب ظاہر ہوا صبح غرہ ربیع الاول قرار پایا اختلاف و سرد خواب و بیداری کا ہے اور اجماع
است تو اس بات پر کہ اگر خواب میں بھی ہو تو بھی حق ہے کیونکہ روایہ انبیاء حکم و وحی کا رکھتے ہیں اور خواب کھانا
بیداری کے خصوصاً خواب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس بعضے بیداری میں بروح و جسم بیان کرتے ہیں اور بعض
خواب میں بروح اور بعضے تفرقہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسرا کہ سے بیت المقدس تک بیداری میں بروح و جسم

انہی میں سے

اختلاف ہے

اور وہاں سے سناوات تک خواب میں تین گنا ہون شاید قابل اسکا یہ جانتا ہو کہ اسرار و معراج مختلف راتوں میں ہوتا ہے اور دلیل ان لوگوں کی ایک یہ ہے کہ قرآن مجید میں وارد ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلان السجود الحرام الی السجود یعنی پاک و متبرک ہے سب نقصان و عیب سے وہ خدا جو لیکھا اپنے بندہ کو رات کے وقت مسجد نبوی تک سجدہ حرام سے پس خدا نے غایت میر سجدہ نبوی قرار دیا اگر جسم مبارک کو مسجد نبوی سے آگے سر ہوتی تو ہر آئینہ ذکر فرماتے اور تردید اس دلیل کی یہ ہے کہ تخصیص ذکر مسجد نبوی کا آیت کریمہ میں اس لیے ہے کہ قریش معراج کو نکھر کر نکھڑے تھے اور آیات و آیات بہت لکھا حضرت سے پوچھے اور امتحان کیا تھا کیونکہ بعض نے بیت المقدس دیکھا تھا اور بعض نے مسجد نبوی سے آگے نہ گئے تھے اور اسرار کی حالات سے اور مقامات انبیاء سے قریش کو خبر نہ تھی کہ ہفسا کرنے اور حضرت علی علیہ السلام کو بیان فرماتے لہذا انکو غایت قرار دیا اور کوئی دلیل اس بات پر نہیں کہ بیت المقدس میں جا کر غور نہ کیا ام فرمایا اور وہاں سو گئے اور جو لوگ خواب میں معراج کا ہوا کرتے ہیں وہ ایک دلیل یہ کہتے ہیں کہ حضرت عابد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں انحضرت جسد رسول اللہ یعنی نہیں گم کیا میں نے جسد پیغمبر خدا کو اور جواب یہ ہے کہ یہ قول قابل استدلال نہیں ہے کیونکہ وقوع قصہ معراج بروح و جسد بیداری میں ہر روایت صحیحہ قبل ہجرت تھا اور حضرت ام المومنین کو ہم بستی مدینہ منورہ غصیب ہوئی شاید یہ معراج روحی تھی جو مدینہ میں بحالت خواب ہوئی تھی قرآن اسکے حدیث عابد صلی اللہ علیہ وسلم کا غالب نہیں ہو سکتی انکی حدیث پر جنہوں نے اس معاملہ کو دیکھا اور بطریق شاہدہ کے بیان کیا کہ ان فی المراج اور شرح عقائد میں ہر دلہنی ناقصہ عن الروح بل کان مع روح یعنی جدا ہوا بدن آپکار روح سے بلکہ غنا سے روح کے اور دلیل دوسری یہ ہے کہ حضرت انس دایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے بیانا انما فی الکھیم و مضطرب فی الجمعی میں تھا عظیم میں اور لکھا میں بیٹا تھا مجھ میں اور تردید اسکی یہ ہے کہ حضرت انس نے شاہدہ معراج کا نہیں کیا اور حضرت سنا کیونکہ معراج قبل ہجرت ہوئی اور انس رضی اللہ عنہ خدمت حضرت میں بعد ہجرت کے آئے ہیں ان تو نون انشاءات برس کے تھے بستی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے آخر حدیث میں میں بیانا انما فی جمیع ہر مسئلہ ہر فاسدہ تھت لکھا سجدہ حرام یعنی پھر جاگا میں اور تمنا سجدہ حرام میں اس سے معراج کا خواب میں ہونا معلوم ہوتا ہے اگر یہ دلیل کئی طرح سے ناقص ہے اول یہ کہ قبل آنے فرشتے کے آنجناب خواب میں تھے پھر جاگے یعنی فرشتے نے جگا یا دوسرے یہ کہ ادا نام سے صورت و ہیئت نام ہے جیسا دوسری روایت میں ہے بن النائم و یلقطان بصرہ نہ تھا جو آخر قصہ میں آیا ہے بیداری وقت صبح کی مراد ہے نہ بیداری خواب سے یعنی بعد اتمام معراج و سیر کے حضرت نے آرام فرمایا پھر صبح کو اٹھے اور فرمایا تنقیظت اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ ہتیقظت سے مراد فاقہ و ہوشیاری ہے جب اس مسافت کو طے فرما کر آئے تو کوفت منزل کی محسوس ہوئی تھی باقی رات مکان میں ٹھہر کر سکون و قرار پاتھا تھی دلیل آیت کریمہ و اجعلنا الروایا النسی الریناک الافقہ للناس یعنی نہ کیا ہنسنے اس خواب کو جو دکھلایا کجا کو گرفتہ اور سب سے

آتش کا واسطے آدمیوں کے کہتے ہیں کہ روایا کلام عرب میں یعنی دیدن خواب شایع ہو اور یہ آیت معراج کے حال میں نازل ہوئی اور شیخ بدر الدین مذکشی نے تحریر می سے اور یہی ابن مالک سے نقل کی ہو کہ روایا یعنی دیدن چشم نہیں کیا جواب یہ ہو کہ یہ محبت نامہ اس لیے کہ روایا یعنی دیدن بصر ہی آیا ہو صریح قریب و قرآن ایک معنی استعمال میں اور کلام مستثنیٰ میں موجود ہے و روایا کی فی العمیون اعلیٰ من النہص اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اس میں روایا کی تفسیر برویت بصر فرماتے ہیں اور یہ ظاہر ہو کہ رویت بصر میں فتنہ و آتش ہو اور وہی موجب انکار و کفر و باعث از دیوانہ ہوا ہو اور یہ خواب میں کچھ مقام اکمل نہیں اور یہ کچھ فتنہ و آتش سب لوگ خواب کچھ بھی کرتے ہیں اور اگر تسلیم کیا جائے کہ روایا یعنی دیدن خواب ہی آیا ہو اور یعنی دیدن بصر نہیں آیا اور اگر ان سے بالیقین ثابت ہوا ہو کہ یہ آیت معراج نازل ہوئی ہو بلکہ اہل تحقیق اسکا نزول قصہ حدیبیہ میں بیان کرتے ہیں اور روایا سے وہ خواب مراد لیتے ہیں کچھ حضرت کو کچھ کہتے عمرہ ادا کیا اور طواف خانہ کعبہ کیا لائے اور اصحاب کے رو برو بیان کیا سب کچھ کی طرف توجہ کیا مگر اس سال میں عمرہ نصیب نہ ہوا آخر کار کافروں سے صلح کر کے آٹھ مدینہ کو آئے منافقون نے زبان درازیاں کیں مگر ثرہ خواب آئندہ میں ظہور پکڑا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت کی سورت ملی ہو اور قصہ مدنی ہو اس سب سے تردد ہو ترسور فرعون دیون ہوا ہو کہ خواب حضرت نے کتے میں دیکھا اور جب مدینہ میں تشریف لائے بیان کیا تو عرض کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے خواب میں دیکھا ایک گروہ بنی اسیمہ کا میرے منبر پر بیٹھا ہو اور بند روں کی طرح کو دنا ہو سب اس قوم کی حکومت ہوئی تو ایک فتنہ برپا ہوا اور جو حضرت نے دیکھا تھا ظاہر ہوا ایمان وہی فتنہ مراد ہو اور ابو العباس قرظی فرماتے ہیں کہ مراد روایا سے رویت عین ہو کہ حضرت جبریل نے جنگ بدر میں قریش کے سرداروں کو خاک و خون میں لوٹتے ہوئے دکھلایا تھا کہ حضرت نے مسلمانوں سے کہا اور قریش نے سنا تو مسخر ہو کر لگے کہ اس سبب سے بعض کے دل میں شبہ بڑھتا تھا اور جو روایا سے خواب مراد ہو تو یہ بات ہو کہ اس معاملے کو حضرت نے خواب میں بھی دیکھا تھا اور جنگ بدر میں چشم ظاہر مشاہد کیا ہر گاہ یہ حال معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیے کہ جس موقع وظیف اہل اسلام سپر بغین کلی رکھتے ہیں کہ نام سیر اور عروج ابتدا سے انتہا تک ہر روح و جسد بیداری میں ہوتی چنانچہ ابن عباس و جابر و انس و خذیفہ و عمر ابن خطاب و ابی ہریرہ و مالک بن معصود و ابن مسعود وغیرہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہوا اور تابعین سے صحاح و صحابہ ابن جبیر و قتادہ و سعید ابن مسیب و حسن و ابراہیم و سروق و مجاہد و عکرمہ و ابن جریج وغیرہ اسی کے قائل ہیں اور آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے دلیل پکڑتے ہیں آنا بظہان لہذا اسری بعبدہ میں کہتے ہیں کہ اسری اس سیر کو کہتے ہیں جو رات کے وقت عین بیداری میں ہو اور جو خواب میں نظر آئے اسکو روایا کہتے ہیں اور اگر اسرا بروح ہوتی تو بروح عبدہ فرماتے اور جب صرف عبدہ ارشاد کیا تو معلوم ہوا کہ بالروح و الجسد تھا کیونکہ عبدنا مل تمام جسم کو ہو آنا بظہان آیت ازلغ البصر واطلغ یعنی نہکی نہیں نگاہ اور حد سے

نہیں بڑی اور بلیغ صفت بصیرت کی ہر آنسو نفی فرماتے ہیں پس اگر بالجسم حضرت نہیں گئے تھے تو یہ کلام خلاف ہوتا اور انجیل انبیا صیحہ رکوت براق وصلوۃ بانیا وفتح ابواب مساوات وغیرہ امور دلائل صریح کرتے ہیں کہ یہ عیسوی بیداری میں ہوئی ہو اور مذہب اہل سنت جماعت کا یہی ہے اور مواہب لدنیہ میں قنوی سے نقل کی ہے کہ قصہ اسرار دوبار ہوا ہوا ایک مرتبہ خواب میں قنوی سے بیداری میں اور سہلی نے ابوبکر عربی سے نقل کی ہے کہ یہ مذہب صحیح ہے اور جو خواب میں ہوا گویا تو علیہ بیداری تھا جس طرح ابتدا سے نبوت میں روایہ صالحہ ہوتی تھی تاکہ آسانی عمل و وحی کی حامل ہو قاضی ابوبکر ابن عربی لکھتے ہیں کہ حضرت کو پہلے خواب میں عجائب غرائب آسمانی دکھلائے تاکہ استعداد و قوت قدرت الہی کے معائنہ کی ہم پہنچے پھر جب بیداری میں معراج ہو تو درشت ندول میں لائیں ولہذا بعضے قائل ہیں کہ اسرا و قنوی قبل ہی ہوا تھا چنانچہ شریک نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وذلک قبل ان یوحی اور سفر سعادت میں ہر معراج ایک بار بن سے بیداری میں ہوئی اور بعض دو بار لکھتے ہیں ایک بار پیش از وحی اور ایک مرتبہ بعد وحی اور بعضے تین بار اور بعضے چار مرتبہ اور بعضے زیادہ اس سے بیان کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کو چونتیس دفعہ معراج ہوئی ایک دفعہ خاص جسم مقدس سے بیداری میں باقی روح سے اور شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں کہ بدن و روح سے ایک بار معراج ہوئی اور جاگتے میں مع الروح و الجسم مساوات سے گذرے اور صرف روح سے اکثر ہوئی اسکے صحن کوئی دلیل قاطع نہیں ملتی اور حقیقت معارج روحی کی اولیا و اللہ کے کلام سے معلوم ہوتی ہے یعنی علامہ طہا ہرئس سے واقف ہیں تذہیل چونکہ بعضے معراج سے منکر تھے اور بعضے معراج نبوی کے قائل تھے اور بعضے بیت المقدس تک بیداری میں اور آگے نہ بڑھتے تھے اور معراج کے باب میں الباسیال غائب عیب کی بات تھی اور خداوند بیچون عیب و نقصان سے ہر اہل اور حضرت خاتم الانبیاء کی جناب میں ایسا قصہ ردل میں لانا از بس نازیبا لہذا لفظ سبحان کا شروع میں ارشاد کیا تاکہ دلائل کرامہ و پر معراج بیداری کے اور کسی کو شک اور شبہ نہ رہے کیونکہ خداوند قادر ہے کہ اپنے حبیب کو جسم مقدس میں بیداری میں لے گیا اور ان واحد میں تمام سر کر کر بھر لایا تو کیا عجب ہوا سیاحت ارض و قضاہ سما کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں اور مصوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ یہ شرف بدون طم ارض اور عروج فلک کے حضرت نبی کریم کو حاصل ہے قطعہ ہر کوشش و باور شدہ و اوہن تر از سپہر بننا و رشدا ملا گوید کہ رفت احمد بہ فلک ہمدرد گوید کہ فلک با حمد و رشدا اگر کوئی نہیں کرے کہ جب اسری رات کی یہ کہ کو بولتے ہیں تو بھریا لگنے کا کیا فائدہ ہے تو جواب یہ ہے کہ اگر لیلا فرماتے صرف اسری ہوئے کہتے تو گمان ہوتا کہ حضرت صلعم کو ہر رات میں معراج بدستور پہلی رات کی ہوتی تھی اس واسطے لیلا فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ معراج ایک رات ہوئی مگر عروج شہر از بار ہو اذانی شرف النبی اور جو رات میں معراج ہوئی اور دن میں نبوی اس میں یہ حکمت تھی کہ رات محبین کے واسطے خلوت کا وقت ہے اور اگر دن کو ہوتی تو ایمان عیانی ہو جاتا ایمان باغیب نہ رہتا اور حق تعالیٰ کو ایمان باغیب منظور ہے اور جو حضرت موسیٰ کو دن میں ہوئی سو اس لیے کہ وہ کلیم تھے اور حضرت

ہما سے حبیب بادشاہ اپنی رعایا سے دن میں کلام کرتے ہیں اور اپنے حبیب سے رات میں بصد کہتے ہیں تو اسے اسکے بستی
 علیہ السلام بارادہ سوال آئے تھے تاکہ مصحف والواح حاصل کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارادہ وصال تشریف لے گئے
 کہ قرب ارواح ملے جو کوئی بنیت سوال جانا ہو وہ دن میں جانا ہو تاکہ مسئلہ پا لے اور جو کوئی وصال کی نیت سے
 جانا ہو وہ رات کو جانا ہو تاکہ شاہدہ جال حاصل کرے اختلاف تیسرا سید و اسرین ہر ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ
 روایت کی ہے کہ حضرت معلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت پٹھاری گئی اور میں مکہ میں تھا اور وادی نے کہا کہ شب
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب ابطال میں تھے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ
 حضرت معلم نے فرمایا میں چٹھم میں تھا اور کبھی فرمایا مجھ میں کروٹ لیسے لیٹا تھا کہ دفعتاً آنے والا آیا اور صحیح بخاری میں بھی ہے
 کہ فرمایا میں بیت میں تھا اور قاضی نے شافعیں ام ہانی بنت ابطال سے روایت لکھی ہے کہ حضرت میرے گھر میں تھے پس
 ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح ان روایتوں میں جمع کیے ہیں کہ حضرت معلم ام ہانی کے گھر شب باش تھے اور وہ گھر شب ابطال
 واقع ہوا اور اسکی چھت پٹھاری گئی اور اضافت خانہ اپنی طرف بلجی ناکسوت فرمائی ہو اور وہیں سے فرشتہ مسجد میں آیا
 اور حضرت معلم کروٹ لیکر لیٹے اور کچھ ان خواب بھی تھا پھر مسجد سے وہی فرشتہ باہر لایا بت براق برسوا رہے فائدہ
 حجر و حطیم اس مکان کا نام ہے جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنانے کے وقت کعبہ میں داخل کیا تھا اور جب
 قریش نے عہد نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گزر مکان کو کعبہ سے اتر کی طرف علیحدہ کر دیا کہ ناودان کعبہ کسی طرف
 اختلاف چوتھا شق صدر میں ہے قاضی عیاض نے نقل کی ہے کہ شق صدر کا معاملہ قصہ معراج میں زیادات شریک
 نام راوی سے ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ شق صدر شریف کئی مرتبہ ہوا اور معراج میں بردات متعدد ہیں اور ہر
 جاسے انکamen ہے جیسا کہ بخاری نے قتادہ اور انس اور مالک ابن عدہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور قاضی خود
 کتاب شافعیں بیان کیا ہے کہ یونس ابن شہاب نے انس سے قضیہ شق صدر معراج میں نقل کیا ہے پس معلوم ہوا کہ زیادات
 شریک سے نہیں ہے اور صحیح عندہ فقہین یہ ہے کہ شق صدر چار مرتبہ ہوا ہوا اول حالت اظہار میں جبکہ دائی حلیمہ کے
 پاس تھے اور یہ اس واسطے ہوا کہ دل میں ہوس ہووے کعب کی زینت دیکھنے بار دین برس کی عمر میں قریب بلج چاک
 کیا گیا تاکہ جو انی کی خواہش زور نہ پکڑے تیسرے بار قرین مانہ نبوت کے چاک کیا گیا تاکہ مغلے کامل در قوت حاصل ہو
 وحی کے قبول کی توحی مرتبہ معراج میں شق صدر ہوا تاکہ لیاقت دربار الہی کی رتبہ اعلیٰ بر محال ہو اور بعض اہل جہا
 و تحقیق فرماتے ہیں کہ نازوسن کے واسطے معراج ہے جب موس راوہ ناز کرنا ہو تو اول وضو کرتا ہو پھر ناز پڑھتا ہو سو ہا ہے
 حضرت معلم نے کہ سالار قافلہ انبیاء علیہم السلام تھے جب راوہ ناز معراج فرمایا اور قصہ راز و نیاز کرنے کا وہ گاہ کبریا میں کیا
 تو اسکے لیے وضو لازم تھا اور اس وضو کے لائق شق صدر تھا سو ہوا کیونکہ رویت الہی میں تین چیزیں شرط ہیں اول
 لطافت و پاکیزگی اعلیٰ مرتبہ کی جو اربعہ عناصر سے خارج ہووے و ثرے زبان قیصرے مکان کہ یہ تینوں باتیں حضرت معلم کو

مناظرہ

عبارت شامیہ
 علامہ شامی نے فرمایا ہے کہ
 علامہ شامی نے فرمایا ہے کہ
 علامہ شامی نے فرمایا ہے کہ

احکام

جہاں میں تب شش صد سے وضو کر کے رویت الہی سے مشرف ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تین دن باتین حال تھیں
 اس سے پہلے رویت الہی نصیب نہ ہوئی اور اتفاق اس وضو کا یہ تھا کہ عطا فیہ الم شرح میں کہتے ہیں الم شرح کہ صبر کہ
 یعنی کیا نہ کہو لاسید تیرا ترے واسطے یعنی شرح صدرہ للرویت و شرح صدرہ موسیٰ علیہ السلام لکھام اختلاف پانچواں
 براق بن ہرقل شہقان میں دوسرا اسمین کہ انبیاء سابقین بھی براق پر سوار ہوئے تھے یا نہیں پس بعض براق کو
 مشتق بریق سے کہتے ہیں یعنی دھندلگی بلحاظ چمک رنگ کے اور بعض بوق سے بلحاظ سرعت سیر اور بعض بقرات سے کہ اہل
 کبریٰ کو بولتے ہیں چنانچہ قاضی نے شفا میں لکھا ہے کہ رنگ براق اہل بیت تھا اور بعضی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
 روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے سلم نے فرمایا کہ میں نے باندھا اپنے چار پائے کو حلقہ در سے جہاں اور انبیاءؑ نے باندھے
 اس سے ظاہر ہے کہ اور انبیاء بھی براق پر سوار ہوئے ہیں اور مغازی ابن اسحق میں ہے کہ براق نے سرکشی کی سواری کے
 وقت کہیو نہ کہ مدت سے اس پر سواری نہ ہوئی تھی اور بعض روایت میں ہے کہ اسی براق پر حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام
 سوار ہو کر حضرت اسماعیلؑ کو دیکھنے جاتے تھے لیکن مع زین اور نگام خصا یعلیٰ حضرت میں ہے اور ابن وحیہ نے انکار کیا ہے اور
 کہا ہے کہ اور کوئی نبی نہیں ہوا اور احادیث کو تاویل کرتا ہے کہ اور انبیاءؑ کے واسطے بھی اسی قسم کا براق آیا تھا یہ
 اور اسکا کوئی قایل نہیں ہے کہ وہ حضرت علیؑ کے اور کوئی نبی براق پر نہ ہوا نہیں ہوا یہ جو براق مختلف شکل قد و قامت میں
 سواری کے واسطے آیا اور گھوڑا لگا کر گناہ راہ و متی نہ آیا اسمین یہ حکمت تھی گھوڑا موضوع ہے کہ مقام طرب و خوف میں اس پر سوار
 ہوں اور یہ مقام سلامتی و امن تھا اور بہت ہی قامت و اختلاف لون میں یہ فائدہ ہے کہ ایسا جانور اس قدر سافت کے لئے
 نہیں ہوتا اس لئے ان واحد میں یہ سفور و راز کیا کذا فی مدارج النبوة اختلاف چھٹا اس بات میں ہے کہ حضرت جبریل
 علیہ السلام ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ ہاتھ یا وہ بھی براق پر سوار تھے اور اگر سوار تھے تو پیچھے تھے یا آگے آہن سعد نے
 شرف مصطفیٰ میں لکھا ہے کہ جبریلؑ نے رکاب قاضی اور میکائیلؑ نے گام پکڑی اس سے علم ہوتا ہے کہ پیادہ ہاتھ چلنا
 کہ سوار کر کے خود بھی سوار ہوئے ہوں اور سند امام احمد میں خذیفہ سے موقوفہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
 حضرت جبریلؑ علیہ السلام دونوں براق پر سوار تھے یہاں تک کہ بیت المقدس میں آئے اور صحیح ابن جہان میں ابن جبر
 روایت ہے کہ ان جبریل علیہ السلام علی البراق روایا اور یہ دونوں قول معتدل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدین
 جبریل تھے یا العکس پس سند عمارت میں یہ تصحیح آیا ہے کہ جبریلؑ آگے تھے اور حافظ ابن حجر نے اسی پر اکتفا کیا ہے کہ
 فی المواہب اختلاف ساتواں براق کے باندھنے اور نہ باندھنے میں ہے خذیفہ نے باندھنے کے انکار کی اور کہتے ہیں
 کہ حاجت نہ تھی کیونکہ تمام عالم غیب تھا اور اسوقت مسخر تھا کذا رواہ احمد والترمذی اور بھی خذیفہ نے غایت حد تک
 انکار کی ہے اور بعضی اور ابن کثیر نے کہا ہے کہ قول ربط براق اور اسے صلوة قول بالاثبات ہے اور اثبات نفی سے
 اولیٰ ہے اور بھی باندھنا براق کا حلقہ مجھ سے از روے احادیث صحیحہ ثابت ہے چنانچہ اول قصہ میں میان ہوجکا ہے اور

اختلاف چھٹا

اختلاف چھٹا

اختلاف ساتواں

نابش نے انش سے اور بزار نے بڑی سے روایت کی ہے کہ حضرت محمد بن انس نے اور اپنی انگلی رکھی اور بھالہ اسکو اور بزار کو
 باندھ دیا اور یحییٰ بن ابی سعید خدری سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں آیا بیت المقدس میں اور میں نے
 باندھا براق اپنا اس حلقے میں جہاں اور انبیاءوں نے باندھے تھے پھر میں اور جبریل بیت المقدس کے آگیا اور دونوں نے
 دو کوست نماز ادا کی اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں تشریف
 لائے تو پہنچے ایک مکان میں جسکو باب محمد کہتے ہیں سو وہاں ایک پتھر تھا جبریل نے اپنی انگلی سے سوراخ کیا اور براق کو وہاں
 باندھا اختلاف انھوں نے ادا صلوٰۃ میں ہے کہ آنحضرت نے اور انبیاءوں کے ساتھ آسمان پر نماز پڑھی ہے یا بیت المقدس
 اور جاتے وقت پڑھی جاتے وقت اور وہ نماز فرض یعنی بقیل اور اگر فرض تھی تو نماز عشا یا نماز صبح اور جو فضل یعنی تو کر
 رکعتیں یعنی قاضی عیاض نے سفیان بن عیینہ سے روایت بزار کی علی ابن ابیہ لب فی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ اس سے ادا صلوٰۃ
 آسمان پر معلوم ہوتی ہے اور جو یحییٰ نے ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے اس سے نماز پڑھنا حضرت کا اور حضرت
 جبریل کا دو رکعت بلاجماعت پایا جاتا ہے یا جبریل بطریق تخیل مسجد ہوا اور ابن سوئوس سے روایت ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ میں تین
 داخل ہوا تو انبیاء علیہم السلام ملے پھر وہاں نے اذان کہی تو سب نماز پڑھ گئے ہوئے اور منظر ہوا کہ کون امام ہو حضرت
 جبریل نے سیراۃ پکڑ کر امام کیا اور امام احمد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت مسلم مسجد قحفی میں کھڑے ہوئے تاکہ
 نماز پڑھیں سب انبیاءوں نے اقامت کی بقیاض حرمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اجمال ہے کہ آنحضرت نے انبیاءوں کے ساتھ
 بیت المقدس میں نماز پڑھی ہو پھر بعضے انبیاء آسمان پر عروج فرما گئے تو وہاں بھی ملاقات ہوئی اور جمال ہے کہ بعد یہ ہبوط
 آسمان سے نماز پڑھی ہو اور انبیاء علیہم السلام اول آسمان پر ملے ہوں پھر حضرت کے ساتھ بیت المقدس میں آئے اور
 نماز پڑھی اول جمال ظاہر ہے اور ابن کثیر قایل ہے کہ قبل عروج اور بعد عروج بھی نماز پڑھی تھی اور صاحب مواہب
 فرماتے ہیں کہ جو شخص اسے نماز کا قبل عروج قایل ہے اس کے قول پر عشا تھی اور جو شخص بعد عروج کے قائل ہے اس کے قول پر
 نماز صبح قریب ہے اور ہمارے ساتھ مذکور امام کی اس مقام میں تحقیق ہے کہ ظاہر تر اور قریب تر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں پہنچے تو حضرت جبریل نے اور اپنے بطریق تخیل مسجد دو رکعت نماز ادا کی اور دیگر
 انبیاء کہ آپسے پہلے پہنچے تھے وہ رکوع اور جو صلوٰۃ تخیل مسجد میں تھے پھر نماز تہجد آنحضرت پر فرض تھی اذان سے اور اذان کی
 تو اور انبیاءوں نے اذان کی اور جب عروج آسمان فرمایا تو اور انبیاء بھی عروج فرما گئے وہاں بھی واسطے اظہار شرف و کرامت
 آنحضرت کے ملا علی بن حضرت مسلم کعبہ جبریل نے امام کیا پھر جب راجعت فرما کر بیت المقدس میں آئے تو بعضے صلوٰۃ اللیل
 یا نافلہ دیکر رجب شکرانہ اور فرائین آدکتاب و راق کہتا ہے کہ جو شخص قائل ہے کہ نماز عشا یا صبح یعنی سوراخ کن حدیث مسلمانی
 بنت بیطال کی روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ملے اللہ علیہم السلام اسیرے گھر تھے اور نماز عشا پڑھ کر
 سوئے تھے اور قریب صبح جبکہ بگایا اور جب صبح کی اذان ملے اور میں بھی پڑھ چکی تو اپنے فرمایا اے ام ہانی صبح نماز عشا کی

یہاں پڑھی پھر بیت المقدس میں گیا اور وہاں نماز پڑھی پھر نماز صبح تھا اسے ساتھ دو ایک اختلاف نوان اس بات میں ہو کہ یکا
 شیر و شرک بعد نماز لائے گئے تھے بعد وصول سدرۃ المنتہ اور کتنے پائے تھے پس حدیث الشی اور امام احمد سے واضح ہو کہ مسجد
 اقصیٰ میں بعد نماز قبل عروج دو پائے آئے تھے ایک دو دو کا دوسرا شراب کا اور روایت شدہ ابن اوس بھی اسی طرح ہے اور حدیث
 بخاری سے جو فتاویٰ نے الشی سے اور الشی نے مالک صبیحہ سے روایت کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ بعد پہنچنے سدرۃ المنتہ کے تین یکا
 آئے ایک میں شراب دوسرے میں دو دو تیسرے میں شہد اور روایت ہزار میں پانی اور دو دو شراب ہے سو جمال الدین محدث
 یون جمع میں روایات فرمائی ہو کہ یہ معاملہ و بار واقع ہوا ایک مرتبہ مسجد میں اور دوسری بار سدرہ میں اور شیطانی نے فرمایا کہ
 کہ حافظہ عا و الدین ابن کثیر نے بھی اسی طرح تصریح فرمائی ہے اور جو اختلاف عدد ظروف میں واقع ہے محمول پر اختصار راوی کہ
 محال ہے کہ مجموعہ ظروف چار تختہ یک میں پانی دو شراب میں دو دو تیسرے میں شہد چوتھے میں شراب کہ یہ بات موافق پڑتی ہو کہ
 تہوں کے جو سدرۃ المنتہ کی جڑ سے جاری ہیں اختلاف و سوان زبان میں ہے اکثر روایات دلالت کرتی ہیں کہ انھیں
 نزدبان پر ہو کر عروج فرمایا اور اکثر احادیث صحیحہ سے واضح ہو کہ ہر ان پر عروج فرمایا اور ایک روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام
 پہنچا کر آسمان پر لینگے اور ایک روایت ہے کہ اپنے پر دن پر بٹھلا کر لینگے پس طریق جمع یوں ہے کہ بعد فراغ نماز و حمد آئی بیت المقدس
 حضرت جبریل نے حضرت مسام کا ہاتھ پکڑا اور باہر لائے اور ہر ان پر سوار کر لیا اور ہر ان پر لچھا اور جب دروازہ آسمان
 پہنچا تو جبریل نے اپنے پر دن پر بٹھلایا اختلاف کیا رحوال سدرۃ المنتہ میں کہ آسمان ششم میں ہو یا ہفتم میں یا ثمانیہ و ثانی
 حضرت الشی سے روایت کرتے ہیں کہ سدرہ آسمان ہفتم میں ہو اور ابن سعود سے مسلم نے حدیث روایت کی ہے کہ سدرہ آسمان ششم
 حافظ ابن حجر نے جمع فرمائی ہے کہ جڑ سدرہ کی آسمان ششم میں ہو اور شامین ہفتم پر بلند ششم و ہفتم دو نو مذکور ہوئے اختلاف
 بارحوال تعداد انہار میں ہے حدیث الشی سے جا معلوم ہوتی ہیں دو پوشیدہ کہ بہشت میں جاری عقین اور دو ظاہر کہ نیل
 و فرات ہیں اور صحیحین میں ہے کہ سدرۃ المنتہ کی جڑ سے جاری عقین اور ایک روایت مسلم کی ہے کہ جابر بن بہشت سے ہیں یوں فرات
 و صبحان و جحان اور روایت شرک واضح ہے کہ آسمان دنیا پر دو نہر نظر پڑیں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہر پایا نیل
 فرات ہیں اور سدرہ انکی جڑ ہے اور قاضی عیاض شفا میں ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ اس روایت سے
 جابر قسم کی نہر میں معلوم ہوتی ہیں اور ہر قسم سے متعدد نہر ہیں مثلاً انہار آب و انہار شیر و انہار شہد و انہار عروہ و جمع
 میں روایات یوں ہوتا ہے کہ سدرہ کی جڑ بہشت میں ہے پھر نہر میں جب سدرہ سے نکلیں تو بہشت سے ہوئیں اور جو آسمان
 دنیا پر نظر آئیں وہ دلیل کمال انتشار پر ہو اور انی را بعد دو بعد تجاوز سے ہو اور اختلاف تیر حوالہ روایت آئی ہیں کہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں خدا تعالیٰ کو بچشم سر و کھیا یا نہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ
 جس نے کہا محمد نے کھیا خدا کو اسے جھوٹ کہا اور دلیل لاتی ہیں آیۃ لا تملک الابصار و ہر یک الابصار یعنی نہیں دیکھ سکتی سکو
 انگشتیں اور وہ دیکھا ہے کہ انھوں کو اکثر معامی اس دلیل کے مخالف ہیں اور حقیق میں صحابی مختلف ہوں وہ قول قابل

اختلاف نوان

اختلاف سوان

اختلاف آسمان

اختلاف بارحوال

اختلاف روایت

گویند تو وہ بکر قرآن کھائے اور حکام شرح بیان حضرت علم نے مصعب بن عمیر عیسیٰ کو وقت حضرت اگے ہزار فرمایا انھیں لوگوں سے
مصعب بن عمیر عیسیٰ رکھتا اور انھیں نے ناز و محال مدینہ میں اولیٰ ہوا اور انھیں نے دعوت اسلام مدینہ میں جاری کی جو در کلمہ سلام
انھیں کہہ دیتے بنات حق مدینہ میں شایع ہوا کہ اشرف و اکابر قوم اسلام لائے اور سب سے بہت توڑ ڈالے بلکہ ہر ایک گھر میں کوئی
شو کوئی بدو یا حوریت مسلمان ہو گئی ایک دن مدینہ میں مصعب بن عمیر عیسیٰ عبد اللہ کامل کے باغ کے دروازے پر قرآن پڑھتے تھے کہ عبد ابن
سعد کو جو خالائی بھائی سعد بن زرارہ کا تھا خبر ہوئی وہ نبی و کیا عرفیت میں بھرا آیا اور کہنے لگا کہ بیٹا چلیجاؤ نہیں تو سنو کہ کوئی
مصعب بن عمیر پڑھ گئے وہ سعد بن زرارہ کے ساتھ اسی جگہ وہ غطفانے لے گیا کسی نے یہ خبر عبد ابن سعد کو پہنچائی سو وہ
ابن کثیر بن زرارہ کے ساتھ تب سعد بن زرارہ نے کہا اے بھائی بیان بیٹہ کہ تیرا شیخ شخص کیا باتیں کرتا ہے اگر اس کا کلام ناقص ہے تو تم
اس سے بہتر کلام کرو اور راہ راست بتلاؤ اور جو اسکے کلام میں ہدایت ہو تو برا نہ کرو اور جو اس کا غیبت جانو تب سعد ابن حاد نے
مصعب بن عمیر سے کہا کہ کیا فرماتے ہو مصعب نے کلام الہی پڑھ کر سنا یا بسم اللہ الرحمن الرحیم رحمہم و کتاب اللہ انما جئناکم بالحق انما ننبئکم
نعمکم و نقرظکم و انما فی الزم الکتاب کہ دنیا الہی تم کو ہم نے خبر سعد ابن حاد سے کہیں پڑا اور حال اس کا سنو یہو گیا اگرچہ اس نے فی اللہ
کہا نہ شہادت نہیں کہ لیکن دل اسی وقت ایمان سے بھر گیا کہ اس نے اپنی قوم میں ان کو نبی عبد اللہ کامل کو بلایا اور خود مسلمان ہو کر ان کو
دین اسلام پر دعوت فرمائی اور کہا اے غیر دیکھو کہ جس کو اس میں شک ہو بسم اللہ پڑھو اس سے کہہ دینے والے یہ وہ امر ہے کہ جان کی
فدا ہوا جو نبی عبد اللہ کامل تم کو گراں میں میرا مرتبہ کتنا ہے کہنے لگے انت سیدنا و افضلنا فرمایا تھے کلام کرنا امر ہے جو جتنا کلام
چنانچہ سب بیان لائے اور ہجرت الحمافل میں لکھا ہے کہ جب مصعب بن عمیر اور سعد ابن زرارہ نے بنی نضیر کے باغ میں قرآن پڑھا تو
تو سعد ابن حاد و نضیر کہتے ہی ناراض ہوئے اور اسید ابن حضیر کو بھیجا وہ ایمان لائے اور بے آگے سعد ابن حاد بھی مسلمان ہو کر
اور ان دونوں کے ذریعہ سے نبی عبد اللہ کامل ایمان لائے جب تیرہ ہوا اس نبوت کا ہوا اور اعزاز اسلام سے ارادہ قدر علیہ الہی
منجور ہوا تو مصعب بن عمیر سے ایک خط لکھ کر دیا بنو نضیر و بدار سید بار راہ و انھیں میں داخل ہو کر کلمہ طاعت و مسرت آنحضرت سے سعادت و کرم
انہیں سے کچھ لوگوں نے التماس کیا کہ ہم اوسط ایام تشریق میں رات کے وقت عقیقہ میں حاضر ہو گئے جب عبد کی رات آئی تو
تم تشریف آوی اپنے ہمراہی مشرکوں سے علاحدہ ہو کر بطریق خفیہ دھیمی رات کو اگر ایک شعبہ پہاڑ میں بیٹھے اور جاناں کمال حضرت کھینچنا
معبود بن ربیع کے مشافق ہوئے آنحضرت کو خبر پہنچی آپ مع عباس ابن عبد المطلب ہنوز ایمان نہ لائے تھے اس مقام پر تشریف فرما ہو کر
حضرت عباسؓ ان لوگوں سے منوجہ ہو کر کہنا کہ محمدؐ کا مرتبہ ہمارے یہاں بڑا ہے اور ہر چند چاہتے تھے کہ گروہ کو جوہر کر تے ملا
جانتے ہیں اگر تم میرے مضبوط کرو اور وفات عہد پر قائم ہو تو صمان بیان کرو انھوں نے کہا یا رسول اللہ عباس نے کہا سو بیٹے
حسن یا یاق فرماؤں کیا ہے عہد و پیمان لیتے ہیں بسم اللہ ہم حاضر بن گئے آنحضرت علیہ السلام نے کئی باتیں قرآن مجید کی
پڑھیں اور فرمایا عہد خدا ہے کہ اس کو واحد لا شریک سمجھ کر عبادت کرو اور میرا عہد ہے کہ جو جو میں کہوں اس کو سکھول و جان سے
منہ دو تبانی رسالت میں اعانت کرو اور جو کوئی منع کرے اس سے لڑو کہایا رسول اللہ ہمارا کام قتال و معرکہ ہوا اگر چہ ہے

تفہیم القرآن احوال الانبیاء و ائمہ

تفہیم القرآن احوال الانبیاء و ائمہ

سات طرف کیے اور دو گھنٹے نماز پڑھی یہ مقام ابراہیم اور آواز بلند کرنا انکی اوقات صلاح جہتوں کے ٹکڑوں کو خیر بجا نہیں اور قرآن
 وہاں محنت سے پھر سہیل میں منجانب استجارت جہت و تہن منجانب حق بن متوجہ ہوئے اول ایک تلام لسانہ لاکو قرین قاسم سے
 شہر کا اول، بر ملا و بحر سے دور و قریب تہن ارفشام سے تہن شرب زمین حجاز میں بعد ازان مقام ثالث تہن مہو لیکر تعین وضع کیا
 خراج میں نامل باطاهر ہر نزل اور بہام کے بعد تخصیص تعین ہوئی سو یہ بات ہر کہ دستورات سے ہر کہ مہمان عزیز کو مسکانت تہن
 کو کلمات تہن تاکہ انہیں جہت میں ان کو پسند کرے ورنہ اسی طرح حضرت کو مقامات مختلفہ مکمل کئے کہ حضرت نے مدینہ منورہ پہنچا اور
 عزم باہم فرمایا اور سبب جہت کرے صحابہ کے سرکین قریش کو بھی یہ خیال ہوا کہ اب حضرت بھی قریبے جاز میں تہن تہن لجا بیٹھے
 سو ایک دن سرداران قریش شل جو بل وغیرہ دار اندر وہ میں کہ متصل کعبہ ایک مکان تھا اور شہرت کے واسطے قریش ان مجمع ہوا کرتے تھے
 بنا بر شہرت جمع ہوئے اور روزہ بند کر لیا ابیس بن بصورت پیر مرد موجود ہوا کفار تہن جمع ہوئے اور خلل نماز مشورہ سمجھے آئے کہ ہاں
 میں خد کا رہنے والا مرد تہن کار ہوں اس میں صلاح نیک و نکاح کچھ پہل ملے بت نے تمہارے دل کے اسرار پر مطلع کر دیا ہر تہن
 کفلا کو خدمت سمجھ بعد ازان کا فزون نے کہا تہن نے سخت تک کیا ہر کو دفع کیا جاتے تہن ایک شخص نے کشا پیر ہنام میں عرض کیا کہ
 ایک ٹھری بن قید کو شیخ نجدی نے کہا کہ میرے پاس سند یہ ہر محمد کے قادیان و اربعہ ہونگے اور قتال کی صورت قائم ہوگی ہر
 شخص شاید ابو انہری تھا بولایا ہاں سے نکال اور شیخ نجدی نے کہا یہ بھی مائے ناذر ہر کو محمد محمد بحر البیان میں جہاں جائینگے گو
 پنا سحر کرینگے اور بقوت جاعت تم پر چڑھا دینگے بعد ازان ابو جہل نے کہا کہ قبیلے سے ایک کبش شخص انتخاب کیا جائے رات کو ان کو قتل کر
 قتل کریں کہ نبی انہم کو سبب قبائل قریش سے طاقت مقادرت نہیں ہوگی بالضرورت پر راضی ہوئے تو دیت سے مختلف دینگے اور
 یہ بات ہنکی اور مجلس ختم ہوئی تہن شیطان کا شیخ نجدی اسی قصد سے ہوا ہر چنانچہ پنج قبیلے کے پنج سردار جو ان اس گت ہر نفر
 اور حضرت جبریل علیہ السلام نے اس معاملے کی خبر حضرت کو پہونچائی کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں واذکر لک الذین کفروا لیتنبوا
 او قتلوا اور جو ک دیکھوں و دیکر اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی جب فریب بنانے لگے کہ کافر کجگو بجائو یعنی قید کریں یا مار ڈالیں
 یا کالذین اھدو واکرتے ہیں اور اللہ بھی راؤ کرنا ہر اور اللہ بہتر راؤ کرنے والا ہر اور یہ بھی حضرت جبریل نے کہہ دیا کہ آپ یہ
 ہجرت فرمائیں صحیح بخاری اور مسلم میں ہر کہ جب سب اصحاب ہجرت گئے تو صدیق اکبر نے بھی حضرت سے اجازت چاہی فرمایا
 جاہلی نہ کرو و مٹھ جاؤ اور واسطے کریں امید رکھنا ہوں کہ کجگو بھی ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہر حضرت صدیق ہر ای کے لیے
 منظر ہوا ورواؤٹ چار مہینے پیشتر سے کھلا پلا کے تیار کر کے تھے اور روز اجازت دو یہ کو یہ حال حضرت مسلم نے صدیق اکبر سے
 انصورتی التماس کیا کہ ای حضرت میں ساتھ چلوں فرمایا ہاں اور ایک لٹ حضرت نے کہ نام اس کا قصروی و قبوی عبد تھا چاہتا ہوں
 صدیق اکبر سے مول لیا تاکہ اس صحابہ میں اتھانت باغیر نہوا نہا ہی مال صرف ہوا و بعد از رقیطہ ولی کو نو کر کھا تاکہ تہن
 دن بعد و نون اوٹ چل فورین حاضر کرے یہ شخص اگر چہ موافق تحقیق نام ندوی مسلمان نہ تھا مگر تہن تھا ہر امارت کے فوت
 کتاب ہر ہشت مہینہ بعد اللہ و صحیح تہن تہن مہینہ سال چار دہم فوت تھا ہر چل ابن ہشام حکم ابن ابی العاص عقبتہ

وہاں محنت سے پھر سہیل میں منجانب استجارت جہت و تہن منجانب حق بن متوجہ ہوئے

ابیس بن بصورت پیر مرد موجود ہوا کفار تہن جمع ہوئے اور خلل نماز مشورہ سمجھے آئے کہ ہاں

کفلا کو خدمت سمجھ بعد ازان کا فزون نے کہا تہن نے سخت تک کیا ہر کو دفع کیا جاتے تہن ایک شخص نے کشا پیر ہنام میں عرض کیا کہ

ایک ٹھری بن قید کو شیخ نجدی نے کہا کہ میرے پاس سند یہ ہر محمد کے قادیان و اربعہ ہونگے اور قتال کی صورت قائم ہوگی ہر

شخص شاید ابو انہری تھا بولایا ہاں سے نکال اور شیخ نجدی نے کہا یہ بھی مائے ناذر ہر کو محمد محمد بحر البیان میں جہاں جائینگے گو

پنا سحر کرینگے اور بقوت جاعت تم پر چڑھا دینگے بعد ازان ابو جہل نے کہا کہ قبیلے سے ایک کبش شخص انتخاب کیا جائے رات کو ان کو قتل کر

قتل کریں کہ نبی انہم کو سبب قبائل قریش سے طاقت مقادرت نہیں ہوگی بالضرورت پر راضی ہوئے تو دیت سے مختلف دینگے اور یہ بات ہنکی اور مجلس ختم ہوئی تہن شیطان کا شیخ نجدی اسی قصد سے ہوا ہر چنانچہ پنج قبیلے کے پنج سردار جو ان اس گت ہر نفر

انھیں کی ولادت انصاری اللہ علیہ السلام کو پیش ازین کے جسے میں کہ جب تیج بادشاہ یمن بنا برتھو مالک شہ میر کر مر دو گئی ہو تو مدینہ منورہ میں ہوا کر کھلا اور
اپنے بیٹے کو خلیفہ بنا مدینہ میں مقور کر کے جانب مشرق و عراق گیا اہل یمن نے شرارت سے خلیفہ سلطان کو قتل کیا یہ خلیفہ طاعتی و بابر مقام مدینہ میں آیا
او کرم عالم اہل یمن کا جاری کیا دفعۃً اسی وقت شہب صمد واری را گیا تو اسے قسم کھائی کہ جب تک اس شہر کو غارت نہ کر دے گا کہ اسے نہ ہر مہنگا علما و بیو کو کما
کہ یہ مہو را ہجرت بغیر از ان محفوظ با حفظ خالق و وہاں ہر تیر احکم اس پر جاری ہو گا کا چارچ اپنا را دہ سے ابراہ اور جابر بن جہا گیا اسو
جانب عالم توحید و تہذیب و ایمان بادشاہ باسید موصول سعادت ملازمت مقرر عالم مسلم مدینہ میں رہنے کو اذیت نے خیر عک واسطے گھوڑا یہ اور یوٹان
بنا بر تصرف بلکہ یمن ہر کین اور زرقہ بھی عنایت کیا اور ایک لکھ کر شاہوئی سے یہودی کو سپرد کر کے قیمت فرمائی لگا کر بغیر از ان اسے لقا ہوا
تو یہ خط انکو دیا اور جب کھو ملاقات انھیں متواپنی اولاد کے سپرد کر دیا کہ وہ گزرائے گا اور ایک دولت خانہ تعمیر کر کے ایک نام کے قلعہ میں اسے اور دیا
کہ بغیر از ان وقت نزول نہ ہو سکے یہ اسی گھر میں تشریف لے گئے جہاں چاہا ابول نصرای اسی ملک کی اولاد میں اور انھیں بادشاہ کا غرضہ حضرت
مسلم کو مہو راقا اور اسے مدینہ میں تیج بادشاہ یمن شہادت اسلام اپنی لکھی تھی اور یہ شعار بھی تھے سے شہادت علی ہمدانہ رسول میں لہذا انھیں
فلو عمری الی عمرہ گنت وزیر اور ابن عمر یعنی میں گواہی دیتا ہوں احمد پر کہ وہ رسول خدا ہے اس کا خدا کا پیدار کرنے والا اور میں کا ہر گز کھنچی
سیری غر اسکی عمر کو ہوا میں زیر و ابن عمر اور ساج الغبہ یمن پر کہ یہ نامہ ابول نصرای مذکور علی پہلی وقت جلوہ فرما ہونے جناب سالک تاب
صلعم کے قبیلہ بنی سلمہ میں شہید کیا تھا و عبارت نامہ یعنی الی مطلبین عبداللہ خاتم النبیین و رسول ابی العالین بن تیج ابن حبر بن دروع الابد
خانی است کہ کہنا کہ انہی نزل اللہ علیک اسمی و یک و نیک و نیک است برک بکل شی و کل جابر بن ربک من شریح الالبانی اسکا
ہوا تہذیب لکھان او نیک و ہوا و ان ملاو یک شیع یوم القیامت و انسی خان ہا تک لاولین و ابیتک قبل حکیم قبل رسال اللہ تعالی یا ابک
و اما علی ہذا کہ ایک بڑے خلیل علیہ السلام اور اس نامہ پر اپنی مہر کی اور میں نے یہ کندہ تھا اللہ لا من قبل من بعد یوم نہ یفرج المؤمنین انھیں
مسیحی میں ہوا وہ وہاں کی شرح میں ہر جہاں ملے ہوئے ہیں کیا تو حضرت نے تین مرتبہ فرمایا ہذا بالاخ الصالح اور یہ نامہ لکھا ہوا کہ انہر جابر
بر قبل نبوت کا محتاج نہ دج الدرس میں معلوم ہوا ہر اس مقام سے قطع ہر انصار اولاد ان عالموں میں تفریق سے تروت و فتح کہ جسے جمع جبرئی نام کیا
بعد میں کی کہ ہر کوئی شہادت کو بربک کثرت توابع کے تیج کما ابو جیساف تفریق بن عباس بن ہر بعضے تیج کوئی کہتے ہیں اور بعضے و صالح جیساف
تفریق علان میں ہر کثرت کہ یہ اہم خیر اہم قوم تیج من سورۃ الدخان لکھا ہر نبی و جیل صالح اور عیساوی اور مذکور ہر کہ حضرت صلعم نے فرمایا میں
میں جاتا کہ بنی تھا بغیر بنی الجملہ اسکے اسلام میں شک نہیں اور موصح القرآن میں کہ تیج بادشاہ یمن تھا اسکی قوم تہذیب تھی اسکا توحید
یقین آ اپنی قوم کے سامنے آنا کہ کچھ دین کو نہ ہر آگ جلوائی و دو عالم توحید بنل میں ایک گیسے جیل و تہذیب تہذیب بنل میں ایک گیسے جیل
اسکا اسکی قوم دشمن ہوئی قائمہ اول مدینہ منورہ کا تیر ل و انرف اناب کچھ اہل طاعت اخفرت نے مدینہ رکھا ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ
تیر نام اس میں کا ہر جو طرف غربی احک کے واقع ہوا اور ابن عیون فخیل کثرت واقع ہیں اور ابن زبک کہہا ابام نامک و راہی و فخیل سے ہیں
روایت کہتے ہیں کہ مدینہ کو تیر ک نام سے ہوا اور بخاری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہر کہ جو کوئی ایک تہذیب کے واسطے اسے کفہہ کے دل
مدینہ کہے اور امام احمد ابوعلی سے روایت ہر کہ تفرقا کر کے کیونکہ نام مدینہ کا طایر جلا بہا و رو جہا کہ است اس نام کی ہر کہ تہذیب تہذیب تہذیب

۱۱۵
تہذیب و آداب
جناب سالک
محمد علی بن ابی طالب
علیہ السلام

[illegible]

بیان اولیٰ مهاجرت

مال عیاض

مجلس

کہ وہ شاخ باذن آنجناب علیہ السلام ہی جگہ دفن کر دی گئی اور شیخ عبدالحق محقق شرح سفر سعادت و جذبات القلوب میں فرماتے ہیں کہ رسول بن رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کو گزشتہ اور عرض ایک گز کا اور ہر وجہ ایک پشت کا تھا یہ سنہ از ان علی نقی اسی مقام پر رہا اسی پر حضرت عثمان نے جاریہ قبط بنیایا
 آثار باقیہ سے ہم کو معلوم یہ ابن ابی سفیان نے اپنی امارت مملکت میں چاہا کہ اس کو نام میں ایجاؤن بغور خویش لینے کے آفتاب کسکست ہوا
 کرتا ہے نظر آنے لگے آخر کار خیر و برے اور بڑا کار سنہ نبوی اس پر رکھ دیا بعد از ان خلیفہ ہمدی نے زیادہ کرنا چاہا امام مالک سے منع فرمایا پھر ہمدی
 جل گیا پھر باؤشا ہو شیخ سنہ نبوی کے کہ سلطان مراد ابن سلطان سلیم نے ۹۰۰ میں لکڑی مانے میں محقق دہلوی وہاں موجود تھے پھر کا مہربان
 بر روایت صحیفہ ثابت ہو کہ بنائے جی کے ساتھ دو جہ بھی بنائے گئے ایک جو مہند قید و سراجہ سورہ ہجر جل و در و سج کلح فرمایا تو ان کے لیے جہ
 حیرت بنے کہ چھ چٹون سجی گئی کوئی گھر تھا البتہ اکثر و کثرت و کثرت بیوت جو بنیخ سے مگر بعض ارغشت خام سے ہندی سب کی قدر
 آدم سے ایک تھرا زیادہ اسی جگہ پتہ انسا علیہا السلام کا بھی مکان تھا کہ حضرت عائشہ کے گھر سے کھڑی تھی آنحضرت اسی راہ کرتے آتے جاتے
 اور حال پرسی حضرت بتوں تہرا و جناب علی نقی و حضرت امام حسن مجتبیٰ و حضرت امام حسین شہید کرام علیہم السلام فرماتے بھی جاتے فضائل سجد
 شریف حد حصرت باہرین تجاری میں ہر کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نر اس سجد میں ہزار ناز سے فضل ہے جو اور ساجد میں شریعی
 مگر سجد حرام و معین میں ہوا میں مینی و منبری روضہ میں ریاض کبنتہ اور بھی فرمایا ہر پرسی علی حوضی و علی ہذا القیاس و طبری کی مع کتب
 نقل کرنا ہی کہ ارقمیت المقدس کو جانے لگا تو حضرت کے پاس نہایت ہونے آیا فرمایا قصہ تجارت ہی کہ کچھ اور کہتے کہا کہ بڑے ناز فرمایا ایک نری
 سجد میں بہتر و وہاں کی ہزار نازتہ اور بعض حصہ بیٹوں میں ہر کو ایک نر سجد بیت المقدس میں ہزار ناز کے برابر ہو گیا سجد مدینہ لاکھ ناز
 برابر ہوئی جو اور ساجد میں ہوئی ہوا و تہننا سجد حرام یا بنا برساوات ہی جیسا بعض علما قائل ہیں یا بنا بر زیادتی کہ اس کا قائل کی
 نہیں ہی یا بنا بر قلت عدد ہر کو امام مالک اسی کو منظور کر کے فرماتے ہیں کہ فضل ناز سجد مدینہ سا ساجد پر یہ تعدد ہزار ہی اور سجد ہر کو یکم نر
 اور تہننا یا سجدہ شریف کی بہشت سے دریا بیل حوت ہی یا سقیل طلاق سبب سبب یعنی یہ موضع کثرت عبادت سے متبعیل بہشت ہے
 مگر صحیح یہ ہر کو فرمودہ حضرت مسلم معمول حقیقت ہی یعنی یہ موضع ایک قطعہ بہشت کا ہے کہ آخرت میں جزو بہشت ہو گا یا یہ زمین ایک ٹکڑا
 کہ بہشت سے لایا گیا جس طرح مقام ابراہیم اور اسحاق کے سبب ان آخر میں نکاحات ناز فرض غریب فوجی بچتور میں اور طہار و عصر و غشا
 حضرت چار کوشنین فرض ہوئے اول دو ہی تھیں چلبی حاشیہ شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ ناز معین اول حضرت آدم نے ادا کی ہی یعنی جب
 حضرت آدم زمین پر آئے تو اس عالم میں اندھیرا تھا اور رات ہوئی یہ دیکھنا تھا ڈسے جب تاریکی جاتی رہی وہ کعبت شکر لانا و افرائی
 بطور نفل و سیر فرض ہوئی اور صلوة نماز اول حضرت ابراہیم نے بعد زوال شمس کی جب قربانی و لکھاک حکم ہوا اول بنا بر شکر رضی اللہ عنہ
 و دوم بنا بر زول فدا سونام بنا بر مناسحت حتی کہ انشا دہوا قد صدقت الروایا چہ نام بنا بر صبر و حیل یہ چارون کعبت بطور نفل تھیں پس
 اس پر فرض میں اور صلوة العصر اول حضرت یونس نے ادا کی جب ظلمات رابعہ سے مکمل ہوا ایک ظلمت زلت یعنی اغرض قدم کی ایک کعبت
 دوسری تاریکی شب تیسری تاریکی آب جوتھی ظلمت بطن حوت یہ بھی ہر فرض ہی بطور نفل تھی اور صلوة المغرب اول حضرت یسعی نے
 ادا فرمائی بعد غروب آفتاب جب خطا ہو ا رات قلت اول بنا بر نفعی الوہیت اپنی ذات سے دوسرے نفعی الوہیت اپنی والدہ سے

جناب رسول بن رسول

نارہ قوت

نارہ قوت

نارہ قوت

نارہ قوت

تشریف بابر شہناں کو پہنچے خدائے تعالیٰ بہ طریق نفل بھی بہرہ فرما دیا ہوئی اور صلوة اللہ علیہ اول حضرت یحییٰ نے اولیٰ جس وقت میرے کچلے اور انگریزوں اور وہ المزمع وہ بارون و فرعون لاحق تعاجلات بائی جارویک اور شاہد ہوا ایسی انی انارک فاضل علیک انک بالوادی المقدس طعی اس وقت چار گشت نفل وافر مالی گریہ فرمائی اور اسی سال میں باو اہل شروع بنائے محمد بن عارث و ابو رافع ہنگان آنا و کئے گئے اور فاطمہ و ام کلثوم و سودہ و عائشہ کو مع اسامہ بن زید و ام ایمن و عیال صدیق کو مدینہ میں لائے طلحہ ابن عبد اللہ بھی ہمراہ آئے اسی نے پورے حضرت نے پانسو روپے دو اونٹ بھیجے تھے اگرچہ بنات آنحضرت و سودہ کی طلب تھی مگر عبد اللہ ابن ابی بکر کمال شوق سے مع عائشہ وغیرہ ہی چلے آئے اسی عرصہ میں آنجناب بو ابیہ نصاریٰ گھر سے اپنے گھڑین جلو فرما ہوئے اس وقت ہی لاوی سال اول میں سلمان فارسی جو حیرت راز ہر عمر مدینہ میں آکر اسلام لائے اسی سال میں حضرت معلم نے عقد موافقت یعنی برادری بین المهاجرین و انصاریہ بنی بنیہ لیا ہوا و بنیہ انصاریہ و بر وایت ڈیڑھ ڈیڑھ سو اور توریت بھی باہر کر قرار دی مگر سیرت بعد عہدہ بر منسوخ ہوئی تو تفصیل فی المطالبات اسی طرح مهاجرین میں چلے گئے بھی عقد موافقت فرمایا چنانچہ ابو بکر و عمر بن طلحہ و زبیر بن اوف و عثمان و عبد الرحمن بن عمر و زبیر بن عارث میں رضی اللہ عنہم و علی رضی اللہ عنہ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں تیرا بھائی ہوں اور اسی سال کے شوال میں زفاف حضرت ام المومنین صدیقہ واقع ہوا مگر طعام ولیمہ میں بچا یا صوف ایک کانٹا لڑو و سعد بن عبادہ کے گھر سے آیا تھا قدس خود حضرت نے پیار و باقی حضرت عائشہ کو یاد حضرت عائشہ کی نو برس کی تھی ام المومنین فرماتی ہیں کہ حضرت نے میرے ساتھ عقد کیا شوال میں اور گھر میں داخل فرمایا شوال میں اور کوئی عورت حضرت کے نزدیک مجھے زیادہ خوشتر تھی اسی سال میں صیغہ اذان مشروع ہوا اور وجہ یہ ہوئی کہ جب جمعہ و جاعت قائم ہوئی تو اہل اسلام علامت کے خواستگار ہوئے سید البرار نے مشورہ کیا کسی نے ہوق تجویز کیا کسی نے ننگہ کسی نے آگ جلائے حضرت نے رد کیا کہ اول اتباع یہود و ہر دوسری موافقت نصاریٰ قیسری مرافقت مجوس تب حضرت عمر نے فرمایا رسول اللہ کوئی پکار دیا کہ کہنا کہ وقت آگیا یہ بات قبول ہوئی کہ حضرت بلال وقت پڑا کر دیتے الصلوٰۃ جامعۃ بعد چہندہ حضرت عمر و عبد اللہ بن زید نصاریٰ نے خواب میں اذان و اقامت سنی پھر حضرت جبریل میں بھی تعلیم کیا اس تقریر سے صیغہ اذان سورہ توفیق میں بھی کیونکہ اول عبد اللہ کو فرشتہ نے خواب میں تعلیم کیا پھر حضرت عمر نے سنا اور حضرت صلعم نے فرمایا انہار و یا حق ہیں حکم حق میں داخل ہوا اور پھر چند اشارات قرآنیہ سے حکم تزیل میں در آیا اور آخر اذان میں دعلے تاسہ کی صفت فرمائی پس یہ ترتیب خالی از حکمت نہ تھی بلکہ کوئی نکتہ عمدہ ہوگا اور کلام الصلوٰۃ غیر من النوم اس طرح زیادہ ہوا کہ الیکن حضرت بلال نے وقت میں چہرہ کبک اندکی کہ الصلوٰۃ یا رسول اللہ لوگوں نے کہا حضرت آرام میں ہیں بلال نے کہا الصلوٰۃ غیر من النوم کہ بیدار ہوئے اور اس کلمہ کو پسند فرمایا اور کہتے یہ ہو کہ اہم مقام توحید یہر سودہ قسم یہ توحید فی العبادۃ و توحید فی الاستقامتہ ازل قصص و صوفی و سری شرط اولیٰ اور توحید جامعہ تحت ہر موقوف ہر علم بحاجات کمال قدرت انجام و تصور رحمت کہ یہ مینون لازم و ملزوم ہیں کیونکہ مضافاً ہوا جو علم بحاجات محتاجین اگر راہ مہربانی نہ رکھتا ہو تو حصول نفع و ضرر کی اس سے توفیق فضول ہو اور اگر قدرت رکھتا ہو تو معذوریہ کہ بجز عن غناری اور کہ نہیں کر سکتا و لہذا وسائل و وسائیل کا ہونا مسالطین و امر کی حضور میں پر ضرور ہو کہ کیونکہ

تتمد احوال جناب سالت آجیلہ علیہ السلام

تتمد احوال جناب سالت آجیلہ علیہ السلام

تتمد احوال جناب سالت آجیلہ علیہ السلام

اور انھیں اپنے فرما دینے سے ایسا نام ہون میں اور جو ہے ناخن اپنے گلوٹھون کو اوڑھ لیا اپنی آنکھوں پر اندھا ہون کا کبھی لکھ دیا یہ روایات مسیحیہ میں
 وقت جامع اشہد ان محمد رسول اللہ تحقیق اہل فہم حدیث نے نہیں لکھی مگر گنبد شہ کا کیا دین با سادہ وی ہرین محل کو اسے کافی ہوسند مگر
 حضور نبین اور اگر برعت ہو تو حسنہ ہر قاطعی قاضی غمی کت پختہ ہوسوع فی ترمویہ موسوع میں فرماتے ہیں بعد نقل کلام بخلاوی کہ جب صحیح ہوئی
 وہ باطل صمدین سے تو کائنات کراہی واسطے عمل کے بقضائے علیکم سنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین من بعدی انتہی اور حق یہ ہو کہ کثرت
 ضعیف فضائل میں قبول ہو باتفاق علماء وجود اور اہل کت کے کہ اسکو آخان کیا ہر محدثین اور فقہانے اور خبریہ قوت دینا ہر حدیث کو
 باتفاق ائمہ معرفت اسی سال میں ہند میں زرارہ اور برآہن مرور و کثوم بن الہدم سلطان مدینہ منورہ نے اور عثمان بن طلحہ
 مہاجر کہنے عزم فہم جنت الفردوس فرمایا اور عاصم بن وائل سہمی اور ولید بن خیرہ کہ سوار قریش سے داخل ہوا ہر عرصہ میں
 ہوا ابن عمرو کی قبر پر جمعیت اپنے صحابہ کا قبرسی علی اور اسی ان کو مہرم میں ہر روز عاشورہ تاریخ دہم روزہ رکھا اور یاروں کو روزہ رکھنے
 اور کیا اور حال یہ کیا یہ کہ یہ روزہ رکھتے تھے انھیں اپنے بوجھایہ کون روزہ ہو ہونے کہا آج کے دن اللہ جل شانہ نے
 سہمی بچہ اور لکی قوم کو مذکور کو ظلم سے نجات بخشی اور فرعون اور اسکی قوم کو دریابین غرق کیا ہر محدث سہمی ماسکی شکر گزاری میں
 یہ روزہ رکھتے تھے ہم سہمی کی اتباع کرتے ہیں حضرت نے فرمایا نحن الحق واولی باختر استیغاثی ہر سہمی بچہ نے سہ ماہ رمضان کو فرض ہے
 تو اس روزے کا اہتمام ہا صرف احتجاج باقی ہو مگر آخر میں حضرت صلعم فرماتے تھے کہ اگر سال آئندہ کے محرم کث نہ رہو تو گاہم کہ سہ
 نعم کا بھی روزہ رکھو گا مگر مخالفت یہود ہو جائے الا نوبت اسکی نہ پہونچی اور اسی سال میں بعد طینان کی عقیقت معواجات وغیرہ اور
 لابیہ سے حضرت رسول کریم نے حکم منتقم جلیل صحابہ ارشاد فرمایا کہ اب شکر کون سے انتقام لو اور اپنی محافطت لازم جانو اور جو اللہ کو کائنات
 اسے قتل کرو اور اپنی طرف سے لڑائی نہ لڑو لیکن اگر کوئی تبرہ چڑھ کر آوے تو اسکو موقع کر دینا کث عظیم الشان تیار کیا اور بچہ
 اور یحیوت اور اہتمام شکر اور درستی سامان عرب میں معروف ہوئے پوشیدہ نہ رہے کہ قتل کرا کا فزون کا نسبت کفر کے شخصیں
 بشریت محمد علی صاحب الاموالہ وسلم انہیں ہر ملک اگلے دنوں میں بھی ہوتا رہا ہر چنانکہ ہونو کی بڑی بوجھی مہاجرات میں لکھا ہر کم
 راجہ بچی جسے سائے حرفے دیا کے کائے اسکو خدا کا حکم عام ہوا تھا کہ لوگوں کو میری بندگی کے لیے دعوت کرا کر قبول کریں تو بہتر نہیں تو
 اور ڈال اور شکر اچا جہو کہ راجحیت کے بعد ہوا اپنی بوجھی میں صاف لکھا ہر کہ تو دیکھنا مننے بڑو دیوں کو قتل کرا جا بڑہر اور کث سب
 اور لہر سب نے شمشیر زنی سے دین کا دواج دیا اور نوشہرہ وان وغیرہ سلاطین لویش فرنگی متنبی غورہ کو صوف جوئے دعوت نبوت ہر دوا
 اور کت موسویہ میں تو اس لیے کی بخوبی تفصیل طمطراق سے بل میں جوہر خبا کہ کتاب و کتابتیں نسخہ شہ کے اور سنہ سنہ میں ہر
 کرا منوں نے میانہ یونانی کی جیسا یہ لہ نے فرمایا تھا اور مٹے دن کو مار ڈالا اور ان فتو لوں کو سوا اسی ورق ہم تصور و تصور و رابع
 کہ اپنیں مدیا کہ بادشاہ شہ آگاہی تان سے قتل کیا اور یحیوت کے بیٹے بعام کو بھی تلوار سے قتل کیا اور اپنی اسٹیل نے میدان کی طرف
 اور بچوں کو اسیر کیا اور لکے نوٹھی اور چار پائے اور مال اہاب سب کچھ لٹایا اور انکی ساری بستیوں اور گھروں اور محلوں کو
 چھو لیا اور انھوں نے ساری غنیمت اور سائے اسیر اور انسان و حیوان سب لیے اور یہ کسی باقی غنیمت لوٹ لائے

روایات احمد و ترمذی و مسند ابی داؤد
 روایت احمد و ترمذی و مسند ابی داؤد

نسخہ جامع

سہمی پھرنے ہوا اور کولہا کے سب مٹیوں کو میت کا کھاسواں بچوں کو جینے لڑکے میں سب قیل کروا دیا ایک مٹی کو جو دم کے ساتھ سنا جاتی ہے
 جان سے مار لیکن وہ لڑکیاں جو دم کے ساتھ سنا نہیں جاتی ہیں انہیں اپنے لیے ہنسنے وغنی لکھا پس لڑکوں کی فرقہ بین ہلے مسلحہ ہوا
 شخص کے تو گر آسکو نہ یا نہیں ہر کلا پہنچ کر زبان میں مٹول کر دیکھا اور غرمنہ ہوا اور کلا کے کہ ہاری شریعت میں بچوں کے ارٹے کا حکم نہیں
 اور غرمنہ بچوں کا گرہ کر شرفا و اسوہ اور حضرت موسیٰ نے کیا ہے تکلف بچوں اور غرمنہ بچوں کے اڈالے کا حکم یا ہر حال کو دیکھنا مٹے اور کلا
 ہشتنگے باب ساتویں فتح نمبر ۱۱ میں موجود ہے کہ جب یہودیہ راخذ کجا کہ اس میں میں کرو جس کا وارث ہونے جا ہوا داخل کرے اور انہیں تیرے
 باطن میں گرفتار کر دے تو تو انہیں مارے اور لو کہ کشت انہیں نیست و نابود بھی نہ دے کوئی محمد کعبہ اور نہ شہر عمر کو بڑا آئے یہاں کرنا ان کے
 بیٹوں کو اپنی بیٹیاں دینا اپنے بیٹوں کے لیے انکی بیٹیاں لانا کیونکہ وہ تیرے بیٹے کو میری بیوی کرنے دے گی یہاں تک اور یہودوں کی
 عبادت کرے اسوقت خدا کا غضب تجھ پر پھیلے گا اور وہ تجھے یکایک ہلاک کر دے گا تو یہ مسلک کرو کر ان کے مذہب کو دھار دے اور ان کے بچوں
 تو تو انکی بیویوں کو کلا ڈالو اور انکی تراشی ہوئی صورتوں کو جلاد و انتہی اور کتاب تو اس کے باب سیدہ میں ہر کہ دے اور غرضتوں کو
 مارا اور انہیں غلوب کیا اور خربت اور کلا وہاں غرضتوں کے ہاتھ سے لے لیا پھر اسے مواہیوں کو مارا اور بادشاہ ہر وعز کو بھی حیات مل لیا
 اور ایک ہزار تھا اور سات ہزار تھی اور میری اپنی اسیر کر لیے اور اسے گھوڑوں کو لنگر کیا انہیں سے سنا چکے اپنے لیے غرضتوں کی
 بہلولات موسیٰ اور یوشی اور داوود علیہ السلام اور کتاب یوشی اور سلاطین اور تو یوشی علیہ السلام میں موجود ہیں اگر غرضتوں سے کیا کرنا
 تو ایک اور بھی کتاب تالیف کرنا ہے اسقدر واسطے سن کے کافی ہوا اور اس بیان کے طریق جہاد موسیٰ کر نہایت شدید سخت تھا معلوم ہو گیا اور
 جو بعض جاہل عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاد اور حضرت موسیٰ وغیرہ کے جہاد سے فرق یہ کہ ان حضرات کو کتاب مقدس میں فرمانہ تھا
 کہ تم کفار نہیں کرو دعوت ایمان کرو اگر نہ ایمان دے تو مارو اور میں ان کے کھاکر چرواؤں اور نہ ان کو کلا بک کھائی شہر پر ہو گئے تو نہ ان کی مفسدون کی
 عدل انصاف سے ہوئی بخلاف جہاد محمدی کے کہ مجبور کرنا تھا میں کہنا ہوں کہ مجھے خیر ہے کہ میں ان وحدت سے ثابت نہیں کہ جبراً قرآن
 کروا کر یا جبراً حضرت موسیٰ وغیرہ کا جہاد تھا وہاں یہاں حضرت کا جہاد تھا اور نیز ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ وغیرہ کفاروں کی طرف سے ہوتے تھے
 انہیں اگر جبراً تھے تو بلا شک و یان کی طرف بلا فرض تھا یہ دعوت کی بائیں اگر انہیں کی تو کفارانی بے قصور مان گئے اور حضرت موسیٰ نے کلا
 ہوے اور دعوت کی اور وہ نہ مانے تو حکم خدا سے اسباب ہوے اور یہی ہمارا مطلب ہے اور اگر کہہ دے میں ہوے تھے تو کفاروں کو حضرت موسیٰ نے
 حکم دیا کہ ان کو قتل کرو اور جبراً کو مجبور و شہر ٹھہرا اور یوشی ہر آپ طریق ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شیعہ الزین میں صلح کا سنو کہ جس نے
 ارادہ جہاد کا ہوا تو اولاً اپنے باروں سے مشورے فرات پھر لشکر کو آراستہ و پرستہ فرما کر روانہ کرنے اور خود سب کے پیچھے تشریف لیجئے تاکہ کوئی
 بھلا بھلا نہ لانا تکلیف نہ آتا کہ حضرت سیدنا محمدین تار طویل کرتے اور نہ ہاتھ میں لیتے اور کمان باز ہو پٹکانے اور کھلی کٹ پٹنے
 اور فوجی اور خود سر رکھتے اور گاہے سپر بھی لیتے تھے اور عباسیوں واسطے خبر گیری لشکر عدو کے مقرر کر دیتے اور قذرات طالع میں جس صحیح
 اور باطل کر دینا تفریق فرما دیتے اور ہمیشہ اپنے لشکر کو لاہوا آتے کہ اگر ایک چادر کے لوگوں پر ڈالیں تو سب چھپا دیں اور لشکر کی صفیں
 حضرت صلح خود بنفس میں آتے کہتے تھے اور جب وقت لشکر کا تہ ابد عہد سے ہوا اور نہ وقت قتال جہاد تو سب پہنچتی ہو اپنے لشکر کے ہاتھ

اور چنانچہ ان کی ایک ایک بات سے میں فریاد و رنج و غم کا نذرانہ خود ہرے تاک شوق و قرب ترستہ اور اپنے یاروں کو بلوان کھانے کے تاک
 پہچان ہے کبھی بہت است اور کبھی بے اندیشی یا منصوبہ و حضرت کو لڑائی میں چلنا پھرنا نہ تھا اور جب بہت جہاد قتال پہنچ جاتی تو اللہ سے نصرت کی
 دعا مانگتے اور بار و کج ذکر میں مشغول ہوجاتے اور پکار کر فرماتے تھے کہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر دو اور کسی مال و کان نہ کاٹو اور جب کسی
 قوم پر غالب آتے تو وہاں میں مدد دیتے اور غنیمت کو جمع کر لیتے اور چلے و خست عتقوں کا قاتلون کو عنایت فرماتے تھے اور ایما ذہ میں اول
 پانچواں حصہ حق اللہ نکلتے اور اسکو صلح اسلام میں صرف کرتے بعد اس کے حضور امیر تون اور لڑکوں کو اور غلاموں کو لطف فرماتے تو یہ کلمہ
 تقسیم کر دیتے سوار کو تین حصے ہر ایک کے کافی الا سفار المعبرہ یہ تو وہ صورت ہوئی کہ جب حضرت علی علیہ السلام خود لڑائی میں شریک ہوجاتے
 کسی غناب شریف لجاتے کسی صحابہ کے ساتھ لشکر بمقابلہ عدو اللہ روانہ کرتے تو اس لشکر کے شرار سے بون نصبت فرماتے تھے کہ السلام لڑو
 خدا کی راہ میں اور مار و جرح کو نہ مانے اور تو ٹوٹو غنیمت میں جیسی ہکر یو اور توال قرار نہ تو لڑو یا وناک کان نکاٹو اور عورت و لڑکے کو نہ مارو
 اور جب شریح ملاقات ہو جائے تو اس میں باہون کی درخواست کرتا سو غنیمت سے جہالت کو یامین قبول کرنا اور قتال سے باز رہنا ایک تویہ کہ
 ان سے اسلام کی درخواست کو اگر وہ یامین تو قبول کرنا اور ان کے قتال سے ہاتھ اٹھاؤ پھر ان سے درخواست کرو کہ اپنے وطن کو چھوڑ کر مہاجرین کے
 مقام میں یعنی مدینہ میں آ رہیں اور خبر دے کہ اگر وہ یہ کام کر گئے تو انکو لیکر جو مہاجرین کو ملتا ہے یعنی ثواب و غنیمت اور اپنے واجب ہوگا جو
 مہاجرین پہنچی جادو اگر قبول کریں تو ان کے کمدیا کردہ جنگلی مسلمانوں کی طرح ہونگے انہیں حکم خدا جاری ہوگا جس طرح مومنوں پر جاری
 ہونا ہے اور غنیمت صلح کے مال سے کچھ حصہ نیکو کاروں صورت میں کہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جادو کریں اور جو وہ لوگ مسلمان پہنچے
 انکا کریں تو ان سے جزیہ مانگنا اگر یامین تو قبول کرنا اور ان کے قتال سے باز رہنا اگر وہ جزیہ دینا بھی قبول نہ کریں تو خدا سے مدد مانگ
 اور اگر قتل کراد جب کا قلعہ والے دشمنوں کو محاصرہ کرے اور وہ چاہیں کہ تو ان سے خدا اور رسول کا حکم دے تو یہ نہ کرنا اگر بنا قبول اپنے
 لشکریوں کا قول کر لینا کیونکہ اگر انہی اور اپنے ساتھیوں کی عمدگنی ہو جائیگی تو خدا اور رسول خدا کی عمدگنی سے گناہ میں کہ اور
 آسان تر ہو اور جو وہ لوگ غنیمت چاہیں کہ تو انکو خدا کے حکم پر پناہ تو خدا کے حکم پر پناہ لیکن اپنے حکم پر اتار اسواسطے کہ تو ان کے مقدمین
 خدا کی صفی نافی جان نہ سکیا گیا ہو کھنگایا اکل حریف سلم کا ترجمہ ہو کہ بیدہ ابن حبیبے دروی ہراس جبکہ سے وضع ہوا کہ غرض یہ تھی کہ
 زبردستی مارا کہ مسلمان ہی کریں کیونکہ اگر یہ ہوتا تو انفرہ و وغیرہ کفار کو جو بلاد عرب میں بطور رعایا جزیہ قبول کر کر مسلمانوں کے زوق
 رہتے تھے مسلمان کہ لیتے اور جوتیان مارا کہ رسیدہ حاکم لیتے اور اور سو کے مقابلہ کرتے حالانکہ ایسا نہوا بلکہ ان لوگوں سے کبھی کسی طرح کا جبر
 کو اگر ہوجاے میں نہ آیا تو معلوم ہوا کہ طلب تھا کہ جو لوگ ولع دین اسلام میں خدا نذران میں اور شوکت اور جمعیت کہتے ہیں ان سے مقابلہ
 کریں تاکہ انکی شوکت ٹوٹ جائے اور زیت دینے کی طاقت نہ رہے اور یہ بھی فائدہ پہنچے کہ خود اگر اسی سے باز رہیں اور دین حق پر
 رہیں اور یہ تو ان کے چل کر ظاہر ہو جائیگا کہ صرف چند مقام میں نوبت قتال جہاد پہنچی ہے نہیں تو خدا کے فضل سے اور حضرت رحمۃ
 اللہ علیہ کی برکت اور معجزات سے ہزاروں انھوں کا شوق سے اسلام لائے اور اپنے خویش اقارب ان دولت جہاد کو حاضر ہوا اور
 غنیمت ملاؤں میں ایسے پڑے کہ میان سے باہر کر اسلام سے متحد نہ ہوا ہر چند کہ انفرہ و وغیرہ کا فروعی طرح کی طبعی خلعت پہننا کین بھیجیں پر انکو نہ ہوتا

اور چنانچہ ان کی ایک ایک بات سے میں فریاد و رنج و غم کا نذرانہ خود ہرے تاک شوق و قرب ترستہ اور اپنے یاروں کو بلوان کھانے کے تاک
 پہچان ہے کبھی بہت است اور کبھی بے اندیشی یا منصوبہ و حضرت کو لڑائی میں چلنا پھرنا نہ تھا اور جب بہت جہاد قتال پہنچ جاتی تو اللہ سے نصرت کی
 دعا مانگتے اور بار و کج ذکر میں مشغول ہوجاتے اور پکار کر فرماتے تھے کہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر دو اور کسی مال و کان نہ کاٹو اور جب کسی
 قوم پر غالب آتے تو وہاں میں مدد دیتے اور غنیمت کو جمع کر لیتے اور چلے و خست عتقوں کا قاتلون کو عنایت فرماتے تھے اور ایما ذہ میں اول
 پانچواں حصہ حق اللہ نکلتے اور اسکو صلح اسلام میں صرف کرتے بعد اس کے حضور امیر تون اور لڑکوں کو اور غلاموں کو لطف فرماتے تو یہ کلمہ
 تقسیم کر دیتے سوار کو تین حصے ہر ایک کے کافی الا سفار المعبرہ یہ تو وہ صورت ہوئی کہ جب حضرت علی علیہ السلام خود لڑائی میں شریک ہوجاتے
 کسی غناب شریف لجاتے کسی صحابہ کے ساتھ لشکر بمقابلہ عدو اللہ روانہ کرتے تو اس لشکر کے شرار سے بون نصبت فرماتے تھے کہ السلام لڑو
 خدا کی راہ میں اور مار و جرح کو نہ مانے اور تو ٹوٹو غنیمت میں جیسی ہکر یو اور توال قرار نہ تو لڑو یا وناک کان نکاٹو اور عورت و لڑکے کو نہ مارو
 اور جب شریح ملاقات ہو جائے تو اس میں باہون کی درخواست کرتا سو غنیمت سے جہالت کو یامین قبول کرنا اور قتال سے باز رہنا ایک تویہ کہ
 ان سے اسلام کی درخواست کو اگر وہ یامین تو قبول کرنا اور ان کے قتال سے ہاتھ اٹھاؤ پھر ان سے درخواست کرو کہ اپنے وطن کو چھوڑ کر مہاجرین کے
 مقام میں یعنی مدینہ میں آ رہیں اور خبر دے کہ اگر وہ یہ کام کر گئے تو انکو لیکر جو مہاجرین کو ملتا ہے یعنی ثواب و غنیمت اور اپنے واجب ہوگا جو
 مہاجرین پہنچی جادو اگر قبول کریں تو ان کے کمدیا کردہ جنگلی مسلمانوں کی طرح ہونگے انہیں حکم خدا جاری ہوگا جس طرح مومنوں پر جاری
 ہونا ہے اور غنیمت صلح کے مال سے کچھ حصہ نیکو کاروں صورت میں کہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جادو کریں اور جو وہ لوگ مسلمان پہنچے
 انکا کریں تو ان سے جزیہ مانگنا اگر یامین تو قبول کرنا اور ان کے قتال سے باز رہنا اگر وہ جزیہ دینا بھی قبول نہ کریں تو خدا سے مدد مانگ
 اور اگر قتل کراد جب کا قلعہ والے دشمنوں کو محاصرہ کرے اور وہ چاہیں کہ تو ان سے خدا اور رسول کا حکم دے تو یہ نہ کرنا اگر بنا قبول اپنے
 لشکریوں کا قول کر لینا کیونکہ اگر انہی اور اپنے ساتھیوں کی عمدگنی ہو جائیگی تو خدا اور رسول خدا کی عمدگنی سے گناہ میں کہ اور
 آسان تر ہو اور جو وہ لوگ غنیمت چاہیں کہ تو انکو خدا کے حکم پر پناہ تو خدا کے حکم پر پناہ لیکن اپنے حکم پر اتار اسواسطے کہ تو ان کے مقدمین
 خدا کی صفی نافی جان نہ سکیا گیا ہو کھنگایا اکل حریف سلم کا ترجمہ ہو کہ بیدہ ابن حبیبے دروی ہراس جبکہ سے وضع ہوا کہ غرض یہ تھی کہ
 زبردستی مارا کہ مسلمان ہی کریں کیونکہ اگر یہ ہوتا تو انفرہ و وغیرہ کفار کو جو بلاد عرب میں بطور رعایا جزیہ قبول کر کر مسلمانوں کے زوق
 رہتے تھے مسلمان کہ لیتے اور جوتیان مارا کہ رسیدہ حاکم لیتے اور اور سو کے مقابلہ کرتے حالانکہ ایسا نہوا بلکہ ان لوگوں سے کبھی کسی طرح کا جبر
 کو اگر ہوجاے میں نہ آیا تو معلوم ہوا کہ طلب تھا کہ جو لوگ ولع دین اسلام میں خدا نذران میں اور شوکت اور جمعیت کہتے ہیں ان سے مقابلہ
 کریں تاکہ انکی شوکت ٹوٹ جائے اور زیت دینے کی طاقت نہ رہے اور یہ بھی فائدہ پہنچے کہ خود اگر اسی سے باز رہیں اور دین حق پر
 رہیں اور یہ تو ان کے چل کر ظاہر ہو جائیگا کہ صرف چند مقام میں نوبت قتال جہاد پہنچی ہے نہیں تو خدا کے فضل سے اور حضرت رحمۃ
 اللہ علیہ کی برکت اور معجزات سے ہزاروں انھوں کا شوق سے اسلام لائے اور اپنے خویش اقارب ان دولت جہاد کو حاضر ہوا اور
 غنیمت ملاؤں میں ایسے پڑے کہ میان سے باہر کر اسلام سے متحد نہ ہوا ہر چند کہ انفرہ و وغیرہ کا فروعی طرح کی طبعی خلعت پہننا کین بھیجیں پر انکو نہ ہوتا

عمر و ضمیری نے ہیبت و جلالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشاہد کی اور یقیناً اسے وقت صلح مناسب سمجھ کر سہ ماہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح فرمائی اور مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور کچھ نوبت قتال و جدال کی نہیں ہوئی اسی غزوہ کو غزوہ دوان بھی کہتے ہیں کیونکہ ابواء دوان قریب قریب واقع ہیں محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ برکتاً اس غزوہ کو غزوہ اولیٰ اور بواسطہ کو غزوہ ثانیہ اور عسیرہ کو ثانیہ قرار دیتے ہیں اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو متوجع دی اور علامہ الوقت مولانا ابی نکر ماجھی ابن ابی کبر ابن محمد الشافعی البصری صاحب ترجمہ المحافل نے بھی اس کو سال دوم میں لکھا ہے اور سند الوقت والزمان حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے جوینہ بدیع جہت کے مفسرین بیان کیا ہے جوینہ کہتا ہوں کہ اگر تفریح تاریخ جہری ماہ ربیع الاول سے شمار ہو تو آخر سال اول ہوتا ہے اور جو تاریخ محرم قرار پائے اول سال دوم ہوتا ہے شیخ عبدالحق محقق رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ جہت سے کہ ماہ ربیع الاول تھا قرار دی ہے چنانکہ بعضے قائل ہیں کہ تعین تاریخ عند خلافت حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ میں وقت جہت سے قرار پائی ہے اور صاحب ترجمہ المحافل نے ماہ محرم سے تاریخ قرار دی ہے کیونکہ محرم جہت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم محرم سے تھا اور بعض محققین نے اس قول کو ترجیح دی ہے اور فقیر کا تب و راق نے بیان غزوات سرایا میں اکثر اتباع صاحب ترجمہ المحافل کا تعین تاریخ میں کیا ہے یا جوینہ میں لکھے کے ماہ ربیع الاول میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ جمیعین کو معلوم ہوا کہ ایک جماعت کفار قریش کے مکے متعلقہ سے مسلح ہو کر نکلی ہے اور عکرمہ ابن ابی جہل ابوسفیان ابن حرب کا مرکز ابن فضل انکار ہے کہ حضرت نے یہ خیال فرمایا کہ اس قوم نے میں غلبت ہے اور کفار قریش وقت پاک کے اہل اسلام پر تو اندازی کرنی یا کسی طرح کا گزند پہنچا دیں لہذا بعد ازاں ابن مطلب ابن عبد مناف کو مدد دیا اور ساتھ باقی مہاجرین کے ساتھ کہ انہیں کوئی انصاف نہ تھا مدد نہ فرمایا اور ان کی نشان سیدھی طیار فرما کر غیبت کیا چنانچہ کفار مکہ کو سدا سے زمین حجاز میں قتل ہوا پر نوبت مقابلہ نہیں ہوئی گوسلین ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک تیر جانب کفار حجاز یا اول تیرہ کہ اہل اسلام نے اتفاقاً مل کر شرم جانب کفار قریش چلایا ابن الغضنفر جماعت کفار کو اس پر پورا سے ہیبت جلالت شان اسلام کو دیکھ کر بھاگے ان غریب سازفوں نے بھی سچا نہیں کیا اور یہ فائدہ ہوا کہ ستم ظریفین کے سے دوغیر ایک بعد ازاں ہوا و عمر البصری اور دوسرے عقبہ ابن غزوہ ان لما زنتہ کہ بسم تجارت کے سے نکلتے حضرت وقت غیبت جان کر لشکر اسلام بن بھاگ گئے بعضے کہتے ہیں کہ یہ سترہ اس وقت ہوا ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ابواء سے مرحبت فرمائی اور مدینہ منورہ کیلئے مدینہ منورہ پہنچے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ قبل غزوہ ابواء واقع ہوئی یا بعد عید و ابن رث بنوز مدینہ میں آئے تھے کہ بعضے جبرائی کہ ابوسفیان باجماعت قریش شام سے پٹا ہوا مکہ کو آیا ہے تو مسلمانوں نے پہلی ایڈیشن کافروں کی یا دیکھ کر رہ لائیں یہ ہوئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ وسلم نے عمرو ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو جانبین لہجہ کے ناحیہ میں لے کر ہر دو جانب کے روڈ کیا اور قریش نے ہر دو کیلئے اور ان کی نشان سیدھا رہ فرما کے ابوذر غفاری کو غیبت فرمایا اور اہل مکہ جماعت کفار قریش اور قریش کو سوار اس کے ساتھ تھے ساحل یا برطانی ہوا اہل اسلام باصوف قلت جمعیت کے مدد آئی کے متوجع ہو کے جلال قیامت

۱۲۹
عروج الانبیاء احوال الانبیاء علیہم السلام
عمر و ضمیری نے ہیبت و جلالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشاہد کی اور یقیناً اسے وقت صلح مناسب سمجھ کر سہ ماہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح فرمائی اور مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور کچھ نوبت قتال و جدال کی نہیں ہوئی اسی غزوہ کو غزوہ دوان بھی کہتے ہیں کیونکہ ابواء دوان قریب قریب واقع ہیں محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ برکتاً اس غزوہ کو غزوہ اولیٰ اور بواسطہ کو غزوہ ثانیہ اور عسیرہ کو ثانیہ قرار دیتے ہیں اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو متوجع دی اور علامہ الوقت مولانا ابی نکر ماجھی ابن ابی کبر ابن محمد الشافعی البصری صاحب ترجمہ المحافل نے بھی اس کو سال دوم میں لکھا ہے اور سند الوقت والزمان حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے جوینہ بدیع جہت کے مفسرین بیان کیا ہے جوینہ کہتا ہوں کہ اگر تفریح تاریخ جہری ماہ ربیع الاول سے شمار ہو تو آخر سال اول ہوتا ہے اور جو تاریخ محرم قرار پائے اول سال دوم ہوتا ہے شیخ عبدالحق محقق رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ جہت سے کہ ماہ ربیع الاول تھا قرار دی ہے چنانکہ بعضے قائل ہیں کہ تعین تاریخ عند خلافت حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ میں وقت جہت سے قرار پائی ہے اور صاحب ترجمہ المحافل نے ماہ محرم سے تاریخ قرار دی ہے کیونکہ محرم جہت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم محرم سے تھا اور بعض محققین نے اس قول کو ترجیح دی ہے اور فقیر کا تب و راق نے بیان غزوات سرایا میں اکثر اتباع صاحب ترجمہ المحافل کا تعین تاریخ میں کیا ہے یا جوینہ میں لکھے کے ماہ ربیع الاول میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ جمیعین کو معلوم ہوا کہ ایک جماعت کفار قریش کے مکے متعلقہ سے مسلح ہو کر نکلی ہے اور عکرمہ ابن ابی جہل ابوسفیان ابن حرب کا مرکز ابن فضل انکار ہے کہ حضرت نے یہ خیال فرمایا کہ اس قوم نے میں غلبت ہے اور کفار قریش وقت پاک کے اہل اسلام پر تو اندازی کرنی یا کسی طرح کا گزند پہنچا دیں لہذا بعد ازاں ابن مطلب ابن عبد مناف کو مدد دیا اور ساتھ باقی مہاجرین کے ساتھ کہ انہیں کوئی انصاف نہ تھا مدد نہ فرمایا اور ان کی نشان سیدھی طیار فرما کر غیبت کیا چنانچہ کفار مکہ کو سدا سے زمین حجاز میں قتل ہوا پر نوبت مقابلہ نہیں ہوئی گوسلین ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک تیر جانب کفار حجاز یا اول تیرہ کہ اہل اسلام نے اتفاقاً مل کر شرم جانب کفار قریش چلایا ابن الغضنفر جماعت کفار کو اس پر پورا سے ہیبت جلالت شان اسلام کو دیکھ کر بھاگے ان غریب سازفوں نے بھی سچا نہیں کیا اور یہ فائدہ ہوا کہ ستم ظریفین کے سے دوغیر ایک بعد ازاں ہوا و عمر البصری اور دوسرے عقبہ ابن غزوہ ان لما زنتہ کہ بسم تجارت کے سے نکلتے حضرت وقت غیبت جان کر لشکر اسلام بن بھاگ گئے بعضے کہتے ہیں کہ یہ سترہ اس وقت ہوا ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ابواء سے مرحبت فرمائی اور مدینہ منورہ کیلئے مدینہ منورہ پہنچے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ قبل غزوہ ابواء واقع ہوئی یا بعد عید و ابن رث بنوز مدینہ میں آئے تھے کہ بعضے جبرائی کہ ابوسفیان باجماعت قریش شام سے پٹا ہوا مکہ کو آیا ہے تو مسلمانوں نے پہلی ایڈیشن کافروں کی یا دیکھ کر رہ لائیں یہ ہوئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ وسلم نے عمرو ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو جانبین لہجہ کے ناحیہ میں لے کر ہر دو جانب کے روڈ کیا اور قریش نے ہر دو کیلئے اور ان کی نشان سیدھا رہ فرما کے ابوذر غفاری کو غیبت فرمایا اور اہل مکہ جماعت کفار قریش اور قریش کو سوار اس کے ساتھ تھے ساحل یا برطانی ہوا اہل اسلام باصوف قلت جمعیت کے مدد آئی کے متوجع ہو کے جلال قیامت

پس تہہ جو کہ تہہ بن کر چلی کہ خلیفہ فریقین مجاور اور عرب کو گونہ بیچ میں پرکھ صلح کرادی کہ نوبت شمال بہ بنی مکرہ بن عبدالمطلب
میں سے کہوت آئے اور کفار قریش نے جانب مکہ چلے گئے پھر سہ ماہین ابی قاص کو آٹھ یا بیس نفر مہاجرین کے ساتھ دوسرے کاروان قریش
پر بھیجا اور غلام تعداد میں سود کو دیا اور ارشاد کیا کہ موضع خراشمک جانا سیر لوگ کے توقا فایہ جا چکا تھا پھر آخر برج الاول میں
خزوفہ کو اقامت بنا کر حبیب یہ ہوا کہ امیر بن خلف جمعی سوار تھے قریشی اور دوسرا بنو نضال یہ حاتم تھا حضرت کو انیشہ یہاں اسباب بن عثمان
بن نفیع کو کہ خلیفہ کیا اور سعد بن ابی قاص کو علیہ راہ و خیر جواب پاک و دوسو صحابی ہمراہ کے موضع رواط تک کیاجیہ رضوی بن حنین
منزل مدینہ سے واقع ہوا کہ خلیفہ نے کیے پر ملاقات ہوئی یا بعد حضرت علیؓ علیہ السلام اس غزوہ سے بلا جہال قتال میں سے بنی نضال
تشریف لائے اور تقریباً بیس سال ابی وقیف بن جادوی الاول مدینہ میں بسے پھر خبر ہوئی کہ ابو سفیان بن ابی نضال نے علیہ کے لیے ہوئے
مع جاعت کثیرہ و قریش پر ستم تجارت جانب شام جاتا ہی تہہ حضرت نے نہرواہن عبدالمطلب کو علیہ راہ فرمایا اور ابو سلمہ مخزومی کو خلیفہ
کیا اور دوسو صحابہ بنی نضال سے ملے اور موضع خراشمک کے مجاور موضع زونوت آیا ہوا اور دوسرے بھی اسکو بولتے ہیں ابی وقیف
نبی پرست ہوا اور انصارہ فرسخ ٹھینا مدینہ سے واقع ہوا تشریف لے گئے وہاں ریافت ہوا کہ قافلہ کل گیا آنحضرت نے کئی دن
وہاں توقف فرمایا اور بنی بیچ اور بنی حمزہ سے معاہدہ فرما کر مدینہ میں تشریف فرما ہوئے فائدہ بھیج بخاری میں ہیں یہاں بنی تمیم سے ملا
ہو کہ نزل خراشمک سے واقع ہوا کہ اگرچہ بنی نضال مشہور ایک جنگ جلیق جمع یہ کہ اول غزوہ حنین یہاں بنی نضال حضرت کے ساتھ تھے ہی
پھر خبر ہوئی کہ کہ زبان جابر بنی نے انوش حضرت کے لواحق مدینہ سے ازراہ بنی اور عدالت نکال لے کر گرجا کا اور یہ تھا
کہ سا با نون سے چھین لے کر اور لوگوں نے ساتھ نہایت سستے قسوت تلبیہ سے چرنے نہایت حضرت نے یہاں جا رہے کو خلیفہ مدینہ
فرمایا اور علیؓ مخزومی کو علیہ راہ کیا اور خود موضع سفوان تک کیاجیہ بدر میں واقع ہوا کہ لوگ اپنے صحابہ سے ہمراہ لیکر تشریف لے گئے
معلوم ہوا کہ کہ زبان جاری نہ تھی جہاں گیا تہہ حضرت علیؓ علیہ السلام لوٹ آئے اگرچہ ابی وقیف سے اترتے تھے وغیرہ اسی میں ہو جوتا
جواہل اسلام جانتے تو جب چھین لیتے گزشتہ غزوہ یہ نہ تھا کہ نزل بنال با تہہ آئے بلکہ شرمیزون کو سترے شرات دینی مقصود
تھی جب جہاں گیا تو آنحضرت نے مال و متاع سے تعرض نہ فرمایا اور چلے آئے اسی غزوہ کو مدبر والی اور صنعتی کہتے ہیں اور
مدھل میں اس شخص کا نام تھا جسے کنواں کھودا تھا اسوی کے نام سے یہ موضع مشہور ہو گیا بعد اسکے جمادی الثانی
میں عبداللہ بن حبش یہی کہ حضرت کے چوبھی زاد سے بھائی تھے بارہ یا آٹھ نفر اصحاب کے ساتھ چھین ہدایت علیہ ابن
ابی وقاص اور کا سلین مھس یہی اور غائب بن غزوہ ان اور ابوذر غفاری بن عبدلہ بن سیدہ اور عاصم بن سیدہ اسمیل بن مھضیا اور اقدار
عبداللہ بن ابی خالد بن بکر بھی تھے جانب لظن مطلقہ بامیر المومنین فرما کر روانہ فرمایا اور ایک فرمان غایت کیا اور ایک نذرانی
اسکو دینا بعد کھونا اور علیؓ کو راجا بیچ عبدلہ و انہی نے اور دونوں معنقران کھول کر چھوڑا تو انہیں لکھا تھا کہ لظن بخالد بن ابی طاہف دیکھنا
اور غزوہ ان مھس جانا اسکی اسی کو جلا کر کراہ سے اپنے ساتھ لے جانا ہست صاف ہے کہ صرف بخراہنے کو بھیجا تھا کہ دشمن کو نہ صرف علیؓ
الظن بخالد بن ابی خالد بن بکر بھی تھے اور ان کے پاس لکھا تھا کہ جلا کر کراہنے کو نہ صرف علیؓ

[illegible]

سودہ دونوں عبداللہ سے اجازت لیکر چھوڑ دئے تھے چلے گئے اور وہ قافلہ ترش طاقت سے موخری خانہ وغیرہ لایا اور وہاں
اور اس قافلے میں عمر و ابن العاصری اور حکم بن کسان اور عثمان بن عبداللہ بن غنیمہ اور نوفل بن عبد اللہ غزوہ جی تھے ان لوگوں نے
اہل اسلام کو دیکھ کر جانکہ بقصد غزوہ بیان تھے یہ بنو طینان سے اونٹ اپنے جنگل میں چھوڑے اور کھانا پکانے میں مصروف
ہوئے تب مسلمانوں نے قافلہ پر بریزش کی اور واقعہ ابن عبداللہ نے عمرو ابن عاصری کو تیس سے مارا حکم بن کسان کو قید کر لیا اور
نوفل جھاگ گیا اور مال اٹکائے لیا یہ اہل قتل اور ادا غنیمت اور ادا گرفتاری مشرکوں کی اور یوم وقعتہ مانج اور ابن
تھی اور مسلمانوں نے سب صحابی انسانی سمجھی تھی یعنی یہ اہل نادانگی میں واقع ہوا بقصد حب و بندش میں لوٹ کر آئے تو مشرک
نے کہ میں مسلمانوں کو طعنہ دینے کو محمد نے ماحرام بھی حلال کر دیا سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر عبد اللہ پر عتاب
فرمایا یا تقسیم غنیمت میں بھی شامل کیا اور اسیرین کے حق میں کچھ حکم نہ دیا کہ عتاب یہ غنیمت پشیمان ہوئے کبھی سب کلام مجید میں
نازل ہوا یہ لوگ ان اللہ امر اہرام قتال فی قتل فیکبر حاصل یہ کہ ان میں بنی قریظہ کی نرالی شہ گناہ اور ابن کافروں
نے مسلمانوں سے ان ہینوں میں قصور نہ کیا ان سے کرنا منع نہیں تب عبداللہ اور ان کے یار غرض ہوئے اور حضرت نے مال غنیمت
تقسیم کیا اور اس قبول فرمایا اور اہل کہ نہ دو دونوں قیدیوں کے واسطے قیدی بھیجا حضرت نے فرمایا کہ خداوند عتبہ جب کتاب گائے
نہین غنیمت ہوگا آخر وہ دونوں گئے تب حکم کو دعوت اسلام فرمائی اور ایمان لایا اور ہدیہ سونہ شیبہ جو او عثمان است غفر میں جانب کہ روانہ ہوا اور
حضرت نے اسکا نہ یہ قبول کر لیا پھر وہ بے ایمان مراءہ قعد تب سیر و تاریخ میں مختلف طور پر بیان ہوا اور ان سے معلوم
ہوتا ہے کہ میرا پاشہ تیرہ شوک کہ نہ نو کہ واقعہ نے خط کا کر نہیں کیا اور قبول کرنے سے روٹا لکھا ہوا اور یہی قرآن
عدم صحت قید کہ بہت ہیں ان اہل ایک یہ کہ قتال کے واسطے جاتے قلیل کاروانہ کرنا یا میں قید کہ کسی کو مجبور ساتھ نہ لے جانا
کہ یہ بات وراثت اور صلحت کے خلاف ہو دوسرے مقتول کی دیت دلو ان سے قیدیوں کا قیدی لینا چوتھے مال غنیمت کو
قبول نہ کرنا واقعہ نزول آیکہ کہ یہ کہ کاروانی عبداللہ کی خلاف تھی تو قیدیوں کا قیدی کیوں لیا گیا اور مال غنیمت کیوں
رکھا گیا اور اگر موافق تھی تو مقتول کی دیت کیوں دلوئی اور جس سے کیوں نکار ہوا اباجحد تو اس کی ہر بات قابل عقائد
فائدہ اس سر بہین عبداللہ ابن جشل البرہہ بنین کہلاتے تھے اور یہ خوشنویس کہ اول خطاب عمر ابن خطاب نے پایہ سردار ہو
کہ خلفا حضرت میں اول انکو خطاب ملاجی ہی آل کی حب میں بقولے رمضان میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح حضرت البرہہ بن
علی تفسی سے ہوا حال افضل ہکا اور لا آنحضرت کے بیان میں آویگا بعد اسکے اسی سال کے نصف شبان میں بنی نوفل نصیحت
رجب نہ دو شبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ مشرکہ گھر کہ سنال نہی سلمہ میں واقع نماز شریف فرما ہوئے اسنے آپ کے لیے
کھانا پکایا بنو نبوت تناول نہ ہو پوچی تھی کہ نافرہ کا وقت آگیا تو آنحضرت نبی سلمہ کے لوگوں کی مسجد میں اپنے یاروں کے ساتھ
نماز میں مشغول ہوئے ایک کعت پڑھ چکے تھے دوسری کعت کے رکوع میں تھے کہ آیت قعدہ بنی تغلبہ جنگ فی السار
نفس لہذا کہ قبلہ تر قعدہ قول یہ کہ شطر المسجد اہم یعنی ہم کہتے ہیں پھر بھیجنا تیرہ اسخا آسمان میں سوا البتہ بھیجے گئے تب حکم

اپنی مسند میں ابن عباس سے روایت کی کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا۔ نحویت المقدس العقبین یدبر بعد ما تحول
الی المدینۃ سنۃ عشرۃ من ثلث الکتبۃ پس استقبال منہ و بیت المقدس اس وقت میں بنا لیا کہ کلاں نبیاء بنی اسرائیل تھا کہ انوار
نبوت انکی شبیحہ میں جلوہ افروز ہو کر ایسے ہو گئے تھے اور یہی اس سبب کہ معراج ہی مقام سے واقع ہوئی تو اس مقام کو ایک رنگ
انکے حق میں ہو گئی اور یہی استقبال کا بہت صدق و غیبی و تعلیق کہ از حد خصائص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیاء بنی اسرائیل سے منقول
ہوا کہ وہ صحابہ کرام لا تہجاء نبیاء پیشہ کرتا تھا ہو گئے تھے آنحضرت ابتدا سے نبوت میں غیبی حضرت آدم و حضرت اسمعیل سے وہ نبی
تھا حضرت نبیاء بنی اسرائیل بھی محال فرمایا اور جب اب یہ ہجرت فرما رہے تھے تو استقبال دونوں قبلوں کا منشی تھا کیونکہ دونوں تھے ان
سے مقابل آتے تھے لیکن آپ اکیلے اجتہاد و قیاس فرمایا کہ محکم کے سے جانب میں ہجرت کا حکم ہوا تو نبوت پر کہ اور درجہ استقبال مقدس
بہتر و کہ عبارت میں بھی ثابت اس امر کی کہ انہوں نے استقبال بیت المقدس کو استقبال کہے پر ترجیح دیکر و خروج کیے کہ عند العقیقین
اول مع الاول تھی لہذا جبرئیل دوم ہجرت کہ نولہ تینہ کہ سر نہ یاد ہوتے ہیں پر بعضے شرع مینے بھی کتر میں نہایت اہم اس کی
طرح و فرمایا اور کیا اس کو معراج اوج کمال کو پہنچا اور کیا الہی و ربوبی اور عیسیٰ بلکہ جبرئیل نبی اسرائیل کے کلاں
سے جامع ہونے اور غروب ہونے کے ابتدا تھی و خلاف کہ یہی تھا مزید پنج کتاب حکم النہایۃ الرجوع الی اداریہ میر جانکہ کہ بتوجہ خلافت
اور تحویل نہایت کمال پر شہرہ و فائدہ ہرگز کوئی شخص نہ کہ یہ وقت نہ تھی لہذا استقبال بیت المقدس
کامیاب نہیں ہوئی اور تو کیا کہ تبدیل عمل میں نہیں آتی اور نہ تھا کہ وقوف اس حکم پر تھا گفتگو میں نہیں آیا یہ قبل وقوع و پیش بندی
فرمانا کہ یہ قول السنہ ان الناس لیکافئہ و تعابوا لہ کا اگر غرض میں نہ فرماتے ہیں کہ آیت قد تزی القلوب جبکہ نزول میں مقدم ہے پس
باعت تو تھو کہ حق تھا اگرچہ یہ ہوا اور جب باعث ایک امر کا یا گیا تو گویا وہ متحقق ہوا اندر اس کا نظر حکم میں کا وجہ ہوا اگر
ترتیب نزول بھی موقوف ترتیب قرآن کے ہو تو بھی اس پیش بندی میں کمی فائدہ سے ہیں اول یہ کہ اخبار بالنبیاء کلام عجاظ نام
واقع ہونے لاول عجائز میں محدود کی جائے دوسرے یہ کہ انما انجانا واقعہ و مکر و کجی آدمی بشارت ہوا اور اگر آتما مسکی اول سے
معلوم ہو جائے تو نوع لغت ہو جائے اور اس کے وقوع میں خبر ان بھیر نکی نہیں ہوتی سطح کوئی شخص شدت ہمارا ہو کر مجاہد
اور دوسرے لوگ نفعات دوسرے بس تھے شاید کہ اول میں تھا لہذا وہ کا جتنا دوسری موت میں ہو گا لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر
محسوس اللہ علیہ السلام ان کو سابق سے مطلع کر دیا کہ سفید ہو تو اس شخص کا سوال کر گئے تاکہ وقت وقوع میں جیانیوں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بشارت نہ گزرتے تھے کہ جو کوئی شخص سابق سے کسی امر پر مقرر ہو گیا ہو تو وہی لغو نہ لگائی حریف کی گزری
اور تا بل اور فکر کی کہ حاجت نہیں ہوتی اور اگر کوئی شخص کہے کہ اس سوال میں غلبت اور حق کی کون بات ہے تو جواب
اس کا یہ ہے کہ غلبت سبکی عقل کا نام ہے جو باوجود اسکے کہ وہ لوگ نبیوں پر مسلمانوں کا حال جانتے تھے کہ بلا کم الہی انکار حرکت اور
سکون واقع نہیں ہوا مگر جبر کر تباہ و خواہر استقبال قبایع مولہ سے سوال کرنا مزید دلیل غلبت ہے فائدہ حقیقت اس
تبدیل و تحویل کی اول یہ ہوتی تھی کہ نشیہ تراجم انہوں کے قریبی نہ تھے اور باپ اور بیٹے کو بغیر کلمہ غور ہوتے تھے

منہ

اور اسی بقیعہ منظمہ کو قبۃ حضرت ابراہیم جانتے تھے اور اسکی عبادت اپنا منہر سمجھتے تھے بلکہ تمام عرب کو غیر قریش کی ہی
 مکان کی توفیق میں ہی مصروف تھے پس تک استقبال اس مکان کا اور استقبال بیت المقدس کا کیا امتحان تھا تا کہ غفصین درود سے غافل نہ ہو
 ہر جنبہ کینم الہی ازل میں مسجود قیام کیا اور جزیرہ و ظاہرہ و خفیہ کا محیط تھا حاجت امتحان تھی لیکن جو غیر خدا شل ملک کا غیر وہ کائنات
 عالم انیسے تعلق کیا گیا تھا محتاج ہی ضرور اویسیا کے تھے تاکہ بحسب تہذیب و ان دریلہ امتحان ہر ایک کو سمجھیں ان اسکے ساتھ معالہ
 نسبت ال اسکے کہین علاوہ اسکے تالیف قلوب پر دیان بھی منظور نظر حق تھی اور بیت المقدس یہودیوں سے یابوس ہوئے اور استفادہ
 انبیاء نبی مٹوئل کے مرکز خاص تھا کمال کو پہنچا تو آپ نے جانب کتبہ جو کیا فائدہ بل کتاب بھی جانتے ہیں کہ حقیقت قیام وہ تیار
 جسکی عزت نازین مجیدہ اتع ہوا قبیلہ استقبال انکا ہی پیچھے ملتا ہوا ہر بیت المقدس میں ہر حکم ہوا اور آسمان کا کھنسا ہی سودہ
 قبلہ اتع نہیں ہو سکتا بخلاف کتبہ کہ اس سمت پر مجیدہ اتع ہو سکتا ہے آسمان قبلہ دہما ہے قبلہ ناز و در حکم آسمان میں جو شل ضرور
 بیت المقدس بھی سیمطع ہو سکتا ہے اور گو کہ وہ تہجد کلان اور غرض ہو لیکن اسکی نسبت تمام گھر سے دیکھنا چاہیے کہ اس مقصد پر
 قاعدہ اول معلوم ہو چکا ہے استقبال بیت المقدس بعد شب عراج و پس حیرت جہاں آنحضرت قرار پایا تھا اور بیت المقدس در بیت
 ہوتا ہے کہ بیت آنحضرت ملت برہم تھی اور بیت آنحضرت اول البوسے عرب و ثانیاً لبوسے موم و دیگر اور بیت ہم سے کہنے کی طرف
 ٹھیکہ تھے اور کہ حسین کتبہ اتع ہر مولد و نشاء آنحضرت ہر آدمی آزادی حیلست خواہان ہر کہ ہمارے وطن کو ہر طرح کا شرف حاصل
 ہو سوان سہا ہے آنحضرت راضی اسی بر تھے کہ قبلہ میرا کتبہ ہو چنانچہ امیر صاحب فرماتے ہیں کہ غزوہ ینک قبلہ تہر رضا ہیں ان
 دونوں میں نہ تعاض ظہر ہر جہاں کاسیہ ہر کہ اس جگہ دو جمال ہیں اول یہ کہ جہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتہی ہو گیا سبب
 اسکا یہ کہ آنحضرت نے پیشتر استقبال بیت المقدس سے تالیف قلوب یہود اور استفادہ کمالات انبیاء منظور کیا تھا حاجت تالیف
 یابوسی ہوئی اور استفادہ کمال ہو گیا البغیر وجوہ ترجیح کو یہ ہم ہوئے تو بالطبع بحسب تعدد خواہان استقبال کتبہ ہوئے وہ ہر طرح
 عدیلہ ہم استیصال بیت المقدس میں آنحضرت راضی استقبال کتبہ ہوا ان ماجد بنی روت تالیف قلوب استفادہ کمالات انبیاء استقبال
 بیت المقدس اختیار فرمایا ہوئے محمد نہیں اور بعض عقیدین نے فرمایا ہے کہ استقبال منورہ بیت وحی تھا ناز و روی جہاد اور قاضی
 عیاض نے اکثر عدل سے نقل کیا ہے کہ از روئے سنت تھا ناز و روئے قرآن اس قول سے اس قابل کی دلیل ملتی ہے جو کہ قابل نسخ
 سنت کا بالقرآن ہر اور ابو زریا ابن جعی شافعی تہذیب افاضل میں فرماتے ہیں کہ توجہ بیت المقدس جہاد آنحضرت تھا بلکہ بوجہ الہی
 تھا اور اس قول پر دو دلیل نقل کی ہیں ایک قول الہی ما جعلنا القبۃ الیٰ کنت علیہا الا نعلم من یتبع امرول من قبلک
 حقیقیہ کنی اور وہ قبلہ جو ہم نے شہر اہاجس پر تو تھامین مکر اس واسطے کہ معلوم کریں کون بیج رسکایا رسول کا اور کون ہر جا گیا
 اقلے یا نون و سر قول آنحضرت کہ جب آنحضرت جان بیت المقدس ناز پر رستے تو جبریل علیہ السلام سے فرما کر یہ اول قوی
 چاہتا ہے کہ امیر میرا کتبہ کی طرف اسلئے کہ وہ قبلہ اسیم ہر جبریل نے کہا میں بندہ غلام ہوں شل تمہارے او تمہارا
 اشر کے نزدیک بیت ہر ہر ہر سے درجہ بیت کو جو حضرت جبریل آسمان پر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانب آسمان

تقریر کے نظر ہوئے اسی بات میں کہ بت قدر سعی القلب و جبکہ فی السارنازل ہوئی اور یہی جہاں سے کہ وہاں اجہا و انحضرت باسید نفقت
یہود واقع ہوا جو کچھ وحی سے اس اجہا کی تقریر ہوئی ہو فائدہ جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی جہاں کعبہ سے توفیق خبر پڑی
نئے سارے پہاڑ جو کعبہ سے حاصل تھے دور کر دیئے کہ آپ کی نظر کعبہ پر پڑنے لگی اور قبلہ کا جانب و دان ہو گیا پھر اسی حال کی شبان
میں جس سے ماہ رمضان کی ہفتہ میں کہ یہ سورہ بقرہ میں نازل ہوئی یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبکم لعلکم
تتقون یا ما بعد و دات لنبی ای ایمان الی حکم موافق پروردگار سے کہ جسے حکم تمام سے اگلون پڑا یہ تم پر ہر گاہ جو اولین ہی روکنے کا
سیدھے پیدا ہو گئے دن میں گنتی کے تفصیل کسی یہ کہ ای ایمان الوقت قصاے بیان یہ کہ اپنی نفس کے مارنے میں مستعد ہو اور روح کے
زندہ کرنے میں کوشش کرو کیونکہ نفس دبی ہو اور روح بگینا اور ظاہر ہے کہ نزدیکی راہ دین کو مانا اور بگینا کی زندگی میں کوشش کرنا پڑی
نیکی ہو اور حصول اس امر کا یوں ممکن ہے کہ اس مزی کو کھانے اور پینے اور جمع کرنے سے اور طبع صبح صادق تا غروب آفتاب بشرطہ حسن
اور نفسا سے پاک ہو ورنہ کوئی نہ باریخیں چہرہ دن کا رغب ہو اور غیب کو شرم غریب دینا گویا مانا ہو اور پھر زمانہ غیب سے سواٹھے کا وقت کہ
کہ جس وقت شہوت تروتازہ اور حواس بکے ہوتے ہیں اور جماع اگر چہ سونے کے وقت ہوئی ہو لیکن کہ شہوت مل تدریق نظر دریافت ہو اور
کہ بقیہ نفس نہیں ہوتی بلکہ روز سے دفع طبیعت اور شیخ غفرلہ انداز میں کہ تیار کیا میں کہ شکل یوروہی میں تیار نہ نہیں
منی کو کسی محل میں ال کر سکی حاصل کرنا ہر دلدلہ جماع اگر اپنی منکوحہ یا ملوکہ سے واقع ہو تو اربع قبل سطرات کے جس طرح ہے اور اول
براز سے سوا جسے روح کی صفائی ہوئی نہ نہ فوت نفی ہو جو بقیہ افضل لفظ تہا نفس پروری بندر شہوتی شعل جماع رات کو نہ
بنا کر دلی کام رات میں بہتر کرتے ہیں نہایت خوابی اور کلال حواس دفع عقل و محرومی استیفاے لذت و رستہ جو کچھ ہو
پر ظاہر ہے لہذا رات کو محل در دنیا کیونکہ رات باطبع وقت سکون آرام و نگاہ ترک شہوات و تملذات ہو و لہذا اکثر عقلا رات میں
سواے سونے کے اور کوئی شغل نہیں کرتے پس اگر اس کو محل ذرہ در ذرہ تہا تو عادت عبادت سے اور حکم شرع مقتضاے طبع سے
مستانہ نہ تا بلکہ بطور مخالفت کے واسطے روزوں کی رات میں بیرون نہ جانے کا حکم ہو اور تاکہ کمال مخالفت مقتضاے طبیعت سے
مستحق ہو کیونکہ طبیعت سوزہ دار کی آرام و راحت چاہتی ہو اور یہاں مقتضاے نفس و طبع کا قلع و قمع دپیش ہو اور یہاں باہر
جوہر محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام ہر روز سے حرام ہیں اسی طرح اگلی امتوں پر بھی حرام تھیں پس حضرت آدم علیہ السلام سے
تا آخر شریعہ لہذا نہایت اسی طرح ہر گز دن میں کھانا پینا اور صحبت عورت سے کرنا حرام تھا صرف تعداد ایمان الیہ جنکلاف تھا
کہ حضرت آدم پر روزے ایام ہیض کے ہر مہینے میں فرض تھے انھوں نے گری اور مری کی شدت سے تکلیف پائی تو فصل ربیع میں بچا پس
اون کے سوز سے اس کے عرض میں کہنے لگے اور پھر ظاہر ہے کہ حکم کا فعل خالی از حکمت نہیں ہوتا دیکھو ایام معدودات نے کیسے
فائدے بخشے ہیں کہ ایک کتاب علیہ دار کردی ناقص عالم جیسے تو کہہ سکتا ہو اور نمونہ ان نوایہ کا یہ ہے کہ اگر مدت اس کام ہوتی تو
اکمال میں نقصان تھا اور کثرت شہویہ اور فحشہ میں تاثیر کمال نہوتی کیونکہ نفس و طبع ایک دوسرے کے مدد کو خیال میں نہیں لاتی

اور اگر ماہ کامل سے زیادہ ہوتے تو کس قوت شہویہ وغیبیہ تو بخوبی ہوتا مگر اعتدال مزاج نرسا اور قوت طاقت اور عبادت و درہم
برہم ہو جاتی اور عبادات سے بیکار ہو جاتا مثل نماز نوافل اور نحر اور عبادت طلب علم اور مطالعہ کتب دین اور عبادت مرضی اور
مشابعت جنائز وغیرہ امور شرعیہ کہ جنہیں قوت بدن کا ہونا لازم ہے اور اس صورت میں تقویٰ اور صلاح میں نقصان پڑ جاتا تھا
لہذا اگر ماہ کامل مقرر فرمایا کہ یہ مدت متوسط ہے مابین مدت غفہ کہ نہایت طویل ہے اور مدت سال میں کہ بہت طویل ہے اور اردو احتفلیہ
کہ تجددات و اوضاع اسمانی پرتغیر ہیں لیکن تین دورے ہیں اول دورہ دن و رات مکمل حرکت فلک ثانی سے متعلق ہے دوسرا دورہ
کہ حرکت قمر پر ہوتی ہے تیسرا دورہ سال کہ حرکت آفتاب سے ہے و ہر گز اگر ان تینوں سے دورہ شب و روز اختیار کرتے تو دخول شب و روز
میں لازم آتا اور بیت تہذیب کے کچھ تاثیر بھی ہوتی مگر یہ کہ اگر اسکی جاتی اور ایسی مگر جس میں روز و دن کے فاصلہ ہو جائے تو بھی
تاثیر متدہ ہوئی اور اگر فاصلہ نہ کیا جائے تو اگر مسلسل راجع بدورہ دوم ہو جاتی ہے یا مثل اس کے اور اگر دورہ دوم اختیار فرماتے
تو تبدیل فصول وغیرہ ہو جاتا بخلاف اگر دورہ دوم اختیار کیا اور اس میں ایک سہرا بھی ہے کہ نزول قرآن اول
موج محفوظ سے آسمان دنیا پر واقع ہوا ہے اس مقام پر جب کو بیت اہل بیت کہتے ہیں بیت دورہ حرکت آسمان کو اہل بیت
قراردیا تاکہ نزول قرآن سے بھی مشابہ پیدا ہو جائے اور مضان اسی واسطے قرار پایا کہ اس میں قرآن نازل ہوا ہے فائدہ
اس آیت سے فرضیت موم کی کجی اور شبیہ صرف فرضیت میں ہے نہ تمداد یا موم کیونکہ ہم باقیہ پر مایہ مضان فرض نہ تھے بلکہ
عاشورہ کا صوم حصہ موسیٰ پر اور ایام بعض کے آدم پر مگر کیفیت بن بلا شکر شبیہ ہے اسلئے روزہ میرم سکوت تھا اور اون کا
یہ کہ درویش قناب سے تاغشا اکل شربت جماع و دست تھا پھر تابع حرام بیات ہمارے حضرت کے زمانہ تک بھی یہاں تک کہ
بعض صحابہ نے غلبہ شہوت سے راتوں کو صحبت کی اور صبح کو نہایت اپنی حضرت سے اہماس کی تو نازل ہوا اکل کم لیسۃ
الرفث انتم اتوا العیام الی الیل اس سے نکلا کہ تمام رات خبر تک صحبت کرنا حلال ہے نہ دروی نے بحث اشارت نہیں من لکھا کہ
کہ جب جماع فجر تک جائز ہوئی تو اس میں اشار ہوا کہ جنابت منافی صوم نہیں اسکو جو آخر شب کو ترک ہو اور صبح کو نہ تھا انکو نہ تھا
غسل من میں ہوگا اور میں کہتے ہیں کہ مردانہ نفس غشی ایک شخص فقیر تھا فردوسی سے کہے پالتا تھا ایک تہہ رات کو رمضان
بے کھانے سو گیا دوسرے دن ذرہ رکھے حضرت کے پاس آیا آن جناب نے چہرہ متغیر کیا اور چھانسنے حال کہا اس کے حق میں کھانا
سخت ہے میں لکم ان خط الا یمن من لخط الاسود من الفجر المدنہ نازل فرمایا اس آیت سے صوم کی حدود وضع ہوئی لینی باز نہ کھانے
جماع سے پس کفار اکل شربت سے بھی لازم آتا ہر سطح جماع سے نہ جیسا کہ امام شافعی صرف جماع سے کفارہ کا لازم سمجھے ہیں اور بیت
میں اشارہ ہے کہ نیت صوم دن میں جائز ہے کیونکہ جب غفلت فجر تک صیام فرمائیں پھر تموا العیام الی الیل ارشاد کیا اور چونکہ شب
ترانی ہے تو معلوم ہوا کہ لامحالہ غریب بعد فجر ہے اسلئے کہ جب تک فجر نہ ہوگی دن کا نوکارات منقضی نہ ہوگی پھر ہم نے حاکم پر لکھا ہے
کہ نیت فجر سے قدم کرے اور اس آیت سے حرمت صوم وصال کی بھی نکلی چنانچہ کثافت و مدارک میں ہے اور اکل میں ہے کہ اگر صوم
منیہ کیا ہے اکل کر تین فجر تک اور ایک میں تبیین نہیں جیسا امام مالک کہتے ہیں اور بعضوں نے استدلال کیا ہے کہ ایک شخص جماع

ظاہر ہو شخص بن شریق سردار بنی زہرہ و اپنے گزروہ سے کہنا کہ جو یہ بدخون احق قرانی مول لیتا ہی سوئی نہ ہو وہ اسی مقام سے بھر
آئے یہ خبر ابو سفیان کو ہوئی اسنے انکس کر کے کہا ابو جہل اپنے چیل سے قریش کو تباہ کیا جاتا ہے اس گفتگو سے مرضی ابو سفیان
کی قسمی گر جہل ابو جہل سے ملا و جازا چار سبب بات تعلیق بیت ابو جہل بدرین آیا اور عکر بدر سے بھرج ہو کے بھاگا اور قوت
نہا کرتا تھا کہ ایسا مقام خوف میں نے نہیں دیکھا ہی خدا کی قسم ابو جہل مرد ناباک سے اسی انسان میں ہو اوی صفر خداد روحا
حضرت جبریل امین نے خبر دی کہ قریش مجھے سازا ہاں سے چڑھے آئے میں حضرت نے صحابہ مشرک کیا اور فرمایا اللہ نے
دو گروہ کا مجھے وعدہ کیا یہاں کا روات قریش یا قریش یا روئے کیا یا رسول اللہ اپنے قتال کا ذکر کیا کہ ہم سامان بیت کرتے
فرمایا قافلہ تجارت کل گیا ابو جہل یا یہ عرض کیا کہ قتال کو جو جو کر کے جانک رواں توجہ ہو ان بات پر حضرت ناراض ہوئے تہ حضرت
سنبھلن رضی اللہ عنہما نہ فیئینا فیئینا کہین کہ انجناب بہت خوش ہوئے اور دعا فرمائی اور عقدا بن عمرو الاسود نے کہا یا رسول اللہ
جو کیا اندر صاحب نے فرمایا ہر اسکو سجا لایے ہم آپ کے ہمراہ ہیں ہمارا مقولہ یہ نہیں ہے جنہی اسراہیل کا حضرت موسیٰ سے تھا اذابت و یک
قتال انہما فنا قادیون اپنی جان کے نوادہ تیرا رب لے لے تو میں جیسے ہیں بلکہ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اگے چھپے ہیں
باہم ہر طرف سے ٹرینگے اور جانتا کہ آپ ہمیں لچا جائیگا جائیگا اگرچہ برک الہاؤنک ہو چونکہ انصار نے وقت بیت عقبہ یہ عہد کیا تھا کہ
جو کوئی آپ پر مدینہ میں چڑھ آوے گا اس سے ٹرینگے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ نکل کے ٹرینگے آپ نے اسی بغیر کی کہ جس سے
انصار سمجھے کہ آپ کو موافق اس معاہدے کے خیال ہو کہ شاید ہم باہر دینے کے آپ کے شریک ہو گئے انھوں نے عرض کیا کہ خبر
ہمارا معاہدہ مراقت کا وقت چڑھ آنے دشمن کے مدینے پر تھا لیکن جب ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کو نبی ہر حق جاننے میں
ہماری جان آپ کی جان پر فدا ہو آپ کہیں ہوں اگر آپ ہمیں ہند رہیں گھسنے کا حکم دیں تو گھر جانیں اور کس طرح دشمن سے
گرائی میں ہیں غدر نہیں ہو وقت جنگ لاشا اللہ تعالیٰ آپ ہماری جان شاہی سے راضی ہوئے اس گفتگو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نہایت راضی ہوئے اور فرمایا جلد خوش ہو کر خبر دے تمہارے قتل قتل کی طرح دیکھا ہوں گویا نہیں نظر ہر بغیر کے نزدیک سے
اتما سر مدین عباد کا ہے مگر انکو اہل حق اور بن عقبہ نے بدریوں میں شامین کیا اور واقعہ اور بدائشی اوکلی نے اس بدرین کے بعد
ہو صبح سلم نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بل بدر کے حال میں بیان کیا کہ جناب انے مہین کا قتل ایک ایک فرقی
جو بہرین مارے گئے ایک دن پہلے دیکھا دی تھی اور وہ ہاتھ کھل اس جگہ غلان قتل ہو گا انشا اللہ تعالیٰ اور اس جگہ غلان قتل ہو گا
انشا اللہ تعالیٰ پھر حضرت عمر نے کہا کہ انہم فرات کی جسے جناب سول خدا کو دین حق کے ساتھ بھیجا کہی انے میں اس عظیم سے تجاؤ
کہ کیا جان رسول اللہ صلم نے اسکا مقتل تباہ تھا انتہی اللہ جب حضرت نے یون فرمایا تو صحابہ کی قوت ہوئی اور ہر وہ کاب پر چلو و فرمایا
اور حضرت نے اپنا لشکر عہدہ دنیا پر اتارا اور شہر کہیں نے عہدہ وہی پر کہ اللہ تعالیٰ سورہ انفال میں مائے میں انہم باعدہ الدنیا وہاں
ہو کہ وہی وہاں پہلے نہ کہ نبی جہنم سے تم سے دے کے ناکہ اور وہ سے پرے کے ناکہ اور قافلہ ترک گناہیجے تم سے او حال یہ تھا کہ
ماہین دونوں کے جنگل حاصل تھا ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی اول حضرت مع ایک صحابی کے ساتھ ہر گئے اور جنگل میں بچنے لگے

عزیز میں داخل ہوئے اور دو گھنٹہ نماز ادا فرمائی کمال صبح اور زاری سے دعا کی صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری
حضرت علی علیہ السلام نے جناب امی میں اتنا سیکھ لیا کہ وہ کہتا تھا کہ جو تو نے وعدہ کیا ہے اسی کیان جو وہ نبی جیسا کہ تو نے مجھے وعدہ کیا ہے
اگر تو نے اس سے چھٹا اسلام کو مار دالا تو میں میں تیری عبادت نہوگی یعنی پروردگار میں میں ہم ہی گو تیری عبادت کرنے والے میں اگر تیری
مشیت مقنی اس بات کو ہوگی کہ نہ شرفا لب آدین اور ہم لوگ فنا ہو جاوین تو پرستش تیری باطل موتوں جو ایگی اور حالت میں جاوے
دو شہنشاہ کے گروہ میں صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے جادو کو دیکھا اور باندے سے شروع بلبل میں کہ کہتے تھے
کہ یا رسول اللہ میں تجھے اہل جلال نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ جو نبی کا تو بیشک نبی ہوگا نہ تباہ ہوگا نہ کھڑے ہوئے اور رہیں ہوئے عرش سے
بہتر آئے اور آیت مجری سینہم اجمع دیووں اور جلا الساعہ موعظہم اسعد اوی و امیر یعنی انیس کے کھانگے میل اور کھانگے انیس کے
بلکہ وہ گھڑی ہر ایک وعدہ کا وقت اور گھڑی تیری آفت اور بہت گزری چنانچہ طالعین ان میں گویا کے ظاہر ہوا یعنی اس آیت میں اس کے
نے خبری کہ نہ کہیں کہ کو جناب رسول مقبول کے مقابلہ میں کشت ہوگی اور سب گانگے سوطابق اسکے زبرد بر واقع ہوئے ہوں گے
جماعت مدینہ سے لشکر کفار قریش کو کشت فاش ہوئی حالانکہ لشکر اسلام میں تین سو تیرہ آدمی تھے اور لشکر کفار قریش تیسے اور سب
ساز و سامان اور حضرت علی علیہ السلام نے سامانی لشکر سے یہ بھی دعا فرمائی تھی کہ اسی یہ شکستہ ہیں ان کو کھڑے آئی یہ جو کہ میں
ان میں کھانا دے آئی یہ سب کہ میں ان میں دے راوی حدیث کہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بعد نبی کے کہ اسے ایسا نہا جسکے پاس آئی
اور کہہ انو فہمیں نورنوا میں حدیث کو ابوراد و دے علیہ السلام سے روایت کی ہے اور ابانہ بخراست فعل دم شہ و نہ شرف میں موجود ہے
شان موجود ہے کہ بعد نبی جیسا کہ رسول مقبول بہتر ہے تو کوئی ایسا نہ تھا جسکے پاس ایک نہ یا داوڑت نہو لے کر نہ کہے پائے
اور کہ بیت بھرا اس غزوہ میں حضرت علی علیہ السلام نے لفظ فرمایا کہ قریب ہزار آدمی کے لشکر کفار قریش جو باس و سامان اہل اسلام گھین
تین سو تیرہ آدمی سامان میں اضطراب سے دعا گئی اللہ نے قبول کی اور نبی کی فائدہ اگر کوئی کہے کہ جب خدا تعالیٰ نے فتح کا وعدہ
کیا تھا تو منظر ایک تھا کیا تھا جواباً دل یہ ہے کہ حضرت مسلم نے نیازی اور بے پردائی کی شان سے دوسرے دو مالک جو چاہے کہ دوسرے
اسکا ہاتھ کون کپڑے والا اور نیکی لکھی نام کہ کاپنے مالک سے بندہ ہمیشہ تر ہے کبھی نذر نہ دوسرے کہ در عایت اب مقام ربیت کا ہے
کہ باوجود فوق بعد میں وعدہ خدا یا عفا در کھے کہ خدا پر کوئی حق واجب نہیں ہے اور اگر کوئی کہے کہ جب یہ ہوا تو خلق وعدہ ادا فرما جائے
تو جواب یہ ہے کہ وعدہ کی حاجت کا وقت میں نہیں تھا کہ اس میں صحت مکان پر کھڑی ہو اور گروہ کرین وقت میں بھی ہوا اور جاس
موجود اس وقت میں ہی انہو توجہی ہدیٰ عدو میں نہ تیرد نہیں ہوتا کیونکہ جانہم کہ وقوع وعدہ و علق ہسباب مشروط ہوا اور اس کا علم خدا ہی
ہوا و نہ کہ کو اعلیٰ نہ دی ہوا و حاجت میں نہ کہ جو قیود مشروط علم آئی میں ہوں ان سے بندہ کو مطلع کرے اکثر اوقات میں کہ
انکا مقصود ہوتا ہے کہ اس طرح سے اس سے مسلم ہوتا ہے کہ کتبہ میں اور شرف میں کون کو فو سبب خوف حکم لایا ہے
نہ سبب عزم حقوق جو وعدہ چنانکہ حضرت ابراہیم نے وقت ارشاد تو فرمایا لا اخاف الاشرار کون الا ان یشرکوا ربی شیئا وسیع ربی کو
عطا خلاصہ یہ کہ حضرت کو یہ یقین حاصل تھا کہ وعدہ حق جو حضرت رسول اور علم علیہ السلام کا ہے جسے حضرت اور سبب شرف و وسعت

جو ہوا سو ہو گیا کہ کوئی شخص اس کی حضرت بنی مود نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فتح دی اور کفار کو شکست ہوئی اور
 نوید و فخر ہوئے بعد اسکے سر کرنے کا ارادہ کیا اس لعین کے کما لیر کھنڈھوں کی اتصال سے کاٹیو تاکہ اور مرن سے اونچا نظر آوے گا
 جانین کہ سر خار کا سر جو بن مود نے سر لعین کا کاٹا اور حضور اقدس میں لائے حضرت خورشید موعود نے فرمایا احمہ اللہ الذی اخراک اللہ
 یا یہ فرمایا احمہ اللہ الذی نصر عبدہ و اعز بنیہ سجدہ شکر ادا کیا اور مایات فرعون ہندہ الائمہ فائدہ چھ طرح نبی الامت کے بلند مرتبہ سے
 پر نسبت حضرت سید علیہ السلام فرعون آپ کی امت کا بھی بلند مرتبہ تھا نسبت فرعون حضرت موسیٰ کے کیونکہ اس فرعون نے مرتے وقت
 کلمہ اسلام دیا بیان کیا کہ قبول نہو اور اس امت کے فرعون نے مرتے وقت بھی کلمات کفر اور تکبر کے کہے ہر مقام سے بعض فقہا کا تین میں
 کہ دفع بلا اور حصول نعمت جدیدہ سجدہ شکر کرنا مستحب ہے مگر علی کو یہ اختلاف ہے کہ سجدہ خارج صلوٰۃ و اسے سجدہ تلاوت شرعیہ نہیں
 جو ہر ضعیف قابلِ خدمت و خراج میں اور کہتے ہیں کہ اس حدیث سے سجدہ نماز مردہ اور ایک روایت ہے کہ حضرت نے کوئی نماز نہیں یہیں سجدہ نماز
 تھا اور امام شافعی اور امام احمد و جاجین پر نسبت ہیں اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب باصفاء عبادت شکر ادا
 فرمائے ہیں تفصیل سنی شرح سنو الساماتین ملاحظہ کی جا فائدہ اس رائی میں ابو جہل مرد و دوصل موصول تھا اسی نے گردن کبر
 دان کی تھی حالانکہ ابتدائے انارہریت قریش از روئے خواب غیر معلوم ہو چکے تھے چنانکہ قبل از مضعم غفاری سناہ ماکہ نسبت محمد ^{المطلب}
 نے خواب دیکھا کہ شتر لڑا اور موضع اطی میں گھرے ہو کر کہنے لگا کہ اپنے مقتل پر جلد واجب ہے خبر ابو جہل کو پہنچی تو اس نے عباس
 بن عبد المطلب سے کہا ای ابو الفضل یہ عورت بھی تمہارے گھر میں پیغمبر ہوئی تین روز اور صبر کرنا ہوں اگر کچھ انہر خواب نہ ہوا تو
 ہوں قبایل عرب میں کہو گے کہ نبی ہاشم نے مرے جوئے ہیں مضعم سے روایت ہے کہ میں نے وقت جدا ہونے کے قافلے سے خواب
 کو ایک لوت پر سوار ہوا اور جنگل خون سے بھرا ہے جب بیدار ہوا تو میں نے تعبیر کی کہ قریش پھیلنے غلطی نے والی ہیں ایسے ایسے
 واقعات سے اکثر شتر قریشی جی جراتے تھے مگر ابو جہل نے زیر ہستی اپنے ساتھ بقاعدہ رسول فخر لے گیا اور مالک اور عکرمی دیا
 فنانین کو لویا اور یہ بھی اتفاق ہوا کہ جب قریش منزل مجھ میں آئے تو ہم بن اہل بیت بن محمد بن اہل بیت بن عبد مناف نے خواب
 دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار آیا ایک لوت بھی اس کے ساتھ ہوا اور وہ کہتا ہے عبد اللہ اور ابو حکم بن ہاشم اور اسید بن جحاف اور
 فلان فلان دی مارے گئے پھر ایک بچہ آئے گردن شتر بزار کے چھوڑا کوئی نیمہ قریش کا نہ بچا کہ آئین خون کے چھیت زہری
 یہ واقعہ بھی ابو جہل نے سنا کہ یہ دو مرد پیغمبر نبی مطلب میں پیدا ہوا اب یکساں ہوں کوئی توں تول تو ہوا کہ انی المبلغ فائدہ شاید قبل
 بن شام ملعون کو ایک اقدہ سے قریش کے فتح پانچا فلان غالب تھا اسی سبب اس طرح کی نوح و اہلگیری تھی و انتہ یہ کہ جب قریش
 جمع ہو کر رائی کو نکلے تو ایک دی بوڑھا ملا اور کہنے لگا کہ میں بھی اہل اسلام کا دشمن ہوں تمہاری رفاقت کرو گے گا اور خدا کا خوب
 ملے ہوں تم ضرور غالب ہو گے جب رائی ہونے لگی تو ابو جہل کا ہاتھ ٹھیکر بھاگا اسکو نہ اول کسی نے دیکھا تھا یہ سچ دیکھا تھا
 شیطان مرد و کہ حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام کو مسلمانوں کی جانب کیا کرھاگ کھڑا ہوا ہی کا اشارہ اللہ صاحب
 سونہ الفضل میں فرماتے ہیں واذین ہم انہما شیطان و حال و غالب کلم الیوم من الناس انی جاکم فلما ترآرت المشرق

مخلص علی تعبیه فقال انی ہرگز نمی گفتم انی امیر مومنان الی اخاف اللہ و اشدیدہ لقلب کبیری از جن وقت سنوارنے لگا شیطان انکی نظر میں آنکے کام اور بلو کوئی غالب نہو گا تم سب کچھ کے دل میں نیت ہوں تمہارا بھجوب سانسے ہو میں دنوں و صبح آنا
 بھلا نبی امیر یوں بولد کہ میں تمہارے ساتھ نہیں میں کی تھا ہوں جو نہیں کی کھیتے میں رہا ہوں اسکو اور اللہ کا خدا بخشت ہی
 انقضی الوجل کی موت آئی تھی ہر باعث سے جو کوئی کچھ اعلیٰ میں کہتا تھا اسکو جواب کہ برادر نجات سے دیتا تھا چنانچہ قریش نے ایک
 لشکری کو خبر لینے کو کہہ کر اسلام میں بھیجا تھا اسنے خوب زیارت کر کے کہا کہ اسی قوم میں حکم و پیش ہونے لگیں لیکن ازل ہی بہترین ہر تمہاری
 نہریت ہوگی حکیم بن حاتم نے مشکوٰۃ سے کہا پٹ چلا اسنے قبول کیا جب الوجل سے کہا تو اسنے کہا مع ہرک یکیا ہی بدل سے
 اور زمری سے عینے کے کا قریب معلوم ہونا ہی کہ برادر کون ہوتا ہی خلاصہ یہ کہ الوجل ملعون فرعون سے بھی زیادہ شکر تھا کہ اسنے سبب کہ
 کسی کا کشتہ نہا آخر کار اب لایا اور لوگوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور شر برادر وں کو گرفتار کر لیا ہفتہ بچلہ شتر متروک کے چوبیس گنا
 حضرت نے ایک کوئین میں کہہ دیا تر تھا بدین و لادین اور امیر غنیمت کو جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شدرے سے مار لیا تھا اسنے
 اس جاہ میں نہیں ڈالا اسکی لاش سرہ میں بھول گئی تھی ناچار اس جگہ جان لاش پڑی تھی خاک انداز کر دی گئی اور عادت شریف
 یوں جاری تھی کہ نہ فتح کے تین دن ہاں غلام مواتے تھے یہاں بھی ایسا ہی اتفاق ہوا اور سیر کے دن ارشاد کیا کہ سوار سی طیار ہو
 اور سوار ہو کر اذیت پر ایک جاعہ اصحاب اس جاہ پر جہان قتلوان قریش دے گئے تھے تشریف لے گئے اور ایک ذکر کہ ہم خانہ
 و قید ولایت بکار کر ملا کہ مجھے جو وعدہ اللہ نے کیا تھا پورا کیا یا تم بھی اپنے وعدہ کو پونچھو اور ایک آیت میں کہ نہ ملا کہ ایڑی اٹا کا
 چاہے تم بدلتے دار تھے کہ تم سے میری کنڈی کی تھی اور تصدیق کی لوگوں نے غم خطا بنے اتنا اس کیا یا رسول اللہ کہ کلام مواتے ہیں اہل
 بلا اور اس سے فرمایا تم خدا کی جسکی بدقت میں میری جان ہی کہ تم لوگ ان سے زیادہ غلوان میں ہو لیکن یہ جو ان میں دیتے ہیں اس
 حدیث متفق علیہ سے صریح دریافت ہوتا ہے کہ موتی کو سماع اور شور وادراک و علم خطاب کلام احیا قرار دہی ہر اور جو منکر ہیں محبت
 وادراک موتی کے وہ غلط ہیں انھیں اس قصہ کی مراجع اور شرح مشکوٰۃ شریف میں کہ تصنیف حضرت شیخ عبدالحی دہلوی کی ہیں خط
 کرنا لازم ہر فائدہ غل فضائل و خواص غزوہ بدر سے حضور و قتال ملا کہ یہ کہ آیا تھا و احادیث سے ثابت ہر چنانچہ اللہ صاحب سؤ
 انفال میں فرماتے ہیں و انستغفون بکرمنا سحاب کرم الی مد کہ باہن بن الملائکہ مردعین یعنی جب تم لگے فرما دے کہ اپنے رب سے پونچھا
 تمہاری بکار کو کہ میں مدد بھیجوں گا ہزار مرتبہ شکی یہ بھیجے لگے آوین اور امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہر کہ اس غزوہ میں ہر
 حضور سے ہوا عین بار چلی فرما یا حضرت صلعم نے اول جبریل تھے ہزار فرشتوں سے دوسرے میکائیل تھے ہزاروں فرشتوں سے
 تیسرا اسرافیل تھے ہزار فرشتوں کے اور بھی حضرت علی سے روایت ہر کہ یہاں سے لے لیا کہ صوف غید تھا اور بعض روایات میں
 حملہ سپاہ و سوار اور بعض میں نہ دیکھی آیا ہر ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے مختلف رنگ کے عمارے ہندھے تھے اور ظاہر احادیث
 سے واضح ہر کہ بصورت مردانہ فرماتے تھے اور اپنے گھوڑوں پر سوار تھے اور شکر گوشت واز گھوڑوں کی ناپوں کے سنسنے تھے اور ہر
 نہ دیکھی تھی اور ہر مشرک بقابلہ سلم کھلتا تھا قبل کے کہ اس تک پہنچے سرسکاتن سے جدا ہوتا تھا روایت ہر کہ ہر ملاکہ ہر

اور بندہ شکرین پر پڑتا تھا کہ اقال اللہ تعالیٰ نافروا تو فی الاعناق وافر ہو تو ہم کمال کی متصل بنان اور بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے بزرگوار کہ یہ جبریل ہی کی بکری اپنے گھوڑے کی بالگ و سلاخ جنگ سے آراستہ اور احاطہ سے واضح ہو کہ نام گھوڑے کا جبر جبریل علیہ السلام و اس کے خیر دم نسیج خاومہ و کون تختانیہ و اسے مضبوطہ معھا تھا کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری کا فرسے چھپے دوڑا و فطہ آواز نازبانہ اور آواز سوار کہ اقدام یا خیرم سنی تو اس نے دیکھا کہ ایک کافر اس کے آگے مرا تباہی ہر نک جھٹ لگئی ہے کہ گھوڑے کے انترے وہ جگہ نیل ہو گئی ہے یہ دیکھ کر حضرت معلّم کہ باس آیا اور یہ حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ مرثیہ مرد آسمان سیم کے تھا اور یہ جو بعضے لکھتے ہیں کہ قتال ملائکہ مخصوص الغزوہ بدر ہے اور احواد و احوال اور حسین اور زین العابدین حضرت بنابر امانت اور اہل اہلین اور مصیب و نحوین شکرین و کافرن نازل ہوئے تھے سو یہ قول الایق القذات نہیں ہے خواہ کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اس کی تصریح فرمائی ہے اور سعد بن ابی قحاص سے صحیح مسلم میں موجود ہے کہ یمن نہ حال حضرت معلّم کے درمروہ نہ واحد دیکھ کر قبل اس کے اور بعد اس کے نہیں دیکھے یمن جبریل دیکھ لیا جا ہما سے سفید پتہ ہوئے قتال کرتے تھے اشد قتال اس حدیث سے یہ ہے معلّم ہوا کہ رویت ملائکہ مخصوص نبیوں کے واسطے ہیں بلکہ صحابہ اور انبیاء بھی دیکھ سکتے ہیں چنانکہ تصریح رویت جبریل علیہ السلام کا نسبت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور ہے کہ حالات وحی میں رویت ملائکہ مخصوص انبیاء ہے اور حق یہ ہے کہ وحی مخصوص بانبیاء ہے نہ رویت اللہ بعد میں دن کے نفع سے حضرت رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم جانب مدینہ با سکنہ متوجہ ہوئے اور وادی صفراء میں غنائم بدر کو دیکھوڑے اور ستر اور سلاخ و اسباب وغیرہ جمع فرما کر تقسیم فرمائے اور حاضرین اور غائبین کو حدیث شاوی غنایم کیا یعنی ان جمہم مخصوص کو جو کسی مدرسہ مدینہ میں رہ گئے تھے یا حکم رسول اللہ وہیں گئے تھے حصہ دیا اور شمشیر و الفکار کہ بنیان الجھاج کی تھی اور اذیت سوار ابوجہل کا حضرت نے پسند فرمایا اور اسی جگہ بروایتی نظر ان حارث کو علی مرفعی کے ہاتھ سے قتل کرایا اور عرق الطہیر میں نقیب بن حنیف کا فر کو جس نے شکرین نمازین حضرت پر ڈالا تھا عام ابن ثابت جد عامر ابن عمر بن خطاب کے ہاتھ سے قتل کرایا یہ روایت ضعیف ہے بسبب اختلافات کے یا جو اس محلّ میں کتاہ انسان البیون واقعہ کی شامی کتب تواریخ سے واضح ہے کہ یمن اور ہر طاہر ہے کہ حضرت مد اللعالمین نے بہ تفقہ سے شان رحمت کسی کافر کو بعد اذات و کینہ کسی نے قتل نہیں کیا ہے کسی سے نہ لائی کا بعد الانین لیا ہے جبکہ اس سبب ان ہر کے حالات سے طاہر ہے اور جب موضع روحان کہ جھپٹن میل سے اذات و جہود فرما ہوئے تو اعیان مدینہ کہ بعد متخلف ہوئے تھے خذروا خواہ ہوئے حضرت نے خذرا کا قبول کیا کیونکہ کلکنہ سے بعد قتال متین نہ تھا بلکہ منظور تاج کاروان تھا قتال تو ذبیحہ واقع ہوا اور اسی جگہ اہل مدینہ نے شہر مبارک کا دوسی ورجب اہل مدینہ نے احباب سے مبارکباد دی تو وہ بولے کہ اہل مدینہ ہم کو کیوں تمتہ کرتے ہو یہ نفع ہمارے ہاں نہ ہے نہیں ہے اور ہم دیکھتے تھے کہ کافر دن کا تن سے جدا ہے اور تامل نظر نہیں آتا تھا اور کافر شل شمشیر غنی کرنے تھے ہمارے ہاں بندھے اور ہم جاگیر کاٹ لیتے تھے یہ بات سب مباح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچی تو حضرت نے فرمایا کہ ملائکہ تھے اور ہوا

یہ نہیں ہو کہ سب کا یہ حال تھا بلکہ بعض بہا زرت و مخالفت بھی کرتے تھے صحابہ سے اور بعض ضرب طلاق سے فی النہار ہوتے تھے اور بعض گرسے ملتے تھے مگر جہ النبوۃ میں ہو کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقبلاً بدر سے آخر رمضان میں فائغ ہوئے تو اہل روز خصال میں زید ابن حارثہ کو واسطے بشارت فتح کے جانب مدینہ روانہ فرمایا اور یہ خبر اس وقت پہنچی جب رقیبیت رسول اللہ کے وطن سے اہل مدینہ فائغ ہو چکے تھے اور بعض کتب میں ہو کہ عبداللہ ابن رواحہ بھی ہمراہ زید کے گئے تھے اور شہرت رسول مقبول کی وطن رقیب میں بدل لال ثابت نہیں ہر صفت ایک شایع اہل بعض کتب میں مذکور ہو والد علم انقض انجناب صلعم مدینے میں تشریف فرما ہوئے اور دوسرے دن آساری بدر کہ شتر آدمی تھے لائے گئے آن میں عباس ابن عبدالمطلب عم رسول اللہ و نفل ابن اسحاق بن عبدالمطلب و عقیل و جعفر بن ابی طالب و سہیل ابن حبیب و ابوالعاص و زید بن حارثہ و غیرہم تھے کہ نام اس کے افضل کسی کتاب میں نظر نہیں آتے موجود تھے چنانکہ حضرت عباس اور نفل ایمان لائے اور معلوم نہیں ہوا کہ امین سے کون کون ایمان لائے مگر سہیل ابن حبیب صاحب سادات عبداللہ ابن مسعود بھی ایمان لایا روایت ہو کہ جب مسلمانوں نے اسیران بدر کو نبویا تو عباس ابن عبدالمطلب نے سبب گزنی نہ کہ رات کو شور کیا کہ حضرت صلعم کو نیند آئی یا رونے لگے پوچھا یا رسول آپ کیون خواب نہیں فرماتے فرمایا یا عباس سے جب انھار نے رفا سے رحمۃ اللعین و مداب شک کر کے قید عباس کر دیکھی تو ان کے بند بیک کر دیے اور عباس سو گئے حضرت صلعم نے فرمایا اب آواز عباس کی نہیں آؤ، اصحاب نے کہا یا رسول اللہ بند گردان اونکی بک کر دی گئی، فرمایا سب قیدیوں کی بند بیک کر دو سبحان اللہ سو کا، ہم نے انصاف ہر فائدہ ہر شخص سے حضرت صلعم کو کیا تعاقبت حق تعالیٰ ہر رکعات و مواضع حضرت عباس کی نہیں رکھتا تھا حضرت صلعم نے فرمایا کہ تو نے عباس کو کس طرح گرفتار کیا اس نے کہا کہ ایک شخص نے میری مدد کر کے انھیں اسیر کر دیا اور سکون میں سے بیٹھ دیکھا تھا نہ پوچھا حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا اور اس سے بڑھ کر حضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ عباس اس لشکر میں کاہن کی ساۃ آئے ہیں جو کوئی انکو یا دے تہل نہ کرے سو فرشتے نے بھی اس حکم کو مانا کہ اسیر کر دیا تہل نہ کیا، ہا بعد باب اسیران بدر ابو بکر صدیق سے پوچھا کہ انکو قتل کرنا چاہیے یا نہ یہ اسیر چھوڑنا حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ نہ دیکھو چھوڑ دیجیے شاید تو یہ کرین اور انکی نسل سے اولاد مسلمان پیدا ہو اور اسی کے مطابق اور بعض اصحاب نے کہا پھر حضرت عمر ابن خطاب سے پوچھا وہ دوسے یا رسول اللہ انکو قتل فرمائیے ان لوگوں نے تکذیب کی اور یکے سے نکال دیا اور یہ سخت کافر ہیں ان کے مارنے سے شوکت کفر ٹوٹ جائیگی اور آپ کو اللہ نے مال دنیا سے بے نیاز کر دیا ہو بلکہ ہر کافر کو اس کے غریب کے ہاتھ سے قتل کرائیے تاکہ معلوم ہو کہ انکی محبت دلوں میں نہیں ہو چنانچہ تفسیر مجمع البیان و منبع العاقبتین اور خلاۃ تفسیر حجابی و سبب امیر کی بھی اس کلام کے مؤید ہیں اور سعد ابن مسعود و عبداللہ ابن رواحہ وغیرہ بعض صحابہ اس واسطے کہ جواب ہونے نہ شریک ہوئے چنانچہ سعد ابن مسعود نے کہا کہ انکو وادی کثیر احطاب میں قید کر کے جلا دیجیے حضرت صلعم نے فرمایا ای ابو بکر تیری مثال ابراہیم بنیبرکی ہو کہ وہ فرماتے تھے من فی غنی فانه منی ومن عسانی فانک غفور رحیم یعنی جو میری مملکت کرے وہ

روایتی ہے کہ عباس
ابو اسحاق بن حارثہ

نفسہ و دربار عباس

روایتی ہے کہ

وہ مجھے ہم اور جویر سے خلافت کر کے پھر تو غنیمت والا مردان ہی اور اسے شہری شمال نوح نمبر کی ہر کہ وہ فرماتے تھے رب لا تدبر
 علی الارض من الکافرین ویا رب انی اسی پر وہ دگار عیوڑ کوئی کافر زمین پر نہ ہندو الا سحر سلمان فرما حضرت نے جانبائے صف
 اکبر کے اور ندیہ لینا منظور کیا اور فی نفل دولت سے ہزار درہم ندیہ قرار دیا اور تفسیر کنش فہمین ہر کہ ندیہ قیدیان ہر کا
 فی نفیس او قیدیہ تھا اور ندیہ عباس چالیس اوقیہ اور محمد ابن سیرین کہتے ہیں کہ فی نفل او قیدیہ تھا اور چالیس درہم اور جویر دنیا سے
 کا او قیدیہ تھا اسے اور غنیمت زاید ہی میں ہر کہ ندیہ ہر اسیہ کا چالیس اوقیہ اندر سے درہم تھے مگر ندیہ عباس چالیس اوقیہ جویر دنیا سے
 تھا اور ندیہ جعفر کا ایک روایت میں اور ندیہ عقیل کا دوسری روایت میں اپنے درہم عباس نے لیا تھا اور لے گئے میں کہ ندیہ
 اہل الزہراء واکثر چہ بشر سے نہ تھا اور بعض مفسرین کو حضرت نے باصان جویر ورا اور بعض جو لکھا جاتے تھے انکو ارشاد
 فرمایا کہ کسی کس کس دن ابنا انصار کو کہ ابنت تعلیم کرے وہ ابو خروشا ع کہ اس شخص سے جویر کہ ہر عمر ہر شکرین خرچ کرے
 اور سہل کے ایمان لائے نہ رہے باصان سہل گواہ دی دوسری یہ ہر ہر ابو العاص زوج زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہوا کہ اسے زینب کو لکھو چاہی کہ تم میرے بیٹے کو انھوں نے اپنا چندان ہار کٹا گواہی مان کی شہادت سے لکھا تھا کچھ اور نقد لکھ کر
 بیچ دینا کہ اسے بیچنا تو آپ کو بیچ ہوا اصحاب نے اسوقت والیں کیا اور ابو العاص کو بلا اخذ ندیہ رہائی دلائی
 مگر یہ شرط کر لی کہ یاکین جو کہ زینب کہ مدینہ میں بھیج دیا سو اسنے وہاں جا کر نوگروا کیا جب زینب مدینہ میں آئیں تو
 حضرت معلم نے سفارقت کرادی ہر بعد چند سال کے جب ابو العاص مدینہ میں آکر مسلمان ہوا تو حضرت نے نکاح حبیبہ
 وقبولی نکاح اولی زینب کو سپرد ابو العاص نہ دیا اور زینب بطرح کے سے آئیں کہ حضرت معلم نے زینب جانہ اور لکھ
 سر و انصار کو کہ مسئلہ کو بھیجا اور فرمایا کہ کہے میں داخل نہونا ظلمہ طین راوی نرج میں کہ بنوان جہم و حار و ملک یک تمام ہر
 پیش مسجد نشہ واقع ہر اور وہاں سے احرام عمرہ کرتے ہیں قیام کرنا وہاں زینب تمہارے پاس آئیگی اسکے ساتھ مدینہ
 کو چلے آنا سو زینب اب جانہ نہ نہ اسی طرح کیا اور دوسرے یا چھ برس کے بعد ابو العاص کے سے مع مال تجارت اہل مکہ
 بہ آمد ہوا وقت مراجعت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب تافانہ لکھ اور ابو العاص سے ملائی ہوئے جانتے تھے کہ مال غارت
 کریں اور ابو العاص کو قتل فرمائیں یہ خبر زینب کو پہلی وہ عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ! کدوں کو امان دینا کسی کا دوسرا
 ہر یونین فرمایا دست ہر زینب نے کہا آپ گواہ رہیں یا رسول اللہ میں نے امان دی ابو العاص کو حبیب اصحاب رسول اللہ
 اس بات سے مطلع ہوئے تو ابو العاص اور اسکے مالی سے تعرض نہوئے بلکہ دعوت اسلام کرنے لگے اور یہ بھی کہا کہ یہ
 مال نہ تھا حلال و حلال ابو العاص نے کہہ دیا کہ آپ کو کہنا پاک کروان اپنے دین کو چیدی سے ہر ابو العاص
 و بعض کہیں اور ان تجارت ہر کر کے بولاتم لوگ گواہ ہو کہ میں کہتا ہوں نعمدان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ
 ہر جانب مدینہ ہجرت کی اور حضرت نے نکاح سابق یا حبیبہ زینب کو سپرد ابو العاص فرمایا اسی مقام سے علی کو
 اختہ نہ ہر کہ اسلام احد الزہراء میں موجب نسخ نکاح ہر یا نہیں روایت ہر کہ ابو العاص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت

بہت

اور دست رکھتے تھے اور نہایت شفقت اور عنایت اس کے حال پر فرماتے تھے یہ ابو العاص ابن اسیر بن عبد العزی بن عبد شمس بن عبد مناف ہی اور ان کی بندہ نبوت خدیغت خدیجہ الکبریٰ تھی اور ابو العاص مشہور بکینیت ہوا اور نام قطیبہ یا قسم کہ بہر قسم ہو سکون قاتل یا قاسم یا یاسر ہی عبد البر کے نزدیک اکثر قول اول ہی باجماع صحابہ رسول اللہ اخذ فرمایا پر راضی ہوئے اور لینے لگے تو حضرت جبریل علیہ السلام سورہ انفال میں یہ آیت کریمہ لائے واکان یبئی ان کیوں لاہی کسی بھی شخص کی طرف نہ ہو نہ غرض الدینا والدین پر یاد آوے اور وہ سرخیز حکیم بنی کیا جاسیے نبی کو کہ اس کے بیان قبلی آپ جیہ کائنات خون سے لکھ میں تم چاہتے ہو جس دنیا کی اور اس جہاں آخرت اور اس مرد آورہ حکمت واکو کہ غالب کرتا ہوں کہ حق کو دشمنوں پر میں مقدمہ میں اللہ نے اپنے رسول کو سمجھایا کہ جو پیغمبروں کو جہاد سے مال جمیع کرنا منظور نہیں بلکہ کافروں کی خدمت و روادار ہوا کہ میں کہ قتل کریں کافروں کو تاکہ اس کے خون سے کفر کی ضد چھوڑیں اہل اسلام یہ بات سنگدلانہ عنایت سے نہایت دُرسے تباہی کی قسم کی لیے ارشاد ہوا افکوا عنکم حملہ لا یلبسینی کما وجو عنیت لا و حال سحری کہ یہ اللہ کی بخشش اور عطا ہے لیکن غنیمت کے سوا جہاد کرو بعد اس کے حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ انھیں صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دُور رہے ہیں حضرت عمر نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج صبح صبحا کے کس واسطے گریہ فرماتے ہیں اگر روانہ آؤسے تو میں بھی روانہ اور جو نہ آؤسے تو ہمارے اور کھٹ کر دینا یعنی با اختیار راہی وہ صاحب گریہ لاؤں فرمایا حضرت رحمۃ اللعین شفیع الذہین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہاں اپنے صاحب پر کہ انھوں نے فدیہ اختیار کیا اور اٹھا عذاب مجھ پر عزم کیا گیا تو قرب تر اس درخت سے یعنی اشارہ فرمایا ایک درخت کی طرف جو نزدیک واقع تھا سعادت ہو کہ فرمایا حضرت نے اگر نازل ہوتا عذاب تو نجات نہ پاتے مگر خدا نے سزا دینا ہی غرض اب میں یہیت کرتا سورہ انفال میں نازل ہوئی و لو کتاب من اللہ سلیم کیا اخذتم عذاب علیہم یعنی اگر نہ ہو تو کیا ایک ت کہ کہ چکا اللہ کے سے تو تم کو تبرئ اس یعنی میں عذاب یعنی اکثر قسمت میں ملان ہوا لکھا تھا اس سبب سے بچا ہوا علما تفسیر اس آیت سے ہتھال کرتے ہیں کہ حضرت انبیا علیہم السلام بھی کھوئے اجتماع کرتے ہیں اور اس میں خطا بھی ہو جاتی ہے لیکن اللہ صاحب اس خطا پر رہنے نہیں دیتا بلکہ صواب پر ہدایت فرماتے ہیں لیکن جب پیغمبر نے اندر سے اجتماع دیکھ حکم جاری فرمایا اور عبداللہ ان کے خلاف نازل ہوا نص تو عمل بالا اجتماعا قطعی نہیں ہوا اور عمل بالنص جب نہیں اس واسطے کہ حضرت صلعم نے جب فدیہ لینے کا حکم بالا اجتماع فرمایا بعد اس کے نص برخلاف نازل ہوئی تو حضرت نے قتل کی طرف رجوع نہیں فرمایا بلکہ اسی فدیہ پر قائم رہے بخلاف جو حد کے کہ اس کو بعد اجتماع اگر ظاہر ہو نص پر خلاف تو رجوع کرنا لازم ہو اور اگر کتاب سے عدم مراخذہ ہو خطا سے اجتماع ہی میرا عدم تو ریش اہل بدر اور بعضے کہتے ہیں کہ اللہ صاحب کسی قوم کو عذاب نہیں فرماتے بسبب اس فعل کے جس کی کسی شیخ نے شک ہے اور بعضے کہتے ہیں اس آیت سے حلال ہوا وہ فدیہ چھوٹا ہوئے ہیں کہ بہن لیا تھا شیخ ابن جبر نے صحیح بخاری کی شرح میں بیان کیا ہے کہ تہذیبی و نسائی و ابن حبان و حاکم نے باشت و صحیح حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جب صحابہ مصطفیٰ

جو قریش سے ہوا اور یہ تم ہی جانتے ہو کہ میں رسول خدا ہوں تم کو مجھ سے بعد مدی کرنا روا نہیں تب انھوں نے منافقانہ
دوست بستہ عرض کی کہ ہم نے حسد نہیں کیا آپ زنا را لب اخیال نہ فرمائیں حضرت نے سکوت فرمایا بعد اسکے حضرت حبیب
علیہ السلام نے خبر دی کہ ان لوگوں نے منافقانہ آپ سے حاجت کی ہر انتقام و تمسک کرنا چاہتے ہیں حضرت صلعم نے ان کی طرف غم
کیا اور ابوالباہ کو خلیفہ مدینہ فرمایا اور حضرت حمزہ کو عیالدار فرما کے لشکر روانہ ہوئے جب مرہب ترہو پہنچے تو یہود سے فیض حاصل
ہوئے پختہ ہوئے اور لشکر اسلام نے انکو گھیر لیا گیا اور دینار دین کے بعد از غزوہ مصلحان سے باہر نکلتے حضرت صلعم نے حکم دیا کہ ان
ابن خدا علی کو حکم دیا کہ انکو قید کرین مگر عبداللہ ابن ابی سلول منافق نے بہت سخت و خوشاد سے بچھڑایا سو حضرت اللہ علیہ السلام نے
تید سے چھوڑ کر حکم کیا کہ ان کو قید سے نکالے جائیں چنانچہ تین دن کے بعد عبداللہ ابن ابی صامت نے نکال دیا کہ موضع اور غات فیض نہرو
اور سکون وال جہرہ خمر را ارضی شام سے ہر جگہ گئے وہ چند سے مرے اور سلحا انکے اہل لشکر کے ہاتھ آئے انہیں سے تین کایین
کرم و در حد جغیا اور دوزرہ غنہ یہ ذقتہ اور تین لوہار بن قلی و تبار سے کا نام نہیں معلوم اور دوزرہ کے شاید انکے نام بھی
کسی تاریخ کی کتاب میں نہیں لکھے ہیں سپند فرمائیے مہر اسکے باجوہ ان حصہ المد کا حق نکال کر تقسیم کیا اسی سال میں تاریخ پانچویں
فروردیہ مہینہ واقع ہوا اور اسکی یہ ہوائی کہ ابوسفیان نے تیس کھائی تھی کہ جب تک لشکران بدر کا عرض محمد سے نہ لوگا عزت
سے محبت و غسل خیانت نہ کر دگا سو تم اتارنے کو دوسو وارسا تہ لیکر موضع غریف تک جہاں سے مدینہ تین میل پر آیا انھوں
وکیل دی انصاری اپنا سر دور پیچے ہوئے لکھتے ہیں کہ کرتا تھا لجنے کہتے ہیں کہ دوسید بن عمرو تھا سو اسکو شہید کر کے پھرتے
اور مگر اور سخت جلایکے اور اپنے نام میں بھی کہتے تھے کہ جب یہ خبر حضرت صلعم کو پہنچی تو حضرت نے ابوالباہ کو خلیفہ کر کے دوسو
ہزار روپے سے اسطرن تشریف لے چلے ابو سفیان بھاگا انجناب کے پیچھے فرورہا لکھتے ہیں کہ گروہ ملاصرت اکثر راہ
بہر نظر اب کی حالت میں جو ٹھٹھ گیا تھا ہاتھ لگاؤں میں کی گویں سویق کے بھی تھیں مٹی گویں درجہ کے ستو ہاتھ انحضرت پانچ
بعد مدینہ میں تشریف لائے اور دسویں دیکھ مصلوۃ عید الاضحیٰ ادا کی اور مہربانی فرمائی اس غزوہ کو بعضوں نے سال سوم میں لکھا ہے
اور بعض نے قتل غزوہ سویق لکھا ہے اسی سال میں غزوہ فرقرہ لکھ رہا اور سبب وقوع یہ ہوا کہ نبی سلیم عطفان جمع ہوئی
حضر موضع کدرین دریافت ہوئی اور یہی معلوم ہوا کہ دو لوگ ایذا دی اہل اسلام کا مشورہ کرتے ہیں سو انجناب نے عبداللہ ابن
ام سلمہ کو خلیفہ کیا اور لوہے مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور دوسو اصحاب اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جب فرقرہ لکھ رہے
ہوئے تھے تو وہ لوگ نہ صلعت شغل میں چند چراہے مع اونٹ ہاتھ آئے انہیں ایسا زانیہ ایک غلام بھی تھا اصحاب نے اس سے
کفار کا حال دریافت کیا اسنے کہا میں واقع نہیں ہوں ناچدا انحضرت صلعم جانب مدینہ روانہ ہوئے اور موضع خراہین پہنچے
شتران غنیمت تقسیم کیے دو داؤد ثانی نفر لے کر اور سید غلام اور ثلث انحضرت کو لے کر کو انجناب نے بسبب نازی
ہونے کے آزاد فرمایا پختہ نہ رہے کہ اس سفر میں پندرہ شب مدینہ باسکینہ سے نیست رہی ہر بعد اسکے غالب ابن عبد اللہ
یثربی مع لشکر قبیلہ فلفلان و سلم پہنچے گئے وہاں مقابلہ مہاتین مرد اسلام کے اس مرتبہ میں شہید ہو گئے اور باقی مسلمان

عبداللہ ابن ابی صامت

عبداللہ ابن ابی صامت
ابوالباہ کو خلیفہ مدینہ فرمایا
اور حضرت حمزہ کو عیالدار فرما کے
لشکر روانہ ہوئے
جب مرہب ترہو پہنچے تو یہود سے
فیض حاصل ہوئے
پختہ ہوئے اور لشکر اسلام نے
انکو گھیر لیا گیا اور دینار دین
کے بعد از غزوہ مصلحان سے باہر
نکلتے حضرت صلعم نے حکم دیا کہ
ان ابن خدا علی کو حکم دیا کہ
انکو قید کرین مگر عبداللہ ابن
ابی سلول منافق نے بہت سخت و
خوشاد سے بچھڑایا سو حضرت
اللہ علیہ السلام نے تید سے چھوڑ
کر حکم کیا کہ ان کو قید سے نکالے
جائیں چنانچہ تین دن کے بعد
عبداللہ ابن ابی صامت نے نکال دیا
کہ موضع اور غات فیض نہرو اور
سکون وال جہرہ خمر را ارضی شام
سے ہر جگہ گئے وہ چند سے مرے
اور سلحا انکے اہل لشکر کے ہاتھ
آئے انہیں سے تین کایین کرم و در
حد جغیا اور دوزرہ غنہ یہ ذقتہ
اور تین لوہار بن قلی و تبار سے
کا نام نہیں معلوم اور دوزرہ کے
شاید انکے نام بھی کسی تاریخ کی
کتاب میں نہیں لکھے ہیں سپند
فرمائیے مہر اسکے باجوہ ان حصہ
المد کا حق نکال کر تقسیم کیا اسی
سال میں تاریخ پانچویں فروردیہ
مہینہ واقع ہوا اور اسکی یہ ہوائی
کہ ابوسفیان نے تیس کھائی تھی کہ
جب تک لشکران بدر کا عرض محمد
سے نہ لوگا عزت سے محبت و غسل
خیانت نہ کر دگا سو تم اتارنے کو
دوسو وارسا تہ لیکر موضع غریف
تک جہاں سے مدینہ تین میل پر آیا
انھوں وکیل دی انصاری اپنا سر دور
پیچے ہوئے لکھتے ہیں کہ کرتا تھا
لجنے کہتے ہیں کہ دوسید بن عمرو
تھا سو اسکو شہید کر کے پھرتے اور
مگر اور سخت جلایکے اور اپنے نام
میں بھی کہتے تھے کہ جب یہ خبر
حضرت صلعم کو پہنچی تو حضرت نے
ابوالباہ کو خلیفہ کر کے دوسو ہزار
روپے سے اسطرن تشریف لے چلے ابو
سفیان بھاگا انجناب کے پیچھے
فرورہا لکھتے ہیں کہ گروہ ملاصرت
اکثر راہ بہر نظر اب کی حالت میں
جو ٹھٹھ گیا تھا ہاتھ لگاؤں میں
کی گویں سویق کے بھی تھیں مٹی
گویں درجہ کے ستو ہاتھ انحضرت
پانچ بعد مدینہ میں تشریف لائے اور
دسویں دیکھ مصلوۃ عید الاضحیٰ ادا
کی اور مہربانی فرمائی اس غزوہ کو
بعضوں نے سال سوم میں لکھا ہے اور
بعض نے قتل غزوہ سویق لکھا ہے اسی
سال میں غزوہ فرقرہ لکھ رہا اور سبب
وقوع یہ ہوا کہ نبی سلیم عطفان جمع
ہوئی حضر موضع کدرین دریافت ہوئی
اور یہی معلوم ہوا کہ دو لوگ ایذا دی
اہل اسلام کا مشورہ کرتے ہیں سو انجناب
نے عبداللہ ابن ام سلمہ کو خلیفہ کیا اور
لوہے مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا
اور دوسو اصحاب اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے
جب فرقرہ لکھ رہے ہوئے تھے تو وہ لوگ نہ
صلعت شغل میں چند چراہے مع اونٹ ہاتھ آئے
انہیں ایسا زانیہ ایک غلام بھی تھا اصحاب نے
اس سے کفار کا حال دریافت کیا اسنے کہا میں واقع
نہیں ہوں ناچدا انحضرت صلعم جانب مدینہ روانہ
ہوئے اور موضع خراہین پہنچے شتران غنیمت تقسیم
کیے دو داؤد ثانی نفر لے کر اور سید غلام اور
ثلث انحضرت کو لے کر کو انجناب نے بسبب نازی ہونے
کے آزاد فرمایا پختہ نہ رہے کہ اس سفر میں
پندرہ شب مدینہ باسکینہ سے نیست رہی ہر بعد
اسکے غالب ابن عبد اللہ یثربی مع لشکر قبیلہ
فلفلان و سلم پہنچے گئے وہاں مقابلہ مہاتین
مرد اسلام کے اس مرتبہ میں شہید ہو گئے اور باقی
مسلمان

بانیست مدینہ کو لوٹ آئے اور اسی سال میں امین بن اہلسنت شاعر گریبا شیعہ ایام جاہلیہ میں خیال تیرین و قاتل میں رکھتا تھا بعد ازاں عیسائی ہوا اور بت پرستی سے تبرک کر کے علماء اہل کتاب کی صحبت میں رہنے لگا انھوں نے اخبار و غویب خبریں آخر ازان صلی اللہ علیہ وسلم مطابق توریت و انجیل کے بیان کئے یہ ازارہ حاکمیت نظر اپنے فضائل نفسانہ کا امید رکھتا تھا کہ بنی ہون گا جب کہ خبر طبع آفتاب نبوت حضرت محمد مصطفیٰ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اسکے کان میں پہنچی تو اس کو خدا نے ایسا گوئیہ لیکہ شقاوت ازلیہ میں گرفتار ہوا اور اسی حال میں داخل ہوا ہوا شاعر اس کے مستفین علم حاکمیت جب حضرت کے سامنے چڑھ جاتے تو فرماتے آسن لسانہ و کفر قلبہ یا آسن شہرہ و کفر قلبہ فائدہ صد ہیسی بد چینیہ کہ آدمی کا ایمان اس سے جاتا ہے نہ طاعت بیچہ کو دیکھو کیسا عابد و زاہد تھا اگر کس طرح کا علم و حکمت اہل علم نے اس کو دیا تھا صرف حدیث نے اس کو مرد و درو کیا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احمد یا کل احسانات کما یا کلا الناس احطبت یعنی حسد کھا لیتا ہے نیکیوں کو جس طرح آگ کھاتی ہے لکڑی کو اور تفصیل اس کی تعریف حضرت یوسف علیہ السلام میں لکھی گئی ہے بعد ازاں اسی سال میں غزوہ حدیبیہ ہوئی جو غزوہ ذی امروا نام ہے غزوہ و سکون فون لکھنے میں واقع ہوا اور سبب یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ بنی نضیلہ و دھارب موضع نجد پر مجتمع ہیں باہین غم کہ اطراف مدینہ لوٹیں اور اس کا دشمن و غور و فتنہ دال بیگون عین مہتممین زمانہ ششہ فو قانیہ ابن خمال ہے و بدو اتی غور و فتنہ میں معبود و سکون واد پر حارثہ تھا لہذا انتخاب نے حضرت عثمان کو مدینہ میں خلیفہ کیا اور چار سو پچاس ہوا کے تشریف لے لیچلہ اور موضع ذی القعبین پہنچے رنگار پیدار کی کھالی میں چھپ چھپ ہے ایک ماہ کامل اسی جگہ افاست قرا کے دلہن تشریف لائے صرنا ایک شخص سے تشبہ کا ہاتھ آیا کہ وہ مسلمان ہوا اور غور و فتنہ اسلام لایا لکھانی المراج اور جو صاحب مہربانہ نے اس کا غزوہ و تفرق میں لکھا ہے سو ہی سبب سے کہ بخاری کی حدیث سے وہ دوسرا شخص معلوم ہوتا ہے فائدہ مخفی نہ رہے کہ غزوہ ذی قعبین و ذی سلیم و ذی فہر حسب تحقیق صاحب ہجرہ الماحل سال دوم میں بعد جنگ بدر واقع ہوئے ہیں اور باہی انکے سر پر غزوہ فتنہ باکس قرا و سکون و احسین زید ابن حارثہ منع تنو سواروں کے بھیجے گئے تھے واقع ہوا اور سبب یہ ہوا کہ مدینہ میں خبر پہنچی کہ قریش براہ عراق شام کو لغیرم تجارت جلتے ہیں زید ابن حارثہ و سواران حکم رسول قبول کیا کہ ان کو لوٹ لیا جائے وغیرہ ہاتھ آئی کہ نہیں ہزار و دھم سن کلا ابوسفیان و صفوان ابی امیہ و زید بن ابی اسد و عمر بن عبد العزی و عبد اللہ ابن ابی معین و دیگر شرفائے قریش بھاگ گئے یہ سبب یہ ہو جب تحقیق صاحب مراج غور و فتنہ الاخری میں ہوا اور بیٹھے اہل سیر غزوہ نجد اور سریزید ابن حارثہ سال سوم میں بیان کرتے ہیں اسی سال میں بعد سریزید بعد ابن شرف ہو دی ماریا گیا یہ مرد و قبیلہ بنی مکر سے تھا ان اس کی بیوی بنی نضیلہ سے تھی شخص بڑا مالدار تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال دشمنی رکھتا تھا محمد ابن مسلمہ صحابی انصاری اسکے قتل پر مامور ہوا اور اجازت حاصل کی جو کچھ بنی آدم سے انہیں چاہو اس کا فرسہ محاورہ بالظہر تہم جلتے آسنے پوچھا کہ ان آسنے فرمایا قرآن خواہ یا ہون کیونکہ جب سے فیض ہادی اشارہ حضرت رسول قبول کیا تب سے ہم لوگوں کو شہری زبردستی پکڑاں مودتے کما انھیں نکال دو نہیں زیادہ ظلم کیا

فرمایا اپنی بات کا خیال ہر اچھی خلاق عہد کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا چند روز دیکھتے ہیں کعبہ میں درد و شکایت سن کر راضی ہو جا
اور کچھ رہن کے لیے لاؤ محمد ابن سلمہ نے کہا شام کو تھک چکا ہوں اور کھانا کھا چکا ہوں اب دلالت و بعدہ محتاج نہ ہوں کھا
مکان ابن سلام کہ ہرادر رضاعی کباب بن شرف کے تھے گئے اور تین آدمی اور کہہ روایت بخاری ابو یوسف بن محمد حدث بن اس
و عبد بن بشر نے نام بن محمد ابن سلمہ کے ہوا تھے اس وقت کعبہ میں تھا آواز دی گئی اسے ارادہ ہوا کہ آگیا اسکی
عورت کا ہنہ تھی آواز ہی سے آگئے جاناکہ یہ لوگ بارادہ قتل آئے ہیں سو آگئے مبالغہ تمام منع کیا کہ مت جاس آواز سے
خون چکاتا ہے کعبہ کے کما کہ محمد ابن سلمہ یہ دعوت اور ابونا لہ ہرادر رضاعی ہمارا اپنے کام کو آئے ہیں کچھ اندیشہ نہیں ہر اللہ کعبہ
بارادہ اس کے آئے سے پیشتر لوگ بن سلمہ اپنے ہمارے ہوں سے یہ صلاح کر رکھی تھی کہ میں بالون میں ہاتھ لگانے کے ہاتھ سے اس کے بال
پکڑوں گا تم اس کا سر کاٹ لینا جب کعبہ کو بیٹھا لباس نفیس پہنے خوشبو لگائے تھا محمد ابن سلمہ نے کہا تم تو ہر وقت خوب ہی خوشبو
میں مکتے ہوا کر پڑے اچھے پہنے ہو آگئے کہا میرے پاس عورتیں بہت پاکیزہ و بصورت ہیں اس سبب سے میں حاضر ہتا ہوں
محمد ابن سلمہ نے کہا تمھارے بالون میں بہت اچھی خوشبو آتی ہے اگر اجازت ہو تو میں ہاتھ میں لے کے سوگوں آگئے کہا مت
اچھا محمد ابن سلمہ نے بال ہاتھ میں لیے اور سو گھسنے لگے اور اپنے ساتھیوں کو سو گھسائے پھر دوسری بار سو گھسنے کی اجازت لی
اکی خوب مضبوط پکڑا اور ہر ایہوں سے کہا او انھوں نے صاف سر کاٹ لیا اور حضور اقدس میں ان کے خبر کی اور سر پاک قدم سے
کے نیچے ڈال دیا علاج ایہ وہ تین ہر کہ سدا ول زمانہ اسلام میں سرکٹ کو حضور اقدس میں آیا ہر اور حادثہ ابن اس کا کہ تم
اسی ہر ایہوں کے ہاتھ سے لگا تھا جب سر کاٹنے میں خون بہت جلدی تھا رسول مقبول صلعم نے اس زخم کو ہاتھ سے چل چھا
فورا اچھا ہو گیا کعبہ یہودی مدینے سے مکہ میں گیا اور اسلام کی ہجو اور پیغمبر خدا صلعم کے علوم شریک کے کشنگان بدر پر
نہایت متاسف ہو کر قریش کو آدہ کیا کہ تم چل کر ٹرو پھر مدینہ منورہ میں آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت رنج ہوا محمد
ابن سلمہ رضی اللہ عنہ نے انھاس کی کہ اگر مجھے اجازت ملے تو میں اس کا سر کاٹ لاؤں سو انکو اذن ملا کہ انھوں نے یازدہم
ربیع الاول میں شب ماہ میں سر کاٹا اور حضور میں حاضر کیا کذا فی روضہ الاحباب مگر بخانی میں قتل کعبہ مذکور ہر سر کاٹ
لایا کذا کہ نہیں ہر اکثر اہل سیر نے اس قصہ کو سال رسوم میں قبل غزوہ نبی نغیہ بیان کیا ہر جبکہ قید اوس ہوا دے کعبہ ابن
یہودی دشمن پیغمبر خدا کو قتل کیا تو قیلہ خنیج کے قاتلوں نے یہ شور کیا کہ ہم کسی دشمن پیغمبر کو جو فیضان اللہ شرف ہو قتل کرنا
نہا کہ اوسہوں کو ترجیح ہونے پاوے چنانچہ یہ قرار پایا کہ ابورافع ماجر یہودی جزا مندی ہر اور خیر بن ہتایہ ہر کو قتل کرنا چاہیے
اسی سال میں قبول ابن احق قتل ہوا اور صورت واقعہ یوں ہوئی کہ عبد اللہ بن عتیکہ ہر زن علیل رضی اللہ عنہا علیل تھا
خزرجی کو چنہ آدمی الفلار ہر سر طر کر کے روانہ کیا یہ حضرت قریب بنام خیر بن ہو چنے ابورافع سلام ابن الی احق بن یزید
ابن احق زوج اول صفیہ ام المؤمنین ہر والدہ را تاجر تھا ایک گدھی آگئے بنائی تھی لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی
کی ترغیب کیا کہ تاجر اور فرار رضی مدد اعانت کرتا تھا جب گرجی کے متصل گئے تو عبد اللہ نے اپنے ہر ایہوں سے کہا

کہ تم محمد وین ایسا جانا ہوں اگر وہ جب لگیا تو جیکے سے گھس کے ابو رافع کا کام نہ کر دیا جب اس کے دروازے کے پاس
 پہنچے تو معلوم ہوا کہ گدھا جو گیا تھا اسکی تلاش کے لیے کچھ لوگ شعل لیے نکلے تھے یہ اون میں شامل ہو گئے جب وہ لوگ
 دروازے میں داخل ہونے لگے تو یہ باہر دروازے کے بیچے گئے جس طرح کوئی استنجہ کو متوجہ جاتا ہر زبان نے جانا کہ یہ آدمی
 گڑھی کا ہے کہا ایسے خدا جلد آئیں کو اُن بند کرتا ہوں عبداللہ ابن عتیک و دروازے میں داخل ہوئے فرماتے ہیں کہ میں
 ایک گدھے کے نہان میں پوشیدہ ہوا ہوں جو کیدار نے جس مقام پر گنجیان رکھیں اُنکا وہیال میں نے رکھا جب وہو گیا میں نے
 گنجیان لین ابو رافع کے پاس کر دہ بالا سے خانہ پر رہتا تھا قعدہ کو دیر تک قعدہ کشتار حاجب و خاموش ہوا میں بالا خانہ پر گیا ادا
 جس دروازے کو کھولتا تھا اسکو پھر اندر سے بند کر لیتا تھا کہ ادا کوئی باہر سے آنے کے ابو رافع اپنے عیال میں ہوتا تھا مجھے معلوم
 نہوا کہ وہ کمان پرین نے بکالای ابو رافع وہ بلا میں نے اسکی آواز پر تلواری خالی تھی کچھ کام نہ نکلا ابو رافع نے ایک بیچ مارا
 اور میں اس مکان سے باہر نکل آیا ادا تو حڑا تو قعدہ کر کے پھر اندر مکان کے جا کے بہت بدل آواز کیا کچھ ابو رافع تو نے کیوں
 ادا کی گھسنے لگا تھا میری خرابی ہو گئی شخص نے مجھ پر چوبی حربہ کیا تب میں نے بڑھ کر اس کے پیٹ پر تلواریا کر کے اس سے
 و بائی کینیٹھ کی پٹیوں سے بھی گزر گئی اور میں وہاں سے دروازے کو کھولا ہوا چارینے سے اترنے شب ماہ تھی میں سمجھا کہ میں
 گئی یہ کہو کہ وہو کے سے بڑھ کر رکھا تو گڑھا میری پندلی کی ہڈی ٹوٹ گئی اسی وقت گڑھی جھاری اور پی چٹ پر باندھی
 دروازے سے نکل گدھی کے قریب ٹھہر اس خیال سے کہ جب خوب تحقیق ہو جاوے کہ ابو رافع فی النار ہوا تب جلون جب صبح
 ہوئی تو قعدہ کے برج پر نوہ کر عورت نے بکالای ابو رافع تاجراہل اچھا یعنی خبر موت سنا لی ہوں ابو رافع تاجراہل مجاز کی
 تب میں نے وہاں سے چلے عبداللہ ابن ابی غیرہ و ساتھیوں کو خبر کی اور کہا یہ خبر حضور لافس میں ہو چکا وہ میں بھی آتا ہوں گویا تلواری
 سے جلد ہو چکا اور جب حال حضور میں عرض کیا آپ بہت خوش ہوئے اور میری جوت پر سوت مبارک پھیرا اور اوصحت ہوئی
 گویا کچھ چوٹ تھی اس قصہ میں عبداللہ امیر تھے ابو عبداللہ ابن عیینہ صلاؤتہ او شرواہ بن عثمان اور سواد بن خزاعی و عبداللہ
 ابن امیس ہمراہ ان کے صحیح پھاری میں حدیث اس قصہ کی اوائل کتابا لسناری میں بدغزوہ بدر لکھی ہوا اس حدیث
 معلوم ہوتا ہے کہ قتال ابو رافع عبداللہ ابن عتیک تھے لیکن انشراہل مانع کتنے میں کہ قتال ابو رافع عبداللہ ابن امیس تھے باوجود اس
 سوم ہجری شروع ہوا تو انجنا صلوم اکثر بیع الاول مدینے میں جو وہ مزار ہے بعد ازاں جانب بھراں تشرف گئے اور نامہ اللہ
 و جمادی الاول و بین قیم رہے مگر نوبت محمد بنین ہو چکی آخر کار مدینے میں نہضت فرما ہوئے اور ان بھان میں حضرت عثمان غنی
 کلاخ فرمایا اور صلوم کلثوم بنت عثمان ابن مغان سے عقد کر دیا اور انڈا لیا لگا کر جالس باسوسیان و تین تو ایک کو روکے کہ عبداللہ
 عقد کر دیتا حتی کہ ان میں کوئی باقی نہ رہی اوشہ رمضان میں نبیبت خزیمہ ہار سے نکاح کیا اور پانچویں ماہ مذکور حضرت امیر المومنین
 حسن مجتبیٰ پیدا ہوئے فائدہ حضرت شیخ الحدیث نے جلد باہر قلوبین غزوہ خیران سی سال من لکھا ہے اور ان کے حسب
 یہ غزوہ مذکور قرار پاتا ہوا اور کثرت ہجرت الحاصل نے اس غزوہ کا ذکر نہیں کیا اور غزوہ احد کو غزوہ مذکور قرار دیا اور احد بنیدلکب یا

ابن ابی حمزہ ایک مرتبہ مدینہ سے زبیر بن عوف کے نزدیک تیرا ہوا وہ علیہ السلام کی زمین واقع ہو گئی انوشیخ انوشیخ تاج بن ابی
سوال روز شنبہ دبرواتیے یا ندیم دبرواتیے ہنتم دبروات امام مالک ج بعد نقصانے ایک سال غزوہ بدر سے کہ انوشیخ مینا
کا شروع تھا غزوہ احد واقع ہوا از سبب یہ ہوا کہ جب مشرکین قریش بدر سے مراجعت کر کے مکہ منکرین کے لئے تو انبار عشا
مفتولین دبروا بنیان ابن حرب کے لئے کو گئے اور کہا کہ تمام منعت مال تجارت جکو تو شام سے لایا ہوا لکڑی والی میں مرے
ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ نہ منظور ہے تو ایسین کیا صلح کرتیا ابو سفیان نے کہا اگر تم سب لوگوں پر راضی ہو تو میں والی ہوں
پر راضی ہوں اور نبی عبد مناف بھی میرے شریک ہیں جب یہ صلح باہر گزارا پائی تو سب نے ملکر بیع تجارت کدوا لاندہ
کئی تسمی نکالی ابو جہل نے چنانچہ ایک ہزار اونٹ اور چار سو خرافہ مال خلا اس تجارت کا سب مال تھا جب چاہا تو
خامد ہوا اس مال مالکون نے اپنے گھوڑوں رکھا اور ارتفاع کی مال کو لشکر آرائی میں صرف کیا اور اعراب میں اعلیوں کو
بھیج کر اپنے ہم مشہد ہون کو بلوایا عروان خاص و سیرہ ابن ابی وہب و ابن الزبیری و ابو غزوہ جمی شاعر نے اپنی گری کی بھی
بعد اسکے یوں صلح ہوئی کہ ابی مرتبہ عوتین بھی ساتھ چلین اور وقت جنگ سرد و دیکھانے پاون و سبھا یوں ماکمل ہونا یاد
کر کے نوھر کرین تاکا بل فرج کو ذریعہ حرب میں مضبوطی پیدا ہوا اس عرصہ میں عباس بن عبد المطلب کے میں تشریف کئے تھے
انہوں نے ایک مرتبہ قبیلہ بنی غفار کو قاصد اجروہ دار غفر کر کے مدینہ میں بھیجا اور ایک خط بھی لکھ دیا جب قاصد مکرہا گیا
تو حضرت زید اللہ بن علی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اسنے حضرت کو پوچھا لوگوں نے کہا آنجناب محلہ قیامین جلوس ہونا
وہ قاصد وہیں چلا گیا جب مسجد تباہ ہو چکا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے تھے اسنے خط دیا آنجناب نے لفظ چاکرے
ابی ابن کعب کو دیا انھوں نے مضمون سنایا حضرت نے فرمایا کہ اس راز کو نہ مان رکھ بعد اسکے سدا بن ربیع کے گھر گئے اسنے
خلوت میں تمام حال کہا اور مدینے کو تشریف لائے سعد کی عورت نے بھی کسی طرح سن لیا تھا اس سے کھلا بعد اسکے یہودیوں
و منافقون میں کانپوسی شروع ہوئی کہ آدمی کے سے آیا ہر گز خیر غرض نہیں لایا جو جس سے محمد کو سرت ہوئی ہوا انرض یہ جھڑ
مشہور ہوئی اور کفار قریش کے منظر سے باہر نکلے ابو عامر راہب اپنی قوم کے چاس دی لیکر شال لشکر کفار ہوا لیکر قریش نے
جٹھا بانڈ حکمزد و اخیلفہ میں دیر و الاثرین کا مقام ہوئے لشکر کا شمار کیا تو مرچکی تین ہزار ہوئے اسین سات سو زہر پور تھے
اور سالانہ ترین ہزار اونٹ دو گھوڑے چند ہر ہوج خرافہ سات ہندہ ابو سفیان کی جو رومی سب کے ساتھ ابو جہل و
و شرفا شل ابی سفیان اسود ابن مطلب حبیر ابن مسلم و صفوان بن ابرہہ و عکرمہ بن ابی جہل و حارث ابن شہام و عبد اللہ بن ابیہ و
ابن عبد العزی و خالد بن لید و ابو جہل و شاعر و خیر و قتادہ بنے سب اس لشکر میں موجود تھے سرداری اس لشکر کے ابو سفیان
پر قرار پائی تھی و رسالہ داری خالد بن لید پر جب یہ سب انجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت ہوئے تو آنجناب نے اس ہونو
نفاذ کو بنا تحقیق احوال بطور حاسوس روانہ کیا وہ خلائے کفر یعنی ککھترین میں کافروں نے اپنے لشکر کے اوٹھے اور گھوڑے
جوڑے میں ایسا نظر تاج کرکاب سبوباتی نہریگا بعد اسکے بنا بر الحیدان دوسری باجناب ابن لید کو روانہ فرمایا کہ خیر غرض

عرض کرو وہ جب پلٹ کر آئے تو خیر فضل مع کیفیت و کسبت لشکر مطابق تحریر عباس ابن عبد المطلب لعماس کی اس رات
یعنی شب ہجری کی صبح کو کڑائی ہوئے والی تھی سہ ماہین عبادہ و شہید ابن خضریہ اجماعہ دلاوران و دولتمدارانہ رسول
پر مہیار رہے اور اکثر صحابہ با صفا حسرت مدینہ طیبہ میں مصروف رہے اس غزوہ میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی یہ مرضی ہوئی
کہ مدینہ سے باہر نہ نکلیں اسلئے صحابہ اجماع سے شوری فرمایا اکثر معاجرو انصار نے نیز عبداللہ ابن ابی سہل مناہق
بھی حضرت رسول مقبول کی رائے سے موافقت کی اور کہا کہ ہمارا تجربہ شام ہے کہ عدم خروج بین خفر ہوتا ہے اور ابی ابن کعب بھی
اس میں شریک ہوئے الا بعض جو انان انصار غیر غیب شہادت تمنی ہوئے کہ میدان میں کل کر مقابلہ کفار نگون سا کرنا چاہتے
تھے حضرت امیر حمزہ عم رسول اللہ و سہ ماہین عبادہ و نومان ابن مالکے قبائل اوس و خزرج نے انکی موافقت کی اجماع اس رودہل میں
اس قدر رہا کہ وہ اکثر حضرت صلعم بھی اسی طرف لہل ہوئے چنانچہ صبح کو جب کا دن تھا حضرت نے خطبہ فرمایا بالہام حق اچانک ان
مطلع ہو علانیہ ارشاد کیا کہ اللہ کی مرضی فتح و نصرت کی ہر دل توی رکھو اور لشکر ہستہ کرو جو بعد از عصر جمعہ و شرفین میں نہ رہیں
لیکن شیخین رضی اللہ عنہما ہمارے دونوں نے اپنے ہاتھ سے سرسارک پستو تار باندھی اور روزہ میں ہنسا کر ادیم کا ٹکڑا کر سے
بازو صاحب جان شارقہ دوم سید ابرہہ و بنیون جو روزہ منظر تھے کہ حضرت صلعم اس شان سے تھرا جا چلے گئے سرشت پر لٹکائے
نیز ہاتھ میں لے کر تشریف لائے تو بن لوگوں کی مرضی باہر جانے پر قرار پائی تھی وہ سخت نام ہوئے اور کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کے دل میں ہو کہ جب یہ خلافت مرضی کرنا نہیں چاہتے فرمایا میں نے اول تم سے کہا تم نے نہ مانا اب میں سلاح باندھ کر کھول دیتا ہوں
جب تک اللہ تعالیٰ فیصلہ نہ فرما دے اب توجہ ارادہ کر چکے ہو ورنہ ہجرت تمھاری ہر گز میرے کھینے پر قائم ہو گے جو تم میں
نیز سے طلب فرمائے اور میں جھنڈے طیار کرانے مہاجرین کا علم بردار علی ہر طرفی شیر خدا کو دبقی مصعب ابن عمیر کو فرمایا اور سید
اوس کا جھنڈا سید ابن خضریہ کو دلا اور طاغہ خزیج کا نیزہ و خنجر بن النضر کو خواہ سہ ماہین عبادہ کو بنی امیہ عبداللہ بن عمر کو مدینہ
مقدسہ میں اپنا خلیفہ فرمایا اور سپ نیزہ گام خوش خرام پر سوار ہوئے کمان گردن سے لٹکائی نیزہ ہاتھ میں لیا اور جانب احد کے
تین کوس مدینہ سے ایک پار ہر متوجہ ہوئے اسوقت ہمارے کاب ظفر انساب سوز رہ پوش تھے اور مدینہ رضی اللہ عنہما نامہ شایع
انصار مدینہ پہنچے ہوئے پیش خیل و کفار کی شرارت سے دل ریش خوف شہادت میں از ہر پیش چلے جاتے تھے ذوق خیال ان سرفرو
حضرت رحمہ اللہ میں کے روبرو ہوا اور محمدی سانس جو کہ بولا یا رسول اللہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کل اسے جائیگے حضرت صلعم نے فرمایا اللہ علیہ السلام
کلمہ خدا زیادہ اس سے نہیں کیا بعد ازاں نبی مہاجرین منزل فرمایا اور اپنے لشکر کی موجودت رکھی تو جماعہ افعال و فوخران سے مثل
عبداللہ بن عمر بن خطاب و زید بن ثابت و اسامہ بن زید بن ثمر و ہر او بن عازب و دغید بن عیفر و غزافہ بن اوس و ہشامہ صرعی و ہشامہ
بن جندبہ و رافع بن خدیج بسبب کمسنی کے جھانٹ ڈالے گئے اور زمانہ سپہ ہونے الا رافع و ہشامہ ہی سہ ماہین سے رہ گئے جبکہ شایع و ہشامہ
بلال بن رباح نے حضرت علیؓ کی ازادان کی خدمت میں ہوا اور انکی رشتہ جوہرین مقام ہوا رضی اللہ عنہما حضرت صلعم نے ہشامہ بن عوف کی طرف
اصحاب غزوہ مدینہ پر مہیار رہے اس وقت محمد امینؐ نے چپ کس کی ہیکر لشکر کی محافظت کی و ذرا کہ ان ابو سعید بن خدیج نے غزوہ مدینہ

التماس کیا کہ ریت ربانی وصلہ رحم نے اسکی شفاعت کی تا چارین نے جو عرو یا رویت کہ کہ مصعب بن عمیر نے آخر کا قتل کیا کہ
 بعد اسکے طلحہ ابن ابی طلحہ علم دار نے میدان میں اگر کچھ را جس کسی کو دعوی بہادری ہو کل آئے اسی وقت نقطہ دوسرے مطالب
 مبدی علی حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ شیر خدا میں مضین جلوہ فرما ہوئے اور علمدار سے مقابلہ فرمایا اور ایک توار مار سی لگا اسکے سر
 زخم پہنچا حال میں اسکی زوجہ نے دڑ کر کہا اے علی اکبر نہ مارا آنجناب نے جو دیا اور شک میں موت آئے لوگوں نے پوچھا اے علی طلحہ کا
 کام تمام کر دینا کہ جو چھوڑ آئے فرمایا اسکی عورت نے سنت کی اس باعث سے بھگو رحم آیا اور بیض اہل تحقیق نے لکھا کہ آنجناب نے کام طلحہ کا
 تمام کر دیا اور اسکے مارے جانے سے لشکر اسلام میں بغیر فتح ہونے لگی اور شکر گن قریش میں صورت فخر اب نوحا ہوئی بعد اسکے
 عثمان بن طلحہ نے علم کیا حمزہ ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے ایک توار مار سی لگا اسکا ہاتھ شانے سے جدا ہو گیا تب ابوسعید ابن ابی طلحہ
 علم آیا حضرت سعد ابن ابی وقاص نے ایک تیر مارا کہ حلق میں لگا اور زبان اسکی مانند سگ نکل آئی پھر شافع ابن طلحہ بن ابی طلحہ علم
 ماصم ابن ثابت ابن ابی اذعہ نے اسکو تیر سے جرح کر دیا کہ قرب ہلاکت پہنچا شکر ان نے اسکی کش مساء سلامت ثبت سعد
 اسکی والدہ کے پاس پہنچا لے آئے شافع سے پوچھا تیر کس نے مارا وہ بولا بیچ معلوم نہیں ہوتا مگر مارنے والا کتا تھا خدا ہونا
 ابن ابی اذعہ سلامت لے گیا کہ ماصم کے کانر سے میں شراب پیون تو سہی اور ہندی کرائی کہ جو کوئی ماصم کو کپڑا لادے زہر نہ
 یاسر لادے اسکو سوا زنت انعام و دینی لیکن شافع ہی زخم سے داخل نا ہوا بعد اسکے حادث ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم کیا تو زہر
 ابن العوم رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور بعض کے نزدیک ماصم ابن ثابت نے اسکو بھی مارا بعد اسکے کلاب ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے عالم اٹھا
 اور علی مرتضیٰ شیر خدا نے اسکو مارا بدوایتی زہر ابن اعرام نے قتل کیا تب جلاش ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم کیا کہ طلحہ ابن عبید اللہ
 مارا بعد اسکے اٹھا وہ بنی جہل نے علم کیا کہ علی مرتضیٰ نے اسکو بھی مارا تب شریح ابن فارض نے علم کیا یہ قتل ہو اگر تا قتل اسکا
 معلوم نہیں ہوتا بعد ازاں صواب غلام نبی عبدالدار نے علم کیا کہ بردایت بعض حضرت علی نے بدوایتی سعد ابن ابی وقاص بنے
 قتل کیا اور صحیح یہ کہ قوتراں نے مارا آخر کار علم گمار گیا اور کوئی شخص نبی عبدالدار کا نہر با جو عالم برداری کرے تب تباہ ہو جاتا
 علقہ حارثہ نے علم اٹھا لیا اور اہل اسلام نے غلبہ تمام جویم کیا اور سر ابن العوم و قعدا و ابن الاسود نے بین ویسا سے یہ خدا لایا
 کو منہر کیا اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو قلب شکر سے دو کیا صحیح مسلم میں حضرت امیر سے روایت ہے کہ
 حضرت سیدہ سلمیٰ سلم نے ذوالفقار کو ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ اس تلوار کو کوں لیتا ہے لوگوں نے ہاتھ بڑھائے کہ ہم کو کھینچتے
 ارشاد کیا کہ اسکو وہ شخص پیسے سے کھرا سکا حق اور اگر سے بدو جانا ہوا کہ انعامی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا حق کیا ہے فرمایا
 حق یہ ہے کہ خوب ل کرے سو بدو جانا نہ ذوالفقار کو لیا اور دیمان و ذون مفون کے کراہتا ہے بدو جانا حضرت سلم نے
 فرمایا انا متبیتہ بیعتنا بعد الاثمی ذوالمومن یعنی اہل طہر و خیر و غیر کرتے ہوئے چلتا ہا ہی اور اسکو نہ پسند مگر زانی کے میدان میں
 دست خیز ہیں ابن العوام کہتے ہیں کہ میں ہی ابو جہل کے پیچھے گیا کہ دیکھوں کیا کرتا ہے دیکھا تو جھپٹ کر اسنے منہ کی صف کی
 صف البتہ پٹ گئی روایت ہے کہ ابو جہل نے تباہا اس تمام میں پہنچا جہاں مساء بند عروہ کے تھے وہ بجا بجا کر غرہ پڑتی تھی

نہ

نہ

تب انہوں نے حکم کو دست چپ میں لیا اور فرمائی گئی ماحمدا رسول تعذلت سن قبلہ اسل سواہن قیہ نے اس ہاتھ کو ٹانھا
 پھر مصعب نے دونوں بازو سے علم اٹھایا اور یہ آیت زبان پر تھی حالانکہ اس وقت تک نازل نہ ہوئی تھی بعد اسکے ابن قیس نے یہ روایت
 کر زین پر گرسے اور فرشتے نے علم اٹھایا اور جو بعض مومنین نے لکھا کہ ابوالردم ابن عیینہ علم اٹھایا یہ روایت ضعیف ہے حقیقت
 یہ کہ ابوالجہانہ کو منظور ہوا کہ علمدار اسلام کی شہادت سے کوئی واقعہ ہو کہ ان کو اطلاع ہو جائے تو زیادہ تر موجب یہی لشکر تھا
 اسلئے فرشتہ بھیجا تاکہ یہ شرفٹ ہو باجہ اس ثرائی میں صد ہا لشکر کا رس گئے اور غازیان ہلام سے بھی اکثر لوگ شہید ہوئے اس
 لشکر میں پانچ خواجہ کافروں نے عہد کیا تھا کہ رسول قبول صلعم کو قتل کرینگے ایک عبد اللہ ابن شہاب ہری دوسرا عقیل ابن قیس
 زہری تھا میر عبد اللہ ابن ابی وقاص زہری اور بعض اسکے جگہ عبد اللہ ابن حمید اسدی کو لکھتے ہیں مگر شیخ ابو جہانہ کے ہاتھ سے
 مارا گیا پھر عبد اللہ ابن قیس باجوان ابی ابن خلف جو چشموان عبد اللہ ابن حمید اسدی چنانچہ ابن قیس نے حضرت صلعم کو چھوڑا
 کہ حلقہ بے خود خوار بارک میں درآئے اور پیشانی نورانی مخرج ہوئی دھاسن شہرین خون سے تر ہو گئی کہ آنجناب خون کو چھو
 سے پوچھتے اور تمہو دوسرے ہتھ سے اور فرماتے تھے کیونکر فلاح پاؤ گے وہ لوگ جو اپنے پیغمبر سے ایسا کریں حالانکہ وہ خدا کی طرف تباہ
 پھر فرمایا اللہم اغفر تقویٰ انہم لا یعلمون اور عبد اللہ ابن ابی وقاص کے ہاتھ کے پھر سے لب زین مخرج ہوا اور باغیر برکت
 گئے روایت ہو کہ اس مرد کو کئی نسل میں ہو کر آئے اس کے زمانہ پیشینہ میں جبہ اور ابن شہاب نے ایک چکر کشی بر مارا تھا اسلئے ابن
 ابن قیس نے تلوار ماری سوا اللہ نے اس طرح بچا یا کہ اسی جگہ ایک گڑھا تھا اور حضرت اس وقت در زین پہنے سوزہ وہ ہتھیلہ رک
 بوجہ سے آسمین گرے اور لوگوں کی نظر سے غائب ہو گئے اور انو سبار کہ چھل گئے طلوع ابن عبد اللہ در زین کر آئے اور اپنی نعل ملیا
 اور اپنے ہاتھ کو سپر کر دیا کہ ابن قیس نے اسی پر تلوار زین مارین کہ انکے سب سے پہلے دست راست پکار ہو گئیں اور ہاتھ زخموں سے چور ہو گیا
 اور شدت زخموں سے زین پر گر گئے اس حال میں حضرت صدیق اکبر قرہی اب حضرت کے پاس گئے آنجناب نے نہ پیا اور نہ پایا
 کہ طلوع کے پاس بجا و صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ طلوع بیوش تھا اور زخموں جاری تھا میں نے پانی چھوڑا کہ ہوش آیا تو اٹھنے اٹھ ہی بوجھا
 کہ رسول اللہ کا احوال کیا ہو میں نے کہا آپ پیغمبر ہیں مجھے تیرے پاس بھیجا ہوا طلوع نے کہا احمد اللہ رب جہت ہو گی آسمان کو
 روایت ہو کہ ابن قیس نے جب حضرت پر تلوار ماری اور حضرت گڑھے میں گرے تو اٹھنے پکار دیا کہ میں نے محمد کو مار لیا یہ خبر بنیہ
 ہوئی تو انس ابن ہشیر عمر انس ابن مالک رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر لشکر کفار پر دوڑے اور عبد اللہ ابن وقاص سے کہنے لگے کہ کفار
 احقر کی جانب سے ہوں بہشت آتی ہے یہ کہتے ہوئے جلی کی طرح لشکر کفار پر جا گری اور خوب مقابلہ کیا آخر کاشمید ہوئے اور
 اتنے زخم کھائے کہ انکا لاشہ شہید وان میں پھان نہ پڑتا تھا انکی بہن نے ایک تل کے سبب سے جو انکے ہاتھ کی انگلی تھی
 پانچا ماروایت ہو کہ انہی زخموں سے کچھ زیادہ تر خوشی و فرخندہ کے زخم انس ابن ہشیر کے گئے تھے روایت ہو کہ عبد اللہ ابن حمید
 کہ حضرت رسول خدا کو زخمی نہ کئے گئے لاکھ اگر کوئی محکمہ نشان دے تو فوراً حضرت کو مار ڈالوں یا غور مارا جاؤں کہ کسی
 نے دور سے تباہ دیا وہ مردود حضرت کا قصد کر کے چلا ابود جہانہ انصاری نے اسکو راستہ ہی میں ٹھنڈا کیا روایت ہو کہ

ابن قتیبہ نے جس وقت حضرت کے گوارے کی گزارش کی تو ازارہ کبیر کو لایا خدا ہا انا بن قتیبہ سید رسول نے فرمایا اہل کمال اللہ و اہل کمالی سال میں
مرد و بچہ پر کبریاں جاتا تھا سو گیا کہ ایک بیٹے نے اگر بیٹ بچاؤ ڈالا صحیح مسلم میں کہ اس حال میں حضرت نے سات مرتبہ فرمایا
من یردہم عن غلظۃ اہل بیتہا بیک صحابی نکلے اور کافروں سے کر کشید ہوئے پھر کافروں نے جو کہ کیا بچاؤ ڈالا کہ جو کوئی
کافروں کو مجھے مٹا دے اسکو ہشت ہر پھر دوسرے صحابی نکلے اور کشید ہوئے یہ طبع سات مرتبہ فرمایا سات صحابی علی کشید
ہوئے بخدی اور سلم بن علی مرتضیٰ شیر خدا اور سدا بن قاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا ایسے تیرا میرے مان
پا پتھیر قربان یہ اسوقت حضرت نے فرمایا کہ جب کافروں نے جو کہ کر کے حضرت کو زغہ کر لیا اور حضرت اور لوگوں سے تیرا لیکر کر
دیتے جاتے تھے اور سدا بن قاص تیرا نذر تھے مصابیح میں علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ من نے حضرت صلعم سے کسی کے
حق میں نہیں سنا کہ میرے مان پا پتھیر قربان ہوں سواے سدا بن قاص کی اس حدیث سے میری فضیلت سدا بن قاص
کی ثابت ہوئی سبحان الکریم زنگارنگ کی قدرت ہر آدمیوں کے خلائق میں کہ سدا بن ابی وقاص تو ایسے حضرت کے جان
جنگو حضرت ایسی عمدہ فضیلت فرماتے ہیں اور انکا بیٹا عمران سدا کیا کہ بخت سخت دل کہ حضرت کے سخت جگر یعنی حضرت امام
علیہ السلام کو کشید کرے سچ ہر ولی سے شیطان پیدا کرنا اور شیطان سے ولی پیدا کرنا الکریم کی قدرت سے ہر رویت ہر گز وہ کفار
میں جہاں ابن لغزہ اور ابو سلمہ جی برے تیرا نذر تھے سو حضرت نے سدا بن وقاص کو انکے مقابلہ کو ارشاد کیا یہ خوش ہو کر
شیر مارنے لگے سوا بن لغزہ نے ایک تیرا مارا کہ وہ امین کی جاسے پر داہنی طرف آگاہ اور امین اسوقت اسلام کے مجروحوں کو
پانی پاتی تھیں جب تیرا لگا تو انکا جلد اتنا کھل گیا کہ ٹخنہ اور اساق ظاہر ہو گیا ابن خزفہ تقدیر مار کر نہا حضرت کو یہ بات
گزری آپ نے ایک تیرا پانچاں سد کو دیا اور فرمایا کہ تیرا ابن خزفہ کی طرف مار سدا رضی اللہ عنہ نے وہ تیرا تو اس مردود
کے سینے پر جھاکر لگا کر زمین پر گرا اور بے ستر ہو گیا اور انبی منرا سے اعمال کو پہنچ حضرت نفیرہ حال دیکھ کر تیرا نہ فرمایا اور سد کے
حق میں دعا کی کہ سد مستحاب الدعوات ہو گئے کہ بعد اسکے لوگ اپنے مصائب میں افسوس دنا کرتے روایت صحیح ہے کہ ابو طلحہ رضی
رضی اللہ عنہ کے جب تیرا جگ گئے تو یہ گھبراے حضرت صلعم لکڑی زمین سے اٹھا اٹھا کر دیتے اور فرماتے کہ یہ لکڑی کہاں میں
رکھ کر اسودہ لکڑی تیرا ہو جاتی اور اسی تیرا کو زمین پر مارتے اور ایک لغزہ لکیر باواز بلند کرتے اکی آواز کی نسبت حضرت صلعم
نے فرمایا کہ لشکر میں طلحہ کی ایک آواز جالیس مرد سے بہتر ہے پوشیدہ نہ رہے لاس لڑائی میں ایسا فوقہ عظیم خبر جو من لینی شہادت
رسول اللہ سے ہو گیا کہ حضرت کے ساتھ کلام آجین چوڑہ آدمی رہ گئے سات مہاجر اور سات انصار مہاجرین میں تو
حضرت صدیق اکبر اور علی مرتضیٰ اور عبدالرحمن ابن عوف اور سدا بن ابی وقاص اور طلحہ ابن عبد اللہ اور ابو عبیدہ ابن الجراح
اور زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہم اور انصار سے نقاب ابن النذر اور ابو دجانہ اور عامر ابن نبات اور سہیل ابن حنیف
و اسید ابن حضیر اور سدا بن ساد و حارث ابن حصہ رضی اللہ عنہم حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب
کافروں نے نرغہ کیا تو حضرت صلعم میری نظر سے غائب ہو گئے میں نے نہر چنڈ و چوڑہا پتا نہ لگا آخر کشیدہ دن کی کوئی

ابن قتیبہ نے جس وقت حضرت کے گوارے کی گزارش کی تو ازارہ کبیر کو لایا خدا ہا انا بن قتیبہ سید رسول نے فرمایا اہل کمال اللہ و اہل کمالی سال میں
مرد و بچہ پر کبریاں جاتا تھا سو گیا کہ ایک بیٹے نے اگر بیٹ بچاؤ ڈالا صحیح مسلم میں کہ اس حال میں حضرت نے سات مرتبہ فرمایا
من یردہم عن غلظۃ اہل بیتہا بیک صحابی نکلے اور کافروں سے کر کشید ہوئے پھر کافروں نے جو کہ کیا بچاؤ ڈالا کہ جو کوئی
کافروں کو مجھے مٹا دے اسکو ہشت ہر پھر دوسرے صحابی نکلے اور کشید ہوئے یہ طبع سات مرتبہ فرمایا سات صحابی علی کشید
ہوئے بخدی اور سلم بن علی مرتضیٰ شیر خدا اور سدا بن قاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا ایسے تیرا میرے مان
پا پتھیر قربان یہ اسوقت حضرت نے فرمایا کہ جب کافروں نے جو کہ کر کے حضرت کو زغہ کر لیا اور حضرت اور لوگوں سے تیرا لیکر کر
دیتے جاتے تھے اور سدا بن قاص تیرا نذر تھے مصابیح میں علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ من نے حضرت صلعم سے کسی کے
حق میں نہیں سنا کہ میرے مان پا پتھیر قربان ہوں سواے سدا بن قاص کی اس حدیث سے میری فضیلت سدا بن قاص
کی ثابت ہوئی سبحان الکریم زنگارنگ کی قدرت ہر آدمیوں کے خلائق میں کہ سدا بن ابی وقاص تو ایسے حضرت کے جان
جنگو حضرت ایسی عمدہ فضیلت فرماتے ہیں اور انکا بیٹا عمران سدا کیا کہ بخت سخت دل کہ حضرت کے سخت جگر یعنی حضرت امام
علیہ السلام کو کشید کرے سچ ہر ولی سے شیطان پیدا کرنا اور شیطان سے ولی پیدا کرنا الکریم کی قدرت سے ہر رویت ہر گز وہ کفار
میں جہاں ابن لغزہ اور ابو سلمہ جی برے تیرا نذر تھے سو حضرت نے سدا بن وقاص کو انکے مقابلہ کو ارشاد کیا یہ خوش ہو کر
شیر مارنے لگے سوا بن لغزہ نے ایک تیرا مارا کہ وہ امین کی جاسے پر داہنی طرف آگاہ اور امین اسوقت اسلام کے مجروحوں کو
پانی پاتی تھیں جب تیرا لگا تو انکا جلد اتنا کھل گیا کہ ٹخنہ اور اساق ظاہر ہو گیا ابن خزفہ تقدیر مار کر نہا حضرت کو یہ بات
گزری آپ نے ایک تیرا پانچاں سد کو دیا اور فرمایا کہ تیرا ابن خزفہ کی طرف مار سدا رضی اللہ عنہ نے وہ تیرا تو اس مردود
کے سینے پر جھاکر لگا کر زمین پر گرا اور بے ستر ہو گیا اور انبی منرا سے اعمال کو پہنچ حضرت نفیرہ حال دیکھ کر تیرا نہ فرمایا اور سد کے
حق میں دعا کی کہ سد مستحاب الدعوات ہو گئے کہ بعد اسکے لوگ اپنے مصائب میں افسوس دنا کرتے روایت صحیح ہے کہ ابو طلحہ رضی
رضی اللہ عنہ کے جب تیرا جگ گئے تو یہ گھبراے حضرت صلعم لکڑی زمین سے اٹھا اٹھا کر دیتے اور فرماتے کہ یہ لکڑی کہاں میں
رکھ کر اسودہ لکڑی تیرا ہو جاتی اور اسی تیرا کو زمین پر مارتے اور ایک لغزہ لکیر باواز بلند کرتے اکی آواز کی نسبت حضرت صلعم
نے فرمایا کہ لشکر میں طلحہ کی ایک آواز جالیس مرد سے بہتر ہے پوشیدہ نہ رہے لاس لڑائی میں ایسا فوقہ عظیم خبر جو من لینی شہادت
رسول اللہ سے ہو گیا کہ حضرت کے ساتھ کلام آجین چوڑہ آدمی رہ گئے سات مہاجر اور سات انصار مہاجرین میں تو
حضرت صدیق اکبر اور علی مرتضیٰ اور عبدالرحمن ابن عوف اور سدا بن ابی وقاص اور طلحہ ابن عبد اللہ اور ابو عبیدہ ابن الجراح
اور زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہم اور انصار سے نقاب ابن النذر اور ابو دجانہ اور عامر ابن نبات اور سہیل ابن حنیف
و اسید ابن حضیر اور سدا بن ساد و حارث ابن حصہ رضی اللہ عنہم حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب
کافروں نے نرغہ کیا تو حضرت صلعم میری نظر سے غائب ہو گئے میں نے نہر چنڈ و چوڑہا پتا نہ لگا آخر کشیدہ دن کی کوئی

دیکھا تب بھی نشان نہ چلا تو میرے دل میں آیا کہ محب عالم ہے کہ نہ حضرت زندون میں نظر آتے ہیں اور نہ مردوں میں مگر
ایسا ہوا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہوا اور اپنے پیغمبر کو آسمان پر اٹھالیا پھر تو دل میں آیا کہ انکار سے مقابلہ کر کے تو جی شہید
ہو جاؤ تو گواہیاں سے لیکر شکر کون کی فوج میں گھسا اور ایسی شمشیر بانی کی کہ جمیت اعداد ہم پر ہم ہو گئی اس حالت میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر پڑ گئے تو دل میں (خوش ہوا) چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے سو کافروں نے حضرت
کو تھما دیا کہ یہ کہہ دو مرتبہ حکم کیا ہے علی مرتضیٰ شہر خدانے وہ شجاعت اور مردانگی خدا داد دکھائی کہ سب کافروں کے نہت کھٹے ہو گئے
اسی وقت حضرت جبرئیلؑ آئے کہ کہا کہ رسول اللہ یہ زبردت کا کمال درجہ ہے کہ علی مرتضیٰ نے دکھلایا حضرت نے فرمایا لا زمی
ہو نامنہ جبرئیل نے کہا انا منکما ورجع الیہم مولانا مہمل الدین محدث شافعی لکھتے ہیں کہ اس وقت بلا شک باقی سے آواز آتی تھی
لانقی الاعلیٰ الامین الاذوالفقار سبحان اللہ کیا بری فضیلت حضرت علی مرتضیٰ کی ہے کہ اسکے بیان کی حاجت نہیں ہی اسی کلام
میں بظاہر یہ تفصیل کی کیا حاجت ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
روئے مبارک مجروح ہو گیا اور خود کے حلقے خسارہ پاکین بیٹھ گئے تو میں میدان جنگ سے آپ کی طرف چلا آنا سے راہ میں
ایک بونظر آکر دوڑا ہوا چلا آتا تھا میں نے اپنے دل میں کہا اگر یہ محض رسول اللہ کے پاس جاتا ہوں تو میں اور وہ بلا وقت خدمت
رسول میں حاضر ہوں جب وہ شخص زندہ کیا تو میں نے چچا نا کہ ابو عبیدہ ابن الجراح تھا اور حضرت ہی کی خدمت میں جاتا تھا
سو میں اور وہ دونوں حضرت کے حضور میں گئے اسنے مبارکت کر کے کہا کہ اے ابوبکر خود کے حلقے روئے مبارک سے میں نکالو لگا
میں نے کہا بہت اچھا سو اسنے اپنا دانت خود کے حلقے پر رکھ کر کھینچا حلقہ باہر نکل آیا اگر دانت اسکا ٹوٹ گیا جو دوسرا حلقہ
بھی لا تو دوسرا دانت ٹوٹ گیا جب حلقہ نکل آئے تو خون بہہ نکلا ابوسیدہ حدادی فرماتے ہیں کہ میرے اب مالک ابن سنان نے
موضع جرت پر اپنا تھکا لڑکھن جو سارے لوگوں نے اسے کہا کہ تو خون تیلہ پر اسنے کہا ہاں سوال اللہ کا خون شربت سے زیادہ شیرین ہے اور حضرت نے فرمایا
کہ جو کوئی ایسے شخص کو دیکھا چاہے اسے خون میں لیر خوں لا جو وہ ملک بن جائے کوئی کچھ نہ کہتا میں لیر خوں پر اپنی شمشیر نہ لڑی مگر فائدہ تھا
بھری فضیلت سادات کی ظاہر ہوتی ہے روایت صحیح ہے کہ طلحہ نے اپنی پشت پر بے مبارک رکھو اگر گڈھے سے نکالا دے علی مرتضیٰ
میں دست مبارک پکڑ کر میرے کھینچا پھر جب حضرت گڈھے سے اسنے نکلے تو کعب ابن مالک نے پہچان کر باوازا بلند کرا دیا پھر سرسبز
البشر واپار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اشارہ کر دیا جب مسلمانوں نے سنا کہ حضرت بخیر و عافیت ہیں ہر طرف سے جمع
ہوا آئے کہ سید سبیل جماعت اہل اسلام کے ساتھ ناراض کی طرف متوجہ ہوئے سہاہ ہند غورت ابوسفیان کی اور قریش کی
ساری غزین یہاں خالی پا کر اہل اسلام کے مقتولوں کی لاشوں میں گھس پھین اوکسی کا پیٹ جیڑا لا اوکسی کا کلیجہ
نکال لیا کسی کے انار کا ٹوٹ گیا پانچ ہند نے حضرت امیر حمزہؑ کا کلیجہ نکال کر چوسا ہر گز غلط فیصل کو چھوڑ دیا تھا اسنے سب
کو رہا پانچا ابو عامرؑ جب کہ حضرت نے فاسق بولیا تھا مشرکوں کے ساتھ تھا مگر روایت اہل سیر کی ہوں کہ خوشی قابل
امیر حمزہؑ کا کلیجہ نکال کر تیار کر دیا اور کہا کہ دیکھ جگر حمزہؑ میرے باپ کے قاتل کا ہے تب اسنے جگر لیکر چوسا اور اپنے گڈھے

اور زیور وحشی کو انعام میں دینے اور وحشی ہند کو اپنے ساتھ لاش میر حنرہ پر لٹکیا اسنے ناک کان کاٹ لیے اور کئے کو لٹکی اور ناک
 وین ہنری رہی باجلا پیہر خدصلی اللہ علیہ وسلم باجلا صاحب پٹار کے نیچے پونچے ابوسفیان نے شش رکون سے مشورہ کیا کہ مسلمانوں کو
 ہمارے پیش جانے دین اور آگے برعہ حضرت نے خدا سے دعا مانگی کہ اللهم لیس لکم ان یعلو ناسی اہل المدینہ لوگون کو یہ بات حاصل ہو
 کہ ہم پر بندہ اور غالب ہو جائیں حق تعالیٰ نے ایسا عہد ل میں ڈال دیا کہ اپنی جگہ سے کافر نہ سکے اور حضرت نے غایت نصیحت
 نماز نہ بیچ کر بیچے بعد ازاں ارادہ کیا کہ پھر بالاسے کوہ حلین راہ میں ایک تھوڑا کہ حضرت ضعف کے سبب سے اس پر چڑھ نہ سکے کلمہ
 بیٹہ لگئے اور حضرت پاسے مبارک انکی پشت پر رکھ کر اوپر چڑھے اب ابوسفیان کا کیا ارادہ ہوا کہ اپنے لشکر کو لیکر مکہ کو چلا جائے
 لیکن سب مشرکون نے ملکر یہ صلاح کی کہ مکہ کو چلنے سے پہلے یہ دریافت کر لیں کہ محمد زندہ ہیں یا نہیں اور یہ جانتے تھے کہ حضرت
 شہید ہو گئے اور خواص اصحاب آپ کے بھی مارے گئے میں صحیح بخاری میں براہ ابن عازب سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے بتائی
 نیچے آیا اور بچا کر انکی انعام محمد یعنی قوم میں محمد بھی ہیں حضرت صلعم نے فرمایا کوئی جواب نہ دو سو کسی نے جواب نہ دیا تب اسنے
 کہا انکی انعام ابن ابی قحادہ بیان سے پھر بھی جواب نہ ملا تب ابوسفیان نے کہا انکی انعام عمر ابن الخطاب بیان سے پھر بھی جواب نہ ملا
 ابوسفیان نے قوم سے کہا کہ سب مارے گئے اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے حضرت عمر سے نہ ہا گیا سو با واز بلند ابوسفیان کو بچا کر
 بوسہ کر اہل دشمن خدا تو جو ہوتے کہتا ہر کہ سب مارے گئے اللہ تعالیٰ نے تیری جان مارنے کو سب کو زندہ رکھا ہے پھر ابوسفیان نے
 اپنے بیٹوں کی تعریف کرنی شروع کی حضرت نے فرمایا کہ کچھ جواب نہ دو اصحاب نے عرض کیا کہ ہم نے فرمایا کہ کوہ المدینہ اعلیٰ چاہے
 یہ سنا کہ ابوسفیان نے کہا انکی انعام لا ولا غری لکم حضرت نے فرمایا کہ کوہ المدینہ لا ولا مولانا ولا مولیٰ لکم ابوسفیان نے بچار کر کہا کہ آج کافرون
 بدرک لڑائی کا جواب ہے اور لڑائی کا معاملہ ذبت نبوت ہوتا ہے اور باری باری سے ہوتا ہے کبھی ہم کو موقع مل گیا کبھی تم کو ہم اپنے
 مقتولوں کو دیکھو کوئی کٹا اور کوئی بوجھا ہو گیا ہے حضرت عمر نے جواب میں کہا کہ آج کا دن بدر کے برابر نہیں ہے ہمارے مقتول
 بہشت میں ہیں اور تمہارے مقتول و فزع میں ابوسفیان نے کہا کہ ہمارے تمہارے دوسرے سال کا وعدہ ہے پھر بدر پر لڑائی
 ہو گی حضرت نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو اچھا اسی پر قائم رہنا پھر ابوسفیان اپنی قوم لیکر در تار کا تینا مکہ کو روانہ ہوا تو مسلمانوں
 یہ خدشہ ہوا کہ شاید یہ لوگ مدینے کو چلے جائیں اور اسکو ٹوٹیں اس اسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ اور سعد بن قیس
 کو انکے پیچھے بھیجے پھر انکی آخوذہ سب مکہ کو چلے گئے انھوں نے حضرت کو اطلاع کی کہ آپ کو خاطر جمعی ہوئی روایت ہے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر اونٹون پر سوار ہوں اور گھوڑوں کو کوئل بجا میں تو جانور کہ مدینے کو جاتے ہیں اور
 انہیں تو مکے کو سوان دونوں صاحبون نے اسی قرینے سے جانا کہ مدینے کو نہ جائینگے تو رت کہ حضرت کو خبر ہوئی کہ آپ کو
 اطمینان ہوا جب مشرک لوگ چلے گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں تشریف لائے اور اپنے شہیدوں کو دیکھا تو
 اعیان صاحبین سے جا شخص طیل القدر شہید ہوئے تھے حضرت امیر حمزہ ابن عبد المطلب کے ہم نگر اور رسول اللہ اور
 بھائی رضاعی آپ کے تھے انکو وحشی ابن حرب جیشی نے شہید کیا تھا حال یہ ہوا کہ لڑائی کے شگنائے میں جیسرا بن مطہر جیشی

کہا کہ اگر تو حمزہ کو قتل کر کے طیمہ ابن عدی میرے چچا کا بدلے تو میں تجھے اپنے ملک سے آزاد کر دوں اور سزا دہندہ بھی کافر ہو جی
یہی کہا کرتی تھی کہ تو حمزہ کو جیسے بدر کی لڑائی میں میرے باپ عقبہ کو مارا ہے کسی طرح مائدال توہین انعام دون اور حارث ابن عامر
ابن نوفل کے بیٹی کیستی تھی کہ اگر وحشی اگر تو محمد یا علی یا حمزہ سے ایک کو بھی قتل کرے تو آزاد کر دوں مینا چند وحشی نے سارے
حضرت علی مرتضیٰ کو مار مار کر قتل کیا جس وقت انکا سامنا ہوا تو انکی شجاعت اور بہادری اور سیداری پہنچا دینی سے طرح طرح سے ٹھکر لیا
یہاں تک کہ حضرت امیر حمزہ قتل نہ ہو سکتے نظر آگئے اور انکے آنے سے فوج قریش کی دہم برہم ہو گئی اور سباع ابن عبداللہ بن خزاعی نے
مقابلہ کیا تو امیر حمزہ نے اسکو قتل کیا وحشی کہتا ہے کہ میں یہ حال دیکھ کر ایک تھوڑی دیر میں لگ رہا جیسا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ سباع
کو قتل کر کے پٹے اور میری کینہ گاہ کے متصل آئے تو میں نے حرب چلایا اور میرا کبھی خالی نہ جاتا تھا سو وہ حرب پر بڑھ کر دانتیں نہایت
لگا حمزہ مجھ پر پسے میں بھاگا وہ پیچھے دوڑے گرشدت زخم سے لہ میں گرے سو دشمنوں نے میری مدد کر کے شہید کر ڈالا پھر
میں نے خنجر سے کلیجہ نکال کر شہید کر دیا بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ سر یا نوئے زخم تیر و تلواریں میرے جسم مبارک خور تھے مگر کوئی
زخم آنجناب کی پشت پر نہ تھا تحقیق اہل سینہ نے لکھا ہے کہ حضرت صلعم نے جب بلاش کو دیکھا تو سخت رنج اٹھایا کہ دیباغ کبھی نہیں
ہوا تھا اور اسی وقت فرمایا کہ اللہ اگر مجھ کو فتح دے اللہ ان کافروں پر تو ستر کافروں کو بھوس حمزہ کے تنہا کروں حضرت جبریل
نے اللہ صاحب کی حوت سے کہا وہ ان کا بقیہ تم نفا قبول اشل ماعون تم بہ و لکن صبر تم غمخیز لعلابریں اسی وقت سے حضرت صلعم
شک کرنے سے نہی فرمائی مگر اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو بھیجا کہ فتح مکہ میں خالد بن ولید کے مقابلہ میں غصہ کافرا سے لگے کہ تفصیل اسکی
فتح مکہ میں لکھی جا چکی اور حدیث شریف میں ہے کہ دیکھا میں نے خستون کو غسل دینے میں حمزہ ابن عبد المطلب کو اور خطہ ابن
کو اور یہی فرمایا کہ مجھے ہوئے ہیں خدا کے نزدیک ساتویں آسمان میں حمزہ ابن عبد المطلب اللہ اللہ اللہ رسولہ دوسرے عبد اللہ
ابن جحش ابن رباب اسدی ابن عمر رسول اللہ کہ ابن احث حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے تھے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت صلعم
کو حضرت حمزہ کے دفن کرنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ فرماتے تھے کہ میں انکو اسی طرح رہنے دیتا کہ بروز قیامت پرندوں اور زندوں کے
بیت سے اٹھائے جاتے لیکن یہ خیال ہے کہ حمزہ کی بہن صفیہ بڑا مانگی اور نام اہل بیت پر یہ بات گراں گذریگی اور سب لوگ اس
نعل کو سنت سمجھ کر بہ روی کرتے لگے لکن بعد ازاں عبد اللہ ابن جحش اور حمزہ رضی اللہ عنہما کو ایک ہی قبر میں دفن فرمایا اب ایک عظیم
اس مقام میں بنا ہوا ہے میرے مصعب بن عمیر عبدی کہ ان تیسرے یعنی کے ہاتھ سے شہید ہوئے یہ حضرت مصعب قرشی عبد ربی اعلم
صحابہ و فضلاء کا لیج ہیں اور اول مہاجرین میں ہیں اور بدری صحابی ہیں انھیں نے اہل مدینہ کو قرآن پڑھایا اور انھیں نے
اول جبہ مہینے میں پڑھا اور یہ دو بھائی تھے ایک عامر بن عمیر دوسرے مصعب بن عمیر اور دونوں کالداری میں ایک سال تھا کہ انکو
انچہ باپ کا ترکہ دونوں نے پایا تھا گراں لگئی انکو بہت پیار کرتی تھی اولیام جاہلیت میں مصعب بڑے چین میں بسر کرتے تھے اور
بہت اچھا لباس پہنتے تھے جب حضرت کی صحبت سے سرفراز ہوئے تو زہد و فقر اختیار کیا اولاد تین دنیا کی جوڑیں لگائی شان
اللہ صاحب نے فرمایا وہی النفس عن الہی فان لہنہ فی حدیث غریب میں وارد ہے کہ ایک روز مصعب حضرت کے پاس

آئے اس حال میں کہ کسی کبھی کے پھر کا کرتے باہر سے تھے حضرت نے فرمایا ہنگام کو دیکھو اور مشغول کیا ہو کر گول نورایان سے میں نے دیکھا کہ
والدین کے تکتے تین تمام کھلتے تھے اور میں نے دیکھا کہ اسے چورہ دو سو درہم کا باعث ہوئی بخت خدا رسول کی وجہ حالت کو پہنچا ہوا مصعب
کو یہ آزمائی حاصل ہوئی تھی کہ لڑنے لڑنے کے واسطے سو سو ایک لنگ کے کچھ نہ ملا وہ بھی قد سے جو تاکہ اگر یہ مصعب اپنے تو سر کھٹا تھا اور جو شہر کھٹے
تھے نہ پہنچتے تھے نہ حضرت نے فرمایا کہ سر چھپاؤ اور پر از خر کاس سے بند کرو اور وصل بھائی دنیا کی لذتوں میں گرفتار رہا اور ایمان بھی نہ ملا
آخر کا غزوہ بدر میں لڑا گیا اسی کے حال میں یہ بات نازل ہوئی فاما من مٹی و اثار احمدۃ الدنیا فان عجمی و السادی لہنی پس جسے شہادت کی
اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو ورنہ ہی ہو سکتا اور بخاری اس کے نام نے جناب بن لاث سے روایت کیا کہ کہ لکھا انھوں نے ہجرت کی پہلے رسول اللہ
صلعم کے احوال میں کہ طلب کرتے تھے ہم ذات خدا کی پس انے ہوا ثواب ہمارا خدا کے نزدیک سے پہنچے ہم میں سے وہ ہیں جو گذر گئے عالم
اور میں کھایا اپنے آج سے یعنی دنیا کے اجڑے کچھ یعنی قسم غلام وغیرہ سے ان کے مصعب بن عیسٰی بن رے گئے برو خدا ورنہ پائی گئی تھیں
پھر اگر کفر دے جائیں انہیں ملا کہ ایک سیاح و شہیدانہ رنگ نہ رہی جیسے کہ اور وہ بھی پوری تھی کہ سر سے پیروں کے ٹھک جاکر سے
ہم جس وقت دھماکے سے لڑا تو گھسے رہتے پیرائے اور جس وقت دھماکے سے پیرائے تو ٹھک رہتا سر کاسم سے تھجڑے ہوئے ان کے اس میں نہیں باقی
صلعم نے دھماکے سے لڑا تو گھسے رہتے پیرائے اور جس وقت دھماکے سے پیرائے تو ٹھک رہتا سر کاسم سے تھجڑے ہوئے ان کے اس میں نہیں باقی
وہ ہیں کہ بچے ہو واسطے ان کے یہ دھماکا پیر دھتے ہیں اس سے کہ کو یہ کیا یہ غنیمتوں کے کبابا سکواں کو گونے زمانہ نفع بلا مدین صلعم
یہ کہ بچے وہ ہیں کہ زمین چاہی لیا اپنے ثواب میں سے کچھ اور بچے وہ ہیں کہ جلدی لیا بعض ثواب پنا اور حدیث میں آیا کہ زمین کو لڑنا
جبکہ کر نیوالی کہ جبار کے صلعم کی رہ میں پیرا و غنیمت مگر کہ جلدی لے لیا دو سائی اجابا اور باقی رہا ان کے لیے تھائی اور یعنی آخرت کا
سے مصعب بن عیسٰی اول میں کہ انھوں نے کچھ دنیا کا ثواب نہیں لیا جو تھے شناس مغزوی تھے کہ ان کو بھی حضرت نے ذمہ کر لیا اور انھوں نے
کے ایک باندہ شہید ہوئی تھی ان کا ایک عبداللہ بن عمران خدام حضرت جابر کے والد بنبر گوار تھے کہ ان کو حضرت صلعم نے عروا بن ابیج ان کے چوتھی
بھائی کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا تھا بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں جب شہید ہوئے میرے باپ برو خدا ورنہ
روتا تھا اور کہہ لے ان کے سے سماعتا تھا اور اصحاب رسول صلعم کو منہ کرتے تھے کہ حضرت صلعم نے منع نہیں کیا ہمدن فرمایا کہ تو گریہ ناری کہ
قیامت تک ملا کہ اپنے قبر میں سے اُپر سارے کہے میں گے اور تیرندی نے جابر سے روایت کیا کہ کہ انھوں نے کہے کہ صلعم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جابر کیا ہو کہ کو دیکھتا ہوں جو کوئی نہ خاطر کیا میں نے شہید کیا گیا باپ میرا اور جو میرے انھوں نے عیال کو قرض فرمایا کیا خوشخبری نہ توں جو کو
اس خبر کی کہ بقیہ باغ و جل خدا سے اس کے تیرے باپ سے کیا میں نے بان خبر دیکھی یا رسول اللہ فرمایا کہ نہیں کلام کیا اللہ نے کسی سے
ہرگز نہ پردہ کے پیچھے سے اور زندہ کیا خدا نے تیرے باپ کو اور کلام کیا اس سے برو کہ نہ پردہ تھا بیچ میں اور نہ رسول اور فرمایا خدا نے اسے
میرے سے کہ اور کہ میں نے لگا لگا اسے اپنا پردہ رکھا میں نے لڑو رکھتا ہوں اور جانتا ہوں کہ زندہ کرتے جو اور بھی دنیا میں ہیں مل جاؤں
میری راہ میں کسی مار فرمایا پردہ لگا نہ کہ تحقیق گذرا جو حکم میرا کہ وہ سنیں میرا کہ وہ سنیں دنیا میں ہیں نازل ہوئی یہ بات رکھیں اللہ نے قتلوا
فی سبیل اللہ ائمہ دوسرے صحابہ میں سے کہ ان کو حضرت رسول صلعم نے خارجا بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک تربت میں دفن کیا

ابن خلف مراثی اچھا اچھا کیا کہ ایک شخص کی کنجش میں بندھا ہوا چھٹا ہا کہ مجھے ہاں دو اور ایک کا خدا کے ساتھ ہو
 وہ کہتا ہوں خبر دار ہانی دنیا یہ قتل رسول قبول ہاں ابن خلف کا خبر فائدہ صحیح بخاری میں حدیث ناص سے روایت ہوا کہ اس
 غزوہ میں بن سعد و شخص غنیمہ کے لیے حضرت کے ساتھ دیکھے کہ بن سعد نے قبل اس سے دیکھا تھا اور کچھ بن سعد اس کے دیکھا اور
 وہ دونوں تھے وہ دونوں جبریل اور میکائیل علیہما السلام تھے اور بعض روایات میں ہا کہ اس لڑائی میں اور کچھ صحابہ تھے مگر
 عموماً انہیں اسے الاجر جبریل اور میکائیل علیہما السلام اور یہی صحیح بخاری میں ہا کہ شکرین سے بایں آدمی وہاں مار ہوئے ہیں انقص
 حضرت علی المرتضیٰ سلم نے سب کو ذبح کر لیا اور تشریف نہ لایا اور وہاں چلتے دینے کو مہاجرت نہ ہوئے راہ میں جس جگہ پہنچے
 گئے ہوا اس کے عورت و مرد و بچے آئے اور رسول خدا کی سلامتی پر شاد ہوئے اور شکر لکھی سجالاتے اور جب حضرت دینے میں مقبلہ بنی ہاشم
 پہنچے تو کوئی نسبت رافع بن معمر سے حدیث معاذ کی مان باہر آئیں اور حضرت کی طرف دڑیں دیکھا کہ حدیث معاذ حضرت کے گھوڑے
 کی باگ بکڑے ہوئے تھے سندنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری مان آپ کے حضور میں آئی ہوں اور تمہارے حضرت تھے گئے سر پہنچے
 ہا کہ نزدیکی آئی و حال مبارک کی زیارت کر کے بولی یا رسول اللہ میں خدا کا شکر کرتی ہوں کہ میں نے آپ کو سلامت باہا اب جو
 مصیبت گذری ہا آسان ہا ہر چہ حضرت نے عمر بن معاذ کی تعزیت کر کے انکو بہشت کی بشارت دی اس صلیف نے خوش ہو کر کہا
 رسول اللہ میں بہت خوش ہوں ہر چہ حضرت نے حدیث معاذ سے کہا کہ میرے ساتھ زخمی بہت ہیں مناسب ہا کہ جلد اپنے اپنے گھر کو
 پہنچ کر زخموں کی دوا کریں میرے ساتھ چلنا ضرور ہیں کیونکہ انکو تکلیف ہوگی سندنے یہ حکم سن کر بنی عبد الاشمل کو سنا دیا وہ لوگ
 اپنے اپنے گھر کو روانہ ہوئے اور سب قریب میں آئی تھے اور حدیث معاذ کے ساتھ و دولت ملک کے ہر شخص ہا کہ گھر گئے جب
 انصلا اپنے گھر کو ان میں پہنچے تو انکے اپنے عورتوں سے کہا کہ تم اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچے کے گھر جاؤ اور انکے بیان
 رسم تعزیت اور کھانا چاہے سب عورتیں متفق ہو کر حضرت حمزہ سیدہ اشہدائے گھر گئیں اور آدھی رات تک بکریہ زاری مشغول رہیں حضرت
 اُمّ مکتوم سونے سے جب بیدار ہوئے تو اپنے آواز رونے کی سن کر شمع کیا اور بھی بنا کہ رشیدہ زہراؓ نے اس حکم سے معلوم ہا کہ نوحہ کرنا
 ممنوع ہا کیونکہ اگر وہ مصیبت سے نہ ہا تو جیسے جی ہا اور جیسے جی کے واسطے اشیاء ہا اور اگر بناوٹ ہو تو مسلمان کو بناوٹ و ریاضت و ہر
 احادیث صحاح سے معلوم ہوا کہ جب حضرت نے آواز رونے کی سنی تو چھپا کون و تاہا لوگوں نے کہا کہ عورتیں انصار کی اپنے شیعہ ہیں
 نوحہ کرتی ہیں حضرت نے فرمایا کہ حمزہ ابن عبد المطلب کو کوئی نہیں رفا حدیث معاذ اور سیدہ جعفر بن جعفر نے اپنے قوم کی عورتوں سے کہا
 کہ تم حمزہ ابن عبد المطلب پر گریہ کرو اور اپنے شیعہ دن کو چھوڑو سب عورتیں سجدہ کے دروازے پہنچ کر رونے لگیں یہاں تک کہ حضرت صبر
 نہ کر سکیں کہ تو فرمایا کہ چونکہ انہما فقہائین بنی تم پر لیاہ رحم کرے تم نے اپنے نفوس کے واسطے بڑا کیا فی وقت سے نوحہ گری
 منسوخ ہوئی فائدہ اس لڑائی میں بعض مسلمان کمال تھے سبب شیوع خبر شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہا تھے اسی پر سورہ آل
 عمران میں ارشاد ہوا ہا و ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل انا ان بات اوتل القلہ علی اعقابکم و بنی عقیلہ بنی فہارہ
 خلیفہ و جبرئیل علیہ السلام کہ بنی تم پر تو ایک رسول ہا جو چکے پہلے اس سے بہت رسول بھی گئے اگر وہ مر گیا یا ارا گیا تم بھی جاؤ گے

اسیروں کو مار کیوں نہ دلا مال لیکر چھوڑ دیا اور حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر انکو چھوڑتے ہو تو میں ستر آدمی شہید ہونگے لوگوں نے قبول کر کے مل لیا اور انکو چھوڑ دیا باہن ہر شہید دن کو کبھی مرتبہ حاصل ہوا کہ جسکی انتہا نہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ کیونکر مرے جب وہ انھیں الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احياء عند ربہم فی رتوں فرحین باآئہم اللہ من فضلہ ویتبشرون بالذین لم یقتلوا ہم من خلفہم الا وہو ملاہم غیر انھیں انکی شان میں ہر اپنی تونہ سمجھو لوگوں مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پائے خوشی کرتے ہیں اسبیر جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوشوقت ہوتے ہیں انکی طرف جوا بھی نہیں ہونگے ان میں پیچھے سے اس واسطے کہ نہ دُور ہر انبیر انکو غم عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت سے پوچھا کہ یا حضرت قرآن میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شہید دن کو دُور نہ سمجھو وہ زندہ ہیں روزی پائے ہیں خوشیاں کر رہے ہیں خدا کے فضل سے سوائت کا کیا مطلب ہے اور شہید دن کا مفصل حال کیا کرے تب حضرت نے فرمایا کہ شہید دن کی روحیں نہ جڑیاں ہیں بہشت کے سروے کھاتی ہیں انکے واسطے عرش کے نیچے فندین شکنی ہیں کھاتی پھرتی ہیں بہشت میں جہان انکا جی چاہتا ہے اور رات کو انھیں تند فندین اگر کھنکھرتی ہیں سوائے رب نے انکو دیکھا اور فرمایا کہ بھلا کسی چیز کو کھنا حاجی چاہتا ہے شہید دن نے کہا کس چیز کو ہا حاجی چاہے ہم تو اس چین میں ہیں کہ بہشت میں کھاتے پھرتے ہیں جان چاہتے ہیں پھر خدا نے میں ہا اسی طرح پوچھا جب شہید دن نے دیکھا کہ بد دن کچھ مانگے نہیں جھٹکتے تو کہا اے رب ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے روحیں ہمارے بدلون میں بھر دالی جائیں تو انکی بار اور بھی تیری راہ میں مارے جائیں اور کڑے ٹکڑے ہوں پھر جب خدا نے دیکھا کہ انکو اب کسی چیز کی ہوس اور آرزو نہیں رہی ہو تو پھر ان سے پوچھا چھوڑ اس خدا کو سلم نے روایت کی ہے اسی طرح اکثر احادیث اور آیات شہید دن کے فضائل میں موجود ہیں اور صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہدا واحد کے دفن میں آنحضرت نے یہ طریق کیا تھا کہ دو ٹخنہ دن کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور فرمایا کہ انکا قرآن زیادہ پڑھتا تھا جب ایک ان میں سے معلوم ہوا تو اسکو کھد میں مقدم کر دیا اور فرمایا کہ انا شہید علی ہذا یوم القیامت اور سب کو مع خون و ذن کیا نہ انبیر نماز پڑھی نہ غسل دیا اور بجز الحافل میں ہر کد فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے نزدیک چھہ نیر گیا ان شہید کے واسطے ہیں ایک تو اول دفعہ بخشا جائے دوسرے بہشت میں رہتا ہے تیسرے عذاب نار سے محفوظ رہتا ہے چوتھے فرج کبر یوم قیامت سے مصون رہتا ہے پانچویں ایک تاج یا قوت کا مصلع اس کے سر پہ پٹنایا جاتا ہے چھٹویں بہشت میں بیان ملتی ہیں اور ستر اقارب کی شفا کرتا ہے یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کی ہے احادیث سے واضح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے زیارت قبور شہدہ احد کے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں میرا بندہ اور رسول تیرا گواہ ہوں کہ یہ لوگ میری راہ میں اور میری رضا میں شہید ہوئے ہیں پھر فرمایا کہ جو کوئی ان شہید دن کی زیارت کرے اور ان پر سلام کرے

تو یہ لوگ جواب دینے کے خطاب ابن خالد غزوئی گئے اور دو غلام ساتھ لینگے اور سلام کیا تو سب قبروں سے جواب سلام آیا گو کہ وہ
سے ٹھہر سکے چلے آئے اور فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمائی کہ میں ایک نوجوان سے ملے جو مجھے ابن عمرو کی قبر پر نظر پڑی
تو میں نے کہا سلام علیک یا عم رسول اللہ قبر سے آواز آئی وہ علیک السلام اور حمزہ فاطمہ شہیدہ برزخ میں فیصل یعنی فاعل ہے کہ گو
شہیدہ بعد وفات اس عالم کے شاہدہ نبی اور شہود ملار اعلیٰ میں نانی ہو جاتے ہیں یا مبنی مفعول ہے کہ نہ بن پنہا صلی اللہ
علیہ وسلم پر شہود یا بخیرہ والحق اور الرودیہ والرضوان ہیں اور شہید وہ ہے کہ علاؤ کلمت بحق میں مارا جاوے اور قلع کتب احادیث
سے واقع ہوتا ہے کہ سوائے اس شہادت کے اور بھی شہادت ہے چنانچہ ابن عساکر نے امیر المومنین علی مرتضیٰ سے روایت کی کہ
کہ غرق اور سوختہ آتش اور مار گزیدہ اور جو پٹ کی تیاری سے ملا اور جس کسی پر عارت گری یا باگ خانہ سے گرا یا کوئی تھوگر اور مار گیا
وہ بھی شہید ہے اور جس عورت کا خونہ زیر گیا اور دھنسا رہی تو جاہد ہے اور دھکے کا سبھی اور شہید کا ہے اور جو شخص اپنے قلم نفس میں
مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور جو کوئی اپنے بھائی کے بچانے میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور کمر بالمعروف اور ناسی عن المنکر بھی شہید ہے
اور جلیل الدین سیوطی نے اپنے ایک کتبہ ثبت میں اور بھی تحریر کیا ہے بن چنانچہ مرگی سے مرنے والا اور جس شخص کے گلے میں پانی
وغیرہ کا چند انگ کر اچھو ہوا اور جس کو بادشاہ نے ظلم مارا ہوا یا نبردستی چڑایا ہوا یا بادشاہ کے خون سے پوشیدہ ہوا اور
مر جاوے اور جس کو بھونے کا ہوا اور جو بنیت ثواب افزاں دیتا ہوا اور جو سودا گچ بولتا ہوا اور جو شخص اپنے اہل و عیال اور
مال ایک میں حکم خدا جاری کرتا ہوا اور حلال کمائی سے کھاتا ہوا اور جس کے بائین متلی توڑے ذوات ہوئی ہوا اور جو عت غیبت پر
صبر کر کے مرے اور جو شخص ہر روز دم باریہ کلمات کہا کرے اللہ باریک بینی فی الموت فی ما بعد الموت اور جو شخص نماز سنت
چترے اور ہر عینے میں تین ہر روز سے رکھے اور وتر کو سفر اور حضرتین ترک نہ کرے اور جو شخص امت کے فساد کے وقت
سنت پر قائم رہے اور جو شخص اپنی مرض موت میں چالیس بار کہے لا الہ الا انت سبحانک الی کنت من العالمین
کہ انی اعطادی اور ربانی نے ابو موسیٰ اشعری سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو کوئی طاعون لینے دبا سے مرایا عیب و نقصان
جو سے مرایا اپنے مال کے بچانے میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور حدیث راشد ابن خنیس میں مرفوعاً وارد ہے کہ جو شخص
سیل میں بہ گیا یا عت حالت نفاس میں مرے شہید ہے اور حدیث ابن قانع سے جو سبع انصاری سے مرفوعاً وارد ہے
ہے واقع ہے کہ ذوات البجب بھی شہادت ہے اور عبادہ ابن صامت سے روایت ہے کہ جو کوئی چار بائی سے گر کر مر جاوے
وہ بھی شہید ہے اور عبد اللہ ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو بیمار مرے وہ بھی شہید ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ سے
مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص عاشق ہوا اور عفت اختیار کرے اور مر جاوے تو شہید مگر ان فی المقاصد احسنہ اور حدیث
ابن النجار کی ابن عباس سے وارد ہے کہ جو کوئی اہل یا مالی یا ہسیہ میں ظلم مارا جاوے وہ بھی شہید ہے اور حضرت انس سے
مرفوعاً وارد ہے کہ تمہی بھی شہادت ہے اور حاکم کی روایت ہے کہ جس عورت کے پیٹ میں گرگا ہوا اور وہ مر جاوے تو شہید ہے
اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جو کوئی شخص حالت مرابطت میں یعنی محافظت حد و بلاد اسلام میں درآمد کفار سے

منع ہوا اور مرے تو غیبی اور صاحبِ دُرُخشا نے بیان کیا کہ جو کوئی مسافر مرے اور جو شخص شبِ جمعہ میں یا روزِ جمعہ میں
 یا طلبِ عام میں مرا ہو وہ بھی شہید ہر شامی نے کہا کہ علماء و مالکس نے اس قدر راہِ زیادہ کیے ہیں کہ جو شخص گھوڑا کس کتھر چاہا
 کار ہے اور جو شبِ سورہ لیس والے اکلیم چپے اور جو شخص سواری کے جانور سے گر کر مر جائے اور جرات کو طہارت کے ساتھ
 سوئے اور مر جائے اور جو شخص تمام لوگوں کی بدارت کرتا ہے اور جو شخص ہر روز تلو بار درود پڑھے اور جو شخص
 صدقِ دل سے اللہ کی راہ میں قتل ہونے کی دعا مانگا کرے اور جو شخص صاحبِ کفایت مسلمانوں کے کسی شہر میں غلہ
 بلباؤ سے اور جو شخص وقتِ صبح اعوذ باللہ السبع العظیم من الشیطان الرجیم میں بار پڑھا کرے اور تین بار سورہ ہشر کی آیت
 آخر کی پڑھے اور اسدن وفات پاوے یہ جو تفصیل شہدا کی بیان ہوئی شہدا و آخرت میں ان پر احکامِ دنیویہ و افسم
 شرک غسل وغیرہ امور مذکورہ کتب فقہیہ جاری نہ کیے جائیں گے بلکہ وہ احکام اس شخص پر جاری ہونگے جو بھی تائید
 مثل شہر فیروزہ وغیرہ سے اہل حرب یا اہل نبی یا قلع الطريق کے ہاتھ سے مارا جائے یا معرکہ جنگ میں یا باجائے
 اور جسم پر انجر جراث ہو یا موضع غیر مستند مانند گوش و چشم و دہن سے خون نکلتا ہو کہ دلالتِ جراحت باطنی ہو کر تاکہ
 یا کسی مسلمان نے غلہ مارا ہو اگرچہ بے آلہ چارہ ہو اور دیت اس کے قتل سے واجب نہ ہو لی ہو اور بالغ و ظاہر ملو اور
 فعل و دیوانہ یا خنث یا زن حائض یا نفسا و نوا و قبل موت کھانے پینے علاج کرنے سے اور بچ و شرا و وصیت و بیوی
 کرنے سے منفع نہوا ہو اور کوئی نازا بعد زخمی ہونے کے اسپر فز نہ ہو لی ہو اسکو غسل نہ دینا چاہیے بلکہ انھیں کپڑوں
 میں دفن کرنا چاہیے لیکن نازا اسپر بڑھنا لازم ہو اور اگر کوئی شخص حد یا قصاص میں مارا جائے وہ شہید نہیں ہو
 غسل دیا جائے اور نازا چرھی جائے اور اگر قاطع طریق اور باغی مارا جائے تو غسل دیا جائے گا نازا چرھی
 نہ جائیگا واللہ اعلم بالصواب قاضیِ عظام میں مشہور ہے کہ غزوہِ احد تا پنجہ و دھوین شہانِ یوم شبِ برات واقع ہوا
 اور حضرت علی المدین علیہ السلام نے بوجہ شکستگی دندان مبارک اسدن حملہ اٹھایا تھا اس سبب سے شبِ برات کو
 حلو پکا یا جاتا ہے یہ سراسر غلطی کسی مؤرخ نے کہیں نہیں لکھا ہے البتہ شبِ برات میں حضرت صلعم نے شہداء احمد
 و اہل بقیع کے واسطے استغفار کیا اور پس شبِ برات کو شہداء احمد و دیگر اموات کے لیے استغفار اور انکو ثوابی
 و بدنی پہونچانا مطابق سنت ہے لکن اگر اللہ تعالیٰ کے ہی اہل میں غزوہِ حمراء الاسد واقع ہوا یہ موضع اٹھ میل مدینہ
 منورہ سے واقع ہے اور سبب یہ ہوا کہ ابوسفیان ابنِ حرب قریشی جب احد سے لوٹا تو موضعِ روحا میں آیا اور
 قومِ قریش سے کہا کہ اگرچہ انکارِ اسلام کی شکست ہوئی لیکن ہم تمام یہی اب بہتر ہے کہ اہل اسلام کا استیصال
 قبل قوت و شوکت کے کیا جائے جانبِ مکہ جانا بیفائدہ محض ہے مدینے کو چلو صفوان بن امیہ نے کہا کہ محمد صلعم
 اور ان کے اصحاب اس امر کے سے بہت جی چلے ہیں اور ابلی بارانوں و خرچ بھی ان کے شریک ہونگے ابھی تم کو غلبہ ہے ہر
 کو کیا چاہیے کیا ہو شاید مغلوب ہو جاؤ اس لیے تصدیق بہتر نہیں ہے یہ خبر مدینے میں پہونچی کہ ایسا سخن قریش میں

ہوا اہل حق فرماتے ہیں کہ آخر روزِ شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد سے خاص مدینے میں تشریف لائے اور شب کو مدینے میں رجبہ صبح کو بروزِ یکشنبہ یہ خبر سنی اسی دن حضرت ابی بنی السرخسہ سے منادی کرائی کہ سب لوگ مسلح ہوں چنانچہ سب لوگ اس خبر کے سنے ہی آمادہ ہوئے اور نئی خون چکان اپنے گھروں سے نکلے اور حضرت رسول مقبول آنکو لیکے چلے حضرت جابر انصاری نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں غزوہ احد میں حاضر تھا آج ساتھ چلوں گا آن حضرت نے اذن دیا اور سوائے کسی کو ساتھ نہ لیا بلکہ وہ ہی لوگ تھے جو غزوہ احد میں شریک رہے تھے پھر ابن ام کثوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مدینہ فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ کو بدو قتلے صدیق اکبر کو علم بردار کیا جب حمزہ و الاسدین آئے تو شب و روز شنبہ پانسو مقام پر آتش روشن کر ائی تاکہ شوکت اسلام اطراف و جوانب میں روشن ہو روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی معبد خزاعی موضع حمامہ میں برسہم تغزیت حضرت صلعم سے ملا اور اس حرکت سے متاسف ہو گئے جانب کو منظر روانہ ہوا اگرچہ شخص مسلمان نہ تھا مگر خزاعی تھا اور بنو خزاعہ سے عہد و پیمان ہو گیا سو وہ ہوسفیان سے موضع روحامین ملا اور جبر حبیب اصحاب حضرت رسول و شوکت و شجاعت احباب نبی مقبول بیان کر کے کہنے لگا کہ خلیفہ خدا صلعم بجاء کثیر تشریف لاتے ہیں میری دانست میں تم لوگوں سے کوئی شخص آئے متبادل نہیں کر سکتا سو قریش پریشان و ہراسان ہو گئے صفوان بن امیہ جو میں کہتا تھا وہی جواب جلدی بھاگو نہیں تو مشکل پر بس لشکر کفار نے کوچ کیا اور عبد نے یہ خبر حضرت صلعم سے کہلا بھیجی آن حضرت نے فرمایا ارشد ہم صفوان و ماکان بر شیعہ یعنی صفوان نے راہ راست بتلائی حالانکہ خود راہِ راست پر نہ تھا اور جب ابوسفیان جانب مکہ معظمہ بھاگا تو راہ میں ایک جماعہ عبد اقیس مدینے کے جانے والے ملے سو ابوسفیان نے کہلا بھیجا حضرت صلعم سے کہ میرا ارادہ تھا کہ آج سے اتصال کا ہر چنانچہ ان لوگوں نے پیغام آسکا حضرت رسالت مآب صلعم سے عرض کیا تو مسلمانوں نے کہا حسنا اللہ فہم اولئیل پھر ہر روز جمعہ منزل حمزہ و الاسد سے معاویہ فرمائی اس غزوہ میں تین دن حمزہ و الاسدین قیام رہا اور پانچ شب مدینہ سے غیبت رہی اور دو کافر ہاتھ لگے ایک معاویہ ابن خنیسہ ابن اُمیہ جد عبد الملک ابن مروان و دوسرا ابو غرہ نجی شاعر غزوہ بدر میں گرفتار ہوئے وراثی سے رہا ہوا تھا چنانچہ معاویہ ابن خنیسہ حضرت امیر مومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے ابن خنیسہ مجبور کیا کہ تین روز سے زیادہ مدینے میں نہ رہے ورنہ قتل ہو گا سو اسکی موت آنکلی تھی جائزہ کا اور نہ اسنے اپنے شفیق کو خبر کی شاید یہ مردود اسلئے تھما گیا کہ بیان سے اجنبی نہ ہو کر ان اور اسنے نہ چاہا مگر مسلمانوں نے جاننا کہ معاویہ مدینے میں ہو لہذا مدینہ میں حاضر و عمار بن یاسر باذن رسول نہ خیر اپنے کو تشریف لے گئے وہ نہ تو اسنے ملاقات میں درشتی و شرارت جبلی ظاہر کی ان دنوں نے قتل کیا اور ابو غرہ معوان بن خنیسہ و لفاق سے بہت پیش آیا اور کہنے لگا ابکی مرتبہ مجھے چھوڑ دو تو میں جو ایسا نہ کروں گا جو کہ اس کا وہب کی گفتگو و حقیقت شاعرانہ تھی اور دغا بازی اسکی ظاہر ہو چکی تھی حضرت

وزیر الدین الدین و عبد اللہ بن طارق کچھ دے گئے سو عبد اللہ کو شمشیر تمام جو تار سے خوب ہی رُسے
 اور شہید ہوئے بعد اسکے کافروں نے چاہا کہ عاصم کا سر کاٹیں اور جل ذکرہ نے ایک لشکر زبور کا جسم عاصم
 ابن ثابت پر متعین فرمایا کہ اُسکے خُون سے کوئی کافر سر کاٹے کو نہ ہاسکا ناچار صلیبت سوچے کہ رات
 کے وقت کاٹینگے جب رات ہوئی تو قدرت الہی سے ایک سٹیل آیا اُسنے جسم مردہ حضرت عاصم ابن ثابت
 رضی اللہ عنہ بنایا اور بحر رحمت میں پہنچا پاپس کافروں نے اُسکا سر مبارک نہ پایا اور جب وہ لوگ بعد فراغت
 اس حرکت سے سلامتی تہ اسعد و دار کے پاس انعام لینے گئے تو اُسنے جواب دیا کہ تم لوگ عاصم کا سر مبارک
 نہ لائے اب میں ایسا سے وعدہ نہ کرونگی ناچار جانب و غایہ رلیٹ آئے اسی کو خسر الدنیا والا حسدہ بولت ہیں اور
 حبیب رضی اللہ عنہ کو فخر حارث ابن عامر نے خرید کیا اور وزیر رضی اللہ عنہ کو صفوان ابن امیہ نے بعض چاہے
 اونٹ کے دیا چونکہ یہ سالہ و قلعہ دین واقع ہوا تھا اسلئے دونوں کو تیار رکھا جب اُسے حرم گذر گئے تب وہ دونوں
 کو موضع نعیم میں لیجا کر سولی کٹھری کرائی اکثر لوگ کئے کے رہنے والے تاشا و کیفے آئے صحیح بخاری میں ہوا کہ
 نے ایک بار استرو واسطہ پاکی لینے کے حارث کے ایک بیٹے سے انگ لیا تھا اسی حالت میں ایک مرکب کا
 حبیب کے پاس پہنچا حبیب نے آتے اپنے زانو پر بٹھالیا اُس عورت کو زور ہوا کہ یہ قیدی ہی ہو کہیں اسے
 بیٹے کو مار نہ تو اسے حبیب نے کہا مست مژدین ایسا نہ کرو دیکھا بچے کو قتل کر دیکھا وہ عورت کہتی ہو کہ میں نے نہیں
 بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا میں نے حبیب کو حالت قیدی میں اُگور کھائے دیکھا حالانکہ اُس وقت کے میں کوئی میوہ
 نہ تھا اور حبیب زنجیر و ان قیدی تھے روایت ہو کہ جب حضرت حبیب و وزیر رضی اللہ عنہما کو یہاں میں لاتے تھے تو
 راہ میں دونوں سے ہاجم باقات ہوئی اور زوجہ انبل گیر ہو کر گئے اور ہاجم صبر و شکر گئے و صابا ہونے جب حبیب
 رضی اللہ عنہ سولی کے پاس آئے تو مشرکوں سے اُنوں ایک روکتے تاراد کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہو کہ وہ فرماتے تھے کہ جس نے اول قتل کے وقت ہاتھ پڑھی وہ حبیب ہر چہ جب نازاد کر چکے تو فرمایا کہ اگر مجھ کو
 یہ غرض نہ ہوتا کہ لوگ بعد دینگے اس بات کا کہ سرت سے جی بڑا تاہر تو میں ناز کو دراز و طویل کر دیتا پھر کہی بہتین
 چہ عین اس مضمون کی کہ ہر گاہ کہ میں اسلام میں آ جا تا ہوں تو مجھ کو کچھ خون نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھے ہرگز
 ہوا و اسکی ذات میں یہ صفت ہو کہ اگر وہ چاہے تو غصہ پاد و پارہ کے مگر ذن میں برکت صحیحہ معاویہ ابن سہین
 سے نقلی ہو کہ وہ کہتا تھا کہ حبیب رضی اللہ عنہ نے سولی دیتے وقت ایسی دعا مانگی کہ حاضرین مگر کہ ہرگز نہ ہوا اور
 اہمیت بیعت غالب ہوئی کہ میرے باپ نے مجھے زمین پر لٹایا کیونکہ عرب میں یہ رسم تھی کہ جب کوئی ظالم دعا
 مانگا تھا تو ظالم زمین پر لیٹ جاتا تھا اس خیال سے کہ لیٹ جانے سے وبال نہ پڑے لگا اور اسی وقت یہ ہوا کہ
 غریب ابن عبد العزی نے خون سے اپنے کان بند کر لیے اور جگا اور حکیم ابن خزام درخت کی آٹھ میں حبیب لیا

روایت ہے کہ ان لوگوں میں سے جو کوئی شریک قتل تھے سخت بلاؤں میں مبتلا ہوئے چنانچہ سیدہ میں حاضرین میں سے تھا کہ گاہ بے سبب انکو غش آجاتا تھا اور بعد مملکت ہونے کے بھی یہ عارضہ نہ گیا انقرض خیب رضی اللہ عنہ کو سولی سے اوز فاعل اس فعل کا ابو سعد ابن حارث تھا یہ روایت صحیحہ ثابت ہے کہ خیب رضی اللہ عنہ نے دار پر نہ ملکہ یا کسی کوئی ایسا نہیں ہے جو میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دے دیدار ان اسلم فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت صلعم کی خدمت میں حاضر تھے ذوق آثار نزل وحی کے نواہر ہوئے اور حضرت نے فرمایا اللہ علیہ السلام در رحمۃ اللہ بعد ان لا یلا کہ اس وقت خیب کو قریش نے شہید کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آسا سلام کہتے ہیں روایت ہے کہ مشرکوں نے نہایت عناد سے خیب کا ساتھ از جانب کعبہ پھیر کر جانب مدینہ کر دیا تو خیب نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں نے یہ کیا تو کچھ مفر نہیں ہے اور صاحب فرماتے ہیں انما تو لوانتم وجہ اللہ روایت ہے کہ کافروں نے کہا کہ اگر تم دین اسلام ترک کر دو تم کو جوڑ دین خیب نے کہا کہ اگر نام روئے دین مجھے دین تو بھی اسلام سے نہ پھروں ایک جان کیا سو جان اسلام کے قربان کافروں نے کہا کہ تمہاری جانتا ہے کہ تمہارے عوض تم کو سولی ہو خیب نے کہا کہ میرا دل ہرگز نہیں چاہتا کہ میں گھر میں ہوں اور پھر خیار صلعم کے پیڑوں ایک کٹا جیسے پھر مقولان بدسکی ہوا دقارب چالیس آدمی نیز سے لیے اور ہر طرف سے مارنے لگے موت تھ حضرت خیب کا کعبہ کی طرف ہو گیا فرمایا شکر خدا جس نے میرا ساتھ اس قبلہ کی طرف کر دیا وہ اسنے اپنے رسول اور مسلمانوں کے لیے پسند کیا ہر جو جب رجوع سے لوٹ کر لوگ مدینہ میں آئے اور احوال واقعی کا بیان کیا تو خیب کی شہادت کا دہی وقت تھا جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور جب زید رضی اللہ عنہ کو اس کے نیچے لگے تو انھوں نے بھی ہاتھ اے خیب رضی اللہ عنہ دو رکعت نماز ادا کی اور شہید ہوئے اور قاتل کا اسطاس صفوان کا غلام تھا علما نزل فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ ومن یشری نفسه ابتغوا صفات اللہ خیب زید رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی ہر آجملہ کافروں نے حضرت خیب بن عدی بدسی صحابی کی لاش کو سولی پر چھوڑا تاکہ نیکو نہ ہو گا گہری حاصل ہو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی لاش خیب کی لائے اسکو بہشت اگر زیر این العوام اور مقدار ابن الاسود وقت شب کہنے اور لاش کو سولی سے اتار لائے اور عجب ماجرا ہو کہ اس لاش کی حفاظت چالیس آدمی کرتے تھے جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاش پر پہنچے تو سب سو گئے اور خیب کو آہستہ سولی سے اتارا اور گھوڑے پر رکھ کے چلے اور چالیس دن قتل پر گزرتے تھے مگر بدن ویسا ہی تازہ تھا خون سے خون چمکتا تھا اور تشنگ کی بو آتی تھی صبح کو قریش جگ پڑے اور چپکا چپکا جو کہ شرک زیادہ تھے قریب تر آ گئے اور چلا کہ لاش کو جبین حضرت زبیر مقداد نے مجھوڑی سے لاش زمین پر ڈال دی اسی وقت زمین نکل گئی اسی سبب سے خیب رضی اللہ عنہ کو طبع الارض بولتے ہیں پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے مقابل کفار ہر کہہ کہ میں زبیر ابن العوام ہوں اور مان میری صفیہ بنت عبد المطلب ہے اور مقدار ابن الاسود میرے رفیق ہیں تمہاری جی چاہے تو نیروں سے لڑو

اور جان کی نپاہ بائی باہر حارث نے دو کافر و قتل کیے اور کپ بھی شہید ہوئے اور عمرو بن العاص نے کہا کہ میں قبیلہ بنی
سہل سے ہوں تب عامر بن طفیل نے پیشانی کے بال کاٹ کے چھوڑ دیا اور اس رہائی کو اپنی ماں کے ذمہ ڈال دیا کہ اسے ایک بندہ آزاد
کرنا تھا اس میں محسب کیا جو عمرو سے ہر ایک مقتول ابی اسلم کا حال دریافت کیا عمرو نے سب کا حال کہا پھر پوچھا کہ تم سے کیا
کافی کم تو نہیں ہو عمرو نے کہا عامر بن نبیرہ نہیں ہیں کہا وہ کون تھے عمرو نے کہا کہ درشتا یقیناً صاحب بن تھے عامر بن طفیل نے
کہا کہ میں نے بخوبی یاد رکھا قتل ہو گا آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور قاتل حضرت عامر کا ایک شخص جابر بن سلمی نام یا جابر بن سلمی
نبی صلب کا تھا سو وہ کتا ہے کہ میں نے نیزہ مارا عامر کے اور وہ پار ہو گیا تو عامر نے کہا فرزت واسلونی یا ایما میں نے قسم خلی اور کیا
میں نے کہ عامر کو آسمان پر لے گئے مجھے عامر کے کلام میں تامل ہوا کہ میں نے صخاک بن فغان کلانی سے جا کے مطلب پوچھا جو
کہا کہ مطلب یہ ہو کہ حضرت کو بانیا میں نے خلیک سے کہا کہ سلام مجھے یقین کروا دو میں سبب شامہ اہل عامر کے سلمان ہو گیا یہ
تمام کیفیت حضرت جبریل نے حضرت علی علیہ السلام سے بیان کیے اور آنجناب نے اپنے صحابہ سے من عن فرمائی بد اس کے
خلیک کا طریقہ کیا اس میں صخاک بن فغان نے جو کہ چھوڑ کر آئے انھوں نے بھی سارا حال کہا انھیں ابیہ عامر بن ملک
بیوفائی اور کر سے جاسکے تھے صحابہ رسول اللہ سے کیا تعائیت ملالی ہوا کہ اس عرصہ میں مر گیا اور عامر بن طفیل کے سیرہ ہوا
نے سر جس نیزہ مارا اس سے تو نہ مر گیا ایک چھوڑا برابر کو ہاں شتر ازہم طاعون نکلتا تھا ناضل مارا ہوا آٹھ براہ حالت حضرت
صلعم سے کہا بھیجا تھا کہ ملک مجھے بابت دو طرح کر دیات اور خلیک کے اراضی سے مجھے کام نہیں تم لو اور شتر سے حصہ میں چھوڑو
اگر اس پر رضی نہ ہو کہ وہ وفات اپنے مجھے اپنا خلیفہ کرو نہیں تو میں ایک شکر جابرا کر فیہ المقدار لاکے تم سے لڑو گا آنجناب نے فرمایا
اللهم انفسی عامر ابنی ای اللہ تو خود کام تمام کر دے عامر کا کہ مجھ تک نہ پہنچے کہ وہ طاعون کی آواز دے سقر ہو گیا باجملہ عمر
بن امیہ وہاں لوٹے راہ میں دو شخص شکر بنی عامر کے لگے عمرو نے ایک دخت کے بیچے سوئے میں قتل کیا دل میں سوچا
کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام عامر بن طفیل سے ہو اور یہ دونوں مقتول حضرت مسلم کی امان میں تھے ان کی عمر کو خبر تھی جب
حضرت نے یہ حال سنا تو فرمایا ای عمرو یہ کام اچھا نہ ہوا اب دیت دنیا پر کی اور نبی عامر اور یہو نبی نصیر ہم عہد تھے لہذا آپ کو منظور
ہوا کہ بد مشورت ان کے معاملہ ویت کو طر فرماوین اسی پر غرور نبی نصیر واقع ہوا فائدہ ایک نصیر جن حضرت مسلم نے کیا وہ خواہ جالیس ہوں
قاتلون کے حق میں بدد علی ہو اور اس میں نبی بھان در عل و دو کوان اور عصیہ کا ذکر کیا اور عضل وقارہ کو بھی شکر کیا کروا کر اس
کہ قصہ یہ بیرونہ درج کی خبر ایک وقت میں ہوئی اور دونوں قریب قریب واقع ہوئے تھے نجاشی وسلم بن حضرت انس سے آئے
ہو کہ بعد شہادت شہدائے بیرونہ نے خیاب الہی میں عرض کیا کہ ہمارے حال سے پیغمبر کو خبر دے کہ حضرت جبریل خبر دی
اور حضرت نے صحابہ سے کہا کہ تمہارے بھائی شہید ہوئے اور امر سے کہا کہ تم مجھے ملے اور تو تم سے راضی ہوا اور تم مجھے ملے اور
اور اسی طرح فضائل ان کے کتب حدیث میں مذکور ہیں ہجرت النخل سے معلوم ہوتا ہے کہ مرت کعب بن زید زخمی ہو کر اس غصہ میں
سپہے ہیں بعد اس کے جنگ خندق میں شہید ہوئے اور صحیح نجاشی سے معلوم ہوتا ہے کہ سب شہید ہوئے مرت ایک شخص لنگ

سیدنا

بچہ ایک تھاکہ وہ اس وقت بہتر پر تھانہ یہ اگر کوئی بیوقوف کہے کہ حضرت کے تفسیر رجوع اور ہر مومن میں بے تامل اصحاب کو
 بھیجے یا اور کچھ خیال نہ کیا کہ یہ لوگ ناقص مارے گئے تو جواب سکا یہ کہ انبیاء علیہم السلام کا یہی کام ہے کہ خود خدا کی راہ بتلانے میں
 شائق اور دوست اور دشمن سب یکساں ہیں انھیں ہر حال میں اپنے رب کی پیام رسانی مقصود ہوگی پس اس نظر سے کہ
 وہ لوگ خدا کی راہ دریافت کرنے کے نام سے حضرت کے پاس آئے تھے اور اصحاب کو ساتھ لے جانے کی آپ سے درخواست کی تھی
 حضرت نے انکو ساتھ بھیج دیا جیسے کوئی اپنے تابعین کو جنگ دشمن پر بھیجتا ہے اور صلح کر کے بھیجتا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضرت
 اہل کار پر باہم الہی آگاہ تھے لیکن جناب ہادی کو یہ نظر تھا کہ مومنین ان منافقین کے ساتھ چلے جائیں اور سب پر یہ بات
 نکل جائے کہ اہل اسلام راہ خدا میں کس قدر جان نثار ہیں کہ دوست دشمن میں کچھ تمیز نہ کر کے راہ خدا بتلائی ہیں عجبان و جن
 میں بس حبیب اللہ نے بھی کچھ دم نہ مارا اور یہ سیاسی معاملہ ہے جیسا حضرت مسلم کے ساتھ اہل کوفہ نے کیا یہ پوشیدہ نہ رہے کہ انہوں نے
 حبیب صحابی کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دان ایضاً میری اور جبار بن ضمیر انصاری کو جانب مکہ بھی روانہ کیا تھا اور وہاں
 کہ تم پوشیدہ جا کر اہل یمن کو قتل کر دو گئے تو خبر مشہور ہو گئی ناچا پھڑا گئے مگر ابن اسحاق نے اسکو ذکر نہیں کیا ہر صحت انہوں
 نے لکھا کہ کوفی ہجرت الحافل اسی سال میں خزوفہ بنی نضیر ہوا اور یہ واقعہ یوں واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باطلہ صحابہ
 خاص اور ایک جماعت یاران جمعہ کے ہمین ابو بکر صدیق اور عمر خطاب اور علی مرتضیٰ اور زبیر اور طلحہ اور سعد ابن معاذ
 اور انس بن مالک اور حذیفہ اور سعد ابن عبادہ یہ سب موجود تھے بنی نضیر میں ہر دیون کے پاس لے گئے تاکہ ان سے اول دنوں
 تقویٰ کے خون بہا کی بابت جنکو عمر دان ایضاً میری نے قتل کیا تھا کچھ تدبیر کر لی تھی اور بنی نضیر حضرت سے غدویمان
 کر چکے تھے اور بنی غلہ سے بھی قول قسم ہو چکا تھا جب حضرت نے اس بات میں ان سے کلام کیا تو بولے اے ابوالقاسم کچھ
 تم کو گم ہے وہی کرینگے ایک خطہ توقع کیجیے اور آرام لیجیے ہم آپ کی اور آپ کے اصحاب کی ضیافت کرینگے آپ نے شریف کہیں
 بعد فراغت کھانے سے اس میں عرض کرینگے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا التماس قبول فرمایا ان لوگوں نے خلوت میں
 جا کر شور کیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو جس سے حضرت اور ان کے یار دن کا کام تمام کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشت بدو بار
 بیٹھے تھے جب جبار بن خطاب نے کہا ایسا قابو کبھی نہ ملے گا صلاح یہ ہے کہ ایک شخص جھٹ پر چڑھ کر ایک بڑا تھوڑا کمرہ سر پر رکھا
 کہ کام آگیا تمام ہو جائے عمر دان جاش ابن کعب بولا کہ میں یہ حرکت کروں گا تمام ابن شکم نے کہا خدا کی قسم ایسا کام اگر کر دوں گے
 تو عمر کو آسمان سے خبر ہو جائیگی اور نفقہ عدا لام آویگا مگر کسی نے نہ مانا عمر ابن جاش ایک تاجر کہیں سے آٹا لایا فوراً حضرت
 جبریل امین نے ہر رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اس طرح جیسے کوئی مقام
 حاجت کو اٹھا کر اور مدینے کی طرف تشریف لیچا اصحاب بھی بعد انتظار آپ کے پیچھے چلے گئے اور عمر ابن جاش کا تاجر ہوا
 میں رہ گیا جب سب لوگ مدینے میں داخل ہوئے تو اصحاب نے حال دریافت کیا حضرت مسلم نے بیان فرمایا اور بنی سے
 محمد ابن مسلمہ کو اس قوم ناپاک کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اب تمھارا قول و بیان ٹوٹ گیا تمھارا ظاہر اور باطن یکساں

کچھ

کچھ

کچھ

ہم لہذا اتھارہ ہٹا مسلمانوں کے پر دس مناسب نہیں ہر دس کی ہمت ہر اس عرصہ میں نکل جاؤ جو کوئی دس دن بعد
 ملے اسکی گردن ماری جائے یہ خبر نہ صرف کی عیاری میں مصروف ہوئے عبداللہ ابن ابی منافق نے کھلا بھیجا کہ میں تمھاری
 مدد کو حاضر ہوں تم قتلہ حکم کرو اور سب گزرتا نکلو اور یوہنی قرظہ اور خفا سے غطفان بھی اعانتہ کرینگے سو ابلی خطب سنتے ہی
 سفر و رہ گیا اور حضرت سے کھلا بھیجا کہ ہم نہ کھینکے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ کیا اور علی مرتضیٰ کو علیہ السلام
 اور مدینے سے کوچ کیا اور اس جلدی سے گئے کہ نہ انھیں غزنی نصیر بن ماکادہ فرمائی اور بعضے طرکے وقت پہنچے لیکن یہ کچھ دیر نہ گزرا
 یہود اپنے اپنے قلعوں میں پوشیدہ ہو رہے اور تیرون اور تیرون سے آمادہ جنگ ہوئے چنانچہ روایت ہے کہ خیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بنی حنیملہ میں قایم کیا گیا تھا غزوہ ایک تیر انداز نے تیر چلا یا کہ خیرہ میں پہنچا وہاں سے خیرہ دوسری جگہ بھاگ گیا علی مرتضیٰ اسکی حالت
 میں تھے ناگاہ دیکھا کہ وہ مرد و دشمنیہ برہنہ مع نو نفر یوہنیوں باہر آیا علی مرتضیٰ نے اسکو قتل کیا اور سر پا پا اسکا حضرت کے بدن
 لٹکا لایا اسوقت حضرت نے ابو جہل کو مع انھیں نفر دیکھ کر ابو علی مرتضیٰ بنابر تہیہ ہر بیان غزوہ کر دیا کہ انھوں نے جا کر سب
 قتل کیا اور سب کے پاس لائے باہر گیا رہ شانہ روز یا پندرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قتلہ کا محاصرہ کیا یہ نصیر
 بحالت محصور ہی منتظر رہے کہ کوئی ہماری مدد اور کمک کرے کوئی بھی نہ آیا ناچار ہو کر کھلا بھیجا کہ ہم سے کچھ تعرض نہ کیجیے غزوہ
 نکلے جائے میں حضرت نے فرمایا کہ تم نکل جاؤ کوئی تمھاری جان و تن سے تعرض نہ کرے گا مگر تمھیں جھوٹا دیکھو سراسر سرکشی ہو
 اور اہل دہ باب سے جو کچھ جا سکے لجاؤ یہود راضی ہوئے اور اپنے گھرانے ہاتھوں سے خراب کر کر نکل گئے چنانچہ آیت ہوا الذی
 اخراج الذین کفروا من اہل الکتاب من ديارهم اخرج خبر دیتی ہے یعنی وہی ہیں جسے نکال دیے جو منکر ہیں کتاب والوں میں سے
 آنکے گھروں سے اپنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد ابن سلمہ کو انکے اخراج پر سے فرمایا کہ بعضے شام کو گئے اور بعضے خیرہ میں رہے
 اور بعضے درعات میں چنانچہ پچاس بن اور پچاس خوادو تین ہر جا کتیس تلواریں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اور چونکہ اموال آنکے
 مثل اراضی اور نخل اور سلع وغیرہ بے قتال و جدال ہاتھ آئے تھے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل غنیمت تقسیم نہیں فرمایا
 بلکہ روبرو انصار کے ماجرین کو عنایت کیا اور انصار کو کچھ بھی نہیں دیا مگر تین شخصوں کو کہ وہ بھی حاجت مند تھے ایک ابو جہل
 دوسرے اسیل ابن خلیفہ تیسرا حارث ابن الصمرہ اور تلوار ابن الحقیق کی سدا بن معاذ کو عنایت فرمائی اور باقی اسلحہ اور امانی
 حوائج مسلمانوں کے لیے مقرر کیے اور محصول اراضی سے نصف کس الامات المؤمنین وغیرہ کو عنایت فرمائی تھی اور اس تقسیم میں
 کسی طرح کا حسد نہیں ہوا بلکہ نہایت خوش ہوئے چنانچہ احد صاحب سورہ شہرین فرماتے ہیں ولا تجدون فی صدرہم حاجۃ ما اوتوا
 ویؤثرون علی انفسہم ولو کان ہم خصا منی نہیں پاتے اپنے دل میں غرض اس خیر سے جو انکو ملا اور اہل کتبے ہیں اپنی جان سے دور ہو گئے
 انھیں جو کچھ اور اس تقسیم میں دونوں کو فائدہ بھی ہوا کیونکہ ماجرین کا اخراج انصار پر تھا سو انکو فراغت ملی اور حضرت مسلمہ انصار سے
 خوش ہو کر فرمانے لگے اللھم ارحم الانصار و ابناء الانصار و ابناء الانصار جب بنی نضیر مھور تھے حضرت مسلمہ نے تعلق شجار
 کا حکم دیا اسلئے کہ یہود کو دوست خراج متصل گدھی تھے نہایت محبوب تھے مثل اولاد و انکو صدرہ ہو گا اصحاب نے

قطع اشجار شرعی کیا بعضوں نے قسم عمدہ و درخت کاٹنے باین نیت کہ نبی نفیر کو رنج ہو اور بعض نے بڑی قسم کے کاٹنے بلیغ
یقین فتح اسلام کے وعدہ قسم ہمارے کلام آدگی اللہ تعالیٰ نے دونوں فعل بقضائے حسن نیت پسند فرمائے اور حکم فرمایا قسم
من لیئتہ ان ترکتہما قاتلہ علی اصولہما فبان ان المراد فیہی الغنائقین یعنی کاٹنے تم نے ایک قسم درخت خرمائے یا جوڑے قائم
انہی خبروں پر جو حکم خدا ہے اور اسلئے کہ سوا کرے مافرانوں کو اور صحیح بخاری میں ہے کہ جلانے کا بھی حکم دیا تھا چنانچہ درخت جلانے
بھی گئے فائدہ جینی نفیر معصوم تھے تب حرمت شراب کا حکم ہوا اور لفظ بعض غزوہ حدیبیہ میں کہ خمر نازل ہوئی اور صحیح ہے کہ
تخریم خمر کرنا نازل ہوئی تھی اور حق یہ ہے کہ شراب کے حق میں چار بار حکم ہوا ہے اولاً بالاول الذین کے ستر حرمین رکوع میں اسناد
ہو اور سن ثلاث انیشل ولا غناب یخذون منہ سکرا و در ثانی یعنی اور سبوں سے کجور کی اور انکوں روں سے بنائے ہیں اس
نشا اور ذری خاصی نفیر احمدی میں ہے کہ بعضوں نے سکر سے شراب مروائی ہے اس صورت میں منع ہے اور بعضوں نے شند
مروایا ہے اور شند وہ جو انکوں را دینے اور خمرے کا شیرہ بکاتے ہیں یہاں تک کہ دوشلث جل جاتا ہے اور ذریق جس سے سکر کہ اور
در شراب اور خمر را دینے مروا ہے خاصہ یہ کہ اس آیت سے بوجھ گیا کہ شراب طاقا حلال ہے و در سہ بار حکم ہوا کہ لیسہ نام کہ لیسہ نام اس سے معلوم ہوا
اور سن کذا ہے کہ اس کا حکم ہوا کہ ایسا الذین منوالہ لغو و الاصل وہ و تم سکا لہی سے سکا لہا کے وقت شراب چنا حرام ہے بعد اسکے چوتھی مرتبہ آیت
اولیٰ ایسا الذین اسوا انما خمر و لیسہ و الاغصاب و الازالام خبر عن علی الشیطان کا حقیقہ لکم تعقون یعنی ایسا ان لوں جو شراب اور حلال
اور پڑنے گندے کام ہیں شیطان کے سوان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو گا اور یہ آیت و اذا استسما میں ہی اس آیت
مصر احرام میں شراب کا دریافت ہوا اور شراب کی باہیت میں اختلاف ہے ہمارے نزدیک جب انکوں کا پانی چوش دیا جا
اور شدید ہو اور کف لاوے وہ شراب ہی مگر صاحبین کے نزدیک قذف بالزبد ستر نہیں ہے اور امام اعظم کے نزدیک
شرط ہے اور فتویٰ اسی پر ہے اور بعضوں کے نزدیک شراب نام پر نشہ والی چیز کا ہمارے نزدیک شراب بعدہ حرام ہے اور بعضوں
کے نزدیک شراب نشہ کے سبب سے حرام ہے اور محسوس ہے پنجاست غلیظہ اسکا حلال جاننے والا کا فر و مسلمان کو اسکی نیت
موانعی حرام ہے اور نفع اسکا حرام ہے اس کے پینے والے کو حرام واجب ہے گو نشہ نہ لاوے اور جو اسکو بھر لیاوے اسکی حرمت نہیں
جاتی مگر کہ نہ اسکا درست ہے و خلاف شافعی رحمت اللہ علیہ کے اور تحقیق محدثین کی یہ ہے کہ شراب جس چیز کا پانی شراب
کو نشہ لانے لگے وہ تھوڑا اور بہت حرام ہے پس تاری وغیرہ بھی اسی تعریف میں داخل ہے کہ ذرا سمعت عن الات و صحیحین
عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہر ایک نشہ دار چیز شراب ہے اور سب نشہ والی چیزیں حرام ہیں
اور جب شراب پی دنیا میں پر وہ شراب کو سد پیتا لا تو بہ مر گیا تو وہ آخرت کی شراب نہ پیگا اس حدیث سے صاف
معلوم ہوا کہ جو چیز بہت کر دے اور نشہ لاوے وہ شراب ہے اور حرام خواہ انکوں سے بنے خواہ کجور یا منقے یا شند یا گہون
یا جوار یا باجرا یا جو سے خواہ درخت کا عرق جو صطرح تاری اور سیندھ یا کوئی گھاس ہو جیسے بنگ وغیرہ قلیل اور
کثیر اسکا ست حرام ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور امام محمد اور محدثین کا ہر چند امام اعظم کے نزدیک

درخت نازل

بیشک شراب

درخت نازل

بیشک شراب

جنس حرام شراب دہی، جو شیر و انگور سے بنے اور جوش مار کے گاڑھی ہو کر جھاگ لادے اور چیزیں بدھن شے کے
 حرام نہیں لیکن اکثر متقدمین کے نزدیک امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے چنانچہ نہایہ اور زلیعی اور عینی و فتاویٰ عالمگیری
 اور در مختار اور اشباہ و نظائر میں مذکور ہے اور ابو العلام مولانا عبدالحی لکھنوی نے تازی اور نان پاؤ کی حرمت میں جو
 فتویٰ لکھا ہے خوب تحقیق فرمایا ہے جو چاہے اسکو ملاحظہ کرے اور مولوی رشید الدین خان صاحب نے صاف لکھا ہے کہ
 حرمت نان پاؤ موجود عید و ثابت ہے جو باحق و باحق باق بلا تعلق جب سال چارم ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ
 و ازواجہ وسلم کا یا کوئی حادثہ ہوئے چنانچہ عبداللہ بن عثمان سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ بیس کی عمر میں
 وفات پائی اور فاطمہ بنت اسلم علی مرضی اکرم اللہ وجہہ امدادہ وسلم بن لاسہ مغزوی اور زینب بنت خزیمہ زوجہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ماہ شعبان میں حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور ماہ شوال میں اہل بیت
 سلمہ زوجات مطہرات میں داخل ہوئے اور قلعہ بجم ہوا اور یہودیہ نبوت و زنا واقع ہوا ہی سالہ میں یہود نے انکار کی تھی
 کہ ہماری شریعت میں جرم کا حکم نہیں ہے صرف شہ کا لاکر کے بسواری شتر تسمیر کر دیتے تھے مگر عبداللہ بن سلام نے انکی تکذیب
 فرمائی اور قوریت طلب کر کے دکھلائی ایک یہود نے آہ جرم پر ہاتھ رکھ دیا عبداللہ نے اسکا ہاتھ اٹھایا تو آیت مذکور کھلی یہود
 پریشان ہوئے اور زلیٰ اور نالہ سنگسار کیے گئے اور اسی دن زید بن ثابت کو ارشاد ہوا کہ یہود کی خطو کثرت کیلئے کہ
 زید نے چند مردان میں بخوبی سیکھ لیا اسی سال میں یہ معاملہ ہوا کہ وہ ابن اُیمان انصاری کے زور آئے میں رکھے تھے جا
 صبح کو تلاش کی تو آٹے کا خط عبداللہ بن اسیرق کے گھر تک پایا گیا وہاں تلاش کی زور ملی وہ خط اُکے گھر آیا تو زید بن اسیرق
 کے گھر تک صحابہ اُکے گھر کی تلاش ہوئی تو زور ملی یہودی نے غاصہ کیا کہ مجھے علم ہے تو بعض کی تمہی طعنہ لے کر یہ جو صحابہ میں
 بری ہوں چورہ جسکے بیان مال ملاحظہ کی قوم نے ہم یہ شوریٰ گیا کہ ہم حضرت کے پاس سب مل کر گواہی دینگے کہ وہ یہودی
 تو حضرت ہماری حمایت کریں گے اور یہودی چور قرار پاوے گا صبح کو ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور عالم انبیا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کو مطلع کر دیا کہ عبداللہ بن اسیرق چور ہے کہ اسے حد جاری ہوئی اور کہ یہ انا اترنا الیک لکتاب لیسمی لیکم بین الناس با اراک اللہ ولا
 لیکن مخالفین خیمہ خانہ دھمکات میں نازل ہوئی یعنی ہم نے تماری جمعہ کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگوں میں جو سوجھاوے
 آجکلہ اور قوم ہود و بازون کی طرف سے جھگڑنے والا اس آیت سے سد قضا باحق نکلا اور واضح ہوا کہ حضرت کو اجتہاد
 کرنا جائز تھا کہ بالکل اس سے واضح ہوا اور ثابت ہو گیا کہ یونکہ شیخ ابو نعیم نے منہ لکھے ہیں کہ جو الہام کرے تجھے اللہ ربیب فکر
 کرنے کے اصول منزلہ میں اور حضرت کے اجتہاد میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں جائز ہے اور بعضے عدم حوا کے قائل ہیں
 ہمارا مذہب یہ ہے کہ انجناب ہم مقدمہ میں انتظار دہی کے امور سے اگر وہی آئے تو بہرہ ور نہ بدانتفاعیہ صحت کی نوت ہونے کا
 اندیشہ ہوتا تو اجتہاد فرماتے جو صواب ہوتا تو نور علی نور اور جو خطا ہوتا تو اسے پھر سے نہرتے بلکہ وحی آتی بخلاف اور مجتہدوں
 کہ وہ اپنی خطا پر پیشہ نہرتے ہیں روایت ہے کہ جب طمہ بر حکم اجرا سے حد کا صادر ہوا تو وہ جانب بیت اللہ شریف بھاگ گیا

خانہ کربلا
 سال چارم
 ہجرت
 نبوی
 صلی اللہ علیہ وسلم
 نے وفات پائی
 اور فاطمہ بنت اسلم
 علی مرضی اکرم اللہ
 وجہہ امدادہ وسلم
 نے وفات پائی
 اور ماہ شعبان میں
 حضرت امام حسین
 علیہ السلام پیدا ہوئے
 اور ماہ شوال میں
 اہل بیت سلمہ
 زوجات مطہرات
 میں داخل ہوئے

وہاں بھی چوری کی اور خیر بن بھاگ آیا یہاں کسی کے گھر میں نقب دینے لگا کہ دیوار گریبی اور طعمہ مرگھا وہی سال
 سر پہ ابو سلمہ ابن الاسود قوی قبیلہ بنی اسد پر واقع ہوا اور بعض سال سوم میں گنتے میں وجہ یہ ہوئی کہ طلحہ و سلمہ بسران
 خود مدینے اپنی قوم کو جمع کر کے چاہا کہ مولیٰ مدینے کے لوگوں میں خیر بیان ہوئی تب آنجناب نے دیر سے صاحبزادہ امیر انصاریہ
 کر کے ابو سلمہ کو روانہ کیا ابو عبیدہ ابن الجراح و سعد ابن ابی وقاص و کعب بن حنفیہ و ابو نائلہ و ابو بشرہ ابن ابی رہم غناری
 و عہدہ امیر بنی اسرائیل ابن عمرو و از قسم ابن ابی الارقم بھی اس جماعت میں تھے چنانچہ ابو سلمہ بر سر ہی ابن زبیر علی جانب بنی
 ہمدان و انہ جوئے جب موضع قطن میں آئے تو وہاں مولیٰ بنی ہمدان کے چرتے تھے انکو بگولائے ارشیں نغز غلام ہوا تو انکے باقی
 سب بھاگ گئے اور اپنی قوم میں خبر دی وہ سب با و صف کثرت جماعت کے بھاگ گئے غازیون نے سوال کیا یہاں کونسی
 آنکے لیے اور جس نکال کر تقسیم کر دیے ہر ایک شخص کو سات سات اونٹ و چند بکریاں ملین سن ان بعد مدینے میں لوٹ آئے اور
 اسی سال میں ہمدانیت بعض اہل تاسیخ نازق قری کا حکم بحالت سفر صادر ہوا کہ مسافر جو گائے کو دو گائے پڑھے اور دو گائی
 اور سنگائی میں نقص نہ کرے اور جب ادا کرے سنت میں مختار ہے و احکام فی الفقہ اور اس سال میں سر پہ عبد اللہ بن
 انیس انصاری بنابر قس سفیان بن خالد نبی جنہ حضرت امام وغیرہ کو شہید کیا تھا واقع ہوا و عبد اللہ ابن انیس سفیان کو
 پہچانتے نہ تھے آنجناب نے اس کا علیہ بیان کیا اور فرمایا اراکے دیکھتے تھے تھارے دل میں خون پیدا ہو گا عبد اللہ نے ان
 لیا کہ جو میرے جی میں آئے اس سے کہوں اور تلوار لیکے روانہ ہوئے بعد قطع منازل بلن عرتہ کہ لغیر میں محلہ دفعہ راحیہ
 ایک جگہ غرات میں ہر چوچے وہاں سفیان ملا کہ عبد اللہ کے سبب ناشد ہی بغیر خدا پہچانا اور اس کے قریب تشریف لے
 آئے کہ تم کون ہو کہ میں قبیلہ خزاعہ سے ہوں میں نے سنا ہے کہ آپ نے محمد سے ٹرنے کی طیاری کی ہر سو میں بھی حاضر ہوا
 کہ غریب ہوں و بہت باتیں خوشامد کے طور پر کہیں سفیان راضی ہوا عبد اللہ اس کے خیمے میں آئے اور موقع پاکر کھڑا کیا
 ہر مدینے کو روانہ ہوئے آثار راہ ایک غار میں چھپ رہے اور کھڑی نے مانند غار فور جالاتا تو ہم سفیان خبر پا کر در پہلے
 تلاش عبد اللہ و در سے اور بہت تلاش کیا وہ نہ ملے ناچار پھر گئے اور عبد اللہ غار سے نکل مدینے میں آئے اور سونا پاک
 آسکانہ پر قدم مبارک بر ڈال دیا اس وقت آنجناب سجد میں جلوہ فرما تھے دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا افیج الوجہ عبد اللہ نے
 کہا افع وجہ یا رسول اللہ بعد اس کے عبد اللہ نے تمام قصہ عرض کیا حضرت امام نے انکو بہشت کی بشارت سنائی اور ایک عصا
 عنایت کیا کہ تا وقت وفات آئے پاس رہا کہ ہر دم اپنے ساتھ رکھتے تھے یہاں تک کہ بوقت مرگ اپنے کفن میں کھوا لیا اس
 مقام سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو نہ بچو رکھنے کی قبر میں ہاتھ لگی اور ہارسہ ہسا و لا ستاندے اس کے دو طریق لکھتے ہیں
 ایک بالاسے کفن سینہ مست پر دوسرا اندرون قبر ایک چاقی بپا دل کو نقاش کر تے ہیں مگر یہ رکالت ہے و ہر اس حال میں غزوہ
 بدر میں ہی جب کونانہ بھی بولتے ہیں شرمزہ و یقینہ واقع ہوا سب یہ ہوا کہ ابو سفیان حضرت سے بے وقت کہہ گیا تھا کہ سال
 آئندہ بدر پر لڑائی ہوگی سو آئندے بظاہر سامان کیا اور سبب شکالی کے دل میں منظور تھا آئندے جانا کہ حضرت مسلم علی بن ہریرہ

نہ آوین ناکہ خجالت نہوا سنے نفیم بن سوسو کو جانب مدینہ بھیجا کہ احباب ہمیں کو خبر دے کہ ابوسفیان نے شکست کس کی یا یہ مدینہ آیا ہے یا نہیں
 مدینہ میں اگر اہل اسلام تھے کہا انھوں نے کہا حسنا اللہ نعم الوکیل اور حضرت صلعم نے خبر پائی تو علیٰ قریٰ کو تھلا دیا اور عبد اللہ بن
 رواحہ کو خطیفہ کیا اور بنی اشکد کہ بندہ رہو آؤدی تھے بدرتو شریف لیکن ابوسفیان خون سے نہ آیا آجانب نے آجہ واپس کیا اور وہاں
 ابھی شہید تجارت اہل اسلام بہت نفع اٹھا یا حضرت عثمان فرماتے تھے کہ میں نے یہ سب اہل نبی ملا جو وہاں سے بے جنگ و قتال رہے
 میں نے چار سال کے بعد محرم میں ہجرت کی اس وقت میں غزوہ ذات الرقاع ہوا اور سب یہ ہوا کہ ایک شخص نے مدینہ میں خبر
 دی کہ قبائل عسائر دانا رو طلبہ موضع ذی اہر میں جمع ہیں اعران مدینہ کو آجائے میں حضرت نے عثمان بن عفان کو نیکو کیا اس لشکر
 سات و آٹھ سو کے ساتھ روانہ ہوئے لوگ جھگڑنے پر غور کیا لیکن اس غزوہ کو ذات الرقاع اسلئے کہتے ہیں کہ ابھی حضرت پیدا ہوئے تھے
 لے لے پیٹھے تھے ذوالحجہ کوئی موضع تھا جہاں سیاہو بیٹھائی تھی و جاول صبح ہی صبح جاری میں جابر سے روایت ہے کہ حضرت
 وقت سیر کے نیچے اپنی تلوار شام میں لٹکا کر سونے لگے اور میں بھی سو گیا وقت آجانب نے مجھے بکار میں حاضر ہوا دیکھتا ہوں کہ ایک عربی
 نکمرا اور حضرت نے فرمایا کہ اسلئے میری تلوار میان سے نکالی میں جگہ پر آئے کہ کون تجھ کو بھیجتا ہے میں نے کہا اللہ وہ بھی لگا میں نے فرمایا
 مارا اور لکھا کہ ذات الرقاع اسلئے کہ ہاتھ سے زبردستی حضرت صلعم نے لیلیٰ در فرمایا اب کون بجاتا ہے تجھ کو وہ دہلاؤ تیرے گریو والا ہے حضرت نے
 اسے چھوڑ دیا اور اپنی قوم میں آ کر کہنے لگا کہ میں نیک دی کے پاس آتا ہوں اور سلام لایا اور اس لڑائی میں بن شام نے ہجرت کی اس وقت
 ایک حدیث جابر کی روایت ہے کہ جب حضرت صلعم غزوہ سے چھپے تو ذات الرقاع کے وقت جابر رضی اللہ عنہ ایک دن صلیف کھڑے ہوئے
 اور بڑا بہنہ چھانپا منظر تھا اور ذات الرقاع تھا حضرت صلعم نے ایک نیزہ سے حکا کیا بارہ دور نہ لگاتے حضرت صلعم نے حضرت جابر سے کہا
 تو کیوں جلدی کرتا تھا جابر نے اسے اتنا لگا کہ میں نے سنبھاہ کیا ہے فرمایا کہ ہا کر سے یا نیزہ سے جابر نے عرض کیا نیزہ سے فرمایا بارہ سے کہ
 کھاح نہ کیا تو اسلئے ساتھ کھیتا اور وہ تیسرے ساتھ کھیتی بعد اسلئے حضرت صلعم نے وہ ذات جالیس دم کو مول لیا جابر نے کہا
 یا رسول اللہ میں نے میں داخل ہو کر سیم کروں گا اور قیمت بھی لوں گا حضرت صلعم نے قبول کیا لیکن یہ روایت امام احمد بن حنبلہ سے ہے کہ حضرت
 یہ صحیح مسلم سے یہ مائلہ سوقت معلوم ہوا ہے جب کہ مکہ سے جانب ینہ روانہ ہوئے ہیں فائدہ اس حدیث سے استنباط کیا جان
 بابر وہ لوگوں میں سے نہ تھے ثابت ہوا اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے جو ازہج مع اشراط صیث سے نکالا ہے اور امام غزالی نے شائع فرمایا
 ہمنائے تاویل فرمائی ہماقتاس تھی کے جو مع اشراط میں وارد ہوئی ہے فائدہ یہ غزوہ حسب اہل بخاری بعد غزوہ بدر کے واقع
 ہوا لیکن خود علامہ الزمان تھامری علیہ الرحمہ نے بعد غزوہ خندق کے ذکر کیا ہے اور غزوہ خندق بالاتفاق میں غزوہ خیبر واقع ہوا ہے
 میں تعارض ہیں کہو حکم کہ غزوہ ذات الرقاع کئی مرتبہ واقع ہوا ہے ازہج ایک یہ ہے اور ایک کہ بطح غزوہ ذات الرقاع برہایت
 ابن سعد ابن حبان سند خالص میں بھی ہوا جب باہجوان برس ہجرت کا شروع ہوا تو اس سال میں چند حادثاتی اور کئی واقعات ظہور
 ازہج حکم پروردہ پوشی عوارث طہرات کا تو ان میں بازل ہوا چنانچہ کریمہ و انساہ بن ہماغان سلیمان بن ابی ہجاء باہجی اور جب ان کو
 آئے تو سوال کر دیو کہ اس سے سورہ اخواب میں آکر ازہج معلقات پر حجاب فرض ہوا حجاب کہتے ہیں کہ عورت اپنے منہ سے نہ

بہت حدیثیں ہیں

میں نے

بہت حدیثیں ہیں

بہت حدیثیں ہیں

کچھ گناہ نہیں تم پر اور آپؐ کے پیچھے پھر اسی کرتے ہو ایک دوسرے پاس اور جب کروں کو عقل ہو اور جو ان کو
 پہونچیں تو بلا اذن نہ آویں اور جو عورتیں بوجہ میں جنکو بیاہ کی امید نہیں وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر گناہ
 نہیں یعنی تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہو اور اگر پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر جائز نہیں جو ان کا داخل
 ہونا پاس عورتوں کے اور اسی طرح خفنے کا اور جس آدمی کو نظر نہ آتا ہو بعض کے نزدیک اس کے روبرو ہونا مضائقہ
 نہیں اور بعض کے نزدیک جائز نہیں اسی طرح غیر مرد کو آواز نہ ابھی جائز نہیں جب نزول آیت جناب بل کیخبر نہ
 یہ ہوا کہ جب حضرت زینبؓ سے نکاح ہوا تو حضرت صلعم بعد اتمام طعام لیسہ روز روشن دوتنہ از زینبؓ میں داخل ہوئے صحابہ ان
 موجود تھے وہ دیر کو اٹھے اسی پر آیت جناب نازل ہوئی اور صحیح بخاری میں سبب نزول آیت جناب لکھا ہے کہ ایک مرتبہ
 کے وقت ام المومنین ستودہ سے ملاقی ہوئے اور کہا اے ستودہ میں نے تجھے بچانا اسوقت آنکھ دل میں آیا کہ اگر عورتیں مرد کے پردہ ترین تو
 بہتر تھا اور حضرت سے آہاس کیا کہ اسی پر آیت جناب نازل ہوئی فائدہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں بطور فائدہ لکھا ہے کہ آیت
 سورہ اخواب میں حکم ہوا پردے کا کہ حضرت کی عورتوں کے پاس نہ جائیں سب ملا فون کی عورتوں پر حکم جب نہیں اگر عورتیں
 ہو کسی مرد کے سب بدن کپڑوں میں دھکا ہو گونا نہیں اور اگر نہ سانس نہ ہو تو بہتر ذہنی شرفانے اکثر تہجیب جناب کے لیے یہ تاکید اختیار
 کیا اور رسم پردہ نشینی کی علی الاطلاق قالم کی اور یہ بات نہایت تحسن ہوئی مگر اب ہندوستان میں ایسا طریق ہو گیا کہ نہ جناب
 رہا نہ ستر عورت جناب میں تو یہ غفل ہے کہ اکثر عورتیں بعض نامحرموں کے سامنے چلیے چاہتا ہوں یا بیٹا اور بن کا خاندان پر اکثر عورتیں
 چھو بچا اور خالو کے سامنے آتی ہیں مطلق جناب نہیں کرتی ہیں اور حقیقت جناب کی یہ ہے کہ کسی نامحرم کے سامنے نہ آوے
 اور ستر عورت میں یہ غفل ہے کہ لباس اس طرح کا قائم ہوا ہے کہ اس لباس سے سوا شوہر کے کو کسی کے سامنے جانے کے قابل نہیں
 ہوتی ہیں لاجل ولاتوقہ الابا بعد از شوہر انکے نہیں کرتے حالانکہ ایسا کپڑا جس سے بدن غراوے اس کا حکم لگے کہ ہر پردہ
 نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ اس امر صدیق اکبر کی بیٹی ہار یک کپڑے پہنے جناب رسالت مآبؐ کے حضور میں کہیں آپ نے نسخہ
 بھیج لیا اور فرمایا اے اسما صاحب عورت جو ان ہو جائے تو نہیں جائز ہے کہ دکھائی دے اس کے بدن سے کچھ مگر بیاہ دیا اور اپنے ہاتھ و پاؤں
 کی طرف اشارہ فرمایا اس حدیث سے نفہم ہوتا ہے کہ دونوں بانوں عورت کے بھی عورت میں لیکن ہدایہ اور شرح وقایہ بار و زعامت لکھتا
 الصلوۃ میں ہے کہ عورت نہیں اگرچہ اکثر متنوں کی کتاب لکھتا بہرین چھبنا پیرون کا فرض لکھا ہے اور تاویل اس حدیث کی علماء
 نے یہ کی ہے کہ حضرت صلعم کو جواز قدموں کے ٹھکرانے کا سلام تھا کیونکہ عورتیں عرب کی حضرت کے زمانہ میں نہ پہنتی تھیں نہ جاپہنتی تھیں
 اس سبب سے پیرون کا ظاہر ہونا ظاہر تھا لہذا ذکر انکا نہ فرمایا لباس ہر ایک کے اتصال میں جو وہ عضو عورت نہ تھے اور ہر کے
 بدن میں انھیں کا ذکر کیا یعنی ہاتھ اور منہ اور کھایہ چاشنی ہر ایسے بدن میں جو میل لکھی ہے وہ بھی دلالت کرتی ہے کہ دونوں بانوں عورت کے
 عورت نہیں ہیں وہ دلیل یہ ہے کہ عورت کو چھلنے میں حاجت کھولنے قدموں کی ہوتی ہے جیسے وقت معاملات کے باطنہ منکھ لے
 کی ضرورت ہوتی ہے حالانکہ ان دونوں کے دیکھنے سے احتمال شہوت کا زیادہ نسبت قدموں کے پس منکھ عورت نہ ہونا

بطریق اولیٰ ہی باجہ کتب فقہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے پانوں میں دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ چپا نا انکار نہیں
 نہیں دوسرے یہ کہ چپا نا فرض ہے درختار اور بدایہ میں روایت اولیٰ کو مستند لکھا ہے اور خطاطی کا شیعہ درختار میں ہے کہ قدم جنبہ کی صورت
 ہونے میں اختلاف ہے بدایہ اور شرح جامع منیر قاضی خان میں تصریح ہے کہ قدم عورت نہیں اور محیط میں اسی کو اختیار کیا ہے اور اقطع
 اور قاضی خان نے قضاوی میں تصریح کی ہے کہ قدم عورت نہیں اور سبیل اور مرغیانی نے اسی کو پسند کیا ہے اور صاحب اخبار
 نے تصریح کی ہے کہ نماز میں عورت نہیں خارج نماز عورت ہے اور شرح منیر میں مطلقاً عورت ہونے کو مرجع لکھا ہے احادیث میں اب
 واضح ہو کہ عورت آزاد کو سوا منہ اور ہاتھ کے گھٹنوں تک اور سرون سے تنہا تک تمام بدن کا چپا نا ایسے مردوں کے جیکے
 کلاخ درست ہے فرض ہے اگر نہ چپا دیگی تو موافق حدیث رسول مقبول کے ناظر اور منظور امت خدا میں نیک چنانچہ سرسندی
 اور ابو داؤد اور ابن ماجہ سے روایت ہے کہ جناب رسول صلعم نے فرمایا کہ من لہ النافر المنظر الیہ نہت ہو جو خدائی ہے کہ
 سر دیکھے اور سب کلاخ دیکھا جائے یعنی دکھانے والے پر اسی طرح مردوں کو بھی ناف سے گھٹنوں تک کھنا فرض ہے اور ابو داؤد
 بھی ہند مرد کے سبب اور بیچہ فرض ہے درختار میں ہے کہ جوان عورت منہ کیجاے نہ کھوئے سے مردوں کے سامنے نہ واسطے نہ عورت
 ہی ملکہ خوف قضا اور بھی جاننا چاہیے کہ جس شخص کو دکھینا جائز ہے اگر وہ بدن بھی الگ ہو جائے بھی اسکا دکھنا درست نہیں مثلاً اگر
 عورت کے بال لنگھی کرے سے جلہ ہوں تو انکو ایسی جگہ ڈالے کہ جنبہ میں رونق نظر نہ پڑے اور دوسرے ہار بوند کے ایسی جگہ ڈالے کہ کسی کا
 پیرے اور اپنے سے جس سے کبھی نکاح درست نہیں جیسے بیٹا باپا مادھائی بیٹ بیٹا کے تہ سے گھٹنوں تک کھنا فرض ہے مثلاً کسی
 سامنے سر یا بائیں گلیاں یا بیدلی گھلیاے کو کچھ مضائقہ نہیں اگرچہ جن دوران جنی کلاخ جائز نہیں مگر نہ یہ ممکن ہے جیسے نماز
 ہو چپا یا نہ چپا ہی جتنی کا شہر انکا حکم جنی کا ہے اور نیز عورت کو دوسری عورت سے مات سے تھنوں تک بدن کا دکھنا فرض ہے اگر نہ
 عورتیں سمجھتی ہیں کہ عورت کا عورت سے کچھ سترنا چاہیے نہ غلط ہو نہ عورت کے وقت بعد ضرورت سترنا کی جائز ہے جس طرح دوسرے
 کہ بغیر دکھائے روانہ ہو سکے یا دانی چٹائی کو اور محام کو جبکہ بدن کا دکھنا جائز ہے اسکا چھو بھی وجہ ہے مگر نہ یہ ثابت ہے کہ
 نہیں مثلاً اسکے کچھ ہاتھ کا بے شہوت دیکھنا درست ہے چھو جائز نہیں لیکن جو عورت یوحیا جو جس کے کلاخ اور عورت سمجھتی
 کر کا ہوا اسکا بدن کچھ بھی عورت نہیں جب ذرا برابر ہو تو جب تک قابل شہوت نہیں تو صرف قبل ویر کا دکھنا فرض ہے جو اور غسل پیر
 کا دوسرے کی عمر تک چھو اسکا حکم مانع کا سبب کہ انی اللہ اللہ اللہ اور جو عورت بغیر عورت کسی غیر محرم کے سامنے آوے تو وجہ ہے کہ تمام بدن
 چارے سے چھو کہ آوے مردوں کو لازم ہے کہ عورت کو نکال کرین درنگار ہوگی بعد اسکے غزوہ و منہ عند واقع ہو بعض کسز دیک
 یہ مقام بہار ہے کہ نے سے درم حلالہ شوق سے دل و برہاتی قلہ ہے تہیر کا مواہب میں ہے کہ ایک شہر مدینہ سے پندرہ واسوہ
 شب کی راہ بہشت آئی جناب داؤی ابن اسمیل ہے کہ وہاں نازل ہوا تھا سبب اس امر تھا کہ یہ ہوا کہ حضرت کو خبر ہوئی کہ کچھ لوگ
 جمع ہو کر راہ ماتے میں حضرت نے سماع ابن عوف کو خلیفہ کیا اور ہزار آدمی سے لشکر لے گئے وہ خبر سنا کہ جہاں ہاتھ نہ آئے
 اسی عرصہ میں دفعہ والدہ ابن عبادہ نے وفات پائی سعد نے کہا اگر میری ماں رحمت پائی تو میری جانی ہوا میری

کرمین کو دن صدقہ کو کچھ فائدہ ہو گا ارشاد کیا کہ فائدہ ہو گا صدقہ عرض کیا کہ کو دن صدقہ افضل ہے فرمایا کہ بانی تب سجدے ایک آن
سبیل کھڑے ہو کر دعا دے اور یا اور حضرت نے اُنکے ماکے قبر پر نماز پڑھی بعد اسکے اہل شعبان میں غزوہ نبی مصطفیٰ واقع ہوا اس غزوہ کو شیخ
کلمتہ میں تریس اجمال اور میں بعضیہ تغیر کیا کہ ان نبی خزا ع کا جو ایدہ قدیم میں سبب اس لڑائی کا اور واقع ہو کر ایدہ ان بنی نضار نے
مشکران کو غیب کی کڑائی میں بغیر خبر پر آدہ کیا یہ بغیر مدینہ میں آئی تو اور حضرت صلعم نے بڑیدہ ابن الحصبیب سلمیٰ کو انکا حال دریافت
رہنے کو بھیجا بڑیدہ آئے ملکر خبر تحقیق لائے اور حضرت نے سامان جنگ کیا کہ زید ابن حارثہ کو خلیفہ مقرر کیا اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اکبر کو علم دار مہاجر بن گردانا اور سحاب بن جہاد کو علمدار انصار اور عمر ابن خطاب کو مقدمہ بجیش قرادیا اور تشریف پہلے اور
اماتہ المومنین سے حضرت عائشہ اور ام سلمہ ہمراہ کی تحویل وارس لڑائی میں اکثر اہل نفاق بھی بطبع غنیمت ہمراہ چلے راہ میں ایک جا سوس
نبی مصطفیٰ کا مقدمہ لاکو اسکو پکڑ لیا اور حال پوچھا اُس نے بالکل انکار کیا تب حضرت عمر نے دھمکی دی اُس نے سبب حال کھو کر کہہ دیا
لہذا حضرت کے پاس لیکو کہ جا سوس سخت کلامی اور درشتی سے پیش آکر آدہ مقابلہ ہوا حضرت عمر نے اسکو قتل کیا یہ مقدمہ مشہور
ہوئی اور مشرکوں کو اطلاع ہوئی وہ سب خوف سے منتشر ہو گئے بعض مشرک باقی رہ گئے اور شکر اسلام میں بیچ بچہ نہ ہوا
مشرک مقابلہ پڑے حضرت رحمۃ اللعالمین نے حضرت عمر سے فرمایا کہ انکو فیضیت کر کے دعوت اسلام کو حضرت عمر نے تقیہ حکم کی
انھوں نے ایک بھی فیضیت نہ سنی تب مسلمانوں نے اول تیر دن سے مارا پھر حملہ کیا سب مشرک بھاگے آخر گرفتار ہوئے حکمین
وس مشرک رسد گئے اور سلطان ایک آدمی شہید ہوا جب لڑائی ہو چکی تو ابوالفضلہ طائی بنابر اخبار فتح و نصرت جانب مدینہ ہاکنہ
رودانہ ہوئے اور ایک شخص نبی مصطفیٰ کا بطوع و رغیب ایمان لایا اور اسکے میلان خاطر کا یہ سبب تھا کہ اُس نے لڑائی کو وقت کیا تھا
کہ کچھ لوگ اہل کھوڑوں پر سوار مسلمانوں کی مدد کو آئے ہیں یہ حال دیکھ کر اسکو یقین ہو گیا کہ دین اسلام سچا دین ہے اور
جو یہ بہ نیت حارث ابن ابی صرار کا بھی ایسا ہی حال ہوا کہ لشکر اسلام کی شوکت دیکھ کر کفر سے متغیر ہوئی اور اسکی جزا میں
اسنے آج پر کرم کیا کہ جب جو یہ غنیمت میں آئیں اور مسلمان ہوئیں حضرت نے اُسے نکاح کیا اور آزادی انکی انکا ہمراہ ابوبکر
اسکے مسلمانوں نے تجویز کیا کہ حضرت صلعم کی بی بی سکترہ بیوان کو بندہ کرنا مناسب نہیں ہے اس واسطے زیادہ سوھو رتوں سے آزاد
کردین اس غزوہ میں انھیں اس میں مدینہ سے غنیمت بھی ہوا اور مال غنیمت سے حکم حضرت خمس نکال دیا اور باقی کرمین تقسیم کیا گیا
اور اسی سال میں حضرت صلعم نے زینب بنت جحش سے کہ حضرت کی بھوپھی کی بیٹی تھیں اولاد زید ابن حارثہ کے نکاح میں تھیں
بعد سلطان و انقصاء عزت کے حکم مالک حقیقی نکاح کیا اور اسی سفر میں مابین سنان بن جحش و حجابہ بن سیدہ صفاری کے
جو عمر بن خطاب کا اجورہ دار تھا نزاع واقع ہوئی کہ سنان اور حجابہ نے اپنا اپنا دلو کو میں دالا اور دونوں کو دل ایک سے آٹھا
ایک دل گر پڑا اور دوسرا نکال آیا وہی حقیقت سنان کا تھا حجابہ نے کہ لہذا یہ خرد و نوین جھگڑا پڑا یہاں تک کی حجابہ نے سنان کی ایک بیٹی
مارا اور بن نکلا سنان کا رابا لہذا انصار بالجزیرہ اور حجابہ جھلایا لہذا انکی لقمہ کشیں سو مہاجر و انصار کے لوگ ہتھیار لیکو دوڑے تو حجابہ
کو خدا پر باہر مہاجرین سے بعض اشخاص نے سنان کو سمجھایا سنان نے دو گزند کی بعد اسدین ابی سلول منافق بھی پیچھے بارو میں تھیں

[illegible]

وہاں بیٹھا تھا اور یہ بنی قریظ بھی اور بنی سہیل بھی موجود تھے سو عبد اللہ بن ابی سلول شہسوار سے چلا کر بولا کہ یہ مہاجر تو ہمارے ہی جان کے لیے
 ہے یہ صاحب قسمت بن جیشہ اگر بن ابی بارہ نہ ہوں جاؤ گا تو وہ جو غزیرہ اسکو جو خوارہ دینے سے حال کیا گئی تھی محمد کو نکال دینا چاہیے
 پھر بنی قوم سے کہنے لگا کہ یہ بلا تو تھے آپ اپنے سر پر لی ہو کہ اسلام ان کو دینے میں پہلے دینا چاہیے یا ان کے سب معاملہ حضرت سلیم
 بیان کیا اسوقت حضرت کے حضور میں سب صحابہ کبار حاضر تھے حضرت نے اس خیال سے کہ شاید کوئی اصحاب میں سے ناراض ہو کر پڑے
 تو مقام سے اتر کر آیا کہ غزیرہ شاید تو اس سے خفا ہو کر ایسی بات تو اسکی نسبت کہتا ہو غزیرہ نے عرض کی کہ میں نے اسکی زبان سے نہ سنا ہے
 حضرت نے فرمایا یا تیرا بھائی کما بنین ہا نا حضرت نے انکوش ہو رہی ہو عبد بن حصیر نے جب سنا کہ عبد اللہ بن ابی سلول منافق ہے
 نے ابدی کی اور ان کا پاس آئے اور کہا یا حضرت یہ جو عبد اللہ نے کہا کہ وہ جو غزیرہ اسکو جو خوارہ دینے سے نکال گیا سو آپ غزیرہ کو بھی ان کے
 وہ ذلیل خواہی ہو آپ اسکو دینے کی خواہی حضرت نے جواب نہ فرمایا اور بن ابی سلول کا بعض بہنو نے کہا کہ وہ ابن ابی سلول ہی تھے یہ کہنا
 پھر باجوہ تو نے پیغمبر خدا کی حق میں الجھ پھا ابدی کی اگر یہ بات سچ نہیں ہے تو انکی خدمت میں جا کر غزیرہ کی زبان ابی سلول نے کہا وہ اللہ میں نے ایسی
 بات نہیں کہی اور حضرت کی خدمت میں اگرچہ جو بھی قسم کھائی کہ یا حضرت زید ابن رقیم قطیف سے خطابات گدیری میں کہجھوں ایسا سخن نہیں
 کہا بعضوں نے مولیٰ بن ابی اکرید کے توطیبہ یا دعا تھا ابن ابی سلول چاہیے کہ زید کے بعض اقربا نے ملامت کی زید بیچارے سخت غمناک ہوئے
 ایک دن انھیں غطرب و غلیس گھوڑے پر سوار میدان میں لے گئے ناگاہ حضرت سرور عالم بھی آئے زید کہتے ہیں کہ حضرت نے یہ علم نبوت میری
 بھینک دیافت فرمائی اور میرا کان بڑ کر مڑا اور فرمایا غلیس مت ہو اللہ صاحب تیرے قول کی تصدیق اور منافق کے قول کی
 تکذیب فرماتے ہیں اور سورۃ منافقون مجھے سنائی کہ تیری لکین مولیٰ عبد اللہ بن ابی سلول کا بیٹا تھا عبد اللہ نام وہ بڑا مسلمان صادق و عابد تھا
 اسنے حضرت سرور کائنات سے عرض کیا کہ اگر آپ میرے باپ منافق کا قاتل چلتے ہیں تو مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے ہاتھ سے اسے مار دوں
 حضرت نے فرمایا عبد اللہ میں تیرے باپ کا قتل ہونا نہیں چاہتا اس خیال سے درگزر جب تک کہ ہم میں یہ ہم اسکا ساتھ نہ لے کر نیکی کرے جب
 مدینہ کو مراجعت کی تو وہ مدعی عقیق میں سروراء کھڑے ہو کر ہر ایک حواری کا قصص شروع کیا حتیٰ کہ اسکا باپ عبد اللہ بھی نکلا تو اسنے اسکا
 کی ہمارے کچھ بچہ بیٹھا یا اور زینت کے زانو پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا ابن ابی سلول نے کہا کیا ارادہ ہے عبد اللہ نے کہا میں تجھے ہرگز بخشوں گا تو یہ نہ
 میں جانے پائے جب تک رسول اللہ کی اجازت نہ ہو اور تو یہ اقرار نہ کرے کہ میں ذلیل ہوں اور رسول اللہ غزیرہ میں جو شخص ان دونوں میں سے
 یا بات نہ تھا تو جب کہ نہ تھا ہاں تک کہ حضرت سلیم کو یہ خبر پہنچی آپ تشوین لے لے اہل حبشہ سے کہا کیا پورے لوگوں نے عالیٰ بن ابی اکرید
 انکے پاس شہرین لگئے دیکھا تو اتنی الحقیقت بیٹھا باپ کا اونٹ کچھ کھڑے ہو پڑے کہ رہا ہوا لانا اول من العبیان لانا اول من العبیان حضرت
 نے عبد اللہ سے کہا کہ میں زیادہ اصرار نہ کرچھوڑے عبد اللہ نے حضرت کے فرمان سے چھوڑ دیا پھر غزیرہ منوالا ایک دن عبادہ بن صامت نے عبد اللہ
 ابن ابی سلول سے کہا کہ تو حال اللہ کے پاس جا کر تیرے امیر زینت کہیں اسنے غم بھیر لیا اسوقت رسول اللہ صومالیہ کے قہر دہے کر آئے تھے
 لانا لے مولیٰ ہو رہے وہنا خون میں یا شعلی واذ اقبل لہم تھا تو ایسا غم کلم رسول اللہ وادارہ رسم و رستم بعد دن ہم دست بردن تو یہ عیب کلم کو
 اوصاف کروا دے مگر رسول اللہ کا کہتا ہے میں اپنے سرور تو دیکھنے کے لئے نہیں اور غور کرتے ہیں ہجرت قبل اس کے کہ عبادہ بن صامت یا حوال

کسی کو کہیں جب کو اس جگہ کے پڑنے سے اطلاع ہو گئی اور تفسیر پیغمبر میں لکھا ہو کہ جب کہ جب عبد اللہ بن ابی سلول اس کے گھوڑے یا اور صرف
 قرین بن رقم طراپہ جو انوکھی شخص ہے عبد اللہ منافق سے کہا یا ابجا تیرے شان میں آیت نازل ہوئی ہو تو چل کہ رسول اللہ کے حضور میں آ کر
 کی دفعہ دست کر اسے ہاتھ پیر لیا اور کہنے لگا کہ تھے کہا ایمان لاؤ میں ایمان لایا پھر تھے سمجھا یا کہ کر کہ وہ میں نے اس سال سے کر کہ وہی امر میں
 محمد کا سجدہ کرنا باقی ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اسی مفسر میں یہ اتفاق پڑا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ وقت چاہے فقہاء پر
 کہ وقت جملہ فرما ہوئے تو ہوا کی شدت ہوئی کہ کہہ کر کہ لوگ بہت خوفناک ہوئے اور اذکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھ لکھ کر تلاش کرنے
 سے نہ ملی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی خوف نہ کرو یہ ہوا ایک کافر کے لئے ہے چلی جاؤ وہ کافر مدینہ میں تھا کسی پوجا وہ کا کوئی
 فرمایا رفا ع ابن زید ابن ابی بات یہ بات سن کر ایک منافق نے لکھا یہ شخص آپ کو عالم الغیب جانتا ہے حالانکہ اٹھتی رہی اس کا مکان بنین
 معلوم ہوتا ہے کہ بنین خبر دیا یہ وہ شخص جو کاناہی اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور وہ منافق اور مکان سے
 مطلع کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے ارشاد کیا اور فرمایا کہ میں نے گمان کرتا ہوں کہ غیب جانتا ہوں اور نہ معلوم
 ہوں لیکن اللہ نے مجھ کو منافق اور مکان فتنہ سے خبردار کر دیا کہ نہ تو شعب میں نہ ناک کی ایک درخت سے بندھی ہو سوا اصحاب
 باصفا تھے اور اسی جگہ سے جہان حضرت نے فرمایا تھا ناقہ شریف لے آئے اور جب مدینہ میں پہنچے تو رفا ع ابن زید ابن ابی ہاشم بن
 اسی وقت مراعتا میں وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی یہ رفا ع عظمیٰ اور ہودین تھا اور منافقوں کا تھا کی دار اور اسی سال
 فقینہ انگل افق ہوا ایک کتے بن جو بھٹھ اور تھمت لگائے کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو منافقین نے قتل لگائی تھی اور بعض خلیفہ بھی
 اس سبب نادانی کے شریک ہو گئے تھے پیراں سکا یہ کہ غزوہ بنی المصطلق میں سوال قبول مسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس
 لیکھتے تھے اور کہتے تھے حجاب نازل ہو چکی تھی سو کوچ مقام میں ایسا ہوتا کہ حضرت عائشہ صدیقہ ہودین بن سہور میں اور لوگ سوچ و ج
 کو کوچ کے وقت آ کر لوگ ہو جاتے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ مدینہ سے فارغ ہو کر مدینہ کو پھر سے تو مدینہ کے قریب اتفاقاً
 ہوا کہ جب کہ کوچ کی نذر ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کوچ کی طیارسی شکر تھما سے حاجت کے لیے لڑکے کا وہے ملنے تھیں
 لیکن جب وہاں سے پھر تھیں تو کوئی بندہ سمجھ میں نہ آئی پڑا تھا گلین بنایا معلوم ہوا کہ گل لڑکیم اوٹے باؤں پھر تھیں لیکن
 دار اپنا دھو تھ کر لائیں لڑکے کا کوچ ہو گیا تھا صفوان بن یحییٰ اسے مانڈے کے واسطے پیچھ لڑکے کا لڑکھا تھا اسکا چہرہ پڑھ کر
 لڑکے میں تعین لائیں منافقوں نے عیب لگایا اور سردار نکاح عبد بن سلول درود تھا فتنہ فقہاء علیہ السلام لگائی میں حضرت المؤمنین علیہ
 صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یوں منقول ہے کہ حضرت کا معمول تھا جب کسی لڑائی میں تعین جملہ تہذیبوں کو واسطہ قرار دیتے تھے کہ اس کا حکم
 اسکو ساتھ لیا جاتے تھے چنانچہ اس لڑائی میں میرے نام قرعہ نکلا سو میں ہاتھ گئی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح کو مدینہ کے قریب پہنچے تو اس
 کو کوچ کی خبر ملی بنین فتنہ حاجت کے واسطے لڑکے باہر گئی اور فرخت ہو کر مکان پر آئی یہاں معلوم ہوا کہ لڑکے کا باہر گیا جو بنی حاکم پر
 فتنہ کر لیکوئی ایمان تلاش میں بیٹھ گیا ہوا میرے کہا وہ کہتے پڑھتے تھے وہ میرے کہا وہ لڑکے کو اس وقت پر لکھ لکھ کر کے ساتھ لے کر آیا ہوا تھا
 کی کہ خوراک اور نہایت ذہنی ہوتی تھیں اس سبب سے کہا وہ کہے اور ان کو میرے ہونے کو لے کر پھر خبر دی ہوئی جب مجھ کو اس کا بیان تھا

پہر آئی دیکھا تو شکر کا کوچ ہو گیا ہر جاچا میں زمین و آسمان کی اس خیال سے کہ آخر جب میرا حال معلوم ہو گا تب تو میرے سینے کو کافی اونگھنے والا
ابن محفل شکر کی جیسے راکھ بنا تھا کہ مارے ماندے کو ساتھ لادے آئے تھکے ہوئے دیکھا تو بچا ناگہان پر وہ پوشی سے پہلے مجھ کو دیکھا تھا اس نے
افسوس تعجب کیا اور لانا لایا اور ایدہ لڑھکوں پر بھا اور کہا یہ تو پیغمبر کی بی بی جو اور کسی کو کی بات سوائے اس طرح کے میں نے نہیں سنی آئیں
انجا اونٹ بھجلا یا میں سپہ سوار ہوئی سودہ اونٹ کی تکمیل کی تاک کہ وہ اندھ ہوا طہر کے وقت لشکر میں ہو سچی تہمت کرنے والا وہ نہ مجھ پر تہمت نہ
اور بیانی مبنی اس تہمت کا جہد اللہ بن بی سلوان ہوا میں مدینہ میں لگا کر جاری ہو گئی اور ایک مہینہ کا کام جاری اور مجھ کو اس تہمت کی خبر پہنچی تھی لیکن تہمت
کے طرح میری بیماری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس تہمت پر تہمت لگائی کہ اس عورت کا حال کیا ہے اس وقت تک کہ میں
پانچ دن نہ تھکے میں شکر کا ہر سطح کی ہر سطح کا سفر کو گئی اسکا پیڑ چارہ میں دلچا وہ گر پڑی آئیں اپنی بیٹہ کو بردہادی میں نے کہا تو اسکو کیوں نہ
دیتی ہو وہ بدی صحابی جو تہمت سے بچھو اس تہمت کی خبر کی کہ سطح بھی تہمت کرنی والوں میں شریک ہوئے تھے میری بیماری دینی ہو گئی تھی
اجازت لیکر اپنے ماں باپ کے کمر آئی کہ اس خبر کو تحقیق کروں میں نے اپنے ماں سے کہا ایمان کیا بات ہو جسکا کو کوئی چیز چاہی میری ماں نے کہا
یہی تو تہمت گوارہ عورت اپنے خاندان کی پیاری ہوئی ہو اسکو اکثر لوگ حمد سے تہمت لگاتے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ میرے حق میں ایسی کوئی شکر نہیں
اس رات میں تمام شب نہیں ہوئی میرے اسوجاری رہے پھر حضرت نے علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا اور میرے
چہرے زمین مشورہ ہو چھا اسیلے کہ اس عرصہ میں حضرت جبریل علیہ السلام کا آنا اور وہی کا ترنا بالکل موقوف ہو گیا تھا اس واسطے کہ میری باگداری
بیان کی باور کیا رسول اللہ آپ کی بی بی میں مجھ کو سواے باکی اور تہمت کے کچھ خیال میں نہیں آتا اور علی نے کہا کہ خدا نے حضرت پر کچھ نکل نہیں
کی جو انکے سواے اور بہت عورتیں میں مگر میرے کینہ سے آپ دریافت کریں وہ سچ بتلاوے گی حضرت نے اسے بلایا اور فرمایا کہ اب میرے
تہمت کے بھونے عاتشہ سے ایسی بات دیکھی ہو جس سے مجھ کو اسکی باگداری میں شک پڑے آئیں کہا یا رسول اللہ قسم خدا کی جس نے مجھ کو چھا
یہ خبر کیا دین نے کبھی اسکی باگداری میں فرق نہیں پایا یا انہی بات البتہ کہ کائنات میں ہرگز یہ خبر نہ کما جاتی ہو اور وہ سوا یا کرتی ہو کسی کو عمر سے
کھڑکا نہ دست نہیں کرتی پیغمبر کا کلام حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام اس بات پر کرتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئے اور یہ گمان
ہو کہ علی کو مجھ پر عہدیت و حالانکہ حضرت علی کو بجز حسن عقیقت و کمال صداقت و کمال سلطنت کا سو وطن نہ تھا بلکہ ثابت و غیر ہر گز
ولایت مآب نے بقصد و ایمان و بالغ و جہد مارت ذیل حدیث پر گواہی دی ہے چنانچہ کہ میرے دو لڑکے حقہ قلم کا کیوں نہ ان تکمل
ہند اسکا ملک ہندوستان عظیم یعنی اور کیوں نہ جب تھے سنا تھا اسکو کہ ہوتا ہے کہ میں لائق کہ نہ پھر بلا دین یہ بات اللہ تو پاک ہو یہ بڑا
ہستان ہوا اس بات کی خبر دیتی ہو اور علی رضی اللہ عنہ خود جانتے تھے کہ سوائے طہیات کی بھیت حسین بن نہیں رہ سکتی لیکن جب انھوں نے دیکھا
کہ رسالت مآب صلوات اللہ علیہ کو نہایت اضطراب ہو چھا کہ اب وہ جس سنگین خاطر کریں اور خلاصہ یہ کہ ولایت مآب نے کلام کرنے میں جانب ہر گز
کو ترجیح دی اور اس کی نصیحت میں حضرت صدیق علی کی ہم کو سر انجام کیا اور کہا یا رسول اللہ تحقیقت اس معاملہ کی جانب خدا جو آپ پر کشف
ہو جائیگی اور اگر مسلمان خاطر خاطر اس طرف ہو کہ عاتشہ سے مفارقت واقع ہو تو چہند صدیق آپ سے جدا والدین کے گھر میں جو اب نہیں
ہو جائے کہ تو دو تھی زعمال میں قدم نہ چھوڑا دین اور اگر یہ ارادہ ہو کہ اسکی حقیقت زبان خلق سے تحقیق ہو جائے تو برسرہ لٹری سے استفادہ فرما

وہ بخوبی حالات مدیقہ سے واقف ہو گئی کہ وہ شب و روز ان کی خدمت میں رہتی ہو اس کلام سے بھی حسن انجام
 علی مرتضیٰ کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ علی مرتضیٰ خوب جانتے تھے کہ بربرہ کے کلام سے حضرت مسلم کو تکلیف ہوگی اور ایسا ہی
 ظاہر بھی ہوا مگر حضرت مدیقہ اس زمانہ میں خود سال تھیں اس قیقہ کو نہ پہنچیں اور اسی باعث سے انکو ملال ہوا اور انکو
 حضرت مدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسلم بعد دریافت حال بربرہ سے مسجد میں تشریف لینگے اور منبر پر چڑھ کر یہ حدیث
 فرمائی کہ اے مسلمان کے گروہ کو ان ایسا میرا ہم درد ہو جو دریافت کر کے بدلے اس مرد سے جسکی باعث ایذا و تکلیف
 میری گھڑائی بی بی کو پہنچی سو خدا کی قسم میں نہ جاننا بیٹے اپنی بی بی کو مکر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جو
 نہیں جاننا مکر نیک وہ تو میری بی بی پاس بھی نہ جاتا تھا میرے ساتھ کہ سوائے پس سعد بن معاذ نظر آؤ نہ کما
 یا رسول اللہ میں بدل لینے کو تیار ہوں اگر تمہارا کہنا ہے تو میں اس کی گردن ماروں اور اگر دوسرے قوم سے
 یعنی خزرج سے ہو تو ہوسا ارشاد ہو ویسا کریں تب سعد بن عبادہ سردار خزرج نے اپنی قوم کی پیچ سے کہا کہ اے ابن معاذ زیادہ گویا
 کرتا ہے ہمارے قوم اے پر تیرا کچھ عقدر نہیں اور اپنی قوم کی تو بھی حمایت کر گیا پھر سیدین صحیرہ سعد بن معاذ کے چیر بھائی نے
 کہا اے سعد بن عبادہ تو زیادہ گویا کرتا ہے ختم خدا کی تمہارا کہنا تو منافق ہو جو منافقوں کی حمایت کرتا ہے
 الغرض قریب تھا کہ گشت خون ہو حضرت نے سب کو چکا کیا مدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے بھی روئی تھی کہ حضرت
 تشریف لائے اور میرے نزدیک بیٹھ اور فرمانے لگے اے عائشہ تیرے حق میں ایسا ایسا سننا ہے اگر مینا مہر تو قریب تر
 خدا تیری پاکدامنی بیان کر گیا اور گوتے گناہ کیا ہے تو بہ کر سوا سطلے کہ جب بندہ نے توبہ کی تو خدا گناہ معاف کرتا ہے جب
 حضرت مسلم کا تمام فرما لے تو میرے انسو ٹھک گئے میں نے اپنے باپ سے کہا کہ تم حضرت کی بات کا جواب دو وہ بولے کہ
 نہیں جانتا کیا جواب دوں پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تم اس کا جواب دو انھوں نے بھی کچھ جواب نہ دیا تب میں نے
 حضرت سے کہا کہ مجھ کو معلوم ہے کہ اس بات کی خبر آپ کو ہوئی اور دل میں گائی ہو اگر میں کون کر اس عیب سے میں پاک
 ہوں تو آپ کو یقین کا ہو سیکو ہو گا اور اگر نہ کردہ گناہ اقرار کروں تو حضرت پر سچ ہی جائیگے اب میرے مال کے مطابق بات
 یوں سنو کہ باپ کی وفیقہ جلیل اللہ استعان علی القصفون یعنی اب مہری اچھا ہے اور اس کی مدد چاہیے تمہاری باتوں پر
 بسبب غم کہ حضرت یعقوب کا نام زبان پر نہ آیا اسلئے یعقوب کا باپ کا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اپنی حقیقت سے ایسی شامتی تھی
 کہ میرے حق میں قرآن نازل ہو گا بلکہ یہ گمان تھا کہ میرے معاملے میں خواب کی طور پر حضرت کو اطلاع ہوگی لیکن
 اللہ کی کریمی کہ آپ وہ ہیں تشریف رکھتے تھے کہ وحی نازل ہوئی تو آپ نے ہنس کر فرمایا اے عائشہ خدا تعالیٰ نے تمہارا
 پاک دامنی اور صفائی نازل فرمائی اور سورہ نور کی آیتیں ان لوگوں پر نازل ہوئی کہ ان کو عیب نہ تھا آخر کو عیب چھڑ سنا میں نے تمہاری
 بھالائی میرے باپ نے کہا اے عائشہ اٹھ حضرت کی قطعہ کو اس وقت میں غصہ میں تھی میں نے کہا میں نہ اٹھو گی اور نہ تشریف فرما ہوں میں نے خود
 تو صبر نہ کر سکتی ہوں میں نے قرآن نازل ہو گیا تو صبر نہ کر سکتا ہوا جا بجا کافراں اس پر ہنسے کہ تمہارا سطلے ہر مومن اور ان کو

کوئی بگناہوں کو قسمت لگاتا ہو وہ آخر کو نصیحت ہوتا ہو اور پاک لوگوں کی پاکیزگی ثابت ہو جاتی ہو دوسرا یہ کہ جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بدکما آسنے مقرر حضرت کورنج دیا اور منافقون میں معدود ہوا تیسرا یہ کہ علم غیب سوا سے خدا کے اور کسی کو نہیں کیونکہ ایک ماہ کامل حضرت کو تردد دریا لیکن بدون خدا کے تبتلائے حقیقت حال نہ کھلی چوتھا یہ کہ جو کوئی شخص خود بات اس برات منصوصہ قطعیہ میں شک کرے وہ باجہا اہل اسلام کا فخر ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کسی نبی کی بی بی نے زمانہ میں کیا ہی پانچواں یہ کہ قرعہ ڈالنے کی اصل کتاب اور سنت سے ثابت ہوئی چھٹا یہ کہ جب کوئی شخص اپنا دوست ہو یا عزیز گم یا اہل فضل کی برائی کرے تو اسکو مکروہ جانے جس طرح مسلح کی والدہ نے کہا سا تو ان یہ کہ تفضیل اہل بدر کی اس حدیث سے بھی ثابت ہوتی ہے آٹھواں یہ کہ عورت کو اپنے والدین کے گھر جانا بلا اجازت خاوند کے نہ چاہیے نواں یہ کہ استہناد اور استفسار عورتوں سے امور عارضہ میں جائز ہے جس طرح حضرت نے بریرہ سے پوچھا کہ اس حدیث میں مذکور ہے اور دوسری حدیث میں استفسار کرنا زنیب بنت جحش اور ام ایمن ماوراسامہ سے مذکور ہے انھوں نے بھی پاک دانی حضرت عائشہ کی بیان کی ہو سوائے یہ کہ بدکما مستعصب باباطل کا جائز ہے جس طرح سعد بن معاذ نے سعد بن عبادہ سے فرمایا کیا تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف داری کرتا ہے کیا رحو ان یہ کہ حسن ادب وقت غضب کے یوں لازم ہو کہ مہربانی معمولی کم کر دے تاکہ دوسرا معلوم کرے کہ یہ شخص ہنسے ناراض ہے جیسا حضرت نے حضرت عائشہ سے کیا بار رحو ان یہ کہ جو ام جدید خلاف ہو تو اس میں عقلا سے دریافت کرنا ضرور ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید اور علی مرتضیٰ اور عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان سے دریافت کیا سب لوگوں نے پاک دانی حضرت صدیقہ کی طاہرہ کی فائدہ ایسے حالات کے واقع ہونے میں معاملات انبیاء اور اولیائیں بہت حکمتیں ہوتی ہیں بعض شرور بخاری میں قصہ اذکار کی حکمتیں شمار کی ہیں ازراجملہ یہ معاملہ سبب ہوا نزول تفریق حضرت عائشہ کا قرآن میں دوسرے جو مصیبت مسلمانوں پر ہوتی ہو وہ موجب ثواب اور رفع درجات ہوتی ہے تیسرے یہ کہ حال مومنین کا ایسے معاملات میں مکمل جائے اور اللہ کے بیان سے واضح ہو جائے کہ مسلمانوں کی شان ایسے معاملات میں مقتضی اس بات کو ہے کہ کمین جہانک ہذا بہتان عظیم یعنی پاک ہو تو یہ بڑا بہتان ہو اور گمان نیک رکھیں اور کمین یہ بات ہمارے زبان پر لالے کی نہیں اور یہ بارت کھلی کھلی جھوٹ ہے جو سمجھے یہ کہ ہمیشہ بگناہ کو ذرا یہ تسلی ہو کہ جب جناب مطہرہ ہی پاک دامن بر لوگوں نے نہمت لگائی تو ہماری کیا حقیقت ہے پانچویں یہ کہ ایسا مصیبت زدہ باقتلا سے حضرت عائشہ صبر جمیل کرے اور اللہ سے مدد مانگے فائدہ اس نہمت میں عبداللہ بن ابی بن سلول

بانی فدا تھا اور حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ کہ حضرت صدیق کے خالائی بہن کا بیٹا تھا اور حسنہ اخصت
 زینب بنت جحش اور سکی شریک بختی اور یحییٰ زید بن زناحہ کو بھی شریک مفسدہ کہتے بہن انھیں لوگوں کو اجنباب
 نے اتنی اتنی در سے حد قذف کے مارے بالآجہ حبیب پاکدامنی ام المؤمنین میں قرآن نازل ہوا اور حضرت
 صدیق اکبر نے پڑھا تو صدیقہ کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اب مسطح کی خبر گیری نہ کرو لگا امد صاحب
 نے اسکی سفارش فرمائی کہ سورہ نور میں ارشاد ہوا اولو الفضل مکمل والسعة ان لہ تو اود اولی القربی
 والاکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ویغفوا لہم الذنوب ان یتوبوا اللہ غفور رحیم یعنی
 قسم نکھائیں بڑائی والے تم میں اور کشائش والے اس سے کہ دین رشتہ داروں کو اور محتاجوں کو
 اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور جاہیہ معاف کریں اور در گذرین کیا تم میں جاہتے
 کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہر مہربان جب یہ آیت نازل ہوئی تو صدیق نے قسم کھائی کہ
 آپ مسطح کے تفرغ احوال میں تصور نہ کرو لگا اس مقام سے کیسی بڑی فضیلت صدیق اکبر کی تھی جبکہ اللہ نے
 بڑائی والا فرمایا پھر جو کوئی انکی بڑائی نہ مانے وہ اللہ ہی سے جھگڑے کہ اُسے کیون فضیلت دی اور
 اسی سال بدین موضع مصلح بن وقت معاویہ غزوہ مصلح سے پانی نہ ملا تب حکم تیم نازل ہوا اور کیفیت
 یوں واقع ہوئی کہ اس سفر میں پھر گام مار حضرت صدیقہ کا گم ہو گیا اور سکی تلاش میں توقف ہوا اتفاقاً وہاں
 پانی نہ تھا اور وقت نماز آگیا تو احباب ملول ہوئے اور صدیق اکبر سے شاکی ہوئے وہ حضرت صلح کے
 پاس آئے اجنباب صلح اُسوقت عائشہ کی گود میں استراحت فرماتے تھے حضرت ابو بکر نے
 عائشہ کو طعن دیا اور ناراض ہو کر غیظ میں ایک ہاتھ نیرہ دار تو نگاہ میں مارا لیکن عائشہ سد ید نے
 بلحاظ بیداری رسول اللہ جنبش نہیں فرمائی پھر اجنباب از خود بیدار ہوئے اور یہ حال سکر جناب آئی
 میں متوجہ ہوئے فی الفور حضرت جبریل کریمہ فان لم تجدوا امارا فتموا سیدنا عیسیٰ لائے کہ حضرت صلح نے
 اصحاب کو اجازت تیم فرمائی اور تمام آیت یہ جو ان کتب میں اور علی سفر او جارا احد منکم من الغائط والاسم
 انسا انکم تجدوا امارا فتموا سیدنا عیسیٰ فاسوا ابو جہم وایدیکم منہ یعنی اگر تم مجھار ہو یا سفر میں آیا یا کوئی شخص
 تم میں جاس ضرور سے لگا ہو جو رتوں سے پھر نہ پایا یا تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر مل تو اس سے منبر
 کو اور ہاتھوں کو دیاں سے شرح وقایہ میں ذکر جو چیز زمین کی جنس سے ظاہر ہو او سپر تیم درست ہی
 حسب طرح مٹی ریت پتھر سرمد ہر تال اور جو چاندی اور سونا کھان میں کھلا ہوا ہوا سپر درست نہیں
 اور جو کھلا نموشی میں ملا ہو درست ہی بالآجہ بعد اس واقعہ کے اُسید ابن حصیر نے کہا کہ یہ قائمہ جلیقہ
 برکات صدق حضرت صدیقہ سے امرت کو حاصل ہوا ہے آخر نماز تیم سے ادا کی گئی اور کرا

عقبت حضرت زینب
 بکرماتہ علیہا السلام
 کی ازادگان و غلامان
 میں بھیجیں

میں آدمی ہم آہ لیکر کہیں آئے ابوسفیان نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے بولے ہلوگ عداوت محمدؐ پر عہد و پیمان کرتے ہیں ابوسفیان نے بہت خاطر کی اور پچاس آدمیوں سے بیت الدین جاکر تم قسم ہوا اور یہ قرار دیا کہ اگر ایک بھی زندہ رہے لڑائی سے منہ نہ موڑے جب قریش سے اطمینان ہوا تو قبیلہ غطفان میں گئے اور طمع دی کہ ایک سال کے خرمے خیر میٹھو ہو چنی و سیکے اگر شریک ہو عینہ ابن حصین فرازیہ غطفان نے قبول کیا اور اپنی ہم حدود کو خطوط لکھے چنانکہ نبی اسد و فرارہ و مرقہ و اشجع سب شریک ہو گئے اور سرداری قریش کی ابوسفیان پر قرار پائی اور اسے ہی غطفان و عینہ ابن حصین پر اور مرقہ بنی فرارہ خدیفہ بن بدر پر اور ریاست نبی مرقہ حارث بن عوف بن ابی حارث مرقہ پر اور انارت بنی اشجع شمر بن ریحہ بن نویرہ بن ظریف پر قرار پائی معاکم الشریل میں ہو کہ جب یہود سے قریش کے لوگ ملے تو پوچھا اسے یہود تم لوگ اہل کتاب ہو ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ دین محمد اچھا ہے یا دین ہمارا وہ بولے تمہارا دین حق ہے اور تم حق پر ہو انہیں طاعنے کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْحَقُّ وَأُولَٰئِكَ هُمُ السَّادِقُونَ ۝

انہو اسبیلانے تو نے نہ دیکھا جنکو ملا ہو کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہیں بتوں اور شیطان کو اور کہتے ہیں کانٹہ کو یہ زیادہ پائے ہیں سلمانوں سے راہ القصد بعد قول قرار ابوسفیان چار ہزار آدمی لیکے نکلا اور معلم عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کو دیکر ہزار اونٹ اور نو سو گھوڑے ساتھ لیے اور چلا جب تھرا نظر ان میں آیا تو قبائل اسلام و بنو مرقہ و بنو کنانہ و بنو فرارہ و غطفان بھی مل گئے کہ جلد نسل ہزار کفار ہو گئے آخر یہ خبر حضرت معلم کو ہوئی تو آنحضرتؐ نے مہاجرین و انصاریوں سے شوری فرمایا سلمان فاسی نے التماس کیا کہ یا نبی اللہ ہمارے ملا دین ایسے موقع پر خندق کھودتے ہیں چنانچہ تجویز سلمان حضرت کو پسند آئی فائدہ

یہ سلمان اکابر یہود داو داو یوسف ابن یعقوب علیہ السلام سے تھے عجمی بن ابوعبد اللہ کینست ہی حضرت معلم نے یہودیوں سے مول لیکر آکر کیا تھا اور شرفاے اصحاب میں عہد و دہوے اصل اونکی مجوسیان فارس سے سختی قوم رام ہر فرست کہ اہل قوم گھوڑوں کو بونچتے ہیں اور لغوٹے اصفہان سے ہیں اور سلمان طلب دین میں اول نہایت سرگردان ہوئے کہ نصرائی ہوئے اور توریت پڑھی پھر عرب نے اونکو گرفتار کیا اور یہود کے ہاتھ بچا بعد اُسکے کسی اور نے خرید کیا پھر کسی اور نے لیا اسے طرح و نسل طلحہ کے ختمے کہ باشارہ رابہ عمور تبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یاس مدینہ میں آکر اسلام لائے اہل مدینہ

یہ جو کہ علماء یہود و نصاریٰ سے خبر بعثت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہجرت مدینہ سنکر مدینے میں آ رہے تھے ان دنوں جب حضرت مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو ایک یہود کے غلام تھی حضورؐ

میں حاضر ہوئے اور کچھ خیر پیش کی اور کہا کہ صدقہ ہو آپ نے فرمایا کہ میں صدقہ نہیں کھاتا کچھ حرام تم پر
 پھر دوسرے دن آئے اور کچھ لائے اور کہا کہ یہ میری ہی آپ نے لیلیا اور ایک دن پشت پر مجھے نہ
 نبوت دیکھی اور فوراً مسلمان ہو گئے کیونکہ یہ علامات نبی آخر الزمان کی سننی تھی آپ نے حضرت سلمان
 کو اپنی آزادی کی فکر کرو انھوں نے مالک سے اپنی آزادی کو بہ کتابت کہا اور سننے والے اس وقت نہ
 کہ ایک سو پانچ تو لہ ہوتا ہی اور وزن مرد و خند وستان سے ڈیڑھ سیر ہوتا ہی بل کتابت قرار دیا اور
 یہ شرط کی کہ تین تلو درخت خرمن کے لگا دیں جب وہ تیار ہوں تب آزاد ہوں آنجناب نے اپنے ہاتھ
 سے درخت لگائے کہ اسی سال بار آور ہوے ایک درخت حضرت عمر نے لگایا تھا وہ نہ پھلا حضرت نے لکھا
 کہ کچھ لگایا وہ بھی پھلا اور بقدر ایک بیضہ کے سونا لوٹ میں آیا تھا وہ سلمان کو دیا سلمان نے کہا کہ چالیس
 اوقیہ منو کا حضرت نے دعاے برکت فرمائی تو وزن میں پورا ہوا وہ بیوہ کو دیکر آزاد ہوے اور حدیث میں
 رہنے لگے قال ابو نعیم ہذا اذل شدید شدہ مسلمان فارسی مع رسول اللہ وہو یومئذ عمر شریف انکی
 بروایت تین سو برس کی دہر وابتے ازانی سو برس کی ہوئی اور بعض کے نزدیک حضرت عیسیٰ سے بھی
 ملاقات ہوئی والد علم اور آخر عمر میں مقصد کو پہنچے اپنے ہاتھ کے کسب سے قوت کرتے تھے اور
 جو کچھ ملتا تھا اسے صدقہ کر دیتے تھے فضائل و مناقب ان کے احادیث میں بہت ہیں چنانچہ مدارج میں بعض
 فضائل مذکور ہیں پیش ہمیں یہ مقام مدائن و فات بائی القصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 عبداللہ ابن ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ کیا اور لو او مہاجرین زید ابن حارثہ اور لو او انصار سعد ابن عبادہ کو
 فرما کر بیرون مدینہ منصف فرما ہوئے اور عبد اللہ ابن عمر و زید ابن ثابت و ابوسعید خدری و برادر ابن ماریہ
 کہ سب نوجوان پندرو پندرہ برس کے ہونگے ساتھ رکھا اور کم عمری کو واپس فرمایا کہ جمیع لشکر تین
 ہزار کا تھا اور چھتیس گھوڑے تھے بعد اسکے بنی قریظہ سے کہ ہم عہد تھے بھاؤڑے و کدال و کوکرے
 بماریت لیکے خضر خندق میں مشغول ہوے چنانچہ بعضے جانب نسرقی مدینہ میں کھودنے لگے اور بعضے
 جانب شامی میں اور دوطرفین جو بسبب استحکام عمارت کے لائق حضرت تعین او کو چھوڑ دیا اور انھیں
 انھارہ نفر میں دس دس گز خندق کا کھودنا قرار پایا اور لشکر بھاڑ کے نیچے اتر لینے کو ہر ایک پر پشت
 رنا اور خندق پیش رو اور جس وقت حضرت مسلم نے یہ تقسیم مابین مہاجرین و انصار فرمائی تو مسلمان فارسی
 میں نزاع واقع ہوئی مہاجرین کہتے کہ مسلمان ہمارے ساتھ ہیں اور انصار کہتے ہمارے ساتھ ہیں حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھ کر فرمایا مسلمان منا اہل البیت چنانچہ مسلمان فارسی رضی اللہ عنہ
 پانچ گز طول و عرض میں ہر روز خندق کھودتے تھے ایک روز قیس ابن معصود کی نظر لگی تو مسلمان ہوئے

ہو کے اگر چڑھے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگر فرمایا کہ تیس رنڈو کرے اور پانی لیکر ایک طرف پہن
جمع کرو اور اسی پانی سے سنان کو نملاؤ اور نظر آب اور نہا پشت سلیمان پر ڈال دو چنانچہ یاروں
نے ایسا ہی کیا تو سنان کو صحت ہوئی فائدہ حضرت استاد الاستاذ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا گنا ٹھیک ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب
ہوتی اور جب کوئی تم سے دھلاوے تو دعوہ دینے اگر دفعہ نظر کے واسطے کوئی ہتھتے درخواست کرے
منہ وغیرہ دعوہ دیجئے تو دعوہ دینا چاہیے کہ شاید تمہارے ہی نظر لگ گئی ہو اسکا بڑا ماننا عجب ہے اور
قول جمیل ہیں ہر کی جب نظر لگانا اور نظر کا لگنا انانابت ہو جائے تو اسکی منہ اور دونوں ہاتھ اور
دونوں سپرد اور اسکی شرم گاہ کے دھونے کو کہ ایک برتن میں اور اس بابی کو چھڑکے جب پر نظر لگی ہے
تو اسی دم اچھا ہو جائے امام مالک نے موطا میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نظر لگانے والے کو اسی طرح کے مانند کا حکم کیا ہے یعنی شرم گاہ وغیرہ دھونے کا اور روایت ہے کہ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا تو فرمایا اسکی شہد سی بین کا لایکا لگا دو
تاکہ نظر نہ لگے شفاء العلیل میں ہے کہ اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو لڑکوں کے کا لایکا لگاتے ہیں
سبے اصل بات نہیں ہے واللہ اعلم بین گفتا ہوں کہ کا لایکا لگانا لڑکوں کے واسطے دفعہ نظر کے
ترندی میں موجود ہے اور ایک عمل مجرب دفعہ نظر کا یہ ہے کہ ایک تاکا تین ہاتھ ناپے اور اس کے
پاس رکھے جو نظر زدہ کو رکھتا ہو پھر یہ غمیت پٹھے اس نظر زدہ پر پھر اسی تاکا کی کو دوسرے
مرتبہ ناپے اگر تین ہاتھ سے زیادہ ہو جائے یا کم تو معلوم کرے کہ نظر لگی ہے اور اسی عمل کو تین مرتبہ
کرے نظر دفع ہو جائیگی اور طریقہ غمیت یہ ہے بسم اللہ والاقوۃ الابلہ اللہ بار پھر سورۃ فاتحہ

تیسویں بار پڑھ کر کہے غزمت علیک ایہما العین التي فی فلان بن فلانة او فلانة بنت فلانة لہو غزمت
 و غزمت وجہ اللہ باجری بہ القلم من عند اللہ الی خیر خلق اللہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 غزمت علیک ایہما العین التي فی فلان بن فلانة بحق اشہر ایسا بر ایسا اذ و دنیا مصباح ال شدای حرم
 علیک ایہما العین التي من فلان بن فلانة بحق شمت بہت انتہت یا منقطع النہای باندی لا یقری
 علیہ ارض ولا سماء اخرجی بالنفس السود من فلان بن فلانة کما اخرج یوسف من المصیق وجعل لوسی
 فی البحر طیقہ الا فاننت برئی من اللہ تعالی و اللہ تعالی برئی منک اخرجی بالنفس السود من فلان بن فلانة
 بالغ الف فل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد اخرجی بالنفس السود یا اللہ
 لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی اعظم من نزل من القرآن ما ہو شفاء و رحمة للکونین لانا نزلنا القرآن علیک

اگر تیرے خاشعاً سجدہ عام سے خشتہ الہدایہ خیر حافظ اور محمد ارحم الراحمین حبیب اللہ و نعم الوکیل و لاجل و لا قوۃ الا باللہ
 العلی العظیم و علی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ وسلم کتاب الحروف نے اس سے بار بار تجربہ کیا ہے حدیث
 صحیح میں وارد ہے کہ اصحاب رسول اللہ صبح کے وقت حالت سر دی و کر سنگی میں خندق کھودتے تھے
 چنانچہ رسول اللہ نے اونکا حال معائنہ فرما کر فرمایا اللہم العیش عیش الاخرۃ فاخفہ الانصار و المهاجرۃ
 نے جواب دیا نحن الذین بالیوم اجمعاً علی الجہاد ما بقینا ابداً و اداہ النجاری عن انس رضی اللہ عنہ اور عمر و ابن عوف
 سے روایت ہے کہ ہم اور سلمان و خذیفہ و لغمان اور چٹھہ نفر اور چالیس گز خندق کھودتے ہیں شریک
 تھے کہ دفعۃً ایک پتھر ایسا سخت نکلا کہ پھاؤڑے و کد ایوان ٹوٹنے لگیں تب جیسے سلمان سے کہا کہ
 تم حضرت سے کہو اؤسنے عرض کیا کہ آنجناب تشریف لائے اور کدال یا تھدین لیکے اوس پتھر کو توڑا
 تو ایسی روشنی ہوئی کہ مدینہ میں پھیل گئی گویا چراغ تھا اندھیرے میں اور حضرت نے تکبیر کی اور
 مسلمانوں نے بھی تکبیر کی پھر تیسرے ضربہ میں بھی ایسا ہی ہوا بعد اُس کے حضرت نے سلمان کا ہاتھ پکڑا
 اور تشریف لیچے سلمان نے کہا یا نبی اللہ بائی انت و امی میں نے عجیب معاملہ دیکھا کہ ہرگز نہ دیکھا تھا
 حضرت نے اور دن سے فرمایا تھے بھی دیکھا ہے کہا یا رسول اللہ نعم فرمایا اول چک میں تصور جبرہ
 و دہان کسری نظر تیسے جبریل نے کھاتھاری امت کو لینے کے دوسری بار تصور راض روم نظر پڑے
 جبریل نے کھایہ بھی لینے کے تیسری بار میں تصور بن دیکھ پڑے جبریل نے کہا یہ بھی امت تمھاری
 پاویگی سو تم خوش ہو مسلمانوں نے کہا الحمد للہ مودہ صدق و وعدنا النبی بعد المعصیہ سنکر منافقوں
 نے کہا کیا خوب شرب سے تصور جبرہ نظر آئے اور تم خندق کھودتے ہو دیکھیں کس طرح فتح کر دے گی یہ
 تو محمد کی دم بازی ہے عرض یہ تھی کہ محمد صلعم کہتے ہیں کہ دین اسلام مشرق سے مغرب تک پھیلے گا
 دیکھیں کیسے پھیلتا ہے یہاں رفع ضرورت کو بھی نکل نہیں سکتی ہو انہیں کے حق میں سورۃ احزاب میں
 فرماتے ہیں واذ بقول المنافقون و الذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ و رسولہ الا غروراً یعنی جب کچھ لگے
 منافق اور جنگی دونوں میں روگ ہو جو وعدہ دیا تھا مگر اللہ و رسول نے سب فریب تھا فائدہ طوعاً و شراً
 کا جو بھی ہوا انہی ملک میں تو آپ کی حیات میں قبضے میں آگیا مگر بسبب ارتداد و مرتدین و دعویٰ نبوت ہر
 عیسیٰ کذاب اوس میں خلل ہو گیا تھا کہ حضرت ابوبکر کے عہد میں دفع ہوا اور ملک شام و فارس میں فساد
 محمد خلیفہ اول میں شروع ہو گیا تھا اور کچھ اہل اسلام کے قبضہ میں آگیا تھا حضرت عمر ابن خطاب
 رضی اللہ عنہ کے خلافت میں تمام ملک میں دشام و فارس قبضہ اسلام میں آیا اور علامہ نبوی کے قول
 پر کہ یرحمہ تل اللہ الخ اس قصہ میں الی آخر الا یہ سورۃ آل عمران میں نازل ہوئی ہے لیکن لو کہہ با اللہ

مالک سلطنت کے تو سلطنت دے جسکو چاہے اور سلطنت چھین لے جس سے چاہے اور عزت دے جسکو چاہے اور ذلیل کرے جسکو چاہے تیسرے ہاتھ پر سب غوی ہر بیشک تو ہر چیز پر قادر و قوی ہے رات کو دن میں اور قے آئے دن کو رات میں اور تو نگالے جتنا مرے سے اور تو نگالے مردہ میت سے اور تو رزق دے جسکو چاہے بے شمار فائدہ مسلمانوں کو اسمیں تینہ کی گئی ہو کہ ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں کہیں نہ کیجیو کہ یہ بہت بد بات ہو سو دھی ہی پانتے تھے کہ جو اول ہم میں بزرگی تھی وہ ہمیشہ رہیگی اور ساقی نامعلوم ظاہر حال دیکھ کر بولے تھے کہ پیغمبر کی امت کو کمان سے ایسا زور ہو جائیگا جو روم و شام فتح کر سینگے اور دین الکا مشرق سے مغرب تک ہر طرح پھیلے گا اور اللہ کی قدرت سے غافل تھے یہ نہیں سمجھتے کہ وہ قادر ہو جسکو چاہے عزیز کرے اور سلطنت دے اور جس سے چاہے چھین لے اور ذلیل کرے اور چاہے جاہلون سے کامل پیدا کرے اور کاملون سے جاہل اور جسکو دیا چاہے رزق بے حساب دے روایت ہو کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوشک مدائن کی صفت بیان فرمائی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا و اللہ یحیی صفت ہو صدقت یا رسول اللہ پھر فرمایا کہ یہ ان تک میری امت کا عمل ہوگا اور خزانہ کسٹھا اور قیصر راہ خدا میں صرف کرینگے سلمان فرماتے ہیں کہ وہ الدین نے سب کا غمور پایا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا انقصہ مسلمانوں نے چند روز میں خندق کھودنے سے فراغت حاصل کی اور اہل و عیال حصاروں میں در آئے تب کفار دنگوں نے قریش مع اپنے توابع کے جانب اُحد اکرتے اور لشکر طفریکہ اسلام جانب سلع اور دونوں کے چچ بین خندق حامل تھے لہذا اسکے ابوسفیان نے جی ابن اخطب سردار بنی نضیر کو کعب ابن اسد افسر سودی قرظیفہ کے پاس بھیجا اور بنی قرظیفہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد پیمان ہو گیا تھا کہ جب تک تم نقص عمد نہ کرو گے ہم تم سے کچھ تعرض نہ کریں گے سو نقص عمد کرانگے ارادے پر جی ابن اخطب کو کعب کے پاس گیا دروازہ قلعہ کا بند پایا اس دشمن حق نے پکارا دربان نے کعب کو اطلاع کی اسنے کہا کہ یہ شوم بو الفضول غابر نقص عمد رسول مقبول آیا ہوگا کچھ جواب دینا ضرور نہیں ہی جب جواب نہ ملا تو اسنے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ اے کعب میں جی ابن اخطب ہوں دروازہ کھولو اوسے کعب نے جواب دیا کہ تو نے بنی نضیر کو ہلاک کیا اب چاہتا ہو کہ اپنی شامت ہم پر ڈالے ہم تو کعبوں محمد سے نقص عمد نہ کریں گے جی نے کہا اے کعب میں عزت دلائی لایا ہوں کہ سب اشتراک تشریف و کثافت و غطفان حاضر ہوئے ہیں اور سب عہد پیمان کر چکے ہیں کہ جب تک اس عہد ال محمد اور اصحاب محمد نہ کریں ہرگز نہ پھر بنی کعب نے کہا کہ تو عزت نہیں لایا ہو بلکہ ذلت لایا ہو بلٹ جانتے ہو کہ یہ عہد

تھے نہیں ہی اور تیرے قول پر ہرگز عمل نہ کرو لگا جب ابن اخطب نے یہ حال سنا تو فریب سے کہنے لگا کہ تو لینا فنت ملی خوف سے دروازہ بند کر لیا ہوا ہے کعبہ تو نے بخل کب سے اختیار کیا تب تو کعب کو بڑا لگانا چا کر کعب نے دروازہ کھل دیا ابن اخطب نے جا کر ایسا باغ سبز دکھلایا کہ کعب ابن اسد فریب میں آگیا اور بولا کہ اگر محمد نہ مارے گئے اور قریش میں غیو اپنے اپنے گھر چلے گئے تو ہم گرفتار ہو جائیں گے اوسنے کھا کہ اگر ایسا ہو گا تو میں تیرا شریک رہوں لگا تب تو کعب نے محمد نامہ رسول اللہ ﷺ طلب کر کے چاک کر ڈالا ابن اخطب خاطر جمع کر کے لشکر میں داخل ہوا اور قصہ نقص عہد افسر بنی قریظہ بیان کیا اور کعب نے رئیس بن قریظہ کو اطلاع کی زیر بن باطا اور نیا شش ابن قیس اور عقبہ ابن زید وغیرہ رئیسوں نے ملامت شدید کی بعد اُسکے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت نے زیر کو بنا بر تفتیش حال بھیجا اسخون نے اگر عرض کیا کہ بیشک بنی قریظہ اپنے قطع صاف کرتے ہیں اور مولیٰ شی جمع کرتے جاتے ہیں یہ حال سن کر حضرت نے سعد بن معاذ سردار اوس اور سعد ابن عبادہ سید انحرار کو روانہ فرمایا کہ تم جا کر سمجھاؤ اور اسکی ساتھ عبد اللہ ابن رواحہ اور خوات ابن جبر کو بھی کو دیا اور بعض روایات میں اسعد ابن حصیر کا بھی ہمراہ جانا ان حضرات کے ساتھ پایا جاتا ہے غرض ان لوگوں نے کعب ابن اسد سے ملاقات کر کے جو مراتب سمجھانے کے تھے ادا کئے پر کچھ بھی اثر نہ ہوا چار سب اصحاب پلٹ آئے اور حضرت صلعم سے حال بیان کیا تو حضرت نے فرمایا حسنا اللہ و نعم الوکیل اور تکبیر کہی مسلمانوں نے متابعت کی پس خبر نقص عہد بنی قریظہ پہنچا ہوئی اور غار بن اسلام سوچ میں تھے کہ یکایک لشکر کفار نگونسار بنودار ہوا یعنی نبی اللہ ﷺ و ذرہ و بیہودہ پیشہ کے شرعی طرف سے کہ اونچی ہے اور قریش نہ کمانہ طرف غری سے جو نیچی ہے اُنکے انکی کثرت و شوکت باضالالت سے بعضوں کے تیور بد تھے اور دل دھڑکنے لگے مسلمانوں نے سمجھا کہ ابکی مرتبہ نہ پھینکیے اور منافق کہنے لگی کہ محمد تو کہتے تھے کہ خزانے کسری و قیصر کے تصرف کر سینگے یمن پیشاب اور جاب ضرور کو بھی نکلنا دشوار ہو اور اسی اثنا میں اوس ابن قنقلی کہ ایک شخص قوم بنی حارثہ کا تھامع اپنے توابع کے کہنے لگا کہ سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے اب ٹھکانہ رہنے کا کمان ہو ہم نو جاتے ہیں اور بعض مسلمانوں نے یہ بہانہ کیا کہ ہمارا حملہ غالی ہو ہوگا اجازت ہو تو ہم جان کو ہمارے گھر کھینچے ہیں حالانکہ یہ بات محض جھوٹ تھی کیونکہ جب حضرت صلعم لشکر کے ساتھ مدینہ باہر تشریف لائے ہیں تب مضبوط حلیوں میں ان کے بند کر کے سب کے زلے کر گئے تھے انہیں لوگوں کے حال سے اللہ صاحب سورہ انحراب میں خبر دیتے ہیں واذ ان

طاقت یا اہل قریب لاقام کم فارجوا ویساذن فریق منہم البقی لکون ان بیوتنا حورۃ وما ہی جودہ
ان یریدون الا فرار انینی جب کہنے لگے ایک لوگ اویس سے اور شریب والو یعنی مدینے والو کو مکہ کا
نہیں سو بھر چلو اور رخصت مانگنے لگے ایک لوگ اویس نبی سے کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پرچین
اور وہ کھلے نہیں پڑے غرض اور نہین مگر بھاگنا فائدہ اند صاحب نے اس حالت میں
لوگوں کو خوب جانچ لیا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو منافق اور سلمان میں فرق بتلادیا قصہ
جو لوگ خراب ہونے کو تھے چلی گئے اور جنکو اللہ نے ایمان کا فروہ دیا تھا رہ گئے اور کافروں نے خندق کھیر
لی مگر دراندین تیر تھے بیٹل دن یا چوبیسٹل یا ستائیس دن یا ایک مہینے علی اختلاف الاقوال کھیر
رہے کہ اہل اسلام پر ہنگی ہو لی کان دنوں میں ایک روز نبی کریم نے مدینے پر بخون مارنے کا ارادہ کیا اور
قریش سے اعانت چاہی یہ خبر حضرت مسلم کو پہونچی تو حضرت نے سلمہ ابن اسلم کو دو سو آدمی
سے اور زید ابن حارثہ کو تین سو آدمی سے بنا بر حراست مدینہ طیبہ روانہ فرمایا اور ایام محرم سے
میں عباد ابن بشر عارس خیمہ رسول مقبول تھے اور اہل شرک بہ تصد خیمہ مبارک آتے تھے اور اصحاب
بامغایہ و پیچر سے آنکھوں کو دیکھتے اور اس طرح سینہ سپر ہو جاتے کہ ہرگز خندق سے گزرنے نہ دیتے تھے
اور ان دنوں میں کبھوں کبھوں خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض مواضع خندق پر حراست
کرتے تھے اور اس غزوہ میں شمار مہاجرین یا خیر اللہ اور شعار انصار ہم لانیفرون تھا حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمے میں تھے آدھی رات کے وقت
ایک شور عظیم برپا ہوا اور کہنے والا کہتا تھا یا خیر اللہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ سے باہر تشریف
لائے اور پوچھا کیا شور ہے عباد ابن بشر نے کھایہ آواز مردان و دکانی ہی آج شاید اوسکی فوت ہو
لہذا حضرت مسلم نے عباد کو خبر لینے کو بھیجا وہ خبر لائے کہ مردان و دکانی جماعہ مشرکین کے ساتھ
ایا ہی اور تیر و پیچر سے ڈر رہا ہے حضرت مسلم ملے ہوئے اور سوار ہو کر تشریف لیگئے اور خوش خوش
واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ نے مشرکوں کو فتنہ کیا کہ زخمی ہو کر پلٹ گئے پھر حضرت
مسلم سو رہے اور میں نے آواز تنفس سنی دفعۃً پھر شور ہوا کہ حضرت چوٹے اور ماہر گئے اور
عباد ابن بشر کو بھیجا عباد نے لوٹ کے عرض کیا کہ اب ضرار ابن خطاب باجماعہ مشرکین آیا ہے
اور سلمانوں سے لڑتا ہے چنانکہ حضرت مسلم ملے ہو کر کافروں کی جانب پھر تشریف
لیگئے اور کافروں کو مار کے ہٹا آئے اس مرتبہ بھی ہو گئی جب تشریف لائے تو فرمایا کہ بیعت
کافر زخمی ہو سکے بھاگے بالکلہ بسبب تکلیف محرم سے کہ حضرت مسلم نے یہ مصلحت دیکھی کہ ایک تھالی

اٹھارہ دینے کے غطفان اور فرارزہ کو غایت کرین تو شاید یہ لوگ لوٹ جائیں اور قریش اکیلے رہ جائیں لہذا ایک آدمی کی معرفت عیینہ ابن حصین فراری اور حارث ابن عوف غطفانی کو کھلا بھیجا آنکھوں نے کہا کہ اگر نصف اٹھارہ دینہ غایت کرین تو ہم لوٹ جائیں حضرت مسلم نے قبول نہ کیا آخر نکتہ ہی پر راضی ہوئے اور کئی ذلیل انبی لیکے آئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کے صلح نامہ لکھوایا اور ارادہ کیا کہ بعض اصحاب کی گواہی کرادیں اس عرصہ میں اسید ابن حصیر گئے اور عیینہ ابن حصین اپنے پیر بھلائے مجلس رسول میں بیٹھا تھا اسید رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے پیر سے ملے و املا اگر مجلس رسول اللہ کی حرمت نہ تو تیرے پیر کاٹ ہی ڈالتا اور حضرت سے ملتے ہوئے کہ یا رسول اللہ ایسی صلح کے واسطے اگر اللہ کا حکم یا آپ کی مرضی ہے تو ہم مطیع و فرمان بردار ہیں ورنہ واللہ سوائے شمشیر کے اور کچھ ہم انکو نہیں دینگے کس دن انکو یہ گردہ ہوا تھا کہ ہم سے ایک ٹکڑا خرچے کا لین حضرت مسلم نے جواب نہ دیا بلکہ آسکے سعد بن معاذ و سعد بن عبادہ شریف لائے آئے حضرت مسلم نے صلح پوچھی انکی بھی مرضی نہ ہوئی بلکہ آنکھوں نے وہ ہی تقریر کی جو اسید رضی اللہ عنہ نے کی تھی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صرف تمھارے واسطے یہ تدبیر کرتا ہوں کیونکہ عرب کے لوگ تم پر بکثرت چڑھ آئے ہیں یہاں تک کہ ایک مکان سے تیر مار تے ہیں سو میں چاہتا ہوں کہ بعض لوگوں کی استر ضا سے تقریر بچائے اس حال میں سعد بن معاذ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے صلح نامہ لیلیا القاسس کیا کہ یا رسول اللہ ان لوگوں نے ایام جاہلیت میں کبھوں ایک ہزنے کی بھی ہم سے طمع نہیں رکھی مگر بشری یا قمری اور اب تو اللہ صاحب نے آپ کے سبب سے ہکو تقویت و جلالت و عزت و شرافت اسلامیہ عطا فرمائی ہو واللہ ہم تو ایک خرچہ بھی نہ دینگے چہ جائے نکتہ اٹھارہ دینہ بلکہ اب تو سوائے شمشیر و سیف ہم سے کچھ بھی نہ پاسینگے حتیٰ حکیم الدینینا و ہمیں تب تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے ہاتھ سے وہ صلح نامہ حاکم کرادیا اور عتیہ و حارث بن نبیل مرام و اس ہوئے اس عرصہ میں ایک دن بعض پہلوان و دلاور کفار نگوان راضل عمر و ابن عبدود و زوفل ابن عتبہ و ضرار بن خطاب و ہبہ و ابن الی و ہب و عکر مہاسن الی جبل وغیرہم کہ اوغین مرد اس نامی ایک شخص نبی حارث کا بھی تھا ایک طرف سے خندق میں درائے اور ابو سفیان و خالد بن ولید دوسرے خندق کے مقابل عرب صف جنگ آراستہ کر کے کھڑے ہوئے سو عمر و ابن عبدود نے کہ مشاہیر بہادر ہیں میں تھا اور ہزار آدمی کے برابر قوت و شجاعت میں شمار کیا جاتا تھا روایت ہے ایک مرتبہ قافلہ

قریش پر کہ تجارت کو کیا تھا اتفاق آپ سے کہتے ہیں کہ پچاس نفر تھے اور عمرو بن عبدود نے سنا
 اس کے مقابل ہو کے حملہ کیا سب بھاگے جب جنگ بدر سے زخمی ہو کر بھاگ گیا تھا تو اس نے عہد کیا تھا
 کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام نہ لے لوں گا تیل سر میں نہ ڈالوں گا سو اس نے بار بار اپنے
 مقابل میں طلب کیا سب لوگ خاموش ہو رہے مگر امیر المؤمنین امام الاشجعین علی مرتضیٰ شہر خدا
 کرم اللہ وجہہ نے لشکر سے نکل کر فرمایا کہ یا رسول اللہ مجھ کو ارشاد ہو تو میں اس کافر سے لڑوں حضرت
 مسلم نے جواب نہ دیا پھر عمرو نے مبارک لگا علی مرتضیٰ نے پھر یہی اجازت چاہی لیکن حضرت نے
 جواب نہ دیا تیسرے بار عمرو نے یوں آواز دی کہ اے مسلمانو! کیا تم لوگوں میں کوئی بھی اس لائن
 نہیں ہے جو میرے سامنے ہو تب حضرت اسد اللہ نے کہا یا رسول اللہ بیشک مجھ کو اجازت دیجئے
 کہ میں اس گستاخ بے صدف کے مقابلہ پر جاؤں تب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ
 کو ذوالفقار اپنی بخشی اور زہ مبارک اپنی پہنائی اور اپنی پگڑی سر سے بندھوائی اور فرمایا اللہم
 اعنہ علیہ اور یہ بھی فرمایا کہ یا آئی عبیدہ ابن حارث کو تو نے جنگ بدر میں لیا اور حمزہ ابن عبد
 کو غزوہ بدر میں یہ علی مرتضیٰ میرا بھائی چچا کا بیٹا ہے فلا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین بعد اسکے نصرت
 کیا کہ علی مرتضیٰ پیادہ یا ماہیبت و جلال عمرو ابن دوسے مقابل ہوئے وہ مردود و گھوڑے پر سوار تھا
 سوا دل حضرت علی مرتضیٰ نے اس کو دعوت اسلام فرمائی اس نے قبول نہ کی پھر کہا اے عمرو
 تو بہت جاؤ اس نے یہ بھی قبول نہ کیا اور کہہ کر قریش کی عورتیں مجھ کو ہینگی اور کھینگی جیسا کیا ویسا ہی
 روٹ آیا تب حضرت امیر نے فرمایا اگر نہیں پھرتا تو مقابلہ پر آمادہ ہو یہ بات سن کر عمر دہنسا اور
 کہنے لگا اے علی نوجوان لڑکے ہو میں تم پر کیا نامہ ڈالوں مجھ کو تھے یہ گمان نہ تھا کہ تو نہ تھارے
 باپ سے اور مجھ سے کمال محبت تھی اے علی میں نہیں چاہتا کہ تمہارا خون کروں اور تم کو بہادروں
 کے مقابلہ کی طاقت نہیں دیکھتا حضرت امام الاشجعین نے فرمایا کہ اے عمرو ابن دین چاہتا ہوں
 کہ تم کو قتل کر کے اللہ کو راضی کروں سو وہ کافر کھلا ہو گیا اور غصے کے مارے گھوڑے سے اتر کر
 ایک آواز ماری اور تلوار میان سے لیکر ایک دار اسد اللہ الغالب پر کیا کہ حضرت نے سر پر کا
 کہ سپر کاٹ کے ہلکا سا زخم مبارک پر پہنچا جب اسکے جانب سے تقدیم ہوئی تو خباب
 علی مرتضیٰ حیدر کرار نے بھی ایک دار ذوالفقار کا کیا کہ اس کافر نابکار کا زمین پر گر حضرت
 امیر نے اللہ اکبر کہا یہ حال دیکھ کر ضررہ عکرمہ و ہبیرہ و نوفل و ثورے مگر ضررہ حضرت امیر کو دیکھتے
 ہی بھاگا اور ہبیرہ و ثورہ مقابل ہو کر ہلکا سا زخم کھا کر مع عکرمہ چل دیا اور نوفل و ثورہ ہی سے حضرت

کو دیکھ کر سہکا تھا لیکن گھوڑے نے خندق میں گر دیا مسلمانوں نے فرصت پا کر پیچھے واپس ماریاں
مال بین نو نفل کتون کی طرح چلاتا اور کہتا تھا کہ اسے مومنوں کوئی اچھی مار سے مارو ہر چند کہ سنگسار
کتون کے مناسب حال تھی لیکن اسکی درخواست کے موافق جناب امیر نے ایک تلوار اسکی کمر میں
ماری کہ آتش غوغا آب شمشیر سے بجھ گئی ابو سفیان اس حال کو دیکھ کر گھبرا یا اور کافروں نے سردار کی
سراسیمگی سے فکارتے فرار کئے نجاوے اور موضع عقیق میں منزل کی اور عسکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی
واضح ہو کہ اس لڑائی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مجروح ہوئے ہیں حال اُسکایہ ہو کہ جب فرار
وغیرہ نے حضرت علی مرتضیٰ پر حملہ کیا تو شک اسلام سے زبیر ابن العوام و عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما
علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مدد کو نکلے کہ انکے پونچے پونچے حضرت شیر خدا فتیاب ہو چکے تھے اور ضرار بھاگ
جاتا تھا حضرت عمر اوسپر پلکے تو ضرار دھوکھا دیدر نہار خواہوں کی صورت بنا کر انکی طرف پلٹا
اور نزدیک اگر حضرت عمر کے ایک نیزہ مارا حضرت عمر مجروح ہوئے رد آیت ہی کہ موضع عقیق سے
مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس درخواست بھیجی کہ لاش عمر و ابن ود اور نو نفل کی
اگر بیچنا منظور ہو تو ہم لوگ قیمت دیتے کو حاضر ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے جسم ناپاک
کی قیمت درکار نہیں یوں ہی اٹھو اور ی جائیں سودہ لوگ دونوں لاشیں لینگے فائدہ اس فسخ کا
سارا سبب ظاہری یہ تھا کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے خدا کی فضل سے عمر و ابن ود کو مارا جس سے
کفار کی کٹر ٹوٹی اور اسی لڑائی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہو مبارزۃ علی ابن خطاب
یوم الخندق افضل من اعمال امتی الیوم القیامۃ یعنی غزوہ خندق میں علی کی بہادری و شجاعت
تمام امت کے اعمال سے بہتر ہے یعنی جمیع امت کے اعمال شجاعت و مردانگی سے جو غزوات فی سبیل اللہ
میں قیامت تک اُسے وقوع میں آویں گے اونسے علی کی بہادری جو بروز خندق ہوئی جو افضل ہو
بالجملہ اوس دن کو کفار بھاگے مگر دوسرے دن پھر سب قبائل جمع ہو کر آئے اور خندق سے چٹ گئے کہ رات
تک مقابلہ رہا اور نماز عصر و مغرب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی قوت ہوئی جب قتال سے
فرارغت ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں نمازین باذان و اقامت و جماعت فضا و افراہین
کہانی روضۃ الاحباب معراج تجاری میں ہے کہ جب نمازین قضا ہوئیں تو حضرت مسلم نے کافروں کے واسطے
برد دعا کی طأ اللہ بیوہ تم و قبس و رحم نازکما شغلونا عن صلوۃ الوسطی حتی غابت الشمس یعنی پھر کے اللہ
اونکے گھروں اور قبروں میں آگ جیسا بازار کھلا ٹھون نے ہلکا نماز عصر سے یہاں تک کہ آفتاب غروب
ہوا حضرت شیخ عبدالحق شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ تروہ جنگ اور تیر اندازی میں چار نمازین فوت

ہوئے کہ اونین نماز عصر بھی تھی سو حضرت نے بنا بر بیان زیادتی تفصیلت عصر کے یوں ارشاد کیا اور عطا
 دنیا کا قدرت کی دعا کی پوشیدہ ذریعہ کہ اس مقام پر حضرت نے کافرون کے حق میں دعاے بد فرمائی
 اور جنگ احد میں کیسی کیسی تکلیفیں کافرون سے وجود مبارک کو پہنچیں پھر حضرت نے دعاے بد
 فرمائی تو سب یہ سمجھا کہ اس مقام پر حق اللہ کا فوت ہوا تھا اور وہ ان اپنے نفس کا حق فوت ہو گیا
 سو حضرت نے نہ چاہا کہ اپنے نفس کے واسطے کافرون کے حق میں دعاے بد فرماوین فائدہ اس
 حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ وسطیٰ صلوٰۃ العصر اور یہی قول اکثر علماء و صحابہ و تابعین اور ابوہنیفہ
 و احمد رضی اللہ عنہم کا ہے اور یاد رہی کہ ائمہ شافعیہ سے بن فرماتے ہیں کہ مذہب شافعی بھی یہی فائدہ ملو
 فائدہ میں اختلاف ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مسلم نے روایت کی ہے مفہوم ہوتا ہے کہ کوئی نماز
 فوت نہیں ہوئی صرف نماز عصر تبخیر ادا ہوئی اور حدیث عمر ابن خطاب رضی اللہ علیہ سے جو بخاری نے
 روایت کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نماز عصر کی فوت ہوئی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد غروب
 شمس قبل ادا صلوٰۃ المغرب ادا فرمائی اور موطا سے دریافت ہوتا ہے کہ نماز ظہر و عصر دونوں فوت
 ہوئیں اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ چار نمازیں فوت ہوئیں چنانچہ انام نو دی رحمۃ اللہ علیہ نے
 لکھا ہے کہ بطرح صحیح روایات جمع ہیں الزاویات یوں ہر سکتا ہے کہ ایام متعددہ میں ہر ایک ان نمازوں کے
 ضرورتاً یا نیا فوت ہوئی ہوگی جسے جیسا دیکھا روایت کیا اور اس وقت تک نماز خوف شروع
 نہ ہوئی تھی اور بسبب شغل لڑائی کے فرصت بھی نہ تھی بالجلہ اکی بار کافر لوگ تو خندق سے چٹے تھے اور جانے تھے
 کہ ہم غالب آئے مگر عنایت الہی کی یہ اعانت پہنچی کہ رات ہی کو اللہ جل شانہ نے ہمارے مشرقی
 نہایت تیر و تندرستی کافرون کے خیمے گر پڑے اور گھوڑے چھوٹ گئے اور آگ بجھ گئی کہ کسی شخص
 کو روٹی نصیب نہ ہوئی اور ایسا رعب غالب ہو گیا کہ تمام لشکر کافرون کا ہرباد ہو کر بھاگا ابن عباس
 رضی اللہ عنہ سے بخاری میں روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا نصرت بالصبا والہکلت عاد بالہو
 مقام التمر بلکہ کسی رات میں تکبیر ملا لگاتنی بلند ہوئی کہ ہر سردار قبیلہ مارے خوف کے پکارتا تھا کہ ای
 بنی فلان ہمارے پاس آؤ اور اسی ہوا کا ذکر اللہ صاحب سورۃ انحراب میں فرماتے ہیں یا ایہا الذین آمنوا
 اذکر وانتم اللہ علیکم اذ جاءکم جنود فارس لما علیہم رجاء و جنود اہل تروحا و کان اللہ بالظالمین
 بصیر ایسے ای ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب آئین تم پر فوجیں پھر رہے تھے بھی ان
 ہوا اور وہ فوجیں کہ نہیں دیکھتے تم انکو اور یہی اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا روایت ہے کہ اس غزوہ میں
 فرشتے اللہ کے لڑے نہیں صرف واسطے تربیب کے آئے تھے مذہب ابن النعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ یہ رات نہایت سرد تھی اور اب بھی تھا اور میں چلی ہوا تو بڑی تکلیف ہوئی اسی حال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص آج کی رات کافروں کی خبر لاوے اسکو اللہ صاحب قیامت کے دن ابراہیم خلیل اللہ کی رفاقت میں رکھے گا کوئی شخص نہ اٹھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی آج کافروں کی خبر لاوے اسکو اللہ بزرگ و خیر میرا رفیق کرے تو بھی کوئی شخص نہ اٹھا اور بسبب شدت سردی کے خبیث شہ کی آخر کار مجھ کو طلب فرمایا تو میں حاضر ہوا اور بسبب سردی کے کانپ رہا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے میرا کلام نہ سنا میں نے عرض کیا کہ سنا تو تھا مگر جاڑے کی شدت سے اور مجھ کو کی بیماری اور مدت سے قدرت جواب نہ پاتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اپنا میرے منہ اور سر پر ملا اور فرمایا کہ قبیلہ قریش میں جا اور دیکھ تو وہ لوگ کیا کر رہے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ جب تک میرے پاس پھر کر نہ آوے کسی سے کلام سخت نہ کرنا اور کچھ دست برد نہ کرنا حاذقہ کہتے ہیں کہ حضرت کے دست مبارک کی برکت سے میرا رزہ جاتا رہا اور بہت بند بھی چلتے وقت میں نے مسکرا کے حضرت سے عرض کیا کہ ایسا ہنوشد کہ لوگ مجھے گرفتار کر لیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاطر جمع رکھہ تو گرفتار نہ ہو گا بلکہ اس کے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یون دعا فرمائی کہ اللہم ا حفظ من یمن ید یہ ومن خلفہ وعن یمنینہ وعن شمالہ من فوقہ ومن تحتہ یہ دعا حضرت نے واسطے رفع میرے خوف کے فرمائی تھی سو بالکل خوف جاتا رہا اور میں مسلح ہو کر خندق سے نکلا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حمام میں چلا جاتا ہوں اور سردی کا نام بھی نہ سنتا یہاں تک کہ لشکر قریش میں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ شدت ہوا سے غیٹے گرے پڑے ہیں اور گاہ مجھ کو بھی دھمکے ہوئے ہیں اور پھر پڑی ہیں اور پھر تھوڑے جاتے ہیں اور گھوڑے چھوٹے پھرتے ہیں غرض میں پریشانی تھی کہ بیان سے باہر اور ابوسفیان کا یہ حال تھا کہ خیمہ سے باہر کھڑا ہوا اگ سے پاتا تھا سو میں نے اپنا تیرکان سے جوڑا تاکہ ابوسفیان کو ماروں جو مارتا تو اسکا کام تمام ہو جاتا مگر ارشاد حضرت یاد آیا کہ لا تحذثن شیئاً حتی ترجع الی سوی میں نے اپنا تر کر کش میں رکھ لیا اور ایک شخص کے پہلو میں بیٹھ گیا یکایک ابوسفیان پکارنے لگا کہ ہوا کی شدت ہو اور بس اجباب لشکر یہ باد ہو جاتا ہو چاہیے کہ سب لوگ اپنے اپنے خیموں کا ماتھے پکڑ لیں سو میں نے عبادت کر کے اپنے مجلس کا ماتھے پکڑا اور یو چھا تو کون ہو اسنے کہا سبحان اللہ میں فلان ابن فلان نہیں ہوں تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ شخص قبیلہ ہوازن سے ہے بعد اسکے ابوسفیان بولا کہ یہ معاملہ بیٹھ ہی اول نبی قرطیہ نے اختلاف کیا دوسرے یہ آفت پڑی ہے کہ دیکھتے ہو سو میان سے نکل جانا تب ہی پھر سب لشکر نے کوچ کیا میں چلا آیا اور وقت ابوسفیان اپنے اونٹ پر سوار ہوا وہ بندھا تھا اسنے حرکت نہ کی حالانکہ تین مرتبہ اسنے مارا اور جب غصہ

ترشح کے بعد گئے کا احوال سنا تو وہ بھی اپنے گھر کو بھاگ گئے حضرت علی علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہو کر انہیں سچے جھوٹے
 ہونے تو میں نے بشارت دی کہ حضرت علی علیہ السلام ہر شے سے نور و دان مبارک چلے گئے کہ انی لعالم فیہ نہ فرماتی میں نے کہ اس وقت
 تک تو میں نے ایسا ہی کہہ تھا مگر اسکے بعد کچھ کچھ سہوی مجھے معلوم ہوئی ایک حضرت نے مجھے اپنے پاس لٹایا اور اپنی جگہ مبارک کا
 ایک گوشہ اور چلوایا اور بے مبارک میرے سینہ پر رکھا کہ مجھے ایسا آرام ہو کہ میں صبح تک سوتا رہا تاکہ اس کے وقت حضرت نے
 یہ فرما کر چلایا کہ تم جاؤ لیکن دربارن اسحاق فرماتے ہیں کہ قریش کے لشکر کو نہ کاٹنا نہ مدینہ منورہ سے اسطرح نہ ہوا کہ انہیں نہ سودا و تجارت
 غلطان نہ یہیم بنی قریظہ ایمان لے اور حضرت کے حضور میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! ایک کوئی آدمی میرے ایمان لانے سے ہرج
 رکھتا ہے جو میں چاہوں کہ کشتا ہوں سو آپ جو کچھ ارشاد کریں یا لاؤں حضرت نے فرمایا کہ ان کا فہرہ میں کسی علم سے تو دور انہیں
 انہم نے کہا مجھے فہرہ نہیں ہے کہ جو میں چاہوں کہ کشتا ہوں حضرت نے اجازت دی اور فرمایا اللہ عزوجل نے انہیں فرمایا کہ جو میں چاہوں کہ کشتا ہوں
 تو اب جو ان غدارینہ خلاف ہمدردانہ تمن سے اور کافر سے بھی جائز نہیں ہو لیکن اول بنی قریظہ کے پاس گیا اور کہا کہ مجھ کو تم دوست مانتے ہو یا دشمن
 ہم تو دوست منعمو ارجاستے ہیں نہیں کہ کیا قریش غلطان رسول اللہ کے مقابلہ کو آئے ہیں یا تم ان کے مدینہ ہو یا انہوں کو کہہ لو کہ تاہم جو کہیں بنی قریظہ
 اگر تم ہر دو ہر دو قریظہ نے کہا کچھ صلاح کیا کہ تم نے کہا جب تک قریش کے لوگ اپنی اشراف قریش کو اول بنی قریظہ کے اہل امانت کو نہ لوگ اپنے لوگوں کے سبب امانت
 امانت کریں گے نہیں تو تم کو چھپ کر چل کر رہے ہونگے بنی قریظہ نے یہ صلاح پسند کر لی فائدہ اول سے کہتے ہیں کہ کسی سردار کی اولاد
 یا قریب کو کوئی بادشاہ یا امیر اپنے پاس لے کر اس خیال سے کہ وہ شخص خیال نبی اولاد یا تہرب کی مخالفت کرے پھر تعظیم اسے مطمئن ہو سکے
 ابو سفیان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں تمہارے سے سننا ہی کہ بنی قریظہ بعض عہد سے کہے تحت پشیمان ہوئے ہیں اور جانتے ہیں کہ
 اس پشیمانی کو دفع کریں تو اپنا آدمی بھیجی کہ تمہاری ضمانندی کے واسطے کچھ لوگ شرافت قریش غلطان کے اہل اول
 کرتی ہیں جس وقت اول تمہارے پاس بھیجینگے کہ تم انکو قتل کرنا پھر ہم بھی تمہارے مددگار ہو سکے قریش سے لڑینگے سو یہ بھی پشیمان
 کہ جو صلح اس بات پر رضی ہوئے ہیں کہ بلکہ بنی قریظہ کی مجلس میں تھا جب کہ ہی بلیت کر آیا تھا سو میں کہے دیتا ہوں کہ اگر بنی قریظہ تم سے
 کچھ آدمی طلب کریں ہرگز ہرگز نہ دینا نہیں تو خدا کا وگے اور بنی قریظہ کا ارادہ اس غم پر یہم ہو گیا ہی آئندہ تم کو اختیار ہو کہ خود لکھو
 یہ راز افشا نہ ہوئے یہاں سے میں نے صرف دوستی و اخلاص سے تم کو مطلع کر دیا جو ابوسفیان وغیرہ انہیں قریش نے کہا کہ ہم
 ہرگز یہ بات کسی سے نہ کہیں گے بعد اُس کے کہ تم قبیلہ غلطان میں تھے لیکن اُس کے کہہ کر میں تمہارا دوست ہوں اور تمہاری قوم میں بھی
 ہوں سو تم کو اطلاع کرتا ہوں کہ بنی قریظہ کا یہ ارادہ ہو اور وہی تقریر جو ابوسفیان سے کی تھی اسنادی وادی اور یہ قطعہ ہا سوال میں جمع
 کے وہی واقع ہوا بعد اس معاملہ کے ابوسفیان نے حکم دیا بنی قریظہ کو غیر قریش کو مع جہیز غلطان بنی قریظہ کے پاس بھیجا اور پناہ نام یا
 کہ ایمان بہت روز قیامت کو گنوار سے اور امانت گنوار سے بہت مرگئے اور تکلیف شاد ہوئی آج کی رات سب لوگ صلح ہو کر اور صبح
 تک وقت بالا اتفاق تھی ہر جملہ کر بنی قریظہ نے کہا کلمہ شہنہ کا وہن ہر ہم تو اسدن کچھ کام نہیں کہتے ہر ہر اس شرط پر کہ انہیں اختیار
 آدمی ارشاد اپنے قوم کے ہمارے سپرد کر دو کہ شاید تمہارا سے چلے جائے کہ بعد صلح ہم ہر چہ آئیں تو تم اپنے آدمیوں کے سبب

اعانت تو لوگوں کے حکم و غیرہ نے لوٹ کر نبی قریطہ کی گفتگو میان کر دی قریش میں غطفان ہوئے کہ انہیں کلام کا کام چاہتا تھا بعد اسکے یہ کہ اسکا بھیا
 کہ ہم تو اپنے آدمی کو نہ کر سکتے تھے اراجی چاہے مدد ہماری کو یا نہ کر وجہ نبی قریطہ کو یہ جواب ملا تو کہنے لگے ہم نے یہ سچ کہا تھا اگر نبی قریطہ
 اور قریش میں اختلاف پڑ گیا اور قریش کی چولین عیسیٰ ہو میں یہ تو طاس ہر ہر تدبیر کارگر ہو گئی تھی رات کو چڑھ کر وہ تمام لشکر کو باریاؤں پر لایا
 اور قریش میں غطفان غیرہ بھاگے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح عظیم ہوئی تب حضرت نے فرمایا کہ اب قریش مجھ سے لڑنے نہ آدینگے میں بہر
 چڑھ کر جادو نگاہیں ملک کہ مکہ فتح ہوا فائدہ اس پیشین گوئی کا ظہور ہوئی ہوا کہ ہجر کوئی کافر چھوڑ کر نہ آیا بتو آیات صحیحہ میں بتا رہا
 کہ اس غزوہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن برابر سجدہ فتح میں بیٹھ کر دعا مانگی تیسرے دن حضرت کی دعا قبول ہوئی اور آپ کی
 پیشانی مبارک پر نازخ و سرور نمودار ہوئے اور قبولیت کا نشان ایک آدمی ہوا کہ قریش میں غطفان وغنی قریطہ میں بیٹھ کر پڑھتی تھی
 یہ ہوا کہ اللہ نے قریش سے پیچھے آنے والے فتنہ کوئی غلبہ میں کاٹ ڈال دیا جن میں اوکھاڑ دین آگ بجھا دی ہوئے زور رکھا کہ اگر فتنہ کوئی ہو اسے
 بھاگ جائیگے کہم نہ سوچا فائدہ اس غزوہ میں مجاہدوں کی حالت میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی کھلی باغی کی رگ میں جسے ان
 بن العتس کے ہاتھ سے تیر لگا اور خون بہت نکلا سعد نے جانا کہ اب زندگی مشکل ہوئی تو دعا کی کہ یا اے آسمانی اگر تیرے رسول کو قریش سے اور کبھی لڑنی
 متدین تو مجھ کو زندہ رکھ تاکہ میں مقابلہ کروں اور جواب لراں میں ہوگی تو اس تیر کو سبب شہادت کر دے لیکن اتنی فرصت سے کہ نبی قریطہ
 کا حال بال کار بدی کا دیکھو ان قصص میں نہ ہو گیا بروز چار شنبہ بستی سوم و بستی چہارم واقعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلوہ
 فرماے مدینہ ہوئے اور اہل مدینہ مبارکباد و ان دین اسی سال میں غزوہ نبی قریطہ ہو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
 ہو کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ اہزاب سے لوٹ کر داخل مدینہ ہوئے ہیں تو وقت ظہر تھا حضرت نے اپنے عمار کو بلوے اور ان بلوے
 وغیرہ ایک شخص نے باہر دروازے سے سلام کیا کہ آپ جلدی سے چلے میں مجھے پیچھے دروازہ کھٹکی تو میں نے دیکھا کہ وہ دیکھ لیا کہ چڑھو آ
 آلود غیڈاؤں پر سوار کرے میں اور آگ کے دواتوں پر گر کر دمی کہ حضرت سے باتیں کرے میں اور حضرت نبی جاد سے اکی گرد بھاڑ میں
 مجرہ پیل گئے اور حضرت گھر میں آئے اور فرمایا کہ یہ حضرت جبریل سے تھے غزوہ نبی قریطہ کی تحریف کہنے آئے تھے اور حضرت ابن عباس
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب حضرت نے غزوہ اہزاب سے مراجعت فرمائی اور داخل مدینہ ہوئے تو بعد رفع کدورت سفیرا طہرین
 لشعوان ہوئے پس انہما حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کیا یا رسول اللہ آپ نے ہتھار کھول لئے اور ملا کہ اب تک صلح کہڑے ہیں
 جلدی صلح ہو جائے اور نبی قریطہ پر یورش فرمائی کہ میں بھی چلتا ہوں اسی وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو ارشاد
 کیا کہ تو بچاروے کے کوئی شخص نکال عصر ادا نہ کرے مگر نبی قریطہ میں لوڑ علی مرتضیٰ کو علم داریا اور پیش پیش روانہ فرمایا اور خود ہتھیار
 سچ کر خیف نام کو عرسے پر سوار ہوئے اور عبداللہ ابن کسوم کو خلیفہ مدینہ فرما کر تعین پیلے ویچے سے اور لوگ حاضر ہوئے پیچھے
 نجاں میں انہیں رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ میں نے کو جب نبی خیمہ میں حضرت جبریل کے سواروں کی گرد دیکھی تھی بالی جی حضرت راویں تھے
 انہما کہ وقت آگیا تو بعضوں نے حسب موعود غزوات وقت رما فطہ مبالغہ نازعہ اور اکی لاؤ تو بعضوں نے مطابق ظاہر حکم کے نبی قریطہ
 میں تعین ہوئے اور حضرت نے وہ دونوں پر زجر نہیں فرمایا فائدہ جب حضرت کے اصحاب نے نما عصر کے پڑھنے میں حدیث سے وہ طلب

[illegible]

اگر تھی عمر سنیستیں برس کی ہوئی اور وقوع فتح تھوہ بنی قریظہ اور قلعہ میں جو ابروایتہ افانکی کچھ میں اور تین شہد بناریان اسلام سے سمیت
اور اسی سال میں حج فرض ہوا اور دہشتہ سال ششم میں دہر دہشتہ سال ششم میں دہر دہشتہ سال ششم میں دہر دہشتہ سال ششم میں
کرتون برس حضرت نے حج کا حکم دیا اور خود سنوں برس پھر ہی میں لو کیا پھر جو لوگ فرستے حج کے سال ششم میں قافل میں وہ کہتے ہیں
کہ آیت انکوالحج والعمرة سال ششم میں نکل ہوئی اور حج فرض ہوا اگر اس ماہ کہ استطاعت میں داخل تھا عجیب تاثیر واقع ہوا اور تفریق
ثانی کشتہ میں کہ کہ تھوہ برس تم ہو اور اگر سال ششم میں حج فرض ہو گیا تھوہ حضرت اسی سال میں حج ہوا کرتے کا حکم دیتے تھوہ برس برس
کیون موقوف ہکتے اور آتند کہ وہ فرضیت پر دلالت نہیں کہتی بلکہ حج و عمرہ ملانے پر بھی جب کہ فرضیت حج شروع ہو جائے تو ایسا کہ
اور اسی سال میں صلوة الخوف شروع ہوئی اور سورہ البقرہ میں کہ یہ فان خضتم تو جانا اور کہا نا نازل ہوئی کہی اگر کو کو در ہو تو یا با
بیر ہو یا سو اس وقت تھی تھوہ کہ لفظ خوف عام پر بھی خوف دشمن یا میل دزدہ وغیرہ کو شامل ہو اور اطلاق آیت سے نکلا کہ اگر سیاہ دوسرا غیر قبل و ذرا
ہو اگرین تو اعادہ نہیں ہوا اور صاحب ہدایہ نے اسی آیت سے استدلال کیا کہ کیا کی وجہ بہت تھوہ تو نماز لو اگرین سورہ المائدہ علیحدہ اور
کہ حج و عمرہ کا اشارہ کو درین جملہ میں جب کہ نماز خوف قبلہ پڑھ کر تھوہ المصنعات سے کہ اذکنت انیم فاقت اسم الصلوۃ الخ سے
نماز خوف کا باجماعت اور کرنا جائز لکھا ہے اور سمجھ یہ کہ نماز خوف حضرت سلم کے بعد بھی باجماعت درست ہو کہیو کہ انتخاب و خطاب نہایت
خطاب ہوا و طریق جماعت کا بالتفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے اور مختصر یہ کہ خوف دو حصے ہو جائے ہر جا جو نصف نماز میں شکیلہ ہو
اور نصف جدی پڑھے جب تک دوسری جماعت تھوہ کہ مقابل رہی اور اس وقت نماز میں آمد وقت کرنا اور صلاح دزدہ و سپر باہر کہنا اور
اور اگر اتنی فرصت نہ ملے تو جماعت کو موقوف کرنا چاہیے تنہا پڑھ لین یا دھوا سوارا بنارہ اور اگر اس قدر بھی فرصت نہ ملے تو غلبہ کر
اور اسی سال میں نماز خوف شروع ہوئی اور خوف قمر واقع ہوا اور اسی سال میں حضرت سلم گم ہوئے سے کہے
ران مبارک کو میں جوت لکی کر پائنت و انت سر سے باہر تشریف لے لگا اور نماز بھی تمام افرامی اور اصحاب نے اقتدا بھی بالقوہ کیا
بعد ازاں اقتدا کرنا قاعدتاً منع ہوا تاکہ مرض موت میں نہ حضرت نے میٹھ کر امامت فرمائی اور اصحاب نے کہہ کرے ہو کہ اقتدا کی اور جب سال ششم میں
ہوا اور تین مہینے غزوہ بنی قریظہ سے گزرے تو غزوہ بنی لہستان کہ کہ بلال و سکون حملی واقع ہوا اور صبت تو یہ ہو کہ انی میل نے
خو اصحاب کو یہ موعوہ پر شہید کیا تھا اسپر انجناب کو نہ تھی تھا کہ انتقام کو تشریف لیجلیہ راوی عثمان کے قریب ہوئے تو شہید ہوئے
حق میں دعا فرمائی اور قوم حبان خبر بشکر غیر شکہا لگی مرنے و دن آنحضرت حبان رہے جب مراجعت فرمائی تو قیر والدہ اپنی برتہ لین ہو جا
روئے اصحاب بھی روئے اس غزوہ کو صاحب تہجد الحافل ان بن ختم نے سال خیم میں لکھا ہے اور شیخ عبدالحی محمد شہ نے سال ششم میں بوالسبح
میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مع وائل غزوہ وارون کے قریب میں روانہ کیا تاکہ اور انہو شکر اسلام قریش کے ہوئے چنانچہ حضرت مدین میں
و ان سے باعبار ہوئے کہ جب حضرت سلم نے رجوع مدینہ فرمائی مدت عیبت ہو وہ شنب روز پہنچے بعد کہ محمد بن شکہ تین نفر وارون
جماعتی بنکر ان کا باب پر موضع فریض میں کہ فرمیں و انت دیکھا تھوہ میں میل مدینہ سے واقع ہو چکے اور وہ قعدہ تھوہ سے مگر وہ بھاگے صرف چھ نفر
کا فرما سے گئے اور ایک سو چار اس وقت اور تین ہزار کر باریان مائتہ کہین کہ حضرت نے بعد ازاں غرض غرض تقسیم فرمائی اور مدت سفرانیس دن

تاریخ شریف

زادہ شہان

تاریخ شریف

کی تھی اور سبب یہ ہوا کہ ایک جامعہ نبی کریمؐ کے موضع مذکور میں یہ فساد برپا کیا تھا کہ جو مسلمان اس طرف سے نکلتا اسکو بطور مذہبی مار لیتے تھے بعد اس کے
غزوہ غبارہ میں جو تھخیف موصیہ کو نام موضع ہوا اور اصل میں نبی کریمؐ کے واقع ہوا اور اسکو غزوہ قمر و فتح قاف و دارمعلیٰ بھی کہتے ہیں اس سبب
یہ کہو کہ عینہ بن حصین فرماتی ہیں جالیس نفر سواروں کے موضع غبارہ پر کیا وہاں میں اوشیمان شیر و حضرت کعبہ بن ربیعہ بن اوس بن مالک بن
اور حناطہ کو قتل کیا ابوذر عقیلی بھی انھیں اوشمنوں پر تھے انکا بیٹا بھی مارا گیا وہاں سے قریب تر مسلم بن کوع اور ربیعہ بن سلام نے قریبی
موجود تھے سو ابن کوع نے ربیعہ کو نبار بار زاریاں روانہ کیا تب حضرت مسلم نے دیکھ کر اپنے سے پاس سوار ایک سوار بھگے اور علم اسلام تعداد کو دیا اور
ابن کوع کو کوفہ فرمایا صحیح بخاری میں مسلم بن کوع سے روایت ہے کہ دیکھ کر اپنے سے قریب کئی کوس پر حضرت کی اوشیمان چرائی پر یقین ہو چکا کہ جلی
کہ قوم حلفان پکڑے گئے جاتے ہیں جو میں نے دیکھے کہ جنگل میں قریح مرتبہ قریح ماری کہ گو گو و و کوئی نہ آیا تب میں انکے پیچھے اسیلا دوڑا
یہاں تک کہ انکو پا گیا اور میں تیر مارنے لگا اور یوں کشتا تھا کہ انہاں تک کہ کوع آج بختون کے موت کا دن ہو سوا انکو پانی پینے کی فرصت ملی
اور میں نے سب اوشیمان چھین لیں اور ایک بچلا راہ میں حضرت مسلم نے کوع سوار بھگے ہوئے اپنے ساتھ جاتے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ
بیا سے میں نے انکو پانی پینے دیا سو آپ جلد جائیں تب حضرت نے فرمایا اپنی چیز ملی اور تو غالب آیا اب وہ گزر جائے دے وہ
اپنے قوم میں کھاتے پیتے ہونگے پھر حضرت مدینہ کو لوٹے اور مسلمہ کو روایف گردانا روایت ہے کہ جب مسلمہ نے اوشیمان جانب مدینہ مالک بن
کافرن کا نائب کیا اسوقت سر ملین ہورمزانہ ہو کر آیا کہ وہ لوگ جانب سلم پھر سے اس طرف بھی لغزہ ہمدی و ابو قتادہ و مقدادہ بن
سوار آگئے کسب کافر بھاگے اگر خرمہ بن اوس بن جہم بن حصین بن حصین بن باہم بن خرمہ چلا عبد الرحمن بن جرمہ ہوا اور خرمہ شہید ہوا تو قتادہ
بعد از جرمہ کو بھی مارا اس غزوہ میں حضرت مسلم نے فرمایا خرمہ سنانا ایوہ ابو قتادہ و خرمہ جاننا مسلمہ اور مسلمہ کو پیا دے و سوا کا حصہ باجھاری
سلم بن کوع کی یہ غزوہ تین روز پر مشتمل تھی اس وقت سے واقع ہوا کہ اہل سیر نے قبل حدیبیہ لکھا ہے اور بعض کفر و دیکھی غزوہ میں آنحضرتؐ کے رے سے
گرسے تھے اور اسی سال میں مکاتہ بن عمرو بن ہمدان تھخیف کان ابن نعل کہ سیرم سکون حملہ فصحاء بنی اسد پر واقع ہوا کہ اسکا شہادتیں
موضع نہیں کہ سیر میں عمر کے قبیلہ اسد کے گھر جاتے تھے خجاء بن وہب ایک دیوی کو پکڑ لائے اسے امان پاکے کو لیتی تھا وہ اسے کہو سوار
آئے اور اسی سال میں محمد ابن مسلمہ ایسے نبی ثعلبہ بنی ثعلبہ پر کہ جو قبیلہ یثرب پر دیکھنے سے موضع ذی القصر میں کہ بفتح قاف و شہ
صلہ ی رشتہ تھے بھیجے رات کو پہونچے اور شیر اندازی ہوئی تو ذی القصر مسلمان شہید ہوئے اور محمد ابن مسلمہ کو جو روح ایک مسلمان لکڑی پر لایا
تب حضرت نے ابو جحیدہ ابن الخراج کو نبار بار انعام جائیس آدمیوں سے روانہ فرمایا انکی پہونچنے ہی سب کافر بھاگے گئے کو لیتی گئے انکے ہاتھ
لگے سولائے اور اسی سال میں زید ابن حارثہ جانب نبی سلم بھیجے گئے سودہ موضع مجموعہ پر کہ قریب مدینہ واقع ہے پہونچے اور انکو
بند کرکون کو گرفتار کیا اور کچھ رشتہ یثرب لائے اور اسی سال میں دوسری مرتبہ مذکور موضع عیش میں کاوان قریش پر کہ شام سے
آسمان سے تیر سواران کے روانہ کیا انھوں نے کعبہ قریش کو گرفتار کیا اور اسکا لٹاؤ دیا ابو العاص ابن ابی ریحہ شہر یثرب بہت حضرت علی
علیہ السلام بھی ان لوگوں میں تھا سو زینب نے اسکو امان دی حضرت مسلم نے منظور فرمایا اور جو کچھ مال آکا یا تھا وہ بھی واپس کیا اور
ابو العاص ابن ابی ریحہ کے کوٹ لیا اور ابن عقبہ کی روایت ہے کہ ابو العاص بعد حدیبیہ کے اس پر ہوا اسی سال میں عبد الرحمن

غزوہ غبارہ

مکہ مکرمہ

ابو جحیدہ

ذی القصر

ابو جحیدہ

مکہ مکرمہ

ابو جحیدہ

حضرت مسلم نے فرمایا کہ انکو درمی الجدی کی فوج میں کوہ عیرو کے متصل یعنی سنا کے قریب بجاؤ وہاں صدقہ کے اونٹ چرتے ہیں انکو دودھ و
پیشاب پین سود لوگ چند مدت وہیں رہے اور اونٹوں کا دودھ پی لیا کہ خوب سچ و متذرت ہوئے اب انکو ہزارت سو بھی کہ چند
اونٹ لیکر بھلے اور جردا ہس کے ہاتھ پر کٹ ڈالے اور اسکی زبان اور آنکھ پر کالے گار دیئے پھر حضرت علی علیہ السلام کو پہنچی
سو حضرت نے کراڑا بن جا کر فری کو بھیجا اور میں سوار اس کے ساتھ کیے اسنے دوڑ کر اونٹوں سمیت گرفتار کیا مرن ایک اونٹ نہ ملا
کہ انکو دیکر چلے گئے جب کراڑہ دینے میں آیا تو حضرت مسلم سفر غابہ میں تھے مگر زجمع الشمل کی راہ میں حضرت کے پاس پہنچا حضرت
حکیم خدا آن شریرون کے ہاتھ پر کٹوائے اور سلامی آنکھوں میں بھر دیا اور ناجہرہ میں ڈلوادیا کہ نہایت ذلت و خواری سے
مہر کے نفع اباری میں ہوا بن النین نے نرم کیا ہوا کر عینہ و کل ایک قبیلے کا نام یو اور یہ گان اسکا غلط ہو بلکہ وجیلے تغار میں مگر غلط
سے اور غریب فحطان سے فائدہ اس مقام سے امام مالک رح ملہارت ہوا لکوال اللیم کے قابل ہوئے اور لکام غلام فنی چورہ علیہ السلام
جواب دیا کہ جو کم داکے لیے تھا اور تادی کل بنی ساسات سے سواسخر کچھا تڑا سی سال کے ماہ وقعدہ میں خرد وادیہ میں ملے ہوا
اور حال یہ ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ اصحاب یازن کے کے میں مرے کے واسطے گئے ہیں اور صلح راس کر رہے ہیں
اور بیت المدکی کوئی ہاتھ لگی ہو سو انتخاب نے یہ خواب اپنے اصحاب سے نقل فرمایا انھوں نے غم بالغرم کر دیا پندرہ سو نہیں آئی
اور صحرا رور سے حدیث تغوی علیہ السلام کو پڑھو سو آدمی ساتھ نیکو تاریخ کو قاعدہ روز و شب نہارت پھلا اور زوجات مطہرات
سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہوا ہون اور عبداللہ ابن ام مکتوم کو غلیفہ بنو نیرہ کر دیا جب غلیفہ میں نشین فرما ہوسے تو انکا
بانہا جمو را اصحاب نے بھی ہر جگہ احرام باندھا اولیغین نے جعفر بن اور اس جگہ سے نایزہ سلمی کو مع شہزاد ہدایہ پیش کش راد کیا
اور عبداللہ بن شکر بنیہ لڑی کے ساتھ تین مہاجرین انصار تھے منز کا مال لکھتے بھانے کو آگے بھیجا اور انکے پیچھے خود بدولت
رازم ہوئے یہ خبر قریش نے سنی وہ لوگ منع کرنے کو حرم سے باہر نکلے اور منع یلہ میں مقیم ہوئے یہاں حضرت نے یہ خیال فرمایا تھا کہ
قریش جمع و عرس سے دشمن کو بھی نہیں روکتے ہیں لہذا مسافر نہ تشریف لیچکے تھے کہ سو اسے شمشیر اور کوئی حربہ ہمارا نہ تھا سو بھی بعض اصحاب
کے پاس تدارین تھیں لہذا بنی امیہ کا نام حقیقت یہ کہ باشتیاق بیت المدیہ میں بیٹھے تھے انکو کھڑے ہوئے تھے ہتھیار لیے کی منت
نہیں ہوئی بالحد کا فزون نے خاندان بنو مدکر میں بنی ہل کوٹ کا ہر دل کیا اور دو تو سو ارا کے ہمراہ کیے حضرت کو اس بات کی خبر
مقامی نوا عنعان میں لٹ بن سفان خرا کہ جسکو حضرت نے فدو غلیفہ سے بنا کر جاسوسی ران کیا تھا اسنے قریش کا مال بیان کیا حضرت مسلم
نے اپنے یاروں سے مشورہ کیا کہ آیا مناسب ہو کہ ان لوگوں کو جو اپنے دیار سے واسطے اعانت فرما چکے ہیں راستہ میں روکین نہ ہائیں
حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ زیارت کو آئے ہیں یا قرائی کو آپ نے نفع پہلین اگر کوئی منع کرے گا تو ہم مقابلہ کرینگے
حضرت مسلم نے یہ راسے پسند فرمائی اور کہا سلم مدجلو مگر سیدھے ہاتھ پر کوئی خاندان نہ دیکر کیلگا مہین بیٹھا ہوا سوزا رین اسلام
ہوئے ہاتھ چلے اور ایسے سیدھے گئے کہ غبار تک نہیں اٹھا اور خال کو طلق جگر ہونے کی جب دفعہ زیارت خدائی کی ٹوٹ پڑی اور مسلمان
فرشتوں کی طرح یکایک تڑپے تو خاندانہ جو اس ہو کر بھاگا اور قریش کو خبر دی اور حضرت مسلم اونٹنی ہانکے چلا جاتے تھے جب

بہار

نور

نور

نور

نور

نور

موضع شیشہ المرہ میں جہان سے مکہ نظر آیا ہو پھر تو نا تو تصور جس پر حضرت صلعم واسطے بیٹھ گئی ہر چند اٹھایا نہ بھی لوگوں نے کہا مادی ہو گئی جو فرمایا اسکی عادت ماندگی کی نہیں ہوگا سکو اندر روکا ہو جیسا اہاب نیک کے بائیں روکا تھا سو میں قسم کرتا کہ ادب حرم کا لحاظ رکھوں گا گو یہ لوگ چڑچڑاہیں تب بھی حضرت کی اٹھی اور حضرت صلعم نے سید الشہداء کا مقابلہ جیوڑ کر سید حدید میں لشکر اسلام آتا کہ کنوین حدیبہ میں بانی نہایت کم تھا ستر کے لوگوں نے اسی سے پانی لینا شروع کیا تو اسے دیرین پانی ہو چکا تو شخص نے پیاس کی شکایت کی حضرت صلعم نے اس کنوین کے کنارہ بیٹھ کے ایک برتن میں پانی نگو اور نگو کیا اور کئی آبی میں ڈالی اور دعا کی اور زہرا بیٹھ جاؤ سو اس کنوین میں اتنا پانی ہو گیا کہ سب آدمی اور جانور سیراب ہو گئے دوسرے مرتبہ پھر شکایت ہوئی تو آفتاب نے اپنے دست مبارک سے ایک تیر غایت کیا اور فرمایا کہ اس کنوین میں دوا ہو روایات صحیحہ و شذائے کبر کہ تیر کے دالے پانی نے جو ش بارا کہ سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے اور خوب نہا کے جو سے پیا اور خدا کا شکریہ کیا تھی بار ایک یاروں نے شکایت کی ابی غابر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھاریوں سے پانی نکال جو تھیں بارش کے لوگوں نے زیادہ تر شکایت کی تو حضرت نے دعا مانگی کہ خوب ہی پانی برسائے شکایت جاتی رہی القصد اس نفل میں تبدیل بن درقا زراعتی مع چند غنیمتی خوار کے حاضر ہو احالہ کنی خراہ دست حضرت تھے سو بدلنے اتھاس کیا کہ قریش زیارت سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور وہ تین جہان کین پانی جو سب پر اپنا قبضہ کر کے روک لیا حضرت صلعم نے فرمایا کہ میں کسی سے ٹرنے کو نہیں نکلا ہوں صرف عمرہ کرنے آیا ہوں قریش کو یہ کیا سوچا ہو جو کرائی کیا جاتے ہیں یہ بات تو مضر ہوگی کیونکہ غزوات دسہ راہے قریش کو ضعیف کر دیا اور اگرچہ ان تو میں چندے اسے صلح کروں اور دعا بلا اور کا فر سے کروں امین اگر مغلوب ہو گیا تو قریش کی مراد ملی اور جو غالب ہوا تو اور دن کا طرح قریش بھی اعطاعت کریں و آلا تہ صلح میں آرام پاؤ گئے اور اگر اس بات سے انکار کریں گے تو قسم اس مالک کی جسکی ہاتھ میں میرا نفس ہو میں بیشک ٹرونگا اور شہید ہونگا اور اللہ اپنے دین کی مدد کرے گا بدیل نے کہا کہ میں یہ کلام آپ کا قریش سے بیان کرتا ہوں جیسا جواب نیلے عرض کروں گا سو وہ گیا اور اسنے تقریر رسول اللہ صلعم بیان کی جو کہ قریش نبی خراہ کو ہوا خواہ رسول مقبول جانتے تھے بدل کے کہنے پر یقین نہ لائے تب غزوہ بن مسعود تھقی نے کہا کہ اے قریش تم میرے باپ کی جگہ ہو اور خوب جانتے ہو کہ مجھے تمہاری خیر خواہی میں کیسی طرح کا تصور نہ ہو گا بولے بیشک تو ہمارا دل جگر پر جم چکا ہو تم میں کر کے تمہیں ابن مسعود نے اپنے حقوق بیان کیے اور خیر خواہی و دوستی اپنی ظاہر کر کے کہا کہ یہ تقریر مجھ نے بہت بہتر فرمائی ہے قبول کرو اور مجھ بھیجو تو میں دریافت کروں کہ چاہے غزوہ حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہو حضرت نے جو تقریر بدل سے فرمائی تھی وہی غزوہ سے فرمایا اسنے حضرت سے کہا کہ اے محمد بن تم سے پوچھنا ہوں کہ اگر تھے اپنی قوم کا استیصال کیا تو کیا ماتمہ آیا اور اس سے پہلے کسی نے عرب میں اپنی اہل و اصل کو خراب نہیں کیا اور اگر تم مغلوب ہوئے تو خوب جانتے ہو کہ جو کچھ ہماری حال ہوگا اور میں خوب جانتا ہوں کہ چند آدمی اباباش تمہارے ساتھ اور مدح کے جمع ہوئے کہ میں بعد چندے ساتھ چھوڑ کر چلے جائینگے اور تم تنہا یا مددگار بجاؤ گے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ یہ یہ مقولہ اسکا نہایت ناگوار ہوا انھوں نے کہا انھیں نظر اللات انفرج عیونہ بطر لات کیا

عمرہ کرنے کے لئے
انکار کرنے کے لئے
میں نے کہا کہ میں یہ کلام آپ کا قریش سے بیان کرتا ہوں جیسا جواب نیلے عرض کروں گا سو وہ گیا اور اسنے تقریر رسول اللہ صلعم بیان کی جو کہ قریش نبی خراہ کو ہوا خواہ رسول مقبول جانتے تھے بدل کے کہنے پر یقین نہ لائے تب غزوہ بن مسعود تھقی نے کہا کہ اے قریش تم میرے باپ کی جگہ ہو اور خوب جانتے ہو کہ مجھے تمہاری خیر خواہی میں کیسی طرح کا تصور نہ ہو گا بولے بیشک تو ہمارا دل جگر پر جم چکا ہو تم میں کر کے تمہیں ابن مسعود نے اپنے حقوق بیان کیے اور خیر خواہی و دوستی اپنی ظاہر کر کے کہا کہ یہ تقریر مجھ نے بہت بہتر فرمائی ہے قبول کرو اور مجھ بھیجو تو میں دریافت کروں کہ چاہے غزوہ حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہو حضرت نے جو تقریر بدل سے فرمائی تھی وہی غزوہ سے فرمایا اسنے حضرت سے کہا کہ اے محمد بن تم سے پوچھنا ہوں کہ اگر تھے اپنی قوم کا استیصال کیا تو کیا ماتمہ آیا اور اس سے پہلے کسی نے عرب میں اپنی اہل و اصل کو خراب نہیں کیا اور اگر تم مغلوب ہوئے تو خوب جانتے ہو کہ جو کچھ ہماری حال ہوگا اور میں خوب جانتا ہوں کہ چند آدمی اباباش تمہارے ساتھ اور مدح کے جمع ہوئے کہ میں بعد چندے ساتھ چھوڑ کر چلے جائینگے اور تم تنہا یا مددگار بجاؤ گے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ یہ یہ مقولہ اسکا نہایت ناگوار ہوا انھوں نے کہا انھیں نظر اللات انفرج عیونہ بطر لات کیا

آپ کو مجھ کو کرباگ جائیگے چونکہ حضرت صدیق نہایت غصہ سے بہ تاب تھے لہذا غصہ زبان پر لائے نظر کئے ہیں بارہ
گزشت کو جو عورت کی فرج کے اوپر ہوتا ہو جہدی میں اسکا نام شوہر عروہ نے حاضرین سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہو لوگ بولے کہ انکو
عروہ نے کہا ایو بیکو اگر تیرا ایک حق مجھ پر ہوتا تو میں تیری بات کا جواب دیتا اور حق یہ تھا کہ زبان جاہلیت میں حضرت ابو بکر
صدیق نے ایک قصہ محل میں بن اسکی بری اعانت فرمایا تھی اور دس اونس جوان عنایت کیے تھے بالکل عروہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے باتیں کرتا تھا اور کلام کہنے میں اپنا ہاتھ ریش مبارک تک لیجا تھا مثنوی شیخ عبد رضی اللہ عنہ نے نہایت حائل کیے حضرت کے
پاس کھڑے تھے جب عروہ اپنا ہاتھ ریش مبارک تک لیجا تا تب شیخ منیرہ کو بھی تلوار کی لٹکے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ واقعہ اپنا دور رکھ
عروہ نے پوچھا یہ کون ہو میں نے اسی پر ولیم ترینین دیکھا رسول اللہ صلعم نے تبستم فرما لے کہا عروہ یہ تیرے بھائی کا بیٹا منیرہ ہی
عروہ نے کہا وعدہ میں تو تیرے عذر کی اصلاح کرنے والا ہوں عرض کعروہ نے اطاعت صحاب ملاحظہ کر کے معلوم کیا کہ اسے بطرح
یہ لوگ اطاعت و انقیاد سے پھر نہ والے نہیں ہیں آخر کار لوٹ کر قریش کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں قصہ کسری و نجاشی کے پاس گیا مگر
یہ اطاعت و نفیلم اصحاب کی کہیں نہیں کیجی جیسے اصحاب مجھ محمد کی کرتے ہیں پھر سارا حال بیان کیا اور کہا کہ جو مجھ محمد نے جسے کہا
وہ بیشک تمہارے حق میں اصلاحی قبول کرو تب حلیہ علیہ السلام کی شخص بنی کناشہ کا اجازت کیے چلا جب بمقابلہ کثرت اسلام آیا
تو حضرت صلعم نے دیکھ کر فرمایا کہ شیخ جس قوم کا جو بدین کی تعلیم کرتے ہیں افضل اصحاب اسکو لبیک کر کے باستقبال لائے اسنے یہ
حاج ملکہ کر کہا سبحان اللہ ایسے لوگوں کو قریش کعبہ کی زیارت سے روکتے ہیں میرے نزدیک انکو ہرگز روکنا نہ چاہیے چنانچہ قریش
کے پاس ہو گیا تو کہنے لگا کہ ایسے لوگوں کو زیارت کعبہ سے منع کرنا مناسب ہو قریش کہنے لگے کہ اے حلیہ تو ان باتوں سے
واقعیت نہیں رکھتا اس بات پر صلیں بہت ناراض ہو کر اٹھا بغضوں نے سمجھا کر بچھلایا اور کہا تو مجھ محمد کے پاس جا ہم غلط خواہی
کہتے ہیں روایت ہو کہ اولاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فراس بن اسنے کیسے کوشت کرین مکہ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ اگر آپ
صلعم کرواد ایک مدت تک دم کو کہ میں اور لوگوں کو مسلمان کروں پھر مل چاہے تو سلام لائیو یا رٹو قریش نے انکو پکڑ کر قتل کرنا
چاہا تا اسکی قوم نے حمایت کر کے لیا تب حضرت صلعم نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ تم جا کر یہ پیغام کہو حضرت نے ارشاد کیا
کہ اے رسول مقبول قریش کا مجھے مال عداوت مانستے ہیں اگر مجھے باوین تو جان سے مارو الدین اور آپ پر روشن ہو کر بنی ہری میں سے
کوئی شخص میرا حامی و میں نونو گاندہ حضرت صلعم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مع چند آدمیوں کے روانہ فرمایا جب حضرت عثمان
موضع بلدین پہنچے تو ابان بن سعید ابن حاس ملاقی ہوا اسنے اپنے اونٹ پر سوار کر لیا کہ میں پہنچا یا اور حضرت عثمان نے پیغام
رسول اللہ شرف قریش سے جو کہتے سے نہیں سیکھتے کہا اور ارادہ کیا کہ لوٹ جاؤں ان لوگوں نے کہا اے عثمان اگر تو عفوانی بہت
ایا چاہتا ہو تو کر لے حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں حضرت رسول اللہ کے ساتھ طواف کرونگا اس بات سے قریش ناواقف ہوئے اور
حضرت عثمان کو قید کر لیا و نہ شکوہ اسلام خبر آئی کہ عثمان شہید نہ کیا جائے غرض کہ میں پکار کے کہی کہ حضرت کو نہایت رنج ہوا اب حضرت نے فرمایا اے
بھیکو نرا نیا کر انکوں کہ اتنے فساد ان لوگوں کی طرف سے ہوئی اب تادو جہاد ہو کر ایک درخت بول کے بیٹھے ہو بیٹھے اور

اصحاب با صفا سے فرمایا کہ تم کو مجھ سے عذر کرو کہ مرتبہ تک فرمان برداری میں کوتاہی نہ کر سکیے سب نے قبول کیا مگر عبد بن قیس شافعی نے قبول نہ کیا اسی صفت کو بقیۃ الرضوان کہتے ہیں اور اسی کی شان میں پیشین گوئی کلام الہی میں وارد ہوئے بعد رضی اللہ عنہ المؤمنین اور یہاں تک تحت الشجرۃ نعلم ما فی قلوبہم انزل اللہ علیہم السلام انہم تھا قریباً و عنان کثیرۃ یاخذونہا یعنی اللہ خوش ہوا ایمان لان سے جب ماتھر ملانے لگے تجھے اُس وقت کے نیچے بچھ جانا جو انکی دل میں تھا بھڑاتا رآن پر چین اور انعام میں دی انکو فتح نزدیک اور بہت غنیمتیں جو انکو ملین گی ہر اُس سے فتح خیل و در فتح مکہ ہو کر وہو بطریق رشاد الہی کے واقع ہوئے بعد اُس واقعہ کے خبر کوئی کہ شمشاد عثمان کی خبر غلط تھی وہ تو زندہ ہیں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ عثمان اس بیعت سے محروم رہا سو دست راست اپنے پرشار دیکھا کہ یہ ماتھر عثمان کا اور دست چپ اپنا قرار دیا اور بیعت فرمائی لیکن ایک ماتھر کو وہ دھڑکے ماتھر پر پار اور فرمایا یہ بیعت عثمان کی کا فائدہ اس بیعت میں سب سے پہلے سنان ابن وہب اسدی نے بیعت کی اور سنان ابن عمر بن الاکوع نے تین مرتبہ متفرقاً بیعت کی اور عبداللہ ابن عمر نے بھی اپنے والد بزرگوار سے اول بیعت کی اور اسبب یہ ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسوقت دوسری جانب بمقابلہ کفار مستعد قتال کھڑے تھے اور عبداللہ کو واسطہ فیہ و عافیت حضرت معلوم کہ کچھ جاکھا وہ آئے تو دیکھتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب بیعت کر رہے ہیں انھوں نے بھی بیعت کر لی اور نوکرا جا کر اپنے والد سے خبر کر انھوں نے بھی اگر بیعت رضوان کی یہ پیشین گوئی قرآن شریف کی کس مجموعہ سے ظاہر ہوئی اور بعد پر استقامت و استعلا جان باری اصحاب سول اللہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہوئی کہ یہ آیتیں بنابر ظہار رضامندی نازل فرمائیں اور وعدہ کیا کہ انکو قریب انعام اس بیعت میں پہنچائیں ایک فتح قرب غنایات کچھ بہت کثرت سے غنائم باؤگے سو مطابق اسکے واقع ہوا کہ حدیبیہ سے بچھرتی غیر فتح ہوا کہ اصحاب سول مقبول غنی ہو گئے اور خود حضرت نے ذلک فیروز باغات اپنے ذات سے خاص کر لے کر انھیں سے خرب ایک سال کی فوٹ کا اپنی عیال کو واسطہ کر لیتے تھے اور فقر سے بنی ہاشم پر بھی صرف کرتے تھے فائدہ اس تمام سے حضرت مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کو جو از بیعت غایبانہ کی سند ماتھر لگی ہو فائدہ ہونیدہ نہ رہے کہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہو کہ لوگوں بیعت کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی ہجرت و جہاد پر اور گاہ سے اقامت ارکان اسلام یعنی صوم و صلوة و حج و زکوۃ پر اور کچھ یوں ثبات و قرار پر بعد کفار میں چنانچہ قبیلہ الرضوان اور کعبہ بن مسعود کی تسک پر اور بیعت سے بچھ پر اور عبادات کے حریص اور شائق ہونے پر چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے بیعت لی تو خود کرنے پر اور ابن ماجہ نے روایت کی ہو کہ آنحضرت نے چند محتاج مساکین سے بیعت لی اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں سو انھیں سے کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اسکا کوڑا گاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اسکو اٹھا لیتا تھا اور کسی سے کوڑا اٹھا دینے کا بھی سوال کرتا تھا اور صحیح بخاری سے معلوم ہوتا ہو کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبر بر رضی اللہ عنہ سے انکی بیعت کے وقت شرط کی اور فرمایا کہ غیر غریبی لازم ہو ہر مسلمان کے واسطے اور حضرت نے بیعت لی تو انصار سے سو یہ شرط کر لی کہ نہ کریں اور خدا میں کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے اور حق ہی بات کہیں جہان رہیں سو انھیں سے بعض لوگ امرا و سلاطین یہ کھل کر بلا خوف و روداد انکار کرتے تھے انکو واسے بہت امور میں بیعت ثابت ہو اور وہ سب امور از قہر تہذیب و نفسی اور ملامت و عرف

اور بنی عن النکاحین سبط بیعت خلافت برادر بیعت اسلام پر بالکل ہر گاہ کہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت کمال
اہتمام تھا تو اب بیعت کے مسنون ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں اور یہ بیعت جو حضرت صوفیہ میں جاری ہو لایہ سنت رسول
مقبول ہو اتقصہ خبر اس بیعت کی قریش کو پہنچی تو وہ مضطرب ہوئے اور سبیل بن عمرو کو بھیجا اور بھیج یہ کہ جلدی کے بعد کرا بن
خصم کو یا تو حضرت صلعم نے اسکو دیکھ کر فرمایا کہ شخص فاجر ہو وہ کلام کر رہا تھا کہ سبیل ابن عمرو ایک جماعہ کے پہنچا حضرت صلعم
فرمایا سبیل الامرو سبیل نے کہا قریش صلعم پر راضی ہیں بشرطہ کہ اسان عمرہ فطر لے کر سے سال فضا کر لیجے گا اگر اس بات
پر راضی ہو تو صلعمنا لکھو حضرت صلعم نے قبول کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بلا کر ارشاد کیا کہ التبت باسم اللہ الرحمن الرحیم
سبیل نے کہا و السدین حرم کو نہیں جانتا ہوں التبت باسم اللہم بطرح ہمیشہ لکھتے تھے مسلمانوں نے کہا کہ ہم تو یہ نہ لکھتے تھے
حضرت صلعم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا التبت باسم اللہم سولانی مرقضی نے یہی لکھا بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ لکھو بنا ما فاضی علیہ محمد
رسول اللہ انقرضی و غیرہ جو یہ صلعم کی محمد رسول اللہ نے اور قریش نے علی رضی اللہ عنہ سے لکھا سبیل نے کہا و اللہم مکور رسول خدا نہیں جانتے والا
زیارت سے منع نہ کرتے تو محمد بن عبد اللہ لکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و السدین بے شک خدا کا رسول ہوا لگائے تم
نہاؤ اور محمد بن عبد اللہ بھی ہوں او علی تو لکھ محمد بن عبد اللہ اور لکھ رسول اللہ کو جو کہ علی رضی اللہ عنہ کے کہ میں ہرگز وصف رستا
کو تو مکرو لکھتے حضرت نے اپنے دست مبارک سے مٹا دیا اور بن عبد اللہ لکھا بالجد جو شر الیہ سبیل کہ یہ تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اسکو قبول کرتے تھے اور حاصل شریط کا یہ تھا کہ یا برئیس یا دش برس تک قریش سے نہ ٹرین اور طرفین کی آہو بیت
شہر زن میں جاری ہو اور کہ سبط کا تعرض احوال لغوس سے صراحت و خفیہ واقع ہوا اور جو کوئی آدمی جاتے عہد محمد صلی اللہ
علیہ وسلم میں و آوے قریش مزاحم ہوں اور جو چاہے عہد قریش میں داخل ہو کوئی مسلمان مزاحمت نہ کرے اور عہدہ دن
طرفین سے بھی کوئی تعرض نہ کرے چنانچہ جو خرماء آنحضرت سے ہم عہد ہوئے وہ بکر قریش سے اور اسال مسلمان لوگ عمرہ ترک
کرین سالانہ فضا کرین مگر یا میں ہمہ تن دن سے زیادہ کہ میں نہ رہیں اور اپنے ہتھیار غلاف میں رکھیں اور جب کوئی
شخص قریش کا بے اذن آنکے عی صلعم کے پاس جائے تو اسکو آنحضرت واپس فرما میں اگرچہ مسلمان بھی ہوا و جو شخص مسلمانوں
کا قریش میں جائے تو قریش اسکو بھیجیں اس شرط پر مسلمانوں کو سخت تعجب ہوا کہنے لگے سبحان اللہ ہم مسلمان کو کس طرح
واپس کرینگے حضرت نے فرمایا میں تو سپر راضی ہوں عمر ابن خطاب بولے کہ یا رسول اللہ آپ کیونکر راضی ہوئے جاتے ہیں
حضرت نے ارشاد کیا تبسم فرما کہ اگر عمر حکم میں بھیجے دون حالانکہ وہ مسلمان ہو تو اللہ تعالیٰ اسکو فرج و مخزن روزی فرمائیگا
بعضہ اللہ اسکو پھر نکال لیا اور جو کوئی از خود و شرکون میں ملے گا وہ انہیں کے مصاحبت کے لائق نہ ہوگا اسکی حاجت نہیں یہ
گفتگو ہو رہی تھی کہ ابو جندل بن سبیل کہ اسلام لایا تھا اور سبیل نے اسکو قید کیا تھا کہ اسلام میں بھاگ آیا سبیل نے حکم
کیا او محمدیہ اوائت جو سپر صلعم ہوئی ہو آپ اسکو واپس کرین حضرت نے فرمایا کہ اتجب صلعمنا لکھ نہنن گیا
سبیل بولا کہ ہم صلعم نہیں کرتے حضرت نے فرمایا کہ میری خاطر سے ابو جندل کو امان دے اسنے انکار کیا تب کہا کہ

تتمہ در احوال انبیاء

تتمہ در احوال انبیاء

تتمہ در احوال انبیاء

انگو تکلیف نہیہ اسوقت مکرز بن حصص ضامن ہوا کہ اگر ابو جندل کو تکلیف نہیہ جائے گی انقرض حضرت نے ابو جندل کو واپس
فرمایا تو اسنے کہا اے مسلمانوں باوجود کہ میں اسلام لایا ہوں اور انکے ماتحتوں سے انواع تکلیف پاچکا ہوں تم مجھ کو واپس نہ
ہو حضرت نے فرمایا صبر کرنا جو جگہ ملے گا ابو جندل میں خلاف شہادت نہیں کر سکتا انقصہ صلحنامہ تمام ہوا اور حضرت صدیق اکبر
مخفارف اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ بن الجراح اور محمد بن سنانہ وغیرہم اصحاب باصفائی کو بھی
ہوئی اور جو طیب بن عبد الغری اور مکرز بن حصص وغیرہ مشرکوں نے بھی گواہی دینی یہ صلح ہوئی تو کچھ اس راہ سے
نہی کہ جماعہ اسلام متقابلہ کفار ملگون سا کر کم زور و مغلوب ہوں خاشا و کلا بلکہ مسلمان ہمہ جہت کفار پر غالب و قوی ستے
اور جمیع اصحاب و دیار شجاعت و ہمت خدا دادی یہاں سے گئے کہ صلح ہوا اور ہم کافروں کو مار میں چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
میں لکھوئے کہ یا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر اور کیا ہمارے مقتول ہستی نہیں اور کیا فزونی
اور زنی حضرت نے فرمایا کہ حق پر ہو اور تمہارے مقتول ہستی میں تب تو حضرت مہلتے کہا کہ پھر کس واسطے دین حق میں اتنی
وقت اختیار کریں فرمایا اے عمر میں نے حکم خدا لیا جو کچھ کیا اور اپنے پیغمبر کو ضائع نہ کر لیا یہ صلح حکمت سے خالی نہیں ہے
عمر نے صدیق اکبر سے کہا انھوں نے بھی یہی کلام کیا جو حضرت نے فرمایا تھا سبحان اللہ جو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طبیعت میں کیا بجز تمہارے کا بوصف غلبہ ایسی عاجزی اختیار فرمائی اور یہ انکسار بعض غیر میں انکسار سے بہت
فراہد ہوا کیوں کہ انھوں نے جو ظلم و ستم گوارا کیے سو اگر یہ حکمت و معرفت سے خالی نہ تھے مگر ہمارے ہیں کہہ سکتے ہیں
کہ بسبب بلہ مقدوری و قدرت توابع کے بجز جفاکشی کے کچھ جارہ نہ تھا آدمی نبی ہو یا غیر نبی فقیہ ہو یا بادشاہ دین کے کاٹھن
یوں نہ کہ زور اور غلبہ کے ہوتے عاجزی اور انکسار اختیار کرے تو وہی قابل اعتبار و عقلا کے نزدیک ہوتا ہو اور نہ مذکور
موافق مثل مشہور عصمت بی بی ازبے چادری کہہ سکتے ہیں کہ جب قابو نہ پایا تو سوائے جفاکشی کے اور کیا کرتے مگر صلح میدیہ
میں کوئی دم نہیں مار سکتا اور بعد و ن کا وہ قول کہ مسلمان نے سوائے شمشیر رانی اور کچھ نہیں کیا اس صلح کی واقعہ سے باطل
ہو گیا اب دیکھنا چاہیے کہ اس صلح سے اس حکمت سے کس طرح کے فوائد ہوئے کہ جب قریش کی طرف سے اطمینان کلی ہو تو غیر
فتح ہوا اور اسلام کی ترقی ہوئی کہ فتح ہو حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی حکمت کون معلوم کر سکتا تھا حالانکہ کوئی فعل
حکیم مطلق اور اسکے رسول کا خالی از حکمت نہیں ہوتا انقرض بعد وقوع صلح حضرت رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
یاروں سے فرمایا کہ تم سب قربانی اور مطلق راس کرو مگر اصحاب ایسے پرمردہ اور شکستہ دل ہو گئے تھے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بار حکم دیا مگر کوئی نہ اٹھا تب آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ مبارک میں جلوہ فرما ہوئے
اور حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکایت اپنے یاروں کی فرمائی ام سلمہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ
اصحاب کو اس معاملے میں آپ معذور رکھیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ حضور نے موافق ہر اد قریش اہل دعا پر خلاف اصحاب
باصفائے صلح فرمائی حالانکہ وہ چاہتے تھے کہ ہم کم فتح کرینگے اور اپنے دل کے پھیموے تو رین گے اور خوشیاں کرینگے

عبداللہ

زیدی

تفسیر و احوال

بجلا و کوئیکو زین و نگین بنون پس اگر آپ کو خلق اور غیر منظور ہو تو آپ اسکو بجا لائیں اصحاب آنجناب کو اسوقت سوا
 مطاعت اور متابعت کے کچھ بن نہ پڑیگی چنانکہ حضرت رسول مقبول رحۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ مبارک سے
 باہر تشریف لائے اور غر شتر اور خلق راس میں مشغول ہوئے یہ حال دیکھ کر جلد یارون نے متابعت کی لیکن بعضوں نے سر
 کے بال تڑتو لائے اور کعبون نے چوٹ لائے اور کعبون نے منڈا لے لیکر اس میں زبس مخوم و مکروب جب کہ اس حال سے فرغت
 ہوئی تو خداوند کریم نے ایک تہذیب الہی جلالی کر آئے مسلمانوں کے بال میدان حدیبیہ سے اگر کرم محرم کی زمین بن
 ہو چکا دیے کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ خراش ابن امیہ خزاعی نے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
 کے موی مبارک موٹے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن بالوں کو درخت سمہ پر ڈال دیا تھا اور اصحاب باصفا
 تبرکات اٹھائے اور اپنے پاس رکھے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے قبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
 کہ یوم ہجر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلق راس فرما کر بالوں کی تقسیم کا حکم دیا اور جمع بین الروایات یوں ہو سکتا ہے کہ
 یہ حکم دوسری مرتبہ صادر ہوا ہوگا اور حدیبیہ میں درخت سمہ پر ڈال دیے تھے اور لوگوں نے تبرک سمجھ کر لیے ام عمارہ سے
 روایت ہے کہ بہت تلاش سے کئی بال میں نے ہم پہنچائے تھے سو اپنے پاس رکھے تھے اور جو کوئی بیمار ہوتا تھا اُن بالوں
 کو دھو کر آسے بلاتی تھی فوراً صحت پاتا تھا اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلد
 نقرہ میں ہوی مبارک تعجب اصحابوں کو کچھ تکلیف دینے لگی ہوتا تو انکے پاس ایک پیالے میں بانی ہر کریم پاتے تھے واسطے
 تبرک کرنے کے سو ام سلمہ موی مبارک نکال کر بانی میں حرکت دیتی تھیں اور یہی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ خالد ابن ولید کی
 ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہو گئی اور بہت تلاش سے ملی تو خالد نے کہا عمرہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور خلق راس فرمایا
 لوگوں نے دڑ دڑ کر کہا کہ جو انب کے حاصل کیے اور میں نے پیشانی کی طرف کے بال لیے انکو اس ٹوپی میں رکھا سو کسی ٹرائی میں
 نہیں گیا اور یہ ٹوپی میرے پاس ہوئی مگر میری فتح ہوئی کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ جب خالد ابن ولید گھوڑا گیا تو خالد
 حملہ سخت فرمایا کہ بہت آدمی مارے گئے اصحاب نے اس حرکت پر انکار کیا خالد نے کہا کہ میں نے یہ ٹرائی ٹوپی کے واسطے نہیں کی
 بلکہ سو واسطے کہ اس میں بال مبارک رسول شاہ کو لاک کے تھے انکا شکر کون کے ہاتھ میں پڑنا میرے نزدیک اچھا نہ تھا اور
 میرے پاس سے برکت جاتی رہتی فانکہ اس مقام سے واضح ہوا کہ تعظیم و تکریم موصے مبارک کی قرن اول میں نہایت
 اہم ہے کہ اس زمانہ میں اسکا عشرہ عشری بھی نہیں ہو سکتا اس زمانہ بعض جناب بانی مشرب تبرک بآثار صالحین میں انکار
 شدید کرتے ہیں اور دلائل ضعیفہ و اہیہ تقریر و تحریر میں بیان کرتے ہیں حالانکہ تبرک بآثار صالحین اور تعظیم و تکریم
 تبرکات انبیاء و اولیاء کی کرنا اور حاجات دین و دنیا میں آئسے تو سل ٹھونڈھنا اور باادب اپنے پاس رکھنا اور
 بنا بر دفع بلیات اور حصول مرادات زیارت کرنا آیات اور احادیث اور احوال صحابہ و تابعین اور تبع تابعین سے
 ثابت ہوا انکار کرنا اور آسمین کلام کرنا غیر ذر ذرہ دالما دہنیں ہو دیکھو قصہ تابوت یکجہ میں مکتوبہ الواح توریت سے

اور صلوات ہوئی اور عامہ مارون اور غنیمت وغیرہ کئی کئی اسرار میں اس کی بکرت تھی اور لڑائی میں تبرکاً اس کو جلاتے تھے اور فتح پاتے تھے اور جب سے وہ گیا بنی اسرائیل پر یافت پڑی کہ قرآن شریف کے سورہ البقرہ میں جو وہی تاکید التابوت فیہ سکینۃ میں برکات الخ اور شکوہ شریف میں حدیث طلق بن علی کی درباب تبرک کر کے لکھا آتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شہدوں میں دالی ہی اس پر کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبرک جاکر شہدوں میں لکھا جاتے تھے ملا علی قاری شرح اس حدیث میں لکھتے ہیں کہ اس جگہ سے انکشاف حضرت دارین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ علما اور صالحین میں یہی حکم رکھتا ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح اور ترجمہ میں اور بھی جذب القلوب میں اور قاضی حیاض نے شفا میں اور سمودی نے اپنی تصانیف میں اس مرحلہ کو بخوبی طے فرمایا ہے حاجت بیان کی زمین اور یہ ظاہر ہے کہ محبت شخص واجب التعلیم کی مقتضی محبت و تعظیم آثار اور مشابہات اس شخص کی ملحق ہوتی ہے اور تہادوں اور عدم اعتبار اس میں دلیل عدم محبت ہے کہ لکھا حصہ اسناد و اسناد فی بعض تقریرات اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت استاد الاستاذ و المتاویب میں اپنے والد الشاہ عبدالرحیم سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خواب میں دو دعویٰ مبارک اپنے روت فرمائے ہیں ان کے خواص میں یہ ہے کہ دونوں پڑھتے ہیں اور جب درو پڑھا جائے تو ہر ایک جہاد کفر ہو جائے اور ایک مرتبہ تین منکر و کفر امتحان چاہا میں اس سوچا دلی سے راضی ہوا جب تکرار زیادہ ہوئی تو وہ شکر یوں کہ وہ صوب میں ملے اسی دم ہر کا ٹکڑا ظاہر ہوا حالانکہ آفتاب اس وقت نہایت گرم تھا اور ابراہیم کا موسم نہ تھا ایک نے توبہ کی دوسرے نے کما فیضہ انفاق تیر پھر دوسری بار ملے پھر ٹکڑا ابراہیم کا لگایا دوسرے نے توبہ کی تیسرے نے کما فیضہ انفاق تیسری سو تیسری بار ملے پھر بادل کا ٹکڑا لگایا تیسرے نے بھی توبہ کی اور ایک مرتبہ مجمع عظیم میں زیارت کیا اسے کھانے لگے ہر چند قتل پر کئی لگائی اور کوشش کی قتل نہ کھلتا تب میں دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ انفلان کس حالت جنابت میں ہے اس کے تینا سے زیارت نصیب نہیں میں نے عیب پوشی کر کے سب لوگوں سے کہا کہ طہارت جدیدہ کہ سودہ جب اس لباس سے علیحدہ ہو گیا اس وقت قتل آسانی سے کمال گیا اور سب کو زیارت نصیب ہوئی بعد اس گفتار کے لکھتے ہیں کہ حضرت والد نے آخر عمر میں تبرکاً تعظیم فرمائے خواجہ ایک مال رسول پاک کا مجھے عنایت کیا الحمد للہ رب العالمین انتہی قولہ الکریم القصد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منزل حدیث میں منیل دن جلوہ فرما ہے اس آئینہ گروہ عورتوں کا ہجرت کنان خدمت بابرکت میں کہ صاحب روایت محدثین ام کلثوم بنت عقبہ بن معیطہ بھی انہیں تھیں کافروں نے موافقہ شرط کے واپس لیا چاہا اور نفسیہ کشاف میں ہے کہ سبقتہ بنت الحارث بھی اسی گروہ میں تھی کہ اس فرغزدی خواہ بھی فی این الراءب زوج اس کا پیچھا لگا ہوا آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس کوئے کی درخواست کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منتظر وہی ہوئے اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے اگر کما اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کو کافروں کے پاس نہ بھیجے اس لیے کہ سبب بزرگی اسلام کے عورت کوئی

نازل ہوئی یا ابہا الذین آمنوا

نازل ہوئی یا ابہا الذین آمنوا اذ اجاکم المؤمنات منہا جرات الخ اور یوں حکم نافذ ہوا کہ عورت کا فریاد اگر مسلمان ہو کر آئے تو جو مسلمان اسکو نکاح میں لاوے سو اسے مہر کے خرچہ اس کا فریاد بھی واپس کرے اور جو مسلمان کی عورت کا فریاد نہ لے گی ہو اور وہ اسے طلاق دے پھر جو کا فر اسکو نکاح میں لاوے اس مسلمان کا خرچ دے اس حکم کو کافروں نے قبول کیا اور مسلمان راضی ہوئے یعنی مسلمان آخذہ و طلاق پر راضی ہوئے اور کافر دینے پر راضی نہ ہوئے اور فیصلے پر تیار ہوئے تب یہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت گئی اور کافر اسکا خرچ کیا نہ دین پھر اسے تو جس کا فر کی عورت آوے اسکا خرچ مسلمان نہیں کافر کو بلکہ اس مسلمان کو دین جنگی عورت جاتی رہی یہ حکم اس وقت تھا جب کافروں سے واپس کرنے پر صلح ٹھہ گئی تھی اب یہ حکم نہیں ہو گا یہ کسی ایسی جگہ صلح کا اتفاق پڑے کہ مذکورہ مولانا ابو القاسم فی فائدۃ موع القرآن الفرض بعد نزول اس حکم کے مسلمانوں نے کافر عورتوں کو طلاق دی چنانچہ حضرت عمر نے اپنی دو عورتوں کو جو مکہ معظمہ میں تھیں طلاق دی ایک سے معاویہ ابن ابی سفیان نے نکاح کیا اور دوسری سے صفوان ابن امیہ نے عمارک میں یہ کہ یہ آیت بیان واقع ہوئی اس پر کہ صلح مدون کے واپس کرنے پر ہوئی تھی نہ عورتوں کی یا حکم اول سنو ہو گیا الفرض بعد قربانی دہدی انجذاب روانہ مدینہ بارکینہ ہوئے راہ میں سورہ انعام نازل ہوئی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے بشارت فتح مکہ و فیروز ماضی بیعت سے اور بہت تعریف اصحاب کی نازل فرمائی کہ آپ بہت خوش راہ میں اونٹ پر سوار پہلے خوش کمال خوشی سے فرماتے تھے انا متکلف فتح مدینہ ہوں اب تفسیر کہتے ہیں کہ انا متکلف فتح مدینہ صلح مدینہ میں نازل ہوئی اور یہ صلح مقدمہ فتح واقع ہوئی کہ مسلمانان مکہ کو اعطایا اسلام اور جبہ القرآن فصب ہوا اور اسی کے حق میں حضرت نے فرمایا ہو مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی کہ تمام دنیا سے بہتر ہو اور حضرت عمر کے روبرو چڑھی کما عمر نے فتح ہو فرمایا اتم اور اکثر کے نزدیک فتح خیر اور مکہ اور جب حضرت مدینہ میں آئے تو ابو بکر بن ابی اسعد مکہ سے مدینہ میں آیا مسلمان ہو کر کافروں نے دو آدمی اسکو لے کر بھیجے حضرت نے خطبہ اچھا ابو بکر کو اس کے ساتھ کر دیا اس نے کہا یا رسول اللہ تجھ کو میں نے نہ بھیجا مبادا انہما پہونچا دین آپ نے فرمایا جبر کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو غلصی دیگا ناگزیر ابو بکر جانب مکہ روانہ ہوئے جب وہ مدینہ میں سب لوگ اترے تو ابو بکر نے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر کھانا کھائے گو بیٹھا اس کے ہمراہ بھی کھائے لگے دو حق تلوار کا ذکر آیا تو ان دونوں سے ایک نے اپنے تلوار نکالی دکھلائے کہ ابو بکر نے غائب سمجھا کہ مجھ کو مار دینگے سو بولا اے یا رب یہ تلوار تمہاری بہت اچھی ہے اس نے کہا البتہ خوب ہے و اللہ میں نے اسکو کئی مرتبہ آزمایا ہے ابو بکر کہ نہ نو دیکھیں اس نے دے دی ابو بکر نے اسکو قتل کیا دوسرا ساتھی بھاگ کر مدینہ میں آیا اور اس کے پیچھے ابو بکر بھی آیا اور کہا یا نبی اللہ آپ نے تو مجھے واپس کیا تھا لہذا اللہ نے مجھ کو نجات بخشی حضرت صلح نے فرمایا کہ اگر کوئی

نازل ہوئی یا ابہا الذین آمنوا

نازل ہوئی یا ابہا الذین آمنوا

نازل ہوئی یا ابہا الذین آمنوا

مرد و کار اس کا ہوا تو یہ شخص روشن کندہ آتش حرب و اس کلام سے ابو بکر نے جانا کہ حضرت مسلم پھر مجھ کو واپس کرینگے سو ابو بکر بھاگا اور سیف البحر میں مقیم ہوا یا موضع عین میں ساحل بحر پر ٹھہرا اس عرصہ میں ابو جندل بھی اس سے بھاگ کر آگیا اور اس کے پیچھے بہت آدمی آئے یہاں تک کہ قریب ساٹھ یا ستتر مسلمان بلکہ تین سو جمع ہو گئے اور کاروان قریش کو جو بطریق تجارت شام کو جاتا تھا وٹنا شروع کیا قریش نہایت تنگ ہوئے اور ابو سفیان کے ذریعہ سے حضرت کو پیغام بھیجا کہ ان لوگوں کو اپنے پاس طلب کر لیجیے اب ہم اس شرط سے باز آئے جو کوئی آدمی ہمارا آپ کے پاس آوے ایمان میں رہے مجھ کو اس سے کام نہیں تب حضرت نے ابو بکر کو خط لکھوایا اور اپنے حضور میں طلب کیا جس وقت نامہ مبارک پہنچا ابو بکر حالت نزاع میں تھے سونا مہ شریف ہاتھ میں لیا اور جان بحق تسلیم کی ابو جندل نے ابو بکر کو دفن کیا اور ایک مسجد تعمیر کرا کے مع ہر ایمان مدینے میں آیا اور کہیے وہو الذی کف ایدیم حکم و ایدیکم عنہم بطن لکھ آمین کی شان میں نازل ہوئی ہو فائدہ اختلاف ہوا اس میں کہ صلح نامہ مدینہ میں ابن عبد اللہ حضرت علی نے لکھا تھا یا خود حضرت مسلم نے پس امام احمد نے روایت کی ہو فاخذ الكتاب و ليس يحسن ان يكتب فكتب مكان رسول الله ذاما قاضي عليه محمد بن عبد الله و تجاري نے براہ ابن عازب سے بھی اسی طرح روایت کی ہو اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابو الولید مامی نے اس حدیث سے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا علماء ائدلس نے کہا کہ ابو الولید زندیق ہو بسبب مخالفت قرآن سو امیر عہد نے علماء و ائدلس اور مامی کو طلب کیا مامی نے کہا کہ خلاف قرآن میں نے کچھ نہیں کہا ہو اس لیے کہ خداوند کبریا نے نفی کتابت و خط و اثبات امیت زمان سابق میں فرمائی ہو کہ دما کنت تلو من قبل ان کتاب ولا تخط من بعدک پس بعد ثبوت امیت قرآن کا پڑھنا مجرہ ہو اور لکھنا معجزہ دیگر سو ابو ذر ہروی و ابو الغتیرہ یثیری وغیرہ علماء و اقرعہ ابو الولید موافق ہوئے و رنجوی و نووی بھی اس طرف مائل ہوئے ہیں اور قاضی عیاض نے شفا میں بیان کیا ہے کہ بعض آثار و حالات کرتے ہیں کہ حضرت مسلم حسن خط سے واقف تھے کیونکہ ایک مرتبہ کتاب سے ارشاد کیا تھا کہ قلم بنا کاں پر رکھ لے تو جلدی یاد آوے اور معاویہ سے کہا تھا کہ وہ اذکشا وہ کر اور قلم اپنا محفوظ رکھ اور دندانہ نشین علیہ علیہ لکھ اور حروف میم کو گور نہ کر اور بعض علماء محققین فرماتے ہیں کہ لکھنا بعد امیت معجزہ نہیں ہو بلکہ باعث شک ہو اور ایمان قرآن میں شبہ نہ پڑتا ہو کیونکہ منکر کو گنجائش اس کلام کی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آتی تھے اور بہت ظاہر فرماتے تھے پس تحقیق حق یہ ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکھو چنانچہ روایت دیگر بتقریب اس باب میں وارد ہیں اور جو قاضی عیاض نے اطلاع حسن خط و حالات آثار سے بیان کی ہو محبوب اس کی تصنیف پر اتفاق رکھتے ہیں اور بعض تسلیم اطلاع صورت بعض حروف سے کتابت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اکثر ناخاندہ بعض حروف کے صورت سے واقف ہوتے ہیں کہ انی المواسب اللہینہ اور تنجہ الخما فل میں لکھا

بابت غلو حدیث

بابت غلو حدیث

بابت غلو حدیث

بابت غلو حدیث

بابت غلو حدیث

بابت غلو حدیث

کہ حضرت مسلم نے اس حدیث میں اور رسول اللہ اپنے ماتم سے جو کیا اور علی رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ابن عبد اللہ وہاں صبح روایت کی کہ جب بجایہ رسول اللہ علی رضی اللہ عنہ نے ابن عبد اللہ لکھا تو حضرت نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم جو بھی لکھا دو اسی میں تو لکھا چنانکہ انھیں کے وقت جب امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو حکم شام کے درمیان صلح نامہ لکھنے لگے تو کتابت نے لکھا کہ یہ صلح نامہ امیر المؤمنین علی کا ہی وکیل حاکم شام کو لاکر امیر المؤمنین نے لکھا کہ اگر ہم ایسا جانتے تو تم باطل نہ کرتے بلکہ علی ابن ابیطالب لکھو فانکہ امام شافعی نے صلح حدیبیہ سے قیاس کر کے لکھا کہ انار سے دھنل برسنی کا درست ہوا اور اگر امام کو قدرت ہو تو چار برس سے زیادہ جاؤ نہیں اور امام ایک کے نزدیک کچھ معنی نہیں ہوا کہ امام کی رائے پر موقوف ہو فانکہ بیچہ الرضوان کی بیانیہ میں کے فضائل حدیث و قرآن سے ثابت ہیں نہ کہ ان کا کافر ہے چنانچہ کریمہ لفظ رضی اللہ عنہ المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة اسمہا ناطق ہو یعنی اللہ عز و جل مولا ایمان والوں سے جب ماتم ملائے گئے تھے اس وقت کے شیخ اور پھر ارشاد کیا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ورسولہ فوہم یعنی جو لوگ ماتم ملائے ہیں ان سے تم سے اللہ کا ماتم ہو ان کے ماتم پر اور اللہ سے تم سے کمال تقصیر ہے فضائل اہل بیعت کے موجود ہیں جائز ابن عبد اللہ سے علامہ نووی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے فرمایا انہا را حدیث میں بیعت تحت الشجرة اور شعی فرماتے ہیں لکھا یبایعون اللہ والوں من الماہجرین والافغان بیعت الرضوان کے لوگ ہیں اور پوشیدہ نہ ہے کہ حضرت مسلم نے اس بیعت کو فتح میں شمار کیا جو چنانچہ صحیح بخاری میں برابر ابن عازب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ فتح مکہ کو فتح کہتے ہو حالانکہ فتح مکہ بھی ایک فتح تھی اور میں بیعت رضوان کو فتح شمار کرتا ہوں اور زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کوئی فتح عظیم تیرہ الرضوان سے نہیں ہو سکتی کیونکہ اس صلح و امتی میں سب مشرک مسلمانوں سے مل گئی اور آمد و رفت باہم جاری ہوئی تو مشرک قریش اکثر اقبال و افعال و خوارق عادات و منجزات باہرات اور حسن سیرت و جلیل طہریت رسول اللہ تعالیٰ سے بخوبی آگاہ ہوئے اور اس سبب سے ان کو دیمان خاطر جانب ایمان پیدا ہوا کہ بہت مشرک مسلمان ہوئے بلکہ یہی علت صلح تھی انقصہ اسی سال میں تعین صلوة الاستسقاء واقع ہوا یعنی پانی کا برسنا موقوف ہو گیا تھا سو حضرت نے دعا فرمائی کہ سات دن متواتر پانی برسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسکا طریقہ یہ ہے کہ جب پانی کی حاجت ہو تو امام قوم کے ساتھ گھر میں جاے اور دعاؤ استغفار کرے اور قبلہ رخ رہے اور چاروں کو نہ پھیرے جیسے کہ مذہب امام محمد رحمہ اللہ کا جو آدمی کو آنے نہ دے اور جو جیسے حد سے نماز پڑھیں تو جائز ہے اور جماعت و خطبہ سنت نہیں ہے صاحبین جماعت کے قائل ہیں اور محمد کہتے ہیں کہ وہ خطبہ چاہیں اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ ایک ہی خطبہ چاہیے اور درنہار میں ہے کہ تین دن متواتر تخمین اور امام لکھنے کے قبل تین روزوں کے لیے حکم کرے جب ادا ہو جاوین تب چوتھے دن بیادہ پاکرے وہاں تک کہ تین روزہ کرے ہوئے تخمین اور لکھنے کے پیشتر کچھ صدقہ دین اور توبہ کرین اور مسلمانوں کی بخشش چاہیں اور

انھوں نے اس حدیث سے روایت کیا ہے

بجائے ان کے صلح

تفسیر الاحادیث

خفیہ و ناخوانا ہوں اور حضرت نے ان کو کون کا شریک نہ کریں اور اگر کون کسان سے دور رکھیں اور توبہ ہو کہ وہ اب
 کو بھی نکالیں اور بہتر ہو کہ امام کو کون کے ساتھ جائے اور جو قوم کو امام کے اذن سے یا بغیر اذن سے جہاد و دست ہو
 اور جو ٹکڑے سے پیشتر یا بی برس پڑے تو توبہ ہو کہ شکر کے واسطے تخلیق اور جو جہری لگی ہو تو اس کے ہنکولے کے ساتھ
 توبہ ہو اور صلوة الاستسقا آیت کلام اللہ سے مستنبط و فعلت ما تضرعوا لکم انما کان غفاریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مدد راتا تفسیر احمدی میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ استغفار سبب ہی پانی کے اترنے کا اور یہی معنی صلوة
 الاستسقا کے کہ بنی خاندانہ تفصیل اسکے قصہ حضرت نوح میں لکھی گئی ہے پھر اسی سال میں کسوف و خسوف ہوا اور صلوة
 الکسوف شروع ہوئی اور احکام اسکے کتب فقہ میں تبصریح میں حاجت بنیان نہیں اور اسی سال میں عزا و توبہ
 ابن تیمس بن مالک ابن الجراح نے اپنے شوہر کی شکایت کی کہ بار رسول اللہ میرے شوہر نے مجھ کو مان کہا اور اسلام
 سے قبل جو مرد عورت کو کھٹاکر تو میری مان پر وہ عورت تمام عمر اسپر حرام ہو جاتی تھی اسی سبب سے حضرت نے فرمایا کہ
 کیونکہ تم دونوں مل سکتے ہو تب تو وہ عورت شکوہ کرنے لگی کہ یا حضرت گھوڑیاں ہوتا ہوں اور اولاد پریشان ہو جاتی تھی
 میں کیا کروں اسی قصیدہ میں یہ آیت تفسیر اللہ میں نازل ہوئی کہ والذین لظاہرون من النساء ہم یعودون لما قالوا
 فخریرہم یزید من قبل ان یتاسوا ذلکم تو عطفون بہ والعدبا لعلون خیر فمن لم یجد نصیحا منہم من متابعین من قبل
 ان یتاسا من لم یستطیع فاعطام ستین مسکینا یعنی جو لوگ مان کہ بیٹھیں اپنی عورتوں کو پھر وہی کام چاہیں جسکو کیا ہی
 تو آزاد کرنا ایک پردہ پہلے اسی کہ آپس میں ملین اور باہر لگا دیں اسی سے ٹکڑے نصیحت ہوگی اور اللہ خبر رکھتا ہے کہ
 تم کرتے ہو پھر جو کوئی زیادہ سے تو روزہ دو مہینے کا لگا کر رکے پھلاں سے کہ آپس میں چھوڑ کوئی نہ کر سکے تو کمانا
 دینا ہے تھمہ محتاج کا تفسیر میں ہے کہ ظہار اسے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو عورتانہ نسبتی بار نہائی اسی سے
 سے تشبیہ دی کہ انکا دیکھنا حرام ہے جیسے کہی کہ تو ایسی ہی مجھ پر جیسے میرے مان کا بیٹ یا رن یا فزن اسی جیسے میری بہن
 یا پوچی کا بیٹ یا لکے کہ تیرا سہ جیسے میرے مان کا بیٹ یا تیرا آدم یا بدن یا تہائی یا غیر اس کے جیسے میری مان کا بیٹ یا
 میرے دودھ پلانے والی کا بیٹ اس کہنے سے عورت حرام رہتی ہے جب تک کفارہ نہ دے اور جو کہ تو بھڑکی ہو جیسے
 مان ہے اس قول سے اگر کر امت یا ظہار کی نیت ہو تو صحیح ہو اور اگر طلاق کی نیت ہو تو باطل ہوگا اور جو کچھ نیزہ یا نیزہ
 تو نحو ہو اور اگر کہا کہ تو بھڑکی حرام ہے میری مان اگر نیت طلاق یا ظہار ہو تو صحیح ہو اور جو کہا کہ تو حرام ہے میری مان کا
 یہی ہے تو فقط ظہار ہی کو طلاق یا ایلا کی نیت ہو فانکہ من فم ہی معلوم ہوا کہ کوئی سے ظہار نہیں ہوتا کیونکہ
 نسا کے معنی ازدواج کے ہیں اور کوئی نیت ازدواج میں نہیں ہو اور جو ہی اس عورت سے ظہار نہیں ہوتا جو کہ بے اذن
 نکاح میں لایا اور ظہار کیا بعد اسکا عورت نے اجازت دی کیونکہ ظہار کے وقت زوجہ نہ تھی اس لئے کہ نکاح نون
 پر ہو تو تو نکاح اور یعودون لما قالوا سے مراد ہے کہ توڑتے ہیں اس چیز کو جسکو ظہار موقوف ہے یہ قول جہاد بن امام کا ہے

کسوف و خسوف

توضیح الاذکیہ

توضیح الاذکیہ

یہ تو رستہ میں اختلاف ہے ابو حنیفہ کو فی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ استمتاع کو مباح جانتے سے کہ بغیر شہوت بھی ہو مگر اگر کوئی
 جاتا ہو اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو عورت کو نکاح کے بعد اس قدر ٹھکرایا کہ اس زمانہ میں مفارقت ہو سکتی ہو تو وہ
 نفقہ ہوا اور مالک کے نزدیک جماع کا ارادہ نفقہ ہوا اور امام احمد جنہل کے نزدیک جماع ہوا اور نفقہ رقبہ سے یہ بات
 معلوم ہوئی کہ برودہ عام ہے مومن ہو یا کافر کیونکہ وہ مطلق ہو بلا قید اور ضعف کے مومن مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے
 اور امام شافعی مومن کو خاص کرتے ہیں اور قیاس کرتے ہیں قبل کے کفارہ پر اور بن قبل ان تیسرا معلوم ہوا کہ وطی بوسہ
 وکنار کفارہ کے بیشتر حرام ہے یہ مذہب ہمارا ہے اور بعض صرف وطی حرام کہتے ہیں کیونکہ تمام سے مراد جماع ہوا اور
 رقبہ کے نہ پانے سے مالک کے نزدیک یہ مراد ہو کہ نہ برودہ پادے اور نہ برودہ کی قیمت کہ اس سے مول لے سکے جو برودہ پادے
 اگر ادا کرے گو خدمت کی حاجت رکھتا ہو اور جو برودہ نہ تو اگر قیمت پادے مول لیکر ادا کرے کو نفقہ کی حاجت ہوا اور
 اگر قیمت بھی نہ پادے تو روزے رکھے اور شافعی کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نہ پادے برودہ یا اس کی قیمت فاضل حاجت اصلی سے
 جو برودہ یا یا بر خدمت کی حاجت ہو یا قیمت پادے پر نفقہ کی حاجت ہو تو اسکو روزہ پامین اور ہمارے امام کے نزدیک
 اگر برودہ ملے گو خدمت کی حاجت ہو اگر ادا کرے اور جو قیمت ہو تو مول نہ لے سکے گو وہ قیمت حاجت اصلی سے فاضل ہو
 بلکہ روزے رکھے اس قول کی ناید یہ ہے کہ بعد اسکے اللہ نے کفارہ کو کھانا کھلانے پر رکھا اور کھانا کھانا بدون قدرت
 کے نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ برودہ نہ پانے سے نہ پانا برودہ کا بعینہ مراد ہے قیمت اس کی کیونکہ اگر قیمت کا اعتنا
 ہوتا اور کھلانے والے کو قدرت مقدم ہو تو بجائے اطعام کے شراوبہ بنا دیتا اور بیعت بعین سے معلوم ہوا کہ تنہا
 شراوبہ اور تنہا اسے کہتے ہیں کہ دو مہینے کے مابین وہ پانچ دن جمیع روزہ مہینہ درست ہے نہ ہوا اور ان کے درمیان افطار
 نہ کرے عذر سے یا غیر عذر سے پھر جو بلے عذر افطار کیا تو بالاتفاق استیتنا ہے اور جو بغیر کیا تو ہمارے نزدیک استیتنا
 ہوا اور بن قبل ان تیسرا مسئلہ کہ بعضی ہیں کہ روزہ جماع اور بوسہ وغیرہ پر مقدم ہے اور بعضوں نے نفقہ جماع پر مقدم کیا
 معلوم ہوا کہ روزہ میں مستی بھی ہو کیونکہ دو مہینے کے روزے کا تقدم علی المس شرط ہو کتب اصول میں بھی کہ روزے
 کے اندر اگر رات کو عدا اور دن کو سو اوجا کرے تو ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک استیتنا ہے اور ابو یوسف
 اور شافعی کے نزدیک نہیں کیونکہ اللہ نے واجب کیا کہ سب روزے مس کے قبل ہوں جو استیتنا کر لیا
 تو سب روزے مؤخر ہوں گے اور جو استیتنا کر لیا تو بعض مس پر مقدم ہوں گے یہ بہتر ہے اور طریق کہتے
 ہیں کہ اللہ نے دو چیزیں واجب کی ہیں ایک تقدم علی المشء و سراً خالی ہونا مس سے اس صورت میں کل کا تقدم
 علی المشء قطع ہوا پھر خالی ہونا مس سے کل کا استیتنا سے ہو سکتا ہے اس لیے سب ہی ممکن کیے اور فمن لم یستیتن
 لکے یہ معنی ہیں کہ اصل صوم کی طاقت نہ رکھے یا اصل صوم پر تقادیر ہو پر بیماری سے تنابع کی طاقت نہیں ہو تو وہ
 کہ ساتھ مسکین کو کھلاوے ہر ایک کو ایک صلے کیوں یا ایک صاع جو یا سو کھلے خیرے اور اگر لپکا کر کھلاوے

تو سامن روئی دو وقت کھلا دے اور اگر زمانہ دے تو ہر ایک محتاج کو دو سیر گیون جیسا بیان کیا گیا اور علماء کی صورت میں تماس کا نہونا ہمارے نزدیک شہ برائین ہو کیونکہ وہ اس قید سے مطلق تھے اور مطلق بیضا مطلق پر ہوتا ہی گو ایک حادثہ نہیں ہوا اور شامی کے نزدیک شرط ہے اور صاحب کشاف اور مدیارک نے کہا ہے کہ جو مغاہر کفار کے بعض رہا تو عورت کو چاہیے کہ مدافعہ کرے اور قاضی کو چاہیے کہ کفارہ کے لیے جبر کرے اور قید رکھے اور اکیلل میں بخ کو ان آیتوں سے بہت مسائل معلوم ہیں ظہار کا حکم اور اس کا کبیرہ ہونا اور خاص ہونا ظہار کا زجبات سے اور کفارہ عود کی صورت میں اور امام مالک نے من النساء ہم سے دلیل بکری ہو کہ سریہ سے بھی ظہار ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی نیتنا داخل ہے اور بعضوں نے ظاہر آیت سے دلیل بکری ہو کہ ظہار فقط اسی وقت ہوتا ہے کہ خاص پیٹ سے تشبیہ دے اور فقط مان کے ساتھ تشبیہ نہ جرات وغیرہ محارم سے رضاعی ہوں یا نسب ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ عورت کے واسطے مسئلہ ظہار نہیں ہو مگر مثلاً اگر زوج اپنے شوہر کے پیٹ کو والدین سے تشبیہ دے تو کفارہ ظہار لازم نہیں آتا کیونکہ یہ حکم مرد کو خاص ہے اور والدین کے عموم سے دلیل بکری ہو کہ علام کے واسطے بھی ظہار ہوتا ہے اور اس پر بڑی جو بچہ ظہار کے کفارہ واجب جانتا ہے اور عود کا اعتبار نہیں کرتا فائدہ یہ جو لکھا گیا کہ بسبب بیماری کے تسلیع عموم کی طاقت نہ ہو اس کا حال یہ ہے کہ بعض وہ شخص جو خوف کرتا ہو کہ روزہ رکھنے سے بیماری بڑھ جائے گی جس طرح در چشم بابت و لرزہ ہو اور جو مرض کلا سین زیادتی کا خوف نہو یا اسکو کھانا سفر نو ج طرح اشتراک اسکو رخصت انظار نہیں ہو اسکو روزے برسبیل متابع رکھنا لازم ہو مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طبی مرض ہو انہیں رخصت ہے اور باقی حال مسئلہ ظہار کا کتب فقہین تبصرہ مذکور ہے اس قدر آیت قرآن سے متعلق ہو بیان کیا گیا اسی سال ۵۱۱ھ میں ام رومان زوجہ حضرت امیر المؤمنین امام التقیین انفل الصحابہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ابن ابی قحافہ اور والدہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی وقت وفات حضرت محبوب رب العالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے قبر میں آتے اور انکے واسطے استغفار کیا رعایہ لحن ابی بکر و عائشہ رضی اللہ عنہما و قضا لحن ام رومان اور جب انکو قبر میں رکھا تو فرمایا میں اراد ان منظرانی امراة من الخوارجین فلیسظرانی ہذہ المرأة اور اسی سال کے مہینہ محرم میں حضرت رحمۃ العالمین جب ربیع الثانی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کیا کہ بادشاہان عجم کو فرامین لکھوائیں تاکہ انکو رغبت اسلام ہو خوف و ترس بھی لاحق ہو ورنہ آیت ہے کہ جب یہ ارادہ ہوا تو اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان ملوک و سلاطین کا دستور ہے کہ جس خط پر مہر ہوا اسے نہیں پڑھتے لہذا حضرت نے خاتم بنانے کا حکم دیا چنانکہ خاتم علانی طیار ہوئی بعض اصحاب نے بھی جو کہ متحمل تھے باقاعدہ حضرت انگشتی ہوا تو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پینی تو اصحاب نے بھی پینی دوسرے روز حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمدؐ سو نہا پینا تمھاری امت کے مردوں پر حرم ہے

خواتین کا نام

خاتمہ بیان

خواتین کا نام

خاتمہ بیان

اس وقت حضرت سادہ نے دوسرا صاحب نے خاتم علماء آما رگوالی بعد اسکے خاتم لغزو بنوالی اگر اسکا حلقہ دیکھیں وہ تو نور نقیور اور کج
 کھنڈہ ایسا کیا سطر اول میں ابتدا و سطر دوم میں رسول اور سطر سوم میں محمد اس انگشتری کو حضرت واسعہ ہاتھ کے چنبلیکے میں
 اکثر پہنا کرتے تھے بعد آپ کے حضرت صدیق اکبر نے پہنی پھر حضرت عمرؓ نے پھر حضرت عثمانؓ نے انکے ہاتھ سے سپر اربابین
 اگر کئی اور باد صفت تلاش ملی اسی دن سے امور خلافت راشدہ میں بے انتظامی شروع ہوئے تحقیق میں لکھا ہوا کہ اکثر
 مبارک خاصیت انگشتری سلیمان رکھتی تھی الغرض جب ایسی صفت کے خاتم مرتب ہو گئی تو حضرت مسلم نے جھپٹ
 جھٹ بادشاہوں کو لکھوائے اور چھ شخص اصحاب سے ایسی مقرر ہوئے وحیدہ ابن حلیفہ کلبی ہر قتل قیس روم کے پاس روانہ
 ہوئے اور بعد ازاں خدا قہر سہمی کسے حاکم فارس کے پاس بھیجے گئے اور عمر ابن امیہ غمیری بغاشی حمزہ علیہ السلام
 جیس کے پاس اور غائب ابن بلتعلمی قہر سہمی لے اسکندریہ کے جانب اور شجاع ابن ابی ذب عارث ابن ابی
 قحطائے یرامی قہر سہمی کسے اور سیط ابن عمر دھامری ہودہ ابن علی غنی بقیواریا سہ کی طرف روانہ ہوئے اور
 سجزے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہوئے کہ جو شخص جس قوم کی طرف گیا اسی قوم کی بولی بولنے لگا صحیح بخاری میں
 بعد ازاں جن عباس سے روایت ہو کر ابو سفیان نے مجھے قصہ نقل کیا کہ جب ہم سے اور حضرت سے حدیبیہ میں صلح ہوئی
 تو زمین شام کے ملک میں گیا اس زمانہ میں حضرت نے وحیدہ کلبی کے ہاتھ روم کے بادشاہ کو خط لکھا سو وحیدہ کلبی نے
 شام کے سردار کو خط دیا اسنے روم کے بادشاہ کو کھوا کیا ہر حال نے کہا اگر اس شخص کا جو آپ کو پیغمبر جانتا ہو کئی اہل قوم
 ہو تو بلا سو مجھے بلوایا میں چند قریش کے ہر قتل نے پوچھا کہ ان آدمی قریب تر نسبت میں اس صاحب خط کا یمن نے کہا
 میں ہوں مجھکو لوگوں نے بادشاہ کے سامنے بٹھلایا اور میرے پیچھے ہزار ہوں کو پھر مترجم لینے دیا سبیا بلایا اور بادشاہ
 میرے ساتھ بیٹوں سے کہا کہ میں اس شخص سے کچھ پوچھتا ہوں اگر یہ جھوٹ ہوئے تو تم جھٹلاؤ ابو سفیان نے کہا کہ خدا
 کی قسم اگر دروغ کو شہور ہوئے گا تو رنوا تو میں حضرت کے حال میں کچھ جو ٹوٹا عرض بادشاہ نے پوچھا کہ حسب نسب
 اس نبی کا کیا ہے میں نے کہا نہایت شریف اور عمدہ خاندان ہر پھر پوچھا کہ کوئی شخص اسکے باپ دادوں میں بادشاہ بھی تھا
 میں نے کہا نہیں پھر پوچھا کہ کون اس پر جھوٹ بولنے کی ہمت بھی لگی زمین نے کہا نہیں پھر پوچھا کہ سردار لوگ اسکے تابع
 ہوتے ہیں یا غریب میں نے کہا صغیر پھر پوچھا تو تابع اسکے زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں میں نے کہا کم نہیں ہوتے بلکہ
 زیادہ ہوتے جاتے ہیں پھر کہا کہ کوئی شخص تابعین سے مدد بھی ہو جاتا ہو یا خوش ہو کر میں نے کہا نہیں بادشاہ نے کہا تم
 اس سے لڑتے ہو میں نے کہا ہاں کہ اس سطر لڑائی ہوتی ہے میں نے کہا کبھی ہم غالب آتے ہیں کبھی وہ پھر کہا کبھی ہم غمگینی
 بھی اسکے طرف سے ہوتی ہے میں نے کہا نہیں لیکن اب ہم سے اس سے صلح ہوئی ہر کچھ معلوم نہیں کہ اب کیا کونہ الہا
 ابو سفیان کہہ اچو کہ واللہ اتنی بات کے سوا کوئی بات اور میں نہ ملا سکا بادشاہ نے کہا کہ اگر بھی کہیں تم لوگوں
 میں سے قبل اسکے دعویٰ نبوت کیا ہے یا نہیں میں نے کہا نہیں پھر بادشاہ نے ترجمہ سے کہا کہ اس سے کہہ کے کہ میں نے

ابو سفیان کہہ اچو کہ واللہ اتنی بات کے سوا کوئی بات اور میں نہ ملا سکا بادشاہ نے کہا کہ اگر بھی کہیں تم لوگوں میں سے قبل اسکے دعویٰ نبوت کیا ہے یا نہیں میں نے کہا نہیں پھر بادشاہ نے ترجمہ سے کہا کہ اس سے کہہ کے کہ میں نے

اسکا حسب نسب پوچھا تو نے کہ شریف اور عالی خاندان جو پیغمبر ہوگا اسی قدرت کے ہوتے آئے ہیں میں نے پوچھا
 اسکے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا تو نے کہا نہیں سوا اگر کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص نبوت کے پردے
 میں اپنے آبائی سلطنت چاہتا ہو اور میں نے اسے تابعداروں کا حال پوچھا تو نے کہا غریب ہیں سو یہی حال جو
 پیغمبروں کا کہ اول غریب ہوگا انکی اطاعت کرتے ہیں لیکن بڑے آدمی غرور سے بے نصیب رہتے ہیں اور میں نے
 پوچھا کہ نبوت سے قبل کبھی اسکی دروغ گوئی بھی ثابت ہوئی تو نے کہا نہیں میں نے جانا کہ کبھی خدا پر جھوٹھ نہ
 باندھے گا اور میں نے تجھے پوچھا کہ اسکے لوگ دین سے ناخوش ہو کر پھر بھی جاتے ہیں تو نے کہا نہیں سو یہی حال ہے
 ایمان کے نوز کا جب دل میں سب کیا اور میں نے پوچھا کہ اسکے لوگ زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم تو نے کہا زیادہ ہوتے
 ہیں سو یہی حال ہے ایمان کا کہ اسکو ترقی ہوتی ہے ایمان تک کر کمال کو پہنچتا ہے اور میں نے کہا کہ اسکی لڑائی کیا حال ہے
 تو نے کہا کبھی وہ غالب ہوتا کبھی ہم سو یہی سنت ہے پیغمبروں کی کہ اول ایمان والا توں کی آزمائش ہوتی ہے پھر انعام کو فتح
 نصیب ہوتے ہیں اور میں نے پوچھا کہ وہ دعا بھی کرتا ہے تو نے کہا کہ نہیں سو یہی عادت ہوتی ہے پیغمبروں کی کہ وہ ہرگز
 دعا مانگتے نہ کرتے اور میں نے پوچھا ایسا دعویٰ اسکی قوم میں کسی اور شخص نے بھی کیا تھا تو نے کہا نہیں سوا اگر ایسا ہے
 دعویٰ کیا ہوتا تو میں جانتا کہ یہ شخص بھی اپنے قوم کی راہ پر چلا اگلوں کی طرح اسکو بھی موس نے لیا پھر بادشاہ نے
 کہا کہ کو کیا حکم دیتا ہے میں نے مصلوۃ ذکر کو اور برادر پروری اور پرغیر گاری کا بادشاہ نے کہا اگر یہ سب باتیں اس
 شخص میں ہیں تو وہ بیشک پیغمبر ہی اور میں اسے سے جانتا تھا کہ اس وقت میں پیغمبر ظاہر ہوا چاہتا ہی لیکن میرا یہ گمان
 نہ تھا کہ تمہارے قوم میں ہوگا اور اگر میں یہ جانتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں اسکے دیدار کا عاشق ہوتا اور
 جو میں اس کے پاس ہوتا تو اسکے قدم دھو کر تاج پھر بادشاہ نے حضرت کا یہ خط مانگا اور یہی ماحجب وہ خط پڑھ چکا تو
 اہل راہ میں بہت گفتگو اور نہایت شور وغل ہوا پھر ہم ہوجب حکم دربار سے نکالے گئے ابوسفیان نے کہا کہ جب
 ہمارا خروج ہوا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد کا یہ رتبہ ہو چکا کہ بادشاہ روم اس سے مورتا ہے کا قال خدا و ملائکہ
 الیٰ کشتہ اند نما نہ ملک بنی الامم صغریٰ بزرگ ہوا کام ابن ابی کبشہ کا کہ اس سے ڈرنے لگے بادشاہ بنی الامم صغریٰ
 قیصر روم ابوسفیان کہتا ہے کہ اس وقت میں نے یقین سے جانا کہ حضرت سب پر غالب ہوں گے یہاں تک کہ خدا
 نے محمد کو اسلام میں داخل کیا راوی کہتا ہے کہ پھر ہر قلعے روم کے سردار اپنے ایک مکان میں جمع کیے اور دروازے
 متصل ہو گئے پھر ان سے کہا کہ اگر قیامت تک اپنی ہدایت اور بہتری اور اپنی سلطنت کا قیام چاہتے ہو تو اس
 پیغمبر کا ایمان لاؤ سوروم کے سردار سب بھڑکے اور گورخردن کی طرے بیکو اچھلے لیکن دروازے بند پائے پھر بادشاہ
 نے انکو بلایا اور کہا میں نے تمہارے دین کی مضبوطی آزمائی تھی شاباش جو بات تمھیں کہتی ہے ہی تمھیں کی تب تو ان کو گویا
 بادشاہ کو بھی دیکھا اور خوش ہو گئے حقیقت یہ ہے کہ روم کے لوگوں نے بادشاہ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا کہ وہ روم کے بند ہونے سے دست بردار نہ ہو

نجوم ملک و دولت و عزت و جہان زبان بد لکھ لکھا کہ آزمائش تمہاری منظور تھی سو تم دین پر اپنے ثابت قدم لکھ
یہ معاملہ شہر حص میں واقع ہوا کیونکہ جب وحید کلینی مدنیہ با سکیہ سے خط لیکر ہر قل سے باس چلے نہیں تب ہر قل
بیت المقدس کو نذر ادا کرنے لیا تھا اور قبل پہنچنے وہیں کے مصیبتیں گئی تھیں اور بعضوں نے خط رسول اعلیٰ اور علیہ السلام کا یہ تھا
کہ یہ خط محمد خدا کے رسول کا ہو ہر قل کی طرف جو روم کا سردار ہوا اس پر سلام ہو جو راہ راست پر چلا بعد اسکے میں حکومتا
ہوں اسلام کی دعوت سے قبول کرنا کہ دین و دنیا میں سلامت رہے اور تو مسلمان ہو جا خدا تجھ کو دوسرا ثواب دے گا
یعنی ایک ثواب عیسوی دین قبول کر لے گا اور دوسرا ثواب محمدی ہوئے گا اور اگر تو نے اسلام نہ قبول کیا تو تیرے
اور پر رعیت کا اور تباہی و زون کا گناہ پڑ جائیگا جب تو مسلمان ہو تو رعیت بھی مسلمان ہوں گی تو انکی بگڑائی کا عذاب
تجھ پر ہو گا یہ آیت لکھی تھی یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ موائینا ویکلم الاعداء الاعداء ولا تشرک بشیئا ولا تجتنبوا بعضہا بعضا
اور باہم دونوں اعدائے تو کو انفقوا و اشہدوا باننا مسلمون یعنی اور اہل کتاب دالوا تھا وہ اس بات پر جو ہمارے اور تم
درمیان برابر ہو وہ بات یہ ہو کہ ہم اور تم خدا کے سوا کسی عبادت اور پرستش مکرین اور کسی چیز کو اس کے ساتھ
شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض آدمی بعضوں کو خدا کے سوا اپنے رب اور مالک نہ بنا دیں سو اگر اہل کتاب
تو حید سے موافق ہو تو ان سے کہو کہ تم کو وہ جو کہ تم تو مسلمان ہیں حکم الہی کے مطیع فائدہ یہ ہو جو اوسفیان نے لکھا کہ تقدیر
امراہ ابن ابی کبشہ سوال اس بقولہ کا یہ ہو کہ الی کبشہ قبیلہ خزاعہ میں ایک شخص تھا ساحر کہ اس سے ابو عبیدہ و توح
میں آیا کہوتے تھے آئسے بت پرستی میں قریش سے مخالفت کر کے ستارہ شمس کی پرستش شروع کی تھی اس
کا ثابت سے مشرک بت پرست حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ رہتے تھے اور ان کو ہش تو بن کی کیا کرتے تھے اور سخت نذر
تھے سو ان کے نزدیک جیسا ابن ابی کبشہ پر تھا وہی ہی حضرت علی المد علیہ وسلم کو برا جانتے تھے فائدہ ہر قل کیسے
الہا و فتح الرا و سکون القاف بروزن دمشق دھوا اسم علم لہ لانصراف للعلیۃ والعبود اور قیصر بادشاہ روم کا لقب ہو
جس طرح بادشاہ فارس کا کہے اور سلطان حبش کا نجاشی اور فرمان روا کے ترک کا خاقان اور فرمان روا
قبط کا فرعون اور کسی بھیہر کا تیغ فائدہ اس بات میں اختلاف ہو کہ ہر قل ایمان لایا یا نہیں بعض علماء اسلام کفر الہ
فرماتے ہیں کہ ہر قل بادشاہ روم اسی وقت ایمان لایا جب آئسے نام مبارک کو بھانگا کہ پوشیدہ اور مخفی و مخوف ہلاکت
ذات و زوال مملکت عادت و انفعال اسکے برخلاف دین اسلام تھے لیکن سند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ہے
کہ ہر قل نے جو کہ سے ایک خط حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا اور اس میں مندرج کیا کہ میں مسلمان ہوں
حضرت حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کاتب اس خط کا جو نسخہ یہ شخص اتیک اپنے نصرت پر تھا
ہو لہذا بعض علماء و محققین مشرک المدیم و رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہر قل ایمان نہیں لایا وہ نہ اصح حدیث و نہ اہل

دریغ

بات چیت

کتابت

میں

کہنا مبارک ایک سو لکھ تری بین اتیک رکھا کر جب پانی نہیں برستا تو اس سے استسقا کرتے ہیں فائدہ ایک
 شخص ضابطہ عالم نصاریٰ نہایت معظّم و مکرم وہاں رہتا تھا کہ قتل و خلیجی سے کہا کہ تم اپنے پیغمبر کا حال اس سے کہو
 کہ وہ ایمان لاوے تو سب نصاریٰ ایمان لاوین گے انھوں نے جا کر بیان کیا اُنہیں سننے ہی عصا اپنے ہاتھ میں لیا
 اور سپید کپڑے پہن کر یاہر نکلا اور کلیسا میں جہاں بڑے بڑے نصاریٰ جمع تھے گیا اور کہا کہ میں پیغمبر عربی پر ایمان لانا
 بیشک یہ وہی پیغمبر ہیں جنکی بشارت عیسیٰ نے دی ہے سنئے ہو نصاریٰ اس پر دوڑ پڑے اور مارنے مارے مار ڈالا تو
 یہ حال سُن کر کہا مرا بھی یہی حال کرینگے اگر میں ایمان لاؤں تو نوز میں تحقیق نہ لکھا جائے کہ عبداللہ نے عظیم البصرین کے مفت
 نامہ مبارک کسر لے کر پہنچایا اُنہیں پھر کر جاک کر ڈالا اور کہا غلام لوگ مالکون کو ایسا لکھتے ہیں تو حضرت
 نے نہ نہ فرمایا ان پر تو قتل عزت یعنی بارہ کئے جائیں وہ تمام پارہ ہوں اس دعا کی اثر سے چودہ پادشاہ
 ایک ہی سال میں مر گئے پھر ایک عورت پادشاہ تھوکی پھر سلطنت جاتی تھوکی روایت ہے جہاں حضرت نے
 دعا فرمائی اُسی رات کسری بالافانہ سے گرا اور مر گیا اور روضۃ الاجاب میں ہے کہ دسویں جمادی الاول سال ۶۱۰ھ میں
 شب سہ شنبہ یہ معاملہ ہوا کہ شیر و یہ کسری کے بیٹے نے کسر لے کر پیٹ چھری سے چیر ڈالا اور مکتوب خوش اسلوب
 کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط محمد رسول اللہ کے طرف سے لکھا جاتا ہے کسری بادشاہ فارس کو سلام
 اس شخص کو جو راہ دست کے متابعت کرے اور خدا ہی تعالیٰ جل شانہ کا گردیدہ ہو کر گواہی دے کہ خدا ایک ہے اور
 محمد اسکا بندہ اور رسول اور کسری میں تجھ سے اسلام کی دعوت کرتا ہوں بیشک ملین خدا کا رسول ہوں تمام جہاں
 کے لیے اکہم ایک زندہ کے کوڈراؤں اور خدا کے عذاب سے خوف دلاؤں اور کافروں پر حجت تمام کروں پس اسی
 کسری تو خدا سے ڈرا اور مسلمان ہو کر ہلاکت سے نجات پا کر فلاح کو پہنچے اور اگر سرکشی کر گیا تو خوف سمجھ لےو کہ
 مجھ سے کاسا و بال تعبیر بھی ہو گیا جب یہ نام اس کے سامنے پڑھا گیا تو اُس نے ہاتھ میں لیکر جاک کر ڈالا اور بلے ادا نہ کیا
 کیا یعنی اپنا نام میرے نام سے پہلے کیوں لکھا یہ خبر حضرت کو پہنچی حضرت نے فرمایا کہ جس طرح کسری نے میرا نام پھیلایا
 اللہ تعالیٰ اُسکا پیٹ بھارے پھر کسری نے باذان حاکم میں کو لکھا کہ شخص مدعی نبوت کو گرفتار کر کے مسجد سے اُسے نکالو
 اور پھر شہرہ فارسی کو بھیجا اور ایک خط حضرت کو لکھا کہ تم ان دونوں کے ساتھ کسری کے پاس جاؤ چنانچہ وہ دونوں
 طائف کے سرزمین میں آئے ابوسفیان اور صفوان ابن امیہ وغیرہ ملے انہوں نے حضرت کا مسکن بتلایا اور خوش
 کہ بھلا جلیل القدر بادشاہ دشمن رسول ہوا انھیں دونوں ایلی باذان کے مدینہ میں آئے اور حضرت کے مجلس شریف
 میں حاضر ہوئے اور پیغام باذان اور گفتگوی کسری میان کی حضرت نے متبسم ہو کر دونوں کو دعوت اسلام فرمائی
 کہ ان پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کانپنے لگے اور بیرون مجلس آپس میں کہنے لگے کہ اس مجلس کی ہیبت سے جان کا خوف ہے
 تھا ارب معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے تمام معاملے خدا کی طرف سے ہیں اُس دن تو وہ دونوں بموجب ارشاد پیغمبر خدا

ایک مکان میں چھ مہرے دوسرے دن پھر آئے حضرت نے فرمایا کہ باذان سے کمد و میرے خدا کے کسری کو ہلاک کر دلا
اور ایک کمر بند زردوزی کا خنصرہ کو عنایت کیا پھر دونوں رخصت ہو کر مین میں بچہ بچہ اور حال گذشتہ باذان سے
بیان کیا باذان نے کہا کہ ان حالات سے مجھ پر غیبی رحمت معلوم ہوئے ہیں اور اگر خجہا کی کسری کی صحیح ہوتی تو مجھ پر کبھی بھی
شک نہیں مین ایمان لاؤنگا یہ مذکرہ ہو رہا تھا کہ شیر وید کا خط آیا کہ مین نے پرہیز خنصرہ کو نام بھیجا مار ڈالا اور تم اس شخص سے
جو بدعتی جو تہ و تضرع کرو سو باذان نے خط پڑھا اور مع پیران تو ایچ سلطان ہوا اور جب مین اپنے بھائی کی طرح کے پاس ہوئے تو بھائی نے نہایت تعظیم و تکریم کی
اور دین سے آکر کرنامہ مبارک لیا اور اپنے انکھون سے لگایا اور اسلام لایا مگر صحیح یہ ہے کہ بھائی اسلام لا چکا تھا اور لکھا تھا
کہ نامہ حضرت علی علیہ السلام نے واسطے ترویج ام حبیبہ اور طلب جعفر ابن ابی طالب وغیرہ رضی اللہ عنہم کے لکھا تھا کہ
اگر نہ ہو کالت خالص ابن عاص ام حبیبہ کو نکاح کر کے بھیجا اور مہاجرین کو مع مال و اسباب بسیار دو کشتیوں پر رار
کر کر و انہ کیا روایت ہے کہ بھائی نے اس خط کو عاج کے دہلے میں با حینا طر رکھا تھا وروایت ہے کہ اسکا آکر
ہو تا ہوا اور بھائی نے کمد یا تھا کہ جب تک حبش میں یہ خطر رہیگا خیر و برکت سے معمور رہیگا فائدہ بھائی نے فتح نون
مومند بعض بالکے خیا پھر صاحب قاموس نے بالکے وقت یہ تحیثہ انفع کہا ہے اور بعض کے نزدیک جواب تخفیف یا ہر
اور اہل تحقیق کے نزدیک یا نسبت نہیں ہے بلکہ اصلی دسکان ہے فضائل بھائی اکثر ہیں اور جب مخاطب بن بلتوہ نے اسکندریہ
میں مقوقس کو نامہ دیا تو اسے بھی تعظیم کی اور جواب لکھا خلاصہ اسکا یہ ہے کہ آپ کے مکتوب کو مین نے خوب سمجھا اور میں جانتا
ہوں کہ ایک پیغمبر جو باقی و ظاہر ہوگا لیکن میرے لگان یہ ہے کہ شام میں ہوگا اور خندہ تحائف روانہ کیے اور قصیل لکھی از انجاء
کوئی بیان ترک اور ایک خواجہ سر اور ایک نیزہ اور پیش قدمی زرم اور ہزار شقال طلا اور طالب کو سو شقال سونا
اور پانچون کپڑے انعام میں دیے اور تمنا میں مین حضرت کا حال پوچھا اور سکر بولا کہ یہ سب صفات پیغمبر کے ہیں پھر طالب
پانچ دن قیام کر کے رخصت ہوئے اور مع تحایف مرسلمہ حضور رسالت پناہ میں حاضر ہوئے تو سچل ٹوڈیون کے
حضرت ماریہ قبطیہ کو سلمان کر کے بطور سر یہ بلک مین اپنے تصرف مین لائے کہ ابراہیم ابن رسول اللہ انھن سے
پیدا ہوئے اور سیرین اخت ماریہ حضرت حسان ابن ثابت کو بخشی اور ولید خاص انجی سواری مین رکھا اور دراز گوش غیر
خواہین غور نام پر بھی گا سواری فرماتے تھے چنانچہ دراز گوش سفر حجہ کو دواع مین فوت ہوا اور ولید بعد وفات آنجہا
حضرت علی مرتضیٰ کے سواری مین رہا پھر امام حسن علیہ السلام کے پاس رہا زمان معاویہ مین مر گیا اور مقوقس کے نام اسکا
بریح ابن شیبہ تھا معاویہ خندہ و دوسرے دن فوت ہوا اسلام اسکا ثابت نہیں ہے فائدہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ ہدیہ شکر
کا قبول ہوا اور بعض احادیث سے یہ وفر نامہ ہدیہ شکر کون کا پایا جاتا ہے اور رفع تعارض ہون ہوتا ہے کہ جبکہ ہدیہ قبول کیا
اسکے اسلام کی عید تھی اور جبکہ رد فرمایا اسکے اسلام سے نامیدی تھی اور شجاج اس وہب نے نامہ مبارک حضرت سلیم
بندریہ ایک نفرانی کے جبکہ نام خراب تھا اور حالات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سکر باطن مین ایمان رکھتا تھا حارث

ابن شمر غسانی کے پاس پہنچا اور چٹیک دیو یا خبر سکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک اسکا بڑا ہو جو چنانچہ عارث مذکور سال فتح مکہ میں مر گیا اور ملک اسکا جلد ابن ابیہم غسانی کے ہاتھ آیا اس کے پاس بھی شجاع ابن مع نامہ آئے ہیں سو وہ بخوشی ایمان لایا مگر خوف حاکم سے پھر نصرانی ہو گیا اور اسی حال میں مرا اور بعض اہل کینہ تھے کہ عارث ابن شمر بھی بوشیدہ ایمان لایا تھا اور جب سلیط ابن عمر نے نامہ مبارک بوزہ کو دیا تو بوزہ ابن علی خفی نے بھی بہت تعظیم سے لیا اور جواب لکھا کہ طریقہ آپ کا نہایت بہتر ہے لیکن میں اپنے قوم میں خطیب شاعر ہوں جو حکم بھی اپنا شریک کیجے اور سلیط کو انعام دیکر رخصت کیا اس نے جواب نامہ حضرت کے حضور میں پیش کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست اسکی نام منظور فرمائی اور بعد فتح مکہ بوزہ بھی کافر رہا اور اسی سال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں کو رخصت دی کہ گھوڑے اور اونٹ مضار مسابقت میں دوڑا کر دو گھر گھوڑوں کے لیے میدان علیحدہ قرار دیا اور اونٹوں کے واسطے علیحدہ روایت ہو کہ اس دوڑ میں شمر عضبا و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سب اونٹوں سے آگے نکل جاتا تھا ایک روز اتفاقاً ایک اونٹ سے پیچھے رہ گیا تو یاروں کو رنج ہوا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جائے ملال و رنج نہیں ہو ہر کمال کو زوال اور ہر شرف کو وبال دہر رفع کو وضع اور ہر جمع کو منہج و متعارض ہوتی ہو پھر رنج کو نابینا فائدہ ہو اور اسی سال میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دوسری شرف ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور اصحاب صفہ میں معدود اسکے نام میں داخل ہوئے اور باب کے نام میں بھی پس بقول رجم نام النجا عبد الرحمن اور باب کا نام مخوف تھا اور چونکہ ایک ہرہ مدینہ و انکی پاس اس باعث سے کنیت انکی ابو ہریرہ ہوئی اور مدت قلیلہ میں خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت کی اور حضرت کی دعا سے قوت حافظہ الہی خدا نے عنایت کی کہ جو کچھ زبان فیض ترجمان سے سنایا در کما چنانچہ روایت آیا ہے کی ابو ہریرہ رض سے اس قدر ہو کہ اور کسی صحابی سے نہیں کہ لینے پانچ ہزار تین سو چوبیس حدیث اُس نے کتب احادیث میں مروی ہیں انرا کملہ چھ سو نو صحیحین میں آئیں تین سو چھ تیس متفق علیہ اور تراوی فرد جانی اور ایک سو نو فی فرد مسلم وفات ابو ہریرہ کی سال پنجاہ و چکارم مجری میں ہوئی بقیع میں مدفون ہوئے سترستہ برس کی ہوئی القہر جب ساتواں برس ہجرت کا اور ساتھواں مولد کا ہوا تو آخر عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر غزوہ خیبر کہ مدینہ طیبہ سے تین ہنزل کے فاصلے پر واقع ہو تشریف لیچا اور سبب اس واقعہ کا یوں واقع ہوا کہ جب حضرت سرور کائنات اشرف موجودات شفیع الدین سید المرسلین امام الاولین و الاخرین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے سفر سے مراجعت فرمائی اور ماہ ذیحجہ میں داخل مدینہ باسکینہ ہوئے اور قریب بیس دن کے وہاں اقامت فرمائی تو شہرارت بیود خیبر کہ ایک حدت سے ظاہر تھی اور عداوت سید المرسلین کے قلوب میں قائم تھی اس زمانہ میں علانیہ ہوئی لہذا حضرت نے حکم دیاجی کا واسطے غزوہ خیبر کے ناکذ کیا جی

سیرت ابن شمر

ابن شمر

ابن شمر

جو چاہو اگر خدا سے تمہارے لئے فتح خیر اور غنائم کثیرہ کا وعدہ کیا ہو تو تم یہ دو جہاد مدینہ بہت جلد سے مکہ کی طرف
 تشریف لے کر آنا چاہئے۔ تمہارا کیا عبد اللہ بن حذر و محانی انصاری پر ابو شیمہ یہودی کے پاس رخ درم تھے اس لئے تمہارا کیا
 مدینہ والی نے کہا کہ جب غنائم خیر سے بچے گا تو لنگا آئے کہ کیا خیر کا حال اور مٹاؤن پٹیاں سرخ و خیر میں دین
 مرد و جنگ میں محالی نے بہت رنج کیا اور کہا مرد و تو بھوکو تو کھین کرتا ہو وہ جنہو را قدس میں ناشی ہو اور عبد اللہ نے قولہ
 یہودی کا بیان کیا کہ آپ نے زیر لب کچھ فرمایا اور عبد اللہ سے اس سے قرض کو اسناد کیا چنانچہ عبد اللہ نے ایک کپڑا
 اپنا تین درم کو بیچا اور دو درم ایک محالی سے قرض لیکر قرض ادا کیا سلمہ بن اسلم نے کپڑا بیچ دیا کہ وہ پندرہ غزوہ
 خیر میں گئے اور وہاں بہت لوٹ ملی اور ایک عورت قریبہ ابو شیمہ کے ہاتھ آئی کہ بھوکھیت گران چیا ابجد حضرت سلم
 آخر عمر ہم الحرام سال ختم ہوئی میں بانو حشم جانب خیرہ تشریف لیچا اُس وقت ایک ہزار چار سو غازی اور
 نو سو اسب عربی و ترکی انہما تین گھوڑے خاصہ یعنی آزار و سب و طرب ازان حضرت علی اللہ علیہ وسلم
 تھے اور ایک ہزار چار سو اشرار و دشمنان فرساق تھے اور میں عورتیں تہراہ رکاب تھیں اور اس غزوہ میں
 امات المؤمنین سے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نام قرعہ پڑھا کہ وہ ساتھ حضرت سید المرسلین
 محبوب رب العالمین کے گئی تھیں اور سباج ابن غرظہ مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں خلیفہ مقرر کیے
 گئے تھے اور عکاسہ ابن مفضل اسدی مقابلہ الجیش کیے گئے اور حضرت امیر المؤمنین الناطق بالحق و الصواب عمر ابن
 رضی اللہ عنہ سے دارینہ تھے اور میرد اور ساقہ کا حال دریافت نہیں ہوا اور حضرت اسد اللہ الغالب نقطہ
 وارہ مطالب امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کی اکھنوں میں درو شدید تھا وہ اس سبب سے
 ہمراہ جناب رسالت نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لیگئے مگر جب حضرت رحمۃ العالمین خیر میں جلوہ فرما
 ہوئے تو حضرت امیر سحر داخل ہوئے لیکن خیر میں رہی بالحدہ جب شکریہ پیکر اسلام بانوکت ملک علامہ
 خیر روانہ ہوا تو عبد اللہ بن ابی سلمہ منافق نے یہ خبر یہودیان خیر کو مفصل پہنچائی اُن لوگوں نے مضطرب
 ہو کر یہو سلطنت کتا نہ بن ابی الحقیق اور یہودہ بن قیس قوم غطفان سے اعانت و مدد چاہی انھوں نے خوف
 سے انکار کیا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہمان میں پہنچے و نہو کر کے نماز عصر اور فرمائی اور بعد نماز عصر
 قدرے خیرے اور تنو ناول فرما کے اسے وضو سے نماز مغرب اور فرمائی اور بعد عشاء دو شخص ابہر طلب فرمائے
 اور کہا ایسی راہ لے چلو کہ سیدے قبائل غطفان اور خیر کے درمیان پہنچیں اُن دونوں میں سے ایک نے
 جبکہ نام جسٹس تھا آگے ہوا چلتے چلتے ایک ایسے مقام پہنچے جہاں سے کسی طرف راستہ چھٹا تھا حاصل ہوا
 یا رسول اللہ جس راہ فرماؤ لیچو اُن اور راہوں کے نام لینا شروع کیا جب مقام حب کا نام آیا تو حضرت نے
 فرمایا اس راہ سے لے چل چنانچہ اسی راہ جانب خیرہ تشریف لیچا اور عباد بن بشر کو چند سو اون کے ساتھ

آگے بطور طریقہ بھیج دیا بعد ازاں ایک جاسوس اس طرف کا خبر کیا اور اس سے حال خبریوں کا پوچھا جس نے پہلے کہا
 وہ نہ ہزار آدمی جنگی مسلح لیا رہیں پھر عباد نے مکر پر پوچھا تو اس نے کہا تمہارے خون سے سب قتل ہو رہے ہیں جو عباد و اس کے
 حضرت کے حضور میں لائے تو اس نے سب حال کیا حضرت عمر کی مرضی ہوئی کہ اسکو قتل کرین عباد نے کہا میں نے
 امان دی ہے حضرت نے فرمایا اسکو باغرت و خاطر داری رکھو چنانچہ وہ جاسوس خیرین ہو پہنچے ایک سلطان ہوا
 اور غازیان اسلام وادی حرمہ کی راہ سے خیر کے قلعوں کے آس پاس کی سرزمین میں داخل ہوئے حضرت نے
 جناب باری میں دعا و التجا کر کے اصحاب کو حکم دیا وہ غلا علی برکتہ اللہ پھر سب چلے اور نثر نامہ ایک مصرع پڑھ کر
 اترے اور وہاں ایک مکان مسجد کے لیے قرار دیا اور نماز تہجد میں ادا فرمائی اور نماز صبح بھی تاریکی میں پڑھی صبح تک میں
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیرین تشریف لائے اور میں نے صبح کی نماز
 جاس میں آنحضرت کے ساتھ پڑھی اور آنحضرت مع ابوالمحسہ سوار ہوئے اور میں ابوالمحسہ کا ردیف ہوا پھر حضرت خیرین کے قلعوں
 چلے تو خیرینوں پر خواب مسلط ہوا کہ انکو آنحضرت کے آنے کی خبر نہ ہوئی حالانکہ سبب دریافت ہوا جائے خبر آمد نہ کہ اسلام
 ہر روز وہ منظر اور مسلح باہر نکل کر رات کو بچھرتے تھے اس رات یہ غلبہ خواب ہوا کہ کسی نے جنبش بھی نہیں کی بلکہ غور و فکر
 بانگ نہ دی اور جا نوروں نے حرکت نہیں کی صبح کے وقت وہاں کے لوگ خواب غفلت سے چونکے مگر سب کے رونق نہ
 گھبراہٹ تھی اور آپس میں کہتے تھے کہ یہ اضطراب قلب کیسا ہو اور اسی حالت اضطراب میں یہ سوچے کہ انہی جو یوان
 ایک کھیتوں پر پہلے جب باہر نکلے دفعہ شکر اسلام نظر آیا دیکھنے والوں نے کہا یہ وہ کھیتیں تھیں جہاں پورے لشکر کے آپ بچے قتل ہوئے اور انکے
 لکھتے ہیں کہ پورا لشکر وہاں تاج حسین باچون کر کے لشکر ہوں مقدمہ ساقیہ میرہ قلب مقدمہ آگے کے تکرار اور
 پشت الہ کو اور میرہ دہشتہ طرف کے لشکر کو اور میرہ بائیں طرف والا اور قلب پیچ کا لشکر حسین سردار ہوتا ہوا بالجماعہ
 خبر شکر سب آئے پاؤں حصاروں کو بھاگے اور دروازے بند کر لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرہ فرمایا اور
 ہوجی آئی مجاہدہ معاملات خیر سے اصحاب کو اطلاع فرمائی کہ انکے واسطے یہ ہوتا ہوا ویسا ہی ہوا خیر میں سات قلعے تھے چنانچہ
 انھیں کے قلعہ میں مذکورین خیرتہ مدعیہ ہفت قلعوں کا ذکر ہے اور انھیں لکھا کہ کتبہ بدوایم و شق ابکہ غموس و لغافہ و غلیہ و سلام کتبہ
 بفتح کاف تازی و کسر تاءے فوقانیہ مشنہ و سکون مشنہ و تثنیہ و فتح بای موحده و آخر ان نامی ہوز بروزن عقیقہ فاعلم
 بفتح نون و کسر عین مملہ بروزن عالم شق بفتح ثین موحہ و تثنیہ کاف اسلوا و اوت حرابی میں رکھے تھے قلعوں میں ہوز و مملہ و لغافہ
 بفتح نون و طای مملہ و غلیہ بفتح نین مملہ و طای حطی مملہ و سکورہ و یای مشنہ و تثنیہ و تاءے ہوز مملہ بروزن اویرہ سلام بضم
 سین مملہ و کسر لام باینہ بالجماعہ خیر سے پڑا خوف طاری ہوا تھا مگر سلام ابن مشکم نے انکو تسلی دلا سے سے مضبوط کیا
 کھار بہ پرستہ ہوئے اور اپنے عیال و اطفال قلعہ کتبہ میں بٹھائے اور کھانا دیکھا ذخیرہ و حصہ نام میں کہ حصہ منسوب
 کھانا تھا کھانا امداد لٹنے والے لوگ حصار و لغافہ میں جمع ہوئے اور اسلام ابن مشکم رئیس خیرین کا باؤ تھا

یہ باری کے لشکر میں حاضر ہوا اور ہر ایک کو متاع اور مجاہدے کی ترغیب و تحریض کرنے لگا آخر کار اسی قلعہ میں فی النار ہوا اور حضرت
 سلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو تسلی دی اور فرمایا کہ تم مہر کردہ قلعہ اللہ تعالیٰ فتح دیگا اسے میں جناب ابن المذکر نے اتنا کلام
 کیا کہ رسول اللہ اگر آپ اس مقام پر یکدم آئی اترے میں تو کچھ کلام کی مجال نہیں ہوا اور اگر کسی خاص معجزہ سے یہاں قیام فرمایا
 تو میں کچھ عرض کیا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا یوں میں اترے میں کوئی وجہ خاص تو نہیں ہے تب جناب نے عرض کی کہ یہ قلعہ
 مخطور ہے یعنی قلعہ لفظ سے نزدیک ہوا ہوا بھی متعجب ہو حضرت نے فی الفور میرا بن سکہ کو واسطے خود ہر مقام کے بھیجا انھوں نے
 مقام جمعہ پسند کیا کہ حضرت سے التماس کیا ایشاد ہوا کہ رات کو وہیں چل کر جنگ اسی دن حصار لفظ سے لڑائی شروع
 ہو گئی اور تیغ کی پوچھا پڑنے لگی اہل اسلام انہیں کافروں کے تیراٹھا کر مارنے لگے اس دن گرمی کی شدت تھی محمود ابن مسلمہ
 حصار نامہ کی دیوار کے سایہ میں جا سویا نہ رخصت ہو دی یا کتنا نہ ابن الحقیق نے ایک تیر پھاری محمود کے سر پر مارا کہ رخصت کیا
 اور اسی زخم سے شہید ہوئے بعد اسکے جناب ابن المذکر نے لکھا کہ یہ دو خرمون کے استجار کو دوست رکھتے تھے انکو کھانا چاہا
 باجائز رسول اللہ فرستے کہ درخت کٹنے لگے چار سو درخت کاٹ گئے تھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول
 خیر تو فتح ہو گا کیونکہ خدا نے تمہارے لئے حکم انعام میں دے چکا ہے یہ درخت مسلمانوں کے واسطے رہتے دیکھتے تو حضرت نے
 منع کر دیا جب رات ہوئی تو منزل جمعہ میں اترے اور وہی مقام شنگام ہو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر درخت کو کھینچے ڈٹے جاتے تھے
 اور اس منزل میں یہ دستور تھا کہ ایک محالی ہر شب حراست کرتا تھا ایک رات حضرت عمرؓ کی باری تھی تو ایک یہودی کا
 حضرت عمرؓ نے اسے قتل کا حکم دیا اسے کہا مجھے اپنے بغیر کے پاس چلو تو میں کچھ عرض کروں حضرت عمرؓ اسکو لائے اسے سزا
 آپ نے پوچھا کیا خبر ہو بلا اے ابوالقاسم مجھے امان دو تو میں بتا جا حال کہوں حضرت نے امان دی تب اسے لکھا کہ میں خطیب
 آیا ہوں یہ دو واضطراب سے آج کی رات حسن بن ثین بھاگ آئینگے مجھ کو جب میں حصن میں داخل ہوں تو آپ بھی تشریف لائے
 فرمایا انشاء اللہ اسے یہودی نے لکھا اے اللہ غرض دوسرے دن حصار لفظ فتح ہوا اور حصن فتح بھی بعد اسکے فتح ہوا اکثر
 کتب سید میں اس طرح مذکور ہو مگر ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اول حصن ناعم فتح ہوا ہر روایت ہو کہ ایک دن حصن مصعب
 ابن معاذ نے ترنا شروع کیا کہ جب یہودی نکلا اور اترنے لگا عامر ابن الاکوع نے راستہ بند کیا روکا کہ جب نہ ملو اچھا
 عامر نے سپر پہلی اور جب عامر نے وار کیا تو ملو اترتی چھوٹی وار نکلا اچھا پورا کنا اور عامر کی زانو پر پڑی کہ اسی زخم سے
 عامر شہید ہوئے اور منزل جمعہ میں محمود ابن مسلمہ کے ساتھ دفن کیے گئے روایت ہے جب حضرت نے خبر سے مر اجب
 تو اٹھا ہے راہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ ابن الاکوع پر اوڑھنا دیا عامر کو ملول پایا اور سبب پوچھا کہ
 روایت ہو کہ میں نے روکر کیا رسول اللہ اید ابن حنیفہ وغیرہ اصحاب کہتے ہیں کہ عامر کا عمل باطل ہوا اس لیے کہ اپنی
 تلوار سے قتل ہوا چھوڑتے فرمایا وہ ناسمجھ خطا پر ہیں اسکو دو اجر میں اور درمیان دو انگلیوں کے جمع کر کے
 فرمایا انھیں ہر دو جب ہر دو درج الدین یہ مگر اس مقام پر لکھا ہے جب علی مرتضیٰ سے اور جب سے مقابلہ واقع ہوا

قلعہ شنگام
 و شنگام
 اور منزل جمعہ
 دیجا بودا
 من فتح
 قلعة دمشق
 من

قلعہ شنگام
 کو ایک بار بار
 دو درج الدین
 جلد دوم

بجملہ اس قصہ کی روایت کی ہے کہ دلیل ضعف پر تین کہتا ہوں کہ اس قصہ میں کو اختلاف ہو مگر کرامات حضرت ولایت
 مآب سے وقوع اس واقعے میں تردید نہیں ہے بہت اولیاء اللہ سے یہاں پیش کر جا تا ہوں و اسے اسکے کتب حدیث میں
 یہ قصہ مذکور و مطہر ہے مگر بخاری نے حدیث فتح امیر المومنین کی لکھی ہے اور ذکر تلحہ باب نہیں کیا ہے اس سے لازم
 نہیں آتا کہ صحیح ہو اور امارت حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی صاحب رونقہ الاجاب نے فتح حصار قومین
 لکھی ہے اور صاحب ہتھیار الحافل نے و طبع و سلام میں لکھی ہے مگر در حقیقت آنحضرت کا ذکر نہیں کیا فائدہ یہ جو بعض
 کو تہ اندیش حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم کے اس قول پر استدلال کر کے کہتے ہیں کہ ہر گاہ حضرت نے عطاسے علم کا
 وعدہ ایسے شخص کے لیے فرمایا جو صفات مرقومہ کے ساتھ متصف ہو اور پھر خواب علی رضی اللہ عنہ کو دیا تو ظاہر ہے کہ جو کوئی
 ایسے بے نیامیجے کہتے تھے وہ ایسے ایسے صفات نہ کہتے تھے جو آپؐ اسکا یہ کہہ سکتے تھے کہ ہر گاہ حضرت نے عطاسے علم کا
 و اخلاق عیمر اور صفات عظیمہ رسول اللہ سے آگاہ نہیں مگر ان باتوں سے جو حضرت اپنے یا ان جان نثار سے
 ارشاد فرمایا کرتے تھے واقف ہوتا تو ایسا گمان نہ کرتا قطع نظر اور دلائل اور براہین سے کہ یہ امر خلاف عادت ہی ہے و مثلاً
 کوئی بادشاہ اپنے کسی نوکر کے حق میں قدر دانی کی راہ سے یوں کہے ہمارا فلان ناسپاہی بیڑا بہادر ہے اور ہم اسکو
 بہت چاہتے ہیں اور وہ حکومت چاہتا ہے تو یہ بات کہنے سے ساری سپاہ کی نامردی ثابت نہیں ہوتی اور
 نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس شخص کے سوا کوئی بادشاہ کا دوست نہیں ہے اور بادشاہ اور کسی کو نہیں چاہتا کہ وہ
 ہو کہ جب تلحہ قومین فتح ہوا تو حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم تلحہ قومین جلوہ فرما ہوئے کہنا نہ بن ابی الحقیق سزا
 یو و دیگر ہوا آیا یہ شخص بڑا مالدار تھا حضرت نے اس سے پوچھا کہ تیرے باپ کا خزانہ کہاں ہے اسنے کہا
 واللہ ترا یوں میں صرف ہو گیا اسی طرح اور یو دیوں نے بھی کہا حضرت نے فرمایا اگر یہ بات جو تم کہہ رہے ہو تو
 امان نہیں ہے اسنے میں حضرت جبریلؑ نے اگر گنج خفی کا نشان دیا تو سب مال شتر ہزارہ نیار کا نکلا اور حضرت
 کہنا نہ کو سپرد محمد ابن مسلمہ کے فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسے قتل کر مگر یو دیوں نے بہت منت دعا جری کی
 حضرت نے چھوڑ دیا بعد اسکے فردہ بن عمرو باغی کو مامور کیا کہ خیمہ کے غنیمت حصار لٹا دین جس کے فردہ نے جواب
 ارشاد تمام اسباب اور ہتھیار اور اقسام اقسام کی غنیمت اس حصار میں جمع کیں اس اسباب میں تو ریت
 کی بھی بہت جلد بن نکلیں یو دی انکے مانگنے کو آئے حضرت نے فوراً وہ کہا بین واپس فرمائیں اور صفیر بن
 جیحی ابن اخطب اسی قلعہ میں تھے آئیں اور ازواج مطہرات میں داخل ہویں مگر وہ انکے بیان ازواج مطہرات
 میں آوے گا انہیں جن دنوں فردہ مال و متاع غنیمت حصار میں جمع کرتا تھا حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم نے
 سنا دی کرادی تھی کہ مال غنیمت سے ایک ناگر اور سوئی کے برابر کوئی شخص نہ پڑا وے بلکہ امیر غنیمت کے
 پاس پہنچنے سے وہ سب لوگ سچ جانو کہ غنیمت میں نہانت بڑا عیب ہے اور نہایت شرم کی بات ہے آخر کو

حکایت حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ

دو زخمی ہونا پڑے گا اور جلتی آگ میں ڈالے جاؤ گے الحاصل جب سب مال و قیام جمع ہو گیا تو زید بن ثابت سے فرمایا کہ غازیوں کا شمار کرو چنانچہ مروم فوج چودہ گنو ہوئے کہ حضرت نے نفس نکال کے باقی ماندہ انہیں بقیہ کیا اور ابن ہشام نے نقل کیا ہے کہ بعض بن ابی طالب اور سارنت عیس اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کو کہ یہ لوگ منع رفتہ کے پہنچ گئے تھے شریک کر لیا تھا اور صورت یہ واقع ہوئی کہ آنجناب صلعم خیمہ میں جلوہ فرما تھے کہ حضرت جعفر وغیرہ مہاجرین حبشہ تشریف لائے کہ آنجناب بہت خوش ہوئے اور استقبال کر کے معالقمہ فرمایا اور انکی پیشانی چومی اور فرمایا کہ میں کہہ نہیں سکتا کہ جعفر کے آنے سے خوش ہوں یا فتح خیبر سے اسما و نبی عیس روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اوشکتی دالو تمہارے دو بھرتین ہین اور وں کی ایک الغرض غنیمت اس طرح تقسیم ہوئی کہ بیادے کو ایک حصہ اور سوار کو تین گھوڑے کے دو سوار کا ایک اور تھوڑا تھوڑا عورتوں کو بھی دیا تھا اور نفس تمام بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو غنایت کیا یہ روایت صحیحہ ہے کہ جو لوگ غزوہ حدیبیہ میں تھے سب غزوہ خیبر میں حاضر تھے مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سو حضرت نے انکو بھی حصہ دیا نہ انکی منتخب طرز الغازی فائدہ اس زمرائی میں چودہ یا پندرہ اہل اسلام سے شہید ہوئے اور ترانوے کا فرما ہے اور بشکوۃ المصابیح میں ہے کہ جب جناب رسالت مآب علیہ السلام قلع تموص میں داخل ہوئے تو زینب بنت حارث زوجہ سلام بن مسعود بھی مریض ہو دی تھیں کہ ہر کھلایا اور حال تفصیلی یہ ہے کہ جب آنجناب اس قلع میں جلوہ افروز ہوئے زینب نے سنا کہ حضرت کو دست و شانے کا گوشت مرغوب ہے اسنے ایک بکری بھونی اور زہر آلود کی خصوص گوشت شہ زہر اور دست میں زہر زیادہ لگایا اور مغرب کے وقت ہدیہ لائی اسوقت کئی صحابی حاضر تھے فرمایا اوشام کا کھانا کھاؤ سب بیٹھے حضرت نے گوشت دست سے ایک لقمہ منہ میں کھا ہنوز چہا نہ تھا کہ فرمانے لگے یا زہر آلود کو یہ گوشت کتنا ہے کہ مجھ میں زہر ملا ہے سنئے ہوئے سب لوگ دست کھائے ہوئے بشر بن البراء نے ایک لقمہ کھایا تھا اسکے بشر پر کیفیت یمتہ طاری ہو گئی اور ایک برس کے بعد انھی اثر سے مرے ہیں باجمہ حضرت نے کھانا اٹھو ادیا اور زینب کو طلب کر کے رو برو سے چند انسان یہودیوں چھا تیرا باپ کون ہے اسنے کہا فلان فرمایا جھوٹے اسکا نام تو یہ ہے لینے حارث یہودی متحیر ہو کے کہنے لگے آپ سچے ہیں پھر پوچھا تو نے زہر ملایا تھا زینب نے کہا ملایا تھا اچھے کہ آپ نے میرے باپ چھا بھائی شوہر کو قتل کر لیا تھا سو میں نے خیال کیا کہ آپ جھوٹے ہو گئے تو میری تدبیر سے لوگوں کو نجات ملے گی اور جو سچے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ مطلع کر دے گا سو تم سچے نکلیے اور جو کوئی آپ کو جھوٹا کھانا دے وہ اپنی عاقبت بگاڑے گا یہی اور اسوقت اسلام لایا آنجناب اسکے کہنے سے خوش ہوئے اور عفو کیا اور بنا بر رفع مضر زہر کے مابین شانوں کے پچھلے گوائے اور ای طرح تین شخصوں نے کہ انھوں نے لقمہ زہر آلودہ منہ میں رکھا تھا تھوڑا تھوڑا خون نکلوا یا بعد از ان

گوشت بالکل جلو دیا فائدہ اہل روایت کو اختلاف ہو کہ زینب قتل ہوئی یا چھڑی لگی علانہ سبقتی نے حضرت ابوہریرہ سے جھوڑ دیا روایت کیا ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت ہے اور زہری نے بیعتی کی متابعت کی جو کہ بیعتی فرماتے ہیں کہ اول زینب رہا ہوئی تھی جب ابشر بن البراء صحابی نے وفات پائی تب قصاص میں قتل ہو گیا اگر کوئی شبہ کرے کہ ابشر بن البراء کی قصاص قصاص کے واسطے کیا ہے اور صحابی بھی اسی زہری سے مرستے تھے تو زینب شبہ یوں ہو سکتا ہے کہ اوہ دونوں سے پہلے حضرت ابشر بن البراء نے وفات پائی ہوگی لہذا ان کے قصاص میں ماری لگی کہ انہا قال الشیخ فی شرح مشکوٰۃ فائدہ صحیحین میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے اگر تمہارے دو آدمیوں میں سے کسی کو انہیں بہتری اور شفا ہو تو سبکیں گے کچھ یوں ہیں اور شہید کیے ہیں اور لگ سے دانغے میں بھی شفا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر غولی بیماری ہے تو اس کا علاج کچھ لگانا ہے اور اگر مواد کی کثرت ہے تو شہد سے استعمال کرنا چاہیے اور اگر مادہ جلد کے اندر جم گیا ہے تو داغنا اس کی تدبیر ہے اس حدیث میں تمام فن طب کے علاج کا مجمل فائدہ فرمایا عبد اللہ بن عمر سے ابن ماجہ میں روایت ہے کہ حضرت علی فرمایا کچھ لگانا نہار بہتر ہے اور کچھ لگانے سے لینے بس سر عقل اور ملاحظہ زیادہ ہوتا ہے اور خون نکالنا دوشنبہ اور سہ شنبہ اور چہ شنبہ اور یک شنبہ اور چہار شنبہ اور جمعہ کو منع ہے اور تیرہم رقیق میں ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے درجہ ہوتا تھا اس کو حضرت سید کچھ لگوانے کو فرماتے تھے اور تیرہم میں تاریخ اور اکیسویں تاریخ کو نہ لگاتے تھے لیکن ایک حدیث بخاری میں ہے کہ حضرت نے دانغے سے منع کیا ہے اور مسلم میں روایت ہے کہ جبک خدنا جب سعد بن معاذ کے ہاتھ میں رگ ہفت اذام میں تیر لگا تو خون بند ہوتا تھا حضرت نے اس رگ کو اپنے دست مبارک سے داغنا اور حضرت کے اصحاب میں بھی دانغے کا دستور تھا سو رفع اختلاف میں علماء حدیث نے فرمایا ہے کہ جب تک اور علاج ممکن ہو تو داغنا درست نہیں کہ اس میں تخلیف اور خطرہ ہے اور جب کہ بیماری نہایت سخت ہو اور سوا سے دانغے کے کوئی علاج کارگر نہ ہوتا ہو اس وقت میں داغنا درست ہے فائدہ حدیث بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو عبیدہ غلام آزاد بنی سباضہ نے شلخ اور جھری سے کچھ لگائے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجورین اجرت میں عنایت کی تھیں اور خوش ہو کے ان کے مالکوں سے ارشاد کیا کہ جس پر ابو عبیدہ کی کٹائی میں سے لیا کرتے ہو اس سے کچھ کم لیا کر اس حدیث سے نکالا کہ علاج کرنا اور اجرت معاالجہ دینا جائز ہے اور کسب حجام لینے شلخ کش کا حلال ہے اگر نہ تو حلال تو حضرت مسلم اجرت اس کی نہ دوائے مگر لکھنا اس اجرت کا مکروہ تہذیبی ہے چنانکہ حدیث میصحبہ سے جسکو ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے وہ حدیث یہ ہے انہا استاذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجرة الحجام منہا قلم بزل استاذن حتی قال اعلفہ فاشمک واطعمہ رفیقک لینے میصحبہ نے پردہ لگی چاہی رسول سے فروری سبکی لکھینے والے میں سو منعی ہا

حلال سے ہو اور نہ تو اس کو کسب کسب کہ اس کے اپنے نفس اور اپنے عیال پر بلا اشرف اور تنگی نہ پڑے کہ اسے اور جو کوئی کسب قدرت نہ ملتا ہو اس کو کسب کرنا لازم ہے اور جو عاجز ہو تو سوال کرنا چاہیے اگر سوال نہ کیا اور مر گیا بھوک سے تو بنگلہ حرا اور اگر کوئی شخص کسب سے معذور ہو تو اس کے حال جاننے والے کو فرض ہو کہ اس کو کھلا دے یا کسی سے سفارش کر دے

مارے استاد والا ستاد حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز نے اپنی تفسیر سورہ بقرہ میں تحت کرمہ یا ایہا الذین امنوا کلو امن علیہات ما زرتنا کم کے تحریر فرمایا کہ بہترین کسب جہاد ہے ایسے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہر ایک نبی کو اللہ نے ایک حرفہ دیا تھا اور جو نہ میراجہاد پر راہ خدا میں اور وجہ بہتری اس کسب کی یہ کہ غازی اپنے طرف سے اعلیٰ کلمہ دین میں سعی کرتا ہے اور اس عبادت دین مال حلال غنیمت کا پاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وقت قصد کرنے جہاد کے ہرگز خیال غنیمت ملے گا نہ لاوے اور نیت خالص کے بعد از ان تجارت ہو خصوصاً وہ تجارت جس میں حاجت روائی مسلمانوں کی ہو جس طرح ایک ملک سے دوسرے ملک میں یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں لیجاسے چنانچہ حدیث میں وارد ہے الخالب مروی والحق کہ مومن پس اگر تاجر کی نیت خدمت مسلمانوں کی اور حاجت روائی مسلمانوں کی تو یہ تجارت عبادت کا حکم پیدا کرتی ہے بعد از ان زراعت ہے کہ اس میں بھی نیت خیر ہوتی ہے لیکن نیت خالص کرنے کو شرط ہے اور جو ان کی ہوتی ہے اور توکل اور اعتماد تو ہی رحمت الہی ہو تا ہے کہ وہ بادوباران میں بعد از ان کسبوں کے اور کسب باہم چندان فضیلت نہیں رکھتے مگر کتابت کہ ان میں علوم دینیہ اور احکام شریعہ اور احوال نبیہ اور ادویہ یاد ہونے پر بہتر معلوم ہوتی ہے بعد از ان اور حرفے کے تعلق بقا و عالم سے رکھتے ہیں جس طرح سناری اور بیلکاری اور خوشنویسی اور چوڑنہ پزی اور روغن کشی و بیہ فرشی اور سوٹ بیچنا یعنی بولہام گری اور چٹاخی یعنی زری گری اور آردشالی یعنی آٹا پسنا بہتر ہے ان حرفوں سے اور معنوں سے کہ محض بنا بر تکلف اور تزئین اور تفاخر اور رونق و دولت کے ہوتے ہیں مانند سناری اور نقاشی اور زر و زری اور صکائی گری اور صطفر و فرشی اور کمریزی بھر بہ منبتع الرخاٹا شرع نمونہ تو کچھ قباحات نہیں رکھتے اور نہ کسی طرح کی کراہیت ہے بخلاف ان کسبوں کے کہ ان میں کلو دگی نجاست کی ہو یا بدخواہی خلایق کی یا اعانت معصیت الہی پر یا دین فردشی یا جھوٹ بولنا اور فریب اور دغا کرنا وغیرہ لایا ہو مانند شاع کشی اور نقاشی اور کٹائی یعنی خاکروبی اور دبائی اور اختصار غلہ اور حاشی اور مردہ شوی اور کھنڈن و خا اور خا گری اور نقاشی یعنی ناخا اور بقالی اور جرہ باری یعنی چیل باری جیسا زبان سابق میں چیل باز ایک شخص کو راہ میں کٹر کرتے کہ جو کوئی راہ میں نکلتا یہ شخص اس کو اس انداز سے چھو دیتا تھا کہ راہ رو واقف نہ ہوتا تھا اور وہ پریٹن ہو کر دیکھتا تھا اور چیل باز نہ ہوتے تھے اور دلائی اور دگالت پیشگی یعنی وہ دلائی اور دگالت جمین جھوٹ و فریب ہو اور اجرت لینا امانت اور خدمت مساجد اور اجرت تلاوت قرآن اور تعلیم قرآن کی یہ سب کلمہ ہیں انتہی اور رختی اللہ اب میں کھما ہے کہ احادیث میں فضیلت کسب اور کاسب کی اکثر آئی ہے اور زمار کسب کی جو

واقف کے بنائی گئی ہو یعنی کسب ترک کرے جو بی اور کس سے اور بچیک مانگتا پھر یہ لیکن جو کوئی کہ سوال نہ کرے اور بسبب اعتماد زراقتی خدا یا لیا طہ نقصان اعمال دینیہ اور تخیل اور کار اور عبادات میں کسب نہ کرے تو داخل عید نہیں ہو بشرطے کہ تعلق دلی اور توقع خدمت خلق سے نہ رکھتا ہو کیونکہ یہ سوال دل ہوا جو کوئی بقدر کفایت مال رکھتا ہو بالقدر کفایت اوقات بسر اوقات سے کر سکتا ہو یا اور جگہ سے ہم جو بیچ سکتا اسکو بلا خلاف عبادت کرنا افضل ہو اسطرح معلّم علوم دینیہ اور قاضی اور مفتی وغیرہ اگر بقدر کفایت عین رکھتے ہوں تو انکو اپنے کاموں میں مشغول رہنا چاہیے نہ کسب میں اور جو کوئی کسب کرنا اختیار کرے تو اسکو طلب کرنا حلال کا فرض ہوا اور لازم ہو کہ ہمیشہ اور نہ میں احکام شرعیہ کی رعایت کرے اور باوجود کسب خدا پر توکل کرے ورنہ شرک نفعی لازم ہو جائے گا اور لازم ہو کہ لینے مال حرام اور کسب حرام سے محذور سے بچا حضرت مسلم نے کہ جو کوئی مال حرام سے سودے تو قبول نہیں ہوتا اور نہیں چھوڑنا مال حرام چھپے اپنے لینے بعد عین کر ہوتا ہو تو شہ اسکا ہو بی نے والا آتش و فرخ کی طرف اور یہ جانے کہ اگر تھوڑا مال حرام بھی حلال میں مل جا تو سب مال شنبہ ہو جائیگا اور اسطرح مال اور کسب شنبہ سے بھی باز رہنا اوسے ہوا اور اگر کوئی کسیکو کچھ دے اور اس میں شنبہ ہو تو چاہیے کہ نرمی سے واپس کرے اور جو دینے والا اس میں آزر دہ ہو تو نہ پھیرے اور یہی حال جو شکوک کا کہ اگر دینے والا آزر دہ ہو تو تحقیق کرے والا نہ کرے کیونکہ آزر دگی مسلمان کی ہوگی اور یہ حرام ہوا اور تحقیق کرنا ورنہ پس مرکب حرام کا نہ ہو کہ یہ کہ حرام محض ہو بطرح شراب و تازی اور جس بازار میں کہ اکثر مال حرام لکھا ہو اس میں خرید و فروخت نہ کرے اور بلا علم حرمت اور شنبہ کے ہر جگہ تجسس اور تحقیق میں پڑنا نہ ہو اور فردوری کسب تا شرمع کی بھی حرام ہو بطرح مزدوری زنا کاری اور قاشی اور نوہ گری اور سینے مارم ریشمی اور زیور واسطے مردوں کے اور تجارتوں میں تجارت برازی ہوا و پیشون میں بہتر پیشہ مشک دوری اور خرید و فروخت میں سیسے ناخن کے روپے اور کھوکے درہم و دنانیر مردوں نہ کرے اور جو اس قسم کے ہاتھ آئے تو کنوے میں ڈال دینیہ چاہیے اور معاملے میں فریب و دخل نہ کرے اور قسم نہ کھائے اور عیب اسباب کا خیر سے نہ چھپا دے اور تعریف اپنی اسباب کی زیادہ نہ کرے اور کوئی چیز ایسے کے ہاتھ نہ بیچے کہ لینے والا اسکو نفل حرم میں لگا دے بطرح انکو رشاب ساز کے ہاتھ اور ہتھیار قزاق لینے رہن وغیرہ کے ہاتھ اور پیشون میں آئینہ شربتی چیز کی نہ کرے کہ مزدوری اسکی حرام ہوتی ہو اور ناپ تول میں کمی نہ کرے اسطرح بہت باتیں ہیں کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں الفقہ بعد فتح خیر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیہ خبر کو ارشاد کیا کہ تم سب نفل جاؤ تب وہ لوگ محبت ملتس ہوئے گا آپ کو نابرا داسے خدمات باخون کے فردور و رکار ہوں گے اگر ہم لوگوں کو اس کام کے لیے رہنے دیجیے تو بہتر ہو کیونکہ ہم دل لگا کے کام کریں گے صرف مزدوری لینے اور

اصل ملکیت میں کسی طرح دخل نہ کرے۔ حضرت رعدہ اللعالمین نے منظور کر کے فرمایا کہ جب تک ہم چاہیں گے رکھیں گے اور جب چاہیں گے نکال دیں گے انھوں نے قبول کیا آنجناب نے فرمایا کہ نصف محاصل بیت المال میں داخل کیا کرو اور نصف تم لیا کرو چنانچہ اس طرح قرار پایا کہ ہر سال حضرت عبداللہ بن رواحہ نصف لیجائے کہ تھے صحیح مسلم میں ہے کہ جو مرضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت کیے درخت کجور خیر کے بیوہ خیر کو اور زمین اسکی اسٹریکٹ کو محنت کرین اپنے مال سے اور حضرت کے واسطے نصف بیوہ اسکا اور بخاری کی روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیبا خیر یعنی درخت اور زراعت خیر کی بیوہ کو اس شرط پر کہ محنت کرین اُسمین اور کشتی کرین اور بیوہ کے لیے نصف اس چیز کا کہ نکلے اُس سے اس حدیث سے مسئلہ جو از مسائلات اور مزارعہ کا نکلا امام اعظم رحمہ اللہ نے دو دن عقد دینا ناسد کہتے ہیں اس دلیل سے کہ یہ اجارہ جو ساتھ ابو جھول اور معدوم کے کیونکہ مساوات یہ ہو کہ اپنے درخت کی کو اور یہ کہے کہ اس میں بانی دنیا اور اصلاح کرنا جو کچھ بیوہ حاصل ہو گا باہم تقسیم کر لین گے اور حواہ تہائی خواہ جو تھا یا مانند اسکے اور مزارعہ یہ کہ کیو زمین ہے کہ اس زمین میں کاشت کرے جو اُسمین پیدا ہو گا باہم بانٹ لین گے اور حواہ وغیرہ ملک حاصل یہ کہ مساوات درختوں میں ہوتی ہو اور مزارعہ زمین میں اور امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اُس قبیل سے نہیں ہے اس لیے کہ درخت اور زمین حضرت کے ملک سے نہ تھی کہ انکو بطریق مساوات اور مزارعہ دیا ہو بلکہ انھیں کے درخت اور زمین کو انہیں سلم رکھا اور انہیں مزاج مقرر کر لیا اور خراج و قسم جو خراج و ٹولف اور خراج مقاسمت پس خراج ٹولف کہ امام ہر سال کچھ لینا مال کا مقرر کرے جس طرح اہل بخران سے ہر سال ایک ہزار اور دو سو بجے یعنی جوڑے لیتے تھے اور مقاسمت یہ ہو کہ تقسیم کرے باہم حاصل زمین کا جیسا کہ اہل خیر سے کیا اور مجاہدہ متفق خیر سے ہو اور اس سے حدیث میں بھی واقع ہوئی مگر صاحبین رحمہم کے نزدیک اور ایہ مشکلی رائے ہے جائزہ اور فتوے صاحبین کے قول پر جو دفع الحرج بعد از ان حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلاف میں یہ حکم دیا کہ سوائے اہل مال کے جزئہ عرب میں کوئی اہل ملت نہ رہے لہذا بیوہ خیر کو کانا منظور فرمایا ایک بیوہ دی گئی کہما حکو حضرت نے رکھا تھا تم کیون نکالتے ہو حضرت عمر نے کہا مجھے خوب یاد ہو کہ آنجناب نے تم سے کہدیا تھا کہ جب چاہیں گے نکال دیں گے اور مجھے کہتے تھے کہ تیرا حال کیا ہو گا جب اُٹھتی تیری تجھے رات کو بے پیر سے لگی بہکتی ہوئی اس بیوہ نے کہا ایک ٹھٹھے کی بات تھی ابو القاسم کی حضرت عمر نے کہا تو جو تھا جو آپ نے ٹھٹھیک ٹھٹھیک فرمایا تھا اور سب بیوہ دیوں کو خیر سے نکال دیا کہ شام کو چلے گئے القعد بعد اس بند و بست کے حضرت مسلم نے خیر سے مساوت فرمائی اور اطراف و حوالی خیر میں جلوہ فرما ہوئے اور محضہ ابن مسعود حارثی کو جانب مذکورہ فرمایا کہ وہاں کے لوگوں کو ہدایت کرین سوچئے کہ مذکورہ میں جاکر ہدایت و تعلیم کرنا شروع کی اور سرکشوں کو تلافی کرنے لگے کہ اگر نہ مانو گے گی تو ہر ہی معاملہ تمہارے ساتھ کیا جائے گا جو خیر یوں سے ہو اور ہر اسے محضہ تو بے ناکہ کلام نہ کرنا اپنے پیغمبر سے کیا حکو مزارعہ و دیگرہ عام

باز سناؤ اور اشارہ

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰

سبباً میں نے خاف سفید واقع ہوا اور کسی غزوہ میں نکاح شدہ حرام ہوا کیونکہ اس وقت تک متعہ حلال تھا پھر فرمودہ
 کو بعد فتح مکہ واقع ہوا یہ براح کیا گیا اور تین دن کے بعد حرام قطعی ہوا اور بیع نہایت قلیل القسمہ اور وہ طبعی حرامی قبل از اسلام
 اور گوشت دراز گوش اہل دہستہ و سفیخ و اربعہ اشیاء بویہ بلار عایت مسادات ممنوع ہوئی صحیح مسلم میں ملو ہر یہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم غزوہ خیبر سے معاودت فرما کر جانب مدینہ تشریف لیچے ایک مرتبہ رات کو اتفاقاً
 چلنے کا پڑا یہاں تک کہ حضرت کو نیند لگی آخر شب میں واسطے استراحت کے نزل فرما ہوا ہوسہ بلال سے ارشاد کیا کہ تم رات
 کی نگہبانی کرو ہمارے واسطے ایسی خیال رکھو کہ نماز صبح کے واسطے جگا دو سو بلال نماز میں مشغول ہوئے تاکہ نیند نہ آوے
 اور پڑھنے نماز میں مقتدر رہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے یاروں کے سو رہے جب صبح ہوئے لگی تو بلال نے بھی
 غصہ نے اپنے اونٹ سے تکیہ لگا مطلع صبح سے متوجہ ہوئے آنکھ بے اختیار نیند لگی اور آسپیٹ تکیہ لگائے سو گئے یہاں
 کہ آفتاب نکل آیا یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے نہ اصحاب باصفانہ بلال باوفا سب سے بچا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید
 ہوئے اور دُور سے جانا سے اور نماز کے فوت ہونے سے اور ارشاد کیا کہ ای بلال کیا معاملہ پڑا جو تو سو گیا تو نے پاسبانی میں
 تعصیر کی بلال نے التماس کیا کہ میرے نفس کو وہ بات عارض ہوئی جو حضرت کے نفس کو عارض ہوئی فرمایا کہ اپنی سواریاں بچھ
 روانہ ہوئے نہ شیطان ہر سب لوگ اپنے اپنے اونٹ کی پیچ کر آئے اوی سے تھڑے دوڑ چلے اور اترے پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم نے وضو کیا اور بلال کو حکم دیا کہ اقامت کے بلال نے اقامت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز جماعت ادا کی اور فرمایا
 من سنی الصلوۃ فلیعلم ان اذا ذکرنا فان اللہ تعالیٰ قال قوم الصلوۃ لہ کری یعنی جو کوئی بحول جائے نماز خواہ سے یا کلمی
 باعث سے پس چاہیے کہ پڑھ اسکو جو وقت یا دلاوے اسکو ایسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ ہر بار نماز کو میرے یاد کرے کہ وقت فائدہ
 سبب خرمج وادی میں علما کو اختلاف ہے حقیقہ کہتے ہیں کہ وجہ خروج وادی بلند ہونا آفتاب کا کہ کوئی کہ اسکا نزدیک تھا غروبیت اور تھا
 نیز بہن درست نہیں ہے اور شافعیہ کہتے ہیں کہ سبب خروج یہ تھا کہ وہ وادی جائے شیطان تھا اسلئے کہ وہ لوگ اوقات منیہ
 مخصوصہ میں داخل جانتے ہیں فائدہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان نماز قضا میں نہیں ہو کہ ایک قتل امام شافعی کا ہے جو اور
 دوسرا قول یہ ہے کہ نماز قضا میں نہ اذان نہ اقامت ہر ایہ میں کہ کہ پیغمبر خدا صلعم نے نماز فجر خداوند علیہ السلام میں باذان و اقامت
 قضا فرمائی تھی اور شیخ ابن الہمام س بات میں مسلم و ابو داؤد اور مولانا سے اس حدیث نقل کی کہ فرماتے ہیں کہ سلم نے جو اس قصہ میں
 اقامت نقل کی ہے سو سنائی ان احادیث کے نہیں کہ کوئی کلمہ صحیح یہ کہ حضرت صلعم نے قضا کے فجر باذان و اقامت فرمائی کہ اور
 جو لوگ کہتے ہیں کہ شریعت اذان اسواسلئے ہو کہ آدمی مطلع ہوں اور نماز جماعت ادا کریں اور نماز نائیت میں ان دونوں کی قضا
 نہیں ہو جواب اسکا یہ ہے کہ شریعت اذان اگرچہ بنابر اعلام ہے لیکن ان کلمات کے ذکر میں بھی ثواب ہے و لہذا افضل یہ ہے کہ نذر بھی
 اذان و اقامت کے فائدہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت نے فرمایا ہو کہ آنکھیں میری خواب کرتی ہیں لیکن میرا دل
 بیدار ہے پس باوجود بیداری دل کے عدم اطلاع علموں فجر سے کی سنی جواب اس میں ہے کہ اگرچہ دلی بیدار ہو مگر علموں

بعض روایات میں ہے کہ بلال سے ارشاد کیا کہ رات کی نگہبانی کر

چنانچہ

اور غریب معلوم نہیں ہوتا اور جو کوئی کہے کہ از روی کشف اور وحی کس واسطے دریافت نہ کیا تو ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل خدا کا ہے حضرت کے اختیار سے باہر اس میں کچھ حکمت ہوگی ظاہر اور حکمت اشریع احکام کی ہے حضرت شیخ الحدیث عبدالحی تو بلوی فرماتے ہیں کہ انہوں نے بیدار رہتے لیکن تو انہوں کو اور حالتے و شہود سے دست و پا کر دیا کہ وہ ان سے متفرق گرد و دھواں میں مشغول ہوا جس سے وہ سمائی و اہل دعا قائل گرد و خفاچہ در بعض احوال در حالت وحی مثل انجالت روی میداد پس باعث نسیان و غفلت نہ تھے قلمبند شدگان طرہ ان حالت عظیم کہ خیر خدا سے رب العزت حقیقت آن را ندانند تا ہم اسی سال میں زفاف ام حبیبہ قمر البوسفیان ابن حرب امویہ واقع ہوا عمر انکی اس عمر میں تیس برس کی ہو گئی تھی اور اسی سال میں خبر ہوئی کہ یہودیہ نے بعد قتل ابن ابی احمق کے عید بن زرارہ کو امیر کیا اور باعانت عطفان لڑا جاسہ تین ہفتے نے حضرت نے عبد اللہ بن رواحہ کو مع تیس آدمیوں کے صحابہ عبد اللہ نے عید سے کہا کہ حضرت نے تم کو بلا ہوا تاکہ عامل خیر کریں سو وہ چلا عبد اللہ نے سکوناً راوی میں قتل کیا اور مدینہ میں حاضر ہوئے اور اسی سال میں عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو قبیلہ ہوازن پر روانہ فرمایا وہ لوگ خبر آئے امیر المؤمنین عمرؓ کو کہ گئے ناچار امیر المؤمنین واپس تشریف لائے اور اسی سال میں امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک جامعہ جماعتی فی سبیل اللہ قبیلہ بنی فزارہ خواہ کلاب پر کہ نواحی نجد میں رہے تھے بھیجے گئے اس جماعت اسلامیہ میں سلمہ بن الاکوع بھی تھے وہ تو بعض کو قتل کیا اور بعض کو اس پر لائے ان کے بعد ایک عورت حبشہ قبیلہ سلمہ بن الاکوع کے ہاتھ لی کہ کہنے انہیں کو عنایت فرمائی اسے حضرت علیؓ نے علیہ السلام لیا کہ یہ بھیجا اور اسے عوف ابن ہریران کے کوچہ راہی سال میں بشر بن سہل نصاریٰ بنی قریظہ قتل کر کے اسے زندہ کیا گئے وہ نے پانچا را کے بولشی لیکر بیٹھ بیٹھ وہ لوگ خبر پا کر دوڑے کہ فوت مقابلہ ہو چکی مسلمانوں کے پاس تیرے کافروں نے مل کر کیا انہیں مسلمان شہید ہو گئے اور بشر بن سعد بھی مجروح ہوئے اور مذکورین آئے جب میں آنحضرتؐ ہوئی اور زخم مندمل ہو گئے تب مدینہ میں آئے یہی حضرت معلوم کوچن ان رضوی بشر بن سعد ہو گئی تھی کہ حضرت نے اسی کا عوف سال ہشتم میں لیا اسی سال میں بشر بن سعد مع قریظہ مجاہدین کے اہل میں شجاء پر روانہ ہوئے وہ لوگ ان کے خوف سے بھاگے مگر وہ آدمی گرفتار ہوئے اور مدینہ میں آکر اسلام لائے اور مال و اسباب لوٹ میں بہت ملا اسی سال میں ابن ابی العوجا بنی سلیم پر روانہ ہوئے کہ ان کو قتل کرنے کا حکم کیا اور غور ہوئے تھے کہ سردار سر یہ بھی مجروح ہوئے اسی سال میں غالب ابن عبد اللہ بنی باجاء و مدینہ میں کس بنی عوال بنہم العین الملہ پر اور نیز بنی عبد بن ثعلبہ پر بھیجے گئے انھوں نے بعض کو تہ تیغ کیا اور شتر و غنم اکثر لوٹ لیا بعد ازاں اسی سال کی ماہ ذیقعدہ میں حضرت مسلم نے بیجاہ دہنہ را کر کس عمرہ قضا اور فرمایا روایت ہو کہ اس سفر میں غلبہ رسالت مآب علیہ السلام نے میمونہ بنت حارث ہالیہ سے موضع شرف میں نکاح کیا اور وقت رجوع کے سے اسی موضع میں زفاف واقع ہوا اور اسی مقام میں سال شصت و سہ ہجری میں میمونہ نے وفات پائی یہ میمونہ خالہ عبد اللہ بن عباس خالہ ابن ولید و نیزہ بن ابی الاسم کی تھیں جسے قائل ہیں کہ حضرت مسلم محرم تھے اور بعض کے نزدیک وقت نکاح محرم تھے اور قوی از روی دلیل یہ کہ آنجناب مسلم محرم تھے اور یہ بات بخلاف انھیں آنحضرت مسلم ہو کر شافعیہ کے نزدیک

آنحضرت محمد نے اپنے باپ جلیلہ حبیب حضرت صلح کو تین روزہ کے منقطع میں گذرے تو کافروں نے حضرت علی مرتضیٰ سے کہا کہ مدت اتنا تم ختم ہو گئی آپ اپنے پیغمبر سے کہیے کہ ان بنی امیہ بن جہشہ حضرت علی مرتضیٰ کے کہنے سے آنحضرت وہاں سے روانہ ہوئے روایت یہ کہ کلام دومہ کو چوتھے دن سید بن غمرہ اور غویط بن عبد الوہابی نے حضرت علی مرتضیٰ سے کہا تھا کہ اسیدم آنحضرت روانہ ہوئے اور عمارہ و خضر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پیچھے سے چلائی ہوئی جلدیں کہ یا عم یا عم حضرت علی مرتضیٰ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر سپرد ظالمہ علیہا السلام فرمایا کہ یہ تمہارے چچا کی بیٹی ہے اسکو اپنے پاس بٹھلا لو جب مدینہ منورہ میں پہنچے تو علی بن ابیطالب اور جعفر طیار اور زید بن ثابت میں دربار کفالت عمارہ و خضر واقع ہوئی اہل مکہ نے اپنے اپنے وجود و ترجیح بیان کیے حضرت علی کے کہا میری چچا کی بیٹی ہے اور میں اسکو لایا ہوں اور ظالمہ بنت محمد رسول میرے گھر میں ہیں وہ خدا تر تربیت ہیں اور زید بن ثابت اہل کفارہ میرے بھائی کی بیٹی ہیں سختی تربیت ہوں اگر جہ زید ابن ثابت غلام آزاد تھی آنحضرت رسالت مآب تھے مگر آنجناب نے امیر حمزہ اور زید بن جحاشی چارہ کر دیا تھا اسلئے انھوں نے وقت منازعت عمارہ کو مجتہبی فرمایا اور جعفر طیار نے کہ دس برس علی سے بڑے تھے فرمایا کفارہ جسے چچا کی بیٹی ہے اور اسکی خالہ میرے نکاح میں ہے یہ معاملہ دیکھ کر حضرت صلح نے علی مرتضیٰ سے فرمایا انت ہی وانا نکاحی میں تجھے تو مجھے یعنی مجھ میں اور تجھ میں کمال اختلاف ہے اور جعفر ابن ابیطالب سے فرمایا انت بہت خلقہ وخلق یعنی تو میری صورت اور سیرت میں شبہ ہے اس میں کمال نفیضیت حضرت جعفر کی نکلی کہ حضرت کی ظاہر و باطن سے مشابہت ہونا عوام بات ہے اور زید سے فرمایا انت اخوت و مولانا یعنی تو ہمارا بھائی اور محب ہے مجھ جعفر سے فرمایا کہ تو زیادہ حق دار ہے کیونکہ کفارہ کی خالہ تیرے گھر میں ہے اور ظالمہ تیرے مان ہے و لا یکن المکرۃ علی کما دلا علی خالہا یعنی عورت نکاح نہ کیجاسے اپنی بھوجی و خالہ یعنی جعفر کو عمارہ سے نکاح باوجود خالہ کے حرام ہے جو جعفر ابن ابیطالب نہایت خوش ہوئے بعد ازان حضرت و ولایت مآب کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ عمارہ سے نکاح کیوں نہیں فرماتے فرمایا انہا بنت انہی من الرضاۃ یعنی عمارہ بیٹی میرے بھائی کے دو دھڑریک کی ہے چونکہ آنحضرت صلح نے اور امیر المومنین حمزہ بن ابیطالب نے توبہ کو نڈی کو لب کا دو دھڑریا تھا روایت ہے کہ عمارہ کا نکاح مسلم بن سلیم سے کیا گیا اسی سال میں حضرت صلح نے ایک فرمان ملک غسان سے جلدین اسیم کو لکھوا دیا کہ وہ اسلام لایا اور جو انہا بہ بادایا و تحف مناسبہ حضور رسالت مآب میں بھیجا مگر حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف میں کہے سے بہاگ کر گئے میں آیا اور مرتد ہو گیا اور حالات ارتداد میں حرالفو باعدین سورۃ النائمہ اور وجہ قرار یہ واقع ہوئی کہ حضرت عمر کے ساتھ شہابہ بن جہشہ اللہ کیے کو گیا اور ایک مرد بنی قریظہ کو ظالمہ قتل کیا حضرت امیر المومنین نے قصاص کا حکم جاری کیا تب وہ بھاگا اور اسی سال میں حضرت صلح نے قزوین کے عمرو بن جہشہ کو خط دوسرا لکھوایا یہ شخص عمال و دم سے تمنا آئینہ اسلام قبول کیا یا نہ کہ یہ حال اسکو رسولی دینی کو بغیر اہل تحقیق نے اس حال کو سال چھین لکھا ہے القصد جب سال ہجرت شروع ہوا تو امیر المومنین بقول جمہور عمرو بن عاص اور خالد بن ولید و عثمان بن طلحہ عبد رزی جہشہ اولاد کے پاس اب کلید کعبہ پر ایمان لائے اور یکمتر

بسم الله الرحمن الرحيم

فضیلت حضرت محمد علیا

خواجه نصیر الدین ابن عربی

منزلت

کہ مجھے کون حالت سے معاملہ پیش کرینگے اور کیا مجھ پیش آویگا صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ عمر و ابن عباس سردار لشکر تھے سفر میں انکو حاجت غسل ہوئی اور سردی شدت تھی انھوں نے تمیز کیا اور کہا خداے تعالیٰ نے فرمایا ہر لائق لشکر انجناب صلعم نے یہ بات سنی اور کچھ اعتراض فرمایا اور بعضی کتب مقبرہ سے وضع ہوا ہے کہ معاویہ بعد صلح حدیبیہ اور قبل فتح مکہ ایمان لائے ہیں چنانچہ تقریب التہذیب میں لکھا ہے واللہ اعلم اسی سال میں غالب ابن عبد اللہ بنی جماعہ سے املوح پر جانب کردید کہ بروزن جدید ہر بھری چند نفر بھیجے گئے ان لوگوں نے جا کر شب خون مارا اور انکے اونٹ پر لکے جانے پر لپٹے پھلے پھلے کھانچا کھانچا جماعت دھڑی اسی وقت اللہ نے پانی برسایا کہ جنگ فاصل میں السیلین و الکافین بھگایا وہ لوگ سلا فون تک پہنچ سکے اور غالب سب جانتے اپنی صحب و سالم مدینے میں حاضر ہوئے بعد اسکے غالب کو جو بیت ذو نوس سپاہیوں کے جن میں تھامس بن ربیعہ تھے اہلی مکہ کے بنا ہر ان تمام کشتگان سر بہ شہر بن سر کے روانہ ہوئے کہ مقابلہ واقع ہوا اور اکثر اونٹ و بکریان وغیرہ ہاتھ آئے اسی سال میں بنی نضاج ابن وہب اسدی جماعہ بلیست چار نفر ہوازن پر روانہ کیے گئے اونٹ بکریان آنکے پر لائے کہ ہر شخص نے پندرہ پندرہ اونٹ چھتے میں پائے اور پندرہ دن مدینے سے غلبت رہی اسی سال میں کعب ابن عمر غفاری پندرہ نفر سے جانب ذات اطاع بھیجے گئے حار عظیم واقع ہوا اور کعب بن عمرو مرجع ہوئے جب بنو نضاج میں آئے تو حضرت صلعم نے انکو لوگوں کو بھیجا کہ انکو زحف سے بھاگ گئے اسی سال میں سر یہ موت واقع ہوا موثر بن عجم و سکون اب و بھڑہ و بقول جو بھری و ابن فارس بجواز ہڑہ اور اکثر دوات بخاری نے بلا ہڑہ کہا ہے اور بعض نے ہڑہ ہر تقدیم ہر ایک قریہ ہر قریات بلقاسے کہ اس مقام سے بیت المقدس دو مہلہ رہتا ہے اور بعض کے نزدیک ایک شام انا اعمال دشتی میں جو علی التقیرین سبیل واقعہ کا یون واقع ہوا کہ حضرت صلعم نے ایک خطہ حارث بن عمرو کے ذریعے سے حکم فرمایا کہ لکھا جب خطا لیکر موت میں پہنچے تو شہر جلیل ابن عمرو غسانی اہر قریص نے لکھ کر رسول پیغمبر خدا کو لکھا کہ پیغمبر انجناب نے سنی تو زید ابن حارث رضی اللہ عنہ کو اسیر سر کر کے عین ہزار بجا دین کے ساتھ روانہ کیا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو جعفر ابن ابیطالب امیر لشکر ہو اگر وہ بھی شہید ہو تو عبد اللہ ابن دودہ امیر لشکر ہو اور جو بھی مارا جائے تو مسلمان اپنی تجویز سے جسے چاہیں میر کرین بعد اسکے اور سفید غنایت کیا ابن حارث کو اور غنیۃ الدواع کا خوف انجناب تشریف لینگے اور وقت دواع ارشاد فرمایا کہ قتل حارث پر بیوج کر قوم کو دعوت اسلام کرنا اگر قبول کریں تو بہتر ورنہ جانا کرنا غیر شہر جلیل ابن عمرو غسانی کو ہوئی آنے بھی پانا لشکر جمع کیا بجا لشکر اسلام داوی قزلی میں فزوکش ہوا اور سدوس ہزار نفر جلیل مقابل ہوا اور اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا گیا شہر جلیل قلعہ میں بھاگا اور دو سے بھائی کو ہر قتل ہوا کے پاس بھیجا اور اعانت چاہی اور قبائل لحم و جذام اور قین و ہمدان وغنی سے بھی مدد کی درخواست کی کہ قریب ایک لاکھ سپاہی کے جمع ہوئے اور اہل اسلام مہلین متین ہزار آدمی تھے اسی سبب سے سردو ہونے اور چاہا کہ سب مل جل کر

علیہ السلام نے کہا کہ مالا جانا زندگی سے بہتر جو واقعہ ہم فوج کی قوت سے بھونک رہے ہیں تو بوقت دین
اٹھتے ہیں آخر کربلا کو سب لوگ چلے اور شہزادہ کے متصل قابل ہوئے اول زید ابن حارثہ علم نصرت لیکر فوج کفار
اور نہایت لہری سے شہید ہوئے بعد ازاں جعفر ابن ابیطالب علم لیکر اٹھنے لگے پھر کھڑے آئے تیرے اور اسکو ڈر کر
بیادہ ہو کر اٹھنے لگے اول ہی اسلپ سلام میں بدلیا گیا کہ زانی درج الدار کفر کا حضرت جعفر کا دست راست کٹ گیا
تو علم اسلام دست چپ میں لیا اور اٹھتے رہے جب دست چپ قطع ہوا تو علم کو بازو سے تھا اور ایک فرد می نے
وڑ کر تلوار سی کہ جسم شریف نکاح و قلم ہو گیا اسوقت عمر انکی بروایت تینتیس برس کی بروایت اکتالیس برس کی تھی
اس جلیف میں اندر نے انکو دوبارہ عنایت کیے کہ جنت میں اٹھتے پھرتے ہیں صحیح بخاری میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت
کہ جب حضرت صلعم علیہ السلام جعفر سے ملے تو فرماتے تھے السلام علیک یا ابن النجاشین اور سبیل لقب کا یہ ہوا کہ حضرت
صلعم نے جعفر کو بعد شہادت دیکھا کہ ذرا بازو رکھتے ہیں اور فرشتوں کے ساتھ اٹھتے ہیں جو حضرت تیسرے ہوئے کہ یہ کیا معاملہ
بعد ازاں معلوم ہوا کہ جعفر شہید ہوئے تھے اس دن سے جعفر کا کمال آئے اور ذوالنجاشین لقب ہوا اور ایک نیت ہو کر فرمایا حضرت صلعم
نے کہ دیکھا میں نے جعفر کو بہشت میں کہا اٹھنا جو فرشتوں کے ساتھ اور صحیح بخاری میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہو کہ جعفر
ابن ابیطالب کے بیٹے مقتولین میں دیکھا تو انکے جسم پر توڑے زخم سے زیادہ تیر فریب کے تھے انقضیٰ بعد شہادت حضرت جعفر
ابن ابیطالب کے علیہ السلام نے واقعہ علم اٹھایا کہ وہ بھی شہید ہوئے تب مسلمانوں نے خالد ابن ولید کو امیر کیا گارات ہو
اس سبب سے لڑائی ہوئی قوت ہی صبح کو خالد نے یہ کام کیا کہ قہر دہش کو ساقی یعنی ذبا کر کیا اور سیدہ کو مسرور کا فردن لگا کر
کتاب اسلام کی مدد آئی اور گھبراہٹ پھر خالد نے محارمہ عظیم پر کیا کہ اس دن نو کلوین خالد کے ہتھ سے شکست ہو چکر
صحیح بخاری میں ابی حارم سے روایت ہو کہ سوا سے صفی بنیہ کے اور کوئی تلوار باقی نہ رہی اور اسلام کا غلبہ ہوا اور کفار بھاگے
اور جو مارے گئے انکا شمار نہیں ہو سکتا کہ اہل اسلام کے آٹھ شخص شہید ہوئے اسی لڑائی میں ایک مسلمان قوم میر نے ایک
کا فر کو مارا اور اسباب مقتول خالد سے طلب کیا خالد نے نہ دیا عوف ابن مالک نے کہا کہ میں تمہارا شکوہ حضرت صلعم
علیہ السلام سے کر دے گا چنانچہ جب لشکر دینے میں آیا تو عوف نے حضرت سے لگا کر کیا حضرت نے خالد سے پوچھا کہ تم نے
قاتل کو اسباب کیوں دیا خالد نے عرض کیا کہ وہ اسباب قیمتی تھا اس سبب سے نہیں دیا فرمایا اسباب اسکو جو الہ کہ پھر جب
خالد عوف کے پاس ہوئے پہلے تو عوف نے خالد سے چادر تمام کر کہا کیوں عینے جو کہا تھا کہ دیکھا خالد کو عقدہ آیا
یہ احوال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو حضرت نے فرمایا کہ اسباب اسباب دے اسکو اور خالد بھلا تم مجھڑنے والے ہو
پیر پائے حال کو تو تھائے شل و راج کون کی شل ابھی جو سطح شل اس مرد کے حسنا وٹ و کریان چلانے کو لین لوگو
چرا کیا پھر انکی پاس کل وقت تاکتا رہا سو گیا انکو حضور پڑھا سو گئیں میں پھر انھوں نے صاف صاف بانی کو پیا اور
لمچٹ کو چھوڑا سو صاف صاف نکلا اور لمچٹ آویز یعنی غیبت کا مال لشکر کو ہر اور شل کی فکر حاکم کو اور قصور ہو تو

بدنامی و سواخذہ حاکمون پر یہ ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کی خاطر داری کی طرح کیا کہ اب سب اس سے
اور حاکمون کی قدر دانی کی پس معلوم ہوا کہ بادشاہ کو سرداروں کی خاطر داری ضرور ہو تاکہ لشکر پر عرب بڑے ہر کام
سب سے سوار ہر جوت نہ کر سکے صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ صدیقہ سے روایت ہے جعفر کی شہادت سے ان کے گھروا
نوحہ کر کے رہنے لگے کسی نے حضرت صلعم کو اس حال سے مطلع کیا آپ نے فرمایا انکو برا کہ اس نے منع کیا تو عورتوں
نے نہ مانا اسے پھر حضرت صلعم سے کہا کہ عورتیں نہیں بایں تین فرمایا پھر منع کر اسی طرح تین مرتبہ اسکو بھیجا مگر عورتوں نے
نہ مانا، چارواں عرض کیا کہ عورتیں باز نہیں کی تیں اور پھر غلبہ کرتی ہیں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو
جا اور انکے نہین ناک جھونک دے اس حدیث سے نوحہ کرنا اور رونما چلا کر تاکہ یہ تمام منع ہونا ثابت ہوا اور
صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسی غزوہ میں خالد ابن ولید کا خطاب سیف اللہ ہوا یعنی شجاع
سے شجاعان خدا سے اس لیے کہ ہزار پر حملہ کرتے تھے اور یہ اضافت بزرگی کے لیے ہر بعد اس کے اسی سال میں خیر موئی کہ
ایک خطبہ قبیلہ بنی قضاہ بلقع و بضم اول یعنی قاف و فتح ضاد و معربین مگر وہ دین و بنو قینہ فتح قاف جمع ہو کر چلتے ہیں
کا اسرار میں بنی نساو کر بن کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر و ابن عاص کو روانہ کیا اور بنی سوحما جر
و انصار عمرہ کیساتھ تشریف لے گئے اور وہ علم ایک زیادہ دوسرا سفید جب قریب تر پہنچے تو معلوم ہوا کہ جامعہ کفار زیادہ
نہا جا رہے تھے کہ حضرت صلعم سے مدد چاہی انجناب نے ابو عبیدہ ابن الجراح کو مع دو سو آدمیوں کے روانہ کیا کہ حضرت
یشجین رضی اللہ عنہما بھی نہیں تھے سو انکے پہنچنے سے کافروں کو خوف پیدا ہوا تو اکثر کفار بھاگے و بعض مقابل ہوئے
جب اسلام کا غلبہ ہوا تو وہ بھی بھاگے عمر و ابن عاص نے چندے توقف کیا اس سرے میں اونٹ و بکری بکرا کر ذبح
کرتے اور کھاتے تھے اس سرے کو غزوہ ذات السلاسل بھی کہتے ہیں اس لیے کہ مشرکوں نے ایک کو دوسرے سے
باندھ دیا تھا کہ بھاگ نہ سکیں اور بعض کے نزدیک ذات السلاسل ایک کنواں پر ارض بنی غدرہ میں صاحب کھجور
نہاں اس سرے کو سال ختم میں لکھا ہوا مگر صحیح ہے کہ سال ختم میں واقع ہوا اس لیے کہ روایت اہل تحقیق عمر و ابن عاص کا جو
سنہ نہ نامہ میں اسلام لائے ہیں اور حضرت نے جو عمر و ابن عاص کو اس سرے میں امیر کیا ابن ہبہ کہ کھن بنی جرہا تھے
سو وجہ یہ ہوئی کہ عمر و ابن عاص قبل اسلام عدو خیر الانام تھا اور ہلاکت اصحاب عظام کے دے رہا تھا صاحب ایمان لایا تو
حضرت رحمۃ اللعالمین نے چاہا کہ اثر اس وحشت کو ازل کرین جو قدیم سے ہو قلوب صحابہ میں اور اس میں ہوا حضرت
کی طرف سے اور انامیدون و حمت خلیفہ چنانچہ عمر و ابن عاص امیر بھی بنے اور ان کے امام تھے تاؤ فیکہ بنہ منوہ میں
ان کے پھر اسی سال میں بعد نقض عہد قریش و قتل فہم کہ ابو عبیدہ ابن الجراح کو کاروان قریش پر جو قبیلہ بنی نہہ سے تھا
اس کے لوگ دریائے کناسہ پہنچ گئے تھے روانہ کیا اور تین آدمی ہمراہ کیے انہیں عمر ابن خطاب جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ
عنہما بھی تھے قنارہ ابن ابی اڑاؤانی نر یا ابو عبیدہ دے فرمایا جو کچھ چیز ازرقم طعام باقی ہو سب لوگ جمع کرین کہ جسد

دو شہ دان بھر سو اور ہر ایک شخص کو چھوڑا تو ہزار دیا گیا یہاں تک ایک خرے پر نوبت آئی کہ کسی کو چھوڑا نہ
پانی پیتے تھے جب وہ بھی نہ رہا تو درختوں کے پتے پانی میں تر کر کے کھانے لگے اسی سبب غزوہ جس الجھڑ
کے لئے انصار البعیدہ و سکون الباء الموحده کھلا تھا اور خطا بر گما سے درخت ہو سبب اضطرابی لشکر کے لوگوں نے
پتے درختوں کے کھائے تھے یہاں تک کہ ہونٹھ اور منہ زخمی ہو گئے تھے آخر کار دریا کے کنارے پہنچے اور
بخوک نے غلبہ کیا اسوقت پریشان ہوئے تو اللہ نے دریا سے ایک ہی مردہ کالی ایسی بڑی کہ ایک ماہ کا مال
اسی کا گوشت سب لشکر نے کھایا اور صحیح ہو کر نصف ماہ تمام لشکر نے مل کر کھایا اور بعد ازاں اٹھا رہ دن تک بعض
آدمی لشکر کے اور بعض تمام مینے تک کھاتے رہے کیونکہ احادیث میں ہوا بات مختلف مین بعض مین ایک ماہ اور بعض مین
اور بعض مین اٹھارہ دن پس لطیف مین الاحادیث اسی طرح ہوتی ہے الغرض بلا حجاب لشکر اسلام داخل مدینہ ہوا صحیح مسلم اور
مسند امام احمد مین وارد ہوا کہ ابو عبیدہ نے کہا وہ مجھلی ایسی تھی کہ اس کے حدوتہ چشم مین لوگ ٹھین مین جھانک تیرہ آدمی آئین ٹھپے
اس سر کو سیف البحر کہتے مین حضرت جابر سے روایت ہو کہ ایسی بڑی تھی کہ چون دیکھی نہ مین اسکی پسلی کے نیچے سے آدمی
گھوڑے کا سوار نکل جاتا تھا اول اسکے کھانے مین تردد ہوا مگر اضطراب کھانے لگے کہ تین تلو آدمی وہاں رہے اور
کھاتے رہے جب ویشہ مین آئے تو حضرت صلعم سے یہ قصہ نقل کیا سلم مین ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ
حضرت نے فرمایا کہ وہ مزہ ماہی روزی تھی کہ خدا نے تمہارے واسطے کالی تھی سو کیا تمہارے ساتھ اسکے گوشت سے
کچھ باقی ہو تو کھلو کھلو ابو عبیدہ کہتی مین کہ جتنے کسی قدر گوشت اسکا بھیجا حضرت نے کھایا اور صحیح بناری مین ہو کہ ابو عبیدہ کا
اس مجھلی کی پہلو کی ایک ٹہری لیکر ٹھری کی اور ایک شخص کو اونٹ پر چڑھا کر اسکے نیچے بھیجا سلس آدمی کا نہ پہنچا اتھو
نے نام کہی غلط کرکھا ہوا وجہ الخاف مین غلط ہو صحیح اور قیام ساحل بحر نصف ماہ بیان کیا ہو فائدہ امام غفر جہ اللہ
علیہ کے نزدیک کہ وہ تھری ہو کھانا اس مجھلی کا جو کہ خود بخود مر جا سار پانی پر اتارو اسے اسی کو عربانی بولتے مین کہ شقی
ظھو معنی علوسے ہو اور نزدیک مالک شافعی کے طافی کا کھانا سفائے نہیں ہو اور دلیل حنفیہ حدیث ہو کہ ابو داؤد ابن ماجہ
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ جابر نے کہا قال رسول اللہ صلعم بالنصب من الماء فکفوا و ما فکفوا و ما فکفوا
فلا تکلموا یعنی ہر ماہی کہ فرو و دھان آب پس بخورید آنرا دھان ماہی کہ میند لاند و کلاب پس بخورید کیا نہ دھان ماہی کہ کرب پس
و بالآب آید آنرا بخورید چنانچہ یہی اسے وطریق علی ایضا الباء ابن عباس دابن عمروانی ہر ہر کا ہو کانی السدایہ کیکن شطر
حرمت طافی مین ہو کہ کربٹ اور ہو کہ کیونکہ اگر شبت بالاموگی تو حلال ہو کذا فی حلی مختصر طوافہ و جامع الرموز ابوجہدی یعنی
واللہ الخ و قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ اگر مجھلی آفت سے مرے تو حلال ہو چنانکہ قارب مین تنگی مکان سے مری یا شکر یا مال
یا حوض وغیرہ مین کہ ممکن ہو کہ نا اسکا بلا شکار یا سبب کھانے و داکے پانی مین خالک مرے اور جو ماہی کہ شکم طافی مین
پانی جاوے وہ بھی حلال ہو طافی کیونکہ یہ ماہی آفت سے مری ہو کذا فی التلذذیہ اور مجھلی کہ در مجھلی وہ شکر مین

حلال نہیں ہو گا کیونکہ الیکہات اور گراہی مجروح دریا میں مردہ پانی جاسے حلال ہو گا کیونکہ انصاف اور جو مچھلی کہ سردی یا گرمی پانی سے مرچا ہے اس میں اور روایت میں الیکہ کہ حلال نہیں ہو گا کیونکہ حرارت و برودت زمانہ کی صفات میں اور گراہی اسباب موت ہیں واقع ہوتے ہیں قول امام عظیم الدام شریک ہو گا کیونکہ جمع الیکہات در دوسری یہ کہ حلال ہو گا کیونکہ موت اس کی سبب ہے یہ واقع ہوئی پس یہ ایسی ہر جیسے آب در پانی شکل میں ڈال دیا اور گرمی اور اس کی جلالت میں شہید نہیں ہو گا اور یہی قول امام محمد کا ہے اور فرموی اسی پر کہ گراہی یا انسانیت و اتحاد یہ مجموع الیکہات خزانہ انصاف میں ہے مجمل جواہل اشکال اسلام اس سبب یہ کہ گراہی حالت غلط میں اس قسم سے ہو گی کہ سبب بقاء حرارت یا برودت پانی سے مرگی تھی کس طرح دیکھنا ہے حکم تانی کمال اسلام میں کہ روڈا کے لئے انصاف گراہی قادی قاضی خان میں لکھا ہے کہ گراہی مردہ پانی جاسے اور انصاف میں زمین پر ہوا و ماضی پانی میں اس پر اگر زمین پر ہی حلال ہوا اور اگر نہ ہو تو دیکھنا چاہیے اور اگر زمین پر کم انصاف یا نصف ہو تو حلال نہیں ہو گا کیونکہ ماضی پانی میں جو معلوم ہوا کہ اکت سے نہیں مری بلکہ نہ لطفانی ہوا اور جو انصاف میں ہے جو حلال ہو جس طرح اگر تمام بدن میں نہ ہو تو حلال تھی اور لاکھ شریک کمال اتنی قول بقاء ہے کہ شریعت میں کوئی وزن مقرر نہیں ہو گا کیونکہ الیقہ اصل انواع انسان کے لئے یعنی انواع کے بن جو حلال ہیں حیوان میں ہو کہ جو مایہ کو ہو کہ جو بزرگ ہو کہ اسکا جناح ہو کہ اس کی حرکت کے واسطے اور لاکھ شریک الیقہ الیقہ نے جوابات سوال اولی احمد علی میں لکھا ہے کہ شریعت میں کوئی وزن مقرر نہیں ہو گا امام عظیم کے نزدیک کہ اگر انسان ہو یا آدمی کو کما تسمی ہو تو حلال ہے اور اگر دیگر ہے انسان کے کتنی ہی کلاں ہو حلال ہو لیکن اس قول کی نہیں لکھی ہے خیر سو لانا کہ کسی کتاب میں کیا ہو یا حال میں ایک رست نصاریہ نے اپنی غلام میں ایک منبر حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کے واسطے بنوایا کہ جناب وقت مواظبت و مضامع اس پر جلوس فرماتے تھے اور اسی سال کے عثمان میں غزوہ فتح واقع ہوا اسی کو فتح افتوح کہتے ہیں اور سبب وقوع یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ میں بھی ایک شرط تھی کہ جو کوئی چاہے عہد فریض میں نہ آوے اور جو چاہے عہد فریض میں ہو جو بکرے قریش سے عہد چیمان کیا اور بنو خزاعہ نے بنو خزاعہ صلوات اللہ علیہ وسلم سے اور ان دونوں میں باہم قریب عداوت تھی اور جو بکرے قریش حضرت مسلم سے لڑنے لگے تو ان کی آپس کی لڑائی بند ہو گئی تھی جب کہ حدیبیہ میں فریض سے صلح ہو گئی تو عداوت قدیم بنو بکر و خزاعہ نے ظہور پکڑا اور صوت یہ پیدا ہوئی کہ ایک مرد بنی دایل کا حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرنے لگا وہاں ملک غلام بنی خزاعہ کا حاضر تھا اس نے منع کیا اس مرد کو کہ نہ لمانا خزاعی نے اس کو مارا کہ اس کا سر ٹوٹ گیا تب اس نے بکرے سے لڑائی نہیں بنو تقایہ بنو خزاعہ سے لڑنے پر مستعد ہوئے اور قریش سے مستعدی اعانت ہوئے قریش نے ہتھیار دیے اور ایک جماعت قریش مانہ عکرم بن ابی جہل و کز ابن جنح و صفوان بن امیہ و سہیل بن عمرو و حلیط بن عبد العزیٰ پوشیدہ با خواص و قواہل شریک ہوئے اور پہلے شب خون مارا پھر تو جنگ عظیم ہوئی کہ لڑتے ہوئے قریش محرم میں در آئے اور بنو خزاعہ سے صلح ہوئے تب بنو خزاعہ میں نے نوفل بن معاویہ سے کہ امیر بنو خزاعہ کا کہ ہم کی عداوت خیال میں رکھو اور خدا سے ڈرو نوفل بولا کہ اگرچہ یہ کلام نہایت بزرگ ہو لیکن آج ہم اس کی پروا نہیں رکھنا چاہتا ہوں

مبیکل بن ورقار کے گھر نہایت بکری اور بکریوں پر قریب اپنے اپنے گھر گئے اور پوشیدہ ہو رہے اور یہ گمان میں تھا کہ بکریوں کی طرح ہمارے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی وقت اللہ نے خبر دی بلکہ لازمہ کے رُخ رکھنے والے نے اسی وقت رات میں حضرت کو
 بچا کر اور استغاثہ کیا اور مدد چاہی حضرت نے جواب دیا البیک البیک حضرت سیمون نے جبکہ حجر بن ابی وشمور کے ساتھ تھے
 اور البیک کے پوچھا آپ کس کا جواب دیتے ہیں فرمایا کہ راخبر لعلہ کا مجھے پکارتا ہوں اور مجھے مرد چاہتا ہوں اور فریاد کرتا ہے کہ کوئی
 جنوں کی مدد کی بعد از ان صبح کو آنحضرت نے حضرت عائشہ سے کہا کہ رات نماز میں ایک بات ہوئی بولیں یا رسول اللہ کیا
 آپ کا گمان ہے کہ کوئی قریش عسکر کی کرنگی حالانکہ ان کو اس وقت تک راز دیا ہوا تھا کہ انھوں نے عہد توڑا کہ خدا کا ایک حکم نہیں ملے گا
 پھر تین دن بعد اس کی عمرو بن سلمہ خراسانی نے آئیں آ دیوں سے مدینہ میں آیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
 میں اصحاب محمد شریفین میں جلوہ فرما تھے ان کے ایک قصیدہ میں سرگزشت مفصل تھی پچا حضرت حرۃ لعلہ میں نے فرمایا
 حکیم بن عمرو اور کھڑے ہو گئے اور چادر اسی گھنچے اور فرماتے تھے مرد نہ دیا جاؤں میں اگر مرد نہ دوں میں جنوں کو اب میں
 جن میں نہ کرتا ہوں انہیں کی اس وقت کچھ اور بھی تھا سو حضرت سلمہ نے فرمایا کہ اب راز دار نہ ہو حضرت نبی کو پہلے راجا کے عرفا
 بن سلمہ وغیرہ سے فرمایا کہ لوگو اپنے گھر دن کو روانہ ہو کہ وہ لوگ حضرت ہونے اور قریش اس حرکت غیبیہ سے پشیمان ہو گئے پھر
 عاتر بن شہام و عبداللہ بن ابی جہل ابوسفیان بن حرب کے پاس گئے اور کہا اسے ابوسفیان بیٹا فساد ہوا اس کی اصلاح
 یہ ضرور ہو ورنہ تمہارے عبداللہ اپنے ہم عدو کا عوض لینے ابوسفیان بولا کہ یہ بی زور جہنم نے بیک خواب دیکھا اور وہ
 یہ کہ جانب جنوب خون بہتا ہوا ہے میں کیا ہوا موضوع خندہ میں منہ کر غائب ہو گیا اس وقت میں خوفناک ہوں اور وہ بھی
 دینی ہوا تو معلوم ہو کہ یہ حرکت جو قریش سے ہوئی میری صلاح سے نہیں تھی اور میں اسی غائب اب اسباب اس کے لئے معلوم
 ہوتا ہو کہ مدینہ میں غائب کے بعد مسلم سے اس نے فرمودہ اور درت صلح کو زیادہ کر دیا اور ہر گاہ اس فساد کی خبر ہو جاگی تو یہ شکل نہ لے
 چنانچہ ان لوگوں نے ابوسفیان کو جانب مدینہ روانہ کیا اور حمید بن ابی سلمہ نے پوچھا کیا اور چاہا کہ فرار ہو حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم پڑھے احادیث کے حکایت حضرت اپنے آپ کے حق میں فرماتے کہ تم شرک ہو چکا ہے شرک سے بھرے ہو اور یہ بھیڑنا
 جناب سید الطاہر بن کاہر ابوسفیان نہایت ناراض ہوا کہ احادیث سے اس فرار پڑھنے نہ دیا بلکہ بیٹ دیا ابوسفیان نے کہ
 حضرت مسلم کے پاس آیا اور دربارت یا دتی مدت صلح کے کتنا حضرت نے کچھ نہ سنا کہ اسے یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
 اعلم عنہ و فاطمہ زہرا کے پاس آیا اور بولا کہ لوگ سفارش کرو سب کچھ اٹھا کر کچھ اختیار نہیں ہوا اور اپنے پاس سے ایک دیانت علی
 ابن ابی طالب کے پاس آیا اور کہا اسے ابوسفیان نے کہا کہ تم سب کی تم سب کی اور مدت صلح دراز ہو جاوے وہ بولے حضرت مسلم کا غم ہو چکا ہے اب کی
 سفارش نہ چلیکے ابوسفیان نے کہا میں نہایت پریشان ہوں کوئی راہ نکالوں جس سے نجات کی صورت پیدا ہو علی رضی اللہ
 عنہ فرمایا کہ تو کھڑے ہو کے آواز بلند پکار کر جانبین کے لوگوں کو مدینہ میں اپنے جوامین لیا سو سننے ہی بات کہی اتنا زیادہ کیا
 کہ میرا گمان نہیں ہے کہ محمد میرا چور اور درگاہ بنی ہاجر میں آیا حضرت سے کہنے لگا کہ اسے محمد صائم بن اہل بنین ہے کہ تم جوامین

حضرت نے فرمایا اے ابوسفیان تو یہ بات کتاب و بعد از ان ابوسفیان کہتے ہیں کیا کوئی نصیحت گذشتہ بیان کی قریش نے کہ تو نے
 کچھ کام نہ کیا تو لڑائی کی خبر لایا مسلح کی علی ابن ابیطالب نے تجھے ٹھٹھا کیا تھا اور بعد چلے جانے ابوسفیان کہ حضرت رسول مقبولؐ
 پوشیدہ سفر کی بیماری فرمائی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مخفی ارشاد کیا کہ تم بھی طہاری کرو اسی طرح اور بارہویں بھی فرمایا لیکن
 اصحاب کے بے سبیل خرم و قہقہہ غم حضرت معلوم تھا پھر حضرت مسلم نے اطراف مدینہ کے قبائل کو لکھا کہ جو کوئی ایمان بخدا
 و روز جزا رکھتا ہو سو کہ رمضان شریف کو مدینہ یا سکینہ میں حج ہو کے آوے چنانکہ حاکم قبائل اسلم و غفار و خزیمہ و حمیدہ و اشجع
 داخل مدینہ ہوئے مگر نہ شلیک کہ وہ منزل قدیمین طبع ہوئے اور کیفیت طہیابی بتاتے قریش کو اس طرح لکھی کہ ہاشم قریش بن رسولؐ
 معلوم جاوے کہ ہمیشہ کا لیل نسیم کا سبیل یعنی اسوار قریش غیر جاسع لشکر و راجح بر آتے ہیں جی رات اتنی ہو چلا کہ تہہ من سطح
 سیلاب اور اگر تنہا ہی لشرف لادینگے تو بھی اللہ انکی مدد کرے گا اور انہما وعدہ فرما دے گا تم اپنی فکر و دوا اسلام و نبیہ کستہ ہیں لکھا
 ان رسولؐ قدیر کرم و قدر و اخذہ اور یزوتہ بر روایت صحیحہ سادہ سارہ کو دیکھو کہ لکھنوی عمر کو جو قبیلہ خزیمہ
 تھی اور جانب کبے جاتی تھی دبا کہ قریش کو پہنچا دے یہ سارہ مکے سے مدینہ میں کی تھی اسوقت کہ حضرت مسلم تجریش کبیرہ میں
 تھے ساجد خانبے پوچھا تو مسلمان ہو کر آئی ہو اسے کہا نہیں پھر فرمایا ہجرت کر کے آئی ہو کہنے کہا نہیں پھر فرمایا کچھ کام کوئی کر
 ہوئی محتاج ہوں پانچ حضرت مسلم نے نبی و اللہ طلب ہے باوجود طعام دلوا یا سودہ حاطبہ کے پاس گئے حاطبہ نے بیٹے اسیدہ
 انھوں نے بیٹا دیا اور دش دینا اسکو دینے وہ عورت اس خط کو اپنے بالوں میں چھپا کے پہلی علام انیسبے حضرت رسولؐ قبل
 اس حال سے مطلع کیا کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے علی ابن ابیطالبؓ بن مرین العوام و مطہ و عمار و ابوذر غفاری و خواجہ قداد
 بن سہیلؓ کو فرمایا کہ وہ رخ پر سوار ہو کے جاؤ وہاں تک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط حاطبہ بن جندبہ کا لکھا ہوا تھا اس خط کو
 سیرہ پاس لگاؤ اور عورت کو جانے دو اگر خط دے تو اسکی گردن مارو قاتلہ و خانہ باغیٰ میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہر باغیہ کو اور پھر
 اصل میں وہ باغی و منہ زار کو بولے تہیں اور خط شفا کو کہتے ہیں وہاں خیر شفا کو کہتے ہیں وہاں خیر شفا کی سبب سے رخ خط
 کھلا یا بھلا علی رضی اللہ عنہ و جمع اپنے یاروں کے رضخ پر سادہ سارہ سے جا ملے گا اس کے پاس خط نہایا ارادہ کیا کہ وہ خط میں
 پھر علی رضی اللہ عنہ سوچے کہ حضرت مسلم کا فرمانا جھوٹ نہیں ہے تب تلوار اٹھ کر فرمایا کہ خط نکال نہیں تو مارنا ہوں اسے خوف و شہید خط
 اپنے چوٹی سے کھلا اور حوالہ کیا کہ اسکو لیکھا حاضر ہوئے حضرت مسلم نے حاطبہ سے پوچھا کہ سبب سے تو نے خط لکھا تھا
 حاطبہ نے اتنا س کہیا رسول اللہ بن سلمان ہوں مرتد یا منافق نہیں ہوں لیکن تم قریش کا ہوں اور میرے عیال و اطفال
 مکے میں ہیں اور وہاں کوئی بجائی بند نہیں ہے جو خبر گیری انکی کرے بخلافت و مہاجر و ان کے سویں نے چاہا کہ قریش پر اپنا
 حق ثابت کر دین تاکہ اس کے گناہ اس کے مخالفت کریں مہارے اس کے اور کوئی سبب نہ تھا اور یہ میں فریادنا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
 آپ کی نعمت کو کھرا کر لکھا میری اس تحریر سے کچھ خبر نہ ہوگا حضرت نے فرمایا حاطبہ سچ کہتا ہے حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ منافق
 اسکو قتل کیجیو ورنہ ارشاد ہو کر میں گردن مار دین فرمایا اسے عمر تامل کرے شخص اہل مدینہ میں جو اپنے مدسک الزامی میں موجود تھا

نہیں ملے لیکن مادی سے جائیں اور سب لوگوں کے مابین فساد کی ہمارا خیمہ چون پکڑا کہ خیمہ اور نہایت قید کر دیا کہ جب تک کہ فی
 ترے سے تم گزرتو کیا جلاش کفر نہ کرے بلکہ طابو حکم اور روانہ ہوا اور حضرت طریق اذافر سے تشریف لیجئے روایت ہو کہ ایک جانب سے
 عکرم بن ابی ذر مضمون بن ابی سہیل بن عمرو بن عبد اللہ بن مسعود جامع ہو کر و بنو حارث بن عبد مناف و طاغیہ بن اخطاس غلام
 بن ابیہ سے مقابل ہوئے تا کہ زوالہ نے بھی مقابلہ کیا چنانچہ موضع خندہ میں لڑائی شروع ہو گئی اور لڑائی سخت ہوئی سلاسل لڑنے
 مارنے سے روزانہ بہت الحرام تکافرون کو پہنچا یا چوٹیں لے کر فافرون میں لڑا بخلاف پیش ہو کر کے چار خیل کے مارے گئے اور
 دو سلطان شہید ہوئے اور انجا ایک عکرم کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور روایت صحیحہ صاحب بیوہ الحافل نے لکھا کہ کس معرکہ میں ابوبکر
 یا تیرہ کافر مارے گئے اور خالد بن ولید کی طرف میں صرف سلمہ بن اعلاء الجہنی شہید ہوئے اور کرار بن ہارثی اور حبیب بن خالد غازی
 بھی شہید ہوئے مگر حضرت خالد کے لشکر کے علاوہ دوسری راہ جلتے تھے وہ ان مارے گئے بلکہ انفا قریش نے نہایت فاس
 آٹھائی اور خالد بن ولید نے کیفیت مفصل حضور اقدس میں عرض کی فرمایا قضا اذافر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ
 آنجا کے تین ہلے تھے تو آٹھ تیرہ ہوا اور خالد بن ولید لڑے گئے اور ان کے ہاتھ میں ایک کھنجر تھا کہ اس نے اسے غنم سینے میں لگا کر قریب سے
 اٹھا لے گیا کہ اس نے قریب سے قریب میں کھنجر غازی اذافر نے اور بھی قتل میں گرمی شروع کی یہاں تک کہ شہزادی کا قتل ہوئے پھر
 حضور اقدس نے خالد بن ولید سے خطاب فرمایا اور حالات حکمرانے کا سبب بیان کیا تا کہ انہوں نے اس کا کیا نتیجہ حکم نہایت میں پہنچا بلکہ حکم تکلیف پہنچا
 اپنے اس شخص حکم جاننے والے سے تنہا کیا اسے کہا ایک شخص مسیب کہ لڑائی پانوں میں میں مجھے ملا اس کے ہاتھ میں ایک تھما اس نے
 کہا تو یوں خالد سے کہے شخص فہیم السیف میں تو میں تجھے قتل کر دینگا پھر حضرت ابیہ اور غلام ابیہ اس شخص کے حکم کے اور پھر
 بجلائے معلوم ہوا کہ وہ شخص فرشتہ تھا اور غلامو خبا کیے یا یہ تھا کہ شہزادی مقتولان کے بار قتل ہو جاوے اس لیے کہ جناب حل قبول
 سلا علیہ السلام نے ہر نہادہ مجھے وچا آپ کے شہید ہوئے تھے فرمایا تھا اگر قریش پر قابو پاؤ گنا شہزادی قتل کر دینگا خود اسے حکم
 نے آپ کی بات کو چا کر دیا کہ انی سوختا الاحباب اللہ العالی سبب قلع اس واقعہ کے خفیہ کہ میں نے کچھ کہہ دیا کہ وہ شافعیہ کہتے ہیں لیکن
 بلبل امین پیشان داخل اذافر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمے میں جو حجون پر قائم تھا جلود فرما ہوئے اور غسل فرما کر فریاد اور غم رکھا
 حالت غم میں تھے حضرت غلام علیہا اسلام تعین اس وقت ام ہانی بنتا بیلا اپنے اناس کہ اذافر علی تفری کی خواہش کر لیں پھر وہ سب
 شہر کھڑے نہ نہ کو قتل کر لیں اور میں نے اس کو امان دی خود با اپنے امان دی جس کو تو نے امانی رواہ انجاری علیہ السلام اور بعض کہتے ہیں
 کہ یہ معلوم ام ہانی کے گھر میں واقع ہوا اور وہاں بعد اذغر حضرت نے کچھ کہتے ہیں باز چاشت کی کہی اور فرما لیں انہوں نے حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے سوا سوا کہ وہ اپنے صدیق اکبر ابیہ بن عبد بن جہرا سی طرح حضرت بال عثمان ابن طلحہ اور محمد ابن سلمہ مارتے رہے تھے
 اسامہ ابن زید روایت تھے عبداللہ ابن جعفر کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آواز مزم سورہ انفعا انفا کفاحا میں پڑھتے ہوئے
 بلا احوال داخل حرم ہوئے اور سجدہ میں قنوت لیتے آئے اور کڑی سے جھل سو کو بوسہ دیا اور تکیہ کی اہل سلام نے متابعت کی
 اہل کبر پر رزہ پڑا اور ہزاروں کی چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے دیکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ طواف فرمایا اور

عکرم بن ابی ذر مضمون بن ابی سہیل بن عمرو بن عبد اللہ بن مسعود جامع ہو کر و بنو حارث بن عبد مناف و طاغیہ بن اخطاس غلام بن ابیہ سے مقابل ہوئے تا کہ زوالہ نے بھی مقابلہ کیا چنانچہ موضع خندہ میں لڑائی شروع ہو گئی اور لڑائی سخت ہوئی سلاسل لڑنے مارنے سے روزانہ بہت الحرام تکافرون کو پہنچا یا چوٹیں لے کر فافرون میں لڑا بخلاف پیش ہو کر کے چار خیل کے مارے گئے اور دو سلطان شہید ہوئے اور انجا ایک عکرم کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور روایت صحیحہ صاحب بیوہ الحافل نے لکھا کہ کس معرکہ میں ابوبکر یا تیرہ کافر مارے گئے اور خالد بن ولید کی طرف میں صرف سلمہ بن اعلاء الجہنی شہید ہوئے اور کرار بن ہارثی اور حبیب بن خالد غازی بھی شہید ہوئے مگر حضرت خالد کے لشکر کے علاوہ دوسری راہ جلتے تھے وہ ان مارے گئے بلکہ انفا قریش نے نہایت فاس آٹھائی اور خالد بن ولید نے کیفیت مفصل حضور اقدس میں عرض کی فرمایا قضا اذافر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنجا کے تین ہلے تھے تو آٹھ تیرہ ہوا اور خالد بن ولید لڑے گئے اور ان کے ہاتھ میں ایک کھنجر تھا کہ اس نے اسے غنم سینے میں لگا کر قریب سے اٹھا لے گیا کہ اس نے قریب سے قریب میں کھنجر غازی اذافر نے اور بھی قتل میں گرمی شروع کی یہاں تک کہ شہزادی کا قتل ہوئے پھر حضور اقدس نے خالد بن ولید سے خطاب فرمایا اور حالات حکمرانے کا سبب بیان کیا تا کہ انہوں نے اس کا کیا نتیجہ حکم نہایت میں پہنچا بلکہ حکم تکلیف پہنچا اپنے اس شخص حکم جاننے والے سے تنہا کیا اسے کہا ایک شخص مسیب کہ لڑائی پانوں میں میں مجھے ملا اس کے ہاتھ میں ایک تھما اس نے کہا تو یوں خالد سے کہے شخص فہیم السیف میں تو میں تجھے قتل کر دینگا پھر حضرت ابیہ اور غلام ابیہ اس شخص کے حکم کے اور پھر بجلائے معلوم ہوا کہ وہ شخص فرشتہ تھا اور غلامو خبا کیے یا یہ تھا کہ شہزادی مقتولان کے بار قتل ہو جاوے اس لیے کہ جناب حل قبول سلا علیہ السلام نے ہر نہادہ مجھے وچا آپ کے شہید ہوئے تھے فرمایا تھا اگر قریش پر قابو پاؤ گنا شہزادی قتل کر دینگا خود اسے حکم نے آپ کی بات کو چا کر دیا کہ انی سوختا الاحباب اللہ العالی سبب قلع اس واقعہ کے خفیہ کہ میں نے کچھ کہہ دیا کہ وہ شافعیہ کہتے ہیں لیکن بلبل امین پیشان داخل اذافر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمے میں جو حجون پر قائم تھا جلود فرما ہوئے اور غسل فرما کر فریاد اور غم رکھا حالت غم میں تھے حضرت غلام علیہا اسلام تعین اس وقت ام ہانی بنتا بیلا اپنے اناس کہ اذافر علی تفری کی خواہش کر لیں پھر وہ سب شہر کھڑے نہ نہ کو قتل کر لیں اور میں نے اس کو امان دی خود با اپنے امان دی جس کو تو نے امانی رواہ انجاری علیہ السلام اور بعض کہتے ہیں کہ یہ معلوم ام ہانی کے گھر میں واقع ہوا اور وہاں بعد اذغر حضرت نے کچھ کہتے ہیں باز چاشت کی کہی اور فرما لیں انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا سوا کہ وہ اپنے صدیق اکبر ابیہ بن عبد بن جہرا سی طرح حضرت بال عثمان ابن طلحہ اور محمد ابن سلمہ مارتے رہے تھے اسامہ ابن زید روایت تھے عبداللہ ابن جعفر کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آواز مزم سورہ انفعا انفا کفاحا میں پڑھتے ہوئے بلا احوال داخل حرم ہوئے اور سجدہ میں قنوت لیتے آئے اور کڑی سے جھل سو کو بوسہ دیا اور تکیہ کی اہل سلام نے متابعت کی اہل کبر پر رزہ پڑا اور ہزاروں کی چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے دیکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ طواف فرمایا اور

سے آئے شہر کین کہنے کو کہتے ہیں تو ساتھ بہت رکے تھے اور پانوں انکے پیسے سے چائے تھیں ایک کلاوی سے چائے
 ہاتھ میں تھی اس سے اشارہ فرماتے تھے اور یہ آیت جامع ذوق باطلان الباطل کان بنو فانی یعنی آیت اور شاہ باطل نیک باطل ہے
 سو جبکہ تم کی طرف اشارہ کرتے تھے وہ بت کرتا تھا اور جبکی پشت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ اندھا تھا اسی طرح سب
 بت اٹھ کر اٹھ کر گریپس اور قصورین جو دیوا کیسے پہنچیں تبہ ان کا چاہہ زفر کے پانی سے نہ جلاؤ والا جب انہوں کو بت شریف ملے تب
 اس سے فراموش ہوئی تو راہ ہوا کہ کبھی کے لئے شریف بن جائیں بل اسے اشارہ ہوا کہ عثمان بن طلحہ جمعی سے کنبی لاؤ اور کنبی سلافر
 بنت سعد والدہ عثمان کے پاس تھی حضرت دال نے طلب کی اسے اس غار سے نکال کر کیا کہ تم بھر مجھے نہ دو کہ عثمان بن سلافر
 کہتا تھا کنبی بھر دو سے نہیں لکھوئی دوسرا کہنے چلا گیا اسی رد کو کہیں حضرت صدیق فاروق غفرلہ عثمانی اللہ عنہما شریف الکاؤر کا مالک
 حضرت عطاء اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تبا فرمے کہ کنبی عثمان اپنے بیٹے کو دی اور کہا اگر کنبی کو بتیرے پاس سے تو بتیرے
 اس سے کہہ دو کہ اس کے پاس ہے چنانچہ عثمان کنبی لیکر حاضر ہوئے حضرت نے جاہا عثمان کنبی دے عباس ابن عبد المطلب لے کر آیا
 جس طرح سنایا زفر میں پاس پر کنبی بھی مجھے ملے عثمان کو اشتباہ ہوا اسے جو تبا کنبی دینے کو چاہتا تھا کنبی یا حضرت نے فرمایا
 عثمان اگر ایمان خدایہ اور جو راہ کو کنبی حوالے کر آئے کہ انہا را رسول اللہ امامت اللہ تعالیٰ حضرت نے کنبی پائی اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما
 طلحہ سے فرمایا کہ ان دونوں بیت جائے قصورین شتوین پیروں کی جو کہنے کی دیواروں میں کنبی ہیں شاہ و جب حکم جاری ہوا تو
 انجیا بت مالک اسلام بن یزدخل ہوئے اور قصور حضرت براسمہ امیر علیہ السلام بن عثمان سے دلو اور فرمایا انہما حساب
 لعنت کرتے ہیں اس قسم کو جو قصور کرتے ہیں اپنے غیر مخلوق کی بھڑنا برقع شادام و ازہ بندہ را دیا اور دو کھتے تارادانی شعی
 ابن ہرئی والوصف وغیرہ نے اس روایت کو ترجیح دی کہ انانی الموابہ تبعمیہ حضرت براسمہ امیر علیہ السلام بن عثمان کے تبرکے
 حضرت عباس سے بخدی بن وایت بکرا اسکو حضرت اقدس نے دیکھا فرمایا اللہ لعنت کے شکر لیں کہ خبردار وہ خدا کی قسم اللہ کو
 معلوم تھا کہ براسمہ امیر علیہ السلام نے کعبہ تریق کمال نہیں لیا فال کے تیرے یہ طلب کیا ان فروں کے پاس تین تیرے ایک ایک لکھا اندانے
 اجازت دی دوسرے لکھا تھا منع کیا تیسرے کو خالی چھوڑا تھا دواول سے امر دہی تھے تھے اور تیسرے میں توقف کرتے تھے اور
 ان تیر کو دونوں غیریوں کی تصویروں میں لکھا تھا تاکہ لوگ جانیں کہ یہ حضرت بھی انہاں کہنے تھے جب کہ نہ تھا تو حضرت علی
 نے بحال دیکھا اور لعنت کی فائدہ یہ جو شہو کہ اونچے توں کے آئے کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت علی علیہ السلام اپنے دو
 برابر پر چڑھایا اور حضرت علی نے التماس کیا تھا کہ آپ میرے کندھوں پر سوار ہوں فرمایا کہ تمہا زہرت نہیں اٹھا سکتے ہواہرین
 بار ولایت اٹھا لکھا سوچارے شاد والاسا حضرت شاہ عبدالغفر قدس سرہ تھا نا عشرہ میں کہتے ہیں کہ بیت کلاوی کے
 اشارے سے گریپسے نوامی کیا صاحب تھی اور شاہید امر اندر کہ کبھی کے بنوں بن واقع ہوا ہو فائدہ شیعہ اس قصے سے حضرت
 علی کی غریبی تسلیم ثابت کرتے ہیں اور نہ غریبی کہتے ہیں شاعر ابوسبت حال کہ جو حضرت علی علیہ السلام علیہ السلام نے
 بیان فرمائی یعنی تمہا زہرت اٹھا اسکو گے اس سے شہرخی باکل باطل ہوا چار حضرت امیر المومنین صمد اکبر رضی اللہ عنہ کی برہی

انجیا بعد دم

وہ وقوع فعل ثلاث مررت سے مرود و الشماوہ ہوا جیسا کہ قال انما سمیٰ نوح وقطرا لما ورد فی السماوی اور حشمت بامرتہ و اہم
 اصدا لہ و شماوہ لہ لا یکن ان شہد بوجہ و اسہ و فی النبیۃ اشعر الذی فی عینہ افرہ معینہ فی حیرہ وان کانت میتہ فلا اولاد کرب
 شاعرانہ و طرح پر ہوتا ہو یا محمول پر یا القوی یا نہیں اگر محل پر یا القوی ممکن ہو تو جاکر ہی بلکہ حسن ہو اور حضرت حسان بن ثابت اور عبد اللہ
 بن مسعود و کعب بن مالک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور نبض اہل تحقیق قابل تبویط ہیں یعنی اگر مبالغہ حد امکان سے خارج ہو کر
 تو رکھ کر القوی بہتر و الا جابر سے کہ کلام الہی و حدیث رسالت نبی اور اقوال صحابہ و تابعین میں یا جالبہ اندوہ واقع ہو اور وہ سب
 مجسوسہ فیسہ پر کہ جس موضوع کا محل کی طرح عمل مبالغہ پر نہ ہو سکے تو حرام ہو قال الارضی ہوا لامع و انک سائر انواع الکذب اور حشمت
 و وقیم پر ایک کہ حسین فریشتہ و دروغ و مدح انبیاء و اولیاء و توحید و نبوت شوق و ذوق محبت الہی ہو و وسرود کہ حسین بن
 سکامہ خلاص ہو و اعطایہ جو طرح اشعار حضرت سلا مہ و خواجہ غیاث و حضرت شیخ سعدی علیہم السلام سے قال ابن عبد البر ان اشعار فی القرآن
 کلام حسن و قیصر قیصر کہ قال ابن زین الشعمی اور شیخ کتبہ واضح ہو کہ حضرت ابوبکر علی رضی اللہ عنہ و عمر خطاب عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
 عنہم نے شعر کہے ہیں مگر کتاب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کوئی شعر نہیں فرمایا اور اللہ لا یعیش الا عیش الاخرۃ فارحم الانصار و اہل ہاجرۃ
 کلام مزین بلا قصہ صادر ہو اور قصید ابولیس بن مین فرماتے ہیں انہ ہوا ابیات من الزجر و الزل لیکون طوطا یا ہون السج فی الکلام
 خواہ وہ عقیق شش شخص کی جو کھلے ہوئے گناہ و گناہ پر اور جو اسکی دست پر یا نہ کتب تجربہ میں نہ ہو کہ ہر کسبیت و شکایت پر جبکہ
 و دست ہر ایک شکایت ظلم ظالم کی دوسری نیت صلاح و شہر کے تیری نیت کو کچھ چھوٹی اس جگہ چہاں ہوں لہذا رغبت اسکا نہ کرنا
 نہ لہذا جو طرح حالت امور اسلا لہ حال میں لکھا جاتا ہو یا چون خطا ہر نہ نکیت ہو اور اصل حقیقت میں غائب ہو تو اسکا حال ظاہر
 کر دینا چاہیے تاکہ اور کوئی اسکے قریب نہ آوے چھٹی ہو یا کام کو ظاہر عمل میں لاوے جاری اور ملن حضرت ابوبکر سے روایت
 کہ حضرت ولید بن ابی شمس کے گناہ و سبب ہونے کو اسنے گناہ نہ مات ہونے چاہئے پوشیدہ گناہوں کو ظاہر کر کے ہر ایک لہذا
 یہ بات بھی لہذا میں نقل ہو کہ چندہ رات کو کوئی نہ لکھ کہ پھر سکھو صبح اس حالت میں ہو کہ اسنے گناہ کو چھپا ڈالا ہو و خوش
 یون کے کہ او میان ظلم نے تورات کو یا ایسا کام کیا رات کو اسنے رب نے گناہ پر پردہ ڈالا اور وہ صبح کو خدا کے پردہ کو
 کہوتا ہو یہاں تک ثابت ہو کہ پوشیدہ گناہ کو ظاہر کرنا سخت گناہ ہو کاش گناہ کر کے شرم کرے تو خدا پردہ پوشی کرے کہ وہ
 شاعرانہ و سبب اسنے پردہ فاش کیا تو مغرط و پردہ پوشی کے لائق نہرا اور بعض اوقات اسنے قبول ایسا کرے کہ میں گویا یا یا یس
 کلمہ اسنے میں ہر گاہ ایسے گنہگار کا یہ حال ہو تو اس فاسق کا حال جو بے تکلف سب کے سامنے گناہ کرتا ہو اور شرم اپنے
 ہر شرم و نین کرتا کیا ہونا ہر غالباً وہ سبک جا کر حرام کرتا ہو اگر نہ ہوتا تو لایسے ہر شرم سے شرم کرتا یا جو لوگ اس فعل
 نہیں کہتے ہیں انے شرمناک و بدعت آفات احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو کہ جو لوگ گناہ کو کھلے کھلے ہر پردہ کرتے ہیں جو طرح
 جاسے ہر پردہ کو لیں اور لیں کو واسطے حرام کاری کے تو انے میں دینے یا یا ایسے ہر پردہ کرتے ہوئے ہر پردہ
 سوا شہدہ قیامت اس فعل کی افتاد سے انکی نال ہو جاتی ہو اور نل میں خوف عتاب کچھ نہیں سہا ہو گیا کھانے پینے کی

نکات

سیاحت سمجھتے ہیں کہ یہ گناہ شرع میں حرام ہے اور آپس میں شدید دھرم اور زبان کی بھی اقرار کرتے ہیں کہ یہ گناہ حرام اور اس کی نام استباحہ مصیبت ہے اس لیے کہ استباحہ گناہ بھی ہو گا گناہ کو بیاب جاننے یہ کہ استباحہ کے اور در و حرمت اس گناہ کا بھی انکار ہے بلکہ خلاف حق نے خوف عقاب کیا اور اس کو قہراً قبیح نہ جانے تو وہ گناہ بلیغ ہو گیا اور حلالہ استباحات اس گناہ کے ساتھ عمل میں لایا استباحہ کفر ہے بعض فقہاء ظاہرین یہ سمجھتے ہیں کہ انکار و در و حرمت بھی شرع میں لازم استباحہ ہر وہ بات تو نہ واقع ہو اور از روئے احادیث و آیات تحقیق استباحہ میں اسی قدر کافی ہے جو بیان کیا گیا انکار و در و حرمت دل و زبان سے ضرور نہیں ہو سدا و قاتل بعض لوگ اس طرح اعتقاد کرتے ہیں کہ شرع میں فلاں مصیبت نظر مصلحت عام حرام ہوئی ہے تو اگر رسم فاسد شیوع پذیر نہ ہو اور رفتہ رفتہ دوسری قباحت پیدا ہو جائے اور بنا بر تخریفات و تفسیرات عدہ عقاب عذاب فرمایا ہو اور فی نفسہ فعل کچھ قباحت نہیں لکھا ہو عقاب آپس پر ترتیب نہیں ہوتا ہر کذا تحقق الحقیق الدلوی فی تفسیرہ الغفری دشمنان و خشی قابل ہمزہ ابن عبدالمطلب عسم رسول اشقلین صلی اللہ علیہ وسلم کہ بروز فتح مکہ بھاگ کر طائف میں گیا اور ایسا ن لایا اور ایلچیاں طائف کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سچا اور غیبت شہادت حضرت ابیالموئین جنمہ ابن ابی طالب کی دلچسپی اسے بیان کی تو روبرو آنے سے منع فرمایا نہ کہ حتیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے نہ آتا تھا اور سی و خشی نے زمان خلافت ابیالموئین جنمہ صدیق کہ رضی اللہ عنہ میں سیکر کذاب کو قتل کیا چنانچہ خشی کا کھانا قتل خیر الناس و قتلک شرا الناس گیارہ گھنٹوں بعد امتد ابن عمری کہ مسلمانوں کی جو بہت کرتا تھا فتح مکہ کے روز اتفاق ہو گیا ابن ابی وہب شہر ہر مانی بنت ابی طالب جانب بجران بھاگ گیا بعد چندے مہینے میں کہ مسلمان ہوا اور مشرک مشرک ملا یہ گیارہ روز لیکن عورتیں سواول سماء ہند بنت عیینہ زوجہ ابوسفیان تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی تھی فتح مکہ روز نقاب پر ڈالے اور عورتوں کے ساتھ حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں چلی ضرر کہ اسلام لائی اور نقاب ہٹا کر کہنے لگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لاء ہند ہوں وجہ ابوسفیان بن زہرہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان ہوئی ہو تیرے حق میں تیرے ہونے عورتوں کی اسلئے یہ حال تھا کہ سب زیادہ کہ تیرے حق میں تھی بین سب زیادہ دوست تھی ہوں حضرت نے فرمایا اور بھی تیرے ساتھ زیادہ ہو گئے ہر گز نہ کہ تیرے ہونے کو دیکھ کر اسے بلوئے یہ بھیجے یہ سب تو ان آنحضرت نے نصیحت کلاسیہ فرمائی دوسری قریبہ نصیحت تصنیف لغام فتح الار و سکون تختا یہ تیسری فتح فتح قاتل و سکون کا عمل فتح ہا و قریبہ بعد التوین و دون ابن خطل کی کو بنیائیں تھیں کہ مسلمانوں کی جو بگاڑتی تھیں فتح مکہ کے بین فتح ایمان لائی اور قریبہ قتل ہوئی اور قریبہ سادہ نہ خلافت حضرت عمر با وائل خلافت حضرت عثمان کس مذہ تھی جو تھی اہل بیت کثیر لکڑیاں بن خطل و بھی ماری گئی یا جو بیش سارہ کثیر آزادہ و بیش ہل تھی اور صحیح یہ کہ کثیر آزادہ بنی عبدالمطلب کی تھی اس کے مقابل میں اختلاف ہے ابن ہشلم و صاحب عنوان الدہ و ابن جہری کہتے ہیں کہ سارہ اسلام لائی اور جمہدی جامع صحیحین اور بعض کامل البیان کے نزدیک قتل کی گئی اور قاتل اس کے امیر المومنین علی ابن ابی طالب کہم اللہ وجہ تھے چنانچہ اس کے بعد وہ بھی قتل ہوئی

بجانب

بجانب

بجانب

طرف نہ جھکتی ہیں یہ بخیر جواب دے کہ اہل علم نے تنہا نہیں تھا کہ قتل کیے اور حضرت معلوم بن ابیضا سے اسے اور شہنشاہ علی ابن ابی طالب سے لیکے دشمنوں پھینکی کہ سب یاد ہو کہ بھائی اور فتح اسلام ہوئی سب تر کا فرار گئے اور نبیہ اہیت سے بعضے جلیل القادری تھے اور بعضے جانیہ طلاس اور بعضے طرفین بن خلد ازہر سے روایت صحیح ثابت ہو کہ حضرت عباس کی اواز سن کر اول اوصحاب نے پھر ازہر ہوئے پھر بعد ازاں انہی ہونے لیکر تنہا گئے پھر قیامت ہو کہ یہ بھاگنا نہ تھا بلکہ پھر گرفتار کیا گیا وہاں آئے تھے تاکہ وہاں تک جائیں کہ ایک طرح کی بل چل سلمانوں میں واقع ہو گئی تھی چنانچہ شکوہ شریف میں ابن ابی اسحق البغی سے روایت موجود ہے بیان عجزات میں وہ حدیث لکھی ہے کہ اویہ جو نہ ہریت اوایل میں واقع ہوئی سو اس سے پہلے کہ اول کی سلمانوں نے کہا تھا کہ ہم تھوڑے دن کو بہت جگہ فتح علی عمر اب تو ہم دخل فرما رہے ہیں حق تعالیٰ نے ادب یا اور امتحان کیا تاکہ اس بات پر نظر کریں کیا کوسورہ رات میں ارشاد ہوتا ہے ہر ملوہ ملوہ انہا

اچھا کہ کثیر کثیر ظلم غلام شہداء وضاعت علیکم الاضربا جنت ثم ولیمہم ربین ثم انزل اللہ کذبت علی رسولہ علی المؤمنین انزل جنودہم اعداء وعتب الذین کفروا ووزلوا کما نزلوا کافروں نے یہ دن نہیں کے جب اس نے تم اپنی کثرت پر پھر وہ کام نہ آئی تمہارے اور تنگ ہو گئی تھی زمین باجعت فراخی کے پھر بیٹھے نشست ویکر کھجراتی اللہ تعالیٰ نے طرف سے تسکین اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر ایمان چھینا جو تھے نہیں کہیں اور مادی کافروں کو اور بھی سزا ہو نہ کہوں کی اس حدیث میں جبر کے نزدیک پانچ چیز فرشتے کے دو کو آئے تھے روتے کہ فرشتے صرف بنا بر شمع اہل اسلام محبوب اہل کفر کے نازل ہونے تھے وہ اسے لڑائی کے اور غیر کثرت سے گھوڑوں پر سوار تھے اور سائین فرج ہند سے شہسے میں گفتگوں سے تھے اور نہ ہریت دیکھا کہ کوسلوں نے خوشی کی اور غلبہ میں باہر ابوسفیان

کہا یہ نہ ہریت کان رہا نہیں تھی اور کلدہ ابن الحنظل نے کہا اب سحر باطل ہوا اور جب فتح ہوئی تو شہداء ہونے اور چھاتیاں کٹیں نہ ہری کہتے ہیں کہ شہداء بن عثمان کسان تھا کہ میں حضرت کے پیچھے دوڑا کہ عرض طلحہ ابن طلحہ اور عثمان بن طلحہ کے قتل کرو ان اللہ نے اس خیال پر اپنا کچھ مطلب کیا تو اپنے میری طرف دیکھا اور میرے سینے پر لکھ غریبہ مار کے فرمایا اے کذاب تدبیرت سے میرے جہنم لڑو اور حضرت صلعم سے میرے محبوب گئے ہیں کہ کاشد ایک سوال اللہ وان اللہ قد املک علی نفسی یعنی میں کو اپنی تیا ہوں کہ تم رسول خدا ہو اور اللہ نے طلحہ کو دیکھا میرے خیال پر اور ابی عرصہ میں اوٹاس کی جانب ابوعامر اشعری مع سلمہ بن الاکوعہ ابو موسی اشعری کہ برادر زادہ ابو عامر تھے روانہ کیے گئے اور ایک عتہ اسلام آگے ساتھ گئی کہ ان سے مقام اوٹاس میں لڑائی ہوئی دریا بن القنہ

اور ابو موسیٰ حضرت زبیر بن العوام کے ہاتھ سے مارا گیا اور میں سو ہوا ان بنی ہاشم جو فرعون پر ماری دریدہ کے قتل ہوئے اور اسی وقت زبیر بن نعیم نے کہ تباہی بنی ہاشمی اللہ و نہ سے تھے دریدہ کا سر کاٹ لیا اور اسی لڑائی میں ابو عامر کے ہاتھ سے ایک مرد شہید ہوا پھر یہ لڑکا اور ابو موسیٰ اس کا قتل کیا لہذا ابو عامر مانی حیات ابوس جھوٹا اس سے کہ خون کھلا تھا لہذا ابو موسیٰ کو سبک کیا اور وصیت فرمائی کہ اگر دون تو یہ اسلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا اور ہتھیار کے واسطے اس کا سر مانچا پھر حضرت ابو موسیٰ کے ہاتھ پر یہ لڑائی جمع ہوئی اور ابو عامر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی بعد ازاں ابو موسیٰ اشعری نے حاضر ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام حال مع سلام فرموا و ابوعامر عرض کیا کہ جناب نے حضور فرمے کہ دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا اللہم اغفر لہ

ترجمہ

عبداللہ بن مسعود

ابو موسیٰ اشعری

نہ جاسا تھا اور چونکہ طائف میں انشجار و غریب کثرت واقع تھے اس لیے حضرت صلعم نے عین حالت محاصرہ و محاصرین فرمایا کہ سب سے کھانا
 سب اہل طائف نے نہت مساجت کی لہذا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور سناوی لڑائی کر جو کوئی قلعہ سے نیچے اترے گا اور
 چنانچہ کئی نفر حصار سے اترے انرا انجلا فصیح ابن الحارث بھی ہیں کہ کبڑہ جاہ میں بیٹو کر آئے تھے وہاں انھیں ایک کبڑہ ہوا اور یہ مسلمان
 ہوئے روایت ہو کہ انہوں نے رات کے وقت آنحضرت صلعم نے خواب کیا کہ ایک پلہ دودھ کا بھرا ہوا روہر دکھا ہر سو ایک خروس نے
 اپنے پیچھے سے کرا دیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تعبیر فرمائی کہ اس مال طائف فتح ہوگا آخر کار اہل قلعہ ہ طائف میں دیکھ کر
 بشورہ نوافل ابن عباس حضرت رسول مقبول نے طائف سے کوچ فرمایا اور پانچ سو نفر قلعہ کو موضع جملہ میں شریف فرمایا اور وقت
 روٹگی پر درخواست کسی شخص کے یوں دعا فرمائی اللہم اہل قلعہ پھر وہ قلعہ خود فتح ہو گیا اور غوث بن الکتک مسلمان ہوا اور اسے
 ہوا ان مسلمان ہو گئے معروف کو حضرت نے امیر کیا اسے مقابلہ کر کے تعینت کو بھی مسلمان کیا اور جب اہل طائف اسلام لائے تو فرمایا
 بولار ارقماء اللہ انصر خیرا میں چند روز قیوم ہوا ان کی اطلاع فرمائی کہ اگر وہ لوگ مسلمان ہو کے حاضر ہوں تو مال مسابا اکھا
 وہیں کیسا گا مگر وہ نہ آئے اچانک شکر کیا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ شتر غنم کے شمار کرنے میں حکم رسول اللہ صلعم موصول ہونے
 چنانکہ ایک ایک پلہ کے کوچا علیہ جالیس کر بیان اور چار چار اٹھ اور ہر سو ایک بار بارہ بارہ اٹھ اور فی نفر سو ایک سو بیس کر بیان
 مگر نوافل الفاویہ کو زیادہ ملا چنانچہ صحیح مسلم میں مایع ابن جریج سے روایت ہو کہ ابوسفیان ابن حرب ابن صفوان ابن امیہ اور عیینہ
 اور حمید بن ابرارہ ابن جلیس کو سو سو اونٹ عنایت ہوئے اور عباس ابن مرداس کو اڑھائی سو سو صحیح مسلم کے اور ابن ابی بن
 نام اور ولید کا بھی چرنا چھوٹا کلم ابن خرام کے نام دو سو شتر لکھے ہیں تحقیق ہے کہ قومین و قسم کے لوگ تھے امیر کے بروز فتح مکہ مسلمان
 تو ہوئے لیکن ان اسلام میں آنے کے ضعف تماثل ابوسفیان ابن حرب و معاویہ ابن ابی سفیان عیینہ و حمید بن ابرارہ بن عمر و خیرم سو
 غرض ان کو زیادہ دینے سے بچی کہ اونٹ ایمان آنے کے قلوب میں مضبوط و کامل ہو جائے دو سو شتر لکھے تھے کہ ان کو بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ
 صلا اللہ علیہم نے سو سو اونٹ عنایت فرمائے اس لیے اطمینان سے ایمان لائے وینا و شتر کچھ شریعت میں و احسان فرمائی مگر جن جملہ
 صفوان امیہ وغیرہ کا ذکر کیا یہاں سب سب اسلام صفوان واقع ہوئی لہذا فی وجہ الکریم صلعم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ جب فتح مکہ ختم ہوئی تو اس سبب تلک بکثرت ہاتھ لیا تو حضرت صلعم نے قریش کو سو سو اونٹ عنایت کیے تب بعض نوجوان
 اللہ کے کہ اگلا سے تمام حضرت کو بخشے کہ قریش یعنی مسلمانان مکہ کو عنایت فرمائے ہیں اور کچھ چوتھے ہیں حالانکہ ان کے خون عیالی
 تو اوروں تک ہے ہیں یعنی ہماری کمزوریوں کے زور سے مسلمان ہوئے ہیں جیکہ خبر انجنا ب صلعم کو ہوئی تو حضرت نے انھیں ایک
 ایک پیسے میں جمع فرمایا اور پوچھا تو بیسوں اور دشمنوں نے اتنا س کیا کہ یہ رسول اللہ کے ہاں دانا لگوں بیات ہرگز نہیں کی
 لیکن نوجوانوں کی ایسی گفتگو کی تھی انجنا ب نے فرمایا کہ تو تم قریش کو مصیبت تازہ پڑی ہو کہ اپنا کفر چھوڑ کر آئے ہیں سو میں نے چاہا کہ ان کو
 انعام دونوں وراثت قلب کر دوں تم کیا اس بات پر ارضی نہیں ہو کہ یہ لوگ نہ کامال ایک پھر یہاں وہ تم اپنے گھروں کو خدا کے
 رسول کو لیکر ہو اور اگر لوگ ایک چلین و ارفاضی اصحاب راہ چلین تو میں انصاریوں کی راہ چلن یعنی قریش کو حکم میں

وہاں ایک کبڑہ ہوا اور یہ مسلمان ہوئے روایت ہو کہ انہوں نے رات کے وقت آنحضرت صلعم نے خواب کیا کہ ایک پلہ دودھ کا بھرا ہوا روہر دکھا ہر سو ایک خروس نے اپنے پیچھے سے کرا دیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تعبیر فرمائی کہ اس مال طائف فتح ہوگا آخر کار اہل قلعہ ہ طائف میں دیکھ کر بشورہ نوافل ابن عباس حضرت رسول مقبول نے طائف سے کوچ فرمایا اور پانچ سو نفر قلعہ کو موضع جملہ میں شریف فرمایا اور وقت روٹگی پر درخواست کسی شخص کے یوں دعا فرمائی اللہم اہل قلعہ پھر وہ قلعہ خود فتح ہو گیا اور غوث بن الکتک مسلمان ہوا اور اسے ہوا ان مسلمان ہو گئے معروف کو حضرت نے امیر کیا اسے مقابلہ کر کے تعینت کو بھی مسلمان کیا اور جب اہل طائف اسلام لائے تو فرمایا بولار ارقماء اللہ انصر خیرا میں چند روز قیوم ہوا ان کی اطلاع فرمائی کہ اگر وہ لوگ مسلمان ہو کے حاضر ہوں تو مال مسابا اکھا وہیں کیسا گا مگر وہ نہ آئے اچانک شکر کیا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ شتر غنم کے شمار کرنے میں حکم رسول اللہ صلعم موصول ہونے چنانکہ ایک ایک پلہ کے کوچا علیہ جالیس کر بیان اور چار چار اٹھ اور ہر سو ایک بار بارہ بارہ اٹھ اور فی نفر سو ایک سو بیس کر بیان مگر نوافل الفاویہ کو زیادہ ملا چنانچہ صحیح مسلم میں مایع ابن جریج سے روایت ہو کہ ابوسفیان ابن حرب ابن صفوان ابن امیہ اور عیینہ اور حمید بن ابرارہ ابن جلیس کو سو سو اونٹ عنایت ہوئے اور عباس ابن مرداس کو اڑھائی سو سو صحیح مسلم کے اور ابن ابی بن نام اور ولید کا بھی چرنا چھوٹا کلم ابن خرام کے نام دو سو شتر لکھے ہیں تحقیق ہے کہ قومین و قسم کے لوگ تھے امیر کے بروز فتح مکہ مسلمان تو ہوئے لیکن ان اسلام میں آنے کے ضعف تماثل ابوسفیان ابن حرب و معاویہ ابن ابی سفیان عیینہ و حمید بن ابرارہ بن عمر و خیرم سو غرض ان کو زیادہ دینے سے بچی کہ اونٹ ایمان آنے کے قلوب میں مضبوط و کامل ہو جائے دو سو شتر لکھے تھے کہ ان کو بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ صلا اللہ علیہم نے سو سو اونٹ عنایت فرمائے اس لیے اطمینان سے ایمان لائے وینا و شتر کچھ شریعت میں و احسان فرمائی مگر جن جملہ صفوان امیہ وغیرہ کا ذکر کیا یہاں سب سب اسلام صفوان واقع ہوئی لہذا فی وجہ الکریم صلعم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب فتح مکہ ختم ہوئی تو اس سبب تلک بکثرت ہاتھ لیا تو حضرت صلعم نے قریش کو سو سو اونٹ عنایت کیے تب بعض نوجوان اللہ کے کہ اگلا سے تمام حضرت کو بخشے کہ قریش یعنی مسلمانان مکہ کو عنایت فرمائے ہیں اور کچھ چوتھے ہیں حالانکہ ان کے خون عیالی تو اوروں تک ہے ہیں یعنی ہماری کمزوریوں کے زور سے مسلمان ہوئے ہیں جیکہ خبر انجنا ب صلعم کو ہوئی تو حضرت نے انھیں ایک ایک پیسے میں جمع فرمایا اور پوچھا تو بیسوں اور دشمنوں نے اتنا س کیا کہ یہ رسول اللہ کے ہاں دانا لگوں بیات ہرگز نہیں کی لیکن نوجوانوں کی ایسی گفتگو کی تھی انجنا ب نے فرمایا کہ تو تم قریش کو مصیبت تازہ پڑی ہو کہ اپنا کفر چھوڑ کر آئے ہیں سو میں نے چاہا کہ ان کو انعام دونوں وراثت قلب کر دوں تم کیا اس بات پر ارضی نہیں ہو کہ یہ لوگ نہ کامال ایک پھر یہاں وہ تم اپنے گھروں کو خدا کے رسول کو لیکر ہو اور اگر لوگ ایک چلین و ارفاضی اصحاب راہ چلین تو میں انصاریوں کی راہ چلن یعنی قریش کو حکم میں

انگو صحبت تازہ پیری ہو کہ جوانی نہ ملے فخر ذات میں قتل ہوئے ہیں اسلام کی خوبی انکے قلوب میں جی نہیں تھی تاہم قیامت کے لئے ان کو ملے
 دینا مناسب تھا اور قلم بیان وار لوگ ہو کہ وہ دنیا کا دنیا مناسبت میں تخریص سے زیادہ پلنی تھے مجھے پایا تھا ان اللہ بکرہ جو قسمت اس کی
 حضرت بنی سول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور بنی تہذیب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نو مسلمین کو زیادہ مال با تو ایک نافع میں میں قریہ
 بنی تم نے حکم انقب ذی الخیر و عمار اس کی اصل سے خارج نکالے اور اسی کے حق میں کریمہ و نعم من بزرگ فی اصدقات مال
 ہوئی کہنے لگا کہ قسم جو خدا کی اقسیم ہیں کچھ انصاف نہ ہوا اور اس میں ان کی خیر اندھی ہوئی یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
 منی تو فرمایا دوسے بڑے لوگوں انصاف کرنا جو قسمت کے میں نے انصاف نہ کیا بلاشبہ امید ہوا اگر انصاف کروں بنی بنی ازیداری
 و سود خندی تمہاری میری عدالت میں جادو مجھ کو خدا نے حیرت انگیز اندام میں بنا دیا اور عامل کیا ہوا اگر میں اس کو ان کے گھوڑوں پر
 اور زید بھائی کے کچھ بھی نہیں جو اس مال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خرچ کیا کہ بار رسول اللہ حکم دیجیے تو میں اس کی گردن روں فرمایا چوڑو
 اس کو میں دلیل پہنچتے صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق پر اور ذیل پر اس پر حضرت معلم اپنے نفس کے واسطے بار نہیں لیتے تھے
 باوجود کہ انے اپنی یادنی کی اور اگر کوئی شخص زراعت میں لے لے اہل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہے تو ہم حکم کرنا اس کے گھوڑوں
 اترو کا اور اس کو قتل کرنا و بھاری و سلم بن عبد اللہ بن سوہبی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوڑو
 سوئی اللہ اور ذی باکثر میں ہوا جب میرے مرتے لے اللہ سوئی پر اللہ و اللہ تو اس سے زیادہ تر ایدو ایدو گیا پڑا نہ جبر کیا یہ بارہ سطوت ہوا کہ
 بعض قوم نے حضرت سوئی علیہ السلام پر کثرت کی کہ ان کو کھانے کو کے ارڈالا سو خدا نے ہارون کی لاش بلا حراحت کھائی
 کہ شہر نہ ہو خدا الفت کہے بلکہ ان کو پینے پر کثرت کہتے تھے چوڑو تھے ان کے انصاف امیر کبجاری اور سلم بن ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ
 حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر اس کی نسل اس میں سے ایک نفع مہیا ہوگی کہ قرآن مجید کی کوئی جگہ قوم سے پہنچے نہ ہو جائی یعنی نہیں
 قرآن کی تاثیر ہوگی باقی پر چھینکے اس پر ان کرینگے مسلمانوں کو قتل کرینگے کثرت بہتوں کو چھوڑ دینگے دوسے لوگ نکلا دیں گے اسلام سے
 جیسے ترک کیا جاتا ہو نہ ان سے اگر میں نے ان کو مال یا تہذیب و نسل کر دیا تو ہم خدا کا ساقط مشارق الانوار میں بکرہ حدیث فی الخیر ہر کے
 حق میں فرمائی ہو جب اس نے کہ اتھا کہ خدا سے ڈرے نہ چھوڑے نہ کھائے نہ سونامی ملا ہوا کہ حضرت علی نے میرے سب سے بھائی تھا فقیر
 کرتے تھے مابین قرع غلامیہ نیز ذیل کے چاروان سرور عرب نو مسلم تھے حضرت ابوسعید خدری سے بخاری خیریت بن روایت ہے کہ
 کہ وہ قوم خارجی پیدا ہوئی جنہوں نے علی رضی کی است سے انکار کی اور کجنامہ بنے ان کو قتل کیا اور میں بھی اس لڑائی میں موجود تھا
 جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خلافت فرمائی تھی ان میں موجود تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ قرآن مجید
 ظاہر کی عبادت کرتے ہیں اور دین شریک و بیعت جہاں انصاف فقیر ہو جانا کہ ہوا ان کے لوگ نسل نسل سے زیادہ فاسق
 کم حاضر ہو کر اسلام لائے اور انہیں قومی قوم کے لوگ بھی اسلام لائے ہیں اور ان میں ان شخص شہادت تھے اور ابو موسیٰ مدنی لکھا
 زید بنی اور ابوہرقا لعمامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں تھا الغرض سب لوگوں نے کہا کہ یا حضرت اپنے حکم سے ان اسباب اللہ و خدا ہر
 اور بس کیجیے کہ ان میں حضرت کی عمر و خال و خال نصیحتیں بھی فرمائی ہیں ان میں نے تقسیم میں تمہاری مگر وہ آئے دیر کی اب ایک بات تمہاری کہ

حضرت بنی سول

حضرت بنی سول

حضرت بنی سول

حضرت بنی سول

یہاں پر

عناد علی کہتے ہیں جب کبھی قابو پستے ہیں اس پر چین مرکب نہا ہونے میں حال کہ کلام اللہ میں لکھی ہیں حرمت متنی پر دلالت
 واضحہ کہتے ہیں ایک یہ سورہ مومنون والذین ہم لغو ہمنا فطون لاسطرازا حملہ و مالک ایما تہم فاسم غیر مومن من انبی
 ورا و ملک و انکم ہم العادون شیخ جو لوگ اپنی سموت کو رکھتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر اپنے ہاتھ کے آل برہان لایا نہیں
 پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوا وہی میں جسے شہرے والے اس سے پیدا ہو کہ زن منموہ و زوجہ نہیں ہر اس لیے کہ کوئی حکم
 از قلم فقہ کے میراث طلاق عدت و غیرہ ذرا اہل سنت کے نزدیک ہر شیعہ کے نزدیک اپنے منہاج النہایہ کے تصحیف کے لئے
 کہ منموہ زوجہ و اگرچہ اسمین بعض چیزیں وجبت کی نہیں ہیں بلکہ حقائق ارث و نفقہ طلاق لعان طلاق قبول و اطلاق قوال پر
 اور تہذیبیہ حکام میں ہر ایسے فی المذہب شہاد و لاو اعلان اور عدت منکوہ و زوجہ میں بھی اختلاف ہے کیونکہ عدت طلاق کی اور
 نفس قرآنی تہین میں اور متونی صا الزوج کے چارہ دس دن و منموہ کی عدت و ماہ او اگر حیض سے پاک ہو تو پچاس دن تک
 اور عدت وفات کے نو ماہ پانچ دن اگر لوطی ہو اور زوجہ اس کا اگر بی بی ہو اور اگر حاملہ عدت اس کی بعد از اطلاق کیا قال شیعہ میں
 اہل تسبیح و دوسری کہ یہ سورہ نسا کی و ان غیرہ الا قسطوا فی الینا ہی فامکو اطاب لکم من النساء منی و ما ت فرامک
 خواہدہ و مالک ایما لکونی اگرڈ و انصاف نہ کرو گے تم پر جو لوگ حق میں تو کج کردار جو کو خوش دین و عورتین میں
 چار چار پھر اگرڈ و کر بارز کو گے تو ایک ہی یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہو اس کی تیرہ نہایت ہوا کہ کج کا حاضر چار میں ہر اور تو کسی عدت
 محصور نہیں ہر پس میں منموہ نہ منکوہ نہ زنیہ البتہ حرام ہوگی اس واسطے کہ حضور تو ان کا نہیں و قمر میں لایا جو بی منکوہ و
 لوطی و زنیہ کو بھی اسکا اقرار ہے کہ نہ لایا لوطی کہ شمار روایت امام غیرہ صادق سے ہے کہ حضرت کو کو کج حال منی کا جو کجا آیا منموہ
 چار کج حاکم میں ہر قوال لا و لا اس سبعین یعنی فرما باز چار سے ہر نہ شہر سے اور عقدا کی کنیز العرفان میں جماع اما کیا کج لایا منی کہ کج
 ہر میں ہر اعتبار و کانہیں اور بد فعل اس حدیث کے لکھا ہے کہ نقد بال کن منموہ بہا لست من مالک و حات و لا استخرج او جو
 بعض بیوقوف اہل شیعہ صاف کثاف مغربی کے داس میں کہتے ہیں کہ اسے منشیع ہوا کہ زوجات میں لایا کہ
 اور اسکو صحت لازمی اہل سنت کے واسطے سمجھنے میں ہر بخیر اولادہ خولی ہر اسکا قوال دلیل لازمی نہیں ہونا کیا صاف
 اس سے شہرہ ہوا کہ جیسا منکوہ عقد کے باعث جبہ کہلاتی ہو ویسا ہی منموہ یعنی وجہ ہو کہ منی ہر حال انکے یہ باطل ہر اسکا عقیدہ عدت
 مجاز کی ہر لانا حدیثوں میں قریح او کج خلق عقیدہ مطلقہ کیا پس الملاق تروج او کج کج کا متنی ہر اور منموہ کو زوج کہنا بطریق ہی
 بطریق حقیقت نہیں والا کج البیہ طوق کہ حدیث شریف میں موجود ہر لازم او کجا کہ جو بھی ایک سم کج کی ہر لاول و لا قوہ الایا
 تیسری آیت سورہ نسا کی داخل لکم و اور از لکم ان تنکحوا موالکم محصنات غیرہا منہن یعنی حلال ہون میں منکوہ جو ان کے سوا ہیں کہ ملک
 اپنے مال کے بے قید و بن لائے کو نہ سستی کھلنے کو یعنی جو عورتیں حرام فرمائیں ان کے سوا سب طلال ہیں چار شرطیں ایک یہ کہ
 طلبہ یعنی زبان اسباب قبول کر دو و سہ سال دینا قبول کر دینی ہر تیسرے قید میں لانا منموہ نہ سستی کھانا خلاصہ یہ کہ وہ
 عورت اس مرد کی ہو جیسا اس کے چھوڑے بغیر جھوٹے یعنی مدت کا ذکر نہ آئے جو تھے پوشیدہ بانی نہ ہو بلکہ کم سے کم مرد یا اپنے

یہاں پر

یہاں پر

کہ اسکا جوت غلط کر کے عین دھارتے تھے اور وقت بضمیرم وضع نامر موقوفہ دقتہ یہ فاعلاً گرفت یعنی قید اندوہ اس میں کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غرور میں کیا نے سن سن فرمایا تھا اور جب حیرت غلبہ کی ہوئی اور قائم ہو گئی اور ان کے باقی سب سے قوی و حیرت وانی جاتی رہی و بعض کہتے ہیں کہ اب بھی کراہت تانی ہر ایک جہاں ہم ہمت کا شروع ہوا تو قوم کے مینے میں مع اہل آئندین کو کوا قباہل سلامیہ پر واند کے گئے از انجا اولیاء بنیامان بنی کہ سب بھیجے گئے وہ مع بنو نضیر ذلت الاسلام پر مجتمع تھے چنانچہ بنو نضیر نے حساب کر کے کوا موشی دہری اور جو ہم نے کہا کہ بقلندہ کیوں مال ضائع کرتے ہو بنو کعب نے ہم مسلمان ہیں ہر کو کوا فرض ہو رہی تھیں ہم نے ارادہ کیا کہ مال کوا کجا بشیر سے چھین لیں وہ مہا گئے اور مدینہ طیبہ میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عینیا بن حنین غزالی کو بھیجا اور پچاس سو اساتھ گئے کہ وہ لوگ گاہہ مردار گیا یہ عورتیں قریش کے لڑکے کو قتل کر لائے کہ یہ بنت حارس کے گھر میں قید ہوئے عقب کے عطار دان بن حاجب نے زہر قاتل ابن بلاد قاتل بن علیہم عینیتہ بن حنین بن قیس بن حید و عمر بن ابیہم واقترع ابن حابس وغیرہ و سب انہی تھے جنہیں خطیب ابیہم شاعر ہوا کہ بعض ہوئے اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن قیس رضی اللہ عنہما میں فتن اور فرستے وہ سب غلامان دروازہ پر کیا نے لالکے حق میں اللہ صاحب فرمایا ان لہذین یاد ونگ من ہا المجرات اکثر من لا یعقلون لو انہم مہر وادی تخرج اہم لکان محمد ابیہم یعنی جو لوگ بچا سے ہر ہر محکوم دیوار کے باہر سے ان اکثر ہوتوں ہیں اگر وہ ہر کہتے جب تک کہ مکان انکی طرف تو انکو بہتر تھا بعد از ان طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجد میں تشریف لائے اور ان پر بھی بچہ کو متوجہ ہو کر گاہہ میں کچھ کہنے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہو کر بعد از پشت صحن میں سجد ہو کر جلوہ فرما ہوئے تب بنو سیم نے اتھاس کہا کہ ہم وہ لوگ ہیں جنکی من زین اور زم نہیں ہر یعنی تاشاں مارا اریش فکریش مارا عیب فرمایا یہ صفت خدا کی تعامی غرض بیان کر دلوں ہم شاعر و خطیب لگے ہیں چاہتے ہیں کہ مغارت کریں حضرت نے فرمایا ابیہم تشریف دلا ابیہم امرت لیکن تم شاعروں وغیرہ کو لا وسعہ عار وایا اور ایک قصیدہ شغفہ اپنی شرافت و مغارت پر پڑھا اسکے جواب میں ثابت بن قیس ابن شماس نے ابیہم سے رسول اللہ ایک خطبہ محتوی ہر حق و ناسے رسول ہر حق و مثل بر فضائل مہاجرین و مجاہدانہ و مجاہدین و مجاہبات زہر قاتل ابن بلاد آیا آئے کہتے تھے کہ حضرت معلم لکھنا ابن ثابت کو اشارہ فرمایا آئیں فی البدیہہ چندہ تعریف کے لئے پھر اقراء ابن حابس نے کمرے ہو کر کئی شعر پڑھا و سب ابن ثابت نے جواب دیا اقراء بولا واللہ خطیب شاعر و خبر خدا کے ہمارے خطیب و فتن شاعر و سب فضل ہیں اور اسی وقت سب اہل اللہ اور حضرت رحمۃ اللعالمین معلوم نے ادر وے احسان قید ہو کر واپس فرمایا پھر سب اہل اللہ ابن خالد ابن ولید بنی مصلطی پر روانہ کیے گئے اور وجہ یہ ہوئی کہ طاشاں بن قریظ حاضر ہوئے مسلمان ہوا اور احکام صوم و صلوٰۃ کیا کر اپنی قوم میں گیا اور وقت نصبت کر گیا کیلئے رسول اللہ میں انہی قوم کو دعوت اسلام کر دیا پھر شخص قبول کر لیا اس سے کوا دلو انکا پیچھے سیرے فلان وقت کی شخص کو روانہ کیجئے گا یا جہاد لٹ گئے کئی شخصوں کو مسلمان کیا اور کوا کوا کال وصول کر کے اپنے پاس رکھا اور ان میں سے ایک شخص تھا کہ کوئی حضرت معلم کے حضور سے آجائے اسکے سپرد کر دیا ابن ثابت و ولید ابن عقبہ ابن جہاد کو بھیجا کئی آمد کی خبر دیا کہ

ابن ابیہم
بنو نضیر
بنو کعب
بنو بلاد
بنو قیس
بنو حنین
بنو سیم
بنو سہیل
بنو جہاد
بنو جہاد

بنابر استفسال چند لوگ برادر ہوئے جو عجیب اتفاق ہوا کہ قوم ولید اور قوم مذکور میں پیش از اسلام ہجرت تھی ولید ابن عقبہ نے
تصور کیا کہ یہ لوگ سیر قتل کرنے کو نکلے ہیں وہ جگہ کا خوف سے اور مینے میں مشہور رہا کہ فلاحی قوم کے لوگ قتل ہو گئے اندھا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاحی قوم کو روک دیا اور شاہد کیا کہ جلدی نہ کرنا سو حال وہاں گئے ورنہ شاہد کہ لوگوں نے
سجدہ کیا تھا اور ان میں ملکیت مستعد ہیں وہ لوہے کے اسی حادثہ میں یہ کرمہ سورہ ہجرات میں نازل ہوئی یا ایہ الذین آمنوا
ان جاکم فاسق نبیا یتنبہوا ان اللہ یصلی علیکم اجمعین فاصبروا علی ما فعلتم وادع الی ما کان اولوکم اراہتم انکم بائس
خبر لیکر تو تحقیق کر دیکھیں جانے پڑے کسی قوم پر نادانی سے جو کل کو پوچھتا ہے کہ لوگ نے فعل یہ بعد اسکے اسی حال میں عباد بن قیس
فرزہ میں باطل علم احکام شرعی سمجھ گئے اور اسی سال میں قبلہ ابن عامر قبیلہ خزیمہ پر ہمراہ بیٹل دیوین کا روایہ گئے جب ان پر پہنچے
تو مقابلہ ہوا اور غلبہ اسلام ہوا وراثت در کیا ان لوٹ میں ملکہ کہ شخص نے چار وراثت پائے اور ایک ٹٹ کے مقابل میں کرنا
کی گئی اور اسی سال میں غلبہ اسلام ہوا وراثت در کیا ان لوٹ میں ملکہ کہ شخص نے چار وراثت پائے اور ایک ٹٹ کے مقابل میں کرنا
وہ لوگ نہ بیکہ جگہ پر سیر ہر شخصوں کے نزدیک صغیرین اور بزرگوں کے نزدیک سیر الاخری میں واقع ہوا اور بعض کے نزدیک
اسیر ہر شخصوں کے نزدیک صغیرین اور بزرگوں کے نزدیک سیر الاخری میں واقع ہوا اور بعض کے نزدیک
واقع ہوا اور اسلام کی فتح ہوئی اور غنیمت بھی ہوا وراثت در کیا ان لوٹ میں ملکہ کہ شخص نے چار وراثت پائے اور ایک ٹٹ کے مقابل میں کرنا
وہ لوگ نہ بیکہ جگہ پر سیر ہر شخصوں کے نزدیک صغیرین اور بزرگوں کے نزدیک سیر الاخری میں واقع ہوا اور بعض کے نزدیک
اسیر ہر شخصوں کے نزدیک صغیرین اور بزرگوں کے نزدیک سیر الاخری میں واقع ہوا اور بعض کے نزدیک

وہ لوگ نہ بیکہ جگہ پر سیر ہر شخصوں کے نزدیک صغیرین اور بزرگوں کے نزدیک سیر الاخری میں واقع ہوا اور بعض کے نزدیک
اسیر ہر شخصوں کے نزدیک صغیرین اور بزرگوں کے نزدیک سیر الاخری میں واقع ہوا اور بعض کے نزدیک

جو باہر زمین پہلے پہنچا وہاں سے تھے کہ تو بڑی انکی قبول ہوئی لایکے ذغفار و دوسرے اہل بیت کے کعب بن مالک چمکے
 طرہ ابن ابی نعیم و تاجون بالان بن ابی القاسم شہر آبادی کے کعب بن مالک چمکے جو کہ سامان حرب کچھ بھی تھا و لکن القتب بن ابی
 ہوا بن حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی انکی کے لشکر کی تہذیب و آداب سے اس کے واسطے بہت ہر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
 عنہ چار سو دن درود خدا را شرفی درو استے پچاس راس اسب بھی لائے اسوقت آنجناب صلوات اللہ علیہ وسلم ایسے خوش و راضی ہوئے کہ اس میں
 اشرفیان ایسے ہوئے کہ چاہتے اور فرماتے تھے کہ عثمان کو اب کوئی کام ضرور نہ کر سکیگا اور حضرت عثمان بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے
 مال سے نصف لاکھ صدقین لائے اور قدوہ حضرت ابابہ بن قحیف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام مال باندھ کیا نصف عمر بھی
 عنہ سے روایت ہوئے کہ ہر ہفتہ ابوبکر محمد بن ابی بکر کے لئے اس خزوہ میں مجھے دست بن خوب نمایاں تھا اس کو اس خزوہ
 میں غالب ہو گیا اس کو مال سے نصف لاکھ حضرت نے پوچھا عیال و اطفال کے لیے کیا چھوڑا میں نے کہا اتنا ہی دریا بہر کسب
 لائے آپ نے پوچھا اٹکے بالوں کے لیے کیا کھا ہیو لے خدا اور خدا کا رسول حضرت نے فرمایا فرق تم دونوں میں اسباب
 جیسا تم دونوں کے کلون میں یعنی حضرت ابوبکر نے عیال کے واسطے خدا و رسول کو بتایا اور حضرت عمر نے مال کو اور ظاہر ہو کہ
 دو دن باقون میں بٹا فرق ہر حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر سے کہا کہ میں کبھی عمر بن الخطاب سے کھا اور عبدالرحمن بن موفی
 عنہ نے چالیس اوقیہ ملا گزرا اسی طرح طلحہ و زید و سعد بن ابیہ و محمد بن اسلمہ انقی اپنے اپنے مقدور کے لئے و بعض عورتوں
 نے اپنا زیور دیا اور ابو قحیل انصاری اسکی صلیغ خرولا لئے اسبائل نفاق شہسہ سبحان اللہ منافقون کی زبان سے کسی طرح
 بچا و نہیں گزرا یہ لائے تو کہتے یا ہر اور جو کھ لائے تو بھن کرنے لگے باجمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان دست کیا اور
 فرمایا کہ اب لوگ شیعہ الاولاد میں جمع ہوں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امام گردا اور حضرت ولایت ماب
 اسد اللہ انالاب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ فرمایا اسوقت حضرت امیر المومنین نے التماس کیا کہ
 میں کسی خزوہ میں غزوات سے نہیں بیٹھا ابکی مرتبہ کسواسطے حضرت مجھے چھوڑے بیٹھے ہیں فرمایا اما رضی ان نکون ہی بئسہ
 ہارون بن موسیٰ الا ان لائبہ بعدی یعنی کہا تو ارضی نہیں ہو کہ تو مجھے مرتبہ ہارون بن موسیٰ سے گویہ کہ میرے بعد ہی نہیں ہوگا
 اور صحیح مسلم بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علی تیرا تہہ ہر سے نزدیک
 جیسے ہارون کا مرتبہ موسیٰ کے نزدیک مگر منافق ہو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں بر واثہ صحیح ثابت ہو کہ جب علی رضی اللہ عنہ حضرت
 صلوات اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ فرمایا تو کم بخت منافق بولے کہ علی رضی اللہ عنہ کا ہونا حضرت پر گران ہوا اسلئے ساتھ لیا علی رضی اللہ عنہ کو اس بات سے
 سخت ملال خاطر ہوا تو ولایت تابست و طیار ہوئے حضور آنحضرت میں جلیق ہوئے و منافقون کی گفتگو بیان کر کے التماس کیا
 کہ یا حضرت آپ مجھے عورتوں اور لوگوں پر خلیفہ کرتے ہیں فرمایا اے میں کچھ تہہ نہیں گھٹا دیکھو حضرت موسیٰ جب کہ وہ طور پر چلے
 تو اپنے پیرو بزرگ کو خلیفہ کر گئے تھے سو جسی خیر ہارون کی موسیٰ کے نزدیک تھی ایسی تمہاری غرت میرے نزدیک ہو
 گزروہ غیر تمہارے نہیں اسلئے کہ میں خاتم النبیین ہوں اس حدیث سے بڑی فضیلت ثابت ہوئی یہ کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم

عمر بن الخطاب
 حضرت عثمان بن عفان
 حضرت ابوبکر صدیق
 حضرت عمر فاروق
 حضرت علی رضی اللہ عنہ
 حضرت امیر المومنین

عمر بن الخطاب
 حضرت عثمان بن عفان
 حضرت ابوبکر صدیق
 حضرت عمر فاروق
 حضرت علی رضی اللہ عنہ
 حضرت امیر المومنین

طعن کیا تھا ارشاد کیا کہ اسی نافع نے طعن کی بات کہی جو سید بن موسیٰ نہیں کرنا کہ بلا اجازت غیب کی خبر مجھے معلوم ہوئی عدا
خلع قطع کر دیا کہ اٹھی کی مہار خلائ درخت اب گھٹی ہو چنانچہ لوگوں نے اسی کا اسی کیفیت سے اڑی کر پایا اور نافع سے پہلے
اسی سفر میں خالد بن ولید کو مع چار سو تیس سواروں کے ایک لشکر حکم دیا کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ فرما کر آئے تاکہ اس کو شکایت کرے
کہ ان کے روئے سوا سوا ہی ہوا کہ حضرت خالد اس کے قلعے کے لئے پہنچے وہ قلعے سے اتر کر اس کے پاس پہنچا اور اس وقت اس کے پاس
عورت کے چاندنی کے سیر کر رہا تھا وہ نے ایک بیل گاؤں سے دیا اور قلعے سے اپنا بدن رگڑا ہتھ دے کر آیا ایک لشکر کو شکایت کرنے
تھا سو وہ مع حسان اپنے بھائی کے سوار ہوا اور مصاد و سرکھائی کو قلعہ سے روک دیا چنانچہ حسان مارا گیا اور ایک رگڑا رہا
بعد اس کے خالد قلعے پر آئے مصاد نے دروازہ نہ کھولا چنانچہ رگڑا گھیرے سے آکر قلعہ سے روک دیا اور ایک لشکر کو شکایت کرنے
دو سواروں کے ساتھ آکر قلعہ سے روک دیا اور اسی قلعہ سے نکل کر ایک لشکر کو روک دیا اور ایک لشکر کو شکایت کرنے
امان لیا گیا اور روایت بعض متحققین کے یہ کہ ایک رگڑا اسلام الیاس غزوہ میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے
اوٹ تھا گیا پیادہ یا اسباب ضروری کے لئے پر لاد کے روانہ ہوئے جب حاضر ہوئے تو حضرت نے مرحا کہا اور فرمایا حضرت
کے ابو ذر کو کیا چلا آتا ہو اور کیا ہی زندگی کر گیا اور کیا ہی مرحا کا سلطان ارشاد واقع ہوا کہ حضرت عثمان بن ابی العاص
میں تھے تھکے تھامے کوئے سے لایا تھا سلام اتفاقاً اگلی اتھوئے بنجہ بکفین کی آدھیں نعل اور اصحاب غلصین سے لگے تھے
ایک کعب بن مالک کے بری صحابی تھے کہ عیت عتیمین تھے کہ اس کے فضائل بھی اکثر ہیں چنانچہ حضرت کعب سے صحیح بخاری میں ہے
کہ اگر یہ فضیلت بربکی بہت شہور ہو لیکن حجت عتیمین میری حاضری ایسی ہو کر باوصف کے اگر حضور پر مجھے حاصل نہ ہوتا تو مجھے
کچھ نہیں ہوا اور صحابی بری تھے ایک ل بن امیر و سلم فراتہ بن الربیع ان میں سے نبوت مہاوٹ کتبائیات مہاوٹ
کو دیا کہ میں نے چند روز تمہارے سبب شہادت نقش کے رہ گئے تھے اور اسی طرح ابو شہرہ ماری نے بھی عرض کیا تھ کہ سبیل مالک
میں کہ صحیح بخاری میں ہے یہ قصہ فصل مذکور ہے خلاصہ یہ کہ حضرت کعب تھے بن کہ جن دنوں آپ غزوہ تبوک کو جاتے تھے میں صحیح تھا
فرغت پائے بھی تھے اور حضرت کعب غزوہ ہند میں بھی چکا تھا مگر یہی خیال کر رہا تھا کہ لبتان کر کے چلے دھکا اور سامان ہوا آپ
ہو گئے ہر روز چلنے کا خیال ہا یہاں تک کہ لشکر وکیل گیا اور سو اضعاف اور ناقص کے کوئی نظر نہ تھا اور گھبرا پائے ایک نے فرمایا
حال بوجھا ایک نے کہا وہ اپنے کپڑوں کی خمداری میں رہ گیا اور محلہ ابن جبل سے کہا وہ ایسا نہیں بلکہ بن گھرمین آیا
بی بیوتی انکو کی ٹہنیاں چھڑکے وہ کچھ سونے کی ٹھاری کی تھی میں نے کہا جناب سول خدا تو گوی اور میں ہیں اور میں ایسی حکم سول
سونہن سوا اور طری شکل سے دن کٹتے تھے جب خبر مہاوٹ سنئی زیادہ گھبرا کر میں کہانہ دھکا دھکا کر لڑی کے تھوڑے آئے انہی
ٹھانی کی طرح کو چکا سو حاضر ہوا اور کہ میں بلاندر رہ گیا تھا فرمایا حضور جب کہ خدا ہو گا کیا جا بجا نصرت ہوتا اور ناقصوں نے سب سے چلے
کیے حضرت نے کچھ فرمایا ان لوگوں نے ملامت کی کہ تم بھی کچھ جیلہ بنا لیا ہو تا اور یہاں تک کیا کیا کر لڑا بات میرے پرانہ ہوا
پھر میں نے بوجھا بلر سال کسی اور کا بھی ہوا جو دنوں لوگوں نے سنا میں نے بریوں کا نام لیا میں نے کہ میں بھی انہیں کا رہا تھا میں نے

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

حج کو نال دیا اور سب لوگوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور علی بن ابی طالب اور عبد اللہ بن مسعود اور
ابو ہریرہ و دوسرے کو ساتھ کیا اور تین سو آدمی ہمراہ فرمائے اور ساتھ دیکھا کہ اس جمعہ کو اور دو لوگوں کو تعلیم کرو اور اہل بیت
برکت تشریف لے جائیں ان میں لوگوں کو سننا یہ جو چیز تشریف لے کر لوگوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل بیت
حضرت جبریل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور پیغام خدا لائے کہ اے رسالت تم خود کرو یا کسی شخص کو جو نسب میں تمہارا
قریب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر لوگوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کر روانہ کیا اور
فرمایا کہ اہل بیت سے ایک تم کو لوگوں میں سننا یہ جو چیز تشریف لے کر لوگوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کر روانہ کیا اور
طواف نہ کرے اور بعد اس سال کے کوئی شریک نہ کرے اور آیت کر کوئی جو بیان نہیں ہے اس حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے
مونس عجب میں ہے جو بچے صدیق اکبر نے پہنچا اور یہ کہ اس کو کسا موروں امیر صرف سورہ براءتہ جاریہ حکم مجھے عنایت کیجئے کہ
تبلیغ رسالت کو نہ کا صدیق اکبر نے حوالے کیے جب تک میں اہل بیت سے توڑ کر سمجھ حضرت رضی اللہ عنہ نے تعلیم فرمائی اور اہل بیت
سورہ براءت علی بن ابی طالب نے پڑھی اور چارہ تین علی رضی اللہ عنہ و فرما میں اسی سال میں جو یوں اہل بیت مجھ لائی اور غزوت
قدس اہل بیت میں تشریف لے گئے حضرت سیدہ زینب علیہا السلام سے واقع ہوئی کہ قصہ اس کا بھیجیں میں موجود ہو یعنی قصہ نعان ہلال بن ابی اسحاق
اسی سال میں بیان کرتے ہیں شکوہ تشریف میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہو کہ ہلال بن ابی اسحاق نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
جور کو نہ شریک بن نہ تھامی حرام کا ہی کا عیب لگایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہوں اس بات کو ثابت نہ کر تیری ہر طرح
بزرگی ہلال نے کہا یا رسول اللہ جب کوئی اپنی عورت سے حرام کئے غیر کو دیکھے تو بھلا اس وقت گواہوں نہ دے جو نہ چاہے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد ہی فرمایا یعنی حکم شرع میں ہی حرجت بیادہ ہر ہلال نے کہا میں قسم کھاتا ہوں اس کی سب سے تجھ کو سچا پیہ کیا ہو کہ
میں نے قتل میں سچا ہوں خدا سے نکلے وہ آیتیں ان کا کیا جس میں ہمارے پیچگی سو حضرت جبریل علیہ السلام نے اس شخص کی تین سو
تو میں لاسے ترجمہ کیا ہے کہ جو لوگ عیب لگائے انہی عورتوں کو اور شاہد ہوں گے پاس سے اپنی جان کو واپسوں کی گواہی ہے کہ گواہی ہے
چار اللہ کے نام کی کہ میں نے سچا ہوں اور پانچویں بار کہ خدا کی لعنت اس پر اگر وہ جھوٹا ہوا و عورت سے طرد نہ تیری ہو کہ گواہی دے
چار اللہ کے نام کی کہ مقررہ جھوٹا ہوا و پانچویں بار کہ اللہ کا غضب ہو اس عورت پر اگر وہ سچا ہو سو ہلال علیہ السلام اسی طرح گواہی دی
اور حضرت مسلم فرماتے جاتے تھے کہ بلاشبہ اللہ کو معلوم ہے کہ تم دو سے ایک جھوٹا ہو تم دونوں میں کوئی توبہ بھی کرنے والا ہو چنانچہ لکھا
وہ چھکا تو عورت کھڑی ہوئی اس نے اسی طرح جابجا گواہی دی پانچویں میں لوگوں نے روکا اور کہنا خدا کی لعنت لگما لگی اس کو تھان لیا
اگر جو طوطی ہو تو سکوت کر وہ عورت تم کو دیکھی اس لباس فرماتے ہیں ہم سمجھے کہ شاید یہ عورت پلٹ جاگی اپنی اپنے عیب کا اقرار کی کہ
اس نے کہا کہ میں اپنی قوم کو ہمیشہ کیوں اسے نصیحت نہ کر دے گی چنانچہ اس نے پانچویں گواہی دی حضرت مسلم نے فرمایا دیکھتے ہو اس عورت کو
اگر کہ سا کا سیاہ آنکھ والا اور موٹے سر پہنچا اور تیل پٹہ ہوں گے پیدا ہو تو غیبت میں نہ شریک بن نہ تھامی سورہ لکھا طہاری
پیدا ہوا تب حضرت مسلم نے فرمایا کہ اگر قرآن کا حکم پیش نہ آئے نہ تھامی اس کو خدا ناسا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کو حکم

جو شخص بنی ابی طالب
اسے غزوت سے
بجارت

دونوں
حکومت

ہم اپنی عورتوں کو اور خنساء عورتوں کو اور اپنے قریبوں کو اور تمھارے قریبوں کو جو تمھیں خوب لگا کر اے دعا کرین اور جو دشمنوں پر خدا کی لعنت ٹالیں ہم ہر مومن کو تم جب یہ آیت نازل ہوئی تو صبح کو حضرت صلعم حضرت اہم حسن کلام کہلے اور اہم سین لگو گویں یہی بڑا رحمت ہے یاد و نون کو بسبب دشمنی کے گود میں لیے تھا اور فاطمہ علیہا السلام تعین ہو چکی حضرت صلعم کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہما وجہ فاطمہ کے پیچھے حکم کیا انکو کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا اور اس وقت حضرت صلعم نے فرمایا اے اللہ اہل بیت جی حبیب شیواس نصارے نے ان عورتوں کو دیکھا تو کہا اے برہنہ احوال میں دیکھتا ہوں انکی صورتوں کو اگر خدا سے دعا مست کریں کہ ہمارے اکھڑے تو فوراً اکھڑ پڑے اس مقام میں دیکھتا چلیے کہ ان جہر دن پر کسی فوجی حکمتی کر بیگانے اسکو دریافت کیا اور ان خود رفتہ ہوا مومن بچانے کا کانس نور سے آشنا ہو گیا حال ہو گا آخر کار اس ترسانے کہا ہرگز باہر نہ آنا چاہیے لہذا خبر یہ دینا قبول کیا اور اہل سر نے لکھا ہر نصاریٰ بھڑان میں عاقبت مسیعیج وسیدہ شخص سردار تھے سو عاقبت یہ مصوتین نورانی دیکھ کر اپنے مکان پر گیا اور بولا کہ باہر کیوں نہیں تو ہلاک ہو جاؤ گے اور تم غیب جانتے کہ محمد رسول حق ہیں تب ان لوگوں کو دروازہ کھول دینا قبول کیے اکیڑا راہ جب میں ان دیکھتا رہا مضر میں اور ہر سال تین تین رہیں دینی منقولین بشرطیکہ اہل اسلام غرض طلب کریں اور یہ کہوں سے دیکھالیں حضرت صلعم نے قبول کیا مگر فرمایا کہ تم لوگ سو دن کھاؤ یہ بات نصاریٰ نے قبول کی اور ایک صلحا نے لکھا اگر اسپر حجاب کی گواہیاں نہیں اور ابو عبیدہ ابن الجراح برسم حکومت و قضا کے ہمارے کیے گئے اور یہ سچے عاقبت مسلمان ہوئے اور صلح فاطمہ عہد خلافت حضرت عمر فاروق تک اُسے نصارے بھڑان خلاف کیا فائدہ اس آیت کو تو یہاں کہتے ہیں اور قبل لعنت میں ہمیں لعنت کروں یا جو رسولناضوم الکاتب یعنی لعنت مباد لعنت کرنا یا یکہ گود دعا کرنا ساتھ لعنت کے اصل نہال کی یہی ہر بعد اس کے اطلاق ہوا اسکا اس دعا جو میں کو شش کہے اور عادت عرب کی جاری تھی کہ جب ایک دفعہ ہم اس میں اختلاف نہ کذب ایک دوسرے کی کرتے یا لکھ کر تو بے شک لعنت کرنے کی ایک رسم کو اور کہتے تھے لعنتہ اللہ علی الکاذب والظالم سو حضرت صلعم کو بھی درگاہ غرہ ارشاد ہوا کہ باہر کو نصارے سے اور جو ایسے موقع میں حضرت صلعم نے اپنی زوجات اصحاب کے ساتھ زلیا سوا واسطے کہ ایسے وقت میں آنکے ساتھ لینے سے نصاریٰ پر عیب پڑنا اور کمال حقیت ثابت نہونی اسلئے کہ رفیعون اور زہیدین کا نقصان آدمی پڑنا اگر ان نہیں ہوتا جتنا اولاد کا ہوتا ہوا اور جو شیعہ اس آیت حدیث سے حقیت خلافت علی رضی اللہ عنہ کی دلیل پلاتے ہیں جو محض بے جڑیات ہوں اس سے اور خلافت سے کیا مناسبت ہر قرابت و محبت اور چیز بڑا اور خلافت اور چیز اگر صرف قرابت و محبت حضرت صلعم کی خلافت کے واسطے شرط ہوئی تو فاطمہ ہر اعلیٰ شخصی بخلاف ہونے میں مقدم تعین حالانکہ یہ سب کچھ انہیں ہر روایت مجیدہ کہ انہیں قصہ کے حضرت صلعم نے فرمایا اگر انصاریٰ سب اہل کرتے تو جہودت بندر و سورج ہو جاتے اور تمام مخلوق پر جاگ ہو جاتا اور پندون کے ساتھ جو دشمنوں پر زمین کل جاتے اور اسی سال میں حضرت صلعم نے حجۃ الوداع اور فدا یا اور حال یہ ہوا کہ آیت ثانی نے ارادہ جمع فرمایا تو اطراف و جانب میں اطلاع فرمائی کہ ہمارا غم جانب بیت اللہ شریعت صمیم ہو چکا و دولت مراقت دکا ہر وہ ماضی و سو اکثر لوگ مدینہ باسکینہ میں جمع ہو کے ہمارے کلاب چلے لگا لگا عذر باریا جبرئی حصہ مخدور و رستہ و زوجات مطہرات سے ٹھیکہاں

میں نے یہ سب سنا ہے

جو کہ

ما را در پس بازگشتن به جانیان و در حق تعالی کا تفسیر و تفسیر کے موافق کمانا کثیر دینے کا حق ہوا و مقرر میں تم لوگوں میں وہ چیز جو تم کو
 لڑا کے بعد تم کو بھی گمراہ نہ ہو گے اگر اسکو خوب پلٹے رہو گے اور اس پر عمل کرو گے وہ چیز خدا کی کتاب ہو یعنی قرآن شریف یعنی در محکم کو گمراہ
 میں تم سے پوچھ جاؤ گے سو تم کیا کہتے ہو لوگوں کما کہ ہم کو ای جیتے ہیں کہ اپنے خدا کا پیغام تم سے کہہ کر پکایا اور عربی ادا کیا اور نصحت
 سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلے کی انگلی آسان کی طرف اٹھا کر لوگوں کی طرف تمہارا فرمایا کہ خداوند گاہہ سو یہ خداوند
 گواہ سو یہ خداوند گواہ سو یہ خداوند ہوا یعنی سود چار قسم ہوا ایک ہے ارض نفع جو معاشرت ہر دو شکر ہوا فرض حکما شام ایک
 مکان گروی رکھا اور اسکا رابہ کمایا کسی شخص کو تو کچھ رہے تیرے دیا اور یہ طہر الیا کہ فلان غریب ہمارے درشل پہنچ رہا ہے کسی اس
 رعایت چاہیے تیرے رہا افضل مثلاً روپہ چلتے دیکر اس کے عوض اور سکے کے روپہ بڑھتی سے لینا اگر اس طرح کے لین دین
 میں صورت جواز کی بھی ملتی ہو اور وہ یہ ہر دو چونکہ سامعین کو کہنے شامل کے ملوں کو بھی پھلارے وہ حساب کے جو کچھ اسکے دہ
 ہوا ہو لے جوتھے بدوائے بی بی گیموں دنیا اور اسکے عوض اور غائب رخ بڑھا کر لینا یا جس پہلے اور جنس مدت کے وعدہ
 بدانا اس طرح کارہ الاثر دیات میں علاج بذریعہ مثلاً بالفعل ایک شخص نے جو واسطے تم غیری کے لیے اور اقرار کیا کہ فصل میں
 اسکے بڑے گیموں یا وہ غلہ لوگاکار میں مدت در بیان نہ تو وعدہ کے عوض غلہ لینے میں کچھ قباحت نہیں بلکہ اس پر استناد
 نے ہفتہ ہفت کی تفسیر میں جو سماعت غیری کے ہوا یہ بھی فرمایا کہ اسے سلا نو گاہہ ہر تین چہرین سینے کو کہنے سے پاک کرتی ہیں ایک
 عمل باخلاص کرنا اور دوسری نیک خواہی بھالی مسلمان کی تیسری ازہم جاعت لینے یا سوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کو بلکہ
 ام الفضل ثلث کلمات ما بعد اللہ بن عباس نے ایک سیلے میں وہ بھی حضرت نے سب کو بلکہ کہہ دو رہا تھا کیا پہلے خطبہ اور
 اور مسلمانہ نظر و حضارہ قصویٰ بر سو رہا تھا اور جانب موقوف یعنی قبل اچھو کہ وسطاوی عرفات ہر دو اتھو اور توجہ قباہ ہو کہ است
 کے اسے کمال التضرع واری دعا منفرت فرمائی یہاں تک کہ خبر ہوئی کہ گناہ تھاری اس کے کچھ خوشگوار سلام سو حضرت نے خبر شکاف دہی
 دعائیں ہاں کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور بعد غروب آفتاب فرو رفتہ میں آئے اس آسار ابن زید اس وقت رسول
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے وہیں ہات کو رہا اور نماز صبح اول وقت ادا فرما کر شہ حرام یعنی قبل فرج میں آئے اور توجہ
 الی القبلہ عا واری میں مشغول ہوئے اور آیت کے حق میں پھر یہ انور فرمایا یہاں تک کہ حضرت جبریل نے موافق دعا تیرے
 کہ حضرت مسلم بن قیس نے دوش بٹھائے اور قبل طلوع آفتاب تفصیل ابن عباس کو اپنا روایت فرمایا اور سورہ نمل
 میں جلوہ فرما ہوئے اور یہ تھبہ میں سات کنکریاں مابین اور ہر کنکری میں تکیہ فرمائی اور تکیہ ترک کیا اور وہی
 خطبہ جو عرفے کے دن فرمایا تھا پھر فرمایا اور خروج جبال کی کیفیت اور صورت سے الملاح غشی پھر پھر میں تشریف لائے
 اور یہ تھا ڈٹ موافق اپنی عمر کے دست مبارک سے فرمائے اور بتیس اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
 عکرائے پھر سے مبارک شہد واکر تقسیم کیے ایک نصف ابو طلحہ انصاری کو اور ایک نصف زہدات طہرات اور
 اصحاب اختیار کو معاہدات کے خالد بن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ موسے پیشانی مجھ کو ملین کر میں بطور شکر کون

تفسیر

سومو سے پیشانی انگوٹھ سے نقل ہو کر وجہات مہکرات کے واسطے ایک گاسے بچ کی اور دو بکریاں بھی بعضی روایت میں ہیں اور بعد نحر کے شاد کیا کہ تمہارا تمہارا گوشت لیکر کھاؤ چنانچہ گوشت پکایا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ جبر کے ساتھ بیچ کر تناول فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ گوشت اور پوست نفیس کر دو اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہیں ہاں بلکہ اجرت اسکی علیحدہ عنایت فرمائی اور بعد اسکے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطہ کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور کئے میں آئے اور قبل نماز ظہر سات مرتبہ کہنے کے گرد بھرے اسکو طواف العصر بولتے ہیں پھر نماز ظہر پڑھ کر سفایہ پر کہ جہان آب زم زم جمع کرتے ہیں تشریف لائے اور نبی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اپنی زبیر کھینچو اگر یہ خون نہ ہو کہ لوگ جو ہم کھینچتے تو میں تمہارے ساتھ بانی کھینچنا سو وہ لوگ ایک ڈول پانی لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پیاد اور پھر نہایت شربت لیگئے اور باقی روز شنبہ اور شب یکشنبہ اور روز دوشنبہ اور شب سہ شنبہ منی میں مقیم رہے اور پیاد و پاتینوں جہات میں بعد از زوال انکو طواف پھینکے سب شروع اس جہر سے فرماتے تھے جو یث سے ملا ہوا جو یث زمین نشیب کو بولتے ہیں اور اس جگہ وہ مقام ام ہجر جہان مسجد نبی واقع ہے جو جہر میان زمین پھر جہر عقبہ میں اور جہر اول و ثانی میں ملے کے واسطے توقف کیا اور جہر عقبہ میں قیام کیا لیکن دھلکے واسطے توقف نہیں فرمایا روایت ہے کہ ہر روز یکشنبہ و دوسرے دن یوم اخر سے کہ اسکو یوم الاروس کہتے ہیں خطبہ پڑھا اور پھر روز سوم بھی خطبہ پڑھا اور اس خطبے میں وصیت فرمائی کہ ذوی الارحام سے نبی کرو پھر شب چار شنبہ محض میں نبوت فرمائی اور ارشاد کیا کہ کوئی شخص کئے سے نہ جائے جب تک طواف الوداع نہ کرے چنانچہ سحر چار شنبہ قبل از صبح کئے میں تشریف لائے اور طواف الوداع کیا فائدہ یہ حصہ مکان ہرجان قریش اور نبی کنانہ نے قسم کی تھی کہ نبی ہاشم اور نبی مطلب سے شادی یا نہ کریں یہاں تک کہ تنگ ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے حوالے کر دیں اور تین برس تک یہ معاملہ بحال فصل اسکا بیان ہو چکا ہے سو جب حجۃ الوداع کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو چلے اور قریب پہونچے تو اسامہ بن زید نے پوچھا یا رسول اللہ کل کسان اتربے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نزل غلہ انشاء اللہ بخیف نبی کنا زحیت تھا ستموا علی الکفر یعنی اگر نیکی کل انشاء اللہ نبی کنا کے نیلے ہرجان کفار قریش اس میں ہر قسم ہوئے تھے کفر یعنی محض میں اترنے کا یہ فائدہ ہو کہ خدا کا احسان یا د پڑے کہ جہان کافروں نے کفر پر کماندہ تھی وہیں مسلمانوں کو خدا نے کیسا غالب کیا اور تاکہ کافروں کو شرمندہ ہوں اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے ہے القصہ حجۃ الوداع میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن کئے میں ہوا اور عصری نماز پڑھتے رہے بعد اسکے جانب نہ روانہ ہوئے آخر ذی الحجہ جلد فرماے مزید ہوئے فائدہ اس حج کو حجۃ الوداع اسلیے کہتے ہیں کہ خلیج میں حضرت لوگوں کی وداع فرمائی اور ارشاد کیا خدا و اعمی مناسکیم فانی لا ادری علی الا جمیع عامی نذر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہنے میں کہ اہمیت کرتے تھے بلکہ حجۃ الاسلام کہتے تھے فائدہ صحابہ میں اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس

جمع میں قارن کیا بغیر باتنہ اور یہی سبب ہو کہ جو لوگ بعد صحابہ کے ہوئے وہ بھی اختلاف کرتے تھے چنانچہ حضرت امام عظیمؒ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرآن کا باندھا تھا اور ایسی سبب سے امام صاحب کے نزدیک قرآن فہم نسبت افراد و متبع کے چنانچہ امام محمد بن خالد بن نوری رحمۃ اللہ علیہ و تحقیق ثنائیہ نے اس مقام پر ایسی بات کو ترجیح دی اور فرماتے ہیں کہ طریق جمع میں الروایات یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول مفرد تھے پھر قارن ہوئے جو جس شخص نے افراد تجزیہ یا وہی اصل ہر اور جسے قرآن روایت کیا اسے آخر امر پر اعتماد کیا اور جسے قطع روایت کیا اسے منع نوی یعنی انتفاع اور ارتفاق ارادہ کیا ہر فائدہ افراد پر کہ قطع جماع کے واسطے احرام باندھے اور قرآن یہ کہ حج اور عمرہ کے لیے احرام ساتھ کرنا و متبع یہ کہ حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ یا او سے بعد اس کے حج کرے اور احرام حج یا عمرہ کی نیت باندھنے کو کہتے ہیں کہ ناود خیرہ کپڑے پہنے اور نہ بان سے بھی کہے بلکہ اللہ تعالیٰ عذرا قرآن میں اور بلکہ اللہ تعالیٰ عذرا عمرہ میں اور بلکہ اللہ تعالیٰ عذرا حج میں اور ابو جعفر طحاوی خفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن اور متبع اور افراد میں منہج فرمائے تاکہ معلوم ہو کہ تینوں جائز ہیں اس لیے کہ اگر ایک بات کا حکم ہو گا تو ان کے اسکا غیر جائز نہیں ہو گا بل صاف تینوں امور کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی اور ہر ایک نفعہ امربیان کیا جبہ مامور ہوا تھا اور اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا خواہ بتاویل یا اس سے کر اوی اسکا مامور ہوا تھا فائدہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی الخلیفہ میں پہنچے ہیں تب اسما بنت عمیس سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے تو اسار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بھیجا کہ میں اب کیا کروں فرمایا غسل کر کے کلام لگاؤ اور ایک کپڑا لگھ کر غسل مخصوص میں خون نفاس کے واسطے لگو کہ احرام باندھے رہے فائدہ موضع خیر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوا وہ رونے لگیں آپ نے پوچھا انھوں نے بیان کیا فرمایا کہ حیض ایک نام ہے کہ خدا نے آدم کے بیٹوں پر مقرر کر دیا جو کچھ حج نہیں سوائے طواف کے سبب ان حج بجالاؤ اور بعد معمول طہارت طواف کر لینا یعنی احرام باندھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ بن نون لنگھی کریں اور عمرہ ترک کریں لیکن طہال نہوں اور حج کو زیادہ نہ کریں اور تمام اعمال حج بجالا دیں سوائے طواف بیت اللہ کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بارہ روز بچا پاک ہوئیں اور طواف بیت اللہ شرف ہوئیں فائدہ یہ جو ذکر کیا گیا کہ حضرت نے خلیفین کے واسطے تین بار دعا کی اور فقیرین کے واسطے ایک بار حسب حدیث بخاری اور مسلم سے کہ ابو ہریرہ نے روایت کی ہر واقعہ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج میں سرسٹا اہل کثر نے سے غسل ہر فائدہ واردات حجاز الوداع سے نزول آیت الیوم الملتکم لکم ذنوبکم و تمسک علیکم التمسک و حبیبکم الاسلام دنیا ہو یعنی آج میں ہر آدمی کو تمکو جن جہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا جس نے تمہارے واسطے دین مسلمان رہے آیت روز بعد عصر تمام غنات میں کہ حضرت باقہ تصویبی پر سوار تھے نازل ہوئی کہ اس کے بوجھ سے قریب تھا کہ بازو نہ ٹکا ٹوٹ جائے صحیح بخاری میں طارق بن شہاب سے روایت ہو کہ یہود نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا جو آیت تم

تفہیم الاذکیاء
ابن کثیر

پڑھتے ہوگا کہ آیت ہم میں نازل ہوئی تو ہم عید کرتے حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا یہ آیت ہر روز جو نماز ل ہوئی اور ہم عمرتے میں تھے اور اس دن پانچ عیدیں ہوں ہیں جبہ اور عرفاء و عید یسود و نصارے و مجوس اور سوکھا اُس دن کے اور کعبون اعیالہ اہل مل مجتمع نہیں تھے مین اور ہارون ابن عمرو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا
عمر نہبت منی عن حضرت صلا اللہ علیہ وسلم فرمایا کیوں نہ ہو عمر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ دین بنی دینی ہو گا ابلی گیل ہوگی تو اب کوئی چیز کامل ہوگی بلکہ ناقص ہوگی فرمایا تو نے سچ کہا چنانکہ بعد نزول اس آیت کے پھر حلال اور حرام اور فرائض اور حکم کچھ بھی نازل نموئے اور حضرت صلا اللہ علیہ وسلم بعد اسکے اس عالم میں اکاشی دن جلوہ فرما رہے گویا خبر وفات تمہی اور جب یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنی تو کہا یا رباب حضرت تمہارے پاس سے حضور خداوندی میں تشریف لیا جائیگے سب لوگ رونے لگے تو حضرت صلا اللہ علیہ وسلم نے انکی دعائی فرمائی اور انکا دل کو بربیل ہیرال ایک مرتبہ کلام اللہ میرے پاس پڑھتے تھے ابلی دو مرتبہ پڑھا ہے شاید سال آیندہ دین تمہیں مزبور ہوگا فنا کردہ بعد حجت حضرت صلا اللہ علیہ وسلم نے سو احقر الاولع او کوئی حج او امنین فرمایا او پیش از ہجرت بعض کے دو او بعض کے نزدیک زیادہ او اسکے بہن اور سبطا بعد عرفہ فرمایا ہر آسی سفر میں وقت مراجعت از کا عتقہ نعم میں کہ حوالی حجاز واقع جزائر اول وقت اداکر کے باروق توجہ ہو اور فرمایا الاست اول بالموئنین النظم سبے کمالی یا رسول اللہ ﷺ ہجر حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا نام تکبر اور ارشاد کیا میں کہنت مولانا علی ملاہ الامم خال من والاہ دعا وس علاواہ اسے آخر الحدیث یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہیں پر مگر صحیح ہر آدمرا دوسلے سے ناصر معین وقرب ہوا سلے یعنی اوسلے اسلے کہ مفعول یعنی فعل نہیں آیا پس مرا وثیعہ حال نہیں ہے اور سبب اس خطبہ کا یہ ہوا کہ میں جن جو لوگ حضرت علی کے ساتھ تھے انہیں سے کچھ لوگوں نے نکایٹ حضرت علی کی کی تھی اور شکایت آنکی پیداوانامی سے تھی اور ہر سلمان پہلپی محبت او محبت حضرت علی کی واجب گردانی بعد رسالت اس خطبے حضرت عمرؓ نے حضرت علی کو مبارکباد دی اور کہا اب تو مولیٰ ہر مومن اور مومنہ کے ہو گئے یہ حدیث کتاب سکوة باب ۲ مناقب علی رضی اللہ عنہ کی فصل ثالث میں امام محمد سے مروی ہے اور ترمذی اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے اور صحیح مسلم میں زبیر بن رعم سے روایت ہے کہ حضرت صلا اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد جد و صلوة اس بات کا دریافت کرنا ضرور ہو کہ میں آدمی ہوں قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا پیغام لانے والا آوے تو میں اسکا گنا مانوں اور میں دوبجاری چیزیں چھوڑتا ہوں ایک کتاب اللہ جس میں نور و ہدایت ہے سولوا اور خوب محبت جاو یعنی اسپر عمل کرو اور دوسرے اہل بیت میرے ٹکو خدا یاد رکھا اپنے الہیت کے مقدس میں یہ کلام ترین بار فرمایا وضع ہو کہ اس جگہ حضرت نے تمام عرب کو ننگی قرآن اور الہیت کی جنابی اسلے کہ حضرت کو معلوم تھا کہ امت میں اختلاف پڑ گیا اور قرآن کے مخزون سے لوگ غفلت کرینگے اور تعظیم اور محبت الہیت میں بعض لوگ قصور کریں گے بلکہ محبت کنان عداوت پر کہرا ہوں گے بطرح خارج ماہی سفوف نامہ کہ میری موت قریب ہے میں ہمیشہ زندہ ہو گا کہ مجھے ہر چند زیادت کرنے رہو میرے بعد ہدایت کی صورت یہی ہو کہ

منشاد و کوفه زبده
بغیر از کرب
میرزا حسن

۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

تشریف لایا اور اس کتاب میں دو ستر مقام میں یہ علاوہ کیا کہ چونکہ قرولی جلد ثالث اجتماع میں برہنہ بیان نہیں ہوا تھا اور نہ ہی بے نیاز تھا
 الحجاز سے اس صورت میں شیعہ کے نزدیک قرآن محفوظ اور کتب پیشین میں کچھ بھی فرق نہ رہا اور صریح وہ لائق تسک نہیں
 ہوں قرآن بھی ضرور اس تسک نہ رہا باقی رہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل اخت حضرت یعنی اقارب ہوا و شیعہ بعض حضرت کے
 اٹھا کر کہتے ہیں چنانچہ رقیہ و ام کلثوم نبات حضرت مسلم کو حضرت میں نہیں شمار کرتے بلکہ از وجہ حضرت عثمان بن عفان احسان
 میں ہر کہ رقیہ و ام کلثوم حضرت کی دختر حمین بن ملجم نجدیہ سے اور سید الفاضلین میں ہر کہ سوا سے حضرت فاطمہ کے آپ کے کوئی
 دختر نہیں حالانکہ قرآن میں بصیرت جمع ارشاد ہوا یا ایہا النبی قل لا ادعیک ذنبا تک و اطہر ہر کہ اطلاق جمیع کاتین سے کثرت میں
 درست نہیں و محمد زنا و المعادی میں ہر اللہ صل علی رقیہ بنت نبیک علی ام کلثوم بنت نبیک اور حضرت عباس اور انکی
 اولاد اور حضرت زبیر بن صفیہ عمر رسول اللہ کو بھی حضرت میں داخل نہیں جانتے بلکہ برکتے ہیں اس باعث سے کہ حضرت
 عباس و ابن عباس حضرت فاروق اور کلثوم کی زوجہ میں ہر اسطر ہوئے تھے حالانکہ شیعہ کی مجالس میں یہ جوہر کہ حضرت خلیفہ
 جناب عباس کی عظمت بجا لاتے تھے اور حضرت زبیر کو اس باعث سے کہ جنگ مل میں شریک تھے حالانکہ کثرت ان میں کثرت
 کہ جب اس جنگ میں ابن حنظلہ نے آپ کو شریعت شہادت پلا یا حضرت امیر کو فرود نہایا کہ میں نے تیرے بنو کو دھکے کھانے
 پہنچایا آپ نے فرمایا کہ بخیر العباد سے یاد ہر کہ زبیر کا قاتل تھی ہر غصہ میں کیا اپنے تین آب خیر سے جہنم میں پہنچا یا حضرت
 فرمایا بقصد حق رسول اللہ شہر قاتل ابن صفیہ النار اور اکبر اولاد حضرت فاطمہ زہرا کو بھی دشمن رکھتے ہیں چنانچہ زبیر بن علی
 بن حسین کہ بڑے عالم و متقی و منور تھا و مردانوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور عیسیٰ بن مریم سے شہید رکھتے ہیں و اگر براہیم بن ہاشم
 کاظم کو کذاب کہتے ہیں حالانکہ وہ بڑا اولاد میں تھے اور حضرت زبیر بن علی برادر حضرت امام علی علیہ السلام کی کو بھی کذاب لکھتے ہیں اور حسن بن علی
 شہسوار کے بیٹے عبد اللہ محض اور ان کے بیٹے محمد کو کذاب نفس نہ کہہ میں مرزا اور کافر شمار کرتے ہیں و اگر براہیم بن عبد اللہ
 اور زکریا بن محمد باقر اور محمد بن عبد اللہ بن حسن اور محمد بن ہاشم ابن حسن کو اچھی بن عمر کو کہ بخیر العباد زبیر بن علی ابن حسین
 میں تھے مرزا و کافر جانتے ہیں اور جامعہ سادات حسنیہ اور حسینیہ کو جو کہ قاتل امامت حضرت زبیر شہید کے ہیں قتال اور کذاب کہتے ہیں
 اور جامعہ اثنا عشریہ برائے حق میں بغض و کفر و ارتداد اور خلود و دوام فی النار کا رکھتے ہیں اور جو آپ کی بھی ظہر و اس لیے کہ انکے
 امامت ایک امام کا زور کیا اثنا عشریہ کے مانند منکرین نبوت ایک نبی کے ہر اور وہ کافر و الکافر و خلیفہ النار اور یہ بزرگوار و مشکلا
 ام وقت بلکہ امامت بعض ائمہ ماضیہ میں ہوتے ہیں اور طائفہ علیہ اثنا عشریہ اس طرف گئے ہیں کہ بزرگوار اعراف میں ہونگے
 مثل حضرت عباس عم رسول اللہ اور بعض کہتے ہیں کہ بعد خدا شہید یا اپنے اجداد شفاعت سے نجات پائینگے اور یہ دونوں کو
 سوانح قواعد و اصول اس فرقے کے رکبانے مردود ہیں قول اول مطابق ہر کہ کوئی شفاعت حق کفار میں بالاجماع مقبول نہیں
 اور بایں ہمہ اعراف دارالخلد نہیں ہر اس تمام سے معلوم ہوا کہ شیعہ سب اہلسنت کے دوست نہیں ہیں اولیٰ ہی و اہمیت کا
 شریعہ میں اصلا اعتبار نہیں چھوڑ کر قرآن کی بعض سورتوں کو ماننا اور بعض کو نہ ماننا درست نہیں اور طرفہ یہ ہر کہ جن

اُمّ شامہ سے کہتے ہیں کہ کئی طرف ہزاروں محبوب و فلاح نسبت کرنے میں کہ اُس سے ستر ملتا استحقاق و اہانت لازم آتی جو اور ملاحظہ کرکے حضرات شیعہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں اختلاف غیر پایا جاتا کہ کس طرح
 بعد حضرت امیر اور مختار یہ جیسے نہیں محمد بن خنفیہ کو امام جانتے ہیں نزدیکہ امامت علی بن الحسین کے قائل نہیں باقرہ امام باقر اور زین العابدین
 امام خنیس امامت کے مقررین اور موسویہ بعد امام جعفر کے حضرت موسیٰ کاظم کو امام کہتے ہیں جعفر بن عبد اللہ بن جعفر اور موسیٰ کاظم
 بن جعفر فرات علیہ السلام اُن کے بیٹے محمد کو امام جانتے ہیں اور انعامتہ یہ جعفر بن موسیٰ کاظم اور جعفر بن علی اور حضرت امام علی
 کذاب بتاتے ہیں اور سلسلہ امامت کا امام حسن عسکری پہنچاتے ہیں بن بعد جعفر بن علی کی امامت کے قائل ہیں کہ بن
 امام حسن عسکری کا والد تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کے غزنہ خاندان ہیں کہ صوفیوں میں کہ باپ کے درجہ رکھنے اور بعض کہ صوفیوں کو پہنچا تھا
 حضرت ابن خلدون نے نقل فرمایا ہے کہ بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے شہر لکھنؤ کے کمال حسن و جمال با موسیٰ سیادہ تشریف لائے
 اور حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب زانوئے زانو ملا کر اور دونوں ہاتھ اپنے زانو مبارک پر کر کے ارمان اور سلام
 اور احسان اور قیامت اور علامات قیامت سے سوالات کرتے رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے رہے
 جب کہ غصت ہوئے تو صاحب نے پوچھا یا رسول اللہ کیا کون شخص تھا فرمایا ابھی جانا ہو گا بلا لاؤ بعض اصحاب کہنے لگے تو کیا
 نشان نہ پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مر جبریل علیہ السلام تھے اور میں انکو ہمیشہ چھان لینا تھا لیکن آج میں نے
 بھی نہیں پایا غائب ہو جانے سے معلوم ہوا کہ جبریل تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ جبریل علیہ السلام
 تعلیم و توحید دین کی کرتے آئے تھے اور اسی سال میں قصہ جام کہ تمہداری اور عدی النمرانی نے چڑایا تھا واقع ہوا اور اسی
 سال میں خمام بن ثعلبہ حاضر ہوا اور احکام دین اسلام سیکھ کر اپنی قوم میں گیا اور انکو مسلمان کیا جب سال
 باز دہم ہجرت اور بہت سوئم موت و شخصت و سوئم مولد آیا تو ادا فرعونہ میں ارشاد الہی ہوا کہ اہل البقیع کے وسط
 استنفا کر دو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھیری رات میں البقیع میں کہ قبرستان مدینہ جو اور حضرت کے
 مکان تکمیل متصل بلکہ کئی قدم کے فرق سے واقع ہوا لیکن اہل البقیع نے اور دعا منفرت فرمائی اور ارشاد کیا
 کہ اے اہل البقیع تم پیشقدمی کر گئے اب فتنہ طاجر ہوا جو اسلام میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ
 میری باری کی رات حضرت میرے پاس تشریف لائے اور اتنا لیتے کہ حضرت کے گمان میں سو گئے پھر حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور آہستہ اپنی چادر لی اور آہستہ جوتہ پہنا اور آہستہ دروازہ کھولا محکوم رشک آبا کا شاہد
 حضرت کسی اور بی بی پاس جاتے میں بھی اپنی کرتی ہیں اور معنی اور معنی کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلی یہاں تک کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان البقیع میں آئے اور بہت دیر تک وہاں کھڑے رہے پھر تین بار اُٹھ اٹھا کر دعا کی اور
 وہاں سے پھرے میں بھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیث میں بھی جھپٹی آنہ میں جلدی سے آگے آکر
 لیٹ رہی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے فرمایا اور عائشہ تیرا کیا حال ہو جو دم بھولی اور

منہ
 جبریل علیہ السلام

منہ

عائشہ رضی اللہ عنہا

منہ

اور سیدہ ارجن بن عوف کے ایک غریب چنانچہ ابوسلمہ نے اپنے باپ سیدہ ارجن بن عوف سے عیادت کی کہ وہ غائب تھا۔ اسی وقت علیہ وسلم کو وقت نماز حاجت گئے میں بیٹھ رہی تھی وہ اپنے والدین کو امام کے نماز شروع کر دی اب ایک کھیت بڑھ چکے تھے کہ آپ شریف کا عبد ارجن نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر ہوا اور آپ نے ایک پیچھے پیچھے اور ایک کھیت باقی رہا اور ایک بے حضرت صل اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کے پیچھے ادبھی نماز پڑھی تھی اسکی صورت یہ ہوئی کہ انجمنیائے ہر نفع نفع کے امین نبی عرن عوف واقع تھا محلہ فہامین شریف لیکے تھے آپ کو وقت ہوا صحابہ نے حضرت ابوبکر کو امام کے نماز شروع کر دی اس اثنا میں انجمنیائے شریف نماز ہوئے ابوبکر صدیق نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ قائم ہوا اور تمام نماز کے پیچھے پیچھے عیادت صحیح ہو کر شروع جاری میں اسامہ بن یزید رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا کہ شہر نبی بیرون غمغمہ اور سکون موحہ وفتح لون الف مقصودہ تعلقات موم سے ہر شکر لوجہائیں اور زبرد جان اپنے والدین کے خون کا انتقام بوجہی لیں اور تجیز لنگر شروع فرمائی اور اسنے ہاتھ سے باندھی اور حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو ہمارے جانے کا حکم دیا اور اسامہ بن زید کو کہ نماز ٹھارہ برس کے تھے سوار کیا اور اجلہ صحابہ کرام مثل ابوسعیدہ بن الخدری اور عثمان بن عفان اور سعید بن زید اور سعد بن قاص اور قتادہ بن النخاع وغیرہم رضی اللہ عنہم کو بھی تعینات فرمایا اور بڑے علمی کو عملدار قرار دیا چال دیکر اہل نفاق اور اجالاف عرب نے بطریق کمال کا غلام کو سردار ماجریں اور انصار بتائیں خواہ یہ کمال ایک نوجوان کو ماجریں دلیں پر اسیر کرنے ہیں کہ یہ بات حضرت صل اللہ علیہ وسلم کے کان تک پہنچی تو سہرا رک ٹپا باندھے ہوئے چہرے سے برآمد ہوئے اور شہر شریف پر کھڑے ہو کر خطبہ بلند پڑھا کہ صحابہ میں نہ کو حیران لگم بطنون فی الامۃ فکرم قلعون فی الامۃ ایس قبل دایم اللہ ان کان ملطیق اللہ مادہ وان کل من احب حب الناس وان ہذا المن اجل الناس لی بعدہ وہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جو طعن کرتے اسکی امارت میں پہنچتے تھے غم غم کرتے اس کے باپ کی امارت میں پہلے اور قسم خدا کی باب اسکا لائق امارت کے اور محبوبین لوگوں سے طرف میں اور یعنی اسامہ محبوب ترین آدمیوں میں ہو میری طرف بند ہے باپ کے مگر سید بی بی انجمن کے اور انکی شکر ملتوی رہی اور ابوبکر صدیق کو حضرت نے اس تعیناتی سے علم کو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت مسجد شریف پر مامور کیا بفرود دست بند و ملن شہر انوفات انجمن کو افاقہ ہو گیا تھا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ مع لشکر کے رخصت ہوئے لشکر گاہ میں باہر مریے کے ٹھہرے موضع جوف میں کہ ایک فرسخ واقع ہو کہ شہر کو مرض نے زیادتی کی یہ شہر شکر اسامہ رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے صبح کو دو شہر کے دن آپ کو تخفیف ہو گئی اسامہ پھر آپ سے رخصت ہو کر لشکر لگے اور دو تہہ تہہ کرتے کہ آنحضرت صل اللہ علیہ وسلم پر حالت نزع علاری ہوئی ام امین والدہ حضرت اسامہ نے یہ حال کمال اھیجا وہ پھر کئے اور بڑے بن ابیہب سلمی نے کلام اس لشکر کے تھے علم کو لا کے مسجد پر کھڑا کروا یا اور بعد انتقال رسول قبول صل اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر نے اس لشکر کو روانہ فرمایا مگر حضرت عمر کو باجارت اسامہ واسطے شہر سے سور خلافت کے رکھ لیا اور اسامہ رضی اللہ عنہ نے جماعت آبادہ ہر اسلامون کے جلے اس قوم نا پاک کے تریج کیا اور جالس دن کے بعد مدینہ میں شہر لگا احادیث مجموعہ سے واضح ہونا ہو کہ حضرت صل اللہ علیہ وسلم آخر وقت میں کئی مرتبہ یقین میں شہر لگے لیکن ہر ایک وہ

کہ بیان کیا گیا دوسری بات یہ کہ ۲۸ صفر سالِ ہجری میں پہلی ایامِ مہینہ کوستانِ بقیع میں گئے اور دعاؤں سے استغفار فرماتے حضرت یونس
 خاتون کے جسے بین جلوہ فرما ہوئے صبح کو درو سلاطین ہوا اور بقیع الحی اقل میں ہو کہ اہل سیر کے نزدیک تیسری اول شہرِ بقیع الما دل
 میں ہوئی کہ حضرت صلعم وقت نصف شب جانبِ بقیع تشریف لے گئے صبح کو عیالِ شکار ایک بیت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے
 کہ صلعم ایک جہان سے کو دفن کر کے بقیع تشریف لائے تو مجھ کو دروس میں پایا اور میں کہہ رہی تھی کہ ہمارے سرورِ کھتا ہی فرمایا
 بلکہ میں کہتا ہوں کہ میرا سرور کھتا ہی بخاری شریف میں ہو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کے پاس
 بسبب شدتِ دروس کے کہا ہمارے سرور کھتا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر تو اس عالم سے جاے پیچے
 رو برد تو بخششِ لاکھوں تیرے واسطے اور دعا کروں واسطے تیرے یعنی تنقید کروں رفعِ سیئات کے لیے اور دعا کروں فوٹ جہ
 کے واسطے میں نے کہا واھلکنا یا نبی خت ہر صیبت مجھے قمرِ خدا کی میں گمان کرتی ہوں کہ تم میری موت چاہتے ہو پس اگر
 واقع ہو مرناسیرا یعنی اگر تین اس جہان سے شخصت ہو جب انکی تو اللہ آب ہو گئے اسی دن میں صحبت کرنے والے
 اور عیش کرنے والے ساتھ کسی درجہ کے زوجاتِ مطہرات سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقصود اور مطلوب یہ کہ
 کہ اگر تین مرعہ ہو گئی اور آپ زندہ رہینگے تو مجھے بھول جائینگے اور اپنی بیویوں سے مشغول ہو گئے فرمایا چھڑا عیال ذکر
 اپنے دروس کا اور اپنی غیرت کے یاد کرنے کا اور مشغول ہو میرے دروس اور ذکرِ موت میں کہ میں اس عالم سے جانا ہوں
 اور تم میرے بعد زندہ ہو گئی اس واقعے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی سے دریافت کیا پھر فرمایا اللہ بیت نے تصدیق کیا
 یا ارادہ کیا تھا کہ مجھ کو کسی کو ابوبکر کی طرف اور اسکے بیٹے کے یعنی عبدالرحمن کے کہ فرزندِ رشید تھا اور وصیت کروں ابوبکر
 یعنی خلافت کی اور ولید عبداللہ بن ابی اسکو مار کر کہیں باواسطے خوف اسکے کہ کہیں کہنے والے یعنی یہ کہ نہ وصیت کی نہ حضرت
 نے ابوبکر کو خلافت کبریٰ کی اور اقتدار کیا خلافتِ صغریٰ پر کہ وہ امامتِ نماز کی ہر باجو دیکر اس میں بھی اشارہ تھا
 اس خلافتِ کبریٰ کا یا از نو آؤں کہ زور کرنے والے یعنی خلافت کی غیر اپنی بکر کے لیے خواہ اپنے لیے اپنے غیر کے واسطے پھر کہا
 میں نے انکار کیا اللہ تم سے غیر اپنی بکر کی خلافت کا اور دفع کرینگے اہلِ اسلام یا جگس عبارت مذکور کے فرمایا کہ دفع کرینگے اللہ
 اور انکار کرینگے مسلمان اپنی بسبب خلیفہ کرنے کے امامتِ صغریٰ میں اس لیے کہ امامتِ صغریٰ علامتِ ہر امامتِ کبریٰ
 کی بطرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وقتِ نماز فرمایا کہ جب اعتقاد کیا حضرت نے ابوبکر کو امروہ بن ابی بکر کو بکر
 اختیار کریں ہم انکو امور دنیا میں حاصل ارشاد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس سبب سے ابوبکر
 اور اسکے بیٹے کو اور نہ وصیت کی اور میں نے جانا کہ خلافت ابوبکر کو ہونے والی ہو اور ایسا ہی واقع ہوا حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا تھا اور سلم میں روایت ہو کہ فرمایا عائشہ نے کہ فرمایا مجھے غیر خدا نے اپنے مرضِ موت میں بلا لے یا
 اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو تا کہ میں لکھ دوں اسکو اپنی خلافت نہیں کوئی اگر زور کرنے والا آؤں تو کہے باکوئی
 کہنے والا کہے کہ میں لائق زیادہ ہوں پھر آپ نے کہا کچھ ضرورت نہیں خدا سے تم نے اور مسلمان لوگ خود ناشینگے

سوائے انی بکر کے دوسرے کی خلافت کو ان دونوں حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت مسلم کو صدیق اکبر کی خلافت برائے حق اور چاہا کہ اپنے دربار کو غلیفہ فراوان مگر حضرت نے تقدیر اور اجل پر چڑھ کر دیکھا کہ وہ ایسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا باطل حال میں میں بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت طہارت کے حجروں میں تشریف لیا کرتے تھے چنانچہ جب حضرت بیونہ کے گھر میں مرض کی شدت ہوئی اور نہ وجات طہارت وہیں حاضر ہوئیں اور حضرت کا دل یہ چاہتا تھا کہ ایام بیماری میں عانتہ حدیث کے گھڑن رہوں لہذا بلا بار فرماتے ہیں انا عندی منی کل من کماں ہو گا جب اس کا کام کی نگر ہوئی تو امات المؤمنین نے تفرس کیا کہ حضرت اس حالت میں عانتہ کے گھڑن رہنا چاہتے ہیں چنانچہ سب یہ بیان ماضی ہوئیں اور انجناب بدستبازی علی مغربی اور فضل بن عباس مجدد عانتہ میں جلوہ افروز ہوئے اختلاف ہو کر انجناب کو کون بیماری تھی بعض مرد خاصہ کہتے ہیں خاصہ ایک لگ کر دسے میں ہو کر جب وہ حرکت کرتی ہو کر نہ ہوتا ہوا ہوا و بعض دوسروں کہتے ہیں اور بھی روایت ہو کہ ازواج طہارت سے کسی نے کہا تھا کہ آپ کو مرض ذات الجنب ہو ذات الجنب ایک پہلی کی بیماری ہوتی ہے سو مشورہ ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس کے لئے فرمایا کہ کیا یہ دوا ملکات ثب میں دیکھ آئیں تمہیں لکھ دے ہیں دوا کو جو بیمار کے منہ میں ایک بی جان ہے دوائی چلے سو آپ نے منہ میں ڈالی یہ چند انحضرت نے اشارہ فرمایا کیا کسی نے نہا یہ سمجھ کر بسبب تلخی کے آپ منع فرماتے ہیں اور غالبہ مرض سے اس وقت بول دے سکتے تھے جب اس حال سے افاد ہوا اور بخیر مرض کمال دریافت ہوا تو فرمایا کہ ذات الجنب شیطان کے اثر سے ہوتا ہے انبیاء کو ایسی بیماری نہیں ہو سکتی ہر فرمایا بتینہ آدمی گھڑتین سب کے منہ میں اسی طرح دوائی جائے سو اسے غیب سے لے کر دوا میں شور سے میں شریک نہ تھے چنانچہ لکھ دوا اسی طرح ڈالا گیا یہاں تک کہ حضرت بیونہ کے بھی حال کمال دوزخ دار تمہیں اور بعض کے نزدیک شہت بخار تھا صحیح میں عبداللہ بن عباس سے روایت ہو کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس حالت مرض میں حاضر ہوا آپ کی شدت تھی اور جب میں نے ہاتھ اپنا چشم شریف پر رکھا تو مجھ کو کھل نہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو ہزار تندیہ لاحق ہو فرمایا ہاں میری پاپ ایسی ہو جیسی تم میں سے دوا دیوں کہ وہ میں لکھا آپ کو دوا جو ہونگے فرمایا جس سلمان کو ایثار شدہ ہوتی ہے اسکی نیات کا کھارہ چلو تا جو سطح درخت اپنے پتے چھاڑتا ہو واشد الناس بالارلا مبادیہم الا شل فلا شل اور بعض کے نزدیک اثر اس بہر کا تھا جو حضرت نے غیر میں لکھا یا تھا چنانچہ بیماری نے حضرت عانتہ سے روایت کی ہو کہ حضرت نے مرض موت میں فرمایا اے عانتہ نہایت تمہا میں کہ با تمہا در دواں کھانے کا جو کہ لکھا یا تھا خیر میں اور اب پانا ہوں کھانا رک جان کا اس بہر کے اثر سے مراد میرے دہ غم نہ لکھ دے کہ ایک بیونہ بکری کے گوشت میں ملا کر بھیجا تھا اور آپ نے اس میں سے ایک لقمہ تمہیں لے لیا تھا اور آپ کو دوسرا دینجا شدہ عارض ہوا کہ وہی مرض موت میں ظاہر ہوا لکھتہ میرے مرض موت کا ہونا اسلئے کہ آپ کی وفات بطور شہادت ہو اور کہ صدیق کی بھی موت آخر ہر سانچے جیسے غارتوں کا تھا ہوئی چنانچہ مشکوٰۃ میں روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود ہے بالجمہ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہو کہ دوسرا در

تفہیم

تب لائق تھا اور نذر بھی تھا یہی قول صحیح ہوا فائدہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت شاہ عبد الغفر محمدؒ نے ستر سال دین
 میں لکھا ہے کہ شہادت سرور انجذاب کو بوسطہ سبط اکبر حضرت امام حسن علیہ السلام کی ہوئی اور جبرئیلؑ بدریہ حضرت امام حسین
 علیہ السلام اور اس حدیث سے حصول شہادت سرور بذات خاص تحقق ہوتا ہے اور بھی جلال الدین سیوطی وغیرہ علماء نے
 نے تصریح کی ہے کہ آپ کی موت شہادت بسبب زہر کے ہوئی تو جواب یہ کہ مقصود حضرت استاد الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے
 کہ شہادت سرور علی وجہ الکمال آپ کو نہ رہا امام حسن علیہ السلام کے ہوئی اس لیے کہ کمال شہادت کا یہ کہ تاخیر نہ ہو لہذا شہادت
 یعنی یہ کہ بعد زخمی ہونے کے تاخیر کر کے کھدوا یا نذاکھا کے زخمی مرے موجب نقصان شہادت کا شمار کیا جانا ہو پس اصل
 شہادت آپ کے حاصل ہوئی لیکن شہادت کا کہ مقتضی آپ کے منصب علی کا تھا بوسطہ حضرت حنین کے حاصل ہوئی مگر
 بسبب حضرت امام حسن کے کہ بعد زہر مرے بالامت اور نہ تفسیر ہوئے خلاف انجذاب کہ بعد چند سال کے آپ وفات پائی اور
 چہرہ کاملہ بوسطہ امام حسین علیہ السلام کے پس آپ کی شہادت شہادت جملہ انبیاء و شہداء سے کامل ہوئی فائدہ اختلاف ہے
 کہ آپ کو باری کس دن کس تاریخ کون مینے میں لایا ہوئی بعض نے فرماتے ہیں اور بعضے اول بیچ الاولیٰ ابن جوزی نے
 کتاب الوفا بن ابدالہ مرض ماہ مغرب بیان کیا ہے اور دس راتیں باقی تھیں اور سلیمانؑ نے ابتدا مرض بائیں گونہ حضرت
 قرطبیؒ جو مصطلح یہ اختلاف ہو لہذا دایام مرض میں بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں چارہ دن اور بعضے بالہ دن اور بعضے اٹھارہ دن
 اسی طرح تاریخ وفات میں اختلاف ہے ابن جوزی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے باہوین بیچ الاولیٰ اور سلیمانؑ نے دوسری بیچ الاولیٰ
 قرطبیؒ جو مصطلح ہوا اول شیخ عبد الحق دہلوی نے سالہ ثابت بالسندین جو تحقیق لکھا ہے کہ وفات حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم تاریخ
 باہوین بیچ الاولیٰ روزہ شنبہ سالانہ عمر محمدؐ میں ہوئی اور جو اختلاف یوم وفات میں بعض نے سبب میں مذکور جو لائق اعتبار
 نہیں ہے چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ولذیل یوم الاثنين دخول المدینہ یوم الاثنين وخرج من مکہ الی المدینہ یوم الاثنين وقوفی بکربلاء
 اور صاحب ہجر الحافل نے لکھا ہے کہ اتفاقاً علیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم قوفی یوم الاثنين فی شہر بیچ الاولیٰ مگر وفات میں اختلاف
 بعضے وقت زوال اور بعضے قبل زوال کہتے ہیں اور شہر یون ہی کہ لایعجب الحق دہلوی نے سالہ ثابت بالسندین میں وقت شہادت
 لکھا ہے کہ اسی وقت انجذاب داخل مدینہ ہوئے تھے والہذا علم بالصواب والیہ المرجع والیہ المآب فائدہ سیلی اور توابع اسکا میں
 ایک اشکال قوی بیان کرتے ہیں یہ کہ اتفاق اہل حدیث اور باب یہ کہ اس بات پر کہ حجۃ الوداع میں عمرؓ کا دن بتی تاریخ
 عمرؓ کو حجۃ تھامس غرہ پنجشنبہ ہوگا اور عمرؓ اور صفوانؓ کو حجۃ کا دن فرض کریں ناقص بعض کو کامل در بعض کو ناقص تو دوشنبہ تاریخ باہوین
 بیچ الاولیٰ یوم وفات نہیں ہے حالانکہ اکثر روایا صحیحہ الدلالہ ہے کہ زوال میں یوم وفات دوشنبہ تھا اور تفصیل یہ کہ اکثر متون
 ماہ کامل فرض کریں تو غرہ دھیر پنجشنبہ اور غرہ دوم دوشنبہ اور غرہ سوم دوشنبہ اور غرہ بیچ الاولیٰ اور چار شنبہ اور باہوین بیچ الاولیٰ
 یکشنبہ تاریخ اور اگر ایک مہینہ ناقص فرض کریں تو دو روزہ شنبہ ہو تا ہے اور جو دونوں ناقص فرض کریں تو باہوین روزہ جمعہ
 بتی تاریخ اور اگر تین مہینہ ناقص اعتبار کریں تو باہوین پنجشنبہ کو طریقی ہو بہر صورت تاریخ باہوین روزہ دوشنبہ نہیں ہوئی اور ابن جوزی

تفہیم

تفہیم

جواب دیا کہ احوال کے متنبہ میں سے کامل ہوں اور اہل کلمہ اور اہل مدینہ کو جاننے کے دیکھنے میں باوجود کچھ اختلاف ہو گیا ہو یعنی اہل کلمہ نے غنیمت
کی رات کو کچھ ہوا تو غنیمت کو بگاڑ دیا اور قوت و عزت و جلال و حسب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے تشریف لائے تو باوجود کہ حسب قوت
اہل مدینہ قدر دی ہو کر ان کے دیکھنے سے غرہ و کچھ روز جمعہ تھا اور غرہ محرم روز یکشنبہ اور غرہ صفر روز ہشتنبہ اور غرہ ربیع الاول روز چہنبہ اور
دو از محرم روز دوشنبہ لیکن یہ جواب ضعیف ہے کہ چونکہ جب حضرت معلم اور اصحاب حضرت کو یہ تحقیق ہو گیا کہ غرہ و کچھ روز یکشنبہ تھا اور اسی
بنابر حرجہ الاولیٰ کہ بعد فرضیت حج سوائے اسکے کہ کتاب کوئی حج اور انہیں فرمایا ادا کیا گیا تو کچھ بعد ماحولت و مدت میں جس کے نتائج کا قریباً
رویت اہل مدینہ پر خلافت معلوم ہوتا ہے یا انہما اگر رویت اہل مکہ ثابت ہوا تو نتائج موانعی رویت اہل مدینہ قرار پائے تو باوجود کچھ
اکتیس دن کا چلتا ہوا اور بنا مقول ہوا اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ وفات آنحضرت تاریخ دوم ربیع الاول ہوئی اور کئی
ثانی شہر ربیع الاول کا تھا سامع نے شہر کو غرہ شہر کا ثانی غرہ ہو گیا اور غرہ غلطی متواتر ہو گئی اگرچہ تاہیلاں قول کی صراح سے
ہوئی ہے کہ موافق صراح نے لکھا ہے کہ ربیع الاول اور ربیع الآخر کو یہ دونوں لفظ شہر استعمال نہیں کرتے ہیں یا انہما قول صاحب سوا کا
بھی درست نہیں ہوتا جب تک متنبہ میں سے ناقص فرض کیے جائیں اس طرح کہ نہم و کچھ روز غرہ و کچھ روز جمعہ اور غرہ و کچھ روز چہنبہ اور
غرہ و کچھ روز جمعہ اور غرہ و کچھ روز ہشتنبہ اور غرہ و کچھ روز یکشنبہ اور دوم ربیع الاول روز یکشنبہ اور ہشتنبہ اور چہنبہ تاریخ وفات میں اختلاف
اختلاف واقع ہے کہ اصل کو رویت الایح اطمینان ظاہر نہیں ہوتی جسطرح تعین دوم اور ماہ بین اطمینان ہونا اگر حسب بیان
اہل تحقیق متشکل نہیں بلکہ محقق دہلوی وغیرہ متاخرین نے ثابت ہے کہ ماہ بین ربیع الاول روز دوشنبہ قبل شہر حضرت عائشہ صدیقہ میں بروز
نوبت صدیقہ و میان سینہ یا ماہ بین شہلی اور طحوی کے حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی چنانچہ محققین
میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نعمت خاص نعمت اسی سے میرے واسطے ہے کہ حضرت معلم میرے سرگرم ہیری نوبت میں
ماہ بین شہلی اور سینہ میرے کئے فات پائی اور ایک یہ نعمت ہے کہ اللہ نے مجھ کو اعاب دہن میرا اور حضرت کا وقت فات کے اس طرح کہ
داخل مجھے یہ سچا ہے عبد الرحمن بن ابی بکر اور ان کے ہاتھ میں سواک بھی اور حضرت میرا کہ کھانے کے بعد یعنی میرے سینے سے لگے بیٹھے تھے
سو میں نے دیکھا کہ حضرت معلم عبد الرحمن کی طرف دیکھتے ہیں اور میں نے کہا کہ آپ سواک چاہتے ہیں میں نے انہیں اس کا کہ اسے لیلون
آپ کے واسطے حضرت نے سواک سے اشارہ کیا کہ ان لیلون سو میں نے سواک عبد الرحمن سے لی اور وہی حضرت کو اور
کی آپ نے سواک سو دشوار ہوئی حضرت پر یعنی بسبب سختی کے تب کہ میں نے کہ نرم کر دوں تمہارے لئے فرمایا اشارہ جس سے
کہ ان پھر میں نے نرم کر دی سواک اب پھر حضرت نے اپنے ہاتھوں پر اور حضرت کے بعد ہوا کہ برتن میں پانی رکھا تھا کہ حضرت
حضرت اپنے ہاتھوں و دھون باہم اس پانی میں اوپر پھرتے تھے چہرہ مبارک پر اور فرماتے تھے لا اللہ الا اللہ ان الموت سکران یعنی بیشک
سمتیاں ہیں موت کی پھر بلند فرمایا حضرت نے اپنا ہاتھ بطریق دعا یا بطور اشارہ جانب آسمان اور کر فرمایا فی الزین الا علی
یعنی شامل کی مجھے فیض اعلیٰ میں بیان تک کہ قبض روح کی گئی حضرت کی اور جب کھائے اور پیچ کر پڑے دست مبارک یعنی وہ ہیں
یلا میں یا دونوں طرف یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ پھر پانی سے تخفیف حرارت میں ہوتی ہے اور ہر مرض کو یہ کرنا چاہیے کہ اگر

ذات
عائشہ
صدیقہ

بیچ

وہ نہ کر سکے تو کوئی اور کرے جس طرح بانی کا شکنا اعلیٰ میں بلکہ جب بہت حاجت ہو تو واجب ہوا اگر کوئی اس مقام میں بہ
 کرے کہ حاکم اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ تھا سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں اور یہ حدیث اس کے خلاف ہے تو فرغ
 معارض یوں ہو سکتا ہے کہ بقدر صحت روایت یوں تطبیق کیجاسکے کہ تھا سر مبارک علی کی گود میں قبل وفات اور حضرت عائشہ
 کی گود میں وفات کذا فی شرح مشکوٰۃ و تحقیق میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم حالت صحت میں فرماتے تھے کہ بلا فساد مندی کسی پیغمبر کو موت نہیں آتی سو جب جسے موت میں فتنی سے
 ہوش آیا تو آپ نے انکو کھول کر فرمایا اللہم الرفیق الاعلیٰ اس وقت میں نے جانا کہ حضرت نے ہا جو بیڑا اور موت کو نصیب کیا اور
 آخری کلام حضرت کا تھا بعد اسکے پھر کلام نہیں فرمایا اور رفیق اعلیٰ سے انبیاء میں کہ ساکن ملا را اعلیٰ یعنی اعلیٰ علیین میں جس طرح
 دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضرت فرماتے تھے مع الذین انعمت علیہم من النبیین الصالحین والشدائد والصابغین حسن الکلام
 فیما فی الامر و الامر اعلیٰ عالم ملکوت یعنی بہشت وغیرہ آسمانوں کے رہنے والے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ رفیق اعلیٰ سے حضرت رب العزت
 ہیں اور اطلاق رفیق کا اللہ جل شانہ پر ہوا اور حدیث میں ہے کہ حضرت جبریل آئے اور کہا خدا سے تعالیٰ شائق ہیں اور اختیار
 نے ہے ہیں تمکو چاہو دنیا میں رہو یا ہو میان آؤ حضرت نے فرمایا اختر الرفیق الاعلیٰ یہی کہتے ہیں کہ حالت طفلی میں حضرت نے
 حلیمہ کے پاس اول کلمہ اللہ کہا تھا اور برزاست بزرگم اول بی اور آخر الرفیق الاعلیٰ جبریل علیہ السلام میں واقعہ سے روایت
 لکھی ہے کہ جب شک ہو حضرت صلعم کی موت میں تو اسما بنت عیس نے اپنا ہاتھ دونوں موٹھوں کے درمیان کھا اور کہا
 وفات پائی حضرت نے اور اٹھائی گئی نہ موت آپ کے موٹھوں میں سے وہی تھی اور ابو نعیم نے بھی اسی طرح روایت
 کی ہے جب لوگوں کو یہ حال معلوم ہوا تو حضرت کے اہلبیت اور اصحاب قیامت کا بیخ و مال ہوا حضرت عثمان کو سکوت ہوا
 اور حضرت علی جانا نہ ہو گئے اور حضرت عمر کے ہوش جلتے سہل و عقل بجا نہ رہی حتیٰ کہ وہ فرمانے لگے کہ حضرت نے وفات
 نہیں پائی جو کوئی یہ کہے گا اسے قتل کر دو کما صفت حضرت عباس اور صدیق اکبر قتل تھے اور قبل وفات حضرت عبد اللہ
 اجازت لیکر اپنی زوجہ بنت خارجه کے پاس شیعہ میں کہ ایک مقام پر کنارے مرنے کے چلے گئے تھے خبر وفات کی بارگاہ
 دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ مرہو شاد مہوار نکالے کھڑے ہیں اور لوگ آئے کہ وہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ کا انتقال
 نہیں ہوا آپ کو خدائے بلالیا جیسے موسیٰ کو طور پر بلایا تھا آپ تشریف لاکر منافقین کے ہاتھ پر کڑوائینگے منافقین نے چہرہ
 اوڑھائی ہوا بوجہ صدف آئے ہوسے حیرہ میں چلے گئے اور چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کے شلے مبارک کا بوسہ دیا اور روئے
 اور کہا طہیت حیا دنیا آب پاکیزہ ہن حیات اور موت دونوں میں اور آپ پر اللہ دو موتیں جمع نہ کرے گا جو موت مقدس
 سو ہو چکی پھر باہر نکلے اور حضرت عمر کو آگے مقرر سے روکا لوگ حضرت عمر کو چھوڑ کر انکی طرف آئے انھوں نے خطبہ پڑھا کہ
 من کان یحب محمدًا فان محمدًا قد مات ومن کان یحب اللہ فان اللہ حی الامیوت اور یہ آیت پڑھی و اما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
 الرسل تامیہی اللہ انکون اس خطبے کے سنتے ہی سب کو موت رسول اللہ مسلم کا یقین ہوا اور وہ فحلت کا پردہ اٹھ گیا

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

من جن جنات و روض جنات

اور آیتہ و محمد الرسول ہر ایک کی زبان پر جاری ہوئی سبحان اللہ خدا کی حکمت سے کوئی واقف نہیں ہو سکتا دیکھو اگر وہ دونوں سب
 بچے ان خود متہ ہوتے تو انتظام امت محمدیہ میں ایک خلل پڑ جاتا اور فسدہ عظیم برپا ہوتا اس لیے اللہ نے حضرت صدیق اکبر اور
 عباس بن عبد المطلب کو بیٹوں میں رکھا تاکہ وہ دونوں اصل معاملے سے خبردار کریں انفرض جب تحقیق ہو گیا کہ حضرت حمزہ
 لامالین کا وصال ہو گیا تو صاحب نے چادر جبیرہ کو ایک قسم چادریں کی ہر قسم ہارک پر اٹھائی خواہ وہ مشعوبہ بن چادر ڈالنی تھی نے
 دلائل السنۃ میں حضرت امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ جب حضرت نے وفات پائی تو ابائے حضرت کرنے والا اور اس کی آواز
 گوگون نے گھر کے کونے سے سنی کہ وہ کہتا ہوا السلام علیک یا ابا المیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان فی اللہ عزاس من کل مصیبت وعلف
 من کل کلمۃ کاس کل فائت فبا اللہ فغوا واما فاجو افانما المصاب من جرم الثواب فقال علی تدر دن من نہاد ہر تفرغینے
 سلام تہم پر مگر دالے پیغمبر کے اور نہ بانی اور برکات خدا کی تہم پر اللہ خدا میں تہی ہر مصیبت سے اور عوض ہر چیز ہارک ہر قسم
 اور تہر کہ ہر چیز فوت ہونے والی کاپس تقویٰ اختیار کر دو اور بزع اور فرغ سے بجا اور اس سے امید رکھو اور زمین ہر مصیبت
 مگر وہ جو محروم کیا گیا ہر ثواب سچہ کما علی تقضی نے کہ جلتے ہو یہ کون نہ یہ ضرر میں اس حدیث کے معنی عالموں کی طرح سے کہیں
 ایک نوک کہ فی اللہ عزاس من فی کتاب اللہ عزاد ہر نوک کتاب خدا کی تسلی دیتی ہر مصیبت گویا اشارہ ہر اس آیت پر
 وایضا الصابری الذین اصابہم مصیبت قالوا اللہ واما الیہ راجعون یعنی خوشخبری اس سبب کرنے والوں کو جب پہنچی ہر انکو مصیبت
 کہتے ہیں ہم ماسک میں اللہ کی اور کسی کی طرف جانے والے ہیں پس غرام یعنی تعزیت ہر دیکھ کر خدا فرمانے والا صبر کر
 اور تسلی دہند ہر اسکو علمائے دین میں تجر بہ کہتے ہیں جس طرح رابت فی زیبا اس لفظ یعنی دیکھا میں نے زمین میں یعنی زید کو مانند ظہر ہارک
 اور یہ مناسب تر ہے کہ اللہ کے دین میں بدلہ اور تدارک ہر چیز ہارک اور فوت ہونے والی کا اور حصہ حصہ میں ہر کہ
 فرشتہ تو ان نے صحابہ سے تعزیت کی اور کہا ان فی اللہ عزاس من کل مصیبت وعلف من کل فائت فبا اللہ فغوا واما فاجو افان
 المحروم من جرم الثواب والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ میں تسلی ہر مصیبت کی اور بدلہ ہر گئی ہوئی چیز کاپس
 اللہ ہی پر اعتماد اور اسی سے امید رکھو محروم وہی ہر ثواب محروم ہے اور سلام تہم پر اور رحمت خدا کی اور برکاتیں اس کی اور
 حصہ حصہ میں ہر کہ ایک شخص کچڑی ڈالھی ہونا اور وہ ان آیا اور لوگوں کو چلا گیا کہ اندر پہنچا اور روایا و صحابہ کی نظر
 منہ کر کے کہا ان فی اللہ عزاس من کل مصیبت وعلف من کل فائت فبا اللہ فغوا واما فاجو افان لفظہ الیکم فی البلاء فان
 المصاب من المحرمہ کہ شخص یہ کہہ چلا گیا لوگ پہچانتے نہ تھے اسکو حضرت صدیق اکبر اور علی رضی نے کہا کہ یہ فرشتہ
 بعد اس کے خبر پہنچی کہ انصار نے سفینہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کے یہ تجویز کی ہے کہ سعد بن عبادہ کو امیر کر لیں یہ خبر شنک
 حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سفینہ بنی ساعدہ کو گئے سفینہ کہتے ہیں بیٹھہ ہوئے
 مکان کو اور بنی ساعدہ ایک قبیلہ ہر انصار میں اس قبیلہ میں ایک مکان بطور چوپال تھا وہی سفینہ بنی ساعدہ
 کہنا تھا جان پہنچا کہ انصار سے اس بات میں گفتگو کی حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے اسوقت ایک تقریر کی

دل میں بنا کر بھی مین نے چاہا کہ میں غریب گردان حضرت ابوبکر نے روکا اور خود غریب کی جو باتیں مین نے سچی تعین بہت
 خوبی سے اوکین انصار کے فضائل اور مناقب بیان کیے اور ان کے حقوق کو بھی تسلیم کیا انھوں نے اراستہ کے پاس
 میں جو دعویٰ کیا وہ کل اراستہ چاہتے تھے پھر انھوں نے کہا ہائے امیر و مسلم یہ یعنی ایک امیر ہم میں رہے اور ایک
 ہم میں بھی مجاہدین ہیں تب ابوبکر صدیق نے یہ حدیث پڑھی اللہ من قریش یعنی سردار و بادشاہ قریش میں سے ہوں انصار
 غاموش مجھے تب ابوبکر صدیق نے کہا عربین خطاب خواہ ابوعبیدہ کی بیعت کے حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ کل قریش میں ایک یہی بات مجھے
 ناپسند ہوئی کہ نسبت اس کلام کے اگر میری گردن ماری جاتی تو قبول تھا اس لیے کہ میں نام ہوں اس جماعت پر نہیں ابوبکر ہوں
 میں نے ابوبکر سے کہا کہ تمہارے ہونے کو نام ہو سکتا ہو تاہم دراز کرو انھوں نے ہاتھ بڑھا یا میں نے بیعت کی اور حضرت ابوعبیدہؓ اسب
 حاضرین نے بیعت کی مگر بعض مخرقین یہ کہ بعد فمائلش ابوبکرؓ سعد بن عبادہ نے بھی بیعت کی اسی وقت کی اور یہ روایت غلط ہے کہ سعد بن عبادہ
 تمام عمر بیعت نہیں کی مگر یہ چھوڑ کے کہیں کو چلے گئے بعد ازاں غسل میں تردد ہوا اول دروازے سے حجرہ سے آواز
 آئی کہ حضرت طاہر اور مطہر میں غسل سنت دو پھر دوسری بار آواز آئی کہ غسل دو اول کہنے والا شیطان تھا اور
 میں حاضر ہوں پھر تردد ہوا کہ کپڑے سمیت غسل دین یا برہنہ کر کے اس حالت میں سب کو نیند لگ گئی اور گوشہ خانہ سے
 آواز آئی کہ غسل دو فی ثابہ رواہ ابویقین عن عائشہ رضی اللہ عنہا فی الدلائل چنانچہ آواز کے سنتے ہوئے اصحاب اٹھے اور
 مع قبض حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عباس بن عبدالمطلب اور فضل اور خرم دونوں بیٹوں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجاہدہ حضرت
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غسل باور اسامہ بن زید اور شفران ہر دو مولیٰ یعنی غلام آزاد و مول قبول صلہ کچھ شریک ہو گئے
 یعنی قبض پر پانی ڈالتے تھے اور اس سے بدن کو ملتے تھے اس اثنا میں انصار نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس شرف میں
 سے ہمیں بھی کچھ نصیب ہو حضرت ابوبکرؓ نے ایک شخص کو انصار میں سے تعینات کر دیا کہ پانی دینے میں اور اسی طرح کے
 کاموں میں مدد کرے ایک روایت یہ کہ غوی کے بیٹا اس انصار کے شریک تھے روایت ہو کہ اول باب خالص یہ ہے کہ
 کہ فقیر ایک جگہ رہنے میں ہوا سعد بن جہم کے مکان میں غسل دیا بعد اسکے اب برگ کنار سے پھر کانور کے پانی سے اور
 حالت اغتسال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ پیٹ پر رکھ کر دیا کوئی چیز چاہے برا کچھ نہ نکلا فرمایا صلے اللہ علیک نقیبت علیہ
 وسیتاً بعد ازاں تین کپڑوں میں جو سفید تھے اور انہیں قمیص اور عمارہ تھا لٹایا حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہو کہ
 پہلے حویلی میں لپیٹا تھا اور اس میں قمیص اور عمارہ تھا اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نجمہ تین کپڑوں کے ایک
 قمیص تھا جس میں روح مبارک نے مفارقت فرمائی تھی اسی روایت پر علماء خفیہ کا عمل ہے یعنی ان کے نزدیک ان اور لعافہ
 اور قمیص کفن میں ہونا چاہیے اور تودی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ جس قمیص میں غسل دیا تھا اسکو کالاً لٹایا اور بعض کے
 نزدیک سوا سے تین کپڑوں کے عمارہ اور قمیص بھی تھا اصل یہ ہے کہ حضرت مسلم کے کفن میں روایتیں مختلف ہیں صحیح
 حضرت امام المونیؒ کی ہر گز اس قول کی تفسیر میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مردہ یہ کہ تین کپڑے سوا سے

قصص اور عوام کے مجموعہ پانچ ہوتے ہیں اور بعض عالموں کا معنی صحیح نہیں کہ قصص اور عوام نہ تھا نووی نے کہا مہمور ساری بریں میں ہی
سب سے خفیہ کتبہ ہیں کہ تین سے زیادہ مکروہ اور شافعیہ کے نزدیک جائز غیر مستحب یا برجال اور عورتوں کے لیے ہو کر
اور مالکیہ کے نزدیک تین سے سات تک مکروہ نہیں اور اس سے زیادہ مکروہ واقعہ تحقیق فی الفقہ الغرض بعد گفتار کے
ایک تحت پر لایا اور نماز کی تجویز ہونے لگی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے امام ہیں وہ
لہذا کوئی امام نہ ہو گا بخلاف صلوة جنازہ فراموشی فراموشی لگتی چلیا آنے والی اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم اقدس
نماز کے واسطے یوں ہیں تھا اور غور یہ تھا کہ اس شرف سے کوئی محروم نہ رہے اور یہ تو معلوم تھا کہ جب اطہر انبیاء کے امام ہیں
بعد موت مطلقاً تقیہ نہیں پاتا اس سبب تاخیر دفن کا کچھ اندیشہ نہ کیا حسب کلمہ عالی سب لوگ نماز سے شرف ہوتے اگرچہ دفن میں
تاخیر ہوئی کہ رشتہ بنہ کو وقت سیدہ ربابہ چار شنبہ کو آپ مدفون ہوئے روایت ہے کہ اول مردوں کا دفن ہوتا ہے پھر عورتوں کا
پھر لڑکوں نے بعد تحقیق اور تفریق لیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر تو قبیح تھا اور کوئی سبب تحقیق کسی قول سے پایا نہیں جانا بعد ازاں
مقام قبر میں گفتگو شروع ہوئی بعض نے کہا کہ بقیع میں دفن کریں اور بعض نے مسجد میں اور بعض نے کہا کہ لکھنویں اور
اور بعض نے کہا بیت المقدس کو لے جائیں کہ وہاں قبور انبیاء علیہم السلام بہت ہیں اور شامل ترمذی کے دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ دفن کرنے اور نہ کرنے میں اختلاف ہوا تھا صحابہ نے حضرت صدیق اکبر سے کہا اے صاحب رسول اللہ
حضرت مدفون ہوں یا نہیں فرمایا دفن کرو پھر کہا کہ ان صدیق اکبر نے فرمایا کہ میں تمام میں قبض ہوں اس لیے کہ نہیں
قبض کی ہوا اللہ نے روح انہی کو مکان پاکیزہ میں اصحاب نے جانا کیجے کہ حضرت صدیق نے اور بعض روایات
میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے کہا میں نہ چاہتا ہوں کہ انبیاء اسی جگہ مدفون ہوں جس میں قبض کی گئی اور علی رضی اللہ عنہ بھی یہی فرمایا
فرمایا کہ کوئی مقام خیر تر نہیں اس سے جہاں روح مبارک قبض کی گئی اور یہ دنیا نہیں جو کہ گمراہی کی تہذیبی نے حضرت عائشہ سے کہا
وفاقی حضرت نے تو اختلاف واقع ہوا دفن کرنے میں فقال ابو بکر صحت من سوال رسولہ سلم شیخا قال قبض اللہ فی البقیع الذی بحال
مذنبہ او فوفی موضع ذہب یعنی کہا ابو بکر نے کہ نہ ہو حضرت کچھ وہ یہ کہ فرمایا حضرت نے نہیں قبض کی اللہ نے روح کسی پیغمبر کی مگر اس جگہ
کھتا ہے وہ غیر بیجا تھا ہر ائمہ کہ دفن کیا جائے وہ پیغمبرین دفن کروا کر جو طے فرماں میں لکھتے ہیں جس مقام میں حضرت مسلم نے وفات پائی ہے
انہیں دفن کرنا چاہئے صدیقین فرمایا ابوبکر کے یہ اختلاف ہوا کہ کوئی جابلقاں اور یثربین دونوں کو کہ جسے کہا بلو کہ لکھنوی
کہو جانتے تھے اور دوسرے ابو عبیدہ بن الجراح کہ کھوکھو نا نہیں جانتے تھے شوق کھودتے تھے یعنی سیدھی جہاں اتفاق ہوا اس امر پر کہ ان کو
میں کج کوئی پہلا گھر وہ انہماک کے سوا بلو کہ اول کے بعد اسکے کسی نے کہا کہ حضرت مسلم نے فرمایا جہاں لکھا تھا اثنی عشر جہاں پیغمبر
کھودی گئی اور حضرت عباس علی قثم فضل نے قبر میں اتارا اور عثمان نے کلیمہ سچا غزوہ خیبر میں ہاتھ لگی تھی بھائی اور حضرت مسلم کو دفن کیا
روایت ہے کہ یہ سب انہماک خاصا جابلقاں کا تھا اور عثمان نے لکھی تھی اور عثمان نے لکھی تھی اور عثمان نے لکھی تھی اور عثمان نے لکھی تھی اور عثمان نے لکھی تھی
مگر انہماک رکھتے ہیں کہ بقیع کے حکم کا لکھا تھا انہماک اور صاحب جہاں انہماک نے لکھا ہوا دفن عثمان فی القبر الذی فی مطنیفہ قد کان سال اللہ وسلم

قد فہما منجۃ قال واللہ علیہما احد بعدک لکر دابات مجھ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت صلعم کو دفن کرنے کے
موتقتر ان علام آزاد آنحضرت نے چادر بچھا دی اور کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ ادر کوئی اس چادر کو بعدِ وفات کے اوڑھے
صحا یہ کہ وہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ انھوں نے نکلواؤالی اسی جگہ سے ملنا کتے ہیں کہ بچھانا چادر وغیرہ کا قبور پر نہ ہر
فائدہ علماء نے لکھا ہے کہ متعدد نمازیناز سے کی ہونا اور بے جماعت ہونا اور گھر میں مدفون ہونا خواص نبی کریم سے ہے بالجملہ
بعد وفات کے کچی اینٹوں سے کہ حد میں انھیں منقبذ کیا گیا اور خاک ڈالی گئی اور قبر کو مستم نائی گئی یعنی بطور
کو بان شتر اور بلندی بعد ریاک بالشت کردی گئی بعد اسکے حضرت بلال نے ایک شک پانی سر پہ پروان ملک ڈالا
اور نکمر یان بزنگ سفید و سرخ جمع کر دیں اور بعضے کہتے ہیں کہ قبر حضرت صلعم کی زمین کے برابر کر دی گئی تھی یعنی سطح تختی کر
کر صحیح بخاری میں سفیان ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے قبر رسول اللہ صلعم دیکھی ہے اور ابو نعیم نے اسقدر زیادہ کیا ہے کہ
قبر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بھی سنم تھی و لہذا علماء زمانہ استعجاب سنم کے قائل ہیں اور امام علم دامام مالک نام احمد
اور ایک جامعہ شاخوئہ اسی طرف کے مائل ہیں اور بعضے شاخوئہ استعجاب تسلیم کے اور بغیر نظم الجواب میں متقی محمد علی اللہ
فرح آبادی قدس سرہ کہتے ہیں کہ بعد وفات کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا قبر را ئین در زمین پھر ایک پشت خاک قبر سے
انکھوں سے لگائی اور بدوشعر زبان مبارک سے فرمائے ما ذا علی من شعث مرتبہ احمد اجہ ان لم یثم مدی الزمان غوالیہ
حبست علی مصائب لو انما ہد حبست علی الايام حزن یا لایا بد یعنی کسا چاہیئے اس شخص کو جو سنگے ملی ہزار حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی یہ چاہیئے کہ نہ سنگے ساری عمر کوئی خوشبو ٹپیں مجھ پر و مصیبیتیں جو پڑتیں دنوں پر تو ہو جاتی رائیں اور بخار حق
کہ بعد وفات کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ای انس اطابت الفکرم ان تحثوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الشراب یعنی ای انس آگیا گوارا ہو اتھمار سے فضول پر ای اصحاب کہ و اولو تم پیغمبر پر ٹپیں پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی بروز دوشنبہ اور دفن کیے گئے بُدھ کی شب میں اور بعضوں نے کہا منگل کے دن
بعد دفن آفتاب کے خط نصف النہار سے اور قول اول اندوسے روایت و درایت صحیح تر ہے اور وجہ توقف کی فلاہر
یہ واقع ہوئی کہ اول وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اختلاف پڑا پھر غسل دینے میں تردد ہوا پھر استقرار خلافت میں
نزاع رہی بعد از ان مقام دفن میں اضطراب رہا پھر اداسے صلوة میں گفتگو رہی استقرار خلافت باجماعت محمد
علی صاحب الجمالہ والسلام نام حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سب امر اتبعطوبہ سے عمر حضرت صلعم کی بعض
سنائے برس کی اور بعضے بائیس برس چھ مہینے کی اور بعضے پندرہ برس کی کہتے ہیں مگر باب تحقیق برکت برس کی کہتے ہیں ان
اسی قول کو امام احمد بخاری نے ترجیح دی ہے اور عباسی تفاوت سے ہے کہ حضرت صلعم نے اپنی عمر میں ترستہ اونٹ خرچ کیے اور
ترستہ رقبہ آزاد فرمائی سلم بن ابوبرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جب راودہ اللہ کہ تاہو کسی امت پر اپنے بندوں کی
رحمت کرنے کا تو امت سے پہلے اس امت کے پیغمبر کی قبض روح کرتا ہو یعنی پیغمبر کی وفات امت سے پہلے ہوتی ہے پھر اس پیغمبر کی

اور تمام حالت
 یہاں کا دانش
 بجکشت سے
 پیار سے عزت اور
 بیوش ہر گھبرا
 فاطمہ دار کیدار
 بیٹھ کر کچھ
 بدی کاشت شہر جو
 کو پیش راضی
 کھینچ کر سر
 محنت دشت بوج
 نہی کرید شہر
 جو بوج نہی کا کیک
 ملاں شہر کا
 او قلعہ دار تمام
 پیار بوج انکس
 کامرین جو مجب
 وفات کی خبر
 کو کلا کے اسی
 اجازت کے اور
 طرف سے درکار
 ہوا کو بوج
 اور پیار اور
 وہ شہر کا
 جو کچھ ہوا
 شہر کے ہر
 شہر کے ہر
 شہر کے ہر
 شہر کے ہر

اپنی امت کو ہر اول بنا تا ہوا پیشوا سمجھا ہوا امت کے آگے اور جب خدا کسی امت کی ہلاکی اور بربادی چاہتا ہو تو بہت پر
 عذاب بھیجتا ہو اس امت کے پیغمبر کے جیسے پھر مٹاتا ہو امت کو پیغمبر کے سامنے ہی تو پیغمبر کی آنکھ کو ٹھنڈک اور روشنی بخشی
 امت کو مٹا کر حساب اسکو ان کافروں نے بعد کیا اور اس کے حکم کو نہ مانا یعنی جس امت پر خدا اکرم اور رحمت کیا چاہتا ہو تو اس کے
 پیغمبر کی پیٹے وفات ہوتی ہو تاکہ امت اس کے غم میں صبر کرے اور ثواب پائے اور اس کے بعد اس کی شریعت پر عمل کرے تو وہ نافرمان
 حاصل کرے اور پیغمبر اپنی امت کے نیک عمل دیکھ کر خوش ہو اس عالم میں اور گواہ رہے امت کے ایمان کا گویا حضرت صلی
 علیہ وسلم نے میرے اس ارشاد سے اپنی امت کو دلاسا دیا کہ میرے فراق میں پریشان دل نہ ہوں میری وفات کا غضب الہی
 نہ جائیں خدا کی رحمت سمجھیں اسی واسطے اس امت کو امت مرحومہ کہتے ہیں اور جس امت پر خدا غضب کیا چاہتا ہو تو
 اس کے پیغمبر سے پہلے امت کو ہلاک کرتا ہو یا پیغمبر کے دل کے بعد چلے چھوٹیں اس واسطے کہ اس امت کینہت نے اپنے پیغمبر کی
 قدر نہ جانی اسکو بچ دیا اور جھٹلایا بطرح حضرت نوح اور حضرت لوط اور حضرت صالح اور حضرت ہود کی امتوں کھائی
 کہ پیغمبر انکے زندہ رہے اور امت عذاب الہی سے ہلاک ہوئی انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
 میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے مجھے یاقین کرتے ہو اور میں تم سے یاقین کرتا ہوں پھر نبی بات میں پاؤں تو موت میری
 تمہارے واسطے بہتر ہے کہ تمہارے عمل مجھے عرض کیے جائیں گے اگر نیک ہونگے تو حمد الہی کو دنگا اور بد ہونگے تو استغفار
 کو دنگا رواہ الحارث فی مسندہ اگرچہ حضرت صلعم نے بنظر شفقت واسطے تسلی قلوب اصحاب امت کے یہ ارشاد فرمایا
 لیکن جب حضرت کی وفات ہوئی تو شدت رنج و الم سے کوئی بیہوش ہو گیا اور کوئی جا ماندہ چنانچہ حضرت انس فرماتے ہیں
 کہ جبکہ ہوا وہ دن کہ داخل ہوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں تو روشن ہو گئی ہر چیز مدینے کی مٹی درو دیوار وغیرہ اور جب کہ
 ہوا وہ دن کہ وفات پائی اُسین حضرت نے تاریک ہوئی مدینے میں ہر چیز اور زمین جھاڑے تھے بنے ہاتھ اپنے
 لٹک سے اس حال میں کہ دفن حضرت میں مشغول تھے یہاں تک کہ نا آشنا جانا ہنسنے و لون کو یعنی تنہا ہو گئے حال یہاں
 بسبب وفات رسول اللہ صلعم کے بتعلیہ حیات سترہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدلائل قویہ ثابت ہو گئی مسلمان
 اس سے انکار نہ کرے ابی دردا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ درود بھیجو بکثرت روز جمعہ
 کیونکہ یہ دن مشہود ہی حاضر ہوتے ہیں اسمیں فرشتے اور کوئی بندہ نہیں کہ مجھے درود بھیجے مگر یہ کہ وہ درود جھکے ہوئے نہ ہو
 جہاں کہیں ہیں ہوں میں نے کہا اور بعد وفات آپ کے فرمایا بعد وفات بھی تحقیق اللہ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ بعد
 پیغمبر دن کا کھلے رواہ البیہقی فی الکبریٰ درود ابن ماجہ بخود اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین پر پھرتے ہیں کہ صلوٰۃ میری امت کی جو مجھے بھیجتے ہیں
 پہنچاتے ہیں واہ الدار قطنی اسی طرح اور حدیث میں بہت ہیں کہ ان سے حیات سترہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اور بھی دیگر انبیاء علیہم السلام خصوصاً اور عموماً بعد چشیدن موت یکبارہ ثابت ہوتی ہو اور بھی ثابت ہوتا ہے کہ کچھ

قبور سے نکلے ہیں اور انکے شریف پر گداز فرماتے ہیں چنانچہ شب معراج میں اکثر انبیاء و اولو العزم نے حضرت علیؑ سے
علیہ وسلم کی اقتدا کی اور آسمان پر طاقی ہوئے اور جو موت قرآن شریف میں مذکور ہے کہ انکے میت و انہم میتوں
اور جس موت پر اجماع منعقد ہوئی سو وہ موت مراد ہے کہ جملہ انبیاء اور شہداء اور مسلم اور کافر کو ہوتی ہے پھر انبیاء اور شہداء
بعد اس موت کے بہ حیات ستمرہ زندہ کیے جاتے ہیں اور ان حضرات کے سوا سب اور مرد و زندہ کیے جاتے ہیں مگر
بعد سوال منکر اور زکیر کے پھر مر جاتے ہیں اور کہ یہ ائمتنا ائمتنہن و ائمتنا ائمتنہن انھیں دو موت اور دو حیات کا
اشارہ ہے اور پوشیدہ نہ رہے کہ حیات انبیاء بھی بقدر شان اور مرتبہ ہے اور حیات شہداء سے افضل ہے اور حیات شہداء
حیات دیگر صلحاء اور عساکہ سے افضل ہے یعنی انکو بھی برابر ارک لذات و آلام برزخ تار و قیامت حیات سے
ناگزیر ہے جو گویا حیات دیگر ان بحر حیات انبیاء حیز اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ احکام دنیویہ اُس پر مرتب نہیں ہوتے
بلکہ اختلاف حیات انبیاء علیہم السلام کہ احکام دنیویہ کا مرتب اُس پر ہوتا ہے چنانکہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ بظن ثبوت حیات
ستمرہ حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص حضرت کا دارث قرار نہ پایا اس قول کو امام الحرمین نے مرجع دینی
اور یہ احکام شہداء میں جاری نہیں ہیں چہ جائے دیگر ان آؤں کی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق کہا ہے
کہ موت نبی علیہ السلام ستمرہ نہیں ہے بلکہ حق جل شانہ نے سبب ماتت جاری کیے کے پھر زندہ کیسا
اور انتقال ملک وغیرہ مشروط موت ستمرہ ہے پس واضح ہو کہ حیات انبیاء علیہم السلام اکمل و اعلیٰ ہے حیات شہداء
لذا فی المواہب اللدنیہ جذبا لقلوب و تحقیق اس مقام کی اس طرح کہ نقاب چہرہ شاہد مقصود سے اٹھاوے
یہ ہے کہ اس مقام پر چار باتیں ہیں ایک اثبات بقا و روح بعد مفارقت جسد و تشری اثبات بقا و جسد
بعد مفارقت روح تیسری اثبات معارفت ہر دو بعد مفارقت کہ حیات اسی سے عبارت ہے جو چوتھی اختلاف
میان انبیاء و شہداء وغیرہم سوا اول میں تمام مل و دخل و صوفیہ و متکلمین و حکماء و مشرقیین و مشائخ متفق ہیں
صلوات اختلاف نہیں نہ کسی فرج کی خصوصیت ہے اور دوسری انبیاء کے واسطے مخصوص ہے کہ اجساد انکے
قبروں میں باقی ہیں اور احادیث کثیرہ سے کہ بعض انکے صحیح ہیں اور بعض کثیر از جمیع ثابت ہوتا ہے اور تنصیب
اور مرتب بعض اتباع انبیاء علیہم السلام کو مثل شہداء اور بعضے اولیاء اور صلحا کو بھی متحقق ہے کہ یہ مقام اُسکے
تفصیل کا نہیں ہے اور تیسری بات بھی برابر ارک لذت و آلام برزخ تار و قیامت کثیر اس حیات سے
کو بعد مشر حاصل ہو ضروریات سے ہے اور جو کوئی اس میں اختلاف رکھتا ہے اُس سے فقیر کو کچھ کام نہیں ہے
استدلال اس مطلب پر اور وہ منکرہ و ضلیفہ علم کلام ہے اور چوتھی اثبات اختلاف میان انبیاء و شہداء وغیرہم
سوا اسکا حال یہ ہے کہ خالق ذوالجلال نے قوت اور تصرف میں ارواح کو مختلف پیدا کیا ہے بطرح اجساد مختلف
بنایا پس نہ وہ زمین کہ اصل خلقت میں مستند تصرفات جلیلہ ہیں سو وہ بعد مفارقت بدن اور حیات جسمانی بھی

اسی طرح کے تصرفات ظاہر کرتے ہیں اور بعض اہل امن کے کسب یا صنعت عامہ استعداد کو دیکھ کر وہین لاتے ہیں سو بعد مفارقت ابدان بھی اُنسے وہ تصرفات جلیلہ ظاہر ہوتے ہیں اسی لحاظ سے اور ان کے سبب عدم تصرفات باقیہ تصرفات کے زمرہ اموات میں شمار کرنا چاہیے اور انکو منجھ اچھا یا کچھا ان دونوں فریق میں فرق بتین ہو گا اس تقریر سے نہ سمجھا جائے کہ ارواح دیگر ان بعد فنا سے ابدان عدم و اجساد سے بالکل بے ملاقات ہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو لذت و الم برزخی کون دریافت کرے بلکہ یہ بات ہے کہ بعد مفارقت اجساد و تصرفات اچھا اُنسے ظاہر نہیں ہوتے گویا یہ اموات ہیں اور انبیا و شہداء و اولیاء کہ اُنسے تصرفات زندگان ظہور پذیر ہیں اگرچہ یہ سب زندہ ہیں لیکن اس بات میں انبیا علیہم السلام اور ان پر تفضل ہے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں پس حیات حضرت بھی کامل و فاضل تر ہو وائد صلواتہ حدیث سے خارج ہیں مگر مقتضائے مالا یدر ک کلام لایترک کا چند فوائد سے اس کتاب کو زینت دینا مناسب ہے لہذا التماس ہے اول جو کوئی ایک مرتبہ حضرت پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ اسکی جزا میں دس بار یا زیادہ اس سے درود بھیجتا ہو مسکن و ابوداؤد و نسائی و ابن حبان و ترمذی نے روایت کی ہے جس صلی علی و اجدہ صلی اللہ علیہ عشرت حضرت شیخ الحدیثین شرح میں فرماتے کہ اس مقام میں بعضے کہتے ہیں کہ یہ کس طرح ہوتا ہے کہ مصلیٰ ایک بار درود پڑھے اور اس پر دس بار درود پڑھا جائے جواب یہ ہے کہ ایک بار صفت فعل مصلیٰ کی ہے اور ہر کلمہ میں جاوہر محسنہ فلانہ عشر ائمانا لہذا جزا اسکی دس بار دیکھا کہ حضرت حق سے اس مقام سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جناب حق سے ایک بار درود پڑھتا ہے جو باطل و ایک بار بھی ہو شاید کہ وہ ایک شرافت و نفاست میں برابر بلکہ بارے ہو اہل علم فرماتے ہیں کہ صلوات حضرت خالق ایک بار بھی بندہ کا کارہ پر دنیا و مافیہا سے بہتر ہے بلکہ مہمات و دجانی سے اولے ترجیح ہے کہ نہ دس بار ہو و عشر امور سینات تیسرے بیخ درجات چوتھا ثواب درود کا برابر آزادگی چند غلاموں کے ہے یا سچوان جواب درود کا خوشنوں سے ملتا ہے چھوٹا درود پڑھنے والے پر فرشتے و خدا دس مرتبہ درود بھیجتے ہیں شادان درود سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ قیامت تک مصلیٰ پر درود بھیجتا ہے ایک بار و اسکا شرف و دوسرا مغرب میں اور پیر کے زیر زمین اور گردن زیر عرش آٹھواں ہفت غلامانہ لوانہ اور کسعادت شفاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دسواں خوشنودی حضرت عزت جل جلالہ گیارھواں امان منخط خدا سے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ جب میں ذکر خدا بھول جاتا تھا تو درود سے قریب چاہتا تھا کیونکہ حضرت فرماتے تھے جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے ناخوشی حق سے مامون ہے کہ فی القول البدیع بارحواں مصلیٰ پر درود ہو گا بروز حشر تیرھواں یا تیرہواں مصلیٰ بروز حساب ہو گا چودھواں تشنگی روز قیامت سے محفوظ رہیگا

عہنا سے قصہ کہادہ آئینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لائیں اُنکو دکھلایا کہ ابن عباس نے روئے مبارک دیکھ لیا اور منہ پر دیکھنا آنحضرت کا بیداری میں ممکن ہے اسی طرح دیکھنا فرشتوں کا بھی جسا موزیو چنانچہ مسلم نے عمر ابن حصین سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ملائکہ مجھ پر اگر سلام کرتے تھے جب میں نے داغ لکھا یا تو فرشتوں نے ملاقات ترک کر دی پھر میں نے داغ لکھا ناموقوف کیا ملائکہ نے آنا شروع کیا خود ہی نے اپنی شرح میں لکھا ہے کہ ابو اسیر کے دفع کے واسطے داغ لکھا یا تھا اور ابن اشیر نے نہایت میں لکھا ہے کہ جو کہ داغ لکھا نا تو کل و تسلیم کے منافی تھا فرشتوں نے بھی ترک تسلیم اختیار کیا اب دریافت کرنا چاہیے کہ ذات پاک آنحضرت جو کہ جب جسد و روح سے ہر مشاہدہ ہوتی ہے یا مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ارباب حال مثل امام غزالی وغیرہ فرماتے ہیں کہ مثال آنحضرت دیکھتے ہیں اسی طرح جو کوئی خدا کو جو اپنا دیکھتا ہے اور ابو بکر ابن عربی فرماتے ہیں کہ رویت آنحضرت صلعم پر صفت معلوم آنجناب اور اک حقیقت ہے اور غیر صفت معلومہ پر اور اک مثال اور سید علی نے اسی قول کو خست یا کر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ذات شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھنا یا جسد و روح متعین نہیں ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور احوال علیہ اُنکے بعد فنا سے ابدان پھر روئے جلتے ہیں اُنکے اجساد میں اور ابو منصور بغدادی فرماتے ہیں کہ محققین اہل کلام فاضل ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام زندہ ہیں اعمال حسنہ اپنی امت کے شکر خوش ہوتے ہیں اور اعمال بد سے ناخوش اور مصلوۃ امت اُنکو پہنچتی ہے اور مرنا انبیاء علیہم السلام کا نہیں ہے مگر کیفیت چشم مردم سے پس وہ مانند ملائکہ موجود ہیں زندہ دیکھے نہیں جاتے ہیں مگر بکر بہت اسی کہ جسکو سر فرانزا وین ذلک فضل اللہ ربہ متعین میں یثا و اس قول پر شاہد ہے جو کہ ابو یعلیٰ دہمقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الانبیاء الا شیعہ کون فی قبور ہم بعد اربعین ملیلہ وکنتم یصلون میں میری امت حق تنفع فی الصلوٰۃ اس طرح ابن جنان تاریخ میں و طبرانی کبیر میں اور ابو نعیم حلیہ میں اور ابو الحسن زاعوانی بعض کتب میں روایت کرتے ہیں ان اللہ لا یرک غیبہا فی قبرہ اکثر من نصف یوم اور کہا ہے کہ مجموع احادیث و اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں جب چاہتے ہیں حضرت کہیں جانے کو تشریف لے جاتے ہیں اور سیر فرماتے ہیں اور جو کہ چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی نے دکایات اولیاء و کرام رویت آنحضرت علیہ السلام میں اکثر بیان کیے ہیں اور قصص معانیہ دیگر انبیاء علیہم السلام و ملائکہ میں یہی اسی میں بہت ذکر کیے ہیں آرزو بجلد فرماتے ہیں کہ عبد اللہ یافعی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ہر منہ پر ابو عبد اللہ قرشی نے چاہا کہ دعا کریں اُنکو امتنا ہوا ہوئی تیرے و جانب شام تشریف لے گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کر کے دعا کی درخواست کی کہ تیرے منع ہو گیا اور یہی یا صبی نے روایت کی ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی

روایت عثمان
در بیان

یہی
سکھاتا
دین

فرماتے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل ظہر دیکھا کہ فرماتے ہیں اے فرزند آدمیوں سے کلام کریں سنا
عرض کیا کہ میں عجی ہوں نصحا سے بندہ اس کے کس طرح بات کروں فرمایا تمہارا کیا کھول سو میں نے منہ کھولا
تو حضرت نے ساتھ ساتھ آب دہن اپنا میرے منہ میں ڈال کر فرمایا حکم علی الناس فادع الی سبیل ربک
بالحکیمۃ الموعظۃ السنۃ سو بعد ظہر کے میں نکل کر بیٹھا اور خلق کثیر جمع آئی اور میں نے وعظ کیا صاحب بندہ ہوا
تو علی مرتضیٰ کو دیکھا فرماتے ہیں کہ اے فرزند کلام کر اور آب دہن مبارک اپنا چھ مرتبہ میرے منہ میں ڈالا
اور خلیفہ ابن موسیٰ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت خواب و بیداری میں دیکھتا تھا
اور اکثر افعال و اعمال آنجناب سے خواب بیداری میں دیکھتا تھا میں نے کہا کہ آپ نے کثرت خواب و بیداری میں دیکھا ہے اور آپ
شیخ ابو العباس موسیٰ سے روایت ہے کہ اگر ایک لعنۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے غائب ہوتے تو میں
آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کرتا تھا اسی طرح حکایات اکثر لکھے ہیں چنانچہ مازنی توفیق عری الایمان میں
اور عبد اللہ ابن ابی حمزہ بجمۃ النفوس میں اور شیخ صفی الدین ابو منصور رسالہ میں بیان کرتے ہیں اور
ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ منکر اسکا اگر منکر کرامات ادبیا ہو تو اس سے کلام نہیں اور جو حقہ کرامات ہو
تو یہ بھی انہی جملہ کرامات ہیں کہ کلام ہوں کہ اس قول سے جواب عدم رویت صحابہ اور تابعین بھی نکلا ہو
کیونکہ صحابہ اور تابعین سے اسباب قرب زمانہ نبوت کے ظہور و نزول عادات بہت کم تھیں یہ دولت متاخرین
اور لیا کے نصیب میں لکھی تھی اور کون اسکی انکار کر سکتا ہے جب کثرت حکایات متواتر ہوں دروازہ کھلا
ہند کر دیا ہو لیکن غایۃ الامر یہ ہے کہ حصول اس نعمت کا کمال بیداری میں نہ تھا بلکہ مقدمہ نوم میں تھا حالانکہ
کوئی مانع بیداری کا نہیں ہے کیونکہ رویت ملائکہ بیداری میں بالاتفاق جائز اور واقع ہے پھر ایسا کیا کہ رویت
کون مانع ہے اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی فرماتے ہیں کہ ارباب قلوب بیداری میں ملائکہ اور ارواح
علیہم السلام کو دیکھتے ہیں اور انکی آواز سنتے ہیں اور اخذ فائدہ کرتے ہیں اور نقل ہے کہ شیخ جلال الدین سیوطی نے
ستر مرتبہ سے زیادہ یہ دولت حاصل کی ہے اور انکی ایک کتاب تنزیل الحاکم فی رویت النبی و الملک بھی ہے کہ
اس میں اثبات رویت فرماتے ہیں اور بدلائل و براہین ثابت کرتے ہیں جب یہ واقع ہوا تو اب غفنی نہ رہے
کہ جس نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسنے حق دیکھا چنانکہ بخاری اور مسلم الوقتادہ سے مرفوعا روایت کرتے ہیں
من راہی فقد راہ الحق اور حضرات صوفیہ اس حدیث سے مطلب توحید وجودی کا بھی نکالتے ہیں کہ یہ کتاب میں
مقام کی گنجائش نہیں کھتی اور ابو ہریرہ سے مرفوعا روایت ہے من راہی فی المنام فقد راہی فان الشیطان
لا یمثل فی صورتی رواہ الشیخان حاصل یہ کہ اگرچہ اللہ جل شانہ نے شیطان کو قدرت و صورت پکڑنے کی
دوستی ہے کہ جس صورت میں چاہے تمثیل ہو جائے لیکن قوت نسیج صورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں عطا کی

اور فقیر کے نزدیک یہ بات ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منظر اسم ہادی تھے اور شیطان منظر اسم مضل
 پھر کس طرح شیطان بصورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمثل ہو سکتا ہے اس سیرجی روایت ہے کہ جب کوئی شخص
 آنکھ رو بہ رکھتا کہ میں نے بنی عربی صلی اللہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو وہ کہتے کہ آپ کی صفت بیان اگر بظاہر
 حلیہ مبارک کے بڑی تو کہتے تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا ہے اور حاکم نے عاصم بن کلیب سے
 روایت کی ہے کہ اُس کے باپ نے ابن عباس سے کہا کہ میں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے
 ابن عباس نے کہا تو وصفت پیغمبر صلعم بیان کر اُسے حسن میں علی علیہ السلام کی شبیہ بیان کیا ابن عباس نے
 کہا درست ہے بیشک تو نے دیکھا ہے اب حلیہ مبارک کا مجملہ بیان سنو اور فضلاً تمہ احوال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کو دیکھ لیجو کہ حضرت ہمارے میاں قد سفید رنگ آئینہ بصری تھے اور درمیان دونوں شانوں کے محور اُبعد تھا
 اور بال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تانہ گوش اور حد پیری کو نہ پہونچتے تھے سر اور ریش میں ہلکے بنیل بال
 نہایت روشن تھے اور چہرہ شریف مانند شب چمار دہم چمکتا تھا اور نیک تن اور معتدل البدن تھے جب خاموش
 ہوتے تو عجمیت اور بزرگی ظاہر ہوتی اور جو کلام فرماتے تو لطف اور تازگی اور جو کوئی دور سے دیکھتا جمال
 و رنا کی مشاہدہ کرتا اور جو کوئی نزدیک سے دیکھتا ملاحات اور شیرینی پاتا اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 شیرین گفتار کشادہ دہان روشن و کشادہ دندان اور میان دو شانہ خاتم نبوت و صفت کنندہ کتا کہ میں نے
 نہ دیکھا کہ فی ایسا پیش از حضرت اور نہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قاضی ابوبکر ابن العربی کہتے ہیں کہ روت
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت پر ادراک حقیقت حضرت ہو درندہ ادراک مثال ہو ای طرح قاضی عباس فرماتے ہیں
 کہ جس کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورت اور صفت میں دیکھا اُسے حقیقتہً دیکھا ورنہ بتا دِل
 اور نو دی کہتے ہیں کہ دونوں دیا سے حقیقتہً ہیں اور لائق منصب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور معنی اس
 سلام کے یہ ہیں کہ امام حمزہ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود آ
 بہ نسبت دیدن جسد مبارک کہ مدنون ہست مدینہ برو صورت معروفہ باشد یا غیر آن بلکہ دیدن مثالی ست از عالم مثال
 حقیقی کہ آنحضرت راست حلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ جبہ شریف آکہ آن بود در دنیا ہمچنان آن مثال آکہ اوست
 در عالم مثال خواہ بر شبہ صورت این جان باشد یا نہ بہر دو واقعہ بر دیدن حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 در جسم شمس چنانکہ دیدن صحابہ رضی اللہ عنہم دیدن ہمین حقیقت بودہ در جسم شہادی غایۃ الامر یہ کہ اگر
 بصورت مد و مد و تو اکمل ہو اور یہی مراد جو قاضی ابوبکر کی کہ صورت غیر معروفہ کو روایات تا دِل کہتے ہیں
 کہ کچھ نہایت کلام قاضی اور نو دی میں نہ رہا اس محاکمے کا اشارہ حافظ ابن حجر نے بھی کیا ہے اور
 حاکم نے اسے لکھا ہے کہ اگر کوئی کہتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں ہوا یا بیداری ایک ہی حقیقت کی

دید جو الایقانہ زخمر و آلہ جسطح ردیت جبرئیل علیہ السلام کی ہر بصورت اصلیت اور گاہ ہر بصورت وجہ اور کھ
 شک نہیں ہو کہ دونوں صورت میں ذات جبرئیل علیہ السلام دیکھی جاتی تھی اور اسی جگہ سے اشکال رویت
 ہزاران ہزار اہل مشرق و مغرب کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت واحد میں مرفوع ہو گیا کیونکہ جائز و مکہ
 کہ ایک آن میں صورت شالیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہزار آئینہ میں دکھائی دی اور علامۃ الوقت مولانا
 قنوجی لطائف علیہ میں بیان کرتے ہیں کہ تروح اجساد و مجتہد بہ ارواح و شخص اخلاق و اعمال فطو جبرئیل
 بصورت وجہ و مثل او بصورت بشریہ در عالم مثال است و آنرا عالم خیال نیز گویند و این عالم را شبہ است
 بجوہ جسمانی در بودان محسوس مقدارے و یا جوہ عقلی در لطافت و بوزانیت و ہر موجود در صورتے است
 در عالم مثال و این حکم شامل است افلاک و کواکب و حیوانات جن و انس و ملائکہ و شیاطین و لو نفوس کلمہ
 انسانیہ مشکل میشوند درین عالم باشکالے مغایر اشکال محسوسہ کہ ایشان راست در دوار دنیا و اطوار میکنند
 بر ہر کسے کہ مے خواهند و این قدرت کمال السلاخ انسان است از غشگی لوازم ابدان و زیادہ می شود
 این قوت بعد انتقال انسان و از آخرت بحسب ارتفاع مانع بدنی و بہین سبب کشف میگردد و صورت انبیا و
 اولیا بعضے سالکین صالحین را چنانکہ مروی است از بسیارے کہ در یافتند صحبت نبی راصی اللہ علیہ وسلم
 و معلوم است کہ صورت جسدیہ دے کہ محسوس مے بود مدفون است در مدینہ و صورت وجہ نیست از مثالش
 کہ محسوس گردد و مد کر کش عقل است و بس انتہی بلفظ اور غرض اس بیان سے یہ ہو کہ بزرگترین فخرات اور
 گرامی ترین فوائد صلوة کا یہ ہو کہ صورت کریمہ حضرت محبوبے العالمین صلی اللہ علیہ وسلم مشاعرہ
 منطبع ہو جائے بالطباع ثابت و متصل اور یہ نہیں حاصل ہوتا مگر جب مداومت صلوة بخالص نیت و محافطت شرط
 و آداب اور ملاحظہ معانی ہو کہ اس سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باطن مصطفیٰ میں تمام جم جم
 اور اتصال تام باہیں متصل اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پہنچے تو بحکم المرحوم من احب ہمیشہ
 عین الوصال میں رہی اور بمقتضائے المرحوم نحب طبع شجرہ طیبہ محبت ثمرہ اطاعت بخشے اور بمفہوم
 من طبع اللہ و رسولہ فادلتک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصديقين و الشهداء و الصالحين
 و حسن اولئک رفیقاً معیت ابدی و عرافت سرمدی اس گرد و دالاشکوہ سے کہ سرگردانے حضرت خاتم النبیین
 حاصل ہو واقعی بہت کثرت در دے کہ خلوص نیت سے ہو باطن مصطفیٰ کا آئینہ جمال حضرت احمد صلی اللہ
 علیہ وسلم بے شبہ ہو جائے کہ تمامی حرکات اور سکانات میں صورت کریمہ دیدہ بصیرت سے غنیمت قبول
 نہیں کرتی اور یہی ہو افضلہ درجہ رویت کا اور اگر ساتھ اسی دولت غیر مترقبہ کی گاہ گاہ ہمداری
 یا خواب میں بھی دیکھنا میسر ہو جائے فاما ہوا لا نور علی نور تنبیہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ صلی

وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو عطا فرمایا ہے اور وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو عطا فرمایا ہے

محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ ابراہیم افضل ہے
صلوٰۃ محمد و آل محمد سے کیونکہ تشبیہ مقتضی ہے کہ تشبیہ بہ وجہ تشبیہ میں اتومی ہو مشابہت یا مساوی کمتر
ہو نہ اصل جاز نہیں پس کما صلیت علی ابراہیم سے مفہوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ ابراہیم پر رکعت یا بیست تین
افضلیت رکعتی ہے صلوٰۃ آنحضرت پر یا برابر ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ ابراہیم افضل ہوں آنحضرت سے
یا مساوی اور یہ خلاف اجماع است ہو پس میں کہتا ہوں کہ حل اس اشکال میں احوال متعدد وہ دیکھے گئے ہیں
بعض ائمہ سے بیان کرتا ہوں اول یہ کہ ہنوز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی افضلیت کا علم حاصل
نہ ہوا تھا کہ یہ کلام ارشاد کیا ہے کیونکہ مسلم نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے
کہا یا خیر البریہ آنحضرت نے فرمایا وہ ابراہیم ہیں یہ جواب ابن عربی مالکی کا ہے مگر اس جواب میں کسی مفسر نے
اعتراض کی ہے کہ بعد علم افضلیت صلوٰۃ تبدیل کرنا لازم تھا لیکن یہ اعتراض بے اصل ہے کیونکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم باوصف اسکے کہ مغفوریت اپنی آیۃ لیغفر لک اللہ انہم من ذینک و اما آخر سے
جانتے تھے پھر بھی ایک مجلس میں سو مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتے تھے اور یہ نہ تھا مگر شکر نعمت اور اک
مغفوریت کا اسی طرح طلب صلوٰۃ ابراہیم بعد علم افضلیت شکر اتقا و شکرانہ کہ یہ کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
از روئے تواضع فرمایا ہوتا کہ دست کے لوگ بھی یہ صفت حاصل کریں تیسرا یہ کہ تشبیہ اصل صلوٰۃ باصل صلوٰۃ
نہ قدر صلوٰۃ میں محیط آتا اور حینا الیک کما او حینا الی لوزج و کتب علیکم الصیام کما کتب علی الدین من قبلکم
اور اس کا حسن اللہ الیک اس جواب کو نو دی نے حضرت امام شافعی سے منسوب کیا ہے اور قرطبی نے
اسکی ترجیح بیان کی ہے حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ یہ سخن از باب تشبیہ نہیں ہے اگرچہ صورت تشبیہ ہو بلکہ
من قبیل الحاق غیر معروف ہے بسبب تاخر معرفت بسبب تقدم اور لازم نہیں ہے کہ جس جگہ صورت تشبیہ ہو
تو معنی تشبیہ ہی ہوں بلکہ تشبیہ میں یہ بھی لازم نہیں ہے کہ ہمیشہ مثلاً بہ افضل یا مساوی ہو کیونکہ کھوں کھو
مشابہ سے ہوتا ہے چنانچہ مثل نوزہ شکوۃ فیہا مصباح میں اور فا ذکرہ اللہ لکذکرکم آیا کہ میں واقع ہے چوتھا یہ کہ
اللہم صل علی محمد و اهل تشبیہ نہیں ہے پس تشبیہ متعلق آل محمد سے ہے اور ابن دقیق العید نے اس پر اعتراض
کی ہے کہ آل محمد انبیائین ہیں اور آل ابراہیم انبیاء ہیں مساوات دونوں میں ممکن نہیں ہے پس طلب مثل
ما حصل للانبیاء غیر الانبیاء ولا يجوز اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جمیع صفات انبیاء کیونکہ کیفیت و ملائمت نہیں ہیں
کہ مساوات لازم آئے بلکہ ثواب مثل ثواب انبیاء مقصود ہے یا چونکہ ابن قیم کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ
عنہ تفسیر آیت ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحا و آل ابراہیم علی العالمین میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم آل ابراہیم ہیں پس معنی صلوٰۃ کے یہ ہوسکتا ہے کہ صلوٰۃ ہیچ آنحضرت پر خصوصاً مثل اسکے

کہ من صلوٰۃ ابراہیم اور آل ابراہیم میں عموماً بھیجا تھا پس ترجیح صلوٰۃ آنحضرتؐ ظاہر ہوتی ہے پس
افضلیت مجموع ثانی باعتبار اسکے ہر کہ وہ مشتمل صلوٰۃ آنحضرتؐ پر ہر چھٹوان قول علمی ہر کہ سبب
تشبیہ یہ ہر کہ فرشتوں نے اگر حضرت ابراہیمؑ کے گھر میں کھاتھا رحمتہ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت اند
حمید مجید اور تحقیق معلوم ہے کہ آنحضرتؐ اور آل آنحضرتؐ اہل بیت ابراہیمؑ میں پس معنی یہ ہو کہ قبول کہ
و عا حق آنحضرتؐ اور آل آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم میں کہ ملائکہ نے صفائے اسکے واسطے دعا کی ہر جطر
قبول کی دعا ملائکہ حق ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ میں کہ اسوقت موجود تھے اور ملائکہ نے صریحاً انکے واسطے
دعا کی تھی ولہذا ختم دعا انکے حمید مجید پر ہوتی ہر جطر فرشتوں نے ختم کی تھی پس تشبیہ استجاب
دعا میں ہر نہ کیست اور کیفیت میں تاکہ مساوات یا افضلیت لازم آئے ساٹوان قول محمد الدین فیروز آبادی
کا ہو کہ بعض اہل کشف سے نقل کرتے ہیں کہ غرض تشبیہ سے حصول کمالات انبیاء و اتباع آنحضرتؐ صلی اللہ
علیہ وسلم کو جطر حاصل تھی آل ابراہیمؑ علیہ السلام کو آٹھوان قول مولانا جلال الدین دوانی ہر
کہ سید صفی الدین سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ تشبیہ اس جگہ یہ ہر کہ کل من الصلوٰۃ اتین افضل من الصلوٰۃ
علی سابقین پس صلوٰۃ سید المرسلین افضل ہر صلوٰۃ سابقین سے اور سابقین میں ابراہیمؑ علیہ السلام
میں ہیں اور صلوٰۃ برابر ابراہیمؑ افضل ہر صلوٰۃ سابقین پر اس جگہ سے لازم آیا کہ صلوٰۃ آنحضرتؐ افضل ہر
صلوٰۃ ابراہیمؑ سے وہو المطلوب تحقیق دوانی فرماتے ہیں کہ یہ توجیہ از بس انبیاء و رسلین ہر سید علیہ الرحمۃ
مجموعہ بالمشافہہ کھاتھا اگر کوئی کہے اس توجیہ سے لازم آتا ہو کہ صلوٰۃ آل آنحضرتؐ پر افضل ہوگی صلوٰۃ
آل ابراہیمؑ سے حالانکہ آل ابراہیمؑ انبیاء ہیں پس لازم آئی تفصیل آن حضرتؐ آل ابراہیمؑ پر کہ انبیاء سے
اتین کہتا ہوں کہ یہ ملازمت قابل تسلیم نہیں ہوگی کیونکہ حاصل اس توجیہ کا تفصیل مجموع صلوٰۃ اتین ہر
مجموع صلوٰۃ اتین ہو اور تفصیل مجموع علی المجموع سے تفصیل صلوٰۃ آل آنحضرتؐ صلوٰۃ آل ابراہیمؑ
لازم نہیں آتی علاوہ یہ کہ تفصیل شعی بر شعی کہوں بعض وجہ سے ہوتی ہو اور بعض سے نہیں ہوتی
لان التفصیل ہو الزیادۃ بوجہ پائے تفصیل آل آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم آل ابراہیمؑ پر باعتبار بعض وجہ
ممکن ہو کہ جائز ہو اور حدیث شریف میں وارد ہے ان اللہ عباد الیسوا بالنبیاء و یغنطلم الانبیاء اور اگر کوئی
کہے جب وجہ تشبیہ افضلیت صلوٰۃ اتین صلوٰۃ سابقین سے مقرر ہوئی تو وجہ تشبیہ میں قوی ہوتی
نہ مشبہ بہ میں اور اصل مزدور نے عود کیا بلکہ قوی ہو گیا تو جواب یہ ہو کہ وجہ تشبیہ مشبہ بہ میں قوی ہو
باعتبار شہرت و ظہور کے اور ہر گاہ کہ صلوٰۃ آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آل آنحضرتؐ صلے اللہ
پر مشہور تر اور طاہرۃ افضلیت میں صلوٰۃ سابقین سے مثل صلوٰۃ ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ تھے

وہو المطلوب تحقیق دوانی فرماتے ہیں کہ یہ توجیہ از بس انبیاء و رسلین ہر سید علیہ الرحمۃ
مجموعہ بالمشافہہ کھاتھا اگر کوئی کہے اس توجیہ سے لازم آتا ہو کہ صلوٰۃ آل آنحضرتؐ پر افضل ہوگی صلوٰۃ
آل ابراہیمؑ سے حالانکہ آل ابراہیمؑ انبیاء ہیں پس لازم آئی تفصیل آن حضرتؐ آل ابراہیمؑ پر کہ انبیاء سے
اتین کہتا ہوں کہ یہ ملازمت قابل تسلیم نہیں ہوگی کیونکہ حاصل اس توجیہ کا تفصیل مجموع صلوٰۃ اتین ہر
مجموع صلوٰۃ اتین ہو اور تفصیل مجموع علی المجموع سے تفصیل صلوٰۃ آل آنحضرتؐ صلوٰۃ آل ابراہیمؑ
لازم نہیں آتی علاوہ یہ کہ تفصیل شعی بر شعی کہوں بعض وجہ سے ہوتی ہو اور بعض سے نہیں ہوتی
لان التفصیل ہو الزیادۃ بوجہ پائے تفصیل آل آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم آل ابراہیمؑ پر باعتبار بعض وجہ
ممکن ہو کہ جائز ہو اور حدیث شریف میں وارد ہے ان اللہ عباد الیسوا بالنبیاء و یغنطلم الانبیاء اور اگر کوئی
کہے جب وجہ تشبیہ افضلیت صلوٰۃ اتین صلوٰۃ سابقین سے مقرر ہوئی تو وجہ تشبیہ میں قوی ہوتی
نہ مشبہ بہ میں اور اصل مزدور نے عود کیا بلکہ قوی ہو گیا تو جواب یہ ہو کہ وجہ تشبیہ مشبہ بہ میں قوی ہو
باعتبار شہرت و ظہور کے اور ہر گاہ کہ صلوٰۃ آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آل آنحضرتؐ صلے اللہ
پر مشہور تر اور طاہرۃ افضلیت میں صلوٰۃ سابقین سے مثل صلوٰۃ ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ تھے

دوسرے کو شہادت گزانا اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہر گاہ وقت وجہ شہادت شبہ بہ بین اصلی باعتبار ظہور اور
شہرت تھی تو اہل سے کیلئے اسپر الکفانہ فرمائی تو جواب یہ ہے کہ احتیاج یہ ہونی کہ افضلیت صلواتین پر
معلوم ہو جائے اور اگر ابتدا شہرت اور ظہور پر الکف فرماتے تو یہ فضیلت معلوم نہ ہوتی انتہی کلام الدردانی
فائدہ اس مقام پر مناسب معلوم ہوا کہ مواضع اور محل درود پڑھنے کے مفصل بیان کر دین تاکہ فائدہ
خاص و عام حاصل ہو پس مواضع ہو کہ مواضع صلوٰۃ متعدد ہیں اول وقت دخول اور خروج مسجد سے
ابن النبی نے عمل الیوم واللیلہ میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب
مسجد میں داخل ہوئے تو فرماتے بسم اللہ اللہم صل علی محمد و آجیب نکلے تو فرماتے بسم اللہ اللہم صل علی
محمد وقت سماع اذان طہرائی نے بھی کبیر بن عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے
جو کوئی سنے اذان تو کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدًا عبیدہ و رسولہ اللہم
صل علی محمد و بلغہ درجۃ الوسیلۃ عندک واجعلنا فی شفاعتہ یوم القیامۃ واجب ہو جائے اُسکے لیے
میری شفاعت اگرچہ احادیث سے ظاہر مفہوم ہوتا ہے کہ یہ دعا عین سماع اذان میں کہے لیکن
حدیث عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد اتمام اذان کہنا چاہیے باقی احادیث اسی پر
محمول ہیں کذا فی القول البلیغ اور جو بعضے مردم الذر جہ الرفیعہ زیادہ کرتے ہیں وہ کسی روایت میں
نہیں آیا ہے کہ اقال السخاوی فی التماسد الحسنۃ اور لفظ مقام محمود روایت نسائی اور ابن جبار
اور طبرانی اور بیہقی میں بتعلیف یعنی التماسد الحمد آیا ہے اور صحیح بخاری میں یون آیا ہے اللہم رب ہر
الدعۃ التامۃ والصلوٰۃ القامۃ آت محمد بن الوسیلۃ والفضیلۃ والبعثۃ مقام محمود الذی وعدتہ
اور روایت بیہقی میں انک لا تخلف المیعاد بھی آیا ہے نیز سے صلوٰۃ عند اقامۃ الصلوٰۃ یعنی وقت
قد قامت الصلوٰۃ وہی دعا پڑھے جو بعد اذان پڑھی جاتی ہے جو تھے صلوٰۃ فی التشمید کما ہو المشہور
پس قعدہ اخیرہ میں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بین التشمید والدعائے ہر اور نزدیک امام شافعی کے
واجب اور قعدہ اولے میں از روئے قول امام اعظم اور مالک و راحد اور قول قدیم شافعی سے
زیادہ ہر تشہید نہ کرنا چاہیے اور قول جدید شافعی سے استحباب نہ کہنا ہے پانچویں صلوٰۃ قنوت میں چھٹے
صلوٰۃ بعد الصلوٰۃ ساتویں موقع آخر روز عرفہ میں آٹھویں مطلق موقع عرفہ میں نویں مقام
مترجم میں بین الساب والجمہ و دسویں عند النوم گیارہویں عند العطاس یعنی چھپنیک کے وقت
الحمد للہ علی کل حال یا کان من حال و صلی اللہ علی محمد و آہل بیۃ بار طہوین الصلوٰۃ عند دخول المنزل
تیرہویں الصلوٰۃ لیلۃ الاثنین چودھویں الصلوٰۃ یوم الجُمُعہ پندرہویں الصلوٰۃ لیلۃ الجُمُعہ سولہویں

بیشع مسجد

الصلاۃ لیلة الاربعاء شتر حوین الصلاۃ عند ارادة روية وقصد لقائه صلى الله عليه وسلم اٹھا رکھتوں
 الصلاۃ بعد الفراغ من الوضوء انیسویں الصلاۃ طے فی النہار بیسویں الصلاۃ عند القيام بصلوۃ اللیل
 کیسویں الصلاۃ بعد الفراغ من التہجد بایسویں الصلاۃ یوم السبت و یوم الاحد و لیلۃ الاحد بیسویں
 الصلاۃ لیلة الثلثاء و چوبیسویں الصلاۃ یوم الخمس پچیسویں الصلاۃ فی المساجد چھبیسویں الصلاۃ
 عند المرور بالمساجد ستا بیسویں الصلاۃ فی خطبۃ الجمعة اٹھایسویں الصلاۃ عند تکبیرات الصیدین
 اکتیسویں الصلاۃ فی صلاۃ الجنازہ تیسویں الصلاۃ عند ادخال المیت فی القبر اکتیسویں الصلاۃ
 عند زیارتہ صلى الله عليه وسلم و د اے صلى الله عليه وسلم علما کو اختلاف ہے کہ قبر شریف کے پاس
 سلام افضل ہے یا صلاۃ شیخ محمد الدین فیروز آبادی اور سخاوی کہتے ہیں کہ سلام افضل ہے اور بعض
 صلاۃ کو افضل کہتے ہیں اور شک نہیں ہے کہ جمع بین الصلاۃ والسلام افضل تر ہے بیسویں الصلاۃ
 عند مشاہد الاثار النبویۃ تینتیسویں الصلاۃ فی بیت المقدس چونتیسویں الصلاۃ عند خطبۃ المروج و خطبۃ
 ینتیسویں الصلاۃ فی اول الرسائل یہ بات اول حضرت صدیق اکبر نے ایجاد کی جب طریقہ ابن حاجر
 عامل نبی سلیم کو نامہ لکھا ہے بعد اسکے ہارون رشید نے چھتیسویں الصلاۃ عند رکوب الدانیۃ سینتیسویں
 الصلاۃ عند طلب الغنی اترتیسویں الصلاۃ فی اکتۃ الفضلۃ اترتالیسویں الصلاۃ عند خوف العرق جالیسویں
 الصلاۃ عند وقوع الطاعون اکتالیسویں الصلاۃ اول الدعاء و اوسطہ و آخرہ بیالیسویں الصلاۃ عند الصلاۃ
 طے غیرہ من الانبیاء و علیہم الصلوۃ تینتالیسویں صلاۃ عند قصد حفظ القرآن چوالیسویں الصلاۃ
 عند القيام من المجلس تینتالیسویں الصلاۃ عند المجلس مع الاخوان چھیالیسویں الصلاۃ عند لقاء الإخوان
 سینتتالیسویں صلاۃ فی المشی شرط طہارۃ المكان اترتالیسویں الصلاۃ عقب الذنب اسلیکہ صلاۃ بسبب
 تطہیر نفس ہر ذیل سے اور متوجہ کثیر فضائل انچاسویں الصلاۃ بعد تلاوۃ القرآن انچاسویں الصلاۃ فی مجلس
 ذکر اللہ کا تونین صلاۃ اول کل کلام و کل امر کم شان با تونین الصلاۃ عند ذکرہ صلى الله عليه وسلم
 عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمہ الف رجل ذکر منہ فلم یصل علی یعنی خوار
 و ذیل موجودہ شخص کہ ذکر کیا جاؤں میں اس کے نزدیک اور درود نہ بھیجے مجھے ظاہر حدیث سے بظاہر ہے
 کہ جسوقت نام مبارک سرور کائنات کا کسی کے رو برو لیا جائے تو اسکو درود بھیجنے واجب ہے اور بعض علما
 استنباح افضلیت نکالتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک بار واجب ہے جس طرح سجدہ تلاوت ثبتت طس
 مگر یہ شخص خلاف جمہور ہے اور طحاوی کے نزدیک اکیبا تمام عمر میں واجب بطور سے اظہار شہادتین اور
 باقی مستحب ہے مگر بغیر کربہ یا ایہا الذین امنوا صلاوا علیہ وسلم اسلیکہ سے رد ہوتا ہے کیونکہ اس آیت میں

امروا سے وجوب کے جو بالاتفاق ہیں کاتب الحروف کا یہ مذہب ہو کہ جب ذکر اسم مبارک آنجناب اود سے صلوة
 سامع و قائل پر واجب ہو کہ اپنے پیغمبر کے لیے اللہ سے رحمت مانگے اور اُن کے بعد اُن کے آل پر نہایت قبولیت
 رکھتی ہو کیونکہ اُن پر اُن کے لائق رحمت نازل ہوتی ہو اور دل رحمتیں مانگنے والے کو ملتی ہیں پھر کیوں
 نہ حاصل کرے پیغمبر و رسوم الصلوٰۃ عند قراۃ الحدیث و نشر العلم پیغمبر و چهارم الصلوٰۃ عند کتابہ اہم صلی اللہ
 علیہ وسلم اور سوائے ان مقامات کے اور بھی مواضع از روئے استقرار ہم پہنچتے ہیں لیکن فقیر مولف غفر اللہ
 اسی قدر پر گفتگاہی ہو تو ضیح در بیان بعض حالات و حالات مرض موت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از انجملہ
 یہ ہو کہ چالیس برس حضرت صلعم نے مرض موت میں گزارے اور فرمائے از انجملہ سات دینار آنحضرت کے پاس تھے
 انکو خیرات کر دیا تاکہ کچھ باقی نہ چھوڑیں از انجملہ اکثر وصیت حضرت صلعم کی مرض موت میں رعایت نماز اور
 احسان کرنے کی تھی نو نڈی و غلام سے لکھا جاتا فی الحدیث الصلوٰۃ و مالکیت ایسا تکم از انجملہ نماز ادا کر کے
 حضرت اصحاب کے ساتھ مدت مرض میں سوائے تین ذر کے اور بعضوں نے کہا سترہ نمازین منین پڑھائیں
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھا اور کھلے آنحضرت ایک روز طرف مسجد کے اور نماز ادا فرمائی
 اور کہا ایگر وہ مسلمانوں کے حکم و نصرت کرتا ہوں اور خدا سے تمہارے لیے کیا و عین سوچتا ہوں خدا خلیفہ
 ہو کر اسان میرا ہی نمبر پس میری طرف سے ہو یہ نصیحت کہ تقویٰ اختیار کرنا اور بچاؤ رکھنا علی عت اسکی اسلیہ
 کہ میں دنیا کو چھوڑتا ہوں اور جدا ہوتا ہوں تے او اکثر روایات میں یہ کہ امام ابو بکر تھے ابن عباس سے
 روایت ہو کہ نماز نین پڑھی حضرت صلعم نے پیچھے کسی کے اپنی امت میں سے سوائے ابی بکر رضی اللہ عنہ کے اور
 سوائے عبد الرحمن ابن عوف کے کہ ایک سفر میں لٹکے پیچھے ایک رکعت پڑھی تھی از انجملہ مخبری اور صلعم نے
 ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کہ بیٹھے حضرت صلعم نمبر پڑا اور فرمایا ایک بندہ کو ختب پڑھایا
 اللہ نے درمیان اُسکے کہ دے اُسکو ناز و نعمت دنیا سے جو چاہے اور درمیان اُسکے کہ جو خدا کے پاس ہو یعنی ثواب
 آنحضرت پس اختیار کیا اُسے اللہ کے پاس والی چیز کو سوارے ابو بکر اور بولے قربان ہوں ہم تمہارے ساتھ باپن ہوں
 باوون کے پس تعجب کیا جنے ابو بکر کے مقولے پر کہ کیوں قربان کرتے ہیں حالانکہ یہاں کوئی باعث نہیں ہو
 پھر کہا لوگوں کو کہ دیکھو موت اس بزرگ کے خبر دینے میں رسول خدا احوال ایک بندہ غیر مسلمین سے ادرودہ
 کہتا ہو خدا پاک با ائمہ ادا مہمنا سوچے حضرت ہی اختیار دینے گئے اور ابو بکر دنا تر ہوا سے کہے کہ سمجھ گئے یہ حدیث
 حضرت صلعم نے مرض موت میں پانچ رات بیشتر از وفات فہانی تھی اور اگرچہ آنحضرت نے ذکر بندہ غیر مسلمین کا فرمایا
 لیکن ابو بکر صدیق بقرہ میں مرض ادا اختیار کر کے تو کتب خیرت اور بزرگ کرنے ناز و نعمت دینے سبب کمال فہم داران
 پسینہ لیا کہ حضرت صلعم نے موت کو اختیار کیا اور سپرد دے گئے اور جن لوگوں نے نہ سمجھا انہوں نے تعجب کیا

تشریح در بیان حضرت
 و آنحضرت

از انجملہ وارومی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کہا انھوں نے باہر نکلتے پیغمبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُس بیماری میں کہ حسین وفات پائی اس حال میں کہ ہم تھے مسجد میں درحالیکہ تھے حضرت باندے ہوئے سیر مبارک اپنا کپڑے سے اور منبر پر چڑھے اور ہم مجھے منبر کے بیٹھے سو فرمایا قسم ہو اس ذات پاک کی جسکے ہاتھ میں تیری جان ہے کہ میں دیکھتا ہوں اس مقام سے حوض کوثر کو پھر فرمایا کہ ایک بندے کو دکھلائی گئی دنیا اور آرائش دنیا سو اُسے اختیار کی آخرت اور نہ سمجھا اس تکے کو کوئی سوا اے ابوبکر کے اور جاری ہوئے اُنسو ابی بکر کی آنکھوں سے سو روئے پھر کہا ابی بکر نے بلکہ ہم فد اکرتے ہیں تمہارے باپ و امین و جانین و مال اپنے یا رسول ابو سعید کہتے ہیں کہ اُمّیرے حضرت صلح منبر سے پھر نہ کھڑے ہوئے اُسپر اُسوقت تک یعنی وہ آخری کھڑا ہونا تھا منبر پر از انجملہ منقول ہے کہ عباس نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں پہچانتا ہوں چہرے عبدالمطلب کے بیٹوں کے بوقت موت اور دُعا ہوں کہ نہ اُمّین پیغمبر خدا اس درد سے جا اور طلب کر اُنسے یہ امر یعنی خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہرگز نہیں دینگے اور میں ہرگز نہیں طلب کرتا از انجملہ صحابی رسولیہ میں عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ چشتنبہ کے دن حضرت صلح کی بیماری سخت ہوئی اور رد غالب ہوا اور حضرت نے فرمایا میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دوں تاکہ اس تحریر کے بعد تم کمی نہ جھگو یعنی تم ہرگز مختلف و حیران نہ ہو تو اصحاب نے کاغذ لانے اور نہ لائیں گے جھگو کی پھر اصحاب نے کہا کہ حضرت کا کیا حال ہے درد سے زبان کیا ہے قابو ہو گئی ہے اسکو حضرت سے تحقیق کرو پھر حضرت صلح سے اس بات کو تحقیق کرنے لگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب جھگو نہ چھیڑ حسین اب میں مشغول ہوں اُس سے ہرگز جو جھگو تم پوچھتے ہو اور حضرت نے اُنکو تین باتوں کی وصیت فرمائی ایک تو یہ کہ مشرکوں کو عرب کے ٹاپو سے نکال دو مجھ کو دوشے یہ کہ ایلیہ و بیہ سلوک کرنا جھطرح میں کرتا ہوں یعنی از روئے کسیت کو بغیت تاکہ کسب لیاقت مابین اُنکے تمیز ہے اور یہ اسواسطے فرمایا کہ ایلیہ لوگ خوش ہوں اور رغبت کریں مولفہ القلوب اور یہ سخن عام ہے سب ایلیہوں کے لیے خواہ کافر ہوں یا مسلمان اگر توحی نے کہا کہ تیسری خبر جھگو یا دین میں رہی اور کہا ہے علمائے تیسری بات یہ بھی کہ سالمان درست کر دینا لشکر اسامہ کا اور چاہا بن شام اسکو مسجد بنایا کہ نہ انھیں صلح اسباب کی درستی کر رہے تھے کہ اُسی اثنا میں پیغمبر یا پیغمبر کی بات یہ بھی کہ میری قبر کو بت نہ بنا تاکہ پوجی جائے اور بھی ہماری میں دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ مانگا تو بعض اصحاب نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر در کی شدت ہو اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے جھگو خدا کی کتاب کفایت کرتی ہے یعنی لکھنا چند ان ضرورت نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ کاغذ لاؤ یعنی حضرت عمر نے فرمایا امردین میں بہو جب قول خدا سے تعالیٰ و عتقہ بکل انھیں چاہا کتاب خدا کافی ہے اور سنت بھی تابع و مفسر و بین اُنکی ہے اور یہ خطاب کیا تھا حضرت عمر نے اُنکو جو جھگو رہے تھے

اس بات میں پس یہ رہا پھر نہ حضرت صلعم پر اور حضرت عمر کو مقصود اس کہنے سے تخفیف و آسائش دینی
آنحضرت کی تھی وقت سختی و درد و بیماری اور جان لیا تھا انھوں نے کہ یہ حکم بطور حرم و وجوب نہیں ہوا اور عادت
سنہرہ تھی کہ جب حکم کرتے تھے حضرت صحابہ کو ایسا حکم کہ بطور ایجاب الزام کے نہ تو وہ گفتگو کرتے تھے سوچھوڑ
دیتے تھے آنحضرت انکی راہ پر اور اگر کوئی امر ضروری ہوتا تو نہ چھوڑتے تھے انکی راہ پر اس مقام پر شیعہ عمر فاروق پر
لعن کرتے ہیں کہ انھوں نے کاغذ نہ کھنڈے دیا اور نافرمانی کی اسکا جواب یہ ہوا کہ تمہارے علم کا قصور ہے عمر فاروق پر
کوئی مقام طعن نہیں ہوا سو اسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوٹھری میں اکثر صحابہ و اہل بیت تھے اور حضرت
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی جو کاتبِ حرمین انہیں تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب حاضرین سے کاغذ مانگا
اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاغذ نہ لائے تھے تو علی مرتضیٰ و ابن عباس کا ہاتھ کہنے پڑا تھا اور حضرت صلعم کے یہاں
کسی چیز کے کھنڈے کا دستور نہ تھا سو اسے قرآن کے سوا قرآن سب پورا ہو چکا تھا سو اسطے اصحاب کو تامل ہوا تھا اور
بعد گفتگو کے حضرت سے پوچھا بھی لیکن حضرت نے نہ فرمایا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امر واجب نہ تھا
حلا وہ و بران حضرت صلعم بعد اس گفتگو کے پانچ دن زندہ رہے اگر لکھنا واجب ہوتا تو دوسرے وقت اسکو لکھواتے
اس صاف معلوم ہوتا ہے کہ جن تین چیزوں کی حضرت نے وصیت فرمائی انھیں کو لکھواتے اور دعویٰ کرنا شیعہ کا مقصود
کتابت سے وصیت کرنا علی مرتضیٰ کو تھی اور خلیفہ کرنا آپکا منظور تھا یہ خالی مناقص سے نہیں ہوا اسلئے کہ یہ خود کہتے ہیں
کہ عذر حرمین خلیفہ کرنا آپکا نص قطعی سے ثابت ہوا پھر جب یہ ہو چکا تھا تو احتیاج تحریر کی کیا تھی اور یہ کہنا حضرت
صلعم کہ قرآن کفایت کرتا ہو اسکا یہ مطلب نہیں کہ حضرت کی حدیث کی بھی حاجت نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ سب کے بعد
قرآن میں انکست حکم و نیکم نازل ہوا پھر اب کوئی حکم تازہ دین کا باقی نہ رہا قرآن اور حدیث میں دین کی تفصیل ہو
اسلئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عین شہادت بیاری میں لکھوانے کی تکلیف دینا مستحب
نہ جانا کچھ نافرمانی نہیں کی بلکہ عین محبت اور خیر خواہی ہوا سو اسطے کہ دستور ہوا بیاری میں مصیبت اور تکلیف سے
بزرگوں اور عزیزوں کو بچانا استعدہ جو بیان ہوا اصل ہوا باقی نزع اور جلال بے فائدہ ہو جس کسی کو زیادہ تحقیق منظور
تھی اثنا عشر یہ دیکھئے از انجملہ بخاری اور مسلم میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ هذا العنت کرے یہود اور نصاریٰ پر کہ ان لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو
مسجد بنایا بخاری شریف میں ہے کہ یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں ارشاد فرمائی پانچ روز پیش از
انتقال جسٹہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوف ہوا کہ اہلی امتوں نے اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کے قبور کو
مسجد و گاہ بنایا اور خراب ہوئے ایسا نہ کہ میری امت کے لوگ بھی خراب جائیں لہذا خبردار کر دیا کہ قبروں مسجد نہ بنائے
چ حضرت یہود اور نصاریٰ قبروں پر مسجدیں بنا کر عبادت کرتے تھے اور جاب قبور مسجدہ کرتے تھے کہ صاف شرک تھا

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ کرنا طرف قبر کے اور اسکو سجدہ قرار دینا موجب اس ہے کیونکہ یہ طریق یہو تھا شیخ ابن حجر
اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ اس تقدیر پر ہے کہ نماز ادا کر کے غرضت قبر کے بنا کر قیام کیا کہ وہ بالاتفاق حرام ہے لیکن بنانا
محبذ کا جو قبر بغیر اور انبیا اور صلیما کے اور نماز پڑھنا نزدیک اس کے نہ بقصد تعظیم قبر و توجہ جانا نہ بقصد زیارت معمولہ
اور اس سے ناگزیر عبادت بکرت قرب و مجاورت اس روح مقدس سے کامل ہو مضافہ نہیں اور ملا علی قاری نے
اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہود اور نصاری کی طعنیت و وجہ سے یہودی تو اس سبب سے کہ وہ سجدہ کر کے تعظیم
قبور انبیا کو تعظیف کہ یہ شرک جلی ہے یا وہ لوگ نماز پڑھتے تھے مدافن انبیا میں اور جب وہ کرتے تھے مقابر اور توجہ جانیہ و زیارت
حالات صلوٰۃ میں اور یہ شرک خفی ہے لہذا انہی فرمائی حضرت نے اپنی حکمت اس سبب سے کہ اس فعل کے طریقہ و ذوق
یا سبب تضمن اس فعل کے شرک خفی کو نہ اذ قال بعض الشرح من انکم اذا سجدتم سجداً بغير علم حضرت عائشہ صلی اللہ علیہ وسلم
عنائے و ایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض موت ہوا تو ایک نبی نے عرض کیا کہ جب وہ جسے کی تعظیف کی
یعنی اگر حکم ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر دیسا ہی بنائیں تب حضرت نے نگہ سے سر اٹھا کر فرمایا کہ ایسا نہ وہ لوگ
جب انہیں کوئی نیک بخت آئی مرنے لگا تو اسکی قبر پر مسی بناتے تھے اور اس مسجد میں یہ تصویریں بناتے تھے وہ خدا کے
نزدیک قیامت میں بدترین خلق ہیں یہ بات حضرت نے مجلس کے انصاری کو فرمائی جنہوں نے مایہ نام محبذ بنایا تھا
اور انجملہ صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا ای لوگو! البتہ پیغمبروں کی خوش خبریوں سے
اب کچھ باقی نہیں رہا سو اسے ٹھیک خواب کے کہ اسکو مسلمان دیکھے یا اسکا واسطے کوئی اور مسلمان دیکھے اور مجھ تک ہو کہ میں
رکعت اور سجدے میں قرآن پڑھوں سو رکوع میں خدا کی بڑائی بیان کرو یعنی سبحان ربی الاعلیٰ کو اور سجدے میں بدل عاقبت
کوشش کرو کہ سزاوار ہر سجدے تمھاری دعا کا قبول ہونا یہ حدیث وقت انتقال پر وہ اٹھا کر فرمائی یعنی وہ عالم غیب جو بواسطہ
نبوت حاصل ہوتا تھا اب اسکا دور وازہ بند ہو گیا کیونکہ اسرا انتقال ہوتا ہے میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہاں مگر ارض میں نبوت
عالم غیب سے علم حاصل ہونے کا طریقہ ٹھیک خواب کا باقی ہے قیامت تک از تجلہ نبیاری اور سلیمین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا یہ تقسیم کر گئے پھر میرے وارث سونکے دینا برابر جو چھوڑ جاؤں میں بعد میرے بعد جو ان کے خارج
اور کار بیکار محنت سوائے صدقہ ہوا خدا میں اس طرح دوسری حدیث صحیحین میں حدیث اکبر اور علم فاروق اور علی مرتضیٰ
اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہمارے مال میں میراث نہیں جو ہم چھوڑیں سو صدقہ ہو
راہ خدا میں یعنی صرف کیا جائے فقر اور مساکین پر اسلیے کہ ہم جلد فقر معنی ہیں اور شرف طمع سے ہے ہر نزدیک صدقہ کہ
کہ وہ مالاک نہ کسی چیز کا اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہو یا امانت ہو یا وقفہ و صدقہ اور وقفہ کہ میں اسلئے بکاوارش نہیں ہوں
کہ ناخوش نہ ہوں کہ مرنے سے کوئی انکے وارثوں میں سبب پائے ترکہ کے اور کتابوں اور ان کے نزدیک پیغمبر کے مال میں
جو وارث نہیں سو اسکی حکمت یہ ہے کہ خلق کو معلوم ہو کہ محنت و جافشانی پیغمبروں کی عزت خدا ہی کے واسطے یعنی

[illegible][illegible]

[illegible]

خوابش نہیں گنتی ہوں مگر یہ جانتی ہوں کہ ہر ذریعہ قیامت آپ کے ازواج میں اٹھائی جاؤں اور میں اپنی نوبت آپ کی محبوبہ عائشہ کو بخشے دیتی ہوں حضرت صلعم نے درخواست سود و منظور فرمائی اور بقول صحیح عطاء بن ینس دی یا جعت فرمائی انھیں کہ قصہ میں کرمہ دان و مکرہ عافت من بعد انشور و او اخرضا نازل ہوئی اور انکے فضا ئل میں مندرج ہوئی عفا ئت کئی اختلاف حضرت عمر بنین واقع ہر خست البقیع میں مدفون ہیں اور یوہب لدنیہ میں لکھا کہ کسال چوٹن ہجری ملت معاویہ ابن ابی سفیان وفات ہوئی اور ہجیرہ الحافل میں سال پنجاہ و پنج ہجری میں لکھی ہر روضۃ الاحساب میں ہر کہ حضرت سود سے ایک حدیث بخاری میں دی ہر او چار سنن اربعہ میں قصہ کہتے ہیں کہ اسما بنت عیس نے اہل نیش و عین کے واسطے بنائی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ خنق اسطے زینب بنت جحش کے بنائی گئی تھی مگر اصح یہ ہر کہ اہل نیش حضرت عائشہ کے واسطے ترتیب دی گئی تھی اور وفات فاطمہ علیہا السلام مقدم ہر کہتے ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طویل القامت و عظیم بنین تیسری حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا مان انکی ام رمان بنت عمر ابن العاص رضی اللہ عنہا تھیں اور حضرت ام عبد الصمد ام عبد اللہ سے عبد اللہ ابن زبیر بشیرہ زادہ عائشہ صدیقہ ہیں کہ انکو حضرت صدیقہ نے متبنی کیا تھا قصہ انکے نکاح کا یوں ہر کہ بعد وفات خدیجہ خولہ نے حضرت سے کہا کہ آپ نکاح کیوں نہیں فرماتے اگر بارہ درکار ہو تو عائشہ بنت صدیق اکبر ہر اور شہبہ کی خواہش ہو تو سودہ بنت زیدہ جو ہر حضرت نے فرمایا دونوں سے پیغام کر سو رہا ویت محبوبہ اول خولہ سودہ کے پاس گئیں انھوں نے قبول کر لیا پھر صدیق اکبر کے پاس آئیں اور پیغام کہا انکو یہ دغدغہ ہو کہ میں نے حضرت سے عقد موافات با ندھی یہ میری بیٹی سے حضرت کس طرح نکاح کرینگے یہ خبر حضرت نے سنی اور فرمایا کہ اخوت نسبتی فرامی موجب حرمت ہر نہ اخوت سلیمانیہ نے صدیق اکبر سے کہا صدیق اکبر نے کہا کہ تو انڈک توقع کر میں آتا ہوں اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ معلم ابن عدی نے اپنی بیٹے جبر کے واسطے عائشہ کو چاہا تھا سو حضرت صدیق اکبر کے گھر گئے اُننے انڈو کہا کہ ہر اوکر اپنی بیٹی دی کر میرے بیٹے کو دین آبا ئی سے پھیرا جاتا ہر یہ ہرگز نوک کا پھر صدیق اکبر نے اسکے بیٹے سے کہا اسے بھی دی جو اپنی صدیق اکبر نے غنیمت سمجھا اور جلدی سے اپنے گھر آئے اور خولہ سے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غریب خانہ پر رونق فرمائیں جھکو منظور ہر چنانچہ آنحضرت تشریف لائے اور نکاح کیا یا انکو ہم عمر قرار پایا کہ اُسی وقت حضرت نے قرض لیکر تسلیم کے استوتہم حضرت عائشہ کی خیر برس کی تھی اور صحیح یہ ہر کہ ہر سارے بارہ اوقیہ تھا کہ صدیق اکبر نے حضرت صلعم کی طرف سے ادا کیا لکن انی ہجیرہ الحافل اور زفاف عائشہ صدیقہ سال اول و بقولے سال دوم ہجرت مدینہ منورہ میں ہر نو برس کے واقع ہوا اور اٹھارہ برس کی تحنین جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی عمر بیستو چھ یا بیست و سٹھ برس کی ہوئی اور شب سہ شنبہ ستر خون رمضان المبارک سال پنجاہ و شتم ہجری میں وفات ہوئی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی اور محمد بن قاسم ابن ابی بکر عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر نے قبر میں رکھا اور جب البقیع میں رات کے وقت دفن کیا انکے سو سے کوئی عورت بارہ آنحضرت کے نکاح میں نہیں آئی انکو اجلہ فقہا میں شمار کرتے ہیں اور زبیری منشی فصیح و بلیغہ تحنین

مفتی محمد رفیع الرحمن
استاذ دینی و مدرسہ اسلامیہ
بیت العلوم، لاہور

اب کوئی مالک اپنی اونڈی و غلام کا نکاح کرے مگر جانا چاہیے کہ یہ بات از بطل خصوصیات حضرت صلعم سے ہو کر کسی کو جائز نہیں ہو کہ باہر و گورہ نکاح کرے یہ عامہ سالن خیمہ ماہ و تقوید میں بقول صاحب موبہد مدنیہ واقع ہوا اور سخاوی کے نزدیک سال چارم میں بعد اس سال کے کہ زینب رضی اللہ عنہا نے کھانا بہتر کیا کہ لوگوں کو کھلایا اور منافقون نے طعنے دیے کہ محمد نے اپنے بیٹے کی عورت کو گھر میں ڈالا جو تب بایں نازل ہوئی مالکان محمد ابا احمد بن جاکم و بن رسول اللہ و خاتم النبیین اور مرویات کئی نسبت ہیں کیا زہد حشیشین ہیں و حدیث متفق علیہ ارباقی اور کتابوں میں عمر ترین برس کی ہوئی اور بعضوں نے تیس بیس بیان کی ہے اور وفات سال ستم چہرہ میں ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ اور فرمائی اور محمد بن عبد اللہ بن جعفر اور اسامہ بن زید نے قبر میں بقیع میں مدفون ہیں حضرت عائشہ کئی شان میں فرماتی ہیں کہ نہیں تھی کوئی عورت اُن سے بہتر دین میں اور ڈرنے والی اللہ سے اور بڑی صاف اور بڑی سلوک کرنے والی اپنے ماتے داروں سے اور بہت اللہ دینے والی اور بہت خرچ کرنے والی اپنے نفس کو اس عمل جین میں جواب صدقہ کا ہوا اور قرب خدا کا حاصل ہوا فخر ہو شہد نہ رہے کہ سبب تھیر گئے زید کا نظر زینب میں اور انکا کرنا عبد اللہ کا تفریح سے یہ تھا کہ زید ابن حارثہ کو انکی والدہ سماء سعدی جنت عقبہ کے تبدیل فی من بن علی میں سے تھی لیکر واسطے ملاقات اپنی قوم کے نکلی اور بنی حسن نے ایک قوم کو جالبہ میں لوٹ لیا تھا تو انکا زید بنی حسن پر ہوا تو ان لوگوں نے زید کو لٹھا لٹھایا اندھون اٹھ برس کے سو انکو بار بار عکاظہ میں لاکر بچا اور حکیم بن خرام بن خویلد نے اپنی چھوٹی خدیجہ کے لیے چار سو دو ہجہ کو تولیہ بہت حضرت صلعم نے خدیجہ سے نکاح کیا انھوں نے آنحضرت کو مہر دیا بعد اُسکے انکی خبر انکے اہل کو پہنچی سیو حارثہ کو اوجب دونوں بھائی لینے کو آئے اور کچھ روپیہ لے گئے حضرت نے زید کو اختیار دیا کہ اولاد جو یہاں ہو میرے پاس یا اپنے باپ جی کے ساتھ جائز زید نے حضرت کی خدمت میں رہنا اختیار کیا بسبب اس کے کہ سلوک و احسان حضرت کا اپنے ساتھ دیکھا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو ہمراہ لیکر اُسی وقت ہجرت کی طرف تشریف لائے اور فرمایا اسی حاضرین گواہ ہو کہ زید میرا بیٹا ہے وارث ہو گا میرا اور بنی اڑث ہو گا اسکا سوشو مشہور ہو کہ زید ابن محمد یہاں تک کہ وقت طلوع اسلام آیا اور یہ کہ یہ مدعو ہم لا اہلکم موافق عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ زید کو اسکا ساتھ نام لکھے ہاؤں کہ کہ یہ افضل ہے جو تب کئے لوگ انکو زید ابن حارثہ اور آنحضرت صلعم نے قبول فرمایا پس بڑے تھے اور ایک قول کے موافق اولام دونوں سے زید یہ اسلام لائے بعد اُسکے حضرت نے ام ایمن بنی اونڈی آزاد سے انکا نکاح کر دیا کہ اُن سے اسامہ پیدا ہوئے پھر نکاح کیا زینب بنت جہش سے تو اس سبب کہ زید بے غلام تھے زینب کو عارف رنگ تھا اور اس سبب سے زید حقیر نظر آتے تھے انکی نظریہ میں اور فضائل زید کے بہت ہیں از بطل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کسی صحابی کا نام نہیں لیا مگر زید کا کمال قلم انھیں نے نہیں مطلقاً از بطل حضرت نے فرمایا کہ زید محبوب ترین لوگوں سے ہے میری طرف اور اسامہ بیٹا اسکا بعد اُسکے اور روایت کیں حدیثیں اُن سے اسامہ نے ابھی اور اصحابوں نے وفات پائی یعنی شہید ہوئے غزوہ موتہ میں حالت امارت میں عمر پچیس برس کی ہوئی اور وقت وفات سال ہجرت چہرہ ماہ حمادی الاول تھا اٹھویش جو یہ یہ خزیمہ مصطفیٰ بنت الحارث ابن ابی ضرار انکا نام بھی برہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ لکھا اول شافع ابن صنوان مصطفیٰ اپنے چچا زاد بھائی نکاح میں تھیں جب شافع غزوہ مریض میں کہ اسکو غزوہ مطلق بھی بولتے ہیں مار گئی تو جو یہ ریوٹ میں آئیں اور زینب

در احوال

فصل پنجم

۱۰۰

آدمؑ سے نبوت الی امیہ و مسودہ بنت زمعلہ اور چار فرغے غیر قریش نبوت بنش بہتر بنسبت الحارث مالہ زینب بنت خزیمہ المکسبہ
 و جویہ بنسبت الحارث خزاعیہ اور ایک غیر عربیہ بنی نصر سے ضعیفہ بنت جہش بن ایک بنی فزیرہ بنی زلیطہ سے ریحانہ بنت شمعون
 خواہ بنت یزید بن عمرو زوجات کے دو گروہ تھے ایک گروہ عائشہ و حفصہ و سودہ و صفیہ کا اور دوسرا گروہ سلمہ و خیرہ کا اور باہر ازواج کے
 غیرت اور شک بھی گاہ گاہ ظاہر ہو جاتا تھا کہ بیان اسکا فائدہ ملے و میں بعد بیان زوجات اور سراری کے انشاء اللہ لکھا جاوے گا مگر یہی
 کہ لو مبہد نہیں سوائے ازواج مطہرات مذکورہ الصدر کے باوجود بیان اور بھی لکھی ہیں کہ انسہ حضرت صلعم نے خطبہ خواہ نکاح فرمایا اور
 قبل دخول البعد دخول تفریق واقع ہوئی ایک شرافت فتح شین مجہد و تحفیف را و بقاء بنت خلیفہ کلیدہ خواہ و تحفیف کی کہی کہ حضرت علیؑ
 علیہ السلام نے عقد کیا مگر شرافت نے قبل دخول وفات پائی و دوسری خواہ بنت بیدل ابن ہبیرہ کہ یہ بلا مکر نکاح میں درآئی یعنی اپنے نفس کو
 بہر کیا اور قبل دخول انسہ زفات پائی اور بعض اہل تحقیق کے نزدیک دعوت جس نے اپنے نفس کو بہر کیا یہی وہ رضی اللہ عنہا تھیں اور بقولے
 زینب بنت جحش بہرہ و بقولے زینب بنت خزیمہ اور بعض کہتے ہیں ایک عورت بنی عامر سے تھی ام شریک القریشہ العامریہ کہ نام اسکا
 غریبہ بضم غین فتح را و نشد یہ تختانیہ بنت عامر بن ہون بن عامر بن ہوسی تھا اور بعض کہتے ہیں بنت اد بن ہون بنی و بعض ہوس کہتے
 کہتے ہیں بنی ہبیرہ عمرہ بنت یزید ابن الجون بفتح الجیم اور جامع الاصول میں اسکا کہ یہ کو جو نہ لکھا ہے اور وہ ہبیرہ لکھا ہے اسما بنت النعمان
 بن ابی الجون الکندیہ الجونیہ و ابو عمر نے لکھا ہے عمرہ بنت عبید بن ادس ابن کلاب کلابیہ و درالرجح میں ہے کہ بالاتفاق آنحضرت نے
 اس عورت سے نکاح کیا ہے اور سبب نکاح وقت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ حضرت صلعم نے اسکو طلب کیا وہ نہ آئی اور بعض کہتے ہیں
 کہ اس عورت نے کہا کہ خود باتہ نکاح چنانچہ جامع الاصول میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کہ بنت الجون حضرت کے پاس آئی
 اور کہنے لگی اے اللہ نکاح حضرت نے فرمایا تو نے پناہ و بزرگی پکڑی اپنے گھر کا بنا یہ طلاق کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ
 ابوہبیرہ سے فرمایا دو کپڑے اسکو دو کر کے گھر پہنچا دے اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ سے فرمایا کہ تیرے متعہ کے دو کرخت کر دو
 اور بعض روایں اس عورت کا نام امیرہ و بعض روایں ام ہارن کیا ہے اور بعض جسے اعوذ باللہ نکاح کیا ہے کہ نام میں اختلاف کثیر ہے اور یہ بھی اختلاف ہے
 کہ انسہ اپنی بیوی سے کیا یا بسبب شک اور غیرت کے بعض ازواج رسول اللہ صلعم نے سکھلا دیا ہے اسما بنت النعمان کنندیہ اسکا حضرت نے
 قبل دخول طلاق دی ایک روایت میں کہ اعوذ باللہ نکاح کی زمانہ نکاح و ہجرت کا ہے یا پھر چونکہ قتیبا اتفاق و باروقانیہ یہیہ تصدیق بنت
 تمیمہ بن ہبیرہ بنت قیس کنندیہ اسکو شہد حضرت صلعم نے نکاح کیا اور وہ ہونہ بنی و قبل دروگہ کے حضرت صلعم نے وفات پائی ایک روایت
 کہ آنجناب نے وصیت فرمائی تھی کہ یہ عورت مختار ہے چاہے پرکریں وہ کرامات مومنین میں داخل ہوا و چاہے جدائی اختیار کرے
 سبب وہ آئی تو انسہ جدائی اختیار کی اور عکرمہ بن ابی حمل کے نکاح میں آئی جب یہ خیر حضرت ابوبکر صدیق کو پہنچی تو آنجناب چاہا
 کہ گھر اسکا بلاوے حضرت عمرؓ نے کہا یہ عورت امات المومنین میں داخل نہیں ہے کہونکہ حضرت صلعم نے داخل نہیں فرمایا اور نہ اسکو پرکریں لکھا اور
 ایک روایت ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ تہذیب و تعلیم میں تھیں تا بنو ہاشم باوجود وہ اہل بیت اہل بیت کہ جب حضرت صلعم نے نکاح فرمایا
 فرمائی اور خیر انسہ سنی تو خوشی سے مٹی اور ایک روایت کہ ایک دینی مسلم نے حضرت سلمہ کی کبریٰ مٹی زینب بنت جحش ابی ہبیرہ لکھا ہے

اسکی خواہش فرمائی یا ارادہ خواہش فرمایا تو اس نے اسکی تعریف میں کہا کہ ایک صفت اُمیں یہ ہے کہ ہرگز اسکو مرض و رحمت لاحق نہیں ہو اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھ کو اسکی حاجت نہیں جو اس مقام سے نکلا کہ سب کو بھی مرض یا رحمت لاحق ہو وہ آدمی خاص نہیں ہے تاویں سلی نسبت العلم بفتح خا معجم و کسطر و مہملہ اخت قیس اس سے حضرت صلعم نے عقد فرمایا یہ عورت نہایت غیور تھی سو اسنے نفع نکاح چاہا حضرت نے غصہ کیا اور اسکو بھڑکے لے کھا لیا اور بعض دن کے نزدیک اسنے اپنے نفس کو سبب کیا تھا کہ زانیہ الموبہ کچھوٹیں ہم شرکیہ میں نہیں ذرا و مجریمہ تصغیر نسبت عام ابن عوف کہ بنی عامر سے اور بعض کے نزدیک قبیلہ انصار سے اور بقول قبیلہ اس سے تھی اسکی بھی آنحضرت نے نکاح کیا اور قبل دخول و بقول بعد دخول مفارقت فرمائی تو میں ملک کی نسبت کعب کہ پیش از دخول مفارقت فرمائی اور بعضے کہتے ہیں اسی نے استاذہ کیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ دخول فرمایا اور اسنے حضرت کعب سے بات پائی اور قول اول اصح ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ نکاح نہیں کیا صرف خواہش جاری فرمائی تھی لہذا فی المدارج الموبہ سبب اور وضع الاحباب میں ہے کہ اسکی ران میں سفیدہ داغ تھا لہذا آجنتاب نے مفارقت فرمائی و سونین و سونین نسبت الضما کہ کلامیکہ حضرت نے اس سے نکاح فرمایا اور قبل دخول آیتہ تیخیر نازل ہوئی سو اسنے دنیا کو اختیار کیا آخر کار اسکی بنو تبت ہو چکی کہ استخوان خرا و جبرائیل سے لگیں چنانکہ تھی کسی نے پوچھا تو کون ہے اسنے کہا میں وہ بخت ہوں جسے اختیار کیا دنیا کو خدا اور رسول پر گوارا چھوڑ دیا یہ نسبت طبسیان بن عمرو بن عوف اسکو بھی حضرت نے قبل دخول طلاق دی باطلین ایک عورت بنی غنار سے کہ نام اسکا صحیح معلوم نہیں ہوتا اسکا بھی حضرت صلعم نے قبل دخول طلاق دی اور طلاقنی فرماتے ہیں کہ اس عورت کے بدن میں داغ سفید تھا اور مداح بن ہے کہ یہ عورت بنی مہربن عوف ابن سعد سے تھی اس سے حضرت نے نکاح کرنا چاہا تو اسنے باپ سے درخواست کی کہ اسکو سفید داغ ہو چھوڑ دے گھر آیا تو اسنے داغ سفید تھے فائدہ یہ بارہ یہ بیان جھکاؤ کر گیا گیا انہیں سے شرافت اور خواتین قبل دخول حضرت صلعم کے مری ہیں اور مسماہ سنا سے بالاتفاق نویت زفات نہیں پہنچیں لیکن اسعد اختلاف ہے کہ زفات پائی یا مطلقہ ہوئی اور مسماہ ملکہ میں اختلاف دخول اور عدم دخول اور فوت اور طلاق ہوا اور مسماہ عالیہ کے دخول میں اختلاف ہے اور طلاق میں اتفاق اور ام شریک میں اختلاف ہے اور نیکہ سے بالاتفاق دخول نہیں ہوا اور جب حضرت صلعم نے زفات پائی تو یہ زندہ تھی اسی سبب سے بعض کے نزدیک حضرت صلعم نے وشل یہ بیان چھوڑ دیا اور موبہ الدنیہ اور مدارج النبۃ کتب معتبرہ سے واضح ہے کہ چند عورتیں اور بھی ہیں کہ اسے حضرت صلعم نے نکاح کیا اور نکاح نشان کیا ایک ام بانی بنت ابیطالب کہ نام اسکا فاختہ بروایت مجیہ تھا کہتے ہیں کہ جب طلاق حضرت صلعم نے اور یہ سیرہ ابن وہب مخزومی نے انکی خواہش کی تو ابیطالب نے سیرہ سے عقد کر دیا حضرت صلعم نے ابیطالب سے نکاح کی ابوطالب نے کہا اے سیرہ اور مجھے اور قوم وہب سے مصاہرت واقع ہوئی ہو اور میں نے انکی بیٹی چاہی تھی سو طلاق کر م تقضی ہو کہ نکاحات اسکی کروں پھر فاختہ کے اولاد ہوئی حیدرہ و عمر و یوسف و بانی تبرکیت انکی ام بانی واقع ہوئی اور فتح مکہ میں ام بانی ایمان لائیں اور سبب کفر سیرہ کے مفارقت واقع ہوئی اسوقت حضرت صلعم نے خلیفہ کیا ام بانی نے کہا

و امہ میں جاہلیت میں تملک و دست کشی تھی پس کس طرح اسلام میں دوست نہ کھنکھائی کجگو تم کھنکھوں سے زیادہ غیر ہو
مگر میں ایک عورت ہوں کہ اولاد میں رکھتی ہوں مجھ کو خوف ہے کہ اگر اسکے حال کی رعایت کرونگی تو اپنی خدمت میں
تصور ہوگا اور جو اپنی خدمت میں معصوم رہوگی تو اسکے حال کی رعایت نہوسکیگی یہ ضائع ہوگئے اور مجھ کو شرم
آتی ہے کہ آپ میرے پاس تشریف لادیں اور ایک لڑکا دو دھوپیتا ہوا اور ایک بستر پر کھید دیے پڑا ہوا حضرت صائم نے
فرمایا کہ عورت قریش بڑی مہربان اولاد ہوتی ہیں چنانچہ حضرت صائم نے عذرات اُسکے قبول فرمائے وفات انکی زمانہ
لعاویہ ابن ابی سفیان میں ہوئی دوسری خولہ بنت حکیم تیسری حرہ بنت حارث غطفانیہ چوتھی سودہ قریشیہ پانچویں
صفیہ بنت ہاشمہ بفتح باء موحدة و تخفیف شین منقوطہ یہ عورت بعض غنایم میں ماتھ آئی تھی آنحضرت نے فرمایا یہ سچا
اپنے شوہر کو اختیار کرے اور چاہے مجھے اُسے شوہر کو اختیار کیا جھٹھوں صبا عہ بضم صاد و جمعہ و تخفیف موحدة لہجہ الاف
عین مملہ مفتوحہ بنت عامر شائون امامہ بنت حمزہ ابن عبدالمطلب کہ جب حضرت سے پیغام نکاح ہوا تو آنجناب نے
فرمایا کہ یہ میرے بھائی رضاعی کی بیٹی ہے اٹھویں غرہ بنت ابی سفیان اسکو ام حبیبہ ام المومنین نے عرض کیا کہ حضرت تم
حضرت نے فرمایا کہ تیری زندگی میں یہ مجھ پر حرام ہے نوین ایک عورت بنت جندب ابن حمزہ تھی دشوین ایک عورت تھی
کہ حضرت نے غطفیہ کیا اُسے کہا میں اپنے باپ سے دریافت کروں تو نکاح کرونگی جب اُسکے باپ نے اجازت دی تو حضرت نے
فرمایا میں نے دوسری عورت کو ہم خانہ کیا ہے اب میرے ساتھ نکاح نہ کرونگا اور سترہویں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
برادریہ تین دلبولے چار تھیں اول ماریہ بنت شمعون قطیفہ کہ موقوفش قطیفی صاحب مصر دالی اسکندریہ نے ہدیہ کی تھی
سویہ صاحب جمال سفید پوست تھیں سلمان ہوئیں حضرت نے ہلک میں تعریف کیا اور اُسے حضرت کو محبت پیدا ہوئی
کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو ایک نوع کا رشک پیدا ہوا تھا انھیں سے ابراہیم پیدا ہوا ہے اور ایک گھر لگے بے حضرت نے
ہونا یا جسکو مشرک ام ابراہیم کہتے ہیں اب بھی اُسکی زیارت کرتے ہیں دوسری حمیدہ کہ بعض سبایا میں حضرت کو ملی تھی
تیسری ایک کنیز تھی کہ زینب بنت جحش نے آنجناب کو بہہ کی تھی اور بقول ابن عبد البر وغیرہ چوتھی ریحانہ بنت زید
بربحر خوادیت شمعون سبایہ بنی نضیر مابنی قریطہ سے تھی فائدہ اصح یہ ہے کہ مہر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پانچو درہم سے زیادہ نہ تھا مگر ام المومنین صفیہ اور ام حبیبہ کا اعتاق اُنکا ہر تھا اور ام حبیبہ کا چار سو دینار
خواہ چار ہزار درہم تھے اور پانچو درہم ایک ہزار پانچو پچتر ماشے کے ہوتے ہیں اور کلدار اور ڈبل اور پتلی دار ایک سو
چار آنہ ہوتے ہیں اور دار السلطنتہ کھنکھ کے ایک سو چھتیس روپیہ پندرہ آنہ تین پائی اور پندرہ جز تئیس سے اور چار
دینار خواہ چار ہزار درہم جو مہر ام حبیبہ کا تھا سو حساب ماشہ بارہ ہزار چھ سو ماشے ہوتے ہیں و بحساب کلدار اور ڈبل
و پتلی دار ایک ہزار پچاس روپیہ اور دار الخلافہ کھنکھ کے ایک ہزار پچاس روپیہ دس آنہ پانچ پائی اور پانچ جز تئیس سے
اور وجہ اختلاف روپیوں کا یہ ہے کہ روپیہ کلدار اور ڈبل اور پتلی دار بارہ ماشے کا ہوتا ہے اور کھنکھ کا آٹھ گیارہ ماشے کا

در سترہویں

در سبکیں

فائدہ

فاما مکدہ جن عورتوں سے حضرت صلعم نے عقد کیا اور قبل دخول یا بعد دخول طلاق دی یا وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہوئی وہ سب مسلمانوں پر امام شافعی کے نزدیک مطلقاً حرام ہیں اور نووی نے اسکی تصحیح کی ہے اور امام الحرمین نے دخول شرط کیا ہے اور زانی نے اسکی تصحیح فرمائی ہے اور ساری مدخلہ میں صحیح حرمت ہے ورنہ یہ کیونکہ وہ بلا شک اہمات المؤمنین میں معدود ہیں اور جو عورت کہ قبل دخول عقد حضرت میں اس جہان سے سفر کی وہ بھی بالاتفاق ام المؤمنین ہے قادمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قوت مباشرت چالیس نفرا کی عنایت کی تھی اسی واسطے مباح تھا کہ جس تعداد سے چاہیں عورتیں اپنے نکاح میں لائیں بخاری میں انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلعم ایک بات میں سب بیبیوں کے پاس بچہ آتے تھے اور وہ گیارہ تھیں اور ایک روایت میں نو اور ہم اصحاب باہر گفتگو کیا کرتے تھے کہ حضرت کو تیس نفر کی قوت اللہ نے دی ہے اور طائوس اور مجاہد سے روایت ہے کہ قوت چالیس تن کی تھی اور ایک روایت میں قوت چالیس مرد اہل جنت کی دی گئی تھی اور روایت صحیح میں آیا ہے کہ ہر ایک اہل بہشت کو قوت سو مرد کی ہوتی ہے اور ابوشعبہ اور جماعہ میں اور یہ کمال فضل اور شرف اور امتیاز و اخفرت ہے رجال امت پر اور حکمت تکثیر نسائے نبی کے احکام درونی جیسے وقفیت شکل بہت پرمانہ کہ عبارت زیادت تکلیف بہ قیام حقوق و حسن معاشرت و محبت اور صبر تحمل ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے لڑتے اور بیعت اور نفقہ اور کسوت وغیرہ حقوق میں جو قدرت انحضرت میں تھی عدل فرماتے تھے اور بہترین سیرت و حسن معاشرت سے ہمہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے اہل و عیال سے بہ حسن معاشرت اور سیرت رہتا ہے وہ بہترین مردم ہے کیونکہ میں بہترین تمھارا ہوں اپنے اہل کے ساتھ مگر درباب محبت فرماتے تھے کہ خداوند ایہ قسم اور عدالت جو میں کرتا ہوں میرے اختیار میں ہے اور اس پر قدرت رکھتا ہوں مگر جس چیز کا مالک نہیں ہوں اس پر ملامت نہ کرنا یعنی محبت اور محبت میں کبھی کہتے ہیں کہ رعایت سادات حضرت پر واجب تھی مگر امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ محض کرم و تفضل اور مروت بطیب قلوب ازواج تھی اور باوجود اسکے طرح فرماتے تھے کہ گویا واجب ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر فرماتے تو قرعہ ڈالتے جس بی بی کے نام قرعہ پڑتا اسی کو ہمراہ رکاب لیجاتے تھے کذا فی البدایہ قادمہ باوجود اس عدل اور انصاف کے ازواج مطہرات باہم غیرت اور رشاک گاہ گاہ ظہور پذیر تھا اور یہ بحکم طبیعت بشریہ اور مقنناے غیرت و محبت اور ناشی غایت محبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا کہ دوسرے کی شرکت پسند نہیں آتی تھی اور یہی معنی غیرت کے ہیں کہ محب کو حیدائی اپنے محبوب کی گوارا نہیں ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ زوج مشوق زوجہ ہوتا ہے خصوصاً حضرت صلعم کے تمام عالم کے بلکہ ناک عالم کے محبوب تھے پھر ازواج مطہرات کی جنگوں و فرائی ہم ستری اور قدس و سبکی کی حاصل تھی کیونکہ محبوب نہون اور کس طرح انکی باہم رقابت نمود لہذا جب کسی عورت سے حضرت صلی اللہ وسلم قصد نکاح فرماتے تھے تو ازواج مطہرات اسے نہایت

میں سے

میں سے

میں سے

میں سے

مصرف ہوتی تھیں کہ کسی صورت کا انجناب اس سے التفات نہ فرمائیں یا جب باہم اپنی وجہ حضرت کی زیادہ از روئے محبت
پائی تھیں تو رشاک کرتی تھیں چنانچہ مدارج النبوة میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا
ایک نوع کی عنایت اور رعایت نظر عزت و شرف ہوئی تو عائشہ صدیقہ محبوبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو غیرت و اس کی برائی
اور حضرت سے کئے گئے محکم و محبت صفیہ سے بہت ہے کہ وہ ایسی اور ویسی ہے یعنی قصیر القامۃ ہے حضرت نے فرمایا اے
عائشہ تیرے وہ کلمہ کہا کہ اگر اسکو دریا میں ڈالیں تو تغیر ہو جائے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
صفیہ کے پاس تشریف فرما ہوئے تو یہ روتی تھیں حضرت نے پوچھا کیوں روتی ہو صفیہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ عائشہ
اور حفصہ مجھے ایذا کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم بہتر ہیں کیونکہ ہمکو شرافت نسب پیغمبر خدا کی ہے حضرت معلم نے فرمایا
کہ تو کیوں نہیں کہتی کہ تم کس طرح مجھے افضل ہو حالانکہ باب میرا ہارون اور چچا میرا موسیٰ ہے اور حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں سفر میں حضرت صلعم کے ہمراہ تھی صفیہ کا اونٹ بیمار ہو گیا اور چیل نہ سکا
اور زینب کے پاس اونٹ زیادہ تھے سو حضرت صلعم نے زینب سے فرمایا کہ صفیہ کا اونٹ خستہ ہو گیا ہے تم ایک
اونٹ آئے دو تو وہ منزل پر پہنچے زینب نے کہا اس یہودیہ کو میں کچھ نہ دوں گی حضرت صلعم نے اسے ناخوش ہوا
اور دو مہینے یا تین مہینے اس کے پاس تشریف نہیں لے گئے اسی طرح کی سیاست اور ادیبانہ حضرت صلعم کی
امہات المومنین کے ساتھ ہوتی تھی اگرچہ بعض سے زیادہ محبت رکھتے تھے لیکن حق میں رعایت کسی کی نہ فرماتے
اور نقل ہے کہ جب صفیہ مدینہ میں آئیں تو عورتیں انھما کی آواز دہسن و جمال سنکر بطور تفرج دیکھنے لگیں
اور حال میں حضرت عائشہ صدیقہ انھما پر ڈاکٹر انھما شامل ہو کر پوشیدہ و شریف لائیں تاکہ صفیہ کو توہین
حضرت رسالت اب صلعم نے عائشہ کو پہنچا کر لیا جب عائشہ رضی اللہ عنہا دیاں سے باہر نکلیں تو حضرت صلعم
نہیں پہنچے تشریف لے گئے اور کونہ چادر کا پکڑے ہوئے امیر القوم نے صفیہ کو دیکھا کیسا پایا عائشہ نے عرض کیا اے عائشہ
بہن یہودیہات بھی تھی فرمایا عائشہ تو ایسا کہتی ہے وہ تو مسلمان ہوئی ہے اور اچھا اسلام لائی ہے نقل ہے کہ حضرت
حضرت صلعم میں جملہ امہات مومنین جمع تھیں صفیہ نے کہا یا رسول اللہ باللہ میں خوش تھی اس میں کہ یہ مرض
جو آپ کو ہے مجھے ہوتا اسوقت سب بیدار ہوئے باہم آنکھوں سے اشارہ کیا کہ سرور کائنات صلعم اس غزوہ اشراپ پر
مطلع ہوئے اور ناخوش ہوئے اور اظہار کر رہے تھے کہ ارشاد کیا کہ صفیہ اس دعویٰ میں سچی ہے اسی طرح اور نواج کو
حضرت عائشہ سے رشاک غیرت تھا چنانکہ بخاری میں قصہ ہدایا اور محقق اصحاب باصفا کہ نوبت عائشہ میں بھیجتے تھے
اور اسی وجہ سے دیگر اندون نے شکایت کی اور ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے اور حضرت عائشہ سے روبرو
جناب رسالت مآب مکرار ہوئی مذکور ہے اور فقیر کا تب لاہور اہل ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا
کو کر گیا ہے اور مدارج میں ہے کہ حضرت صلعم نے جب اسما کو نہایت نکاح کیا تو انہیں ساندی کو روانہ کیا کہ اسما کو مدینہ

لا دے وہ گئے اور اس کو مدینے میں لائے عورتین مدینے کی آواز دے حسن و جمال سے نہ دیکھ کر کو آئین اور لمہات لہو منیر
 ایک عورت کو سنبھلایا کہ تو اس سے کہہ دے کہ تو پادشاہ کی بیٹی ہو اگر چاہتی ہو کہ شوہر مجھے محبت کرے تو وقت خلوت
 کہنا اعدو باللہ منک کہ شوہر تجھ کو نہایت دوست رکھنا سو اس نے اسی طرح کہا حضرت صلعم نے اسے جھوٹ دیا اور
 ایک روایت ہے کہ جب اسما حضرت صلعم کے حضور میں آئی تو زوجات مطہرات کو نہایت رشک پیدا ہوا مگر اہل بیت
 اس سے شفقت اور مہربانی سے پیش آئیں چنانکہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اُس کے ہنسی لگائی اور حضرت عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ عنہا نے سر کے بال گوندے اور اسی حالت اختلاط میں دونوں نے کہا کہ جب حضرت صلعم خلوت کریں
 تو کہنا اعدو باللہ منک چنانچہ جب اسما کو حضرت نے گھر میں داخل کیا اور پردہ ڈالا اور چاہا کہ مباشرت فرماوین
 اس نے کہا اعدو باللہ منک حضرت صلعم نے فوراً ہاتھ کھینچا اور فرمایا تو نے بڑی پناہ کھڑی اپنے گھر جا اور ابو سید سے
 کہ اس کو گھرا سکے پوچھ دے بعد ازاں حضرت صلعم کو دریافت ہوا کہ یہ فریب عورتوں کا تھا انہن صواب یوسف
 وان کید کن عظیم اس مقام سے واضح ہوتا ہے کہ شاید عورتوں کو واسطے محبت شوہر کے ایسی بات جائز ہو و لہذا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سزا اور جزا نہیں دی اور نہ منع و زجر فرمایا اور نہ کچھ ناراض ہوئے اسی مقدار
 فرمایا کہ عورتوں کو کید اور مکر ہوتا ہے اور مکر انکا عظیم ہے چنانچہ قرآن شریف میں حق زبان یوسف علیہ السلام میں
 وارد ہے ان کید کن عظیم اور صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی کسی بی بی پر رشک نہیں آیا اسلئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے لیکن خدیجہ پر
 البتہ رشک آتا تھا اس سبب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یاد بست کرتے تھے حالانکہ میں نے ان کو دیکھا تھا
 ایک روز میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا کہ آپ خدیجہ کو یاد بست کرتے ہیں شاید انکی برابر
 دنیا میں کوئی عورت نہیں فرمایا مگر خدیجہ ایسی تھی اور ایسی تھی یعنی اُس میں بہت خوبیاں تھیں اور میری اولاد
 سب اس سے ہوئی خلاصہ یہ کہ خدیجہ سے مجھے دو سبب سے محبت ہے ایک تو یہ کہ اُس میں بہت خوبیاں بہت تھیں
 میری نسل قیامت اُن سے قائم رہے گی چنانچہ حضرت فاطمہ بنت خدیجہ علیہا السلام کی اولاد ہے اور کسی کی نہیں ہے
 اس حدیث سے فضیلت خدیجہ کی عائشہ صدیقہ پر غور ہوئی ہے مگر اکثر احادیث فضائل حضرت صدیقہ پر بھی
 درود ہیں لہذا اس کو اس بات میں اختلاف ہے چنانچہ شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
 کہ افضل از راجح مطہرات خدیجہ اور عائشہ اور ان دونوں کے باہم فضیلت میں اختلاف ہے ابن عماد و فضل خدیجہ
 کمری کے قابل ہیں اور ابن داؤد سے سوال کیا گیا کہ ان دونوں سے کون افضل ہے جواب دیا کہ خدیجہ اور
 تفصیل اس مقام کی موجب لدنیہ ارجح میں ہے فقیر کاتب الحروف کے نزدیک فضیلت میں جو دونوں برابر ہیں
 اور جوہ فضائل دونوں طرف قوت میں ہم پلہ ہیں اگر تفصیل اہل الجاہلیہ میں ہوگی تو میں وجہ تفصیل کلی

واللہ اعلم بالصواب توضیح اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں پوشیدہ نہ رہے کہ جملہ اولاد و خاندان
 متفق علیہ چھ نفر ہیں دو بیٹے قاسم و ابراہیم اور چار بیٹیاں زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ اور اکثر اہل علم
 انساب کے نزدیک ایک فرزند عبد اللہ کے ہیں ہوئے تھے اور طیب اور طہر ان کا لقب تھا اور دراصل قسطنطین کے نزدیک
 یہ قول ثبت ہو پس مجموع اولاد سب متوفی تین بیٹے اور چار بیٹیاں اور بعض طیب اور طہر کو سوا عبد اللہ
 بیان کرتے ہیں پس مذکور پانچ ہوتے ہیں اور جملہ اولاد نو نفر اور بعض عبد اللہ کو متفق کرتے ہیں تو جملہ اولاد
 آٹھ نفر ہوتے ہیں اور بعض طیب اور طیب کو ایک بطن سے کہتے ہیں اور طہر اور طہر کو ایک شکم سے پس
 اس حساب میں سب اولاد گیارہ تن ہوتی ہیں اور بعضوں نے نقل کیا ہے کہ قبل بعثت ایک بیٹا عبد مناف
 پیدا ہوا تھا پس مجموع بارہ ہوتے ہیں اور سب حالت اسلام میں ہوئے سوا عبد مناف کے بالجمہ سب
 اقوال کے ملائے سے آٹھ بیٹے ہوتے ہیں قاسم و ابراہیم متفق علیہما اور چھ مختلف فیہ اور اصریح یہ ہے کہ تین بیٹے
 قاسم و ابراہیم و عبد اللہ تھے اور چار بیٹیاں اور سب اولاد خیر بن بنت خولید کی ہیں سوا ابراہیم کے کہ وہ
 ماریہ قطیبہ سے ہوئے کہ ان فی المویسب والدرج اور اختلاف ہے اکبر اولاد میں بعض کے نزدیک اکبر اولاد قاسم
 بعد از ان زینب پستہ رقیہ بعد ش عبد اللہ پھر ام کلثوم اور بعض کہتے ہیں اکبر اولاد زینب پستہ قاسم بعد از ان
 ام کلثوم پستہ فاطمہ پستہ عبد اللہ مقب بطب طہر پستہ ابراہیم ابن عبد اللہ کے کہا یہی صحیح ہے یہ ایک
 عند تحقیق اہل علم انساب کے نزدیک اکبر اولاد قاسم ہیں کہ پیدا ہوئے پیش از نبوت اور انھیں کے
 باعث سے حضرت صلعم ابو القاسم کہلائے بعض کے نزدیک سترہ مہینے زندہ رہے وہو الصواب و بعض کے نزدیک
 دو برس زندہ رہے اور بعض کے نزدیک قابل مشی ہوئے تھے اور بعض کے نزدیک اس قدر زندہ رہے کہ لائق
 سواری ناقہ اور اسب کے ہوئے بہر تقدیر روایت صحیحہ وفات انکی قبل بعثت ہوئی ہو اور وہ سب لکھنوی ہیں
 کہ مستدرک سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وفات عبد اسلام میں پائی اور عبد اللہ بعد اسلام کے مکہ میں پیدا ہوئے
 لہذا مقب بطیب طہر تھے اور طفولیت میں وفات پائی انھیں کی وفات پر عاص بن وائل سہمی بدرعہ و عاص
 کہا تھا کہ بیٹے محمد کے مر گئے انکی نسل باقی نہ رہی اللہ نے اسی غرض میں سورہ کوثر نازل فرمائی اور شان کا کہ
 ہو لا بئرا نسین نازل کیا یعنی تیرا دشمن اور غیبت کذبہ اور بدگوینہ و آخرت ہو گا کہ دنیا اور آخرت میں
 کوئی اسکا نام نہ لے گا اور اگر کوئی نام بھی لے گا تو بہ لعنت و مذمت لے گا اور تیرا نام دنیا اور آخرت میں بلند
 رہے گا اور تیری اولاد شرف و عزت میں نشہ ہو گی اور ابراہیم، یونس علیہ السلام پیدا ہوئے ماریہ قطیبہ رضی اللہ عنہما
 ماہ ذیحجہ سال ششم و بروایت سال نہم ہجرت میں صحیح بخاری میں انس ابن مالک سے روایت ہو کہ فرمایا
 حضرت نے آج کی رات میرے بیٹا ہوا میں نے اسکا نام اپنے باپ کے نام پر ابراہیم رکھا روایت ہو کہ بروز تولد

سیدنا ابراہیم

سیدنا ابراہیم

سیدنا ابراہیم

سیدنا ابراہیم

سیدنا ابراہیم

ہام رکھا اور ساتویں دن دو کبش غفیفہ میں فزع فرمائے و لقبو لے ایک گو سپند اور بعد حلق راس جو زن بالوں کے
چاندھی مسکینوں کو صدقہ کی اور بال زمین میں دفن کرائے اور ابوہند نے بال مونڈے اور ام سیفند وجہ ابو سیف
ابنکرنے دودھ پلایا اور قابیہ ابراہیم وجہ ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلعم سماء سلمیٰ تھی اور حدیث جابر رضی اللہ
میں ہے کہ جب رسول خدا نے سنا کہ ابراہیم سکران میں ہیں تو حضرت نے عبد الرحمن ابن عوف کا ہاتھ پکڑا اور
ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور دیکھا کہ ابراہیم قریب لڑکے ہیں سو انکو گود میں لیا اور چشم مبارک سے شکر
روان ہوئے اور فرمایا اے ابراہیم تیری فوت سے میں غمگین ہوں آنکھیں روتی ہیں اور دل جلتا ہے اور میں
نہیں کہتا ہوں وہ بات جس میں خدا ناراض ہو گا قال ان العین تدس والقلم تحزن والانقول الامریضی
بہ ربنا وانا بفرآکاب یا ابراہیم لمخون اسوقت عبد الرحمن نے کہا یا رسول اللہ آپ روتے ہیں اور حالانکہ
میں فرما چکے ہیں رونے میت پر فرمایا اے ابن عوف جو تو دیکھتا ہے رحمت اور قوت ہے مردہ پر کہ پیدا ہوتا ہے شاید
حال میت سے اور میں نے نہیں کی ہے مگر دو صورت سے ایک اُس آواز سے جو وقت نغمہ لہو و لعب اور
غز امیر شیطاں کی ہو اور دوسرے وہ آواز کہ وقت نصیبت ہوا اور منع کرتا ہوں میں منہ پٹینے اور کپڑے پھارتے
لیکن لشکر ریزی رحمت ہے اور جو رحم نہ کرے وہ رحم نکلیا جائیگا اور عبد الرحمن بن حبان ابن ثابت نے
اپنی ماں شہین سے کہ خواہر ماریہ قطبہ تھیں روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی تھیں کہ میں سر نہ ابراہیم کے تھی
اور میں اور میری بہن ماریہ فریاد کر رہی تھیں اور حضرت منع نہ کرتے تھے اور جب روح ابراہیم مقبول ہوئی تو حضرت نے
فریاد سے منع کیا اور ایک روایت ہے کہ جب حضرت صلعم روئے تو اسامہ ابن زید نے فریاد کی حضرت نے منع کیا
اسامہ نے کہا یا رسول اللہ آپکو دکھ کریں نے فریاد کی تھی فرمایا البکا ومن الرحمة والفرخ من الشيطان
تعم حضرت ابراہیم کی سنتر روز کی بروایت ابی داؤد ہوئی اور ایک روایت میں سنو کہ مینے آٹھ روز کی ہے اور بعض کے
نزدیک بائیس ماہ چھ روز کی اور بعض کے نزدیک قریب یکسٹ سال اور درایہ ابراہیم یا ابو بردہ یا فضل ابن عباس نے
غسل دیا اور عبد الرحمن ابن عوف نے پانی ڈالا اور سر پر صغیر پر اٹھائے گئے اور حضرت صلعم نے نماز پڑھی اور
قبر عثمان ابن مظعون کے قریب مدفون ہوئے اور قبر کی نشانی کر دی اور پانی چھڑکا گیا اور حضرت صلعم نے اپنے
ہاتھ سے پتھر قبر پر رکھے اور روز وفات وہم مجرم و برداتیہ وہم بیع الاول روز شنبہ تھا اور اسی دن کسوف شمس
واقع ہوا لوگوں نے کہا فوٹ ابراہیم سے ایسا ہوا حضرت صلعم نے فرمایا یہ دونوں نشانیاں خدا لکی ہیں کسی کی
موت و حیات سے مشکف نہیں ہوتیں بلکہ اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تاکہ عبرت پکڑیں اور بعد قہرین اور استغفار
کریں اور بندہ آزاد کریں اور سبب شہدہ کا یہ ہو کہ کسوف بست و شتم بابت شتم ابن ابی قحادہ بنحو ہوتا ہے اور یہ
وہم کو ہوا تو لوگوں کو اشتباہ واقع ہوا حالانکہ خدا کو اس فاعلہ کا ابطال منظور تھا پس اس حدیث میں دلیل ہے

ابطال قول اہل نجوم پر جو قائل ہیں کہ سوائے تاریخ بہشت ہشتیم بہشت ختم کے کسوف نہیں ہوتا اور منقول ہے کہ بر ذرفات ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو میں والدہ ابراہیم کے دہلہ دار ہوتا اور اگر دیتا اور تمام قطیعوں سے جزیرہ موقوف کر دیتا اور صحاح اخبار میں موجود ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ ابراہیم میرے بیٹے نے ایام رمضان تمام نہیں کی اور دنیا سے رخصت ہو گیا بتحقیق اس کے واسطے دو دھپلانے والی بہشت میں ہو گی تاکہ ایام رمضان کامل ہو جائیں اور بخاری نے اس حدیث کو براہ ابن عازب سے روایت کی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہر رمضان فی الجنتہ البتہ اس کے لیے دو دھپلانے والی بہشت میں ہے یعنی اس کو اللہ نے بہشت میں داخل کیا اور دو دھپلانے والی مقرر کی اور بعض کہتے ہیں کہ بہشت سے عالم برزخ مراد ہے اور بعضوں نے تاویل کی ہے کہ مراد رمضان سے اتمام نعمائے بہشت ہے لیکن اس کتاب مجاز باوجود امکان حقیقت غیر جائز ہے اور شیخ المہدین مولانا عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج میں فرماتے ہیں کہ حکمت در خلق وضع و اتمام مدت رمضان موقوف بلکہ رسالت سے پہلے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کمال فی احوال بعد انتقال از دنیا داخل بہشت ہوتے ہیں اور جنت موعود الآن موجود ہے اور بعض مشائخ طریقت رحمہم اللہ کہ قائل ترقی بعد الموت ہیں اس حدیث سے تمسک کرتے ہیں کہ یہ دلالت کمال نقصان پر کرتی ہے واللہ اعلم بالصواب یہاں تک ذکر صاحبزادوں کا تھا اب صاحبزادوں کا حال لکھا ہوں اول زینب اکبر بیات ہیں ابن سہیل نے نزدیک تولد ان کا سال سی ام تولد آنحضرت صلعم میں ہوا اور بعد بعثت آنحضرت اسلام لائیں اور جب جوان ہوئیں تو لقیط ابو العاص ابن الربیع ابن عبد الغری ابن عبد شمس ابن مناف سے نکاح کیا یہ ابو العاص بیٹا مالک یا بھند بہشت خلیلہ خواہر اعیانی حضرت خدیجہ کبریٰ کا تھا بعد اس کے زینب نے جانب مدینہ ہجرت فرمائی اور بسبب کفر ابو العاص کے جدائی واقع ہو گئی اور بعد کئی برس کے ابو العاص بھی مدینہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور حضرت صلعم نے نکاح اول اب نکاح جدید زینب کو سپرد ابو العاص فرمایا پھر کثرت علی نام ایک بیٹا پیدا ہوا اور ایک بیٹی مسماۃ امامہ علی سپہ زینب نے قبل بلوغ و قرب بحد بلوغ وفات پائی اور امامہ زندہ رہیں کہ بعد وفات حضرت فاطمہ علیہا السلام کے مطابق وصیت ان کے علی رضی نے نکاح کیا ان سے ایک بیٹا محمد واسطہ پیدا ہوا لیکن زندہ نہیں رہا اور بعد علی رضی رضی اللہ عنہ کے منیرہ ابن نوفل ابن حارث کے نکاح میں آئیں اس سے کئی نام ایک بیٹا ہوا وہ بھی زندہ نہیں رہا بالکلہ کوئی اولاد یا احفاد زینب سے دنیا میں نہیں رہا ہے اور وفات زینب سال ہشتیم ہجری میں ہوئی اور سو دہشت و ہشت و ام سلمہ و ام امین و ام عطیہ انصاریہ نے غسل دیا احادیث سے واضح ہے کہ حضرت نے عورتوں سے فرمایا دھوؤ اسکو تین بار یا پانچ بار اور ایک روایت میں سات بار یعنی اگر نفاخت تین بار میں حاصل ہو تو زیادہ مشرع نہیں ہے ورنہ زیادہ کرو کہ نفاخت حاصل ہو

منہج
فی تاریخ
بہشت

بہشت

نیز

عثمان ابن عفان سے اور ام کلثوم نے سال گنیمت ہجرت میں وفات پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی اور اسما بنت عمیس اور صفیہ بنت عبدالمطلب اور ام عطیہ نے غسل دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹلی قبر میں بیٹھ کر آنکھوں سے روئے اور فرمایا کوئی ہر حاضرین میں جسے آج کی رات عورت سے صحبت نہ کی ہو ابو طلحہ انصاری اتھاس کیا یا رسول اللہ میں ہوں فرمایا قبر میں اترو چنانچہ ابو طلحہ نے قبر میں رکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی منها خلقکم وہیما نعدیکم ومنہما تخرجکم مارۃ اخری پھر فرمایا بسم اللہ فی سبیل اللہ وعلی ملہ رسول اللہ بعضہ بشرح کہتے ہیں کہ یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ تم میں کوئی نہ جو جسے صحبت عورت سے آج کی رات نہ کی ہو بطور تعریض تھا عثمان ابن عفان پر کہ انھوں نے شب کو اپنی لونڈی سے صحبت کی تھی اور سب یہ ہو کہ ام کلثوم کی بیماری نے طول کھینچا تھا اور بے طاقت ہو گئی تھیں عثمان ناچار رات بے جا رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے مطلع کر دیا اور بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات ام کلثوم حضرت عثمان سے فرمایا کہ اگر تیرسی بیٹی میری ہوتی تو میں تجھے عقد کر دیتا اور ایک دایت کہ اگر تیرے بیٹے تو ایک کو بعد موت دوسرے کے تجھے دیتا بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ رقیہ اور ام کلثوم سے کوئی اولاد عثمان ابن عفان کی نہیں باقی رہی بلکہ کہتے ہیں کہ ام کلثوم ایک مدت عثمان کے پاس رہیں مگر اولاد نہیں ہوئی اور بعد میں نزدیک اولاد ہوئی لیکن زندہ نہیں رہی اور رقیہ وقت ہجرت اولی جانب حبشہ مائدہ تعین سو وہ حمل کر گیا بعد اُنکے ایک بیٹا ہوا عبداللہ ابن عثمان جب وہ دو برس کا ہوا تو خروص نے اُسکی آنکھ میں چوڑی ماری مگر کیا حاصل ان دنوں صاحبزادیوں سے کوئی لڑکھائی لگی حضرت عثمان کی زندہ نہیں رہی اور نہ کچھ اُسکا نام و نشان ہے مگر اور ازواج سے حضرت عثمان کے اولاد ہوئی اور باقی رہی کہ انی المدارج بعض کتب تو تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ جلد اولاد ذکر وراثت حضرت عثمان مدین شریفین آٹھ بیٹے اور نو بیٹیاں عبداللہ اکبر والدہ اُسکی فاختہ بنت غزوہ عبداللہ مغرہ والدہ اُنکی قیث بنت رسول اللہ صلعم و عمر و ابان و خالد و مریم والدہ اُنکی ام عمر بنت حنظلہ ابن ابی العارث ابن ارویدہ البید و سعید و ام عثمان والدہ اُنکی فاطمہ بنت الولید ابن عبد الشمس ابن المغیرہ ابن عبد اللہ ابن عمر غزوئی و عبد الملک مان اُسکی ام بنیہ بنت عتبہ ابن حصین بدر غزوئی و عائشہ ام ابان و ام عمر و والدہ اُنکی مازلہ بنت سبیبہ ابن ربیعہ بن عبد الشمس ابن عبد مناف و ام خالد و ارد بن و ام ابان مگر والدہ اُنکی مازلہ بنت الفزاعیہ ابن لاحوہ ابن عمر ابن ثعلبہ ابن العارث مگر ایک بیٹی کا نام معلوم نہیں نہ فقط و امہ اعلم بحقیقۃ الحال انہا فاطمہ زہرا بنتہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تولد رکھا بعلی ابن جویز یا پنج برس قبل از نبوت ہوا ہر اور شیخ نے شرح سفر السعادت میں اسی قول پر کہ تغافرانی ہو اور مدارج میں فرماتے ہیں کہ ملاقات شریف سال کتابیس مولد حضرت رسالت پناہ میں ہوئی اور یہ قول ابو عمر راوی کا ہے اور مخالفت قول

ابن اسحق کے ہر کوئی کہہ سکتے روایت کی ہے کہ حملہ اولاد آنحضرت قبل بعثت پیدا ہوئے مگر ابراہیم اس واسطے کہ قول ابو عمر میں بعد انقضا سے ایک برس نبوت کے ولادت فاطمہ ثابت ہوئی ہے اور قول ابن جوزی کو اشہر روایات میں گردانا ہے انتہی اور کرمانی میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح حضرت فاطمہ علیہا السلام کا علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے بعد غزوہ اُحُد کے فرمایا اور عمر شریف پندرہ برس بائیس مہینے کی تھی اور یہ قول مؤید قول ابو عمر کا ہے بہر تقدیر حضرت فاطمہ صغر بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقبال اصح ہیں اور بقولے رفیعہ و لبقولے ام کلثوم اور حضرت فاطمہ علیہا السلام سیدہ خورات عالمہ اور سہ دار ساء اہل بہشت ہیں اور حدیث مرفوعہ سے ثابت ہے کہ حضرت سیدہ علیہا السلام کو فاطمہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ ہر روز قیامت یوم حساب انگو اور ان کے ذریعہ کو آتش دوزخ سے کیسور کھینکا اور ان کے دانت میں لفظ محمدین بھی راقع ہو یعنی حق تعالیٰ جل شانہ درخت انگو اور ان کے دوست داروں کو تو آتش دوزخ سے دور رکھینکا اور عظیم از روئے لغت یعنی منع طفل است از شیر گویا سیدہ باز رکھنے والی ہیں آتش دوزخ سے کذا فی المومب اللہ نیہ والمدارج اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ جب فاطمہ علیہا السلام مین تو آپ کھڑے ہو جاتے اور دست شریف انکا پکڑتے اور جنین مبارک کو بوسہ دیتے اور اپنے مقام پر بٹھلاتے تھے اور اسی طرح جب حضرت حمید للعالمین محبوب الکنوز صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ کے پاس شریف لاتے تو یہ تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑی ہوتیں اور استقبال کر کے آنجناب کا ہاتھ پکڑتیں اور اپنی جگہ بٹھلاتیں کذا فی المدارج النبویہ مین کہتا ہوں کہ میرے تہ کسی کو حضرت کے نزدیک حاصل نہ تھا جو حضرت فاطمہ کا تھا اور زکریا اور راضیہ اور بتول حضرت سیدہ کے القاب سے ہیں اور وجہ تاقیب یہ بتول یہ ہے کہ تین معنی قطع ہر سو حضرت سیدہ فضل و کمال و حسن و جمال میں عورات عالم سے منقطع تھیں اور بھی دنیا اور ماسوے اللہ سے علحدہ تھیں اور بسبب محبت و محبت اور نورانیہ و بنیہ کے سبب سے زہرہ کمالاتی تھیں اخبار الدولہ مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو بتول زہرا و وطاہرہ و مطہرہ و فاطمہ کہتے تھے اور دستور آنحضرت مسلم یہ تھا کہ جب فاطمہ آتین تو آپ اپنے مقام پر انکو جگہ دیتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ کے برابر کوئی شخص چار احوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ تھا اور صورت و سیرت و نشست برخاست چال و ڈھال مین مشابہ تر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم مجھ فاطمہ نہ تھا اور تو بان سے روایت ہے کہ حضرت جب ارادہ سفر فرماتے تو سب لوگوں سے مل کر انکو فاطمہ زہرا سے ملے کو شریف لاتے تھے اور جب معاودت فرماتے تو اول فاطمہ زہرا کے پاس آتے کہ زمانہ جدائی تصویر ہو جائے علماء سے سلف نے لکھا ہے کہ افضل ترین نمایاںات بعد الانبیاء علیہم السلام فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں اس واسطے کہ وہ ایک ٹکڑا ہیں بدن سعید الانبیاء علیہم السلام و اسلام کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ کے حضور مین کہا کرتے تھے کہ محبوب ترین مخلوقات ہمارے دل مین تھا ہے باپ تھے انکے بعد تم ہو اور

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اکثر فرماتے تھے اربعہ محمد آتی اہل بیت یعنی حضرت صلعم کو اُن کے اہلیت میں مدخل ہے کہ انہی اخبار الدول و ترجمہ العوام عن جب عمر حضرت فاطمہ علیہا السلام کی سو گھ برس و ہر دیتے چنڈہ برس پانچ مینے یا ساڑھے چھ مینے کی ہوئی تو سال دوم ہجرت میں و بقول ابو عمر سال سوم میں بعد غزوہ احد حضرت صلعم علی مرتضیٰ کو م اللہ وجہ سے کہ عمر ان کی اکیس برس پانچ مینے کی تھی نکاح کر دیا کہ اذکرہ الطبرانی فی ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ اور حال تفصیل اس مقام کا یہ ہو کہ جب فاطمہ جوان ہوئیں اول حضرت صدیق اکبر نے بعد اُس کے عمر فاروق نے خواہش نکاح کی حضرت سیدہ سے ظاہر کی حضرت رسول خدا صلعم نے سکوت فرمایا یا کہا وہ چھوٹے ہو تب دونوں صحابی امیر المومنین علی مرتضیٰ کے پاس گئے اور کہا کہ تم درخواست کرو حضرت سے یہ کہ میرا نکاح فاطمہ زہرا سے کر دیجیے علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں یہ شکر اینی چادر اوڑھتا ہوں حضرت صلعم کے حضور میں آیا اور التماس کیا کہ حضرت فاطمہ کے ساتھ میرا نکاح کر دیجیے فرمایا میرا حجاب و اہل بعد از ان حضرت نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فکر کیا وہ خاموش ہو رہیں پھر حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا تیرے پاس کچھ ہر دو بولے میرا لگھوڑا اور زرہ ہر فرمایا لگھوڑا رجا دے واسطے ضرور ہر زرہ کو بیچو میں نے چار سو اسی درہم کو زرہ بیچی کہ حضرت عثمان نے خرید کی و ز قیمت ادا کر کے زرہ بھی واپس کر دی میں نے قیمت اُسکی کو شے چادر میں باندھی اور حضرت کے پاس آیا حضرت نے درہم لیکر اپنے پاس رکھے پھر آنجناب نے ایک مٹھی درہم لیکر بلال کو دیے اور فرمایا کہ اُسکی خوشبو لے آؤ اور اہلبیت سے ارشاد کیا کہ فاطمہ کا حمیر طیار کر دینا میں سامان خانہ دارمی چنانچہ ایک چادر پائی جتنائی گئی اور ریش خرمی کی رستی سے بُنی گئی اور ایک خوشک چہرے کی طیار ہوئی حبیبین رخت خرمے کا کپوت بھر اکیا امام احمد نے روایت کیا کہ ایک کملی غلطہ اور ایک مشک اور ایک مکئیہ چرمی بھی حمیر بن تمہار کی اُن کو اب و در ایک روایت ہے کہ ایک پلنگہ دو نمالی کسان کی دو چادر بر دلی ایک مکئیہ و بازو بند چاندی کے اور ایک پانی بھرے کی مشک اور دو گھڑے مٹی کے اور چند چیزیں اسی قسم کی تھیں روایت ہے کہ ایسے امور کا انصرام ام سلیم والدہ انس رضی اللہ عنہ نے کیا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ نے حمیر طیار کیا تھا حضرت انس سے روایت ہے کہ میں حضرت کے پاس حاضر تھا دفعۃً آثار وحی بشرہ فورانی پر منور ہوئے بعد اونی کو قف کے فرمایا کہ اس وقت حضرت جبریلؑ نے کہا کہ ان اللہ یا مرگ ان تزوج فاطمہ سن علی پھر بعد کئی دن کے حضرت صلعم نے مجھے فرمایا کہ ابو بکر و عمر و عثمان و عبد الرحمن اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ کہ میں انکو لایا جب سب لوگ جمع ہوئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے علی مرتضیٰ غائب تھے یعنی حضرت کے کام کو گئے تھے حضرت پیغمبر خدا صلعم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم کیا کہ میں نکاح کر دوں فاطمہ کا علی ابن ابی طالب سے سوئم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اُسکا نکاح کیا چار سو مثقال نقرہ پر اگر علی راضی ہو پھر ایک طاس میں

حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ میں نے اُسکا نکاح کیا چار سو مثقال نقرہ پر اگر علی راضی ہو پھر ایک طاس میں

خرے شکائے اور اذن لوٹنے کا دیکھ سب نے لوٹے اسی حال میں علی مرتضیٰ نے حضرت نے انکی طرف دیکھ کر
 تبسم فرمایا اور کہا کہ مجھ کو حکم کیا افسر نے کہ فاطمہ کا عقد تیرے ساتھ کروں سو میں نے چار سو مثقال چاندی
 مہر قرار دے کر تیرے ساتھ عقد کیا تو راضی ہوا علی مرتضیٰ نے کہا میں راضی ہوا یا رسول تب حضرت صلعم نے
 فرمایا جمع اللہ شملکما و عزہ کما و بارک علیکما و اخرج شملکما کثیرا طیباً یعنی اللہ جمع کرے تمھاری برکت کی
 اور عزت کرے تمھاری کوشش اور برکت نازل کرے تم دونوں پر ظاہر کرے تم دونوں سے اولاد پاکیزہ
 حضرت انس فرماتے ہیں کہ بعد اُن دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت ظاہر ہوئی کہ انی المویہ اب القصد بعد نکاح کے
 جناب سیدہ باجارت حضرت صلعم ہمراہ ام امین علی مرتضیٰ کے گھر آئیں اور حضرت صلعم نے حضرت مرتضیٰ سے
 فرمایا کہ فاطمہ سے بات نہ کرنا جب تک میں نہ آؤں علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں گھر میں ایک خط
 تھا اور حضرت سیدہ مع ام امین ایک طرف کہ عشا کے بعد جناب صلعم تشریف لائے اور فرمایا بیان میرا بھائی ہر
 ام امین نے کہا موجود ہو کیا تم نے نکاح انکا کیا سو اپنی بیٹی سے فرمایا ہاں اور گھر میں داخل ہوئے اور
 فاطمہ سے فرمایا پانی لاؤ میرے پاس سو فاطمہ کا نئے کلاں چوبین میں پانی لائیں حضرت نے پانی لیا اور غصہ نہ
 کی ڈالی اور فاطمہ کو اپنے سامنے بٹکایا اور لٹکے سر دینے پر وہ پانی چھڑکا اور فرمایا اللہم اعینہ بابک و ذریعہ
 من الشیطان الرقیتم پھر کھپ پھر فاطمہ نے پیٹھ پھیری کہ حضرت نے دونوں شانوں کے بیچ میں پانی ڈالا اور
 اسی طرح پڑھا بعد اُنکے اسی طرح علی مرتضیٰ نے کیا پھر فرمایا داخل ہاں بک بسم اللہ الرحمن الرحیم البکر کہ انکے
 ابو حاتم و احمد بن النقیب روایت ہے کہ مویز و خرے طعام ولیمہ میں حضرت صلعم نے عنایت فرمائے تھے بعد اس
 معاملے کہ حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ گھر کے اندر کا کام جلیط روتی پکانا اور جھار دودینا اور چکی پیسنے فاطمہ
 کیا کرے اور باہر کا کام علی خواہ انکی والدہ فاطمہ بنت اسد چنانکہ ائمہ حدیث نے لکھا ہے کہ چکی پیسنے کا نشان
 حضرت سیدہ کے ہاتھوں میں پڑ گئے تھے اور چولہا پھونکنے سے رنگ مبارک متغیر ہو گیا تھا ایک دن جناب لایق
 فرمایا کہ تمھارے باپ اکثر نوذیان بانٹتے ہیں تم بھی اپنے لیے کوئی نوٹھی مانگ لاؤ سو جناب سیدہ اس کام کو
 حاضر حضور رہیں مگر سلام کر کے جلی آئیں اور دنیا کی شکایت نہ کر سکیں علی مرتضیٰ نے ایک دن پھر تانہ پھیرا
 حضرت صلعم اس دن حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں تھے مگر جب حضرت سیدہ تشریف لیگئیں تو انجناب کو گھر میں
 نہ پایا تب حضرت عائشہ سے فرمایا کہ ایک نوٹھی مانگے آئی تمھاری تورات کو حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ فاطمہ
 ایک نوٹھی مانگے تو تشریف لائی تھیں حضرت صلعم اسی وقت جناب سیدہ کے گھر گئے اور فرمایا کہ ابکی بار
 نوذیان آئیں تو یاد دلانا ہم تمکو دینگے اور فرمایا کہ دنیا کی مشقت چند روزہ ہو اسکو اسی طرح گزر جائے دو
 آخر کار جب نوٹھی عنایت فرمائی تو ارشاد کیا کہ اگر ایک کام وہ کرے تو ایک کام تم کرو یا یہ کہا کہ آدھا کام

نکاح انکا کیا سو اپنی بیٹی سے فرمایا ہاں اور گھر میں داخل ہوئے اور فاطمہ سے فرمایا پانی لاؤ میرے پاس سو فاطمہ کا نئے کلاں چوبین میں پانی لائیں حضرت نے پانی لیا اور غصہ نہ کی ڈالی اور فاطمہ کو اپنے سامنے بٹکایا اور لٹکے سر دینے پر وہ پانی چھڑکا اور فرمایا اللہم اعینہ بابک و ذریعہ من الشیطان الرقیتم پھر کھپ پھر فاطمہ نے پیٹھ پھیری کہ حضرت نے دونوں شانوں کے بیچ میں پانی ڈالا اور اسی طرح پڑھا بعد اُنکے اسی طرح علی مرتضیٰ نے کیا پھر فرمایا داخل ہاں بک بسم اللہ الرحمن الرحیم البکر کہ انکے ابو حاتم و احمد بن النقیب روایت ہے کہ مویز و خرے طعام ولیمہ میں حضرت صلعم نے عنایت فرمائے تھے بعد اس معاملے کہ حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ گھر کے اندر کا کام جلیط روتی پکانا اور جھار دودینا اور چکی پیسنے فاطمہ کیا کرے اور باہر کا کام علی خواہ انکی والدہ فاطمہ بنت اسد چنانکہ ائمہ حدیث نے لکھا ہے کہ چکی پیسنے کا نشان حضرت سیدہ کے ہاتھوں میں پڑ گئے تھے اور چولہا پھونکنے سے رنگ مبارک متغیر ہو گیا تھا ایک دن جناب لایق فرمایا کہ تمھارے باپ اکثر نوذیان بانٹتے ہیں تم بھی اپنے لیے کوئی نوٹھی مانگ لاؤ سو جناب سیدہ اس کام کو حاضر حضور رہیں مگر سلام کر کے جلی آئیں اور دنیا کی شکایت نہ کر سکیں علی مرتضیٰ نے ایک دن پھر تانہ پھیرا حضرت صلعم اس دن حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں تھے مگر جب حضرت سیدہ تشریف لیگئیں تو انجناب کو گھر میں نہ پایا تب حضرت عائشہ سے فرمایا کہ ایک نوٹھی مانگے آئی تمھاری تورات کو حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ فاطمہ ایک نوٹھی مانگے تو تشریف لائی تھیں حضرت صلعم اسی وقت جناب سیدہ کے گھر گئے اور فرمایا کہ ابکی بار نوذیان آئیں تو یاد دلانا ہم تمکو دینگے اور فرمایا کہ دنیا کی مشقت چند روزہ ہو اسکو اسی طرح گزر جائے دو آخر کار جب نوٹھی عنایت فرمائی تو ارشاد کیا کہ اگر ایک کام وہ کرے تو ایک کام تم کرو یا یہ کہا کہ آدھا کام

نکاح انکا کیا سو اپنی بیٹی سے فرمایا ہاں اور گھر میں داخل ہوئے اور فاطمہ سے فرمایا پانی لاؤ میرے پاس سو فاطمہ کا نئے کلاں چوبین میں پانی لائیں حضرت نے پانی لیا اور غصہ نہ کی ڈالی اور فاطمہ کو اپنے سامنے بٹکایا اور لٹکے سر دینے پر وہ پانی چھڑکا اور فرمایا اللہم اعینہ بابک و ذریعہ من الشیطان الرقیتم پھر کھپ پھر فاطمہ نے پیٹھ پھیری کہ حضرت نے دونوں شانوں کے بیچ میں پانی ڈالا اور اسی طرح پڑھا بعد اُنکے اسی طرح علی مرتضیٰ نے کیا پھر فرمایا داخل ہاں بک بسم اللہ الرحمن الرحیم البکر کہ انکے ابو حاتم و احمد بن النقیب روایت ہے کہ مویز و خرے طعام ولیمہ میں حضرت صلعم نے عنایت فرمائے تھے بعد اس معاملے کہ حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ گھر کے اندر کا کام جلیط روتی پکانا اور جھار دودینا اور چکی پیسنے فاطمہ کیا کرے اور باہر کا کام علی خواہ انکی والدہ فاطمہ بنت اسد چنانکہ ائمہ حدیث نے لکھا ہے کہ چکی پیسنے کا نشان حضرت سیدہ کے ہاتھوں میں پڑ گئے تھے اور چولہا پھونکنے سے رنگ مبارک متغیر ہو گیا تھا ایک دن جناب لایق فرمایا کہ تمھارے باپ اکثر نوذیان بانٹتے ہیں تم بھی اپنے لیے کوئی نوٹھی مانگ لاؤ سو جناب سیدہ اس کام کو حاضر حضور رہیں مگر سلام کر کے جلی آئیں اور دنیا کی شکایت نہ کر سکیں علی مرتضیٰ نے ایک دن پھر تانہ پھیرا حضرت صلعم اس دن حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں تھے مگر جب حضرت سیدہ تشریف لیگئیں تو انجناب کو گھر میں نہ پایا تب حضرت عائشہ سے فرمایا کہ ایک نوٹھی مانگے آئی تمھاری تورات کو حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ فاطمہ ایک نوٹھی مانگے تو تشریف لائی تھیں حضرت صلعم اسی وقت جناب سیدہ کے گھر گئے اور فرمایا کہ ابکی بار نوذیان آئیں تو یاد دلانا ہم تمکو دینگے اور فرمایا کہ دنیا کی مشقت چند روزہ ہو اسکو اسی طرح گزر جائے دو آخر کار جب نوٹھی عنایت فرمائی تو ارشاد کیا کہ اگر ایک کام وہ کرے تو ایک کام تم کرو یا یہ کہا کہ آدھا کام

دو کرے اور آدھا تم اور چکی پیسنے میں تم بھی اس کے شریک ہو اگر دوا بڑا دہت میسر ثابت ہو کہ جناب امیر نے
 حیات حضرت سیدہ دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا ایک مرتبہ حارث ابن ہشام برادر ابی جہل نے علی رضی
 و خوست کی کہ تم سناؤ غورا بہت ابی جہل سے نکاح کرو علی رضی نے حضرت صلعم سے شور کیا اور صبیح ہو کہ چال
 شکر حضرت سیدہ علیہا السلام نے حضرت صلعم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ لوگوں کو گمان ہو کہ آپ اپنی بیوی کے
 واسطے غصہ نہیں ہوتے اور علی رضی ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرتے ہیں تب حضرت نے خطبہ پڑھا اور فرمایا خبردار ہو
 کہ بنی ہشام بن مغیرہ کی اولاد مجھے اسکی اجازت مانگتی ہو کہ اپنی بیٹی کو علی رضی ابن ابی طالب سے نکاح کرین
 سو میں انکو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں انکو اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ ابوطالب کا بیٹا یہ چاہے کہ میری بیٹی کو
 طلاق دے اور انکی بیٹی سے نکاح کر لے سو میری بیٹی میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہو مجھکو بھی وہی چیز رنج دیتی ہو جو
 اُسکو رنج دیتی ہو مجھکو تکلیف دیتی ہو اُسکو تکلیف دیتی ہو اس حدیث کو بخاری و مسلم نے مسند ابن عمر سے روایت کیا ہے
 اور شرح مسلم میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہو کہ ایذا دہی بنی صلعم کو بہر وجہ حرام ہو اگرچہ وہ ایذا پیدا ہو
 اُس چیز سے کہ اصل میں مباح ہو اور یہ حضرت ہی کے خواص سے ہو اور حضرت علی کے نکاح کو دو وجہ سے منع فرمایا
 ایک یہ کہ اس سے ایذا ہوتی فاطمہ کو اور سبب ایذا رسول ہو تاپس ہلاک ہوتے علی رضی ایذا دہی رسول خدا
 لہذا منع فرمایا گو یا شفقت فرمائی علی رضی پر دوسرے خوف کیا فتنہ کا فاطمہ پر سبب بغیرت کے اور بعضوں نے کہا ہے
 کہ اذن نہ دیتا حضرت کا منع کرنا جمع سے نہ تھا بلکہ حضرت نے قضاء آسمی سے خبر کر دی کہ مقدریہ ہو کہ یہ دونوں جمع نہ ہوں
 اور یہی بیٹے سعید بن العقیان سے منقول ہے کہ اُس نے عبداللہ ابن اود سے قول حضرت صلعم لا اذن الا ان یجب علی ان
 یطلق ابنتی و ینکح ابنتہم ابن اود نے کہا کہ حرام کیا اللہ نے علی پر یہ کہ نکاح کرین فاطمہ کی حیات میں کسی اور سے
 اس قول سے و اما انکم الرسول فخذوہ و اما نیکم عنہ فانتہوا یعنی جو کچھ دے تمکو رسول پس لے لو اور جس سے منع کرے
 باز رہو جو جب فرمایا حضرت صلعم نے کہ نہیں اذن دیتا میں تو نہ حلال ہو اعلیٰ کو یہ کہ نکاح کرین کسی سے فاطمہ پر مگر
 یہ کہ اذن دین رسول خدا اور سنا میں نے عمر ابن اود سے کہتے تھے جب فرمایا حضرت صلعم نے کہ فاطمہ ٹکڑا میرے
 گوشت کا ہے قاتل میں ڈالتی ہو مجھکو وہ چیز کہ قاتل میں ڈالتی ہو اُسکو اور ایذا دیتی ہو مجھکو وہ چیز کہ ایذا دیتی ہو اُسکو
 حرام کیا اللہ نے علی پر یہ کہ نکاح کرین فاطمہ زہرا پر اور ایذا دین رسول خدا کو بقول اپنے و ما کان لکم ان توذروا
 رسول اللہ یعنی نہیں لائق ہو تمکو کہ ایذا دو رسول خدا کو نقل کیں یہ دونوں روایتیں حافظ ابوالقاسم دمشقی نے
 کاتب لکھوائی کہ کوئی شخص اس مقام سے یہ نہ سمجھے کہ اگر کسی کی عورت دوسرے نکاح کرنے سے ناراض ہو
 خاوند سے تو خاوند نکاح دوسرے نہ کرے اسلئے کہ یہ بات نہ لعل انحضرت سے ہو کہ انکی ایذا سے منع ہوئی نہ کوئی
 عورت مثل فاطمہ زہرا ہو نہ کوئی باپ مثل ہر دو کائنات ہوا ہے ایک حضرت صلعم صاحب شریعت سے تھا انکو اختیار تھا

حضرت علی رضی اللہ عنہ

کہ اسکو منع کریں اور کسی جائز نہیں بقولہ تعالیٰ فانکم اب اطاعتکم من النساء منی و ملائک و رباع اس حدیث سے
 کیسی بڑی فضیلت حضرت فاطمہ کی کھلتی ہے جسکی انتہائیں اسی حدیث کو دیکھ کر امام مالک فرماتے ہیں لا افضل
 احدا علی البعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فضائل حضرت سیدہ کے حدیث سے افزون ہیں از انجملہ
 مصابیح میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ ہم حضرت کی بیبیاں حضرت کے پاس ٹھہرنے میں تھیں کہ فاطمہ زہرا
 شریفین الین حضرت مسلم نے فرمایا دیوینی میمر حیا پھر بٹھلایا انکو اور اسے سرگوشی فرمائی یعنی کان میں بات کہی تو فاطمہ
 رونے لگیں جب حضرت نے انکو غلگین دیکھا تو دوسری مرتبہ کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنسے لگیں میں نے پوچھا حضرت نے
 تم سے کیا کہا فرمایا کہ حضرت کا بھیدین نہیں کہ نہ سکتی جب حضرت کا انتقال ہوا تو میں نے فاطمہ سے کہا کہ میری حق جو تم پر
 اسکی قسم دیتی ہوں کہ اس سرگوشی کا حال کو فاطمہ نے کہا اب تو کچھ مضائقہ نہیں اول بار جو حضرت نے فسد یا
 سویہ تھا کہ ہر سال جب ریل ایک مرتبہ قرآن کا دور فرماتے تھے ابکی سال دوم مرتبہ دور کیا سو مجھ کو معلوم ہونا ہو کہ
 میری موت قریب ہو اس واسطے میں رونے لگی پھر دوسری بار حضرت نے میرے کان میں کہا کہ بعد میرے میرے اہلیت سے
 پہلے تو ہی مر گئی خدا سے ڈرتی رہو اور صبر کیمو میں تیرا بہر پیشہ اوہوں اور کہا اس سے راضی نہیں ہوئی کہ شتی
 عورتوں کی سردار ہو یا یون فرمایا کہ مسلمانوں کی عورتوں کی سردار ہو اس سے میں خوش ہوئی مولانا جلال الدین
 سیوطی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے ظاہر ہو کہ فاطمہ زہرا تمام مومن بیبیوں پر فضیلت رکھتی ہیں حتیٰ کہ مریم
 و عائشہ صدیقہ پر بھی اور جو بعض آیات میں مریم کو عدم النساء سے استثنایا کیا ہے سو دلیل تعارض کی نہیں ہو سکتی کہ نہ
 جائز ہو کہ حضرت صائم کو از روئے وحی فضیلت فاطمہ زہرا بتدریج معلوم ہوئی ہو اور آخر کو عموم فضیلت ثابت ہو اور
 اور جو بعض علما کہتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ کو فاطمہ زہرا پر فضیلت ہے اس دلیل سے کہ عائشہ بہشت میں حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو گئی اور فاطمہ علی کے پاس اور اس میں شبہ نہیں کہ مقام پیغمبر خدا اعلیٰ از شرف ہوگا
 مقام علی رضی سے سویہ مدفوع ہو اس طرح سے کہ حدیثوں میں صفات وارد ہو کہ حضرت صائم فاطمہ رضی اللہ عنہا سے
 خطاب کر کے فرمایا کہ میں اور تو وہ علی و حسن و حسین ایک مکان و مقام میں ہو گے گا اور یہ علی اپنے قواے میں
 لکھتے ہیں کہ اس مقام پر تین مذہب ہیں صحیح ترین یہ کہ فاطمہ افضل ہیں عائشہ سے اور بعضے قائل مساوات ہیں
 اور بعضے متوقف چنانکہ اسے سرگوشی خفیہ اور بعضے شافعیہ قائل بتوقف ہیں اور امام مالک فرماتے ہیں لا افضل
 احدا علی البعۃ رسول اللہ کما ذکرنا سابقا اور امام سہکی فرماتے ہیں کہ مختار ہمارا اور ہمارے دین کا یہ ہے کہ فاطمہ
 افضل ہیں بعد ان کے خدیجہ بعد ان کے عائشہ رضی اللہ عنہن مگر خدیجہ و عائشہ میں اختلاف ہو اور حق یہ ہے کہ طبیعتوں
 مختلف ہیں اور بعضے علما فضیلت بمعنی کثرت ثواب عند اللہ مراد لیتے ہیں لیکن کوئی شخص حسب شرف ذات
 و طہارت طہیئت اور باکی جوہر کے فاطمہ حسن و حسین کو نہیں پہونچتا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال از انجملہ جاتبعہ فی حقہ

از انجملہ جاتبعہ فی حقہ

کہ فرمایا حضرت صلعم نے فاطمہؑ محکمہ پر روک دیتی جو دل میرا وہ چیز جو روک دیتی ہو فاطمہؑ کے دل کو اور کشادہ دل کر دیتی ہو مجھ کو وہ چیز کہ کشادہ دل کر دیتی ہو فاطمہؑ کو اور نسبت قطع ہو جائیگی برزقیات سو اسے میرے نسب اور سبب اور سسرال کے اور صورتی محرقہ میں ابوالیوب سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برزقیات نکاح کیا پکارنے والا عرش کے اندر سے یا اہل الجمع کلمہ اور سکرم غصوا البصار کم حتی تمز فاطمہ بنت محمد صلعم علیہ الصلوٰۃ والسلام تفریح سبعین الف جاریہ من الحور العین کمر البرق یعنی اہل محشر کھجکا کو تم سر اپنے اور بندہ کو اپنی انکھیں ہانکنا کہ گدہ جائے فاطمہؑ بیٹی محمد کی صراط پر پس گدہ رنگی فاطمہؑ ساتھ ستر ہزار لونڈیوں کے حور عین سے مانند گزرنے برق کے ہر چند فضائل سیدہ بہت ہیں مگر اس مقام میں اسی قدر کافی ہیں اب جاننا چاہیے کہ اولاد میں بیٹے اور عین بیٹیاں آنجناب کے ہوں بحسن اور حسن اولاد کو اور رقیہ اور ام کلثوم اور زینب اولاد اناث اور فصل الخطاب سے معلوم ہوتا ہے کہ رقیہ نام ام کلثوم کا بیٹی اس صورت میں دو ہی بیٹیاں معلوم ہوتی ہیں اولیٰ صحیح ہو الاولاد خپا کہ محسن رقیہ نے فصغریٰ میں وفات پائی اور ام حسن حسین متاثر شہادت خفی و علی ہوئے کہ حال فصل اسکا آخرین ذکر کیا جائیگا اور ام کلثوم کا نکاح علی مرتضیٰ نے برضا و رغبت حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا ان سے رقیہ زید پیدا ہوئے لیکن کوئی اولاد باقی نہیں رہی اور فصل الخطاب میں ہے کہ زید و ام کلثوم نے ایک دن وفات پائی جو اور صحیح یہ ہے کہ بعد شہادت عمر ابن خطاب ام کلثوم سے عون ابن جعفر نے نکاح کیا ان سے کچھ اولاد نہیں ہوئی و بعد وفات عون محمد ابن جعفر کے نکاح میں آئیں ان سے ایک بیٹا ہوا مگر لڑکپن میں مر گیا اور بعد محمد کے عبد اللہ ابن جعفر نے نکاح کیا ان سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی اور خنین کے پاس ام کلثوم نے وفات پائی تب عبد اللہ نے زینب سے نکاح کیا ان سے علی پسر و ام کلثوم بیٹی پیدا ہوئی سو ام کلثوم کا تمام ابن محمد ابن جعفر کے نکاح میں آئے ان سے بائرت اولاد ہوئی اور علی بن عبد اللہ کے بھی بہت اولاد ہوئی کہ ان کا جو فرزند ہے میں نے عبد اللہ بن جعفر کے اور بیویوں کے بھی نسل یہی ہو انکو بھی جعفر بن ابی ہاشم ہیں لیکن ان دونوں میں فرق یہی ہے کہ اول فاطمہؑ ہیں اخبار الدول میں ہے کہ جب حسن علیہ السلام پیدا ہوئے تو وقت میان عصر و غروب تھا اسی وقت حضرت فاطمہؑ نفاس سے پاک ہوئیں اور غسل کر کے نماز مغرب اور قرائت اسی واسطے زہرا نام ہو اور عمر حضرت فاطمہؑ کی اٹھائیس برس کی اور ایک روایت میں اٹھیس برس کی ہے اور وفات بروز شنبہ تاریخ سوم رمضان المبارک سال یازدہم ہجری واقع ہوئی اور قبر شریف روایت ہے حضرت البقیع میں اور روایت بعض ان کے گھر میں ہے کہ وہ گھر داخل مسجد ہو گیا جو اور بعض روایات غریبہ میں وارد ہے کہ ایک دفعہ حضرت فاطمہؑ رضی اللہ عنہا صبح بخلاف عادت خوش خرم آئیں اور لونڈی سے ارشاد فرمایا کہ میرے نمائے کو پانی لاؤ چنانکہ اسے موجود کیا تو حضرت سیدہ نے نہایت محالہ سے غسل فرمایا اور کپڑے پاکیزہ و لطیف پہنے اور استقبال قبلہ آئیں اور پہنا ہاتھ رخسارہ کے نیچے رکھ کر فرمائے لیکن کہ میں جان بجان آفرین سپرد کرتی ہوں اب کوئی شخص مجھ کو نہ کھوئے اور علیؑ

اسی وضع سے مجھے فتنہ کرنے کے بعد ازان علی مرتضیٰ تشریف لائے تو انھوں نے موافق وصیت عمل فرمایا اگر ابن جریج وغیرہ اہل حدیث نے اسکو وضو عات میں لکھا ہو اور بھی یہ وایت حدیث اسما بنت عیس کے خلاف ہے جسکو امام محمد وغیرہ کبار محدثین نے اسطرح لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ نے وقت نزع روح اسما بنت عیس و جدہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ مجھکو نہایت بد معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی عورت مر جاتی ہو تو اسپر ایک چادر اڑھا کر نکالتے ہیں کیونکہ قد و قامت کا صاف نظر پڑتا ہے اور اسوقت تک یہی دستور تھا کہ عورتوں کی نعش مردوں کی وضع نہ نکالتے تھے اسما نے التماس کیا کہ یہ بیٹی رسول اللہ کی میں نے اراضی جیش میں ایک طریقہ نعش بنانے کا دیکھا ہے کہ اس نہایت ستر ہو جاتا ہے سو میں تمھارے واسطے بناؤں گی اور اسی وقت چند لکڑیاں درخت ترخڑے کی منگو میں اور انکو صاف کر کے بھکھکائیں اور اسپر چادر ڈالیں حضرت سیدہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور فرمایا یہ وضع نہایت خوب ہے کہ اس میں عورت مرد میں بخوبی تمیز ہو جاتی ہے جب کہ میں وفات پاؤں تو اسی طرح نعش بنانا اور تو بھی غسل دینا اور علی مرتضیٰ کو شریک کرنا اور کسی کو آنے نہ دینا چنانکہ جب سیدہ نے وفات پائی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور گھر میں جانے لگیں اسما نے حسبِ وصیت روک دیا کہ انھوں نے اسکی شکایت صدیق اکبر سے فرمائی اور یہ بھی کہا کہ اسما نے ایک ہودج عروس واسطے لاش کے بنایا ہے تب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دروازہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر تشریف لائے اور پکار کر فرمانے لگے کہ اے اسما! تو زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو میت رسول اللہ کے پاس لے سے کیوں دیتی ہو اور کون چیز جدید تو نے اختراع کی تو اسما نے کہا کہ خود سیدہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کہا تھا کہ کوئی آدمی اور سوائے تیرے اور علی کے یہاں نہ آنے پائے اور جو شجر جدید میں نے بنائی ہے وہ میں نے انکو دکھائی تھی اور انھوں نے پسند فرما کر اجازت دی تھی یہ مشککہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عذرتے فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت رسول اللہ نایہ مسلم نے وصیت فرمائی تھی تو اُسی کے مطابق عمل کرنا واجب و لازم ہے چنانچہ اسما بنت عیس اور علی مرتضیٰ اور بعض اہلبیت نے غسل دیا انہی اس وایت سے آگاہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وفات فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پر ظاہر ہو اور نہ دفن ہونا آنجناب کا انکے حجرہ خاص میں واضح کرکے لکھا کہ اگر گھر ہی میں دفن ہوتیں تو حاجت نعش بنانے کی بنا پر ستر اصلاتی تھی لہذا قال قد و المحدثین شیخ عبد الحی اللہ طوسی فی جذب العلوبانی دیا المبوب قائلہ پوشیدہ نہ رہے کہ صلوٰۃ غیر حضرت صلعم غرض کہ بیٹھے عدم جواز مطلق کے قائل ہیں و ہذا اضعف جدا اور بعضہ کہتے ہیں کہ پیغمبروں پر ستر مطلقاً لازم ہو اور انکے غیر رتبہ کے مذہب بخاری و اسحاق ابو ثور و داؤد و طبری کا یہ ہے صلوٰۃ غیر انبیاء پر بھی مستطلاً لازم ہوئی دلیلین اول خدا نے فرمایا و صل علیہم و علیٰ علیکم دوسرے وقت لانے صدقہ کے حضرت نے ابی اوفی سے فرمایا صل علی الابی اوفی تیسرے دونوں ہاتھ اٹھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن عبادہ کے بیٹے عافرا مالی اللہم اجعل صلواتک

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

وتمام اور اولاد انکی ام حبیبہ امیرہ و صفیہ و مختب ابن ابی لبّ عباس ابن عبد المطلب اور زوجہ انکی اور بدلی انکی امیرہ
 و پسر عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن الزبیر ابن عبد المطلب اور بہن انکی ضباعہ زوجہ مقداد ابن الاسود و صفیاء ابن
 حارث ابن عبد المطلب اور دونوں بیٹے مغیرہ و حارث و عبیدہ ابن الحارث ابن عبد المطلب کے فرزند برہن شہید ہوئے
 و بہن ابن الحارث ابن عبد المطلب کے لقب انکا بہتہ بدو با و موحده و شہیدہ ثانیہ ہی و صفیہ بنت عبد المطلب مادر زبیر
 ابن العوام یہ لوگ باتفاق ایمان لائے مین و عاتکہ و اتمیہ و آروی بنات عبد المطلب مین اختلاف ہی بعضہ کہتے ہیں سلمان
 ہرئین آدر بعضہ کہتے ہیں نہیں ہوئین توضیح اصحابا پیغمبر خدا جو ایمان لائے مین یہ ہیں اول عدنان الفضل الہدی و الصدق
 و افضل المؤمنین و الصحابہ بالتحقیق عبد اللہ ابو بکر صدیق ابن ابی قحاذ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن حداد بن تہم
 بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی العتیمی ہین کہ انکو سبب القوت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے شرف و مہارت
 حاصل ہوا والدہ انکی ام الحیرہ سہمی بنت صخر بن عامر لقب شریفہ انجا بصدیق و شقیق ابو بکر و ارقطی نے الیوحی سے
 روایت کی کہ مین نے اکثر علی بن ابیطالب کو منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کو زبان پیغمبر صدیق فرمایا یہی
 واضح ہو کہ حضرت ابو بکر کا لقب خاص ہوا و زبان سید ابراہار و رسالت متاخرین اور انصار پر بلکہ ائمہ اطہار کی زبان پر بھی یہی
 جاری رہا اور فریقین کی کتابوں مین موجود کہ جناب حمزہ الیہ صدیق ہین اور کتب حدیث و لغت زبانیچہ چند و ارقطی نے حضرت
 امام جعفر صادق سے روایت کیا کہ آیا ایک شخص امام زین العابدین کے پاس پھر عرض کرنے لگا کہ حال ابو بکر کا کچھ فرمائیے
 فرمایا کیا ابو بکر صدیق کا حال پوچھا ہے اسے کہا آپ انکو صدیق فرماتے ہین فرمایا آپ نے روئے مجھے تیرے ہاتھ تیرے ہاتھ
 اور جملہ مہاجر و انصار نے نام انکا صدیق رکھا اب جو اسکو صدیق نہ کہے تو اسکی بات کو اللہ سچا نہ کرے دنیا مین نہ عقبن ہین
 اور کتا بنایع المقال شیون مین فقیل سے کہ غرض اصحابا سیدہ اطہارہ تھا ان الخیرۃ لتساق الی الخیرۃ ذیل مین ہر قوم ہر صنف
 اور ثانی آئینہ و ہمائی انصار ابو بکر کا لقب ہوا و ہر گاہ امام جعفر کی نسبت مادی و جانب سے صدیق کے ساتھ ملتی ہی ہوگی
 ارشاد امام جعفر و مباحث تمام ہین کہ ولد فی ابو بکر صدیق مرتین قاضی ہو ستری احقاق الحق مین اس خبر کا راہی ہوا کہ شہانہ
 کہ لوگوں نے امام محمد باقر سے مسئلہ پوچھا کہ آیا تلوار پر چاندی چڑھانا درست ہی فرمایا ہاں درست ہی اسواسطے کہ ابو بکر صدیق نے
 اپنی تلوار پر چاندی چڑھائی تھی پس سائل نے کہا کہ اب ابو بکر کو صدیق کہتے ہین سو آپ اپنی جگہ سے ہٹے اور فرمائیے
 کہ وہ بہترین خلایق ہی بہترین خلایق بہترین خلایق جو نہ کہے اسکو صدیق نہ سچا کرے اسکو اللہ دنیا اور عقبیٰ مین ہر چند
 شو ستری نے اس روایت مین تفسیر و فہم کا احتمال پیدا کیا لیکن مفید نہیں اسواسطے کہ جسکو امام معصوم ہاں تکید فرماے
 کہ نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق اور اسکے منکر یہ تشدید دعا سے ہوتا ہے پھر تفسیر بمعقول کو کہاں گنجائش قبول ہو
 باوجودیکہ باقرہ امانے ہر اس اقیامین محقق کہا کہ ائمہ ہدی پر تفسیر نادر ہوا و ہر اور ان بزرگوں نے کبھی تفسیر نہیں کیا
 کتاب معصومہ پر جو ذمہ اللہ علیہم ہاں امام جعفر امام باقر کی روایتوں کی نسبت بالخصوص تفسیر کا احتمال محال لکھا ہوا و ہر ذی

اصحاب کرام علیہم السلام
 و انصار کرام علیہم السلام
 و ائمہ اطہار علیہم السلام

روایت ہے کہ ایک دن ابو بکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضرت نے فرمایا اے عقیق اللہ من اللہ ما دو گمشدہ
 آنکلی انگشتری رسول اللہ کی تھی ولادت شریف مکہ میں دو برس یا دو برس چار ماہ بعد واقعہ اصحاب قبیل کے
 واقع ہوئی خوش رو صاحب جمال تابان خیمت البدن خفیف رخسار گماے سبز غنہ بن پر بخود دار و مختار القاتل
 و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اڑھائی برس عمر میں چھوٹے تھے اول مردوں میں آنجناب جان لانے اور قصہ حرات کی
 مصدقہ کی اور کافروں و منکروں کو جواب دیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور عیال و اطفال دشمنان
 چھوڑے اور مرافت غار شہو کا شمس فی نصف النہار ہو اور وقت وفات پیغمبر خدا ثابت العقل رہے اور مسلمانوں کی
 تسلی و دلاسا میں مصروف ہوئے و باجماع امت اول خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہ ابی عباس کہتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم میں نے جس کسی سے اسلام میں کلام کیا اس نے جواب دیا مگر ابن ابی قحافہ نے کہ جب اس سے میں نے کسی امر کی گفتگو کی
 اس نے قبول کیا اور عبد اللہ تمیمی سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت کی اس نے
 قبول میں نہ روک دیا مگر ابو بکر نے اصلاً تردد نہ کیا اور ثابت ہے کہ حضرت صدیق اکبر گاہ گاہ جابر تجارت اموال کا مکہ مکرمہ
 باہر جاتے تھے و نہ کہے ہی میں رہتے تھے اور بڑے صاحب مال اور بڑے جو کہ کریم فصح ابلیغ اعلم اور شیعہ تھے اور
 بسبب ایست قوم مرجع خاص و عام تھے اور ایک سو پانچ ہجرت کی روایت کتب صحاح میں آئے ہے جو سبب قلم
 روایت قصہ مدت و مدت وفات بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ ہمیں مدت خلافت اڑھائی برس بلکہ بروایت
 دو برس تین مہینے کہی گئی ہیں اور عمر تمام تر ستر برس کی موافق عمر پیغمبر کے ہوئی بانیوں خواہ تیسویں جمادی الثانی
 شب سہ شنبہ وفات پائی و آندہی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ بروز دوشنبہ ہفتم جمادی الثانی سال ستر و ہجرت
 ابو بکر نے غسل سردی میں کیا تو بخار لاحق ہوا کہ پندرہ روز بیمار رہے جب عشرہ اخیرہ جمادی الاخری کے آٹھ دن
 باقی رہے وفات پائی روز سہ شنبہ بانیوں تاریخ وقت شب تھا اور بطریق ابنی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت
 کی ہے کہ وہ فرماتے تھے جب ابو بکر کو حالت احتضار شروع ہوئی تو عائشہ سے فرمایا کہ ماؤ شتر جبکا دو دھین بیا کرتا تھا اور
 کانہ مہلاں جس میں آنا سنا جاتا تھا اور چادر جسکو میں اڑھتا تھا بعد فوت میرے عمر بن خطاب کے پاس پونچا دیا کیونکہ میں حالت
 خلافت میں اسے متفق تھا چنانچہ حضرت عائشہ نے بعد وفات و سیاہی عمل فرمایا جب حضرت عمر نے کہا رکھ لیا ابابکر
 اعدا القعب من جادہ بک کذا فی اخبار الدول وغیرہ اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ بعد وفات رسول مقبول
 احوال ابو بکر و زبیر و متغیر ہو جاتا تھا یعنی مفاقت آنجناب میں لاغر و ضعیف ہوتے جاتے تھے آخر وفات پائی اور
 ابن شہاب سے روایت ہے کہ ایک شخص ابو بکر کے واسطے حریرہ لایا تھا اسکو بانفاق حارث بن کلاب کھا رہے تھے دفعۃً حارث نے
 کہا اے خلیفہ کھانے سے ہاتھ روکا میں نہ ہر ملاہمیں اور تم ایک دن مرد کا اسی وقت آنجناب نے ہاتھ کو روکا مگر ہوشیار رہے
 اور بعد انقضاے سال و دنوں نے ایک روز وفات پائی اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوشیار تھا علیک

بنی و صدیق و شہیدان یعنی محمد بن ابی جہل احد جزا بن نیست کہ تجھ پر ایک بنی و صدیق و دو شہید ہیں اور یہ حدیث
 سابق کی حدیث سے منافات رکھتی ہے تو جواب یہ ہے کہ منافات تو منافی نہیں ہے ابوبکر بصفہ صدیقیہ و صفت
 شہادت و دونوں کئے تھے مگر آنحضرت نے بصفہ صدیقیہ کہ قصاص و صاف میں تھے اکتفا فرمایا کیونکہ بصفہ شہادت عام
 و مشترک چاروں میں تھی اور اسی سبب سے آنحضرت نے اپنے نفس طبع کو تعبیر نہیں فرمایا کیونکہ بصفہ نبوت کہ انہیں ہی
 حالانکہ آنجناب بھی بصفہ شہادت موصوف تھے چنانچہ بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مرض موت میں تقریر فرمائی ہے کہ موجب اس مرض کا نہ ہو کہ خیر میں کھایا تھا اور خیرا لدول میں نہ تہمتہ اللہ علیہ
 نقل کیا ہے کہ علی مرتضیٰ کریم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ جب ابوبکر کی وفات نزدیک پہنچی تو مجھ کو طلب کر کے فرمایا کہ دو
 علی مجھ کو اسی دوہر میں غسل دینا جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا اور میرے کپڑوں میں کفنانا اور اس مکان
 دروازہ پر لیجا جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں اگر نقل اُس مکان کا از خود مکمل جائے تو اُسکے اندرون
 کو من کرنا ورنہ مقابلہ ہر سال میں حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے وصیت انکی جاری کی جب کہ جنازہ
 حجہ شریفہ کے دروازے پر رکھا تو قفل از خود مکمل گیا اور آواز آئی ادخلوا الجبیب الی الجبیب فان الجبیب الی الجبیب
 شقائق یعنی پہنچا دوست کو دوست کی طرف کو دوست کا مشتاق ہے پھر میں نے انکو دفن کیا اور شریفہ لکھا
 برابر و ش مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھا و قد قبل فی تاریخہ بست و دوم از جہادی الاخری بود
 کہ در البقا نقل نمودہ عقل سال وصال او فرمودہ دین جو قدرت صاحب بودہ حضرت صدیق اکبر کے زمانہ جاہلیت میں
 دو مشکوٰۃ تھیں ایک قتلتہ عبد الغری ماور عبد اللہ اور اسماء ذات النطاقین دوسری رومان بنت عامر و عبد المکر
 اور عائشہ صدیقہ اور زمان اسلام مرغ و مشکوٰۃ اسماء بنت عیسٰی و محمد بن ابی بکر و دوسری حبیبہ بنت عارضہ انصاری
 جو کہ وقت وفات حاملہ تھیں اُنسے بیٹی پیدا ہوئی اور زمانہ خلافت آنحضرت میں حضرت عمر قاضی اور عثمان بن عفان
 اور زید بن ثابت کتاب و عتاب بن اسد عامل مکہ و عثمان بن ابی العاص حاکم اطراف اور صاحب بن ابی امیہ بن ابی
 اور زید بن ولید مالک حضور اور بحر بن میں بحریر اور سو ادعراق میں مثنیٰ بن حارثہ اور ہشام بن ابی سعیدہ
 جراح و شرجیل اور زید بن ابی سفیان مگر یہ تینوں صاحب خالد بن ولید کے تحت حکومت کئے کیونکہ وقت وفات حضرت
 صدیق خالد محاصرہ دمشق میں مصروف تھے آنجناب فضائل ایک فضیلت یہ ہے کہ انکے باپ ابو قحافہ اور والدہ انکی
 ام الخیر سلمیٰ بنت عم ابو قحافہ اور زوجات طہارت ام رومان بنت عامر و اسماء بنت عیسٰی و حبیبہ بنت خاریجہ و رقیہ
 و اسماء و عائشہ و ابنا عبد اللہ و عبد الرحمن و محمد و ولد ابی محمد بن عبد الرحمن و ولد بنت عبد اللہ بن زبیر بن اسماء
 سبک بیٹہ و صحبت رسول مقبول شرف ہوئے اور ہمیشہ تابع فرمان رہے آنجناب یہ کہ بخاری میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کسی قوم میں بنا بر صلح تشریف لے گئے اور نماز کا وقت آگیا لوگوں نے ابوبکر کو امام کیا اور نماز شروع کر دی پھر حضرت جلیل

تشریف لائے اصحاب نماز میں تھے حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم بھی نیت کر کے صف میں کھڑے ہو گئے اصحاب نے دستک دی تاکہ قبول ہو سکے
 حضرت کی تشریف آوری سے آگاہ ہون اور حضرت صدیق اکبر کی یہ عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف نہ دیکھتے تھے جب لوگوں نے
 بہت تالیان بجائیں تو صدیق نے نظر کو پھیر کر دیکھا کہ حضرت رحمۃ اللعالمین صف میں کھڑے ہیں اور حضرت نے اشارہ کیا
 وہیں ہو امامت کیے جاؤ صدیق کمرے دو دن ہاتھ اٹھا کے خدا کا شکر کیا کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو امامت کر کے کو فرمایا
 پھر قیچے بستے یہاں تک کہ صف میں برابر ہو گئے اور حضرت امام المومنین نے آگے بڑھ کر امامت و بانی جب نماز تمام فرمائی
 تو کہا اے ابوبکر میرے ارشاد کے بعد تو کیوں قائم نہ رہا عرض کیا کہ ابو جہل کے بیٹے کی یہ لیاقت نہیں کہ پیغمبر کے آگے
 امام ہو پھر حضرت نے اصحاب سے فرمایا مجھ کو کیا ہے کہ میں نے فیکہ لکھو کہ تین بہت تالیان بجائیں کوئی ضرورت
 اگر نماز میں ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو جہر دارہ آگاہ کرنا پڑے تو چاہیے کہ آواز بلند سبحان اللہ کہے یعنی تالیان
 نہ بجانا چاہیے اس واسطے کہ جب سے سبحان اللہ کہا تو اس کی طرف التفات کیا جائیگا یعنی امام سبحان اللہ کہنے سے خزاں ہو جائیگا
 اور زانی مارنا عورتوں کے واسطے جائز ہے یعنی اگر امام کی خطا پر عورت واقف ہو تو سبحان اللہ نہ کہے بلکہ ہاتھ کو ہاتھ پر
 مارے اس واسطے کہ عورت کی تو آڑ سننے سے اکثر مرد کو خیال آتا ہے یہ حدیث بخاری و مسلم میں سیل ابن ساعدی سے مروی ہے
 اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہایت عمدہ فضیلت ثابت ہوئی کہ رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
 انکو اپنی امامت کا حکم دیا بلکہ اول ابوبکر صدیق کے چھ نماز کی نیت بھی کر چکے تھے سبحان اللہ اس سے زیادہ کون
 کمال ہو گا کہ تمام عالم کا امام اسکو اپنا امام بناوے از انجید بخاری و مسلم میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
 روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھاوے میں نے کہا یا رسول اللہ
 ابوبکر نرم دلی ہے اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانے کو کھڑا ہو گا روئے لگیگا قرآن کی آواز لوگ نہ سنیں گے مگر فرمایا کہ وہ
 نماز پڑھاوے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو نماز پڑھاوے پھر میں نے حصہ سے کہا کہ تم حضرت کے
 حصہ نے حضرت سے یہی کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی
 حلاف نمائی کرتے ہو کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو خود امام ہو کر نماز پڑھاوے باجماع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں
 پانچ دن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی یہ اشارہ ہے حضرت صدیق اکبر کی خلافت کا کہ جو عمدہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص تھا یعنی امامت نماز سو اپنی حیات میں چھوٹا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا جس طرح کوئی بادشاہ
 اپنی زندگی میں کسی کو تخت و چتر شاہی دوائے تو یہ علامت ہے کہ بادشاہ نے اسکو اپنا ولی عہد کیا از انجید بخاری و مسلم
 حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کیا صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور کہا مقرر خدا نے
 تمہارا کیا ہے اپنے بندے کو دنیا و آخرت میں ہو اُس بندے نے آخرت کو اختیار کیا تو ابوبکر صدیق روئے لگے کہ تعجب آتا
 آگئے رونے سے کہ یہ رونے کا کون مقام ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلد انتقال ہوا تب بنے اسکا مطلب سمجھا

حضرت ابوبکر صدیق

ابوبکر صدیق

یعنی حضرت نے اپنی موت کی خبر درج تھی مگر اصحاب میں سوائے حضرت ابوبکر صدیق کے کوئی اس مجاہد سے واقف نہوا
ہم سب سے زیادہ وہ عالم تھے جب صدیقین رونے تو حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا مت سو سو سے زیادہ وفات کی
اور مال کی راہ سے تیرا پیچھے احسان ہو اگر خدا کے سوا کسی اور سے کرتا تو تھی سے کرتا لیکن ہمارے پیچھے
اسلام کی برادری اور محبت ہو اگر اجماع بخاری سلم میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت علیؑ علیہ السلام
کہ جو شخص جو بڑا دیو کا خدا کی راہ میں لادینگے اسکو بہشت کے چوکیداروں سب چوکیداروں و ازون بہشت کے کینگے اوسیان اور اگر
تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو تو کسی طرح ٹوٹا نہیں ہو فرمایا رسول مقبول صلی
علیہ وسلم نے کہ البتہ مجھ کو امید ہو کہ تو انھیں لوگوں میں ہو جسکو سب بہشت کے فرشتے خوشی سے بلا دینگے اس حدیث سے عمدہ
خصیات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کجی اور بہشتی ہونا ثابت ہوا اور جو خارج کرنے سے میرا ذکر کہ دو اشرفیاد و پیرہ یاد و پیسے
یا دو کو می یا دو بریجیاں سے اسی طرح ہر شے جو اگر اجماع جابر بن عبد اللہ زراق میں بطریق صحیح مروی ہو کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے
فرمایا کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق میں نافع تر مال ابی بکر سے نہیں ہو اگر وہی کہتا ہو کہ حضرت علیؑ علیہ السلام مال ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو بے محابا بلاتا مل و تہذیب فرج کرتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر میں اور اپنے مال میں کچھ امتیاز فرق نہ رکھتے تھے
اگر اجماع جابر بن عبد اللہ سے روایت ہو کہ میں ایک دن ردولت رسول قبول پر اجماع ماہاجرین انصاف حاضر تھا اور باہم کمر
بزرگی و فضیلت کر رہے تھے کہ آفتاب شریف لائے اور فرمایا کس شغل میں ہو میں نے عرض کیا فضائل لوگوں کے بیان کرتے ہو
فرمایا کہ اگر یہ نہ کہو ہر تو خبردار ابوبکر کسی کو تفصیل نہ بچو ایسے کہ وہ تم سب سے افضل ہو دنیا و آخرت میں اگر اجماع بودا و دوزخ میں
جابر سے بسند صحیح روایت ہو کہ ایک دن ابوبکر کے آگے آگے میں جاتا تھا دفعۃً حضرت سلم نے تو فرمایا تم آگے آگے نہیں چلتے ہو
جو تم نے دنیا و آخرت میں بہتری والہ کہ آفتاب طلوع و غروب نہیں ہو ایسا دنیا و مریضین کے کسی پر کہ بہتر ابوبکر سے ہوا و آراء ماحضہ
علی آباکم و علیہ السلام نے بسند متصل صحیح اپنے باپ محمد باقر سے اور وہ اپنے باپ امام زین العابدینؑ اور حضرت سید الشہداء امام
ہم خبا امام حسین علیہ السلام سے اور حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرماتے تھے
جے حضرت سلم سے سنا ہو کہ فرماتے تھے آفتاب طلوع و غروب میں کیا لہجہ خبر دن کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکر سے اگر اجماع صحیح بخاری میں
بود و رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک مرتبہ صدیق و فاروق میں کچھ گفتگو ہوئی کہ انس سے دو دن میں پنج ہجرتیں ابوبکر سے
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمسح سے کہ میرے اور عمر کے گفتگو ہو گئی ہو سو میں نے نہ خصوصاً ہوا چہ شرملا اور عمر سے
قصہ بیان کر آیا انھوں نے معاف نہ کیا لہذا حضور میں آیا ہوں حضرت نے فرمایا خدا معاف کرے گا اور تم کو بخشے گا کہ اس کے حضرت
عمر بھی اس گفتگو سے چھٹانے اور غوغا تعمیر کرنے کو حضرت صدیق اکبر کے گھر گئے وہاں سنا کہ وہ حضرت سلم کے پاس گئے بہترین
عمر رضی اللہ عنہ حضرت سلم کے حضور میں آئے تو حضرت کے چہرہ نہ بالکل پخصہ نہ وہ ابوبکر صدیق اکبر سے تو گھٹنوں کی بل عاجزی سے
کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ عمر کچھ قصور نہیں زیادتی میری تھی حضرت نے فرمایا کہ البتہ مجھ کو تمہاری طرف پیغمبر کے پیچھے ہر

سہ اول نئے کما کہ جو تا بہ اور ابو بکر نے کہا تھا ہوا اور آئے اپنی جان و مال سے سلوک کیا سو کیا تم کو یہ سے ساتھی کو سری
 خاطر سے جو روئے یعنی کسی طرح کا بیچ لکھو یہ پوچھا اس حدیث کے بعد مجمع اصحاب حضرت صدیق اکبر کا ہر خیال رکھنے لگے کسی
 انکو بیچ نہیں دیا اور انجلہ ایک بڑی فضیلت خبار صدیق اکبر کو یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمام محبوبی و خاطر داری پیغمبر خدا میں
 فرمایا ہو رسول لبطیک بک ختمی اسی طرح صدیق اکبر کے حق میں عہد کیا رسول رضی عنہ یعنی انھیں کہ راضی ہو گا صدیق اکبر
 خدا سے اور بھی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتنی فرمایا جو پہنچا لافعی الذی یوقی ما یرزقہ اور دوسری جگہ فرمایا جو ان
 کو کہ عہد اللہ التکمیل میں تنصاف مجموعہ ایمین ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر اکرم الناس ہوں عند اللہ اور یہی معنی فضیلت کے ہیں
 و جو عمر ابن خطاب ابن نفیل بن نفیل بن زید بن کلاب و سکون القحطانیہ ابن عبد الغزی بن ربیع بن عبد اللہ بن قریظ بن زرارہ بن
 عدی بن کعب القرظی العدوی نسب انجناب رسول مقبول صلعم سے کسب میں ملتا ہوا اور والدہ انکی ختمہ اخت ابی جہل بنت ہاشم
 و ہاشم بن المغیرہ بن عبد مناف سے دولت مصاہرت پیغمبر خدا بسبب اہل نام المؤمنین خدیجہ کے عطا فرمائی اور خلیفہ بھی کیا
 کثرت انجناب ابو حفص اور لقب فاروق حضرت علی رضی عنہ سے روایت ہو کہ سبب اس لقب کا یہ ہو کہ عمر ما بین حق و باطل
 خرق کرتے تھے اتنے دلاوت انکی عمر مجرم سال چار و ہمایہ سیز و ہم واقعہ اصحاب قبل میں واقع ہوئی اور سال نہم ہجرت میں اسلام لائے
 انصیح چالیس سالانہ پورے ہوئے اور عمر ساٹھ برس کی تھی اشرف قریش سے تھے ایام جاہلیت میں سفارت رسالت و غیرہ
 نام فرقی یعنی نامہ و پیغام انھیں کے ہاتھ سرحدوں کے پاس کفار قریش بھیجا کرتے تھے اور سفید روبرخ چشم بلند لائے
 کہ روایت ہو کہ لوگوں میں جب کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا تھا گویا اونٹ بڑا اور ہین اور لوگ پیادہ و جب ابن مذکفعہ میں کرد
 عمر خطاب نے ریت میں اس طرح مذکور ہو کہ قرن حدید شد بدایہ میں یعنی عمر بن الخطاب جو نہ پہاڑ کے ہوا اور تیر بخت و دامنہ اور ہوا و درود
 ثابت ہو کہ اول انھیں کا خطاب امیر المؤمنین ہوا چنانچہ عسکری نے اوائل میں اور طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے بطریق
 بیضا اب عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ اسے سلیمان ابن شمسہ سے سوال کیا کہ زمانہ ابو بکر میں من خلیفہ رسول اللہ رضی
 عنہ تھے اور بعد خلافت عمر خطاب میں اول من خلیفہ ابی بکر ابی طالبان کہتے تھے پھر کو نکہ یہ بات متغیر ہوئی اور اطلاق امیر المؤمنین کا
 عمر رضی اللہ عنہ پر کیا گیا اور کوئی شخص تھا جسے اطلاق اس خط کا کیا اور فرامین میں لکھا گیا ابو بکر ابن سلیمان نے کہا
 خبر دی مجھ کو مسماۃ شیفا ماجرہ نے کہ ابو بکر من خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے اور عمر من خلیفہ رسول اللہ اس وقت تک
 کہ انھوں نے عامل عراق کو نامہ لکھا معنون اسکا یہ تھا کہ دومر دوی شہور جلد میرے پاس وادہ کر کہ احوال عراق و اہل عراق
 اُن سے دریافت کروں عامل عراق نے بسید بن ربیعہ اور عدی بن ابی حاتم کو بھیجا جب یہ دونوں مدینہ میں پہنچے اور سمجھ میں لائے
 تو عمر و ابن عباس ملائے کہ انکے امیر المؤمنین کے پاس جانا چاہتے ہیں تم اجازت حصول ملازمت حاصل کرو عمر بن عباس نے
 کہا واللہ فی امیر المؤمنین کے اطلاق میں صواب کیا بعد اُن کے عمر حضرت عمر سے کہا اسلام علیک امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے
 فرمایا تو نے امیر المؤمنین کس طرح کہا عمر نے حال بیان کیا اور کہا تم امیر ہو لو جو میں آدمی کہتا ہے کہ اسدن سے یہ کلمہ

روایت ابن عباس

روایت ابن عباس

روایت ابن عباس

مسکاتبات وغیرہ میں لکھا گیا اور امام نووی نے تہذیب میں لکھا ہے کہ ربیعہ اور عدی نے اس نام سے حضرت عیسیٰ کو
 مسکے کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ ربیعہ ابن شعبہ نے لقب بامیر المومنین کیا ہے اور ابن عساکر نے معاویہ ابن فرہ سے
 روایت کی ہے کہ ابی بکر رضی اللہ عنہ لکھتے تھے من ابی بکر خلیفہ رسول اللہ جب عہد خلافت عمر ابن خطاب ہو الوہم کان
 ارادہ کیا اور کانو خلیفہ خلیفہ رسول اللہ لکھا کہ ابن حضرت عمر نے فرمایا امین قطوبل ہے اسحاب نے کہا تم ہمارے امیر ہو
 فرمایا ہاں میں تمھارا امیر ہوں اور تم مومنین ہو اسی تاریخ سے امیر المومنین لکھا گیا آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ او
 ان لوگوں میں ہیں جن پر بحیثیت خلافت تشبیہ اس اسم کا ہوا ہے اور جو عبد الرحمن بن جحش پر ایک سر یہیں اطلاق
 امیر المومنین کا ہوا ہو سو وہ محض اسی وقت پر خصوصیت رکھتا تھا اسی طرح اول حضرت عمر نے حدیث نبوی
 کوڑے مارے اور اول تجدید حریت مینہ انھیں نے فرمائی اور اول انھیں نے بیع اموات اولاد سے نہی فرمائی
 اور اول نماز جنازہ اربع تکبیرات سے انھیں نے پڑھی اور اول قصات انھیں نے مقرر فرمائی اور اول تعین تاریخ
 مشورت علی رضی حضرت عمر نے فرمایا ابن سعد نے شدت سے روایت کی ہے کہ جب عمر خلیفہ ہوئے تو اول یہ کلام فرمایا
 اللہم فی شہیدہ فانی فی ضعیف فتونی وکفیل نعمتی اور انھیں نے عہد خلافت میں اپنے بیٹے پر حد زنا جاری فرمائی تھی
 یہ مقام محل عبرت ہے اور عقد در شہرت سے خارج جو حضرت عمر نے فرمایا ہے کہ فیت اس واقعہ کی بعض کتاب حدیث میں اس طرح
 مذکور ہے کہ ایک روز جناب فاروق عظیم مسجد نبوی میں بیٹھے تھے اور اصحاب رسول مقبول گرد و گرد جمع تھے و فلک
 عورت نوجوان ایک طفل نوزاد کو دین لیے ہوئے دعاؤں مسجد سے داخل ہوئی اور بولی یا امیر المومنین السلام علیک
 حضرت عمر نے فرمایا وعلیک السلام اگر کچھ حاجت رکھتی ہو بیان کر کہ اسکا سر خنجر کا کرون اسنے کنا حاجت یہ ہے کہ آج
 بوزنہ کو مجھے لیکر پرورش کیجیے فرمایا امیر اگر کچھ تیرے پاس طرح ہو چکا میں نہیں پہنچا تا ہوں وہ بولی کہ یہ لڑکا تمھارا
 بیٹا عبد الرحمن ابو شحمہ کا ہے فرمایا کہ یہ حرام کا لڑکا ہے یا حلال کا عورت نے کہا میری جانب سے حلال کا ہے اور ابو شحمہ
 کی طرف سے حرام کا حضرت عمر نے کہا خدا سے ڈر سچ بیان کر اسنے کہا کہ میں ایک دن راہ میں چلی جاتی تھی جب یہ باغ
 بنی سجا رکھے ہو چکی تو بیٹا تمھارا مست و سرشار شراب خوردہ دوکان لسیکہ یہودی سے کہ خدا مشہور معروف ہوتا تھا اسنے
 ہاتھ دیکر کہ دست اندازی شروع کی ہر چند میں نے انکار کی لیکن تجھے نہ مانا اور باغ میں لہجہ کا مجھے وہ کام کیا حرم و عورت
 کرتا ہے تو میں بیہوش ہو گئی جب بیہوش آیا اور اپنے گھر آئی معلوم ہوا کہ حاملہ ہو گئی ہوں سو میں نے محل اپنا اپنے چھائے اور سنا
 لوگوں سے پوشیدہ رکھا تا کہ رسوا و فضیحت نہوں حتیٰ کہ مدت محل گذر گئی اور اماں تو کہ نہ وہ ہے آخر کا جنگل میں جا کر
 یہ لڑکا جنی اول میں نے چاہا کہ اسے ہلاک کروں مگر خوف خدا نام ہو کر باز رہی اب تمھارے پاس آئی ہوں اور تمھارے
 بیٹے ابو شحمہ پر داخود ہوں لازم ہے کہ ماہین میرے اور اس کے جو حکم خدا ہو فرمائیے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منادی کرادی
 کہ مردم شہر مسجد میں جمع ہوئے انکو ارشاد کیا کہ سب لوگ حاضر ہو اور خود مع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ دو تین زمین

داخل ہوئے اور پوچھا ابو جہلہ کہاں ہو بی بی نے کہا اسی وقت سترہ زبان پر رکھائے جو بیٹھا ہو حضرت عمر فاروق ابو جہلہ کے پاس
 تشریف لے گئے اور فرمایا کہ امی بیٹے میرے کھانا کھا لے یہ عام تو شہ آفری ہر اہل دنیا سے ابو جہلہ نے یہ سلام سنا تو رنگ اسکے چہرے کا متغیر ہوا
 اور قہر ہاتھ سے گر پڑا جب اس کے حضرت عمر نے فرمایا میں کون ہوں ابو جہلہ میرے باپ ہو اور بیٹے حضرت رسالت مآب فرمایا
 کہ فرمان برداری میری تجھ پر واجب ہو یا نہیں کما دوسبب سے فرمان برداری آپ کی فرض ہو ایک سن حیثہ والو الدیہ دوسرے
 سن جہتہ الخلافہ فرمایا تمھارا قسم دینا ہوں بھوک پیاس پیٹھ پر سے و بھوک والدیہ اپنے کے کہ ٹوٹے کہوں لیساکہ یہودی کی دوکان سے روکا
 لیکر بی بی تھی اور ست ہوا تھا اس کے کہا مان ایک بار یہ حرکت مجھے ہوئی تھی سو میں نے نادم ہو کر توبہ کی ہے فرمایا توفے خوب کیا
 جو توبہ کی کیونکہ سرایہ مسلمان تو یہ جو پھر فرمایا کہ امی بیٹے میرے بھکھو خدا کی قسم جو کہ تو کھو ہوں ناخچہ نبی بخار میں گیا تھا اور
 کسی عورت سے صحبت کی تھی ابو جہلہ خاموش ہو رہا اور رونے لگا حضرت عمر نے فرمایا کہ خوف نہ کر سچ بیان کر خدا سے تمنا
 بہت گو کہ دوست رکھتا ہو ابو جہلہ نے کہا سچ ہے کہ یہ حرکت بھی مجھے سرزد ہوئی تھی لیکن میں نے توبہ کی اور سب نادم ہوں
 حضرت عمر نے جب ابو جہلہ کی زبان سے اقرار کر لیا تو ہاتھ پکڑا اور کشان کشان گھر سے باہر قریب مسجد کے لے گئے اور حاضر
 مسجد رو بہ وچا کہ سوتا زمانہ کہ عازن احق نا کثیر امین بحکم خدا ہی مارین ابو جہلہ نے کہا امی باپ میرے مجھے نصیحت نہ کر
 بہتر ہے کہ تلو اسے اسی جگہ ٹکڑے ٹکڑے کر دے فرمایا گھر میں تعزیر درست نہیں ہو اللہ صاحب فرماتے ہیں ولینشد عذابا عظیما
 من المؤمنین یعنی وقت مارنے مدکی چاہیے کہ جتنا کثیر مسلمانوں کے حاضر ہوں تاکہ شہرت واقع ہو اور دو دروہوں کے لوگوں کو
 عبرت ہو اور مجرم بھی سبب عذاب جسمانی کے کہ سوتا زمانہ ہو اور عذاب روحانی کی کہ شرمندگی در سوائی جو آلودگی گناہ سے بخوبی
 پاک ہو جائے بعد اسکے اسی طرح کھینچتے ہوئے مسجد میں لائے اور اصحاب پیغمبر خدا صلعم کے رو بہ وکما کہ عورت نے سچ کہا اور ابو جہلہ
 نے بھی اسکو تصدیق کیا بعد ازاں افغان غلام سے کہا کہ تازیانہ لیکر سوتا زمانہ اسکے مار اور پاسداری کو چھوڑا اور ضرب تازیانہ بقیع نیکر
 قطع ہوا کہ مجھے یہ ہو گا اور رونے لگا حضرت عمر نے فرمایا امی بیٹے میری فرمان برداری میں فرمان برداری رسول خدا ہی میں جتنا
 کستا ہوں اسکو بجا لا لا رسول خدا کے سامنے شرمندگی ہوگی ناگزیر ارفع نے پلہ تے ابو جہلہ کے بدن سے اتارے اسوقت مردم حاضر ہو
 مسجد میں و نا پٹنا پڑ گیا اور ابو جہلہ دم بد حضرت سے تعلق و زاری کرتے تھے اور کہتے تھے کہ امی باپ میرے رحم کر اور حضرت عمر رونے لگے
 اور فرماتے تھے خدا سے تمنا کہ پیر و درگا تیرا جو رحم کرے تجھ پر اور جو جہ میں کہتا ہوں اسی اسطے ہو کہ پیر و درگا میرا تجھ پر رحم فرما
 مگر غرض اجر اسے حاضر شروع ہوئی اور حضرت عمر ارفع سے بار بار فرماتے تھے کہ تازیانہ نکال تو قہ نہ کر اور ابو جہلہ رونے اور پلاتے تھے
 یہاں تک کہ شرم تازیانہ کی نوبت پہنچی اسوقت ابو جہلہ نے کہا امی باپ میرے ایک آنچور و پانی مجھے عنایت فرما فرمایا امی بیٹے میرے
 اگر رب العالمین نے تجھ کو پاک کر کے اس عالم سے اٹھایا تو قریب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و شہرت تجھ کو ملائیگی کہ پھر تجھ کو پاس
 دہ لگائی اور غلام سے کہا کہ تازیانہ حاجی ہستی تازیانہ ہو گئے تو ابو جہلہ نے کہا اسلام علیک یا ابی خوست ہوتا ہوں حضرت عمر نے فرمایا
 و علیک السلام اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف ہونا تو میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ بعد تمھارے میں نے

اس حال میں مجھوڑا کہ قرآن پڑھتا تھا اور وحدہ و خداجاری کرتا تھا بعد اسکے حضرت عمرؓ نے غلام سے فرمایا کہ تازیانہ مار
جب نوٹے تازیانہ بولگے تو ابو شجمہ پر بیہوشی طاری ہوئی اور آواز فریاد و فغان نکلنے لگی اسوقت اصحاب رسول اللہ نے
اتنا س کیا کہ اب تازیانہ باقیماذہ کو موقوف دوسرے وقت پر رکھنا مناسب ہو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسے گناہ کو موقوف
نہیں کھا میں سزا ہی میں کیونکر تاخیر کر دین پھر غلام سے ارشاد کیا کہ مان بزن یہاں تک کہ آخر تازیانہ پر ابو شجمہ نے
جان بحق تسلیم کیا اسوقت حضرت عمرؓ دسے اور بولے اے میرے خدا سے تم نے مجھے کتنا ہون سے پاگل کرے بعد اسکے ابو شجمہ کا
اپنی گود میں کیا بیٹھے اور دسے لگے اور زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ پدرت قرآن تو کہ ترجیح کشتہ است پدرت قرآن تو کہ
حد تک نہ کرنا میری پدرت قرآن تو کہ مادر پدر خود ابرار دین تو رحم نہ کر دنا اسوقت لوگوں نے جانا کہ ابو شجمہ نے انتقال
فر دوس برین فرمایا اور انسدن مدینہ میں تمام آدمیوں پر ماتم سخت ہا اور ہر شخص شدت گریہ و زاری سے بیتاب تھا اور بت
کہ حبیب اللہ ابو شجمہ پر حد مارنی شروع ہوئی اور وہ فریاد و فغان کرنے لگے تو بعض لوگوں نے انکی والدہ سے کہا وہ روتی پھرتی
ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور بولیں کہ میں عرض ہر تازیانہ کے پیادہ پاچ کر ونگی اور بعض ہر تازیانہ کے
جسد رور پیہ میں فرماؤ فقر اور مساکین کو کھدہ کر ونگی حضرت نے فرمایا کہ حج و صدقات عوض حد کے نہیں ہو سکتی صبر کر کہ
ان اللہ مع الصابرين ہر بعد واقعہ کے چالیس روز گزرنے پر خذیفہ ابن الیمان کہ عمدہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضرت نے انکے حق میں فرمایا تھا ما بعد یوم خذیفہ فصدقہ و تشریف لائے اور مجمع صحابہ میں فرماتے لگے کہ میں نے آج رات کو
جناب سال تاج علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور بتایا حضرت عمر کا خلعت سنبہ پہنے ہوئے ہے ہر اہم تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر کو میرا سلام ہو چکا کہ گدینا کہ شا باش اسی طرح خدا کے تعالے نے فرمایا کہ قرآن پڑھ اور وحدہ و خد
قائم رکھ بعد ازان ابو شجمہ نے کہا کہ میری طرف سے میرے باپ کی خدمت میں سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ خدا تعالے
تجما و پاک کرے جس طرح تم مجھ کو گناہ سے پاک کیا آخر جبرہ ابن شبر وہ الدلیبی فی کتاب المنافی و اخر بخیرہ و مقصر اتیغیر اللفظ بدت
خلافت حضرت عمر فاروق دس برس چھ ماہ ایک روز کم قدر تھی اور واقعہ شہادت آنجناب اس طرح واقع ہوا کہ عمدہ خلافت
حضرت موصوف میں یہ دستور تھا کہ سبایاے بالعین مدینے میں آنے نہ پاتے تھے اتفاقاً مغیرہ بن شعبہ عامل کو فہ نے لکھا
کہ ایک غلام نہایت ہوشیار کا رحدادی و نقاشی وغیرہ سے واقف کاریبان ہر اگر ارشاد ہو تو مدینے میں بھیجا جائے
تاکہ مسلمانوں کو منفعت حاصل ہو آنجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینے میں آیا اور بہنے لگا ایک دن حضرت کے پاس حاضر ہو کر
کہنے لگا کہ چار دہم خراج کے جو مجھے دیے جاتے ہیں وہ مجھ پر گران ہیں کچھ کم کر دینا چاہیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو کوئی شے
واقف ہو اس لحاظ سے یہ خراج کچھ گران نہیں ہو اس باعث سے تخفیف نہیں کی جائیگی وہ مرد و دوجوسی علیہ اللعنتہ ناراض ہو
اور یہ کہتا ہو اور دواڑے سے لٹکا کہ عمر کا عدل سب کو ہو چکا مگر مجھ کو نہ ہو چکا بعد چند سے اُس دودنے ایک خنجر و زربان
خرید کیا اور اسکو نہر آلودہ کو لگاتھا تین لگانا کہ امیر المؤمنین کو شہید کر دن اور امیر المؤمنین کی یہ عادت تھی کہ صبح کو

باب میں حسینؑ کو تروچھا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ثلاثہ من الاولین وثلاثہ من الآخرین فرمادیا حضرت عمرؓ کے لکھا نصیحتا
 بنا و صدقنا بہ بنیادنا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام سے مجھ تک ایک نسل اور مجھ سے قیامت تک
 ایک نسل انسی طرح اور آیات دین کے تفسیر و تدوین تفصیل انکا بیان ہو اس مقام اسی قدر کافی ہو اور کتب
 احمد و ترمذی و حاکم نے عقبہ ابن عامر سے ابو طہرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطابؓ یا زبجہ علی ابن ابیطالبؓ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم نے عمر سراج الہدٰیؓ یعنی عمر چراغ الہدٰیؓ کا جو کما بہشت میں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت اس حدیث کی ہے بعض علماء اس حدیث کے معنی میں فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ چالیس شخص جنکی تمامی
 حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے ہوئی و سب بہشتی ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ انمیں چراغ ہیں اس واسطے کہ اسلام انکا اسلام
 عمرؓ قوی ہو کہ اسی وقت سے انھوں نے انھما را اسلام کیا اور پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے جس طرح راہ و روشنی چراغ میں
 جلتا ہے کہ کافی النماۃ لبغزی از انجمن بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت مسلمؓ نے فرمایا کہ جس
 حالت میں میں ہوتا تھا دیکھا میں نے لوگوں کو کہ میرے سامنے کھڑے ہو کر اپنے کرتے ہین انمیں سے بعض کھڑے ہو چھائی تاک
 پہوتھا ہے اور بعض کھڑے ہوئے اور عمر خطابؓ میرے سامنے کیا گیا اور اس پر کرتہ تھا کہ دو اسکو زمین میں گھیسٹا جاتا تھا چھائی
 کہ اسکی تعمیر کیا ہے فرمایا دین فائدہ دین سے یہ مناسبت ہے کہ جس طرح کرتہ بدن کو چھپاتا ہے اور ہر دی گرمی سے بچاتا ہے
 ویسے ہی دین بھی روح و دل کو محفوظ و معصون رکھتا ہے کہ کفر و کناہ سے بچاتا ہے اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ
 بظاہر رضی اللہ عنہ کا دین حد سے یاد و کامل تھا اور بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا جس حالت میں کہ میں ہوتا تھا سو میں نے آپکو ایک کنوین پر دیکھا اُس پر ایک ڈل پڑا ہے سو میں نے
 اس ڈل سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا مجھ کو سکوا بن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبرؓ نے لیا اسے ایک ڈل کا
 انکے کھینچنے میں کچھ سستی و آہستگی تھی خدا اُسکی عاف کر گیا پھر ڈل پل ہو گیا عمر ابن الخطابؓ نے لیا سو میں نے تو اویوں سے
 دیا سب غریب بڑا زور اور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک اسے کثرت سے پانی نکالے کہ لوگوں نے
 اپنے اونٹوں کو اسودہ کر کے اُنکی نشست گاہ میں بٹھلایا تو شیر نہ رہے کہ عرب میں اونٹوں کی کثرت از بس ہے سو پانی
 پلانے کو کنوین پر لاتے ہیں اور خوب پلا کر نلکہ بٹھلاتے ہیں سو ڈل کھینچنے سے میں کی سرداری مراد ہے کہ بعد حضرت
 علیہ السلام کے صدیق کو ہوگی کہ وہ ایک ڈل آہستگی سے نکالینگے یعنی انکی خلافت تھوڑے دن رہیگی اسلام عرب میں پھیلے گا
 چنانچہ کل و دریں گنجنا ب خلیفہ رہے اس مدت میں جیکہ کذاب غیر دہل ارتداد سے معرکہ رہا کہ انکو مار کر عرب کا اسلام
 مضبوط کیا اور کسی قدر ملک شام فتح فرمایا تھا کہ وفات پائی اور عمر فاروق خلیفہ ہوئے دس برس تک کام کیا کچھ وقت
 خوب اسلام عالم میں پھیلا ملک شام و مصر و ایران عراق و اکثر روم فتح ہوا اور چار ہزار شہر بڑے بڑے و بے پرگنت کے

داخل قبضہ اسلام ہوئے چار ہزار تن آئے سمار ہوئے اور چار ہزار مسیحی بن جامع طیار ہوئے اور بیست ہزار زرتشتی مسلمان ہوئے
تقسیم ہوئے کہ لوگ غنی ہو گئے اس حدیث سے ترقی اسلام اور صدیق اکبر فاروق اعظم کی خلافت کا اشارہ نکلا اور جو کچھ حضرت
ہوئے والا تھا خواب میں دکھلایا گیا اور بخاری مسلم بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے
کہ جب حال میں سوتا تھا میں نے ایک بھائی مجھے نفس نفیس بہشت کے لئے دیکھا تو یکا یک دیاں ایک عورت ہو رہی تھی کہ ایک سال
کہتا رہے میں نے کہا یہ کس کا عمل ہے فرشتوں نے کہا عمر کا سو بھلو عمر کی غیرت یا دڑی تب میں پلٹ آیا بہشت دیکھ کر یہی وہ
اسکی عورت باس اجنبی دم کے جانے سے غیرت آئی جو اس واسطے میں گیا عمر فاروق سے منکر رہنے لگے اور التماس کیا کہ یا حضرت
کیا آپ ہی پہنچو غیرت آئی یعنی یہ بات مجھے ممکن نہ تھی تیسرے امیر المومنین عثمان بن عفان ابن ابی العاص ابن امیہ
ابن عبد الشمس بن عبد مناف خلیفہ ثالث رسول اللہ میں یہ بھی شرف مصاہرت سے ممتاز ہوئے کہ رقیہ و ام کلثوم بنت
آنحضرت سے نکاح ہوئے مان انگلی ارومی بنت کہ زلفہم الکاف و سکون الارواح و سکون الزواجر و خیر فیضہا و عجب
رسول اللہ اور کربا بن ربیعہ ابن حبیب بن عبد الشمس بن ذوالنورین ایکا لقب ہے او کنیت ابو عمر و ذریعہ ابو عبد اللہ انھیں
حضرت رسول مقبول سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے کئی ہزار در پر کوئین ہوں لی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ جو عرض بہشت پہنچی کہ حضرت نے داخل مسجد فرمائی و کنیت ابو عبد اللہ یہ ہے کہ رقیہ بنت رسول اللہ
جب عبد اللہ پیدا ہوئے تب عبد اللہ کنیت ہوئی و لاوت باسعادت ایک چھ برس پیشتر تولد حضرت رسول مقبول سے ہوئی تھی
تھے حضرت عثمان میانہ نہ خوش درویش سفید اور گئے کتنے پریشان تھے چچا کے بزرگ ریش تھے خوب صورت لوگوں میں اور فرمایا
آنحضرت نے ام کلثوم کو نکاح کیا میں نے تیرا اسکے ساتھ جو کشیدہ ساتھ جیتیرے ابراہیم علیہ السلام کے اور ساتھ تیرے باپ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی جیا کی اس درجہ کہ لڑکے اندر دروازہ بند کر کے غسل کرتے تھے اور جیسے پیٹھ اپنی سیاہی نہیں کر سکتے تھے
اور بعد مسلمان ہوئے صدیق اکبر علی رضی اللہ عنہ و زید و حارثہ رضی اللہ عنہم کے اسلام لائے ہیں بہ ترغیب صدیق اکبر اور بعد اربعین
اولین و اول المهاجرین و احد الشترہ المبشرہ بالجنۃ میں در بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ توقف سے شجیانہ روز خلیفہ ہوئے
اور وجہ توقف یہ ہوئی کہ لوگوں نے عبد الرحمن ابن عوف سے درباب خلافت سہو کر دیکھا تو انھوں نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ اس
امر کو تین شخصوں پر ترجیح دے کہ جو تیرے دو علی رضی اللہ عنہ تیرے خدا کو زیر ابن العوام نے قبول کیا اور بعد ابن ابی وقاص نے عبد الرحمن
اور طلحہ نے عثمان کو مگر عبد الرحمن نے انکار فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی تو اہش نہ کی آخر عبد الرحمن نے ملا ہونے کو حضرت
عثمان کے انھیں سے بیعت کی بعد از ان علی رضی اللہ عنہ و خدیجہ مہاجرین و انصار نے بیعت کی اور مسند امام محمد بن ابی وائل سے روایت ہے
کہ میں نے عبد الرحمن ابن عوف سے کہا کہ تم نے کس طرح عثمان سے باوجود علی رضی اللہ عنہ کے بیعت کی عبد الرحمن نے کہا میرا قصہ نہیں ہے
اول میں نے حضرت علی سے کہا کہ میں جیت کرتا ہوں تھے کذاب اللہ و سنت رسول اللہ و سیرت ابو بکر و عمر پر وہ کہنے لگے کہ میں اسکی
استطاعت نہیں رکھتا ہوں تب میں نے اسی طرح عثمان سے کہا اے عثمان قبول کیا کہ انی اخبار اللہ و اول آدہ رسولی نے لکھا ہے کہ شورش اطمینان

نکاح
ام کلثوم بنت
ابو طلحہ

عبدالرحمن نے عثمان سے کہا کہ اگر تمہیں بیعت نہ کروں تو تم تمہارا کس سے عثمان نے کہا علی مرتضیٰ پھر میں علی مرتضیٰ سے کہا
 انھوں نے فرمایا عثمان سے بیعت کرو بعد ازاں میں نے سعد ابن ابی وقاص سے شوریٰ کیا انکی رائے بھی اسی پر قائم ہوئی
 اور احباب اصحاب بن المہاجرین والا نصاریٰ بھی انھیں پر راضی ہوئے لہذا ان سے بیعت کی گئی انکے شری انکی انکے شری رسول مقبول علیہ
 علیہ السلام کی تھی جب کہ وہ کنوین میں گر پڑی تب ایک خاتم نقری نوائی اور اس پر نصیرن کو لکھن میں کندہ کر دیا و بروایت اہل سنت بالذکر
 خاتم نقسوی بعضے کہتے ہیں کہ جب اس سے انکے شری چاہ میں گری اسی دن سے امور خلافت میں خلل پڑا اور مفاسد
 شروع ہوئے اور قضیہ شہادت کا یوں واقع ہوا کہ جب حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو برہایت صلہ رحم
 آنجناب نے بعض اقارب کو حاجی امیر فرمایا چنانچہ معاویہ ابن ابی سفیان کو شام میں بھیجا اور سعید ابن ابی العاص کو
 کوٹہ میں اور عبداللہ ابن عامر ابن کر بکو بصرے میں اور عبداللہ ابن سعد ابن ابی اشرح کو مصر میں یہ شخص بھائی
 رضاعی حضرت عثمان کا تھا اور مروان ابن الحکم کو اپنی نیابت میں رکھا اور مہر اپنی اسی کو سپرد فرمایا چونکہ مروان
 نہایت متسلط ہو گیا تھا اس سبب سے کوئی شخص کچھ بھی کہ نہ سکتا تھا لیکن مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی
 شرارت و بددیانتی سے ناراض ہوتے تھے اس لئے ان میں چند کس صری عبداللہ ابن سعد حاکم مصر کے ظلم سے داد خواہ ہوئے
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسکو ایک نامہ مضمون انصاف و موافقت بھجوا دئے خیال بھی نہ کیا بلکہ بانیہ حملہ داد خواہوں کے
 چند آدمیوں کو قید کر لیا اور ایک شخص کو قتل بھی کر دیا اس سبب سے سات سو آدمی اہل مصر سے سخت ہوئے اور بوسیا
 علی مرتضیٰ درم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما احوال تفصیلی اپنا عثمان سے بیان کیا تب حضرت عثمان نے حکم عزل
 عبداللہ صادر فرما کر ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر رضی ہو وہ حاکم مقرر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا
 کہ حضرت عثمان نے فرمان مارت و حکومت انکے نام کا لکھ دیا اور چند نفر اصحاب مہاجرین و انصار سے ہمارا فرما کے مصر کو
 روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار ان لوگوں کو مارا اسکے جا بچنے سے اسے اسامہ موم ہوتا تھا کہ طلب کیا ہوا
 جاتا ہوا کسی کو بلانے جاتا ہوا اس سبب سے محمد ابن ابی بکر نے ہر ایہوں نے پوچھا تو کوں کی کمان جاتا ہوا اسنے کہا کہ
 میں امیر المؤمنین کا غلام ہوں انکا بھیجا ہوا حاکم مصر کے پاس جاتا ہوں تو کوں نے حاکم مصر محمد ابن بکر کو بتلایا وہ بولا
 میں تو عبداللہ کے پاس بھیجا گیا ہوں محمد ابن ابی بکر سے کچھ کام نہیں ہے پھر پوچھا کہ واسطے بھیجا ہوا اسنے کہا ایک پیغام
 دیا ہے پوچھا کوئی فرمان ہے اسنے اسکا کیا تب اسکو گرفتار کر کے اسکا اسباب لکھا تو موطرہ میں ایک خط نکلا حضور
 یہ تھا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور غلام فلان آدمی صری میں پوچھیں تو کوئی حیلہ کر کے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو بطلان
 اور فساد کا کام پر بحال رہنا اور میں اس آدمی کو قید کر دینا جو تیرے ظلم کی شکایت کیگا اور غلام نامہ پر لکھا تھا حسن
 عثمان ابی عبداللہ ابن ابی اشرح چنانچہ اس خط کے دیکھ محمد ابن ابی بکر نے اپنے رفیقوں کے مدیہ منورہ کو لوٹے اور
 سبکو جمع کر کے حال عثمان بیان کیا تب علی مرتضیٰ وغیرہ کا براہ صحابہ رسول اللہ نے حضرت عثمان سے ہتھساز فرمایا

اور ہونے کے غلام و شتر بلاشبہ میرا ہی لیکن بہ خط میں نے ہرگز نہیں لکھا اور نہ میری اطلاع سے لکھا گیا تب نلی مرتضیٰ نے فرمایا کہ تم میری تحریر فرمایا میری ہر کیا کیونکر تمہارا غلام تمہارا اوٹ پر وار نہری خط لکھا گیا یا میں ہمہ کہ تم وقف ہجرت میں ہوا و بعد نہ میں نے یہ خط لکھا اور نہ حکم لکھنے کا دیا اور نہ غلام کو مصی طوی عیجاب سلکو تحقیق ہوا کہ یہ شرارت مروان کی ہر کیا خط لکھا ہوا مصریوں نے مروان کو طلب کیا تاکہ قتل کریں چونکہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص حکم شرع مروان سے صادر نہیں ہوا امیر المومنین نے تامل فرمایا مصریوں نے باغیانہ و ادا بعض اہل قبائل بنی زہرہ و بنی خزوم و بنی غفار و بنی خزاعہ خلافت مابین گھیر لیا تھا کہ چالیس شبہ روز بانی بند کیا اور اس قدر فرصت نہ دی کہ مسجد میں نماز ادا کریں ایک روز بلوایون کے مقابل ہر فرمایا کہ میں تم کو خدا و اسلام کی قسم دیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ تم جلنے ہو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما ہو تو سوچ کر ہر دم کے آب شیرین کہیں نہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی یہ رودمہ کو مول لیکر وقف کرے تو اسکو بہشت میں کنواں ملیگا سو میں نے اسکو خرید کیا اور وقف کر دیا آج تم لوگ مجھے اسکے بانی سے روکنے ہو بلوایون نے کہا یہ بات درست ہو فائدہ روز میری راہ دھماکہ سکون اور ہوا بعض نے ہمزہ سے بھی پڑھا ہے یہ یک کنواں ہر جانب شمال مسجد قبلتین مسجد اوی تحقیق میں کہ اسکا بانی شریع لطیف و پاکیزہ تھا عوام اسکو بہر جنت بولتے تھے اسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھ کر ہم کو خرید فرمایا تھا بلوایون سے کہا تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ظان خانہ خرید کر کے اس میں ملاوے اسکا اس سے بہتر جنت میں ملے گا میں نے اس لکھ کر خرید کر کے مسجد میں داخل کیا اور تم جھکاؤ اس مسجد میں نماز پڑھنے کو روکنے ہو بولے نعم رست و درست ہو پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نبیر بفتح المشدہ کو کسر لیا و الموحدة و سکون التحدیث یعنی ہمارا کہہ رہے تھے دفعہ پہلے ہمارے حرکت کی یعنی خوشی سے بعض تپہ کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر ہماک کر فرمایا اسکن تبیر فاما ملک بنی و صدیق و شہیدان یعنی تمہارا کہ وہ نبیر جزین سیت کہ تجھ پر ہر صدیق و دو شہید ہیں بلوایون نے کہا درست ہے تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر ان لوگوں نے میری شہادت پر گواہی دی اور میں باراسی کلام کو با واز بلند فرما کر اپنے تمام پر شریف لائے مگر اللہ اکبر بنا کر زیادتی مبالغہ ثبوت جنت میں بولتے ہیں اس حدیث میں شہیدان سے مراد شہید حقیقی ہیں کہ مقتول ہو چکے ہوں زخم سے و رفات پائی ہو قریب تر اثر جنت سے نہ شہید حکی ہیں و اردو نہیں ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و امیر المومنین ابو بکر و شہید ہیں اسلئے کہ سبب تنگی موت کا علیہ بعض میں اثر زہر قدیم کا تھا اخبار الدول میں ہوا کہ ابوامامہ باہلی کہتے تھے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہو تو میں بھی گھر کے اندر تھا سو میں نے سنا کہ حضرت عثمان نے فرمایا قریب ہر گھر کو قتل کریں اور میں نے پسینہ فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حلال نہیں ہوتا خون کسی مسلمان کا مگر تین سبب سے اول ارتداد و دوم زنا بعد الاحسان تو مقل نفس ناحق مکران اسباب ملائے سے کوئی سبب مجھ میں پایا نہیں جاتا ہر گھر کو نہ مارینگے روایت ہے کہ جب حضرت امیر المومنین عثمان کو ایسا س کی شدت ہوئی تو آنحضرت نے بھت پر کھڑے ہو کر پوچھا علی مرتضیٰ تم میں ہیں بلوایون نے کہا علی مرتضیٰ نہیں ہیں

میں نے اس کو
میں نے اس کو
میں نے اس کو

فرمایا سعد بن ابی وقاص بن بوسے وہ بھی نہیں پہنچا چار سال تک ہوئے پھر فرمایا جھلا کوئی ایسا بھی ہو کہ علی رضی اللہ عنہ سے جا کر کہے کہ مجھے پانی پلائیں کوئی بھی نہ بولا لیکن جناب ولایت مآب کو خبر ہو گئی آنجناب نے ایک مشکیزہ درودایتہ تین سبب سے آب شیرین و لطیف سے بھر دیا کہ پیسے بولائوں نے امیر المؤمنین تک پہنچنے نہ دیے مگر زہرہ منہ مع حق تعالیٰ کہ ہر کوئی بولی بنی ہاشم و بنی امیہ کمال جد و جہد سے وہ پانی حلیفہ برحق تک پہنچا یا ایک روایت سے ثابت ہے کہ جب حضرت امیر المؤمنین یحییٰ بن اسماعیل علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت عثمان معاصر سے میں میں اور بلخیانوں کا ارادہ ہے شہید کرنے کا ہے تو آنجناب نے علامہ سہیل بن عبداللہ علیہ السلام سے کہا ہاں اور تلوار ساتھ میں لیا کہ یہ روایت تشریف لائے اور حضرت حسین جگر گوشہ آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہم کو پیش پیش کیا اور عبداللہ ابن عمر وغیرہ صحابہ مہاجرین و انصار کو ساتھ لیا اور جانب نماز حضرت عثمان تشریف لے چلا اور دروازہ حضرت امیر المؤمنین پر پہنچے اور گھر کے اندر ملاقات کر کے کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین ثم امام وقت ہو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین ام سے ایک اختیار کر دیا تو اپنے گھر سے باہر نکل کر تھا بکہرہ کہ ہم بھی شریک ہیں خواہ دروازہ دوسری طرف توڑ کر کہہ ٹھک کو چلے جاؤ یا جانب شام معاویہ کے پاس تشریف لیجاؤ امیر المؤمنین نے کسی امر کو منظور نہ فرمایا ہر سہ سخن میں غداروں اور دلائل قویہ بیان فرمائے اور فرمایا کہ جناب امیر نے فرجعت فرمائی اور صحیح ہے کہ کفر و بدعت ہے بلکہ کلام کیا ہے چنانچہ ترجمہ واقعہ محرقہ میں لکھا ہے کہ جب منیرہ بنت امیہ نے اس عرس کیے تو سخن بانڈی کا جواب امیر المؤمنین نے یہ دیا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ اول خون ریز مسلمانان امت محمدیہ علی صہبہا الصلوٰۃ والسلام کا میں ہوں اور میں دو کما کا یہ جواب دیا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے قرأت ہے ہوا کہ عدول کر لیا ایک شخص کا غلطیہ میں نصف عذاب عالم کا اس پر ہوگا سو میں نہیں چاہتا ہوں کہ دشمن میں ہوں اور قیصری بات کا یہ جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ واجرت و مجاہرت رسول خدا ترک کر کے شام کی طرف جاؤں یا جسلمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تشریف لیجا بعد معاصرہ بردا بات صحیح ثابت نہیں ہوتا لیکن آنجناب نے حضرت حسین کو معذرت فرمائی کہ اور علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے اپنے بیٹوں کو دروازے حضرت عثمان پر بھیجا اور تاکید شدیدی کر دی کہ بولائی اور ہاشم اندرون نماز نہ گھسنے پائیں چنانچہ ان بہادران نے دروازہ سے باز رکھا تو بلخیانوں نے قریب اندازی شروع کی کہ روئے مبارک حضرت سبط اکبر بنی ہاشم علیہ السلام خون آلود ہو گیا اور مردان اندر گھر کے درج ہو گیا اور محمد بن ابی طلحہ بھی زخمی ہوئے اور قسیر کو لاشیر خدا نے بھی سر چوٹ اٹھائی لیکن یہ نفل خاندان سے باز رکھا محمد بن ابی بکر نے کہ اب ہاشم چلا لاک فتنہ انگیز تھا دیکھا کہ حضرت حسین نے دیدہ وصال اقلیدس کے سبب سے بنی ہاشم فساد و فتنہ برپا کر گئے کام بگڑ جائیگا چاہا کہ کر کے دو مصریوں کو ہراہ لے دوسری بجانب سے ایک پر وہی انصاری کے گھر میں ہو کر حضرت عثمان کی حویلی میں لوہڑا آنجناب اس وقت کلام اللہ پڑھتے تھے اور زہر عثمان مسماۃ خلیفہ بنی ہاشم محمد بن ابی بکر نے پیش مبارک پر ہاتھ ڈالا حضرت امیر المؤمنین نے کہا یہ حرکت اگر کرنا پڑے تو بد جائتا اسنے اپنا ہاتھ لٹکایا تب ہر اون نے شہید کیا بعد اسکے متون بولائی مقتدر بنی ہاشم انگیز اسی راہ سے نکل گئے

نام مصریوں کا قبضہ کئے ہیں باور بن عباس مہسود ملا بن عمران اور بعض عمرو بن الحمزہ و عمر بن صالحی اور بعض سودان و قشیر
 کئے ہیں اور بعض کئے ہیں دونوں ہری و تھے جنگ قتل کا اشارہ و روانے کیا تھا اور بعض اسود بنی کو بان کرتے ہیں ہوا صبح
 اور اس وقت سبب تہائی حضرت خلیفہ ثالث کا یہ تھا کہ جو لوگ آپ کے ملک و غیرہ تھے وہ سب پشت پر تھے انکو خبر نہ ہوئی اور حضرت
 عثمان کی بی بی نے چند شور و غل کیا لیکن جو بی بی بہت بڑی تھی اور دار الخلافہ میں شور و ہنگامہ اور مقابلہ ہو رہا تھا کسی نے
 کو ازرا کی بی بی سے آخر کار صحبت پر پڑھیں اور شہادت خلیفہ سے آگاہ کیا کہ درود آپ سے لوگ اندر آئے بعد ازاں حضرت علی کو
 اطلاع ہوئی وہ بھی مع طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص وغیرہ تشریف لائے اور ترجیح کر کے ایک طمانچہ حسن کے منہ پر چسکا
 چھاتی پڑا اور محمد بن طلحہ اور عبد اللہ بن زبیر کو سخت سخت فرما کر ارشاد کیا کہ یہ لوگ گس طرح گھر میں داخل ہوئے
 جب کہ تم دروازے پر تھے پھر اسی حالت میں مکان پر تشریف لائے لوگوں نے یورش کی اور کہا کہ ہم سے بیعت
 کرتے ہیں اپنا ماتمہ بڑھاؤ فرمایا میں شرم کرتا ہوں کہ بیعت کروان قاتلان عثمان سے ادجبا آتی ہی اللہ سے کہ میں بیعت
 کروان اور عثمان دفن نہیں ہوئے ناچار سب چلے گئے اور پھر آئے تو فرمایا جیسے اہل بدر اتفاق کر گئے وہ خلیفہ ہو گا
 چنانچہ اول رضا وغیرت اہل بدر نے بیعت کی بعد ازاں اور لوگوں نے اور مروان وغیرت مع اپنے بیٹے کے مفرور ہو اور
 انتخاب روجہ عثمان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ عثمان کو قتل کیا آئے عرض کیا کہ میں نہیں جانتی ہوں اتنا معلوم ہے کہ
 کہ محمد بن ابی بکر اور دشمن اور جنگ میں نہیں پہچانتی گھر میں آئے پھر محمد کو طلب فرمایا اور اٹھا روجہ عثمان کا بایں محمد نے
 کہا وہ سچ کہی ہو اللہ میں دار عثمان میں گیا تھا اور قصد قتل رکھتا تھا مگر عثمان نے میرے باپ کا ذکر کیا تو میں نے توبہ کیا
 واللہ میں نے نہیں مارا روجہ عثمان نے کہا یہ سچا ہو لیکن یہی شخص دشمنوں کو لگیا تھا پس اور وہ دشمن سودان
 بن حران اور قشیر تھے بروایت محمد بن یحییٰ نے شہید کیا اور غلامان عثمان نے انکو مارا کر ثانی میں لکھا کہ یا نبی محمد
 بعد العصر روجہ سال سی و پنج ہجری میں تلاوت قرآن شریف میں جب آیہ کریمہ تکبیر لکھ کر پڑھتے تھے تو وہ باشتون نے
 شہید کیا اور اثاثہ المیت لوٹ لیا اور لاش پڑی رہی بلو ائمہ کے خوف سے دفن نہ ہوئی شب شنبہ کو جیسا وہاں لوگ
 سو رہے تو زبیر بن العوام و حکیم بن حزام اور شور بن مخرمہ و جہیر بن مسلمہ و ابو خیم بن حدیفہ بدری اور تیسار بن مکرم اور
 عمرو بن عثمان نے خون آلود کپڑوں میں بیکسو تو رشہد البعد نما جنازہ دفن کیا اور ایک دایت ہو کر تین دن لاش
 پڑی رہی حضرت امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ اہل فتنہ سے اجازت لی اور حنبلہ بقیع میں دفن کرنا چاہا بلو ائمہ نے روکا
 ناچار گورستان مسلمان اور یہودان میں دفن کیا امیر معاویہ نے اپنی حکومت میں ایک دیوار کھینچ کر مقبرہ مسلمان میں داخل کر دیا
 اور حضرت شیخ عبد الحق محدث جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ ابن شہید نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے حضرت طلحہ و زبیر سے
 اپنی حیات میں اجازت اپنے دفن کی حجرہ مبارک سید عالم میں لی تھی جیسے کہ دفن کا ارادہ کیا تو مصریوں نے منع ہو گا
 اور نماز جنازہ بھی پڑھنے نہ دیتے تھے اور دفن کرنے سے قطعاً نہ دیتے تھے ام المؤمنین ام حبیبہ یہ قصہ منکر دروہ از مسجد پر

اور فرمائے کہ مکین کہ تم لوگ بیٹ جاؤ اللہ میں دفن کرو گئی ورنہ میں ماہر کھلی آتی ہوں اور کثیف تر رسول اللہ کرمی ہوں
تب مفسد بارتے اور اسی رات کو جبکہ دن میں شہید ہوئے جبریل بن مطعم وغیرہ صحابہ کرام نے جواول بیان ہوئے ہیں ملاش کو
آٹھا کہ بقیع میں لے گئے مفسدون نے منع کیا آخر جو کتب میں لے گئے اور جبر بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھی اور اسی جگہ قبر کو
دفن کیا اور ایک دن اور قبر پر گزارنے کے دفن کو پوشیدہ کر دیا یہ حسن کو کس ایک جگہ ہی بقیع سے باہر بطورستان اور ب طرف
امان بن عثمان کا وہاں لوگ دفن کرنے سے کہ بہت کرتے تھے تھلے ہر ایک اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس جگہ کھڑے تھے
اور فرماتے تھے کہ ایک صالح ہلاک ہوگا اور یہاں دفن کیا جائیگا اس محبت سے یہ جگہ آدمیوں کو مانوس ہو جائیگی پس اول
جو شخص ہاں دفن ہوا حضرت عثمان تھے بعد از ان مروان نے کہ حکومت معاویہ میں عامل مدینہ تھا اس جگہ کو بقیع میں داخل کیا
اور جس چھپر کو حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر پر بطور علامت رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ انا جملنا
للتقین ما انا اسکوٹھا کہ حضرت عثمان کی قبر پر رکھ دیا اور حکم دیا کہ لوگ انھیں گردہ میں مردوں کو دفن کیا کریں روایت ہے
کہ ایام محاصرہ میں اکثر صحابہ ماجرا اور انصار اور مولیٰ حضرت عثمان اجازت مقابلہ اہل نبی اور غنیان پاس تھے مگر
حضرت عثمان نے اجازت نہ دی بہت مخالفت بارہ برس کی مدت تھی اور عمر بانی ہی برس کی از روئے کتب جامع تواریخ و نیز دیگر تواریخ
دریافت ہوتی ہو کہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کی حالت اسلام اور کفر میں آٹھ بیسیاں ہوئیں حضرت ثقیف بن رسول قبول
صلی اللہ علیہ وسلم ام کلثوم بنت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناجیہ بنت مروان ام عمر بنت جندب فاطمہ دختر ولید ام النہسین
ذخیرہ بنت ثعلبہ دختر سعید بن مسعود الغری اور اولاد ذکور گیارہ عمر و عبداللہ کہ عبد اللہ صغیر ابان خالدہ بنت عقیلہ و شہید
شہیدہ مخیرہ عبد الملک اور اولاد اناث چھتر مائیم شعیبہ فاطمہ ام العلیان ام عمر ام النہسین اور عقال کی تفصیل یہ ہے
عبداللہ حفصی مکہ منظر بن قاسم بن بطلان بن حلی بن امیہ بن من عبد اللہ عامر بن عبد الوہاب اشجری کو ذہب معاویہ
بن ابوسفیان و مشق بن عبد اللہ بن خالد بن مسعود بن علقمہ بن الحکم طلس بن شہت بن قیس اور باحجان بن صاحب بن خزاع
اصغان بن بشر بن امیہ بن من عبد بن قیس بن من اخف خراسان میں نہ بن ثابت قاضی مدینہ منورہ ابو ہریرہ قاضی
ابو کرم ابو ذر قاضی شام رضی اللہ عنہم و ان کا ب حسب شرط عبد اللہ بن سعد تمیمی رضی اللہ عنہ بیس ہٹھارہ ہوتے ہیں
جو تھے حضرت ام المومنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ انتخاب لایات آب حلیہ چہارم میں نا کو سبب وجہ سیدہ النساء و حضرت
فاطمہ ہر علیہا السلام کی شرف مصاہرت حاصل ہو ائمہ حدیث کے نزدیک تو لہذا کچھ کعبہ میں ہو ہی اہل تحقیق کے موافق
تاریخ تیرہویں جب یوم جمعہ تھا اور واقعہ صحابہ فیل سے تیس برس گذر تھے اندون ابوطالب سفر میں تھے آپکی والدہ فاطمہ
بنت سعد بن ہاشم نے نام لکھا اسی کے منون پر انکو حیدر کہتے ہیں چنانچہ خود حضرت شیخ عبد الجبرین فرماتے تھے انا الذی
یعنی امی حیدر یہ جب ابیطالب سفر سے آئے تو علی نام لکھا اور جب لایات آب چلے پھرنے لگے تو ابوطالب کے ایما حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بننے لگا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوت پہنا یا گیا تو اس کے نزدیک لایات

دس خواہ بارہ برس کے تھے اور صحیح یہ کہ سات برس کے تھے جسوقت حضرت محبوب بن ابی العالیس جلیل علیہ السلام نے اپنی نبوت ظاہر فرمائی حضرت یحییٰ بن اسماعیل بن ہریرہ نے بیان فرمایا کہ میں نے اس کی صحیح یہ کہ وہ شہید کو حضرت سرور کائنات نبی ہونے اور منگل کو آپ ایمان لائے منافق مرقضوی کے بیان سے زبان قلم قاصر اور درکار اہل اور اک لکے دریافت سے عاجز و تنگ با اتفاق اہل کشف اور کرامت اور باجماع اہل فناء اور بقا سرور و ولایتین قاضی ثناء اللہ ربانی نے بیضا السلول میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک حاصل ہونا منصب لایت کبریٰ کا منحصر فیض اقدس و روح پاک علی مرتضیٰ کے رہتا چلا آیا ہے اور اسے منصب روح پاک حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہے اور ناظم حضرت امام محمدی علیہ السلام اسی طرح بیگا ائمہ رضی عنہما بقول ائمہ حدیث حضرت ولایت مآب کے کثرت ہیں کہ اور کسی کے حق میں نہیں منجملہ متواترات یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بنی وانا منہ یعنی علی مجھے ہے اور میں علی سے ہوں شاید مراد یہ ہو کہ علی کا کمال مجھے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم میں ظاہر ہوگا اور باقی بیگا اور میری اولاد اسی چلیگی پھر فرمایا اللہم آل من والاہ وعا د من عاد اہنی جو ان سے محبت رکھے تو اُس سے محبت رکھنا اور جو ان سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھنا یہاں سے ظاہر ہے کہ محبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مسلمان کا ایمان ہے اور عداوت موجب کفر و فساد ہے اور کثرت مولاہ فعلی و لا یعنی میری و علی کی مولات ایک ہی ہے جسکو ان سے مولات نہیں ہوا جسکو مجھے بھی نہیں ہے پس جس طرح بدو مولات سے طغوی مولات لکے کا حاصل ہونا محال ہے اسی طرح بدو مولات سے مرقضوی بھی وہ ولایت نہیں حاصل ہو سکتی اور آئندہ فرمایا کہ علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکھنا علامت نفاق ہے چنانچہ جامع ترمذی میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو وفاء لہذا اسی بات سے منافقوں کو پہنچاتے تھے کہ وہ علی مرتضیٰ سے بغض رکھتے تھے یعنی حضرت سرور کائنات سے جو انکو بغض تھا اُنکو نہیں پاتا تھا اگر علی مرتضیٰ کی نسبت انکا بغض باطن کچھ کھل جائے تو اُنکا آئندہ حضرت نے فرمایا کہ جو چیز میں نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضیٰ کے واسطے مانگی اور آئندہ فرمایا کہ مسجد میں بحالت جناب لسی کو آنا نہیں درست مگر بھگو اور علی مرتضیٰ کو یعنی طہارت حقیقیہ و دھانیہ نبی غالب بھی کہ جناب حکیمہ برنیہ کے احکام مغلوب ہو گئے تھے اور اجماع فرمایا انا مد علیہم و علی باہم یعنی میرا تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضیٰ کے کسی کو حاصل ہوگا اور آئندہ فرمایا کہ مجھے وحی ہوئی کہ علی ابن ابیطالب کا ہاتھ بڑھ کر یعنی علی میری ہمت کا بیج لائے والا جنت میں اور اہل بیت میں سید المومنین ہے اور آئندہ فرمایا کہ علم میرے جسکے مجھے قیامت کو آدم اور اولاد آدم ہوگی علی مرتضیٰ کے ہاتھ میں ہوگا اور آئندہ مسدک حاکم میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت ایک دن جناب سیدہ کے گھسہ تشہیر لائے علی مرتضیٰ ہوتے تھے آپ نے جناب سیدہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے تو اور یہ جو سہ تیرا ہر چند قیامت کو ایک ہی مکان میں ہونے کے لئے آئے ہیں چاہے تیرا ہی میں ہے کہ آنحضرت نے ایک دن حسنین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکو مجھے مدین و دونوں اور انکے والدین سے محبت ہوگی وہ قیامت کو میرے پاس ہوگا اور آئندہ سیکہ حضرت فاروق عظیم دعامانگا کرتے تھے کہ اسی ایسا ہونے کوئی شکل لڑنے کے لئے علی ابن ابیطالب میرے پاس نہیں یہاں ہے ظاہر ہے کہ علی مرتضیٰ کا لقب شکر لکنا حضرت عمر کے کلام سے نکالا گیا ہے

جس کا ظہور ایک چلا آیا جو آراجمہ حضرت عمرؓ نے اکثر فرمایا کہ لولا علی لیسک عمرؓ آراجمہ مسترک حاکم میں روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا
 النظر الی وجہ علی عبادۃ آراجمہ ابوہریرہؓ روایت ہے کہ جناب سیدہ نے زمانہ نکاح کے بعد حضرت کے حضور میں عرض کیا کہ نکاح تو صحیح
 آپ نے میرا ساتھ کیا حضرت نے فرمایا کیا تو خوش نہیں اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا تمام وہ زمین سے تیرے باپ کو
 اور تیرے شوہر کو آراجمہ حاکم نے احمد ابن حنبل سے روایت کی ہے کہ ماجا ولاحد بن صبابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل
 ماجا رسولی بن ابی طالب جب عمرؓ شریف شامیس آیا تھا شامیس کی پہنچی تو بوقت نبوی سے تیرے باپ کو دوسرے سال اکی شادی جمالیہ بعدہ الرسول
 سیدۃ النساءؓ فاطمہؓ زہراؓ علیہا السلام کے ساتھ ہوئی کہ حال تفصیلی اسکا ذکر حضرت فاطمہؓ میں لکھا گیا ہے اور تھے انجناب میاۃ قدر اور
 رنگ مبارک گندم گونہ اور تے سبزہ رنگ اور زردیک سے سرخ و سفید معلوم ہوتے تھے قد میں فی الجمہ تصدیق اور کشادہ دہن بلکہ
 بال کثرت اور چہرہ روشن بزرگ جسم عظیم بطن خندہ دہن بچو ماہ لیلۃ اللبد زککین بڑی ہنری نہایت دشن مسیادہ و یحیۃ شریف
 مثل حمید مبارک حضرت سرور کائنات انبیاؑ و پیغمبر خدایاؑ ضرورت غضاب کی نہیں ہوئی مگر گیمبھی کی ہو کر لایان اور ناتھ زبردست و زور
 پس کو پڑھتے وہ سالن سے سکتا تھا اور بدن مبارک گھٹا کسا ہو ایسا محبوب بال عالمین کا بدن اقدس تھا اور رفتار شریف
 شایہ فقار رسول اللہ یعنی قدم جہاں چلنا اور چال میں جہاں سے کہہ کر از زمین بہت ہی عسرت و محنت سے چلتے اور بل بہت دبی کرتے
 اور جو اچھا سامنا کرتا اس پر ہی غالب آتے اور کسی کی کچھ پرانہ رکھتے اور اپنے ارادے و اعیسے کے گزرنے میں کبھی نہ ڈرتے
 اور شدت گراما و شدت سرمد و لون اکی نسبت برابر تھے اگر چاہتے تو کر میوں میں لباس سرماہنے اور اگر چاہتے تو جاثون میں
 لباس گراما تھا بجناب حضرت رسول خداؐ کے تفرکیے ہوئے بہت ہیں آراجمہ سید یعنی ولیا کا ملین کے سردار اور افسر المسلمین
 یعنی پادشاہان لوگوں کے جتنے بی بیضا غیب کی زندگان خدا کو پہنچی ہو اور بیارال میں کو اسے شفا سے کلی حاصل ہوتی ہو اور اللہ
 یعنی اہم حق میں کسی سے نہیں ڈرتے اور گنسے بٹرتے ہیں اور اتوار یعنی خاکساران راہ خدا کے مبد و سر نشا اور نظر محراب اور
 اور خباہت تاب جتنا اس لقب سے خوش ہوتے تھے اتنا اور لقب سے نہیں جملے حضرت لقب ثانی سے سرور ہوتے تھے اس لقب کا
 شان ذل بخاری شریف اور مسلم وغیرہ سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ ایک دن حضرت سید المرسلینؐ خاتون جنت کے گھر میں جلوہ فرما ہوئے اور
 علی رضی اللہ عنہ کو پوچھا جناب سیدہ نے عرض کیا کہ مجھے غصہ ہو کر رہا ہے کہ میں درج یہاں قبول نہ میں کیا جناب رسالت تاب نہ درمیت
 تو عدم ہو کہ مسیہ میں سوتے ہیں تو جناب شریف لائے دیکھا کہ حضرت شہر خدا یوحنین خاک پر جہان گج ہو کر مایک روٹھیے سوتے ہیں
 چوادر گری ہوئی اور بدن مبارک خاک لودہ ہوا ہے حضرت نے فرمایا تم اب اس دن سے یہ کیفیت ہو گئی ہے لیکن اہل تحقیق اس نام میں
 اشارت دقیقہ نکالتے ہیں چنانچہ فقیر نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ درویشی عیت خاکست بخیتہ و ابے برویختہ نکلت پارا اور کو
 نہ پشت پارا اور کو چوادر حضرت جو اس لقب سے خوش ہوتے تھے اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بہ مرتبہ کمال مہودیت کا ہے اور عورتیں
 جسد رکمال ہوتا ہے اسی قدر تجلیات الہیہ کا سینہ لکھو رکمال ہوتا ہے پس ابورب جنی اصل فنا ہو اور حضرت امیر اصل مرجع
 نہ منہی سلاسل فقر ابین شیع محمدؐ کی بعض حالات میں فرماتے تھے سبحان اللہ آدم من التراب علی ماہ التراب اور ایک لقب آپکا

خود اعلان الوداع یعنی صاحب گمشدہ کائنات بنوال اسکا قصہ حضرت نوح میں بیان کیا گیا ہے ہر طرح لقب پکا امین و شریف
 و نامی محمدی ابوالموسیٰ بن بھی ہر انقضائے مقابلہ و مضامیل و عجائب و غرائب و کثرت علم و دین و زہاد و تقویٰ و دوزخ و شہادت
 انجذاب شہر اور ظہر من الشمس ہر ملاقات بیان نہیں ہر اول حلیفہ نامی انجذاب میں ماحول من اسلام من المصعبیان ولایت مآب پیغمبر
 برز و شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معوث بن نوبت ہوئے اور شنبہ کو آپ ایمان لائے اور کسی غزوہ میں حضرت علی علیہ السلام نہیں ہوئے
 جنگ تبوک میں کہ اندرون خلیفہ مدینہ تھے اور کثرت غزوات میں علم محمدی کے پاس ہا ہیکل اور احمق المناقب اور ہادی الکی غزوہ بدر میں
 اور جنگ خندق و راحہ میں دیکھنا چاہیے اور اپنے جھنڈی کی حدیث کی روایت انجذاب سے ہو اور خاتم مبارک جاندی کی تعویذ اور مبارک ملک
 کندہ تھا جملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے صبح کو انجذاب خلیفہ ہوئے اور معی اصحاب سینے سے کل کھڑکھ دوزخ میں بیت الملاح
 و غربت کی تھی بعد اسکے جانب گئے اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کو ہمارا لیکر جانب بصرہ آئے اور خون حضرت عثمان کے دھویدار ہوئے
 کہ حضرت امیر المومنین اس خبر کو سکر جانب عراق تشریف لے چلے اور طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی یہی واقعہ تھا کہ
 اور طلحہ و زبیر شہید ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس خطا سے تائب ہوئیں یہ معاملہ سال جمعہ میں واقع ہوا اور اس طرح کہ میں
 تیرہ ہزار رومی مارے گئے پھر ہندوستان لایا تب نے بصرہ میں قاضی فرما دی بعد ازاں کوفہ میں تشریف لائے پھر معاویہ
 ابن ابی سفیان نے شام سے خرما کیا یہ خبر سکر انجذاب بھی اسکی طرف تشریف لے چلے صفین میں لڑائی ہوئی یہ واقعہ سنہ ستائیس ہجری میں ہوا
 اسی طرح کہ میں عمرو بن عاص نے ازبک کہ قرآن شریف کو درمیان میں کیا تب لڑائی بند ہوئی اور صلح ہو گئی اور جانب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
 ابو موسیٰ اشعری اور طرف معاویہ سے عمرو بن عاص حکم ہوئے انھوں نے فیصلہ کر دیا کہ معاویہ شام کو گیا اور حضرت امیر المومنین یحییٰ بن مسلمین
 و سید المرسلین کو نے میں ملوہ و خراج پس اذان خواجہ نے خرما کیا کوفہ کے کتب سیر میں مذکور ہیں علامہ علی بن ابی طالب نے تاریخ خلافت
 لکھا ہے کہ میں ہاجرہ میں نے مکہ منورہ میں عید پیمان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرینگے عبدالرحمن بن ملجم ملعون نے کہا کہ میں علی ابن ابیطالب کو
 شہید کر دینگا اور بکر خواہ برکات عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں ہاجرہ میں علی ابن ابی سفیان کو مار دینگا اور عمرو بن ابی بکر نے کہا کہ میں عمرو بن عاص کو
 قتل کر دینگا چنانچہ بکر نے تلوار معاویہ کی ماری رک میں لگی اور خرما نکاح کٹ گئی کہ پھر اولاد نہ ہوئی اور عمرو بن ابی بکر نے کہا کہ میں معاویہ کے ہاتھ سے
 سب میں آیا لیکن عمرو بن عاص کے رات کو در پیٹ میں ہاگوہ و نماز میں کو نہ آیا ایک عربی قہقہہ نے نماز پڑھائی عمرو بن ابی بکر نے اسی کو مار دیا
 اور ابن ابی سلمہ نے حضرت ولایت تاب کو شہید کیا کہ انکی اخبار والد اول و قصہ شہادت کا یوں واقع ہو کہ عبدالرحمن بن ملجم و دو کہ حضرت عبداللہ
 ایک عورت سمانہ قدام حلیہ کفہ پر جو کہ حسن صورت و خیر سیرت میں فتنہ و گمراہی عاشق ہو اور اب اس قہقہہ کا جنگ خروان و بر و آئے
 بھائی بھیج خانے ولایت تاب کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اسکو ذرا غصہ تھا جب یہ ملعون بخت پشیمانیہ و فریفتہ ہوا اور پیغام سلام وصال کا
 ہونے لگا آئے کہ انکی فرمائش میری بجالاؤ خوشیہ وصال سے سیر اسے اور دہن اس عذاب سے غم اڑاؤ فرما دیجئے کہ علی رضی اللہ عنہ سزا کو
 قتل کرے میں اس طرح میرے ہونے لگا اور اس قطعاً نے اپنے ابن عمر و روان نامی خارجی کو بھی ابن ملجم کا رفیق کیا اور ابن ملجم نے ایک اور اپنے
 ہم مذہب شیبہ بن عجزہ شیبہ کو ہدایت کیا اور باہم شور م کرنے لگے شیبہ نے کہا کہ اسکا مقصد وہی اور کون ایسا دل حاکم رکھتا ہو جو علی پر

۱۷
 حضرت نوح علیہ السلام
 و نامی محمدی ابوالموسیٰ بن بھی ہر انقضائے مقابلہ و مضامیل و عجائب و غرائب و کثرت علم و دین و زہاد و تقویٰ و دوزخ و شہادت
 انجذاب شہر اور ظہر من الشمس ہر ملاقات بیان نہیں ہر اول حلیفہ نامی انجذاب میں ماحول من اسلام من المصعبیان ولایت مآب پیغمبر
 برز و شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معوث بن نوبت ہوئے اور شنبہ کو آپ ایمان لائے اور کسی غزوہ میں حضرت علی علیہ السلام نہیں ہوئے
 جنگ تبوک میں کہ اندرون خلیفہ مدینہ تھے اور کثرت غزوات میں علم محمدی کے پاس ہا ہیکل اور احمق المناقب اور ہادی الکی غزوہ بدر میں
 اور جنگ خندق و راحہ میں دیکھنا چاہیے اور اپنے جھنڈی کی حدیث کی روایت انجذاب سے ہو اور خاتم مبارک جاندی کی تعویذ اور مبارک ملک
 کندہ تھا جملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے صبح کو انجذاب خلیفہ ہوئے اور معی اصحاب سینے سے کل کھڑکھ دوزخ میں بیت الملاح
 و غربت کی تھی بعد اسکے جانب گئے اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کو ہمارا لیکر جانب بصرہ آئے اور خون حضرت عثمان کے دھویدار ہوئے
 کہ حضرت امیر المومنین اس خبر کو سکر جانب عراق تشریف لے چلے اور طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی یہی واقعہ تھا کہ
 اور طلحہ و زبیر شہید ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس خطا سے تائب ہوئیں یہ معاملہ سال جمعہ میں واقع ہوا اور اس طرح کہ میں
 تیرہ ہزار رومی مارے گئے پھر ہندوستان لایا تب نے بصرہ میں قاضی فرما دی بعد ازاں کوفہ میں تشریف لائے پھر معاویہ
 ابن ابی سفیان نے شام سے خرما کیا یہ خبر سکر انجذاب بھی اسکی طرف تشریف لے چلے صفین میں لڑائی ہوئی یہ واقعہ سنہ ستائیس ہجری میں ہوا
 اسی طرح کہ میں عمرو بن عاص نے ازبک کہ قرآن شریف کو درمیان میں کیا تب لڑائی بند ہوئی اور صلح ہو گئی اور جانب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
 ابو موسیٰ اشعری اور طرف معاویہ سے عمرو بن عاص حکم ہوئے انھوں نے فیصلہ کر دیا کہ معاویہ شام کو گیا اور حضرت امیر المومنین یحییٰ بن مسلمین
 و سید المرسلین کو نے میں ملوہ و خراج پس اذان خواجہ نے خرما کیا کوفہ کے کتب سیر میں مذکور ہیں علامہ علی بن ابی طالب نے تاریخ خلافت
 لکھا ہے کہ میں ہاجرہ میں نے مکہ منورہ میں عید پیمان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرینگے عبدالرحمن بن ملجم ملعون نے کہا کہ میں علی ابن ابیطالب کو
 شہید کر دینگا اور بکر خواہ برکات عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں ہاجرہ میں علی ابن ابی سفیان کو مار دینگا اور عمرو بن ابی بکر نے کہا کہ میں عمرو بن عاص کو
 قتل کر دینگا چنانچہ بکر نے تلوار معاویہ کی ماری رک میں لگی اور خرما نکاح کٹ گئی کہ پھر اولاد نہ ہوئی اور عمرو بن ابی بکر نے کہا کہ میں معاویہ کے ہاتھ سے
 سب میں آیا لیکن عمرو بن عاص کے رات کو در پیٹ میں ہاگوہ و نماز میں کو نہ آیا ایک عربی قہقہہ نے نماز پڑھائی عمرو بن ابی بکر نے اسی کو مار دیا
 اور ابن ابی سلمہ نے حضرت ولایت تاب کو شہید کیا کہ انکی اخبار والد اول و قصہ شہادت کا یوں واقع ہو کہ عبدالرحمن بن ملجم و دو کہ حضرت عبداللہ
 ایک عورت سمانہ قدام حلیہ کفہ پر جو کہ حسن صورت و خیر سیرت میں فتنہ و گمراہی عاشق ہو اور اب اس قہقہہ کا جنگ خروان و بر و آئے
 بھائی بھیج خانے ولایت تاب کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اسکو ذرا غصہ تھا جب یہ ملعون بخت پشیمانیہ و فریفتہ ہوا اور پیغام سلام وصال کا
 ہونے لگا آئے کہ انکی فرمائش میری بجالاؤ خوشیہ وصال سے سیر اسے اور دہن اس عذاب سے غم اڑاؤ فرما دیجئے کہ علی رضی اللہ عنہ سزا کو
 قتل کرے میں اس طرح میرے ہونے لگا اور اس قطعاً نے اپنے ابن عمر و روان نامی خارجی کو بھی ابن ملجم کا رفیق کیا اور ابن ملجم نے ایک اور اپنے
 ہم مذہب شیبہ بن عجزہ شیبہ کو ہدایت کیا اور باہم شور م کرنے لگے شیبہ نے کہا کہ اسکا مقصد وہی اور کون ایسا دل حاکم رکھتا ہو جو علی پر

باتھ ڈالنے لگی سیب سے شجاعان حرب کانپتے ہیں ہر بلجہم نے کماؤ تو یکسو کن کی طرح رہا کرتے ہیں اور اندھیرے میں مسجد میں کیا کرتے ہیں
 نیکے حضور میں دربان جو کہ پہر نگہبان کچھ بھی نہیں جانتے انکو مار ڈالنا کتنی بڑی بات ہے عرض میں بلجہم نے ایک تلوار ہزار درہم کو مول لی
 اور اسکو ہر آئندہ کو والی ایک شخص نے پوچھا کیسے واسطے اسنے فرط غیظ میں کہہ ڈالا کہ اس سے باز نہ منلو ہر اس شخص کا جسکی داستان عرب و عجم میں
 مشہور ہیں کو کہ سمجھ گئے بمضروب جناب لایت تاب کے حضور میں خبر پہونچائی آپ نے خود بھی مڑوہ وصال کے شوق میں اوچھ بھجی کہ تو نے تلوار کیوں
 زہر آلودہ کو والی پر اسنے کہلا بھیجا کہ اپنے اوپر خاصہ دشمن مارنے کو پھر غصت نے کچھ تعرض کیا یا جہار مضان شریف میں جو او جناب رضی
 اس مضان میں ایک در حضرت امام حسن کے وقت تھان میں روزہ انظار فرماتے اور ایک در حضرت امام حسین کے گھر اور ایک در عبداللہ بن جعفر
 علیہ السلام کے یہاں اور تین چار لمحوں سے زیادہ متوال کرتے اور ہر وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ آیا ماؤہ سفر ہیں اور تاریخ نصبت کی آپکو انتظار ہی
 اور بن بلجہم کو نے میں جب آیا تو کبھی کبھی جناب امیر کے حضور میں بھی آتا اور بیت المال سے کچھ گائے بھی لیجاتا تھا اور آنجناب بعض اوقات
 فرماتے تھے کہ جسکو رسول اللہ نے اس امت کا امین بنایا ہے وہی میں بلجہم پر چنانچہ ایک دن آپکے حضور سے کچھ مانگ کر لے چلا آتو
 آپ نے فرمایا کہ واللہ سیر قاتل ہی ہو جانشا اردن نے عرض کیا کہ اگر حکم دیجیے تو ہم گئے مار ڈالیں حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ مارا جائیگا
 تو مجھے کون ماریگا اور فرمایا کہ قبل وقوع جرم ہندوینی نہیں پہونچتی اور بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیرے انے ہی میری
 ہوا رحمی کے خون سے رنگنے والے کو کوڑا آتا نہیں اور نگاہ فرماتے کہ کمال تمنا ہے کہ وہ دن کوں ہو گا کہ ہر نبی ترین اس امت کا اپنا کام
 تمام کرے یا اشارہ سطر ہے کہ سدا امام محمد وغیرہ کتب معتدہ حدیث میں اربعہ او مسند امام احمد او مسند ک حاکم میں عام ابن مسعود
 مروی ہے کہ ابو یوسف علی او طبری نے عثمان ابن جب سے ہی اور جناب امیر سے اور جابر ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ جناب
 رسالت تاب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی امتوں سے بڑا بخت مرد سرخ رنگ قد آور ابن سالف تھا جسے ماؤہ صالح
 علیہ السلام کو پے سپر کیا یعنی کو پے اسنے کاٹ ڈالے اور اس امت میں بڑا بختہ شخص ہے جو محاسن نبوی پیش علی مرتضیٰ کو خون سے
 آلودہ کرے لکن ایسی انکو شہید کر دینا چاہیے حضرت ولایت تاب کو اپنی شہادت پر سبب ارشاد رسالت مآب علیہ السلام یقین واثق تھا لہذا
 شب فوج ہم مضان شریف آنجناب بار بار اٹھ اٹھ آسمان کو دیکھتے اور فرماتے تھے کہ واللہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ مجھے کئے
 نے جھوٹ کہا یہی بات ہو جسکا مجھے عدوہ جو حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس رات کو جناب ولایت تاب فرماتے تھے کہ آج کی
 رات میں نے پیغمبر خدا کو دیکھا کہ میرے منتظر ہیں اور ترجمہ صواعق میں جو کہ حضرت امیر نے فرمایا حسن سے آج کی رات میں نے حضرت صلیم کو خواب
 دیکھا اور جو کچھ امت سے مجھے پہونچا تھا بیان کیا حضرت نے فرمایا انکے حق میں فکر اللہم ایلہی ہم ایلہی منہم ابدلہم لی شرا لہم یعنی یا خدا یا
 بدلی دے آئے بہتر مھلکو اور بدل دے اُن پر ایسا شخص جو مجھے بدتر ہو اُنکی نسبت اور جب سبب صادق یا کاذب نوادہ ہوئی تو جناب سلطان
 ابولایت گھر سے باہر تشریف لانے لگے دہان بطین تمیز و خلاص معمول پلانے لگے آنجناب نے فرمایا کہ میرے فراق میں چلائی ہیں
 پس جو پیشہ ولایت کو پریشانے نبوت آفتاب برج رسالت حامل ہمدہ شہادت الصلوٰۃ کہتے ہوے لوگوں کو ناز کہو و سبب جگاتے ہو
 پر آمد ہوئے شیبہ ملعون گھات میں لگے ہاتھ آپ پر ہاتھ چلا یا مگر تلوار استون پر پڑی ٹوٹ گئی اور وہ بھاگ گیا اور گھر میں پہونچا

ایک مرتبہ وہی امیر نے اسکو کسی وقت قتل کیا اسی سستون کی آرمین بن کجہ خارجی مرد دو لغتہ اندک کھڑا تھا اسنے تلوار چلائی کہ ستر کے
 اس تمام پرگی جس جگہ مرد ابن عبد کے ہاتھ کا زخم تھا جناب شیر خدا نے بغور ارشاد کیا کرت برب الگ جتہ یعنی میں نجد اپنی مرد کو
 پہونچاؤ بعض روایات میں یہ کہ میں نماز میں اسنے تلوار مای باہلہ لکھو مروج اٹھالائے اور یہ کہ لوگوں نے کہہ دیا کہ میرا کھانگے
 ابن کجہ کو گرفتار کر لیا اور بعد تجزیہ نکلیں جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ پیر کاٹ کے جلادیا لغتہ اللہ علیہ علی سن جکھانی اخبار اور
 اور انجناب جب مروج گھر میں جلو و فرما ہوئے تو حضرت حسین علیہ السلام کو بلا کر فرمایا لغتہ سے اتنی پر مضبوط رہنا اور دنیا کی طرف
 توجہ نہ کرنا اور دنیا کے نقصان سے آزر و خاطر نہ کرنا اور یہ کیوں نفیقت کرنا اور حق بات میں کسی کا خوف نہ کرنا اور حج ابن خنیفہ کی
 نسبت بھی فرمایا کہ تو بھی نصیحت یاد رکھنا اور ان دونوں بھائیوں کی عظیم و تہذیبیت کرنا یہ غیر کہے تو اسے ہین پھر آپ صرف
 بتلکین تہذیب ہوئے اگرچہ خرم کا رہی تھا مگر نہ ہرے ارشاد کیا کہ الیوسین مضان شب یکشنبہ اس عالم ناپا دیدار سے نصیحت ہوئے خطیر لغتہ
 اور بعض مروجین نے لکھا کہ کہ ستر فریق مضان سند چالیس کو مروج سپہ اور انیسون کو جلو و فرما سے فردوس برین سپہ لکھتے ہیں مضان
 سند چالیس جو ہی اصبح جو حضرت حسین علیہ السلام عبداللہ ابن جعفر نے سل دیا اور محمد ابن خنیفہ نے پانی ڈالا اور وہ جو بطو حضرت
 علی اللہ علیہ وسلم کے غسل سے باقی تھا حضرت سیر کے کام میں لگا اور تین کپڑوں سے کفن دیا جس میں قمیض تھا اور حضرت امام حسن نے
 سات کبیروں سے نماز پڑھی اور جب شریف کو نجف اشرف میں جبکہ نجف الجبرہ ہوتے ہیں اور کوفہ سے نزدیک مسجد جامع سے ایک فرسنگ
 جبرہ النعمان کی راہ میں ہر دفن کیا اور مزار شریف کو ب نشان کر دیا تاکہ فرقہ ملعونہ خارجیہ کسی طرح کی بے ادبی نہ کریں اور بعض کا بتائیں
 مروی ہے کہ جبکہ جناب امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کہ جنابہ تصدوی کو کہاں دفن کیا اپنے فرمایا کہ کہنے کوئے سے یا کہے سنگ بنیہ بنیہ
 دفن کیا اور قبر شریف کو واقعہ اپنی وصیت کے چھپا دیا تھا ہر اس وصیت کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ جناب ولایت تاب کو جس جہت سے
 ابتر باعقب پنا خوش آیا تھا اسی جہت سے اپنی گناہی بیان تاکہ پسند آئی کہ قبر کو بھی بے نام نشان نہ کر دینے کا حکم دیا چنانکہ اسی ارشاد
 یہ ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے اس کو ایسا کر دیا کہ کسی زیارت بخجہ اقصائے احوال اولیا اللہ نہ ہوگی اور مردان خدا کا مکرز و قرار گاہ
 اور روضہ شاہ ولایت کمال غلط متزین ہیں ہر دار بن مطہر نجف اشرف میں واقع ہے کہ کوئلہ زمان سابق میں کوئلہ آہا تھا اور نجف
 بیرونجات میں واقع تھا فی الحال عمارت کوئے سے کچھ بھی باقی نہیں ہے مگر وہ مسجد جس میں جناب امیر مروج ہوئے تھے برقرار ہے اور مقل سے
 تا مدفن ایک فرسنگ ہے اور مراب میں بخط طبری لکھا ہے کہ بذا قتل امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کہم اللہ وجہ فعل ہے کہ یہ مسجد حضرت فوج کی
 بنوائی ہوئی ہے اور بعض متاخرین اہل سیر نے لکھا ہے کہ وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت فوج اور امیر علیہما السلام کی قبر بھی اسی گنبد میں ہے
 لیکن مرقدان دونوں بزرگوں کے ظاہر نہیں ہیں عرض جناب ولایت تاب کی ترستھ برس کی ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ وقت شہادت
 انجناب چونتھ برس کے تھے اور بعض کہتے ہیں پانستھ برس کے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ انجناب وقت شہادت اترستھ برس کے تھے مگر
 صحیح و عمدہ علیہ یہ ہے کہ وقت شہادت ترستھ برس کے تھے اور مدت خلافت چار برس تو یقیناً ایک دن اور مدت قیامت مدینہ چار ماہ و چار دن
 جانب عراق نصیحت فرمایا چو اور انیس سہ یہ حدیث میری تھیں اور جناب ولایت تاب کے سولہ بیٹے اور اسی تہذیب علیان جو تین

کیونکہ سلاطین عیاش کو لوگ مغلوب الغضب سے بدکتے ہیں اور سترہ ہر کسفت غضب سے سیاست و ہیبت حاصل ہوتی ہے اور شوہر و بیوہ
 تعلق و چا پادوسی اور قوت و اعلا قوت نفعیہ سے بہتر ہر تیسرا یہ کہ جب شہوت غضب سے کسی شخص کا حق واجب تلف ہو جائے تو
 نبی آدم میں یہ امر سخت معیوب ہو پس بدبخت تر وہ کہ شہوت غضب کے اپنے حقوق نفس پر مقدم رکھے اور حق نفس تلف کرے اور
 اس سے زیادہ یہ کہ اپنے نفس کے واسطے دوسرے کا حق تلف کرے اور اس سے زیادہ یہ کہ ان دونوں کے واسطے ایک جماعت کے حقوق
 تلف کرے اور حقوق مختلف بین حقوق نیویہ و حقوق خروید اول سہل ہر دوسرے سخت چوتھا یہ کہ نبی انسان پر بین حقوق عمدہ بین
 ایک حق نعم حقیقی و دوسرا حق قوم کہ موت و حیات میں اسکی طرف احتیاج ہوتی ہے تیسرا حق نفس خود پس بدبخت ترین مطلق
 وہ کہ جو شخص کسی ام کے جمیع حقوق کو ضائع کرے اور یہ صوفیہ قرار میں تھا کہ اسے جابر استیغاف خوش شہوات اپنا حق تلف کیسے کہ
 اپنے نام نشان ہوا اور حق خدا بقی تلف کیا کہ ناقداۃ کو جو حکم کہی گئی تھی کہ سپر کیا اور حق قوم بھی تلف کیا کہ سببیت نامہ جو
 ایک نشان نہیں بلکہ اور اس امت میں قاتل لایۃ تاب کا یہی حال ہو اکیونکہ جلیح حضرت صالح کی صورت کیا یہ صدق نبوت پر
 اطمینان گواہ تھی اور تعلیم اسکی میں قبول شریعت تھا بآیۃ لایۃ حضرت صالح اسی اسے جلوہ گر تھی اسی طرح جو جہانی حضرت علی رضی اللہ عنہ
 کے عظمیٰ طاقت و حضرت صلحہ انکسارات میں غصہ تھی اور مستحکام امت اسی خیر حیات سے سیراب ہوتے تھے اور حاجات ظاہری و باطنی اسی قبلہ سے
 طلب کیے تھے سو بدبخت نے اس جو و شریف کو معدوم کیا اور حق خدا و حق امت و حق نفس تلف کیا کہ بآیت کاملہ جاتی رہی اور امت مثل
 جابر نے یہ سیمان خرق لکھا لات ہو گئی اور خود بنام نشان کندہ فرغ ہوا اپنا جوان ابو العاص ابن الربیع کو کہ اسے سببیت حیات و سبب
 نبوت سوال صلحہ سے نعمت مصاہرت حاصل کی تھی چنانچہ ان عبداللہ ابن ابی بلکہ اخوت عائشہ صدیقہ سے اس وقت کو پہنچے تھے حضرت
 قدیر السلام و اکبر و لا و حدیث اکبر میں ہاتھ آئے عبدالرحمن بن عوف بن ابی بلکہ یہ وفون بھی سبب اخوت عائشہ صدیقہ کے دوست
 مصاہرت سے سرفراز ہوئے ان عبداللہ ابن عمر کہ اخوت ام المومنین حضرت عائشہ سے نعمت کو پہنچے دشمنان معاویہ گیا حواری و دربار ان ابوشیبا
 کہ سببیت اخوت ام حبیبہ کے انکو یہ دولت حاصل ہوئی ابوجوان عبداللہ بن جبریل کہ سببیت اخوت زینب رضی اللہ عنہا کے اس مرتبہ کو پہنچے
 تو ضعیف در بیان عم و عات حضرت صلحہ متعین کے نزدیک عات بن ابی بلکہ یہ وفون تھے اور عات تھوڑا ابو عمارہ و بروایت ابو علی حمزہ بن عبدالمطلب
 کہ برادر رضاع بھی تھے یہ حضرت غزوہ حدین شہید ہو چکا پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں انکی اولاد تھی اور جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سہامہ عمارہ
 ایک بیٹی تھی اور امانہ تھی سو یہ قول ضعیف ہے ۲۔ ابو الفضل عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ یہ حضرت تین برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پر سے تھے غزوہ بدر میں اسلام لائے اور بنا برائت تصنیفین کے مطہرین ہے پھر فتح مکہ میں حاضر ہوئے سال سی و تھیں ہجرت و عتد خلافت
 فتنہ انورین میں غافل خست ہوئے انکی اولاد دس بیٹے اور تین بیٹیاں از انجملہ افضل عبداللہ و عبید اللہ و جعفر و عبداللہ و عبداللہ و عبداللہ و عبداللہ
 سعد و وہ ہیں ۳۔ ابوطالب برادر عیاشی عبداللہ نام کا عتدین تھا حال انکی وفات کا اول لکھا گیا انکے چار بیٹے طالب و عقیل
 و جعفر و علی رضی اللہ عنہم اور دو بیٹیاں ام ہانی و حمادہ از انجملہ طالب کو جن کا لیا گیا اسی سبب سے انکے اسلام کے خیر نہیں ہوئی
 اور سبب بھارت بن حسن بن حسن بن کاف و بن عمر بن تھوڑا ۴۔ حارث اگرچہ یہ شخص بیاض عبداللہ کا تھا لیکن فقیر و لغت نے

تاریخ الاکابر

محصن میں چل دینا یا بچاؤ و چارمین وفات پائی ۸۔ ابو کبشہ نام انکا سلیم لقب ہے اوس تھا انکو بھی حضرت نے
 خرید کر کے آزاد کیا یہ بھی حاضر غزوہ بدر اور جملہ شاہدین تھے سال ہجرت ۱۳ میں درمیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ غلیفہ ہے اسی دن
 آنحضرت وفات پائی ۹۔ انسہ انکو بھی بول لیا آزاد کیا انکو ابو انسہ و ابو مسروح بھی کہتے ہیں بعض کے نزدیک غزوہ بدر میں حاضر تھے اور
 بعض کے نزدیک اہل حدیث میں تھے اور زندہ رہے نہ حضرت کے اور وفات پائی خلاف صدیق اکبر میں کئی الاصابہ ۱۰۔ شقران بضم شین و
 سکون قاف نام انکا صاحب تھا بعض کے نزدیک جملہ ترک عبد اللہ تھے اور بعض کے نزدیک عبد الرحمن بن عوف نے تحفہ دیا تھا اور
 بعض کے نزدیک خرید کر کے آزاد کیا تھا ۱۱۔ ربیع ثوبی سودا گرو و عبد العیس سے لیا آزاد کیا تو بایک طائفہ حبشہ گیا ۱۲۔ جبرکونو
 بولتے ہیں ۸۔ یسا کسی لڑائی میں ہاتھ لے غزینہ نے انکو شہید کیا تھا ۹۔ ابی رافع قبلی نام انکا اسلام تھا یا ابراہیم انکو عباس نے
 بہ کیا حضرت نے آزاد کیا اسوقت کہ جب اسلام نے اسلام عباس رضی اللہ عنہ کی خبر دی اور بعد آزادی سلمی کنیز آزاد اپنی سے عقد
 فرما دیا انسہ عبد اللہ جو کہ علی رضی اللہ عنہ کے منشی تھے پیدا ہوئے وفات انکی چند خلافت ذی النورین میں واقع ہوئی
 ۱۰۔ ابو موسیٰ بضم میم و فتح واو و سکون یا کسرا اولاد فریضہ سے تھے انکو بھی خرید کر کے آزاد فرمایا تھا کذا فی الاتعیاب
 ۱۱۔ فضالہ انکو بھی آزاد کیا تھا وفات انکی شام میں ہوئی ۱۲۔ رافع کہ سعید بن عاص کی اولاد کو ورثہ میں ملا بعض نے
 آزاد کیا اور بعض نے غلامی میں رکھا تب حضرت صلعم نے سنا اور قیمت سے کر آزاد فرمایا یا بچا بچہ رافع کا یہ تول تھا کہ نام ملی
 رسول اللہ پوشیدہ نہ رہے کہ یہ بارہ غلام وہ ہیں جنکو حضرت صلعم نے بالاتفاق آزاد کیا ہجرت ۱۳۔ مدکر کہ فاعل بن زید البزازی نے
 حضرت کو بدیدہ دیا تھا غزوہ ادی القری میں شہید ہوئے جدام ہر وزن غراب یک قبیلہ کا نام ہجرت ۱۴۔ کریرہ انکو ہر وزن بن علی یامی نے
 بطور پیشکش بخش دیا تھا ۱۵۔ زید جد ہلال بن یسا ۱۶۔ عبیدہ ابن عبد الغفار ۱۷۔ طہمان بفتح و الضم ۱۸۔
 یا ثور قبلی جو اجداد سربراہ درم زاداریہ والدہ ابراہیم کہ تعوس نے بطریق تحفہ بھیجا تھا ۱۹۔ واقد و لقب ہے ابو واقد
 ۲۰۔ ہشام ۲۱۔ ابو ضمیر کہ بنجاریہ غنی تھے آنجناب نے آزاد کیا نام انکا سعید تھا اور بعض کے نزدیک صحیح لغت
 ابن مسعود اور بعض کے نزدیک صحیح ابن شیراز و حمیری ۲۲۔ ابو سعید احمد ۲۳۔ ابو احمد مہران لقب بصفیہ ہر وزن
 لیکن ہر وزن سکون و فتح واو و سکون ۲۴۔ بفتح ہمدان سکون مملکہ ہمدان عرب ۲۵۔ ابی اسید بن مہران لقب بصفیہ ہر وزن
 لیکن انکو حضرت نے منول لیا آزاد کیا تھا اور بعض کے نزدیک ام سلمہ کے غلام تھے انھوں نے بدین شرط آزاد کیا کہ تاحیات حضرت
 صلعم کی خدمت کریں وہ بولے اگر یہ شرط نونی تو بھی میں حضرت کی خدمت نہ چھوڑتا اور وجہ انکے لقب کی یہ ہے
 کہ سفر میں اسباب رسول اللہ صلعم اور انکے یاروں کا بے چلتے تھے ہمیں اختلاف نہیں ہو لیکن نام میں اختلاف ہے
 بعض مہران اور بعض کیسان اور بعض طہمان و بعضہ کو ان کہتے ہیں اور مولد بعض عرب اور بعض فارس میان کرتے ہیں
 علامہ بخاری نے ذکر کیا ہے کہ حجاج کے زمانہ تک نہ در ہے ہیں مگر محققین کو اس بات میں گفتگو ہے اور بجمہ الممالک میں
 وفات انکی حضرت جابر کے ساتھ بعد سال ہجرت ۲۳۔ ابو بندہ انکو وقت مراجعت حدیبیہ سے خرید کر کے
 آزاد کیا انھیں کی شان میں فرمایا ہجرت ۲۴۔ ابی ہند و زید ابو الیہ ۲۵۔ بفتح حامی شتران ۱۶۔ انسہ حبشی فصیح اللسان

۱۰۔ جبرکونو
 ۱۱۔ فضالہ
 ۱۲۔ جبرکونو
 ۱۳۔ مدکر کہ فاعل بن زید البزازی نے
 ۱۴۔ کریرہ
 ۱۵۔ زید جد ہلال بن یسا
 ۱۶۔ عبیدہ ابن عبد الغفار
 ۱۷۔ طہمان بفتح و الضم
 ۱۸۔ یا ثور قبلی
 ۱۹۔ واقد و لقب ہے ابو واقد
 ۲۰۔ ہشام
 ۲۱۔ ابو ضمیر کہ بنجاریہ غنی تھے
 ۲۲۔ ابو سعید احمد
 ۲۳۔ ابو احمد مہران
 ۲۴۔ بفتح ہمدان سکون
 ۲۵۔ ابی اسید بن مہران

حائل رہا مقرر کیا تھا اسی مقام میں واقع سال سی و دو ہجری فوت ہوئے عبد اللہ ابن مسعود نے نماز پڑھی
 کذا فی سرور المؤمنون و بھجۃ المحافل اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں شافعی میں دو خادم دیکھا اور خادمہ
 بیان فرمائے ہیں تو ضعیف و در بیان پاسبانان حضرت صلعم ۱۔ سعد ابن مسعود انصار کہ غزوہ بدر میں نگاہبان
 خیمہ تھے ۲۔ ذکوان ابن قیس ۳۔ محمد ابن مسلمہ انصاری کہ یہ دونوں غزوہ اُحد میں حارس تھے ۴۔ زہیر
 ابن العوام کہ جنگ خندق میں حارس تھے ۵۔ عباد ابن بشر ۶۔ سعد ابن ابی وقاص ۷۔ ابوالیوب انصاری
 کہ یہ تینوں اصحاب غزوہ خیبر میں نگاہبان حضرت صلعم کرتے تھے ۸۔ بلال ابن رباح و اوی القرنی میں
 چونکہ اس وقت گدائی روضۃ الاحباب مگر وہاں نبی نے حضرت صدیق اکبر کو حارس روز بدر عیس میں لکھا ہے
 اور مغیرہ ابن شعبہ کو مدینہ میں وہو الصبح فائزہ یہ حسرت نگاہبان اس وقت تک تھی جب تک کریمہ و اللہ تعالیٰ
 من الناس نازل نہوئی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریق کو موقوف کیا
 چنانچہ عبداللہ ابن شقیق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے تو ضعیف و در بیان ابی الجحان حضرت صلعم
 کہ سب گیارہ تھے اگرچہ ذکر بعض کا سال ششم ہجرت میں لکھا گیا لیکن بنا براتمام فائدہ اس مقام میں بالاختصار
 بیان کرنا پڑا ۱۔ عمرو ابن امیہ ضمیری کہ نجاشی پادشاہ حبشہ کے پاس بھیجے گئے تھے ۲۔ وحیدہ کلبی کہ ہرقل
 پادشاہ روم کی طرف بھیجے گئے تھے ۳۔ عبداللہ ابن عذرا کہ کسریٰ پادشاہ فارس کے پاس بھیجے گئے تھے
 ۴۔ خطاب ابن بلتہ کہ متوقفتل پادشاہ مصر اور اسکندر یہ کے پاس بھیجے گئے تھے ۵۔ عمرو ابن العاص جانب
 حیضر و عبداللہ پسران جلدی پادشاہ عمان کے پاس روانہ کیے گئے تھے وہ دونوں ایمان لائے اور عمر و نے
 رعایات زکوۃ بھی لی اور حاکم کے طور پر اسی مقام میں رہے یہاں تک کہ حضرت صلعم نے وفات پائی ۷۔ سلیط
 ابن عمرو کہ جانب ہوذہ ابن علی الخفنی رئیس مایمہ کے پاس گئے تھے اُسے نامہ مبارک بڑھ کر جواب میں لکھا
 کہ دین اسلام نہایت بہتر ہو مگر میں تم خطیب شاعر ہوں سو تمھارا بعض اختیارات عنایت ہوں حضرت صلعم نے
 منظور نہ فرمایا یہ ایمان نہ لایا ۸۔ شجاع ابن وہب سدی کہ حارث ابن شمر غسانی پادشاہ بلقاع کے پاس
 بھیجے گئے تھے وہ مصر میں ملا اور نامہ مبارک کو پڑھ کر بھینک دیا اور کہا کہ میں یہ لشکر اسی طرف لانا ہوں
 مگر پادشاہ روم مانع ہوا بعد اُسکے حضرت نے انکو جبکہ لفتح جیم و موحده ابن الایم غسانی لفتح ہمزہ و سکون تھانکہ
 پاس بھیجا اُسے اسلام قبول کیا پھر نصرانی ہو کر مراد وایت ہو کہ جبکہ مد و طویل تھا تبھی کہتے ہیں بارہ گز کا لٹا تھا
 اور جب گھوڑے پر چڑھتا تو پیر زمین پر رہتے تھے ۹۔ عمار بن ابی امیہ خزومی کہ حارث ابن عبد کلال حمیری کہسریٰ و
 و سکون الیم و فتح البار کے پاس بھیجے گئے یمن میں ۱۰۔ علاء ابن الحضرمی کہ منذر ابن سادی پادشاہ بحرین کے
 پاس بھیجے گئے وہ مسلمان ہوا ۱۱۔ ابو موسیٰ اشعری ۱۲۔ معاذ ابن جبل کہ یہ دونوں پادشاہ یمن کے پاس بھیجے گئے

۱۔ زہیر
۲۔ ذکوان
۳۔ محمد
۴۔ سعد
۵۔ عباد
۶۔ سعد
۷۔ ابوالیوب
۸۔ بلال
۹۔ عمرو
۱۰۔ علاء
۱۱۔ ابو موسیٰ
۱۲۔ معاذ

وہ مع رعیت بلاتامل اسلام لایا واللہ اعلم تو ضیح در بیان منشیان فرماید کہ حضرت صلعم کم سبب یکس نفرت تھے

۱۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۔ عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ ۳۔ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ۴۔

علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ ۵۔ عامر ابن فیسرہ ۶۔ عبداللہ ابن الارقم ۷۔ ابی ابن کعب ۸۔ ثابت

ابن قیس ابن شامس ۹۔ خالد ابن سعید ابن العاص ۱۰۔ ابان برادر خالد ۱۱۔ خطلہ ابن ابی عامر سدی کہ زنی کو

یکس اصحابہ اور استیعاب میں ہو کہ منشی خطلہ ابن ربیع میں اور خطلہ ابن ابی عامر غیل الملائکہ میں اور ربیع کو

وقع باوجودہ و کسر تختانیہ شدہ اور سدی بضم جہزہ و فتح شین جملہ شدت تحتیہ مکسورہ و نیز یکسوں تحتیہ نزد

اہل لغت بنا تخفیف منسوب جائید بن عمر بن تمیم کہ نیت انکی ابوبرجی بکسر را و سکون موحده و کسر حین مصلہ

و تشدید تختانیہ کہتے ہیں ۱۲۔ زید ابن ثابت ۱۳۔ معاویہ ابن ابی سفیان ۱۴۔ شریحیل ابن حسنہ ۱۵۔ عبداللہ

ابن عبید اللہ ابن ابی ابن سلول ۱۶۔ زبیر ابن العوام ۱۷۔ معیقیب ابن ابی فاطمہ دوسی ۱۸۔ مغیرہ ابن شعبہ

خالد ابن عبد الوہید ۲۰۔ علاء ابن الحضرمی ۲۱۔ عمرو ابن حاص ابن دائل قرشی سہمی ۲۲۔ جیم ابن الصلت ۲۳۔

عبد اللہ ابن رواحہ یفتح را و تخفیف دا و ۲۴۔ محمد ابن مسلمہ ۲۵۔ عبداللہ ابن سعد ابن ابی السرح تو ضیح

در بیان مؤذنان حضرت صلعم اول بلال دوم ابن ام مکتوم تھوم ابو محمد درہ چہارم سعد قرظی جو مسجد تبا میں تھے

فائدہ در بیان شعرا و انحضرت کہ مردوں سے انہم تھے اور عورتوں سے بارہ تفصیل اکثر کی روضۃ الاحباب وغیرہ

کتاب مطولہ میں مذکور ہو تو ضیح در بیان نجباء یعنی جن لوگوں پر غنائت خاص حضرت صلعم کی تھی اول خلفاء اربعہ

بعد ازان مستہ باقیہ من العشرۃ المبشرۃ یعنی ابو محمد طلحہ ابن عبد اللہ تیمی و ابو عبد اللہ زبیر ابن العوام الاسدی

و ابو اسحق سعد ابن ابی وقاص مالک ابن اہلب الزہری و ابو محمد عبد الرحمن ابن عوف الزہری و ابو العاص سعید

ابن زید ابن عمر ابن نفیل احد سے و ابو عبیدہ عامر ابن عبداللہ ابن الجراح الغیری رضی اللہ عنہم ۱۱۔ حمزہ

ابن عبد المطلب ۱۲۔ جعفر ابن ابیطالب ۱۳۔ ابو ذر غفاری ۱۴۔ مقدادہ ۱۵۔ سلمان فارسی ۱۶۔ خذیفہ

۱۷۔ عبد اللہ ابن مسعود ۱۸۔ عمار ۱۹۔ بلال رضی اللہ عنہم تو ضیح در بیان انصار انحضرت صلعم کہ دس بارہ

سر دار تھے ذکر انکا لکھا گیا ہو تو ضیح در بیان دواب و اسلحہ و بیت و اسباب متھنن بر چند فائدہ

فائدہ در بیان خیل و ہمال و میر حضرت صلعم اہل تحقیق کے نزدیک دس گھوڑے انحضرت کے تھے اول سبک

باسکون و الترمک رنگ اسکا کیت ابی سرخی و سیاہی کے اور پٹھانی و تو ارم سفید تھے اور دست بہت ہرنگ بدن تھا

اور بعض کے نزدیک ادہم یعنی سیاہ تھا خروہ احد میں انسی پر سوار تھے اور یہ اول اسب ہو کہ حضرت صلعم اس کے

مالک ہوے ایک اعرابی بنی فزارہ نے دس وقبہ کو بیچا تھا نام اسکا خرس یفتح انصاف و کسر را و المملہ تھا

یعنی بد خو و غضبناک مگر شکلی سے انحضرت نے سبک نام رکھا یعنی نیک بکرو و اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اسب ادہم

تفہیم

صلح

شمار

نقطہ

معد

فی

نوی

ابو

صلح

کمال

تفہیم

نوی

نوی

نوی

نوی

نوی

نوی

نوی

نوی

نوی

نوی

نوی

نوی

یعنی مشکلی تھا کیا فہم من کلام ابن الاشیر و سراسر مرتبہ لفظ لم یسم و سکون المہملہ و فتح المثنیٰ الفوقانیہ و کسر الیم و سکون الیاء الموقوتہ
بمعنی رجز گویندہ ہو قسم من الشعر عند الجمهور یہ نام اُسے بسبب خوش آوازی کے پایا تھا اس گھوڑے کو
حضرت نے سوار ابن حارث محاسب سے خرید کیا جب قیمت دینے لگے تو اُس نے بیع سے انکار کی حضرت نے فرمایا
کون گواہی دیتا ہے کہ میں نے مول لیا جو خرمیل بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہ ہوں فرمایا تو حاضر نہ تھا
خرمیل نے کہا یا رسول اللہ آسمان کی بات میں ہم آپ کو سچا جانتے ہیں کیا زمین کی خبر میں سچا نہ کہیں اس وقت
آنجناب نے فرمایا من ثمندہ خرمیلہ اور ثمندہ علیہ سبب سے خرمیلہ و المثنیٰ و تین کلمات کے واسطے کہ نزدیک
حضرت نے گھوڑا واپس کر دیا اور فرمایا لا بارک اللہ فیہ چنانچہ پیر اُس گھوڑے کا شل ہو گیا تیسرا اگر اکر کسر اللام
و فتح الراء المجمعہ بقوے شرا بر وزن کتاب اس گھوڑے کو آنجناب بہت دوست رکھتے تھے اسی پر اکثر غزوات میں شرکت کیا
راکب تھے یہ گھوڑا ہنملا ہدایا سے مقوقس بادشاہ مصر و اسکندر یہ تھا جو تھا لحیف لہف اللام و کسر المہملہ و المجمعہ
کذا فی القاموس یہ گھوڑا خوب فرہ و طیار تھا اسکور بیچہ ابن ابی البراء نے تحفہ دیا تھا پانچواں غریب لہف اللام و المجمعہ
و کسر المہملہ و فتح ما معنی کوہ فرخ و پشتہ بلند بر وزن کتف یہ گھوڑا فردہ بالدال ابن عمرو جزامی نے تحفہ بھیجا تھا
یہ مقصود و بفتح الواو و سکون المہملہ بعد الدال المہملہ یہ گھوڑا اتمیم داری نے ہدیہ کیا تھا اسی کو آنجناب نے
حضرت عمر کو عنایت کیا حضرت عمر نے ایک غازی کو ہبہ کیا اُس نے نہایت لاغر کڈ لایا ایک روز کسی کے ہاتھ
پہنچا تھا حضرت عمر نے دیکھا اور چاہا کہ بھلے سکو خرید کر دن تو حضرت صلعم سے مشورہ کیا حضرت صلعم نے
منع فرمایا کیونکہ جو چیز اس کی راہ میں صدقہ کر دے پھر اُس کو لینا جائز نہیں ہر لان العاد فی ہبتہ کا کھلبیود
فی قیۃ ساقون ضرر لہف اللام و کسر الراء المہملہ یا ضرب تن موس میں ہو کہ یہ نام اس پر سکب کا تھا
آنحواں ملاوچ یہ گھوڑا اول ابی بردہ ابن نیا کے پاس تھا بعد ازان آنجناب صلعم کی خدمت میں آیا تو ان
سے لہف اللام و سکون الموحده و فتح المہملہ اس کو آنجناب نے دس اونٹ کے عوض تنجائین سے خرید فرمایا تھا
اس اس پر آنجناب نے ایک مرتبہ مسابقت فرمائی اور سابق رتبہ و سوان بجر لہف اللام و سکون المہملہ اس کو
حضرت نے تاج مجربین سے نکل لیا تھا اور سب پر تین مرتبہ مسابقت فرمائی اور سابق ہوئے اسی کے چہرہ پر ہاتھ پھر کر
فرمایا تھا انت لا تجز و بجر اس پر جلد و کتادہ گام کو بولتے ہیں انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ دوست تراسیا بعد از زمان حضرت صلعم کے نزدیک گھوڑے تھے اور احسن فرس آنجناب کے نزدیک شقر ارغم
اقرح عمل مطلق العین تھا اور حضرت صلعم فرماتے تھے کہ گھوڑے کو ذلت و تکلیف دینا گناہ ہر فائدہ
اہل تحقیق کے نزدیک ستر اجماعا چار اس تھے ایک لڈل رنگ سفید تھا و بقوے سفید و سیاہ تھا مگر سفیدی
سیاہی پر غالب تھی جس کو شہبا بولتے ہیں یہ ستر از جلد ہدایا سے مقوقس تھا اول سواری اسلام میں اسی پر ہوئی کہ

و کسر المہملہ و فتح ما معنی کوہ فرخ و پشتہ بلند بر وزن کتف یہ گھوڑا فردہ بالدال ابن عمرو جزامی نے تحفہ بھیجا تھا
یہ مقصود و بفتح الواو و سکون المہملہ بعد الدال المہملہ یہ گھوڑا اتمیم داری نے ہدیہ کیا تھا اسی کو آنجناب نے
حضرت عمر کو عنایت کیا حضرت عمر نے ایک غازی کو ہبہ کیا اُس نے نہایت لاغر کڈ لایا ایک روز کسی کے ہاتھ
پہنچا تھا حضرت عمر نے دیکھا اور چاہا کہ بھلے سکو خرید کر دن تو حضرت صلعم سے مشورہ کیا حضرت صلعم نے
منع فرمایا کیونکہ جو چیز اس کی راہ میں صدقہ کر دے پھر اُس کو لینا جائز نہیں ہر لان العاد فی ہبتہ کا کھلبیود
فی قیۃ ساقون ضرر لہف اللام و کسر الراء المہملہ یا ضرب تن موس میں ہو کہ یہ نام اس پر سکب کا تھا
آنحواں ملاوچ یہ گھوڑا اول ابی بردہ ابن نیا کے پاس تھا بعد ازان آنجناب صلعم کی خدمت میں آیا تو ان
سے لہف اللام و سکون الموحده و فتح المہملہ اس کو آنجناب نے دس اونٹ کے عوض تنجائین سے خرید فرمایا تھا
اس اس پر آنجناب نے ایک مرتبہ مسابقت فرمائی اور سابق رتبہ و سوان بجر لہف اللام و سکون المہملہ اس کو
حضرت نے تاج مجربین سے نکل لیا تھا اور سب پر تین مرتبہ مسابقت فرمائی اور سابق ہوئے اسی کے چہرہ پر ہاتھ پھر کر
فرمایا تھا انت لا تجز و بجر اس پر جلد و کتادہ گام کو بولتے ہیں انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ دوست تراسیا بعد از زمان حضرت صلعم کے نزدیک گھوڑے تھے اور احسن فرس آنجناب کے نزدیک شقر ارغم
اقرح عمل مطلق العین تھا اور حضرت صلعم فرماتے تھے کہ گھوڑے کو ذلت و تکلیف دینا گناہ ہر فائدہ
اہل تحقیق کے نزدیک ستر اجماعا چار اس تھے ایک لڈل رنگ سفید تھا و بقوے سفید و سیاہ تھا مگر سفیدی
سیاہی پر غالب تھی جس کو شہبا بولتے ہیں یہ ستر از جلد ہدایا سے مقوقس تھا اول سواری اسلام میں اسی پر ہوئی کہ

اور بعض کے نزدیک بالاجماع نہ تھا بعد رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب امیر کی سواری میں رہا پھر حضرت امام حسن کے پاس رہا اور بعد معاویہ ابن ابی سفیان تک جیتا تھا سبب انشاء کے گر گئے تھے گھاس و دانہ نہ کھا سکتا تھا حضرت جو کار و دہ کھایا کرتا تھا آخر موضع ینیع میں فوت ہوا دوسرا فضہ روضۃ الاحباب میں ہو کر یہ مسٹر فروہ ابن عمر خداجی نے تحفہ بھیجا تھا کہ حضرت صلعم نے صدیق اکبر کو سبب کیا مگر سردار المخزون اور بھجۃ المہائل میں ہو کر صدیق اکبر نے تذکرہ کیا تھا بھوج تیسرا ایلیہ کہ پادشاہ ایلد نے یہ بھیجا تھا چوتھا ایک کستر تھا سفید جلیہ پنجاب بروزخین سوار تھے بھجۃ المہائل ہو کر یہ کستر فروہ ابن عمر نے یہ بھیجا تھا اور بروزخین اسی پر سوار تھے ویکم حضرت زین سے نزدیک ہوا کہ حضرت نے خاک لیکر کافرون پر ڈالی کہ وہ منہزم ہو کر اوجھڑا روضۃ الاحباب لکھا ہو کہ بروزخین آنحضرتؐ لڈل پر سوار تھے اور یہ معاملہ اسی پر واقع ہوا اور روضۃ الاحباب میں سوار و لڈل و فضہ و ایلیہ کے تین کستر اور بھی لکھے ہیں ایک بریدہ کسرے دوسرا بدیہ نجاشی تیسرا دودنہ الخمل سے آیا تھا اور دراز گوش حضرت کے پاس تین تھے ایک یعفور بالعین کہ فروہ ابن عمر و خداجی نے بھیجا تھا جعۃ الوداع میں فوت ہوا اور بعض کے نزدیک بروزخین آنجناب صلعم چاہ میں گر کر مر گیا دوسرا عفیر بضم مہملہ بصبغہ تصغیر کہ ہر ایسے عوقس سے اور بعض عفیر و یعفور کو ایک ہی کہتے ہیں تیسرا دودنہ دراز گوش یوحیہ میں آیا تھا کذا فی بھجۃ المہائل لیکن روضۃ الاحباب میں ہو کر ایک دراز گوش سعد ابن عبادہ دیا تھا قاتلہ در بیان النعام مخفی نہ رہے کہ تتبع اسفار معتبرہ سے معلوم ہوتا ہو کہ دایہ از قسم گاؤں سرکار رسول اللہؐ میں نہ تھا لیکن بنیل یا دشل مادحت تر شیردار جو دو تین تین مینے کی جینی ہوئی تھیں موضع عابین کہ نصل مدینہ پر رہتی تھیں انکا دو مہر و در دشکون میں آتا تھا از انجملہ جنا دسرا و عریس و سعدیہ و لغوم و یسیرہ و ربکی و بردہ و مہر یہ مشہور تھیں اور بھی ایک ناقہ قصویٰ اور صحیح قصا و بروزن حمراء بالمدینہ تھیں وہ ہو جسکو آنجناب نے وقت ہجرت صدیق اکبر سے مول لیا تھا اکثر حضرت اسی پر سوار ہوتے تھے اور نقل حالت وحی کا سوا اس کے کوئی اٹھانہ سکتا تھا القاب اس کے عنصبا و جدعا و صرعا و صلما و مخضرہ تھے بعض شروح مشکوٰۃ میں ہو کر قصو و اس ناقہ کو بولتے ہیں جسکا کونہ کان کا کٹا سو حضرت کی اٹھنی ایسی نہ تھی بلکہ خاتی ایسی ہی تھی اور احتمال ہو کہ شتت ہو قصو سے معنی دور شدن یعنی خوب دوڑتی تھی اور دو پر ہونے تھی اور بعض کہتے ہیں کہ نقد و اسما و دلالت کرتا ہو نقد و مسیات پر یعنی جدعا و غیرہ دوسرا سے قصو اس کے تھیں کذا فی الخصال سردار المخزون میں ہو کر ایک دز شتر اعرابی کے ساتھ اسے دوڑایا تو شتر آگے نکل گیا مسلمانوں کو یہ بات بری لگی حضرت صلعم نے فرمایا لانم جو نا اسے قلعے پر کہ کوئی چیز امور دنیا سے غالب آوے مگر کسی وقت اسکو مغلوب کیسے اگر تب میر میں دونا قہ اور بھی لکھی ہیں ایک وہ کہ سعد ابن عبادہ نے یہ بھیجا تھا دوسری ضحاک

ابن سفیان نے تحفہ دی تھی اسکو بردہ کہتے تھے اور بہتہ المحافل اور سرور المخزون میں ہے کہ سرکار نبوی میں ایک ستون
 بڑھتے انہیں ایک گوسفند مخصوص واسطے دو دھپنے حضرت مسلم کے تھی اور دستور یون رکھا تھا کہ جب کسی کے
 بچہ پیدا ہوتا تو انہوں سے قدر دو یا دو ہو جاتی تو ایک بکری ذبح کر دی جاتی تھی اور سرکار عالیجاہ مصطفویٰ نے
 ایک خروس سفید بھی تھا فائدہ در بیان اسلمہ حضرت مسلم بہتہ المحافل میں ہے کہ حضرت مسلم کے پاس نو تلواریں
 تھیں ذوالفقار بفتح و کسر فادجہ قسمہ میں لکھا ہے کہ اس تلوار کی پیٹھ پر اٹھارہ ہرے تھے بطرح انسان کے جو فہرین
 اسی کی حق میں حضرت مسلم نے خواب دیکھا تھا گویا ایک طرف اُسکی ٹوٹ گئی اُسکی تیسرے فرمانی کہ اہل اسلام کو
 شکستہ ہوگی سو غزوہ احد میں ظاہر ہوا یہ تلوار اول نبی ابن الحجاج کی تھی اور غزوہ بدر میں عاص ابن منبہ
 ابن الحجاج المسمی باندھے تھا جب وہ قتل کیا گیا تو علی مرتضیٰ کے ہاتھ آئی اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 پسند کیا اور اپنے پاس رکھا بعد اُسکے علی مرتضیٰ کو غنایت کی اور بعد اُنکے ائمہ اطہار کے پاس ہی یہاں تک
 کہ محمد ابن عبداللہ ابن حسن مثنیٰ معروف بلفس زکریہ وقت شہادت اُسکو مکرمین باندھے تھے چنانچہ عیسیٰ ابن
 بعد شہادت اُنکے منصور عباسی کو دی کہ انی جذب القلوب اکثر قبضہ و تمثال و دود حلف اُسکے چاندی کے تھے
 ۴۔ غضب بفتح العین سکون البعید والمہجد یعنی شمشیر بر بندہ یہ تلوار سعد ابن عبادہ نے غزوہ بدر میں نذر کر دی
 ۵۔ مخدوم مکسر سیم و سکون خا و فتح ذال عین تین مشتق خدم بمعنی سرعت قطع ۶۔ رسوب بفتح راء و ضم سین
 مہلتین بمعنی فرور و نہ بر خیم یہ دو نون تلوار میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سر یہ قلاس سے لائے تھے ۷۔
 اعلیٰ بضم قاف و فتح لام و کسر عین مہملہ و یا نسبت منسوب بفتح نام موضع ۸۔ تبار بفتح باء و موحده مضمومہ
 بر فوقیہ مشدودہ بصیغہ مبالغہ مشتق تبر سے بمعنی قطع ۹۔ حشف بفتح مہملہ و سکون مثناة بمعنی موت یہ سیوف ثلث
 غزوہ فقیقاع میں ہاتھ لگین تھیں ۱۰۔ غضب بفتح و ضا د معجمہ بروزن فعل کہ تلوار دقیق کو بولتے ہیں
 یہ اول بیعت ہے کہ حضرت مسلم نے باندھی اور اکثر انجناب اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے اور بعد انجناب خافا و راشدین کے
 پاس ہی بعد از ان خلفاء عباسیہ مروانیکہ کے پاس تھے ۱۱۔ بابور باء و موحده مشتق ابر سے بمعنی جو شہر شیرازی الدلو کا
 اگر قافوس صراح میں ثا اور ثا و ثلثہ فوقانیہ جو ۱۰۔ ایک تلوار اور تھی بعض کے نزدیک یہ دو نون تلواریں تھیں کہ عبداللہ
 میں سے تھیں اور بہتہ المحافل میں ہے کہ سوبہ و ایک تلوار اور در ثبہ بدر میں حضرت کو ملی تھی اور بہتہ المحافل میں ہے
 کہ چار نیزہ حضرت مسلم کے پاس تھے از انجملہ تین نیزے اسلمہ سے فقیقاع سے تھے اور ایک مثنیٰ تھا اور جمیع البیہرین نام اُسکا
 مثنوی تھا اسواسطے کہ جسکے لگے اُسکو جنبش سے باز رکھے اور نوی اخت میں یعنی نوازہ ذکر دان آیا ہے سو اسے اُنکے تین حریر
 اور تھے ایک نبعہ بفتح فون و سکون موحده و در نج اصل میں ایک رخت ہو جسکی لکڑی سے تیر و کمان بناتے ہیں و در
 برضا و میسر اعزہ بفتح تین مہملہ فون و زرا و مجہر یہ حربہ تھا مقدار نصف نیزہ اسکا انجناب اکثر عیدین میں پاس

رکتے تھے اور کھنوں اور دونوں میں بھی اور اسی کو نماز عیدین میں بطور سترہ گار دیتے تھے وراے لکے تین ٹھہر یاں بھی
تھیں ایک مقدار ذراع سرخ کہ اُس سے وقت رکوع تک کو مانگتے تھے دوسرے مصرعہ مسمیٰ البرجون مقدار نیم عصا جہ
انجناب مکہ دیکھ کر دیکھ جاتے تھے تیسرے قضیب یعنی شاخ درخت مسمیٰ بشوق اسکا انجناب اکثر دست مبارک میں رکھتے تھے اور
حضرت صلعم کی چار کمانیں تھیں دو چادریاں دو لون درخت شوحط کی تھیں شوحط ایک درخت کو ہی جو جس سے
کمانیں بنائے ہیں اور صفراء درخت نیچ کی اور کتوم کہ بروز بدر لٹ گئی اور ایک ترکش تھا کافور نام اور ایک سپر تھی
کمانی بہیہ الحافل یہ سپر یہ مین آئی تھی سپر تصویر کرکس کی بنی ہوئی تھی انجناب دست مبارک رکھ دے سٹ گئی
اور بعض کے نزدیک تین سپر تھیں زلوق و فتوق دو فراور کمال دسیری اور کوٹ بہیہ الحافل نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کے
پاس نو زہر تھیں آخر فتوق بکسر خا مجہد سکون ہمد کہ سر لون یہ نام سبب نرمی کے ہوا ہوا کہ کوٹ خرق لغت میں
ہو کر گوش کو کہتے ہیں ۲۔ تیسرا بقیہ ہم موجودہ مضمومہ بر مثناۃ فوقانیہ چونکہ یہ زہر خرد تھی اس واسطے یہ نام ہوا
کیونکہ تیر تھیں یعنی دم بریدہ آیا ہے ۳۔ ذات الفضول یہ زہر طویل الذیل تھی اس بات سے مسئلہ ذات الفضول ہونی
اس زہر کو وقت قدم مدینہ منورہ سعد بن عبادہ نے نذر کی تھی اس میں چار حلقے چاندی کے تھے دو جانب مدینہ اور
دو جانب تھا اور ہر ذراعہ یہ زہر مع فضہ کے جسم مبارک پر تھی اور ہر ذرینین مع صفیہ دہر زوفات ابو شحم
یہودی کے پاس بعض چند صاع جو کے رہن تھی نقل ہو کہ اس زہر کو جناب ولایت تاب کہرم اللہ وہرہ و ذیل
پہننے ہوئے تھے ۴۔ ذات ابو شاح ۵۔ ذات الحواشی ۶۔ فضہ کہ اسلمہ بنی قینقاع میں ہاتھ لگی
۷۔ سعد یہ بعضے کہتے ہیں کہ یہ زہر حضرت داؤد علیہ السلام کی تھی اسی کو مقابلہ جاوت میں پہنتے تھے اور
ابو جعفر کے نزدیک زہر داؤد کا نام زہر حاتھا و جی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ
نام سعد یہ کاشفہ یہ تھا اور بعض کے نزدیک صفیہ اور دوزہ بن اور تھیں ایک - غنائم بنی قینقاع سے اور
دوسری ۹۔ غنائم کہ علی رضی اللہ عنہ کو غنائم کی اور ارشاد کیا کہ اس سے فاطمہ زہر علیہا السلام کا
مہر لکھو اور ایک روایت ہو کہ اس زہر کے بیچنے کا حکم دیا تھا کہ چار سو اسی درہم کو بی کہ اس سے جو کچھ لکھیں
اور ہر ذراعہ و ذرینین یا ہین دوزہ کے پہننے ہوئے تھے کذا فی بہیہ الحافل اور روضۃ الاحباب میں ہو کہ جناب
پاس دو غفر تھے ایک خوشخ اور دوسرا ذاب جو غفر بالکسر زہر خرد کہ اسکو زہر کلاہ پہنتے ہیں اور سبوغ باضم
بمستی فراخی انہمت و تمام اور مجمع البیاد میں ہو کہ ذوالسبوغ نام زہر کا تھا اور شیخ نام خود کا اور حبیبہ تالیف
خود کا کچھ ذکر نہیں کیا لیکن روضۃ الاحباب میں ہو کہ ایک خود بھی تھا جسکو حضرت صلعم ہر ذراعہ سر مبارک پر رکھتے تھے
اور عرب خود کو ہنسمہ کہتے ہیں اور اعلام میں لکھا ہے کہ فرق غفر و ہنسمہ یہ ہو کہ غفر شبہ طاقیہ ہے ہوتا ہو اور حبیبہ طویل
اور اس میں حلقہ ہونے ہیں کہ گردن منہ اور کسی قدر موٹے اور سینہ چپ جاتے ہیں اور ایک خطہ یعنی چکر چکر کا تھا

میں تین سپر تھیں
دو چادریاں دو لون
درخت شوحط کی تھیں
شوحط ایک درخت کو ہی
جو جس سے کمانیں بنائے
ہیں اور صفراء درخت
نیچ کی اور کتوم کہ
بروز بدر لٹ گئی اور
ایک ترکش تھا کافور
نام اور ایک سپر تھی
کمانی بہیہ الحافل
یہ سپر یہ مین آئی
تھی سپر تصویر کرکس
کی بنی ہوئی تھی
انجناب دست مبارک
رکھ دے سٹ گئی اور
بعض کے نزدیک
تین سپر تھیں
زلوق و فتوق
دو فراور کمال
دسیری اور کوٹ
بہیہ الحافل نے
لکھا ہے کہ
آنحضرت صلعم
کے پاس نو زہر
تھیں

ج

اس میں تین حلقے فقری پڑے تھے اور ایک نو اسفید اور دوسرا سیاہ تھا اسی کو نقاب بولتے تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نو اوجبارک پر لا ا کہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا نزدیک کثرت اہل تہذیب کے ہوا اورایت باہم مترادف ہیں یعنی علم جس سے مکان مالک لشکر کا دریافت کریں اور حسب عادت عرب لوہا وقت جنگ امیر لشکر کے ہاتھ میں ہوتا تھا مگر امام احمد و ترمذی ابن عباس سے اور بطبرانی بریدہ اہل سے روایت کرتے ہیں کہ رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ تھا اور لوہا بالمد والکسر سفید اور ابن اسحق نے غزوہ سے روایت کی ہے کہ حدو ث ریا ت کا غزوہ خیبر سے ہوا اس سے پیشتر اسکا ذکر نہ تھا اور ابوہریرہ سے اس مقام سے رایت و لوہا میں فرق پایا گیا مگر فقیر کے نزدیک یہ فرق عرفی ہے نہ لغوی چنانکہ بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ رایت علم کہہ بولتے ہیں اور لوہا علم صغیر کو فائدہ در بیان ہوت حضرت مسلم صحابی نے رایت کہ جسد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال جنت فرمایا تو گھر سے بعضہ جریدہ نخل کے اور بعضہ پتہ دان کے یعنی نیچے اوپر پتھر رکھے تھے اور بعض ایسے تھے کہ صرٹ ٹٹیاں چوب خرمے کی بندھیں تھیں اور انہر کسگل کی ہوئی تھی اور بلند ہی ہر ایک کی مقدار قد آدم اور ہر ایک گھر میں ایک ایک حجرہ تھا بعد از ان بعد و ثا اعمات المؤمنین ولید ابن عبد الملک نے گھروں کو ملا دیا اور مجرون کو داخل مسجد کیا بجز اہل فلاح میں کہ انہر اس حکم کا عمر ابن عبد العزیز کے ہاتھ سے ہوا اور جسدان مدینہ میں یہ حکم آیا تو سطح کا خم و الم ہوا کہ جیسا حضرت صلعم کی وفات کے روز ہوا تھا فائدہ در بیان بلوسات وغیرہ اشیا و بجز اہل فلاح میں کہ جسد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اسدن یہ اسباب مترکہ میں تھا و جابہر کہ کثرت چادر بینی کی ہے اور جبرہ بکسر الحاء والمجملہ وفتح الباء الموحدة نام محلہ نیشاپور کا اور نام ایک شہر کا نزدیک کوفہ کے اور ایک از رعمانی کہ بعض اسکویانی بھی کہتے ہیں عمان بالضم ایک شہر میں کا ہے و بعضہ امین و تشدید المیم ایک شہر جو شام میں اور ایک چادر برنگ سبز مقدار چار درعہ ایک بالشت طویل اور دو درعہ عرض اور دو جامہ صغاری اور ایک قمیص صغاری اور ایک قمیص سفید صغالی سحول موعنہ ہر یمن میں اور ایک جبہ مینہ اور ایک خیمہ یعنی چادر علمداریا کلیم سیاہ علم دار اور ایک کلمی سفید اور کئی تاج خرد لاطیہ تین ہون یا چار اور ایک از رپانچ بالشت کی اور ایک لمحات رنگین ورس کا ورس بالفتح ایک قسم گھاس کی ہے یمن میں مانند کچھ افس سے پہلے ہین اور ایک کلمی سیاہ اور ایک عمامہ سیاہ اور ایک عمامہ اور جبکو سحاب کہتے تھے سو و کلمی کسی محتاج کو عنایت فرمائی تھی اور عمامہ سحاب علی مرتضیٰ کو دیا تھا کہ جب کچھ حضرت علی مرتضیٰ اسکو مابندہ کر کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو اہل ر کہتے تھے انہر فی السحاب اور دو جامہ خاص واسطی یوم جمعہ کے تھے اور ایک و مال منہ صاف کرنے کا تھا

بعد وضو کے اور ایک چادر شب خوابی کی تھی اور وہ مونہ سے سادہ پنخاشی نے نیچے تھے اور وہ مونہ سے
 وحیہ نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ پٹنا اور بھٹ گئے تھے اور ایک نیمہ تھا کن نام بکسر کاوت تشدید
 کہ اسکو سفر میں کھڑا کر لیتے تھے اور چالقیں آدمی کی اس میں گنجائش تھی اور ایک دستار خوان تھا سپر
 کھانا کھاتے تھے اور ایک بچھونا چرمی تھا جس میں بجاسے پنبہ لیف خرمہ بھرتھا اور ایک پلنگ تھا
 چوب ساچ کا جسکو پوست خرمہ کی رسیوں سے بنا تھا اور ایک جوڑا جوہرہ تھا حال نعل مبارک کا علمدہ
 فائدہ دین کھونکا اور ایک صندوق چرمی تھا مدلہ نام کہ اس میں آئینہ و گنگھی دانٹ کی اور سہ دن و تیر من
 ہوسو اک رکھتے تھے اور ایک کافشہ کلان خرا نام اس میں چار حلقے تھے اور چار آدمی اسکو اٹھاتے تھے
 اور ایک پیالہ لکڑی کا تھا جس میں تین جگہ چاندی یا لوہے کے پتر چڑے تھے اور ایک حلقہ تھا کہ اسے پکڑ کر
 لٹکھاتے تھے یہ پیالہ بعد انحضرت صلیم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس رہا بعد اُنکے آنکے بیٹوں کے پاس تھا
 اور ایک پیالہ شیشے کا تھا اور ایک پیالہ اور ریان نام تھا اور ایک کٹورا پانی پینے کا تانبے یا پتھر کا تھا
 اور ایک ظرف کلان برنجی جس میں بخاری دو سہ بنا یا جاتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گرمی کے وقت
 اسے مبارک پر رکھتے تھے اور ایک ظرف روئین اسے غسل کے تھا اور ایک پیالہ بطور روغن دان اور ایک ہما جس سے
 صدقہ فطرت تھے جو تھامی وزن صاع کا ہوگا اور ایک انگشتی بھی چاندی کی تھی جسے گنیں چاندی کا تھا اور ایک
 محمد رسول اللہ کھدا ہوا تھا ذرا بیت بخاری ترمذی نقش خاتم رسول مقبل صلی اللہ علیہ وسلم تین سطریں تھا محمد
 ایک سطر رسول ایک سطر اللہ ایک سطر اور بعض کے نزدیک انگشتی آہن کی تھی اور گنیں چاندی کا تفصیل و تحقیق
 انگشتی کی آگے بیان کیا گئی فائدہ بخاری میں عمر و ابن حارث برادر جویریہ زید جہ مطہرہ رسول اللہ صائم سے
 روایت ہے مائیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ دینار دلاور ہما ولا عہد اولامہ ولا شیعہ الا لعنہ لہم
 وسلاحہ وارضاء جعما صدقہ یعنی نہیں چھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت موت اپنی کھائی دیرہم و دینار
 اور غلام و لونڈی اور نہ کوئی شے مگر ایک شتر سفید اور ہتھیرا اور کچھ زمین جسکو صدقہ کر دیا تھا اس حدیث سے
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو خبر میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور لونڈیوں کا ہر ایک کو کتبہ خیرہ میں لکھا ہے
 یا تو وہ مر گئے ہونگے یا آنکھ آڑا کر دیا ہوگا اور ہتھیرا سے راقموا را اور نیزے اور زرد لہر خود اور عصا بھال اور ہری
 اور بعض روایت میں خاص کر زردہ کا بھی واقع ہوا ہے کہ وہ یہودی کے پاس ہیں تھی اور شاید کہ یہ حضرات بھی ہوں
 اوپر نہ اقدبار کرنے اور ایسی دسی چیزوں کے مثل پارچہ ملبوس و دیگر اسباب خاص کچھ الابرار و ایت صحیحہ از روئے حادثہ
 ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑے کپڑے وغیرہ شتر و بخاری میں ہے کہ ضمیر جملہ کی تیون چیزوں کی طرف
 پھرتی نہ صرف جانب رضائے کہ انجناب نے فرمایا ہے کہ سخن معاشرا لانبیاء لا نورث مائیکنا صدقہ یعنی ہر چاہے

انبیاء کے بن نہیں میراث چھوڑتے ہیں جو کچھ چھوڑتے ہیں ہم صدقہ ہے عسقلانی نے کہا ہرگز زمین کی نفست کا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کیا تھا پس یہ زمین حکم وقف میں ہو گئی تھی یعنی اس زمین کو صدقہ جاریہ باقیہ کر سکے
حاکم رہنے تک کیا تھا اور کرمانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہرگز زمین نہ کو ریفعت و ادوی القرۃ میں تھی اور حضرت
خمس خیمبر سے اور حصہ من نبی انصیر سے اور صحیح مسلم میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ
نازک سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینار دلاد بجا ولا اشباہ ولا البعیر ولا اوصی لشئ یعنی بنین چھوڑے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد وفات کے دینار درندہ پرورد نہ بکری ورنہ اونٹا ورنہ وصیت کی ساتھ کسی چیز کے یعنی قسم مال سے
اسلئے کہ بنین چھوڑا کچھ مال تاکہ وصیت فرمائیں اور جو کچھ کہ مال نبی انصیر فذکر وغیرہ کا تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حالت حیات میں صدقہ کر دیا تھا مسلمانوں پر بعد فقہ عیال کے سوا اسے اُن چیزوں کے جو حدیث
عمر وابن حارث میں مذکور ہیں پس یہ جو محققین علما نے لکھا ہرگز کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے نواح مدینہ میں
اونٹنیاں چھوٹی ہوئیں تھیں اُنکا دودھ ہر شب آتا تھا اور بکریان چند دودھ پینے کے واسطے تھیں سو یہ بات
صلاحیت معارفہ اس حدیث کی نہیں رکھتی اور اگر صحیح بھی ہو تو معمول ہر اسپر کہ وہ اونٹنیاں بھی صدقہ کی تھیں
اور اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم جمعین اُنکا دودھ پیا کرتے تھے اور مردالا اوصی لشیء سے یہ ہرگز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وصیت نہیں فرمائی تھائی مال اپنے کی مگر اس سے وصیت کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ کتاب التذکرہ
المبیت اور اخراج بیہودی جزیرہ عرب سے اور احسان کرنا المعبون سے نکل گیا کیونکہ مراد اس سے نفی مطلق
وصیت کی نہیں ہے تو صحیح نسل یعنی پاؤش آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم طول میں ایک بالشت دو انگشت اور
عرض متصل کعبین ساٹ انگشت اور بدن قدم پانچ انگشت اور اوپر چھ انگشت اور سر ڈوکرا اور قبایلین کے
بیچ میں دو انگشت کذا قال الحافظ العلقمی فی حاشیۃ الجامع الصغیر فی احادیث البشر اللہ بر و کذا ذکر محمد علی الدمشقی
فی سیرت شامی قبال ووالی کہ بر طول نملین بندہ وآن دو ما بالشت اور مثال فعل مبارک میں ثقات و معتدین نے
کتا بین تصنیف کی ہیں چنانچہ محدث تلسانی کی دو کتابیں ہیں ایک کلام میں ہر فرع المتعال اسکے دوسرے باب میں مثال
نسل ملکہ کی اسناد دیکھی ہیں اور انتہا اسکی اسمعیل ابن ابراہیم نو ا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کی ہر فصل نسل مبارک
اُنکے پاس تھی اور ضاف مثال مبارک کی مشہور ہیں اور خواہل کے آفتاب سے زیادہ طاہر تر خیانت فتح المتعال بن ہر
کہ قاسم بن محمد غفر یا کہ جو کوئی مثال کش مبارک کو تبرک کر کے اپنے پاس لے اسکو ایمان ہو باغیوں کی بغاوت
اور دشمنوں کے علیہ و شیطان سرکش کے شر اور حاسدن کی آنکھ سے اور عالم عورت درد زہ کی شدت میں سیدھے ہاتھ
بیوسے تو اسکی شکل آسان ہو جائے اللہ کے حکم سے تلسانی نے کہا میں نے تجربہ کیا صحیح ہے اور اکثر متقدمین نے لکھا ہر
کہ جس حاجت میں اُس سے توسل کیا وہ حاجت برآئی اور جس تنگی میں اس سے توسل کیا گیا وہ آسان ہوئی تلسانی نے

حضرت مولانا ابوالحسن علی Nadwi

میں جبار پر سوار تھا کہ طوفان سخت آیا اہل تجربہ کو نجات سے یا کسی ہونے میں شال کفش مبارک نہ اُخذ اُکود ی آئے مول کہ
اللہ کی مہربانی سے جبار بچ گیا اور دیر کے وقت قون کے کہت شمار کیا تو ضعیف انگشتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی
صحیحین میں عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی کہ آپ کے ہاتھ میں
رہتی تھی بعد وفات صدیق اکبر کے پاس تھی پھر عمر ابن خطابؓ کے نصیب ہوئی بعد از ان عثمان ابن عفان کو ملی یہاں تک کہ چارہ ریس میں
گر گئی اور نہ ملی روایت ہے کہ معقیب خاتم دار کے ہاتھ سے گری تھی اسی کے بعد فتنہ اختلاف برپا ہوا اور شہادت حضرت عثمان کی بنا پوری
گواہی خاتم میں ایک سر تھا جس سے انتہا متناہ تھا جیسا خاتم سلیمان میں تھا اور صحیحین میں انس ابن مالک سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتی میں گین جیسی تھی کہ اسکو جانب کف دست رکھتے تھے اور انگوٹھی پتھر کی تھی مرد گسین
جیسی سے شک حبشہ ہوا یا سنگ سیاہ یا صانع اسکا حبشی تھا اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ انگشتی چاندی کی
اور گیند تھی چاندی کا تھا پس جمع بین المؤمنین یون ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں اور
ابو داؤد نے معقیب صحابی سے روایت کی کہ خاتم رسول اللہ ہو ہے کی تھی اسپر ملے تھا چاندی کا اور صحیحین میں عبد اللہ
بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگشتی بنوائی اور دست راست میں ہنسی اور گیند متصل
کے دست رکھا سو لوگوں نے بھی دیکھ کر بنوائیں تب حضرت صلعم نے سر رکھٹے ہو کر انگوٹھی اتار ڈالی اور سبکو منع کیا اور فرمایا
کہ انگشتی فقرہ میں اختلاف ہے بعضہ بلا کر استعمل اسکا جائز جانتے ہیں اور بعضہ کہتے ہیں کہ اگر قصہ نیت ہو تو مکروہ ہے
اور بعضہ قاضی اذنی کے واسطے جائز رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وزن اشغال سے کم چاہیے سو اسطے کہ استعمال طلاء و فضہ میں
صلحت اور کر کہتے ہیں تو چاہیے کہ قدر ضرورت سے یا دہنو اور اسی سبب دو انگوٹھیاں یا زیادہ اس سے پہننا مکروہ ہے لیکن بنانا
انگوٹھیوں کا منہ نہیں ہوا اور دلائل ہر ایک قائل کے تنبیفہ میں مطویر ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ استعمال خاتم فضہ بلا خصوصیت درست ہے
اگر صحاب یا منہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہوتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ نہیں کیا الا استعمال خاتم طلاء بالحق
وئمہ اربعہ مکروہ ہے پس دلیل سے کہ صحیحین میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے ہکا و انگشتی طلاء اور آؤد طلاء
منہ کیا ہے اور اسی ابن ابی ہریرہ نے حضرت دی بر او ایک جماعہ علماء کے قائل ہو کر اپنے صحابی اپنے ذات تک سونے کی انگوٹھی استعمال کرتے
اور حبشہ بن حدکتے ہیں کہ میں نے ملایہ و سلوہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انگوٹھیاں ہونے کی دیکھی تھیں اور نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت
عثمان نے صلی اللہ علیہ وسلم سے چچا کہ سب کیا ہے جویر سے پاس انگشتی طلاء نظر آتی ہے جو صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا انگشتی اس سے دیکھی ہے جو سے بہتر تھا
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہا وہ کوں تھا میرے پاس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ لانی الموبہ کر لیں تحقیق اضع ہوتا ہے کہ حدیث حضرت نبی سے
شاید اطلاع نہ ہو تھی اور انگشتی کہ میں بھی اختلاف ہے بعضہ قائل ہیں کہ میں نے انگوٹھیوں کا استعمال نہ کیا اور انگشتی بھی بالاتفاق مکروہ ہے بعضہ میں
اسما کر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علیؓ کے نام پر انگوٹھا اور محمدؐ ہوا یا محمدؐ کہنا بود کرتا ہے اور کفر کو اس سبب اور شاکر
سبب سے شاکر کہ بعد سے کوئی نبی نہ آگا اور دوسری روایت میں معقیب اور بنی التوبہ سے

اور نبی الرحمة اور نبی المہمہ اور خدا تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں یہ نام فرمائے ہیں تیسرے تیز و تندر و رؤف و رحیم و رحمة اللہ علیہ
 و کس و غزل و مژدہ و عبد اللہ و عبد و مژکی و معلم الکتاب و الحکمتہ و ہادی الی الصراط المستقیم و الرسول الکریم
 و النور و الشاہد و البشیر و الداعی الی اللہ باذنه و التبرج المنیر و رسول اللہ و خاتم النبیین و الرسول النبی الامی
 و النجم الثاقب و الشہید و الرسول المبین و قدّم الصدق و نعمتہ اللہ و العروة الوثقی و الرسول الامین اور یہ بھی حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں۔ امین اور امون و ولی و سید ولد آدم و سید الناس یوم القیامتہ و دعوۃ ہر اکہم
 و اول من شق عن الارض و قاسم و ابوالقاسم اور کتب قدیمہ آئیمین نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تھے
 الشکل و المختار و قیوم السنۃ و المقدس و قثم و ہولجامع الکمال و صاحب القضیب و صاحب المراءۃ اور ہر اذکیا
 عصا کو کہتے ہیں اور عرب لوگ عصا سے اونٹ بناکتے ہیں سو صاحب المراءۃ اشارہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 عربی تھے اور صاحب الساج و روح الحق و ہذا منی الفارقلیط فی الانجیل و ماؤذنا طیب طیب و الخاتم کبر التاء
 و الخاتم ففتح التاء منی حسن الابعیاء خلقا و خلقا اور سرمانی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو متشعّ و تمخّنا اور تورتین
 اخیہ اوجہ اسماے رسول است کی زبان پر مشہور ہیں اور خلف بنی سلف سے نقل کیے ہیں وہ یہ ہیں مصطفیٰ و محمّد
 و شفیع و شفیع و منفی و مصلح و طاہر و الصادق و المصدق و امام المتقین و قائد الغر المجلدین یعنی کھینچنے والے گھوڑوں کے
 جنگی پیشانی اور قیوم سفید ہوں یہ اشارہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی است بسبب آثار و صفو کے روشن رو اور
 پاؤں دست ہوگی کہ اس نشانی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو حوض پر بلا دیں گے و حبیب رب العالمین و صاحب
 المحوض المورود و اللوا المعقود و المقام المحمود و المحضر المشہود و صاحب الازراج الطاہرات و العلو و الدرجات و العربی
 و القرشی و التہامی و الکی و الممدنی و الابطحی و سید المرسلین و شفیع الذینین و قائد الواقدین الی رب العالمین
 اور ابوالحسن جیرانی مغربی نے اپنی کتاب میں مثنوی سے نام بیان کیے ہیں اور ابوبکر اسن العری اپنی کتاب اجدوی
 شرح شمائل ترمذی میں فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کے ہزار نام ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ہزار ہیں
 توضیح و بیان صحاب رسول اللہ صلعم پوشیدہ نہ ہے کہ شمار صحابہ اور ضبط اسماء و اشخاص
 اور ثابت نہیں لیکن اس قدر کہتے ہیں کہ جبہ الوداع میں ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نوے ہزار صحاب تھے
 اور بیسے چالیس ہزار بھی کہتے ہیں اور مساک اہل سنت و جماعت یہ ہے کہ بعد خلفائے راشدین کے ظلم و زبر اور
 عبد الرحمن ابن عوف اور سعد ابن ابی وقاص اور سعید ابن زید اور ابوعبیدہ ابن الجراح افضل ہیں اور بعد انکے
 افضل صحابہ اہل بدر بھراہل احد اور پھر اہل بعیت رضوان اور یہ ترتیب نزدیک اہل سنت کے بالاجماع ہے
 اور زیادہ اس سے تفصیل اس مسئلہ کی متعلق کتب عقائد سے ہے اس کتاب سے علاوہ نہیں کہتی اور یہ بھی
 واضح ہو کہ احادیث صحیحہ شان صحابہ میں عموماً وارد ہیں کہ ان سے افضلیت اور کثرت ثواب کی تمام ہمت پر

منقول ہو کہ بہتر اور افضل تابعین سعید بن المسیب میں یہ اوکی سنائی ہو سو کچھ منافات نہیں کیونکہ خیریت و فضیلت
 دونوں کو باعتبار کثرت ثواب کے ہو خدا کے نزدیک اور فضیلت سعید بن المسیب کی باعتبار معرفت علوم اور حکم
 شائع کے ہو اور جو کوئی توہم کرے کہ او میں نے تکلف کیا صحبت رسول مقبول صلعم سے سو خود حضرت صلعم کے زمانے سے
 ثابت ہوا کہ اوکی ان کے سبب ہی یعنی بسبب طر اور خدمت حسان ان کے حاضر نہیں ہوا لہذا توہم رفع ہو گیا پوشیدہ ہو گیا
 کہ اخبار اور آثار شان اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ میں بہت توار و ہوس ہیں چنانکہ علامہ سیوطی نے جمع الجوامع میں اکثر
 نوکر کیے ہیں کاتب الحرم اس مقام پر چند اخبار اویسین سے گزارش کرتا ہی از اجماع صحیح مسلم میں عمران بن الخطاب رضی اللہ
 عنہ روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے ان رجلاً یا شکم من الیمین یقال کہ اویس لا یدع بالیمین خمیسہ اُمّ کہ
 قد کان بہ بیاض فدا اللہ فاذہبہ الا موضع الدین را والدہم فمن فقیہ فلیک تغفر لکم و فی
 روایتہ و قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان خیر الناس بعین رجلاً یقال کہ
 اویس ولہ والدۃ و کان بہ بیاض فمزوہ فلیک تغفر لکم یعنی تحقیق ایک شخص آوے گا تمہارے پاس
 یمن کی جانب سے کہا جائیگا او سکوا و میں نہ چھوڑے گا میں میں سوائے والدہ اپنی کے یعنی نہیں ہو او کے لیے
 خیال اہل میں میں سوائے ان کے اور نہیں باز رکھا ہو او سکوا نے سے مگر اوکی خدمت نے تحقیق تھی او کے بدن
 سفیدی یعنی برص پس دعا کی اللہ سے سود و برکات اللہ نے او کو مگر مقدار و دینار کے یا درہم کے پس جو شخص نے اویس
 چاہیے کہ بخشش طلب کرے تمہارے لیے یعنی چاہیے کہ درخواست کرے وہ شخص اوس سے کہ بخشش طلب کرے وہ او کے لیے
 اور ایک روایت میں یوں آیا ہو کہ کما عمر نے سنائیں نے رسول خدا سے فرماتے تھے تحقیق بہترین تابعین ایک شخص ہو گا جیسا
 او سکوا و میں اور او کے لیے مان ہو اور تھی او کے برص پس ہو کر نا او سکوا اور چاہنا اوس سے کہ استغفار کرے تمہارے واسطے
 قائمہ باقی رکھنا برص کا مقدار درہم کے شاید کہ علامت کے طور پر ہو یا اس واسطے ہو کہ اویس بسبب شرم کے متفرک رہیں گوشت
 اور اس لیے وہ دوست رکھتے تھے گوشت نشینی اور گناہی اور مکروہ جانتے تھے شہرت و مخالطت کو اور ایک روایت میں آیا ہو
 کہ یہ بسبب دعا کرنے اویس کے تھا کہ دعا کی تھی اتنی چھوڑ میرے جسم میں کچھ نشان او سکا کہ یا کروں میں بسبب او کے نعمت پر
 اور جو حضرت نے بہترین تابعین فرمایا اس واسطے لیے کہ حضرت کے زمانے میں تھے اور بسبب ان شرعی کے حاضر ہونے سے محروم ہو کر
 اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا طلب کرنی چاہیے اہل خیر و صلاح سے اگرچہ طالب فضل اونیے اگرچہ روایت کیا ہو
 ابو القاسم عبد الغزیز بن جعفر الحموی نے اپنے فوائد میں اور خطیب و ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بھی ابن سعید سے اور اونسے سعید بن مسیب سے
 اور اونسے عمران بن خطاب سے کہ عمر نے کہا فرمایا حضرت صلعم نے ایک دن اسے عمر میں نے کہا لیکت سعدیک یعنی حاضر ہوں تجھ کو حکم ہو گا
 یا رسول اللہ پس گمان کیا میں نے کسی کا حکم کو جو مجھ میں گے فرمایا اسے عمر میری امت میں ایک شخص ہو گا کہ او سکوا و میں قرنی کہیں گے جو مجھ کی
 او سکوا ایک بلا جہد میں یعنی برص پس ان کا رکھا خدا سے سود و برکات خدا کا رکھا کہ ایک عبا پہلو میں ہجائیگا کہ بن سکوا کھجائیگا اور کیا اللہ کو

۱۰
 سنہ ۱۰۰

۱۰
 سنہ ۱۰۰

سبب سے تو اس سے تو کئی طرف سے سلام در اپنے لیے دعا کرانا ایسی کہ وہ کریم و بزرگ ہو نزدیک پروردگار کے اگر قسم کھاتا
 خدا پر پکا کرے اور سکون و رستگاری کا وہ نام و تہذیب و مضر کے لیے کہ نام و تہذیب کے کہین کہ بہت لوگ تھے انہیں یعنی بہت لوگوں کی
 شفاعت کرنا عریضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ طلب کیا میں نے اور حضرت معلم کی جناب میں وہ وہ ظاہر طلب کیا میں نے تو بکر کی شفاعت
 پھر بھی ملا اور ٹھونڈا میں نے اور سکون و امارت میں کہ تلاش کرتا تھا فلول کو جو شہر وں سے آتے تھے اور کتا تھا تم میں کوئی شخص
 مرادی یا قونی ہو کہ اور سکون نام و اوس ہو آخر ایک شخص نے کہا کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے اسی امیر المؤمنین تو پوچھتا ہے ایک پست و زود
 کوئی کوہ ایسا سنیں کہ تم شافع و سکون حال پوچھے میں نے کہا میں دیکھتا ہوں کجاو اسکے مقدمہ میں ہلاک ہو گیا اوسے انہیں ہی
 ہو کر رہا تھا کہ ایک شخص دفعتاً نمود ہوا اونٹ کہ نہ پلان پر سوار جا کہ کہہ پنے ہوئے سو میرے دین آیا اوس ہی ہو گا میں نے کہا
 اوس قونی ہو اوسے کہا بان میں نے کہا پیغمبر خدا صلعم نے سلام کہا تھا کجاو اوسے کہا علی رسول اللہ السلام و علیک یا امیر المؤمنین
 پھر میں نے کہا کہ حضرت معلم نے فرمایا تھا تم کو دعا کر و میرے لیے بعد از ان ملاقات کرتا تھا میں اوس سے پہلے اپنی حج میں اور کتا میں
 احوال و اسرار اپنے اوس سے اور وہ کتا مجھے اوس کے عساکر نے سن بصری روایت کی کہ کہ جب اہل قرآن حج میں آئے تو پوچھا امیر المؤمنین
 عمر نے کہ آیا تمہارے دریاں میں اوس ہے ایک شخص نے کہا ایک شخص ہے کہ کھنڈ روں میں رہتا اور لوگوں میں نہیں آتا عرض نے کہا
 میرے اسلام ہو چکا اور کتا ملاقات کرو مجھے سو ہو چکا یا اوس شخص نے پیغام عمر فرمایا آیا عمر نے کہا تم ہی اوس ہو کہا میں پھر اوس
 حال جو حضرت معلم نے بیان فرمایا تھا کہ اور دعا کی درخواست کی کہ اوس نے دعا فرمائی اور کہا امیر المؤمنین حاجت میری تھی کہ
 کہ میرا حال لوگوں سے چھپاؤ اور اوزن و دو کہ میں پھر جان و بیان سے پھر مشہور ہے اوس بونید و لوگوں میں بیان تاک کہ روز نما و نشید ہو
 اور کہ عساکر نے اپنی تاریخ میں بن عباس سے روایت کی کہ کہ حضرت عمر نے ہر موسم حج میں اہل بین تبدیلہ اوسے نشان اوس قونی کا
 دریافت کیا معلوم ہوا کہ اراک غزوہ میں اونٹ چرتے ہیں چنانچہ عمر فاروق اور علی رضی سوار ہو کر اراک میں آئے دیکھا ایک شخص نماز پڑھتا
 اور سیرہ گاہ سے نظر لگائے کہ دونوں نے کیا شئی شخص ہو گا جب اسے اپنی آہستہ شئی تو نماز کو سب کر کے فارغ ہوا دونوں نے سلام کیا
 اوس نے جواب سلام دیا پھر پوچھا نام کیا ہو کہا عبداللہ علی رضی نے کہا جو کوئی اسمان زمین میں ہو وہ عبداللہ ہو قسم دیتا ہوں چنانچہ
 پروردگار کے کہ کہ نام یہ جو تیری مان نے کھا ہو کیا ہو کہا کیا چاہتے ہو تم نام یہ اوس بن بکر ہو حضرت عمر حضرت علی نے کہا قبول
 یا ان پہلو اپنا سو کھو لاؤ ایک جہا سفید مقدار درہم نظر آئے سود و ورس و دونوں کہ بوزین اوس دھبے کو پھر کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا
 تم کھو سلام اور تو ہمارے لیے دعا کر کہ میری دعا تمام شرق و مغرب کے مسلمان کو واسطے ہو کہ ہمارے واسطے ہنصوص عاکر سو
 دعا کی اوس نے اُنکے اور تمام مسند و مونات کے لیے پھر کہا عمر نے کہ دون میں تم کو کچھ اپنے رزق سے یا اپنی عطا سے کہا دو آپس
 میرے بڑے ہو گئے ہیں اور دونوں باپ و بنین گناہی گئی ہیں اور میرے پاس چار درہم ہیں جب ہو کہ میں گے لیون کا اور کہا جو کوئی
 آرزو کرتا ہے ہفتہ کی آرزو کرتا ہے مہینے کی آرزو کرتا ہے سال کی آرزو کرتا ہے سپرد کیے اونٹ قوم کے
 اور بچے کے پھر نظر آئے توضیح و بیان معجزات متفق و دانی کہتے ہیں کہ معجزہ وہ ہو کہ بر خلاف عادت مدی ہو کہ

میں نے پوچھا کہ

کیسے رشتہ ہے

میں نے پوچھا کہ

میں نے پوچھا کہ

ہاتھ پر بنا بطلب غلبہ وقت نزاع منکرین ظاہر ہوا اور ولایت صدق پر کرے اور معارضہ اسکا امکان سے باہر ہوا جس میں کئی چیزیں
 ہوتی ہیں کہ احوال آئینہ سے ہو دوسرے عادت الہی کے خلاف ہو جی بہاشت ہسبانی پس سحر خارج ہو گیا اگرچہ ظہور اسکا دعویٰ ہوتا تھا پھر
 تیسرے ہمارا اسکا نبی کے ہاتھ پر ہو پس کرامات دیا معجزات نہوے اور جو کہتے ہیں کرامات ملی معجزات میں حق ہی میں سوینوں بطریق تشبیہ
 کہا قال الحق انھیالی تفرحے یہ کہ ہمارے معجزہ بمناعت ہوتا کہ تخی پائی جائے پس اہلسنت کہ بنا برہاسین تمہید نبوت قبل مثبت ظاہر ہو
 اور کون معجزات نہ کہیں گے جس طرح سایہ کرنا ابرا کا اور شوق ہونا صد کا اور ارباب اس از روئے سنت بھی مضبوط و محکم کر دینا از آداب رنگ است
 اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ جو خارق عادات قبل از ظہور نبوت ظاہر ہوے ہیں بنا برہاسین تمام مرتبہ اوں کو اہلسنت جیسے ہیں اور مجموعہ خارق عادات
 چارہاں ایک ہستہ راجع ہو کہ کفار و فساد سے ظاہر ہوا اور دوسرا سموت جو عموم الناس اہل اسلام سے ظاہر ہو تیسرا کہت جو اولیاءن سے ظاہر
 اور قید دعویٰ نبوت سے تین تین میں خلیج ہو گئیں جو تھا سحر و کربا اعتبار ظاہر مگر درحقیقت سحر خارق عادت نہیں ہو بلکہ ظہور کربا ہسبانی کہ
 جو کوئی ان سباب سے مباشرت کرے اس سے ظاہر ہو جائے اور برہاسین کہ جو چیز باطلایہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ خالق ملائکت میں کہ
 جس طرح شفاعت مرضی اور طبیعیہ یا رقیعہ سے پانچویں وہ معجزہ ملائق دعویٰ ہو جی اگر ظہور معجزہ بر خلاف دعویٰ ہو تو معجزہ نہیں ہو جس طرح
 سیدہ کذابے آج ہوں اپنا ایک کنون میں ڈالا اور دعویٰ کیا کہ پانی اسکا ٹرے کا سو کم ہو گیا یا شفا کی دعا کی وہ مرض مر گیا یا بصارت کی
 دعا مانگی وہ اندھا ہو گیا پوشیدہ نہ رہے کہ دعویٰ سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ دعویٰ صریح کی حاجت نہیں ہے بلکہ دعویٰ صریح کی حاجت نہیں ہے
 قرآن حالہ کافی میں یعنی معارضت سے یہ راہنہیں چو کہ فی الحال ہو بلکہ ظہور کربا یا نبوت میں معارضت کو پہلے کافی ہے چھٹے اوس معجزہ کہ
 کذب پر ولایت نہو شلانی معیوث ذوائے کہین اس حیوان کو بلا تاہوں پھر وہ حیوان تو بولا لیکن اسنے کہا کہ شیخیں کا وہجے ہلکے بھی معجزہ
 کہنیں گے ساتویں کوئی شخص اسکا معارضہ نہ کرے اگر خداوند تعالیٰ دوسرے ہاتھ پر شل اسکے ظاہر کرے اور وہ معارضہ کرے تو دونوں
 معجزہ کہنیں گے کیونکہ معجزہ کو معجزہ اس سبب کہتے ہیں کہ خلق اسکے ایمان شل سے عاجز ہو تو درحقیقت عجاہر صفت خدا ہو جب یہ
 معلوم ہوا تو اربابا بنا جائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک پیغمبر کو معجزے غایت کیے ہیں تا انیسے اس پیغمبر کی رہتی و پیغمبری ثابت ہو اور خلق
 اسکا ایمان لائے اور عادت الہی یون جاری ہو کہ جس زمانے میں جس چیز کا بہت چڑھا ہوا ہے اسوقت کے پیغمبر کو اوس قسم کا معجزہ بدین
 سیکھنے کے غایت ہوا ہو تاکہ لوگوں کو پیغمبر کی رہتی و نبی کا شہد معلوم ہو چنانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حملہ میں جادو کا چڑھا تھا
 عصا ملا کہ سانپ بنجا تا تھا اور حضرت عیسیٰ کی وقت میں طب کا چڑھا تھا اور کون شفاعت مرضی کا معجزہ ملا اور ہا کہ حضرت مسلم کے عہد میں
 فصاحت اور بلاغت کا عرب میں بڑا شور مڑا تھا اسوقتے قرآن مجید اول معجزہ غایت ہوا اور میر شام واکر ان تمام فیضان علی علیہ السلام
 بسورۃ من شدہ یعنی اگر تکوین پیغمبر کی رسالت میں اور کلام کی حقیقت میں شہد ہو تو ایک رتہ کے برابر ہو تو ماضی صفا سے عربا جز ہو گئے
 اور کسی سے برابر ایک آیت کے بھی نہو سکا اور اگر ہو سکتا تو ضرور کہتے مسل کلام چھوڑ کر اپنی جان بیا کیوں قتل کرتے اور یہ معجزہ سبب توحیدی
 قرآن مجید میں موجود ہے کہ لکن جمیع الناس ابن علی ان یا تو امثل بلا القرآن لایا تو ان مبتدہ لو کان بعضهم بعضا علیہم یعنی اگر
 صبح ہوں انسان جن اسپر کہ لایں انداس قرآن کے تو نہ لاسکین گے اگرچہ ہوا ایک دوسرے کا پشت پناہ اور یہ تو عجب نزاع جسدہ ہے

۱۰
 سبب انصاف

کہ قیامت تک قائم رہے گا اور پیغمبروں کے مجرے باقی نہ رہے اور جب قیامت آئے تو ہم وہ آنحضرت معلّم کے مجرے کی دلیل قائم کر
 پھر زمانے میں قیامت تک لوگ سلمان بھی ہوتے جائیں گے اور ایک بڑا عجازیہ ہو کہ سارے بارہ سو کئی برس گزرے ہیں
 اور قرآن شریف میں کسی طرح اختلاف نہیں پڑا حالانکہ اسلام میں بہت مذہب ہو گئے اگر عجاز نہ ہوتا تو ہر شخص اپنے مذہب کے موافق
 جو چاہتا بنالیتا یعنی محفوظ ہونا اسکا تحریف تصحیف سے بھی عجاز ہو چنانکہ حضرت جل جلالہ فرماتے ہیں عن نزل الذکر والہما فخلون
 یعنی سننے اور قرآن اور ہم اسکے حافظ ہیں یعنی جس طرح اسکا ظہور بلا دخل خلق ہو، یہی طرح کی اور پیشی دخل و تصرف خلق سے
 تمہو کے گی اور بھی ارشاد ہوتا ہے لایاتہ الباطل من بین یدیرہ ولا من خلفہ یعنی نہ آویگا اس قرآن میں ہل لگے نہ پیچھے
 یعنی کسی پیشی ہی کہ اسکے اوصال اور فوہل کو مزید حقیقت سے ساقط کر دے نہونے پائے گی کہ یہ کلمہ طرح کا دخل اور تصرف نہیں
 امور باطلہ سے ہر بلکہ شومن اسکے چاہیں گے بیان کرتے ہیں لایہدم اراکانہ ولیس علی احد بعد القرآن سن فاقہ یعنی قرآن کہ
 کوئی جز نکرایا جائیگا اور کوئی جز محتاج الیہ حصول نجات کے لیے نہیں ہے بعد قرآن موجود کے نہ کہ نبی متقدم کی تبلیغات الہیہ کی
 نسبت نبی متاخر گواہی دے کہ اس ہمت کے عالموں نے اس کلام کو متغیر کر ڈالا ہو اور اسکی باتوں کو بدل ڈالا ہو اور اپنی
 بدعتوں کے رونق دینے کو اسے ناکارہ کر دیا ہو اور اسکی تحریف کرنیوالے ہیں اور آئندہ کو دروغ ملانے والے پیدا ہوں گے چنانچہ
 توریت و انجیل کی نسبت حضرت ارمیا اور اشعیا اور عیسیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے اور یوں اس اور پطرس حواریوں نے بیان کیا ہے
 اس مقام سے معلوم ہوا کہ توریت و انجیل میں کچھ عجز و تنہا ہی سبب سے انہیں تحریف و تصحیف و اختلاف ظاہر ہوا ہے چنانکہ مولوی
 آل حسن موہانی نے رسالہ استفسار میں اور مولوی عباس علی جاجوی نے صورتہ الضمیر میں تفصیل اس باب تحریف کو بیان کیا ہے
 پس یہ معجزہ منجزات متواترہ تطبیقہ یقینیہ میں ہے اور اسی سے حضرت معلّم احتجاج فرماتے تھے کہ اس باب میں کچھ کو اختلاف نہیں ہے
 اگرچہ منکر لوگ صحت احتجاج میں گفتگو کرتے ہیں اما اصل ظہور میں حضرت معلّم سے اور معارضہ باتیان ادنیٰ سورۃ میں کچھ کلام نہ
 کرتے اور جو مجھے معلّم ہو تو فنی سے کہتے ہیں کہ اور کتاب میں بھی ایسی ہیں کہ اپنا نظیر نہیں رکھتیں مانند شاہدہ فروسی اور کتب
 سعدی وغیرہ سو یہ قول دلائل و اقیقت حقیقت معجزہ اور کیفیت عجاز قرآن شریف سے ہے کیونکہ عجاز قرآن اس سبب سے
 کہ ہمارے قائم النہدین معلّم نے اس سے تحدی فرمائی اور مخاطبین حاضرین عاجز آئے اور یہ بات اور کتابوں میں کہاں واقع ہو
 اور کہنے آنے سے تحدی کی اور کس مقام پر عجز مخاطبین ظاہر ہوا اور محض انعام نظیر عجز نہیں ہے اس کے اور اس کتاب
 کہ فلان کتاب عدیم النظیر ہو ممکن نہیں ہے جیسا کہ ملکہ رسوخ معرفت بلوغ و بالغ میں لکھا ہوا اور حم غفیر ملکہ کا مہ اہل غلات
 اس امر پر متحجّم نہون پس عدیم النظیر ہونا ان کتابوں کا جنکو ناواقف اپنے زعم میں عدیم النظیر قرار دیتے ہیں قابل تسلیم نہیں
 اور عدیم النظیر ہونا شاہدہ فروسی کا غلط محض ہے نیز زعمہ تورانی متکفل شوبہ کتابت فاروقی ہزار شاہدہ تالیف کی ہے
 اور فروسی پر اکثر حمل کرتے ہو فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ علما کے وجود عجاز میں ہی قول میں آجے مستطیع کہتے ہیں کہ یہ سہل و یس
 و تالیف عجیب بن حیث الطالع و المقاطع کلام شہرین صلا پایا نہیں جاتا اسی بحث سے عقول صحیحہ اور قلوب کیہ معارضہ میں متحیر ہیں اور

بجہت تکلیفین تامل ہیں کہ اس کلام کی فصاحت اور بلاغت بھی مراتب میں واقع ہو کہ طاقات بشریہ سے خارج ہو ہی اعجاز ہو اور ابوبکر باقلائی کہتے ہیں کہ حسن سہلوب اور تالیف مغرب اور غایت فصاحت اور نہایت بلاغت اعجاز ہو اور نظام کے نزدیک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو باز رکھا ہو کہ بطرح نمود مردم و کو سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں بہوت فرمایا اور قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ لکھا ہو کہ باعتبار بلاغت قرآن میں سات ہزار سے کچھ زیادہ جوئے ہیں اور اسپر اکیس لکھ قوی ذکر کی ہو یعنی یہ محققین نے فرمایا ہو کہ کلام اللہ میں سے جس قدر کلام کہ برابر سورہ انا اعطینا لک لکھ کر کے ہو مجرہ ہو اور میں دس لکھ ہیں اور تمام کلام اللہ میں کچھ اور تشریف لکھے ہیں سو جب تشریف لکھ کر دس لکھ سات ہزار سات سو چل ہوتے ہیں پس قرآن میں سات ہزار سات سو چھ سے لے کر سات ہزار اعجاز کلام اللہ کا یہ ہو کہ مشتمل اخبار آئندہ ہو کہ لکھ سکے مطابق واقع ہو اور اس معجزہ کو اہل کتاب پیشین گوئی کہتے ہیں اور یہ اون کے نزدیک عمدہ معجزوں میں شمار کیا جاتا ہو اور کلام اللہ بہت پیشین گوئیوں پر مشتمل ہو اور چند پیشین گوئیوں پر کتاب میں بھی لکھی ہیں اور محقق دوانی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قوت معارفہ خلق سے سلب کر لی ہو سوائے ان سب امور کے اظہار امور خفیہ وغیرہ طالع استقبال کو وسعت بشریہ سے خارج ہو مثلاً خبر علیہ روم ہر فارس و خراج گاہ و خبر دخول مردم درین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و افشار اسرار کفار و منافقین بھی اعجاز ہو اور شہما قرآن متصل نبیائے پیشین اور ائمہ سابقین پر مثل قصہ ابراہیم و یونس و یوسف علیہم السلام و انقضائے دور صحابہ کعب کہ خبر اخبار اہل کتاب علم انکا ممکن تھا اور حضرت صلعم نے باوجود واقعی محض ہونیکے ہر صحیح بیان فرمایا ہے یہ بھی اعجاز ہو اور لمخوف خوف و عجب کہ قلبا معین پر طاری ہوتا ہو اور حصول وق و شوق جو قاری اور سامع کو ہوتا ہو یہ بھی اعجاز ہو اور اجتماع حقائق و معارف یقینیہ اور دلائل برہان عقلیہ و احکام و شرائع ضروریہ و فضیلت و حسنات دینیہ و مذہبیہ باوجود وجہات الفاظ و جوارح معانی بھی اعجاز ہو اور آسانی حفظ متعلمین کے علمی و بصیر و افعال صغیرہ مدت تفسیر میں کہ لیتے ہیں عجب اعجاز ہو بخلاف دیگر کتب مذکورہ کہ سوائے تفسیر ہر کسی کو باہموتقی قہمی و دیگر اسعجزہ شوق القہر ہو کہ ثبوت ہکا باجماع مفسرین و حتی نہیں کریمہ اقرت اساتذہ و الشوق القہر وان یہ آیۃ یعرضوا و یقولوا اسعجزہ تر سے ہوتا ہو یعنی پاس لگی وہ گھڑی او بھٹ گیا چاند و اگر وہ دیکھتے ہیں کوئی شے ٹال جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جادو چلا آتا ہے یعنی قیامت قریب پہنچی اور دو پتھر بخر الزمان آیا اور جو تم شکر فیماست ہو اس سبب سے کہ وہ مستلزم اجرام علویہ کی خرابی کی ہو تو چاند بھٹ چکا اور لوگوں نے دیکھا اب کوئی استعمال باقی نہیں ماورائے خرق و القیام سبب بہت عقل چل ہو گیا اگر کوئی سو قوت چاہے کہ مراد انشفاق قمر سے انشفاق وقت نفع صورت کار مار ہو تو جواب دل یہ ہو کہ یہ قول اسکا غلط محض ہو کہ وہ سب سے اول یہ کہ انشفاق قمر کی کچھ خصوصیت اس وقت میں نہیں ہو بلکہ جلد مساویات کا ہی ٹال ہوتا ہو دوسری یہ کہ وہ انشفاق زمانہ آئندہ میں ہو اور آئندہ کریمہ دلالت نہیں ہو کر قریب ہو تیسری یہ کہ انشفاق وقت نفع صورت برابر اعجاز نہ ہو گا اور اسکو کافو لوگ سحر نہ کہیں گے اور جواب ثانی یہ ہو کہ مفسرین اور محدثین کا اجماع ہو اس بات پر کہ یہ آیۃ معجزہ شوق القہر میں نازل ہوئی ہو چنانکہ شیخ اسلام اللہ محدث حاشیہ کمالین میں جو تفسیر جلالین پر ہو فرماتے ہیں تو صحیح ہے علی ان لم ازل ملک لایہ ہوا انشفاق الذی کان مجزول من النبی صلی اللہ علیہ وسلم لالذی یقع فی یوم القیامت یہ لعل علی ملک

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

کہ ابو نعیم نے دلائل النبوة میں بسند متصل صحیح نقل کیا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک سات کو مکہ کے بیت پرست مسرور و جلیل
 ابو جہل بن ہشام اور انصاری بن وائل اور اسود بن مطلب وغیرہ جمع ہو کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اگر تو سید پیغمبر
 تو چاند و دھڑکے کے ہمین دکھا دے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور پھر مل گئے اور اسی سائل کو محمد بن ابی
 بسند صحیح متصل بخاری میں اور ابو سلمہ بن شاپور نے دوسری سند متصل سے اپنی کتاب صحیح مسلم میں بالاختصار لکھا کہ انساری بن ابی
 کہتے تھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے کہا کہ اپنے معجزہ کا نشان ہمیں دکھائیے پیغمبر خدا نے چاند کو اشارہ سے دو ٹکڑے کر کے دکھایا
 اور فرمایا گواہ رہو یا فرمایا اے تو گواہ رہو اور بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن مسعود سے بسند متصل مروی ہے کہ پیغمبر خدا کے روبرو چاند
 دو ٹکڑے ہو گیا اور ہم نماین تھے ایک ٹکڑہ اتر آیا زمین گر اور دوسرا پار کے نیچے اور احمد بن حنبل اپنی کتاب موطا میں عبد اللہ بن مسعود
 اور جابر بن سلم سے بسند متصل نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا کے سامنے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے مکہ کے بیت پرستوں نے دیکھا اور کہا کہ اس
 شخص نے اگر چادو کیا ہے تو ہم سے ہی اوپر کیا ہو گا نہ کہ سارے جہان پر سو مسافروں سے انتہا کرنا لازم ہے چہر جب مسافر لوگ گئے
 تو ان سے پوچھا انھوں نے اس واقعہ کے دیکھنے کی گواہی دی اور یہی نے بھی بسند متصل اپنی کتاب میں مسافروں کی گواہی کا قصہ
 نقل کیا ہے اور جابر ترمذی نے بسند متصل عبد اللہ بن عمر سے اور عبد الرزاق نے بسند متصل مقرر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ چاند
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو ٹکڑے ہوا اور قاضی عیاض محدث نے اپنی کتاب شہا میں لکھا ہے کہ معجزہ شق القمر کے دیکھنے کے علی بن ابی طالب
 اور زید بن ابی لیثان نے بھی گواہی دی ہے اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے ہر طرف آدمی بھیجے سب جگہ سے یہی ثابت ہوا کہ چاند
 فلاں رات دو ٹکڑے ہوا تھا تب قریش نے کہا کہ یہ شق قمر کا ستر ہے بالحدیث صحابی علی بن ابی طالب نے اہل علم کے نزدیک بخوبی ثابت کر کے
 سات عالموں نے جنوں روایت کے امام ابن ابی نعیم و بخاری و مسلم و احمد بن حنبل و بیہقی و ترمذی و عبد الرزاق معجزہ شق القمر کی خبر
 ایسی سندوں سے کہ اس سند کے جتنے راوی ہیں ان کا حال بخوبی مشہور ہے صرف اسم ذہنی نہیں ہے یہی کتابوں میں کہ جن
 کتابوں کا ہونا ان مؤلفین سے ایسا ہی ثابت ہے جیسا ان کا ہونا اور کسی طبقے میں جھڑناٹ راویوں سے کم نہیں کہا ان حدیث
 لکھا ہے اب محل انکار یہی وہن سے گر گیا حافظ ابن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث انشعاق قمر کی جماعت کثیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم
 روایت کی ہے اور ان سے تابعین اور تبع تابعین نے سوا ہائیک کہ ہم لوگوں تک پہنچی اور آیہ کریمہ او کی موبد پائی گئی اور
 عکلمہ ابن ابی سبکی نے لکھا ہے کہ انشعاق قمر مترادف منصوص علیہ فی القرآن ہے اور مواہب لدنیہ اور خفا لعل کبریٰ سیوطی اور
 مدارج النبوة میں بھی اس معجزہ کو تصریح بیان کیا ہے جسکو دیکھنا ہو ملاحظہ کر کے کتبے جاہل بے دین اور بے تہذیب و اعراض
 کرتے ہیں کہ اگر شق القمر ہوتا تو اگر اشرار زمین پر مخفی نہ رہتا اس واسطے کہ آسمانی حال سب کے پیش نظر ہوتا ہے اور انقل عجائبات
 انسان کی جتنی چیز ہے سوا اس کا جواب یہ ہو کہ اہل زمین سے یہ بھی منقول نہیں ہے کہ اس رات کو سب لوگ آسمان کی طرف
 تہا کہتے تھے اور کہتے نہ دیکھا اور اگر ایسا بھی ہوتا تو بھی قابل اعتساب تھا کیونکہ تمام زمین پر حال قریب ان نہیں ہے کیونکہ
 بعض ملک میں قبل طلوع ہوتا ہے اور بعض میں گھڑی کے بعد اسلئے کہ سطح زمین گڑی ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض ملک میں

بعض وقت پہاڑ اور جبل ہو جاتے ہیں جتنا کہ غصہ و کسوف اس وجہ سے مختلف ہوتے ہیں کہیں جڑی کہیں کلی کہیں مطلق
 نہیں پھر جب اہل مین کا یہ حال ہوا تو اگر اوپر شوق قمر غنی رہا تو کچھ تعجب نہیں حالانکہ کسوف و خسوف اہل تخم کے نزدیک
 مقررہ چیزیں ہیں بھلا شوق القمر کو اس کا وقت و قاعدہ مقرر نہ تھا کہ جس کے لوگ منتظر رہیں علاوہ اسکے اگر کسی نے تھا تو
 دیکھا بھی ہو تو اپنے غلط احساس و خطائے بشری پر عمل کر کے اس کے کہنے و لکھنے سے خاموش رہا ہو اور مٹھو کہ نہ اس کا نہ اس کا
 سمجھا ہوگا و اسے اس کے شوق القمر کو ہوا تھا اور تھوڑی دیر رہا تھا اور رات سکون کا وقت ہو اکثر لوگ مکان کے اندر
 ہوتے ہیں ایسے حال آسانی قلیل المکث سے غافل رہنا کچھ بعید نہیں ہو اور یہ تو اکثر ہوتا ہے کہ بعض لوگ عجائب فلکی دیکھتے ہیں
 اور اکثر غافل رہتے ہیں فقیر یہ یوں کہتا ہے کہ ہر طرح کا ثبوت کامل بقایہ عقلیہ جو سمعیات کے واسطے درکار ہو یعنی سند و
 ثابت ہونا معلوم و مطہقاً اور حجرات کے لیے جو حضرت یوشع علیہ السلام کی کتاب کے دواوین باب مین درس دواوین دہم سے
 تیسرے دہم تک لکھا ہے نصرا نین اور یوہ دیون کے پس نہیں ہو بلکہ ایک سند بھی حضرت یوشع سے ان قانون تک کہ وہ
 کتاب تیسرے سو یعنی مثلاً عمدہ طبیوس کے ہی نہیں ہو اب وہ معجزہ سنا چاہیے کہ سنہ ۱۲۵۰ مین ہو یہواہ نے اسو یون کی کتاب
 کے قابو مین کر دیا اور اس دن یوشع نے یہوا کے حضور سے اسرائیل کے آگے یون کہا کہ اسے آفتاب تو خجوں پر ٹھہرا دے اور اسے آفتاب
 قروادی یا یون کے مقابل آفتاب نے دینک کی اور مہتاب کھڑا بیا تاکہ کہ اول لوگوں نے اپنے دشمنوں سے انتقام لیا
 کیا یہ باشا کی کتاب مین نہیں لکھا کہ آفتاب آسمان کے بچوں پر ٹھہرا دے اور اسے دن مغرب کے سمت مائل ہوا اب مین کہتا ہوں
 کہ آفتاب سارے دن مغرب کی طرف مائل ہوا کیسی بات ہو سارا دن تو نادر ہو اس زمانے کا آفتاب کے نکلنے سے مغرب مین
 جانے تک ہوتا ہے پھر وہ کس طرف زمان کا نام دن ہو حسین آفتاب مغرب کی طرف نہ جھکا ظاہر مطلب یہ ہے کہ بقدر ایک روز کے
 وسط سا مین آفتاب قائم رہا پس در حقیقت آٹھ پہر کا دن ہوا چنانکہ سائر تحقیق دین حق کے چوتھے باب آٹھ سو اٹھارہ صفحہ مین لکھا
 ہے اور یہ سمجھنے کی بات ہے کہ کہ چھٹے کو سوسا دن لوگوں کے جاو سوقت متوجہ تھے اور دن نے اگر نہ لکھا تو بجا ہو اس واسطے
 کہ رات کو چھٹا تھا اور تھوڑی دیر رہا تھا کہ اس وقت خاص لوگ آرام مین ہوں اور جو کسی عامی سا کرنے دیکھا بھی ہو تو اس کے کہنے کو
 کون مانا ہو اور جن لوگوں کے انقی سے اس وقت چاند متجاوز ہو گیا باجن پر طلوع ہوا وہ بھی نہیں دیکھ سکتے بھلا آفتاب
 کما آٹھ پہر ٹھہرا ہوا تو جان رات ہو گئی ہو گی اور لوگوں کو بھی سبب دونی ہو جانے رات کے لاریب اطلاع ہوئی اور
 جن لوگوں پر چاند طلوع ہوا ہو اور غروب ہوا ہو تو یہ بھی احتمال ہو کہ او سمن سے بہنو تیر دن کی نسبت ابو غلیہ حاکم ہو
 بھلا آفتاب کے کہ ابر کی غفلت بھی اس کے توقف کے اور اک کو منع نہیں کرتی پھر جو جواب نصاری کی طرف سے اس
 بات کا ہو وہی شوق القمر مین ہمارا جواب ہو اور اس طرح حضرت انجیلانی کا معجزہ موافق طریقہ ثبوت سمعیات کے ثابت کیا
 اور وہ یہ ہے کہ کتاب انجیل کے باب سی و ہشتم در سن ہشتم سنہ ۱۲۵۰ مین ہو ایک سایہ در جلت راکہ بر ساعت شمس
 حاضر بشیب آمدہ است آرتا تادہ درجہ باز خواہم گردانند بآرتان ساعت شمس تادہ درجہ کہ شیب آمدہ بود باز گردیدہ است طرح

میں اقول کہ جس نے تزلزلہ باب سوم فرمایا وہ میں کہ کیا کتب اور اس پر آسمان کھل گیا اور اس نے خدا کی روت کو اپنے اوپر اترتے کہوتر کے مانند دیکھا اور سورہ شمس میں لکھا ہے کہ گاہا اوس پر دروازے آسمان کے کھل گئے اور نیکوں کے باب بہت اور چارم درم پوچھیں اور پتیا میں جو سورہ غاشیہ میں چھاپا ہوا ہے لکھا ہے حضرت علیؑ کے آقا رضی اللہ عنہما علیہ السلام و انکسرت الشمس یعنی ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا اور آفتاب تاریک ہو گیا انتہی یہ معاملہ تو عظیم صلیب کے ذکر میں لکھا ہے اور انجیل اول کے باب دوم و دہم میں ہے کہ مجوسوں نے عیسیٰ کے پیدا ہونے کے علامات کے بارے کو طلوع ہوتے دیکھا اور وہ اونکی روشنی کے موافق اونکے ساتھ چلا یہاں تک کہ اوس گھرنے جہاں عیسیٰ پیدا ہوئے تھے اگر ٹھہر گیا اور اسنے اب بغور و تامل دیکھا ہے کہ آفتاب کے توقف یک روزہ کو دیکھا تھا میں ہندوؤں نے اپنی تاریخوں میں اور پارسیوں اور چینیوں نے اپنی کتابوں میں نہیں لکھا ہے علیٰ ہذا القیاس میں جس آفتاب کا پلٹ آنا کہ معجزہ شمس القمر سے باعتبار ظهور کے زیادہ ہے کہ کہتے ہیں میں نہیں لکھا ہے اسطرح آسمان کا کھلنا اور پھٹنا اور ستاروں کا لوگوں کے ساتھ چلنا اور وہ نے تو کیا حضرت عیسیٰؑ کے ہم وطن لوگوں نے بھی اپنی ہیودیوں نے اپنی تاریخوں میں نہیں لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب معجزے جو انجیل وغیرہ میں لکھے ہیں بالکل غلط اور جھوٹ ہیں اسطرح اور معجزات انبیاء پیشین کے جو تورات اور انجیل وغیرہ میں لکھے ہوئے ہیں اور انکو مہندوں اور چینیوں اور پارسیوں نے اپنی تاریخوں میں درج نہیں کیا محض غلط ہیں پس جو کچھ جواب نصاریٰ کے پاس اس بات کا ہے وہی جواب ہمارا ہے مگر اونکے پاس کچھ جواب نہیں ہے اور ہمارے پاس تو جواب کافی ہے کہ ہم نے بیان کیا اور جو بعض حکیم جنت نام معقول بیوقوفی سے کہتے ہیں کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا ہماری عقل میں نہیں آتا ہے اسو جواب یہ ہے کہ معجزہ اسکا نام ہے جسکے ادراک حقیقت میں عقل قاصر ہو چکا کا اڑنا ہونا اڑنی کا پہاڑ سے نکلنا قمر کے کا زندہ ہونا کعبہ میں آنا ہے جو شمس القمر میں تردد ہے اور جو کوئی بے علم و ہتھیاری اپنی جبل و نادانی سے یہ کہے کہ سورہ قمر کے شروع میں بیان اس معجزہ کی ضرورت کیا تھی تو جواب یہ ہے کہ بعد اس آیت کے قیامت کا ذکر ہے اسی کی تمہید کے لیے یہ معجزہ مذکور ہوا کیونکہ جو کافر قیامت کا انکار کرتے ہیں وہ اپنے انکار کی وجہ ایک وجہ بھی بیان کرتے ہیں کہ قیامت مستلزم اجرام علویہ کی خرابی کی ہے اور اجرام علویہ کا ٹوٹ پھوٹنا محال ہے اس لیے شروع سورہ میں شمس القمر کے معجزے کو ذکر کیا یعنی اس سے لال و استیعا عقلی ماخوذ بدہیات سے ہوتا ہے اور جب بدہات عقل گواہی دیتی ہے کہ ٹوٹنا اجرام علویہ کا محال نہیں ہے تو نظر و فکر کی حاجت و رباب اوکے استحالے اور عدم استحالے کے کیا رہی کیونکہ چاند پھٹ چکا اور وہ ہلنا سدا متاع خلق اور الہیام بہ بہت عقل ہل ہو گیا اب اوکے آنے میں ایسے فسادات ہیں کہ ناچاہیے بلکہ بے ایمانوں نے وہ اعتراض معجزہ شمس القمر کے لیے ہیں ایک یہ کہ اگر یہ واقع ہوتا تو اور اقلیم کے لوگ دیکھتے اور اپنی توارخ میں لکھتے تو یہ بخوبی ہلنا اور بیوقوف ہونا

کیونکہ عدم نقل اہل تاریخ سے مذہب لازم نہیں آتی دوسرا یہ کہ آسمان اور ستاروں میں خرق و القیام محال ہو سوا
یہ بھی منو ہو کیونکہ موافق مذہب اہل اسلام کے آسمان اور ستارے از روے فصوص قطعیہ اور آیات قرآنیہ بروز
قیامت پیش پیش ہونگے اور موافق قواعد حکمیہ بھی یہ بات یعنی عدم خرق و القیام ہاں ہر حکماء نے اظہار کیا ہے
ہو فیثا غوری کی نقل کرتے ہیں صاف لکھتے ہیں کہ سب ستارے کثیف مثل زمین کے ہیں اور سب قائل کون فساد
اور خرق و القیام کے ہیں اور حکماء سے متشائمین جنکا مذہب امتناع خرق و القیام ہو افلاک میں وہ بھی کوئی دلیل
اس بات پر قائم نہیں کرتے کہ سب افلاک اور کواکب میں خرق و القیام نہیں ہو سکتا بلکہ صرف فلک الافلاک کی
و تسامع خرق و القیام پر دلیل کہ انکے اہل بے سرو پا پہنچی ہو قائم کی ہو چنانچہ صدر شیری نے ذکر کیا ہے
پس ماہ کا امتناع فرق موافق مذہب متشائمین کے بھی ثابت نہیں اتھال سجزہ شق القمر کا ثبوت کامل حسیہ ہمارے
بنا بلکہ تخلیہ موجود ہو ایسا کسی مجمرہ کا سجزات انبیاء سابقین سے یہود و نصاریٰ کے پاس نہیں ہو بلکہ سوا سے
تصدیق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی راہ ثبوت کی پائی نہیں جاتی اور صرف کتاب میں لکھا ہوا
اگر کافی ہو تو حاتم کی ہفت سیر کو بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ اوسکے دیکھنے والوں نے لکھی ہیں اس جگہ اور بھی ایک سند
قابل ملاحظہ ہو کہ مؤلف تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ راجہ کلیدار نے مسلمانوں کی زبانی قصیدہ شق القمر کا سنکر اپنے
برہمنوں سے نقل کیا تو برہمنوں نے اپنی کتابوں میں دیکھا اور یہ مجمرہ لکھا ہوا پایا اور تصدیق کیا اسے پر وہ راجہ پائی
اور سونخ الحرمین اور تاریخ تفصیل میں لکھا ہے کہ راجہ دبار کہ جو قتل دیا سے قبل صوبہ بلوچہ میں واقع ہو اپنی چھت پر
بیٹھا تھا اوسنے دیکھا کہ ماہتاب دو ٹکڑے ہو گیا اور پھل گیا اوسنے اپنے پندتوں سے کہا وہ بولے کہ ہماری کتابوں میں
ہو کہ ایک پنجبہ عرب میں ہو گا اور اوسکے ہاتھ سے مجمرہ شق القمر خیر ہو گا تب راجہ نے ایک ایلمی مدینہ میں بھیجا
اور راجہ پائی لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا نام جب اللہ رکھا تو اس راجہ کی اوس شہر میں زیارت گاہ ہو
سولانا ولی اللہ فرخ آبادی ظہنم الجواہر میں فرماتے ہیں چل کلام کا یہ ہو کہ اگر منکر شق القمر خدا اور رسول کا متفق
تو اوس پر سب طرح کی محبت ہو سکتی ہو اور جو منکر ثبوت ہو اوس پر سوا سے شمشیر کے کچھ حجت نہیں ہو سکتی اور
ایمان دار سب مراتب سے قطع نظر کر کے کہہ سکتا ہو کہ شق قمر نہا مگر خرق عادت الہی کہ بضرورت تصدیق اپنے
رسول کے واقع ہوا سوا ظہار بھی اوسی مقدار ہوا جس قدر کہ ضرورت تھی اور وہ ضرورت اظہار کی منکرین عرب کے
منصہر تھے جنہوں نے درخواست کی تھی نہ کہ تمام عالم پر دیکھو حضرت یونس علیہ السلام کا سجزہ بھی آفتاب کا ٹھنڈا وسط
سامین سوا سے حاضرین سے کہ کسی نے نہیں دیکھا اور عیسا کا ازروہا سوا سے فرعون اور اوسکے تابع کسی نے نہیں دیکھا
فعلم ان الضروریات مقدرة بقدر الضرورة فانہ ج طرح یہ مجمرہ قرآن میں مذکور ہے اس طرح پیشین گوئی ان
یعنی آئینہ کی خبریں جسکا ظہور مدت دراز کے بعد ہوا اکثر قرآن میں موجود ہیں از انجند غلبہ روم بر فارس

فَارِئِیتَ اَوْ رِئِیتَ وَلَکِن اللہ رَمٰی مَعْنٰی جَبَوْتِ تُوْنِ پھینک مارا تو تو نے نہیں پھینک مارا یعنی تیرے عین شخصی کی
حد سے باہر بات تھی لیکن اللہ نے وہ پھینک مارا یہ معجزہ غزوہ بدر کے کئی دن بھی واقع ہوا ہے قائلہ شکرتہ شریف میں
ابن اسحاق تابعی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے برابر ابن عازب صحابی سے پوچھا کہ یا ابا عازرہ تو لوگ چھان گئے کا فردن سے
غزوہ عین میں برائے کہا نہیں قسم ہو اللہ کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت بنین پھیری لیکن کئی ایک صحابہ
جنگے پس ہتیا کر گئے تھے وہ البتہ باہر نکلے اور ایک گروہ کفار سے جو بڑے تیر انداز تھے ملاقی ہوئے کہ انھوں نے تیر ان
رکھ دیا تو صحابہ باندھنے لگے اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ پکڑی اوس وقت آنحضرت صلعم ہشتہر سفید پر سوار تھے
اور ابو سفیان ابن عمارت اوسکو گھنپتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہشتہر سے اتر پڑے اور دعائے ظفر و نصرت
اللہ سے مانگی اور فرمایا کہ میں رسول اللہ ہوں اس میں ہرگز جھوٹ نہیں اور میں ابن عبد المطلب ہوں عبد اسکے صحابہ کی
صف باذھی تبر او ابن عازب فرماتے ہیں کہ اللہ جَبَوْتِ لڑائی کی شدت ہوئی تھی تو ہم لوگ پیغمبر خدا ہی سے پناہ پکڑتے تھے
اور ہم میں جو بڑا بہادر اور شجاع ہوتا تھا وہ اس جگہ کھڑا رہتا تھا جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے
یعنی ہر ایک کا کام تھا کہ بمقابلہ دشمن اوس جگہ ثابت قدم رہے اور بے تکلف مقابلہ کرے جہاں حضرت خاتم النبیین محبوب
رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تھے مگر یہ برکت حضرت صلعم معجزہ ردائیں کے غزوہ خیبر سے پھرے وقت موضع
صہبا میں واقع ہوا ہو علامہ طحاوی کہ اکابر علمائے حنفیہ سے ہیں اپنی کتاب الآثار میں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صلعم
نے خیبر سے محاورت فرمائی اور موضع صہبا میں جلوہ فرما ہوئے تو سر اپنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود میں رکھ کر لیٹے
و فَعْتَنَّا رُوحِی نُمُو دَارِہُو سے اور مدت نزول یہاں تک دراز ہوئی کہ آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر علی رضی اللہ عنہ
تقصا ہو گئی جب وحشی تجلی ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے پوچھا کہ تم نے نماز عصر کی پڑھ لی علی رضی اللہ عنہ نے
اتھاس کیا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اللّٰهُمَّ اِنَّہٗ اَنْ کَانَ فِی طَاعَتِکَ وَطَاعَۃَ رَسُوْلِکَ فَاَوْدَعْتَنِیْ
یعنی اے اللہ اگر علی رضی اللہ عنہ تیری طاعت اور تیرے رسول کی طاعت میں تھا تو آفتاب کو پھیر دے اوس وقت آفتاب باطل
نکل آیا اور پہاڑ وزمین پر دھوپ پھیل گئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مقبول کربانے نماز عصر وقت پر ادا کی اور طہرائی نے روایت
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز موضع صہبا میں ادا فرمائی اور علی رضی اللہ عنہ کو کسی کام کو بھیجا یا بلوے نہ
تشریف لائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر پڑھ چکے تھے اور علی رضی اللہ عنہ نے نہ پڑھی تھی اوس حال میں حضرت صلعم
سر مبارک اپنا علی رضی اللہ عنہ سلام کی گود میں رکھ کر سو گئے یہاں تک سوئے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور علی رضی اللہ عنہ نے
اوب سے حرکت نہیں فرمائی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو یوں دعا فرمائی اللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَلِیًّا جَبَسْتُ نَفْسَیْ عَلَیْہِ
غزوہ خیبر اس شخص یعنی اسے خدا تحقیق علی نے اپنے نفس کو مقید کیا اپنے نبی پر سو پھیر دے اوس پر آفتاب کو آسمان بنت عیس اور
ماکر اہل محاسن نے روایت کی کہ آفتاب ڈوبا ہوا نکلا اور علی رضی اللہ عنہ نے وضو کر کے نماز عصر پڑھی اس حدیث کو ابن مردودہ نے

محذوف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات کا وقوع ایک علامت ہی علامت نبوی
 ﷺ کے جس جس کے ساتھ منقطع میں واقع ہوا ہے کہ قاضی نے غنائین لکھا ہے کہ یونس ابن بکر ابن اسحق سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نصیحت صبح کے وقت کیفیت آمد و رفت بیت المقدس بیان فرمائی تو کفار قریش نے اپنے قافلہ کا مال بوجھا
 کہ ہا قافلہ کیا ہے اور حضرت صلعم نے فرمایا ہر روز چار شنبہ جب چار شنبہ کا دن ہوا اور اخیر ہونے لگا قافلہ قریش کا نہ آیا تو قریش نے دھوکا
 حضرت صلعم نے دیا فرمائی کہ آفتاب ٹھہر گیا مائیک کہ قافلہ آیا اور سہیل رح جس الشس بروز غنقد بھی ہوا ہے **مصحف** مشکوٰۃ قریش
 میں ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غار مکہ سے صحابہ کبر و عامرہ ابن قمرہ اور عبداللہ بنی شیبہ مدینہ باسکتہ تشریف
 لے چکے تھے کہ میں خیمہ خراہیہ پر گذرے یہ عورت قافلہ میں سالہ تھی اور اپنے خیمہ کے صحن میں لکھ لگا کر بیٹھی اور فقیران کو
 کھانا دیتی تھی سو اس مرد بھی بدستور بیٹھی تھی حضرت صلعم نے اس کو دیکھ کر فرمایا اگر تیرے پاس گشت و خرچے ہوں تو تم خرید کر
 اوسنے قحط سالی کا عذر کیا اور سوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری خیمہ میں بندھی ہوئی دیکھی فرمایا اس بکری کا کیا حال ہے
 اور کیونکر چراگا ہا میں نہیں گئی اُمّ سُبَیْہ نے کہا یہ بکری نہایت لاغری سے چل نہیں سکتی حضرت صلعم نے پوچھا اسکے دو دھڑے اُمّ سُبَیْہ
 نے کہا اسکے حق سونے پڑے ہیں دو دھڑے کہاں حضرت صلعم نے فرمایا اگر تو اجازت دے تو میں دو دھڑے وھون اُسے کہا کیاں باب
 آپ پر فرما اگر اسکے دو دھڑے نکلے تو آپ وہ یمن حضرت رسول مقبول صلعم نے دعا فرمائی اور دست برکت اپنا اور کے تھنوں پر لگا یا
 بکری نے دو دھڑے نکلے شروع کیا کہ ایک برابر تین لبریز کر لیا اور اول اُمّ سُبَیْہ کو پلایا پھر اپنے ہاں میں لے کر اوس کے چچے حضرت صلعم نے
 پیانچہ دوسری مرتبہ دو دھڑے اُمّ سُبَیْہ کے پاس بھجوائے اور بیت اسلام فرمائی اور وہاں سے جانب مدینہ تشریف لے چکے لڑا
 فی شرح السنۃ النبوی روایت ہے کہ ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاں میں ابی الجون ابو سُبَیْہ شہر اُمّ سُبَیْہ کا آیا اور وہ دھڑے کھلے سخت
 حیران ہوا اور اپنی عورت سے حال پوچھا اوسنے تمام قصہ بیان کر کے حضرت صلعم کے اخلاق اوصاف بھی ظاہر کیے اور کہا کہ اونکے
 ہاتھ کی برکت سے اس بکری کے دو دھڑے پیدا ہوئے اُسے کہا واللہ یہ مرد قریش کا صاحب تھا جس کو وہ دھڑے دھتے ہیں اور چار شنبہ
 تمام عالم میں ہوتا ہے اگر زمین اوس وقت ہوتا تو اونکے ہاں ہی کی درخواست کرتا بعد اونکے اُمّ سُبَیْہ اور اُمّ سُبَیْہ نے بخت کی اور اپنا اسلام
 اسی دن سے شمار کیا بعد اسکے اہل مکہ نے سنا کہ کوئی شخص چکار چکار کرنا شروع کر رہا ہے جس میں قریش کی مذمت اور اُمّ سُبَیْہ کی تعریف اور اس کی بکری
 وودھ کا ذکر تھا روایت ہے کہ وہ بکری اٹھارہ برس جیتی رہی اور صبح و شام دو دھڑے دیتی تھی اسباب لہذا میں ہے کہ وہ بکری حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ کے زمانے کی جیتی رہی اور وہ دھڑے دیتی تھی زمانہ قحط میں کہ ایک بڑا قحط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا تھا وہ صبح و شام دو دھڑے دیتی تھی اور پھر زمین
 وودھ کا نام نہ تھا **مصحف** مسلم میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا وھو کی اسطے پانی لاؤ میں نے پانی تلاش کیا
 نہ ملا تو کھو گیا پانی مشک میں تھا سو لایا حضرت صلعم نے دست مبارک بنا رکھا دعاے برکت فرمائی اور اشار کیا کہ سواروں والا پیالہ
 بڑا لاؤ میں اوس پیالہ میں اتھہ رکھا اور میں نے وہ پانی خوشک میں تھا اور انا دیکھا ہوں کہ حضرت کی اٹھوڑ پانی نے
 خوشک لا اور اس کا کسب لوگ سیراب ہو اور کسی کو پانی کی حاجت نہ رہی بعد اسکے حضرت صلعم نے پانی اٹھ دھوا لایا حالہ کا پیالہ سواروں کا کھڑ تھا

۴۱۹
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات کا وقوع ایک علامت ہی علامت نبوی
 ﷺ کے جس جس کے ساتھ منقطع میں واقع ہوا ہے کہ قاضی نے غنائین لکھا ہے کہ یونس ابن بکر ابن اسحق سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نصیحت صبح کے وقت کیفیت آمد و رفت بیت المقدس بیان فرمائی تو کفار قریش نے اپنے قافلہ کا مال بوجھا
 کہ ہا قافلہ کیا ہے اور حضرت صلعم نے فرمایا ہر روز چار شنبہ جب چار شنبہ کا دن ہوا اور اخیر ہونے لگا قافلہ قریش کا نہ آیا تو قریش نے دھوکا
 حضرت صلعم نے دیا فرمائی کہ آفتاب ٹھہر گیا مائیک کہ قافلہ آیا اور سہیل رح جس الشس بروز غنقد بھی ہوا ہے **مصحف** مشکوٰۃ قریش
 میں ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غار مکہ سے صحابہ کبر و عامرہ ابن قمرہ اور عبداللہ بنی شیبہ مدینہ باسکتہ تشریف
 لے چکے تھے کہ میں خیمہ خراہیہ پر گذرے یہ عورت قافلہ میں سالہ تھی اور اپنے خیمہ کے صحن میں لکھ لگا کر بیٹھی اور فقیران کو
 کھانا دیتی تھی سو اس مرد بھی بدستور بیٹھی تھی حضرت صلعم نے اس کو دیکھ کر فرمایا اگر تیرے پاس گشت و خرچے ہوں تو تم خرید کر
 اوسنے قحط سالی کا عذر کیا اور سوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری خیمہ میں بندھی ہوئی دیکھی فرمایا اس بکری کا کیا حال ہے
 اور کیونکر چراگا ہا میں نہیں گئی اُمّ سُبَیْہ نے کہا یہ بکری نہایت لاغری سے چل نہیں سکتی حضرت صلعم نے پوچھا اسکے دو دھڑے اُمّ سُبَیْہ
 نے کہا اسکے حق سونے پڑے ہیں دو دھڑے کہاں حضرت صلعم نے فرمایا اگر تو اجازت دے تو میں دو دھڑے وھون اُسے کہا کیاں باب
 آپ پر فرما اگر اسکے دو دھڑے نکلے تو آپ وہ یمن حضرت رسول مقبول صلعم نے دعا فرمائی اور دست برکت اپنا اور کے تھنوں پر لگا یا
 بکری نے دو دھڑے نکلے شروع کیا کہ ایک برابر تین لبریز کر لیا اور اول اُمّ سُبَیْہ کو پلایا پھر اپنے ہاں میں لے کر اوس کے چچے حضرت صلعم نے
 پیانچہ دوسری مرتبہ دو دھڑے اُمّ سُبَیْہ کے پاس بھجوائے اور بیت اسلام فرمائی اور وہاں سے جانب مدینہ تشریف لے چکے لڑا
 فی شرح السنۃ النبوی روایت ہے کہ ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاں میں ابی الجون ابو سُبَیْہ شہر اُمّ سُبَیْہ کا آیا اور وہ دھڑے کھلے سخت
 حیران ہوا اور اپنی عورت سے حال پوچھا اوسنے تمام قصہ بیان کر کے حضرت صلعم کے اخلاق اوصاف بھی ظاہر کیے اور کہا کہ اونکے
 ہاتھ کی برکت سے اس بکری کے دو دھڑے پیدا ہوئے اُسے کہا واللہ یہ مرد قریش کا صاحب تھا جس کو وہ دھڑے دھتے ہیں اور چار شنبہ
 تمام عالم میں ہوتا ہے اگر زمین اوس وقت ہوتا تو اونکے ہاں ہی کی درخواست کرتا بعد اونکے اُمّ سُبَیْہ اور اُمّ سُبَیْہ نے بخت کی اور اپنا اسلام
 اسی دن سے شمار کیا بعد اسکے اہل مکہ نے سنا کہ کوئی شخص چکار چکار کرنا شروع کر رہا ہے جس میں قریش کی مذمت اور اُمّ سُبَیْہ کی تعریف اور اس کی بکری
 وودھ کا ذکر تھا روایت ہے کہ وہ بکری اٹھارہ برس جیتی رہی اور صبح و شام دو دھڑے دیتی تھی اسباب لہذا میں ہے کہ وہ بکری حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ کے زمانے کی جیتی رہی اور وہ دھڑے دیتی تھی زمانہ قحط میں کہ ایک بڑا قحط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا تھا وہ صبح و شام دو دھڑے دیتی تھی اور پھر زمین
 وودھ کا نام نہ تھا **مصحف** مسلم میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا وھو کی اسطے پانی لاؤ میں نے پانی تلاش کیا
 نہ ملا تو کھو گیا پانی مشک میں تھا سو لایا حضرت صلعم نے دست مبارک بنا رکھا دعاے برکت فرمائی اور اشار کیا کہ سواروں والا پیالہ
 بڑا لاؤ میں اوس پیالہ میں اتھہ رکھا اور میں نے وہ پانی خوشک میں تھا اور انا دیکھا ہوں کہ حضرت کی اٹھوڑ پانی نے
 خوشک لا اور اس کا کسب لوگ سیراب ہو اور کسی کو پانی کی حاجت نہ رہی بعد اسکے حضرت صلعم نے پانی اٹھ دھوا لایا حالہ کا پیالہ سواروں کا کھڑ تھا

یہ بخورہ غزوہ بولادین ظاہر ہوا ہے **معجزہ صمیمین** میں اس فی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک بار نماز عصر کے واسطے وضو کو مانی نہ کیا
 بڑے تردد میں پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کہیں سے ایک باسن میں پانی لائے حضرت معلم نے دست مبارک اپنا انوفس میں رکھا پانی باقی
 اور عام قوم نے وضو کیا قنادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت اس فی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم لوگ کہتے تھے بولے تین سو تھے قنادہ علیہ
 نزدیک بازار مدینہ کے زوراء میں واقع ہو یہو **معجزہ بہیقی** نے اس فی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ ایک مرتبہ حضرت معلم جانب ہوتا
 تشریف لیکے کہ ایک جگہ سے بہت چھوٹا پال لایا گیا کہ حضرت معلم نے دست مبارک اپنا اس میں رکھا جانا سکا تین بچوں اور عیلمان رکھ کر
 اور پانی نے جس کی قوم نے خوب یہو کہ **معجزہ صمیمین** میں جابر سے روایت ہو کہ غزوہ حدیبیہ میں سبک پیاسا ہوتا اور حضرت
 عرض کرنے لگے کہ ہمارے پاس بالکل پانی نہیں ہو گا آپ کے وضو کے لیے تھوڑا پانی ایک تن میں رکھا ہو حضرت معلم نے اس بات میں
 دست مبارک پنا رکھا کہ پانی نے جو نشان را اور پندرہ سو آدمی سیراب ہے اور اگر لاکھ آدمی ہوتے تو بھی اس نعمت سے محروم نہ رہتے
 قنادہ حضرت موسیٰ سے جو یہ بخورہ عمار ہوا تھا کہ ان کے عصا مارنے سے پتھر میں سے چشمے جاری ہوتے تھے اس کی نسبت یہ بخورہ علی
 کیونکہ پتھر ایسی چیز ہو کہ اس میں پانی نکلتا ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وان من الخمارۃ لما یقو منہ الا نمار فی بعض پتھر ایسے ہیں کہ ان میں سے
 نہرین جاری ہوتی ہیں وان منها لما یسقی یخرج منہ الماء یعنی اور بعض پتھر حبیب جاتے ہیں اور ان میں سے پانی نکلتا ہو بخلاف
 گوشت و پوست کے بس انگشتان مبارک سے پانی کا نکلنا بہت عجب ہو عاقری طریقی فرماتے ہیں کہ ایسا بخورہ کسی اور ہی کا نہیں کیا
 کہ ان کے استخوان گوشت و عصبہ خون سے پانی جاری ہوا ہو سارے آنجناب معلم اور کفایت جبرمین و قوتول میں ایک یہ کہ پانی نکلتا تھا
 در میان انگشتان سے اور جاری تھا ذات تشریف سے دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بھر دیا تھا پانی قلب حضرت میں سو وہ خوش نہ تھا
 صاحب آنحضرت سے والا کثر علی اقل و یفعل میاہ الدینا والاخرہ یعنی ماؤ زعم اور آب کوثر سے بھی نفل ہو **معجزہ حضرت اس فی اللہ**
 سے ابن ہشام نے روایت کی ہو کہ میں غزوہ تبوک میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا تو ہم نے عرض کیا کہ یا حضرت ہمارے جانور پیاسے ہیں
 حضرت معلم نے فرمایا اگر کسی قیدی را پانی ہو تو لاؤ سو ایک مرد تھوڑا پانی مشک میں لایا حضرت معلم نے اس پانی کو ایک باسن میں ڈالا اور
 کف دست پنا رکھا کہ ایک چشمہ آب بری ہو گیا اور مینا اپنے مویشیوں کو پلایا اور اپنے واسطے و فیہ کر لیا **معجزہ صحیح بخاری** میں ہے
 ابن سعد سے روایت ہو کہ ہم حضرت معلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ پانی کم رہ گیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کوئی باسن تلاش کر لا
 حسین تھوڑا پانی رو گیا سو صحابہ ایک باسن لائے حسین پانی بہت کم تھا حضرت معلم نے دست مبارک اپنا اس باسن میں رکھا
 اور فرمایا حی علی اطہور المبارک البرکت من اللہ یعنی آ تو ممدی پانی پاک کر دیا ہے پر حسین برکت کی گئی اور زیادتی اللہ کی طرف
 سے ہو سو میں نے دیکھا کہ انگلیوں کے بیچ سے پانی نکلتا تھا اور تحقیق ہم نہ کرتے تھے تسبیح طعام کی کھانے کے وقت اس صیبت میں
 و وجہ مذکور ہو ایک پانی کا دوسرا کھانے کا تسبیح کرنا **معجزہ مسلم** نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہو کہ ہم حضرت کے ساتھ جب
 تبوک میں چلے ایک رات حضرت معلم نے فرمایا اگر خدا نے جا تو تم کو تبوک کے چشمے پر پہنچو گے اور تم اور سپر نہ پہنچو گے جب تک کہ ان
 نہ چڑھے گا سو تم کو گون میں جاو سپر جائے اسکے پانی کو کھاؤ نہ لگائے جب تک میں نہ آؤں پھر صبا حضرت معلم نے فرمایا تھا

اسی وقت چشمے پر پہنچے اور آدمیوں نے لشکر کے کل کراس پانی میں باجمہ لکھا حضرت نے پوچھا کہ اس نے ہاتھ لگا دیا یا معلوم ہوا وہ آدمی تھے حضرت ان پر ناخوش ہوئے پانی چشمے میں نہایت کم تھا پھر ہاتھوں سے لوگوں نے پانی جمع کیا انسانوں کے جمع ہوا کہ حضرت نے ہاتھ منہ دھو کر اس پانی کو چشمے میں ڈالا تو چشمے نے خوب جوش مارا کہ سب جانور آدمی جنگل کے سیراب ہوئے معجزہ صحیح مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے ہم سے فرمایا کہ اگر اس نے پانی تو کھلیے مگر پانی بعد از زوالِ آفتاب کا سو لوگ اس شوق میں رات ہی کو چلے آئے رات کو حضرت معلم راہ سے ایک طرف کو سونیکے واسطے لیٹے اور فرمایا کہ غار سے آئے واسطے خیال رکھو بچا بچہ لڑکے لوگ سب سو رہے اور حضرت جاگے اور آفتاب نکل آیا تھا فرمایا یہاں سے چلو سب لوگ سو رہے اور چلے یہاں تک آفتاب بلند ہوا اور حضرت معلم راہ سے اور میرا آفتاب طلب کیا انہیں کہ یہ قدر پانی سو حضرت نے دھو لیا اور حضور پانی آفتاب میں چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اس آفتاب کو احتیاط سے رکھ کر اس کی شان عظیم ہوگی پھر حضرت نے بلالؓ سے اذان لکھا کہ دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض باجماعت اور فرمائی اور سوار ہو کر تشریف لیجئے یہاں تک کہ دو پھر دن آیا اور گرمی کی شدت ہوئی لشکر کے لوگوں نے التماس کیا کہ یا حضرت نذرت عطش سے مرے جاتے ہیں فرمایا تم پر کھانسی ہوگی اور آفتاب میرا طلب کرے گا پانی یا تمنا نہ دے گا مرنے لگے اور میں لوگوں کو پانی پلانے لگا لشکر کے لوگوں نے یورش کیا اور فرمایا یہ پرگروے حضرت معلم نے فرمایا تم سب لوگ سیراب ہو گئے نرمی اور تسکین اختیار کرو آخر کار سب لوگوں نے اطمینان سے خوب پانی پیا حضرت ابو قتادہ اور حضرت معلم باقی رہے ابو قتادہ کہتے ہیں کہ جب سب لوگ سیراب ہو گئے تو حضرت نے فرمایا تو بھی پانی پی لے میں نے کہا بیویوں کا جب تک آپ نوش نہ کرینگے حضرت نے فرمایا ان ساتی القوم آخر تم شراب چاہتے ہیں نے پانی پیا اور حضرت نے بعد میرے پیا فائدہ یہ معجزہ اس وقت ہوا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے مراجعت فرمائی اور وہ پہر ڈھلتے واقع ہوا اور سب ان کے آوی چڑھتے تھے ہزار ہا تشریف لائے فائدہ اس حدیث سے دریافت ہوا کہ ادب یہ ہو کہ اول سب لوگوں کو پانی پلائے تب پلانے والا خود سیراب ہو کر دیکھتے ساتی حضرت معلم تھے اور ابو قتادہ متوسط ہو گئے تھے معجزہ صحیح بن عمران ابن حصین سے روایت ہے کہ حضرت معلم کسی سفر میں تھے گرمی کی شدت ہوئی اور لوگوں نے غلبہ شکنگی ہوا اور پانی نہ تھا اصحاب نے پیچھے خدا سے التماس کیا حضرت نے در آدمیوں کو پانی دھونڈنے بھیجے ایسے حضرت علی اور ایک شخص اور کو تو ایک عورت شتر سوار روکھیا الین پانی کی بے جاتی تھی اس کو حضرت معلم کے حضور میں لائے حضرت نے باجائز اس کے پانی لیکر لوگوں کو پلانا شروع کیا کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور کھیا الین اس کی ابریز تھیں بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ اس عورت کو تم لوگ کچھ دو چاہئے کچھ کھریں اور کچھ ستوا کر کچھ لے آنا دیا تب حضرت معلم نے فرمایا کہ حضرت ہو اور اس نام کو اپنے گھر والوں کو کھلا اور سمجھ لے کہ جسے تیرا پانی کم نہیں کیا وہ ایک خدا ہے کھو پانی پلایا فائدہ یہ معجزہ لکھنا کہ معجزہ کو یہ واقعہ ہوا اور چار ہائے آدمیوں نے پانی بیاہی اور جو پانی کی تلاش کو دشمن گئے تھے انہیں ایک علی مرتضیٰ شیر خدا کریم اللہ وجہ تھے اور دوسرے کا نام نہیں معلوم ہوتا یہ معجزہ صحیح بخاری میں برابر ابن عباس

صحیح بخاری
تہذیب و ادب کے احکام و سنن

صحیح بخاری

صحیح بخاری

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہو کہ مدینہ میں جو دو آدمی تھے اور یہ کنوان اس قابل بھی نہ تھا کہ کچاس کبریاں پائی
 بیویوں کو لوگوں نے عام پائی اسکا خیال ڈالا کہ ایک قطرہ بھی نہ پانچ حضرت صلعم کے کنارے تشریف فرما ہوئے اور ایک کنوان
 میں پائی تنگوار و شوکیا اور لڑائی کئی کا پائی ڈول میں ڈالا پھر وہ ڈول کنوین میں ڈالا پائی نے جوش ہمارا کسب ان کے گوسا
 اور جانور سیراب ہوئے اور اذیت کوچ شکر پیتا رہا فائدہ اول حدیث میں حضرت جابر نے پندرہ سو آدمی بیان کیے تھے اور
 اس حدیث میں برابرین عازب نے جو وہ سو بیان کیے سولہا میں نہیں جو آدمی چودہ سو سے زیادہ تھے اور پندرہ سو سے کم دونوں کا بیان
 بطور یقین تھا اور آنحضرت مدینہ میں منزل دن رہے تھے معجزہ مصابیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ خندق
 میں اہل شہر تین دن سے کھانا نہ کھا یا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شدت جوع سے اپنے پیٹ میں تھپہ رہا تھے
 میں نے اپنی عورت سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت بھر گئے ہیں سو اسے تین سیر جو کا آٹا لگلا اور گونا بھا اور ایک بچہ
 بکری کا ذبح کیا اور پکالے کو پانڈی میں چڑھایا اور میں نے حضرت کے حضور میں حاضر ہو کر چپکے سے خبر کی کہ حضرت آپ مع
 دو تین آدمیوں کے تشریف لے چلے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بقضائے شان رحمت و شفقت باذن بلند پکار فرمایا
 کو اوی خندق کو دے والو اس مرنے تمہاری دعوت کی ہو چلو اور مجھے ارشاد کیا کہ اوی جابر پانڈی نہ اتارنا اور آٹا نہ پکانا جب تک
 میں نہ آؤں بعد اسکے حضرت صلعم میرے گھر تشریف فرما ہوئے اور پانڈی میں آب دہن انہاء الا اور برکت کی دعا کی پھر رستا
 کیا کہ روٹی پکا سو قسم خدا کی ہزار آدمی نے اس تین سیر آٹے سے کھایا اور پانڈی بھری ہوئی اسطرح جوش مالتی تھی اور آٹا
 اتنا ہی بار بار اور پکیتا جاتا تھا یہ معجزہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت مشہور ہے اور اسکی سند از بس متبرک معجزہ صلعم نے جابر سے
 روایت کی ہو کہ ایک شخص نے حضرت صلعم سے کھانا طلب کیا تو آپ نے ایک سیانہ غلہ جو سے عنایت فرمایا کہ وہ اور اسکی جو رو اور
 مہمان کھاتے رہے یہاں تک کہ آٹے دن کیا تو پھر نہ ملا سو آٹے حضرت صلعم سے یہی قصہ نقل کیا حضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی
 وزن نہ لکرتا تو ہمیشہ اس سے کھایا کرتا اور باقی رہتا معجزہ صلعم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام مالک صحابیہ ایک
 کبوتری میں حضرت کے واسطے بھیجی کرتی تھی کہ حضرت اسکا بھی رکھ لیتے اور کٹی داپس کر دیتے تھے ام مالک کو کہ چھوڑتی تھی
 اور اسکے رُکے ہالے میرے گھر کے آدمی اسی سے بھی کھال کر کھایا کرتے تھے یہاں تک کہ آٹے اس طرف کو پھینکا تو بعد اسکے
 میں نے ام مالک نے یہ قصہ حضرت صلعم سے نقل کیا فرمایا اگر اسکو اپنے حال پر چھوڑتی اور نہ چھوڑتی تو ہمیشہ اسی سے بھی ملا کرتا
 معجزہ صلعم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت بھوکھے تھے ابو طلحہ نے منصف آواز سے
 تھرس کیا اور پچھانا اور ام سلمہ سے کہا کہ میرے پاس کچھ آٹے کئی روٹیاں جو کی نکالیں اور دستار خوان میں
 پیست کر مجھے دین سو میں نے کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع جد امحاب باصف مسجد میں تشریف رکھتے تھے میں نے
 جا کر سام کیا حضرت نے فرمایا بھوکھ ابو طلحہ نے بھیجا ہوا اور ترسے پاس روٹی ہمیں نے عرض کیا کہ تان بہت بزرگ حضرت
 مع اپنے امحاب کے میرے ہمراہ ابو طلحہ کے گھر تشریف لائے اور دس دس امحاب کہ بدفعات طلب کر کے انھیں روٹیاں

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

سے کھلایا کہ سب لوگوں کے پیٹ بھر کے سب کے بعد حضرت نے کھایا اور وہ دینیان اس طرح موجود تھیں کہ لوگوں نے پوچھی ہیں
کھایا تھا معجزہ صحیح مسلم بن سلمہ بن الاکوع اور ابو ہریرہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں لوگوں
بھوکھ کی شکایت کی عمرؓ نے کھایا رسول اللہ جو کچھ لوگوں کے گوشہ دان میں باقی ہوا اس کو طلب فرما کے آپ دعا سے برکت فرمائی
فرمایا اچھا پھر حضرت نے ایک چرسہ بھجوا دیا اور لوگوں سے ارشاد کیا کہ جو کچھ تمہارے پاس کھانا پاجا ہو اسے لاؤ سو کوئی شے بھر
خیر سے لایا کوئی روٹی کے ٹکڑے لایا کوئی کچھ لایا پھر حضرت نے چرسہ پر جمع کر کر برکت کی دعا کی اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول
اپنے گوشہ دان بھر سو سب لوگوں کے کہ روایت صحیح لاکھ آدمی تھے اپنے اپنے باسن بھرے اور خوب سیر ہو کر کھایا
پھر ریا معجزہ بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب حضرت صلعم نے زینب بنت جحش سے
نکاح کیا تو میری ماں ام سلمہ نے جس ایک باسن میں مجھے دیکر کھا کر میرا سامان لیکر عرض کرنا کہ تھوڑا سا کھانا ہی سو میں نے جا کر بنایا
ابنی ماں کا اتھاس کیا حضرت نے فرمایا اسی رکھ دو اور فلان فلان فلان میں ششمن کو بلال اور جو کوئی تجھے ملے اسے بھی
لیتا آئیں نے وہی ہی کیا جب پلٹ کر آیا تو گھر آدمیوں سے بھر لیا پھر میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دست
مبارک اپنا باسن میں رکھا اور دعا سے برکت فرمائی اور ششمن آئیں آدمیوں کو کھلاتے لگے اور فرماتے تھے کہ خدا کا نام لیکر
کھا لے جاؤ اور اپنے اپنے آگے سے کھانا انہیں فرماتے ہیں کہ سب لوگ سیر ہو کر باہر نکلے پھر ایک گروہ اور آیا وہ بھی خوب
سیر ہوا پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے انس اس کو اٹھا لے سو میں نے اٹھایا میں نہیں جانتا کہ جب جس لانا تھا تب زیادہ تھا یا
کسی شخص نے حضرت انس سے پوچھا کہ آدی تھے بولے تین تو آدمی تھے فائدہ جس بفتح حاد سکون تھانہ طعمی کہ ازخدا
روغن و قیر و طراز و حقیقت میں حلوے کے مثل ہوتا ہے کچھ رونا اور گھی اور راقط سے بنا ہے اور قندکتے ہیں وہی کے پانی کو
لے لے دی کا پانی چمکا کر مانند پنیر کے چمکیاں بنا لیتے ہیں اور اس کو قیر و طعم بھی کہتے ہیں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تو
زینب بنت جحش میں ہی کھانا تھا جو ام سلمہ سے ہر یہ کیا تھا مگر مشورہ یہ کہ دیر زینب کا گوشت دروٹی سے ہوا تھا حضرت
انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بکری حضرت نے منگوائی اور ایک ہزار آدمی کو کھلایا کہ سب سیر ہو گئے قطیعہ بین اور تین
ہون ہو سکتی ہے کہ بدن گوشت دروٹی چکا تھا اسیدن ام سلمہ نے یہ بھی کھا کدانی شرح الشروح اور جائزہ
کہ دو سو دن اتفاق ہوا ہو کد اتالی شیخ فی شرح مشکوٰۃ معجزہ شفا میں قاضی عیاض نے حضرت ابو ایوب انصاری
سے نقل کیا ہے کہ اول ہجرت میں میں نے رسول خدا اور ابو بکر کے واسطے کھانا پکایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول
ترتیب انصار کو طلب کر کے کھلایا پھر شتر پھر نوئی آدمی کو طلب کر کے کھلایا اور رکھنا پانچ ربا حالانکہ وہ کھانا آٹہ
تھا جو دو شخصوں کو کفایت کرتا اور حضرت نے ایک سو اسی آدمی کو کھلایا اور اسی میں ایک اعجاز دروہ ہوا
کہ جس شخص نے وہ کھانا کھایا وہ مسلمان ہو کر نکلا معجزہ قاضی عیاض نے شفا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے بنی مطلب کو جمع کیا وہ سب چائش آدمی اور بڑے کھانے والے تھے بنی بنی

کہ جابر کے باب جنگ احد میں شہید ہوئے انہیں قرض بہت تھا جو کچھ خرچہ انکے بانی میں ہوئے انھوں نے چاہا کہ قرض خود اہون کو دین مگر قرض بہت تھا اور خرچہ کم انھوں نے قبول نہ کیا جابر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کر والی قرض خود اہود دی تھے راضی نہ ہوئے تب حضرت نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہر قسم کے خرچہ علحدہ ڈھیر کر سو جابر نے ڈھیر لگا دیے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک بیسے ڈھیر کے گرد گھومتے اور اسی پر جاب بیٹھے اور جابر سے فرمایا کہ خرچہ تو لے کر دنیا شرع کر جابر نے وزن کر کے دنیا شرع کر کے کیا یہاں تک کہ سب قرض ادا ہو گیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ باوصف ادا ہو جانے کے قرض کے خرمون کا ڈھیر سیطرہ چھوڑ دیا تھا کہ کسی انہیں نہ ہوئی تھی سو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قرض ادا ہو چکا حضرت نے فرمایا اخیر ذلک بن الخطاب یعنی اسکی خبر دے ابن خطاب اپنی عمر کو یہ اس واسطے فرمایا کہ انکو بڑی فکر تھی جب جابر نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حال کیا انھوں نے کہا کہ جب حضرت صلیم ثیف لے گئے تھے اسی وقت میں جان گیا تھا کہ اب ضرور برکت ہوگی معجزہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں چند خیمے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور میں نے عرض کیا کہ آپ دعا سے برکت فرماؤ تو حضرت نے انکو جمع کر کے دعا فرمائی اور ارشاد کیا کہ انکو لیکر اپنے گوشہ دان میں رکھو جب نکالنے کا ارادہ ہو تو ہاتھ ڈال کر نکال لیا کر مگر اسکو یہ لگندہ نکرنا سو میں نے انہیں سے کہی باریش تر خرچہ نکال نکال کر راہ خدا میں دیے اور خود کھانا کھانا پانی پیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے پھر وہ برکت باقی رہی اس پر کہ سے معلوم ہوا کہ جب تفرقہ اور فساد آدمیوں میں پڑتا ہو تو برکت باقی رہتی ہے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مجھکو دو غم ہیں ایک اپنے گوشہ دان کا اور دوسرے تل عثمان کا معجزہ جابر ابن عبد اللہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتے تو چوب درخت خرچہ سے جو ستون مسجد تھا لکیر کرتے تھے پھر جب منبر بنایا گیا تو اس پر چڑھ کر خطبہ پڑھنے لگے سودہ لکڑی مفارقت حضرت سے ایسی فریاد کرنے لگی کہ قریب حق شق ہو جائے سو حضرت صلیم نے منبر سے اتر کر اسے اپنے کنار میں لیا اور پکارا کہ کیا تو وہ اسطور سے رونے لگی حسب طرح لڑکاروں سے خاموش ہونے لگے یہاں تک کہ جب ہو گئی حضرت نے فرمایا یہ روتی تھی اسلئے کہ اس پر ذکر خدا ہوتا تھا اور اب اس سے محروم ہوئی ہو فائدہ یہ حدیث ایک جامع کثیرہ صحاب سے مروی ہے کہ کوئی جگہ شک کی نہیں ہے وہاں علامہ تاج الدین سبکی سے کہ شریف علیہ السلام سے ہین منقول ہے کہ فرماتے تھے میرے نزدیک یہ حدیث متواتر ہے اور حاکم علیہ السلام میں ہے کہ یہ حدیث اور حدیث انشفاق قمریہ منقول ہیں بدلائل مستفیضہ کہ جو شخص طرز حدیث سے مطلع ہو اسکو یقین حاصل ہوتی ہے اور قاضی عیاض فرماتے ہیں مشارق میں کہ یہ حدیث مشہور و منتشر ہے اور خبر اسکی متواتر ہے عامہ اہل محلہ اسکے

ان ارجحین متفقین میں معجزہ ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایک گنوا آیا اور اسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کس طرح جانیں کہ تم پیغمبر ہو فرمایا اگر میں اس خوشہ خرم کو بلاؤں تو وہ گواہی دے میری نبوت پر سو حضرت نے خوشہ خرم کو پکارا وہ درخت سے گرا اور اسے صدق نبوت حضرت پر گواہی دی تب وہ اعرابی اسلام لایا اور باذن رسول اللہ وہ خوشہ اپنے مقام پر گیا معجزہ ترمذی اور واری نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا علی مرتضیٰ نے کہ میں حضرت مسلم کے ساتھ بعض فوجی مکہ میں گیا تو جو بھاڑ اور درخت ملا اسے السلام علیک یا رسول اللہ کہا فاعلمہ ظاہر حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ بھی انکے کلام کو سنتے تھے معجزہ ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب سے مجھ پر وحی آئی تھی تب سے کوئی جو دشمنو ایسا نہ تھا جو مجھ کو اسلام یا رسول اللہ نہ کہتا ہو معجزہ جابر بن سمرہ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت مسلم نے میں پہچانتا ہوں اس شخص کو جو مجھے نبل بشت سلام کرتا تھا معجزہ حاکم و دارمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں حضرت مسلم کے ساتھ ایک شخص سے تھا سو ایک گنوا آیا حضرت نے فرمایا تشہدان لا اذ الا اللہ وعلہ لا شریک لہ ان محمدی و رسولہ اسے نہ کہ کون گواہی دیتا ہو عدائیت خدا و رسالت محمد پر فرمایا یہ درخت سلم گواہی اور وہ درخت جنگل کے کنارے واقع تھا سو حضرت مسلم نے اسکو بلایا اسے حاضر ہو کر تین مرتبہ گواہی دی پھر اپنی جگہ پر چلا گیا معجزہ یعلیٰ ابن مرہ ثقفی مجال سے شرح السنہ میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت مسلم کے ساتھ جلا جاتا تھا کہ ایک جگہ پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استراحت فرمائی تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت زمین کھودتا ہوا آیا اور اسے اگر حضرت کو چھپایا پھر اپنے مقام پر چلا گیا جب حضرت جاگے تو میں نے یہ معاملہ ذکر کیا حضرت مسلم نے فرمایا کہ اس درخت اللہ سے میرے سلام کے واسطے اذن لیا تھا سو اسکو اذن ہوا لہذا فی مشکوٰۃ معجزہ بخاری اور مسلم نے من ابن عمر ابن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے باپ سے کہ میں نے سوال کیا سرورق رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا کفر و تہ کی آمد کی کس نے خبر دی جب وہ قرآن سننے کو آئے تھے مسروق نے کہا کہ اللہ ابن مسعود نے مجھ کو خبر دی کہ ایک درخت نے خبر دی تھی کہ یا رسول اللہ جن قرآن سننے کو آئے ہیں سو حضرت مسلم قرآن سننے لگے معجزہ صحیح مسلم میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت مسلم کے ساتھ تھا کہ حضرت ایک جنگل میں فروکش ہوئے اور واسطے رفع حاجت ضروری کے تشریف لے چلے موئین بانی لیکر ساتھ ہو حضرت نے دیکھا تو گوئی مکان بردہ کا نظر نہ آیا دفعۃً دو درخت نظر پڑے سو حضرت اول ایک کے پاس گئے اور شانے پکڑ کے بولے انقاد علی باذن اللہ یعنی فرمان برداری کرو اور جمع ہو جا مجھ پر حکم خدا سو اسنے اپنے بیٹھنوں سے پردہ کر لیا لہذا اسکے دوسرے درخت سے اسے طرح ارشاد کیا اسنے بھی فرمان برداری کی پھر حضرت مسلم نے فرمایا

کہ وہ دونوں جہاد کے لئے مسعود بنی ہونے لگے ایسے کہ جو غزوی پر وہ ہو گیا اور حضرت نے رفع حاجت فرمائی معجزہ قاضی عیاض نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ میں حضرت مسلم کے ساتھ تھا سو حضرت نے مجھے پوچھا کہ کوئی تمہارے واسطے رفع حاجت کے بھی ہو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیان ہو کوئی جگہ نظر نہیں آتی فرمایا کہ میں نے یہاں یا سنگستان ہو میں نے اتھاس کیا کہ کئی درخت خرمے کے ملے ہوئے ہیں فرمایا تو ان کے پاس جا کر کہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پر فرمایا اور یہ پیغام حضرت کا اُن سے کہہ کہ تو درخت و پتھر پر چل کر پہنچا دیا اور ہونے اور حضرت نے اُسکی آڑ میں تقاضے حاجت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اب متفرق ہو جاؤ سو وہ سب جدا ہو گئے معجزہ قاضی عیاض نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہو کہ یہ یثرب میں جنات کے کما کون گوہری دیتا ہوا تھا رہی رسالت پر فرمایا یہ درخت سو اس درخت نے اسی وقت کو ابھی دی معجزہ یہی نے ابی اسید سعدی سے روایت کی ہو کہ حضرت سید المرسلین مسلم نے فرمایا ہم جاؤ اور کچھ پیغمبر صدیق اور دو شہید مسعودہ ٹھہر گیا اور دوسری روایت میں ہو کہ کچھ پیغمبر یا صدیق یا شہید کے کوئی نہیں ہوا اور اس پر آجنا مسلم اور صدیق معمر عثمان رضی اللہ عنہم نے فائدہ اس حدیث سے نکلا کہ حرکت پیار کی ازراہ افتخار تھی کہ ایسے بزرگوار کے مشکور نہ کیا تھا معجزہ قاضی عیاض نے روح شفا میں روایت کی ہو کہ جب قریش کو حضرت مسلم کو تلاش کرنے لگے تو پیغمبر پکارے کہ یا رسول اللہ آپ آ کر پڑھیں کہ چونکہ مجھے اس بات کا خوف ہو کہ یہاں قریش آپ کو قتل کر دیں میرے پشت پر اور میں عذاب آتی ہوں کہ فدا ہوں اور خراج اپنا دینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھے تشریف لانا فائدہ شہر نفع انوار المشکوۃ و ذکر الموحدة و سکون الخیۃ ایک پیار دہنہ طرف منکر واقع ہوا در جانب مقابل ہوا اور یا میں دونوں کے جنگل پر معجزہ عقل ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں کہ میں ایک مرتبہ حضرت مسلم کے ہمراہ رکاب تھا دو کوس کے فاصلہ میں کئی خرمے ظاہر ہوئے ایک یہ ہو کہ میں راہ میں بیٹھا تھا اور بانی نہ تھا تب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہ یا رسول اللہ میں پیسا ہوں فرمایا اس پیسے کے پاس جا کے پانی مانگ میں تو اسے کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر کہ جب سے امدت کے لئے فرمایا ہو و اتقوا انہ را الی تو خود مانا اکتا اور مجاہدہ تب سے میں اتنا رہا ہوں کہ مجھ میں پانی باقی نہیں رہا و معجزہ قاضی عیاض نے شفا میں لکھا کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم توجہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک طبق نار و انگور لائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے اور آواز تسبیح اُن سے آتی تھی معجزہ بخاری و ترمذی و بیہقی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں کھانا تسبیح کرتا تھا اور آجنا اب اسے کھاتے تھے معجزہ حضرت ام مومنہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ بن سلام و ابو سعید خدری و زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہو کہ خباب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز جنگل میں تشریف لے جاتے تھے کہ فتنہ ایک آؤر کان میں آئی یا رسول اللہ حضرت نے جواب دیا

ابو خباب

ابو خباب

ابو خباب

ابو خباب

ابو خباب

ابو خباب

دیکھا کوئی نظر نہ پڑا بعد تحقق نظر آیا کہ ایک ہرئی گوشہ غیمہ میں بندھی ہوئی تھی حضرت کو دیکھ کر زبان چھین گیا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نبی! یہ تو ہے جو تجھے پہنچا دیا ہے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے پہلے ہی
 یہ جہیز میرے بن کے لیا تھا کہ وہ میرے لیے ہو گا۔ تو میں نے انکو دودھ پلاؤں فرمایا تو پھر کراہی گئی اس نے کہا: فرار و گلی اگر نہ آؤں
 تو خدا سے تمہارے عذاب کرے جو دیکھ لینے والوں کو کڑا ہی سوز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو کھول دیا وہ
 گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کے لوٹ آئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ باندھ دیا اور انکے مالک کے
 پاس تشریف لے گئے اور ارشاد کیا کہ اس ہرئی کو آزاد کر اسے فی الفور چھوڑ دیا سو وہ ہرئی دوڑتی پھرتی اور
 کتنی تھی الحمد للہ لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
 سے روایت کی کہ ایک اونٹ گروہ انصار کا جس پر کچال بانی کی لادی جاتی تھی سرکشی و شرارت کرنے لگا ماکوں
 کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی شکایت کی کہ یا حضرت یہ اونٹ ہلکے سوار نہیں ہونے دیتا اور خرمستان و کھیت
 ہمارے سوکتے ہیں کہ انجناب سے اپنے یاروں کے انصار کے باغ میں جلوہ فرما ہوئے اسی باغ میں ایک جانب
 اونٹ بندھا تھا اسکی طرف انجناب تشریف لیچا انصار نے کہا یا حضرت یہ اونٹ کتوں کی طرح کا تھا جو آپ
 کے پاس بنائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو خوف نہیں ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹ
 کو دیکھا تو اسے دوڑ کر سجدہ کیا انجناب نے اسکی پیشانی دست مبارک سے تھامی اسی وقت سے شرارت و سرکشی
 اسکی جاتی رہی اور مطیع و منقاد ہو گیا اصحاب نے اسی وقت عرض کیا یا رسول اللہ حیوان لا یعقل آب کو سجدہ کر
 میں ہم لوگ کیا عامل ہیں زیادہ تر مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں فرمایا کہ آدمی کو لائق نہیں کہ سجدہ کرے آدمی کو اور
 جو یہ بات جائز ہوتی تو میں عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں فائدہ اس حدیث سے بڑی فضیلت
 شوہر کی عورت پر ثابت ہوئی اور صاف مستنبط ہوا کہ عورتوں کو مردوں کی عظمت و توقیر از حد زیادہ کرنا واجب ہے
 اور اللہ صاحب فرماتے ہیں الرجال فوامون علی النساء یعنی مرد کا گزارہ میں اوپر عورتوں کے پوشیدہ نہ ہے
 کہ مردوں کو عورتوں پر دو طرح کی فضیلت ہے ایک تو ذاتی مثل عقل و حافظہ اور ہوشیاری و بردباری و نبوت
 و شہادت و قضاء و افتاء و جہاد وغیرہ مراتب سے اللہ نے انکو ممتاز فرمایا دوسرے معنی کے کہ جسے حق میں با اعتقاد
 من الاموالم واقع ہو اور اعتبار عورتوں کی مراتب کا نگہداشت میں ناموس سے اور نیکو کاری میں اور شوہر کی فرمان
 برداری میں متصور ہے فقہ ابو اللیث نے تنبیہ میں لکھا ہے کہ مرد کی ناک میں اگر کوئی ایسے مرض ہو کہ ایک سوراخ
 سے خون آتا ہو اور ایک سے ریم اور عورت اسکو زبان سے جائے تو عجب خاوند کے حق سے ادا نہ ہو اور حدیث
 شریف میں وارد ہے کہ عورت اپنے شوہر کو جھاڑو سے صاف رکھے بقدر ہر ذرہ خاک کے نیکی اس کے عمل میں لکھن
 اور بدی دو کریں اور بہشت میں اس کے نام پر درجہ ہو اور جو واسطے خاوند کے کچھ خرچ کرے اللہ تعالیٰ اس کے

جان بخت
 بخت

اور جو ناہنجری یا پیمانیہ دھوئے خدا اسکو گناہ سے پاک کرے اور جب دیکھی میں پکانے کے لیے جنس ڈالے
بقدر ہر وہ نہ کے خداوند اسکو بہشت میں درجہ کرامت فرمائے اور جب بیاز و لسن کو صاف کرے اور اسکی تیزی
سے پانی آنکھوں سے نکلے یا چمٹے کی آگ کا دھواں آنکھوں میں لگے اور پانی آنکھوں سے باہر آوے تو گویا وہ
خدا کی دُور سے روئی ہو اور جو کوئی خدا کے دُور سے دُور نہ کی آگ سپردام ہو اور اگر گوشت یا ترکاری
کھاٹے ہو۔ یہ اسکی آگ کی قیامت کے دن اس زخم میں بہشت کا مشک بھرا جائے گا اسطرح بہت باتیں اخلاق انسا
میں موجود ہیں اور یہی حدیث شریفہ میں ہے کہ دروازہ کی تخلیف اور اولاد کی پرورش اور گھر کی خدمت سے
گناہ عورتوں کے معاف ہوتے ہیں بلکہ دلالت کی بھی ہے بالکل عورت کے گناہ نابود ہو جاتے ہیں گویا کہ ماں
کے پیٹ سے اُسد بن جیاداموئی اور جو عورت اچھے کپڑے پہن کر غیر مرد کے سامنے آوے تو قیامت کے دن
باس آتشیں اسکو پہنا جائیگا اور طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہوگی اور جو اپنے خاوند کے بہترین خیانت
کرے قیامت کو دوزخ میں جانیگی اور جو خاوند کے بلا اجازت گھر سے باہر آوے بروز قیامت اسکو پیروند میں آگ
کے بیڑی پر پٹے کی اور جو عورت مرد جب گناہ سے اپنا موٹہ جکے بروز قیامت آتش دوزخ سے اسکا موٹہ کالا کرینگے
اور جو جنابت سے غفل نہ کرے اور گناہوں کے پیشاب سے اپنے کپڑے پاک کرے اسپر آب گرم دوزخ کا دھواں
اور جو عورت پانچون وقت کی نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے خاوند کے بہترین خیانت نہ کرے اور
غیبت و دشنام سے بچے خالق اسکو اجر نہر ارشد مید کا دیباہ یہ قول امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا ہے اور حدیث صحیحہ میں
آیا ہے کہ جو عورت غیر کے وقت آرا سہ ہو کہ خاوند کے روبرو آوے اور اسکے موی لیش اور سر سنوارے اور باد بکھری
ہو کہ نظر حکم رہے اسکو بروز قیامت نور کا تاج ملے گا اسکو دیکھ کر لوگ تعجب کریں گے اور ندا ہوگی کہ رُسنی اپنے خاوند کو
خوش رکھا تھا اور شوہر کو لازم ہو کر رعایت اسکی نگاہ رکھے کا قال السد لہ والای حقن نشوزہن غفلوہن ہا بخر
فی المضاج و امر لوہن یعنی اگر عورت خاوند سے سر نہ کرے اسکی سوزش میں تفاوت جائے اول اسکو سمجھاوے
اگر نہ سمجھے تو احتیاط موقوف کرے اگر کچھ بھی باز نہ آوے تو طہا بخراوے کپڑے کے تازیانہ سے مارے بضرع خفیف اور احتیاط
کرے کہ صدمہ ضرب کا موٹہ پر نہ آوے اور کوئی عضو نہ ٹوٹے اور جو خون نکل آوے یا نہان ضرب کا ظاہر ہو تو شوہر کو
تعزیر دینا اور جرمانہ لینا لازم ہو پشیدہ نہ رہے کچھ ارقام میں عورت کو تنبیہ جائے اول ترک نمازین و سترے ترک فعل
حیف نفس میں تیسرے بلا اجازت باہر جانے میں چوتھے نظر بازی کرے میں بدو اور دوسرے سوراخ سے بہر صورت مردونہ
کو چاہیے کہ غلمے بچہن اور حشائیت و نفسانیت میں فرق سمجھیں ورنہ معاصی ہونگے اور اعلیٰ مدین لکھا ہے کہ اول خروج بدون
اون میں دوسرے ترک زینت میں تیسرے ترک اجابت طلب مباشرت میں بدون عذر جو گھر کے ترک نماز و غسل جنابت و
حیض میں حدیث شریفہ میں ہے کہ جس عورت کو خاوند طلب کرے واسطے صحبت کے اور وہ انکار کرے اور وہ خضبات کو چھپے

کو جمیع تک فرشتے آپسپہلوئت کرتے ہیں اور جناس ابراہیم بن ہر کہ عورت کو چاہیے کہ بلا اجازت مال اپنے خاوند کا لیکر
نہرے و بلا اجازت روزہ نفل کا نہ رکھے والا ثواب نہوگا اور ایام حیض میں عورت سے محبت ممنوع ہے اور جو کوئی
حیض کے دنوں میں مجامعت کرے گا تو اس پر کفارہ لازم آوے گا اگر تین دن کے شروع میں جو اقل میاں حیض کی ہے
کسی بوجہ خوف سے یہ حرکت صادر ہو جائے تو ایک دینار زر سرخ جیسے پانچ روپیہ دے کر نہ ہوتے ہیں خیرات کرنے
اور اگر آخر دنوں میں خون کے منقطع ہونے سے پھلے نزدیک کرے تو آدھ عاینار محتاجوں کو دے اور اگر وہ شخص خود محتاج
و بے نیاز ہو تو اپنے فعل سے مادم پریشیاں ہو کر توبہ کرے اور آئندہ کہ یا توبہ کرے کہ اس کے لیے یہی کارہ ہے انیس لکھ تین
لکھ ہے کہ فرمایا حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے جس عورت کو خاوند اس کا واسطے خلوت کے
مطلب کرے اور وہ نہ آوے تو جب قدر اسکے حسنات ہوتے ہیں سب دور ہو جاتے ہیں جس طرح سانپ دور ہو جاتا ہے
کیسیل سے اور اسپر گناہ ہوتا ہے و خجل کے ریت کے برابر اور جس عورت کا خاوند ناراض ہو اسپر دروازے و درخ کے
کھلے ہیں اور جس عورت کا خاوند خوش ہو بہشت میں اس کے واسطے ستر درجے آراستہ ہوتے ہیں اور جو عورت
ترش روئی سے اپنے خاوند کو نماہ کرے بقدر ہر ستارہ کے ایک ایک گناہ لکھا جاتا ہے یہ فائدہ حضرت کے فرمانے کا ہے
کہ اگر کچھ دیکھ کر بھانپو تو عورتوں کو فرمائے کہ اپنے خاوند میں کو بھیرہ کریں پوشیدہ ہے کہ جہات کو سات مقام پر اجازت جائے
کی دنیا مر کو جائے اور تیار زیارت والدین و جد و جدہ و دوسرے بنابر احوال مذکورین کے مقبرے واسطے تعزیت
و تاتم پرسی کے جو تھے بنابر زیارت محارم یا کچھ چھوٹے عورت قابلہ و خاوند واسطے اپنے پیشہ کے اور طلب حق کے مدیون
تا او اسے حق دوسرے کی اور اس عورت میں خرم بلا اذن بھی جائے و ساقون بنابر حج بشرطہ و جو نہ جمعیت اسباب جو
اگرچہ بلا اذن ہو سوائے مقامات مذکورین کے اور کمین کی اجازت دینا سنا بنابر زیارت اجابت یا عبادت انکے یا بقرینہ
دلیہ و غیرہ کہ دست نہیں والا دونوں کنگار ہو گئے کذا فی الملاحظہ و البحر الرائق اور شروع طریقہ یہ ہے کہ یہ اس عورت
میں کہ جب کہ نماز ضیافت و دلیہ مخصوص نمازوں میں و ملائجہ صالحین و صالحات اگر چہ اجانت ہوں تقریبات میں جاننا یا زودتر
موجودہ صحیح مسلم میں عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صالح ایک انصار کے احاطہ ملے باغ میں آنے لے
ایکے و ان ایک دن تھا اسنے حضرت کو دیکھا کہ آواز کی اور روئے لگا حضرت رحمۃ اللعالمین صلعم نے مہربانی سے اس پر دست
مبارک اپنا پیرا اور پوچھا یہ اونٹ کس کا ہے اس نے انصار کے گما میرا فرمایا ایک تو خدا سے نہیں ڈرتا اس جانور کے مقدمہ میں
جو کہ خدا نے تیرے ملکیت میں دیا یہ سودہ العتبہ مجھے شکایت کرتا ہے کہ تو اسکو بھوکھا رکھتا ہے اور ہمیشہ اس سے سخت ایذا
فائدہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ جانور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے اور یہ بھی معلوم ہے کہ بے زبان جانور
پر بھی شفقت کرنا واجب ہے اور جو رحم نہ کرے وہ کنگار کے لائق عذاب میجرہ و الا بل العنوة میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ایک انصار کے باغ میں تشریف فرما ہوئے

بجہ

بجہ

نات

اور ان ایک بکری بڑھی تھی اسنے حضرت کو دیکھ کر بچہ کیا تو ابو بکر نے گمایا رسول اللہ کو چاہیے کہ آپ کو عمدہ کرین فرمایا
یہ درست نہیں ہے متوجہ شرح السنۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیہ نے بکری بکری اور
گڑیہ نے اسکو چھین لیا سو وہ گرگ ایک بلند عیلہ پر جا کر بیٹھا اور کہنے لگا اے گڑیہ یہ میرا رزق جو اللہ نے دیا تھا تو نے
چھین لیا اسنے کہا اور اللہ میں نہیں بیٹھتا کہ باتیں کرتے نہیں سنا بھیڑیہ نے کہا عجیب تر اس سے یہ بات ہے کہ ایک شخص
مدینے میں خبر دیتا کہ گزشتہ اور آئندہ کی ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص یہودی تھا سو حضرت مسلم کے حضور میں آیا
اور سلمان ہوا اور آنجناب نے اس کے قول کو تصدیق کیا اور فرمایا کہ یہ باتیں علامات نبیامت سے ہیں قریب ہے
کہ آدمی اپنے گھر سے باہر نکلے اور پھر کرنا دے کہ اسکی پاپوش دتا زیادہ اسکو خبر دے اس سے جو اسکے اہل خانہ نے
کیا ہو فائدہ یہ قصہ کئی مرتبہ واقع ہوا اور بعض روایات سے واضح ہوتا ہے کہ نام اس جڑواہ کا یحییٰ بن اوس تھا اور
بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ سلمہ بن عمرو بن اکوع تھا اور علامۃ الوقت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ منبہ ابن وہب سے
روایت کرتے ہیں کہ اسطرح کا ایک معاملہ سفیان ابن حرب اور صفوان ابن اوسہ کو بھی پیش آیا تھا اور ایک
ابو جہل کو بھی ایسا ہی اتفاق پڑ گیا تھا کہ یاد وصف ایسے ایسے معاملات کے ایمان نہ لایا قال صاحب تہذیب المعانی
ابن عبد البر کلم الذئب من الصحابة رافع ابن عیرہ وسلمہ بن الاکوع وایمان ابن اوس لاسلمی قلت وکلم ایضا ایضاً
ابن الحارث و صفوان ابن اوسہ صحابہ کرام تہذیب المعانی ابن ہشام متوجہ ابن عساکر نے ابی منظور سے روایت کی جو کہ جب
حضرت مسلم نے خبر فتح کیا تو ایک دراز گوش سیاہ ملا اسنے حضرت سے کلام کیا حضرت نے بوجہ تیرا کہا کیا ہو لا زید بن شبابہ
اور کہا کہ میرے جد کی نسل سے ساتھ جارہوے سو سو اسے پیغمبر خدا کے انہر کوئی سوار نہوا اور میں امید دار تھا کہ آپ مجھے سوار
ہونگے اور اب کوئی میرے جد کی نسل سے باقی نہیں ہوا ورنہ پیغمبر میں اب کوئی سوا ہے آپ کے موگا اور پہلے میں ایک سوچی
کے پاس تھا کہ جب وہ مجھے سوار ہوتا تو میں تصدق کرتا تھا سو وہ مجھے بھوکھا رکھتا اور مارتا تھا حضرت نے فرمایا تو بغیر
اور حضرت کے حکم میں اسطرح رہتا تھا کہ جب حضرت کیکو طلب فرماتے تو اُسینکو بھیجتے تھے وہ اسکے دروازے جا کر اُٹھتا مڑتا
کہ صاحب خانہ خبردار حاضر ہوتا پیغمبر وہ اشارہ سے بلاتا تھا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کثرت
غم سے کوئی بن ابوالنسیم ابن التبان میں گر پڑا اور مر گیا متوجہ بخاری اور مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ میں سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور دیکھتے کو آیا تھا اور میرا اونٹ نہایت تھک گیا تھا کہ میں سب سے
پہچے رہتا پھر گزرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس پس مارا حضرت نے اونٹ کو لینے لکڑی سے یا کڑے سے کہ دست مبارک
میں تھا سو وہ جلا اور برکت دست مبارک سے ایسا تیر فزار ہو گیا کہ پہلے ایسا نہ تھا پھر فرمایا حضرت نے کہ اس اونٹ کو ہمارے
ساتھ بچھا لے ایک اوقہ لینے چاہیں ہم کو سو سینے بچا اور شہ کی چٹنی سواری کی بدینہ تک جہر جب میں آیا مدینے میں تو انہا
کے پاس اونٹ اور دیا حضرت نے مول اسکا اور ایک روایت ہے کہ مول بھی دیا اور اونٹ بھی واپس چلا گیا اور ایک روایت ہے

کہ ابورافع میودی بڑا مالدار تھا اور دشمن رسول خدا کثرت اسکی اور الحقیقہ مبلغ ہزار ہزار فتح قاف او لے و سکون تختانہ میان
دو قاف و عینک پنج عین محلہ و کفر قانہ روزن عینی و معجزہ معجز جاری میں و اردی کو خالد ابن ولید کے جنگ خنہ میں زخم
انفک لگ گیا حضرت علیؑ علیہ السلام نے اب و ہن مبارک لگا دیا صحت ہو گئی معجزہ بہیقی نے دلائل النبوت میں روایت
کی کہ حضرت مسلم نے ایک شخص کو دعوت اسلام فرمائی اسنے کہا اگر میری بیٹی کو آپ زندہ کریں تو میں ایمان لاؤں حضرت
مسلم اسکے قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا یا خاں اسنے کہا بیک و سعدیک حضرت نے پوچھا تیرا جی چاہتا ہے کہ دنیا میں
آوے اسنے کہا یا رسول اللہ کو مان باپ سے زیادہ تر مرہ بان باقی ہوں اور آخرت کو دنیا سے زیادہ دوست
رکھتی ہوں معجزہ بہیقی الحیافل میں کہ ایک شخص نے اپنی رکی کو جنگل میں چھوڑ دیا کہ وہ گم ہو گئی پھر اسنے آکر
حضرت مسلم سے یہ احوال نقل کیا سو حضرت مسلم اسکے ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے اور آواز دی کہ یا خاں
بجگہ خدا مجھے جواب دے وہ بولی لبیک و سعدیک حضرت نے فرمایا تیرے مان باپ مسلمان ہوئے ہیں اگر تیرا جی چاہے
تو اسکے پاس چل آسے کیا یا رسول اللہ مجھے انکی حاجت نیند میں نے تو اللہ کو اسے بہتر مرہ بان یا باہر معجزہ البونیم نے
روایت کی کہ جو جابر نے ایک بکری ذبح کر کے کھائی اور فریاد کیا کہ حضرت کے پاس لائے اور کھانے کے واسطے بیٹھے حضرت
مسلم نے فرمایا کہ گوشت کھاؤ اور ہڈی مسلم رہنے دو انھوں نے اسطرح کیا بعد اسکے آنحضرت نے ہڈیاں جمع فرما کے
زبان مبارک سے کچھ فرمایا کہ دفعہ وہ بکری زندہ ہو کر کان جھاڑنے لگی کذا فی المسواہ معجزہ بہیقی اور ابن عدی حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک جوان انصاری نے وفات پائی اور اسکی اللہ نہایت ضعیف آدمی تھی ہم لوگوں نے
اس میت پر چادر ڈال دی اور اسکی والدہ سے تبریت پیش آئے اسنے کہا آیا بیٹا میرا گیا ہے نہ کہا ان وہ کہنے لگی یا ابی تو
جانتا ہو کہ میں نے تیری طرف اور تیرے پیغمبر کی طرف ہجرت کی ہر اس امید سے کہ تو شد تو تن میں مدد کر دیا یا ابی یہ مصیبت
بچھرنے والی انس فرماتے ہیں کہ اگر کا اسکا اسیدم زندہ ہو گیا اور اسنے ننہ سے پاد آتا کہ ہمارے ساتھ کھانا کھایا
یہ بھی معجزہ حضرت مسلم جو کہ نام آنجناب کی برکت سے دعا قبول ہوئی معجزہ مصاحب میں کہ اکام سلیم بنت لیمان والدہ
انس ابن مالک نے التماس کیا یا رسول اللہ اپنے خادم انس کے واسطے دیکھ فرمایا اللہم انشاء و ولہ و بارک
فما اعلیٰ یعنی اے اللہ بہت کرمال اسکا اور اولاد اسکی اور برکت دے اس خیر میں جو دی تو نے اسکو انس فرماتے ہیں
کہ بخدا بلاشبہ مال میرا بہت ہو اور نہایت برکت کا ہو اور اولاد میری بلا واسطہ اور اولاد اولاد شمار میں آج کے
دن سو سے زیادہ ہیں اور بلا شک زمین میری البتہ پھل تھی ہر دو بار سال میں لینے اسوقت کہ حکایت کرتا ہوں حدیث
اس شمار کو پہنچے ہیں بعد ازین زیادہ ہی ہوں چنانچہ مروی ہے کہ انس نے کہا کہ عطا ہوے میرے صلب سے سوائے اولاد
اولاد کے ایک سو چالیس بیٹے سوائے دو دیگر کیوں کے لینے بہت دنوں بعد نقل کرنے مضمون سابق کے و ہذا قول بعض
کذا کہ ابن الجوزی لکھی اور انکے بیٹے نے کہا میں نے دفن کیے ہیں انکی لہجہ سے تو یہ سنو لفر کے اور ابن عبد البر نے فرمایا ہے

کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ اس کے تنوار کے پید اہوئے سو بہت صحیح ہو اور بعض نے کہا انہی تھے اٹھتر بیٹے اور دو لڑکیاں
بیس جو یکے ابن حجر نے ذکر کیا ہے ظاہر اسکا مخالف اس نقل کے ہو اور ظاہر حدیث کے بھی مخالف ہے اس لیے کہ وہ دلائل
کرتی ہے کہ مجموع اولاد کی اولاد تجاوز تواسے ہیں نہ اولاد انکی والدہ اعلم ^{بہ} معجزہ مصالحت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنه سے روایت ہے کہ میری والدہ مشہ کہتی اور میں اس سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ تو مسلمان ہو جائیے ایک مرتبہ حضرت سلمہ
کے حق میں ایسی جگہ ابدی کی بات کی کہ مجھ کو سخت بری لگی اور میں حضرت سلمہ کی خدمت میں روتا ہوا آیا اور ملتقم ہو کر کہ
یا حضرت میری والدہ کے واسطے دعا کیجیے کھانا اسکو ہدایت دیوے چنانچہ آنجناب نے دعا کی کہ اے میری ہدایت کر ابو ہریرہ
مان کو اتنی پسند اس بندے اور اسکی والدہ کو پیار اگر وہ اسے اپنے ایمان دار بندوں کے نزدیک و ایمان اردن کے ان لوگوں
کے نزدیک پیار کر ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت کے حضور سے خوش ہو کر نکلا جب اپنے گھر کے دروازے
آیا تو میری والدہ نے میری جوتی کی چپ ستمی اور کہا ای ابو ہریرہ کھارہ پھر میں نے پانی کی آواز پائی اور اسنے
فعل کر کے جلدی سے کپڑے بچنے اور دروازہ کھولا اور کہا ای ابو ہریرہ اشدان لا آله الا اللہ اشدان محمد
رسول اللہ سو میں خوشی سے روتا ہوا حضرت سلمہ کی خدمت میں آیا اور حال بیان کیا آنجناب نے فرمایا الحمد للہ بدست
خوب ہوا اس حدیث سے نکلا کہ خوشی سے بھی رونا آتا ہے معجزہ صحیح مسلم میں سلمہ ابن الاکوع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے
حضرت کے دربار میں حاضر ہوا تو اس نے کہا شروع کیا آپ نے فرمایا دہن سے کھلا اٹھنے کا میں دہن سے ناگہ سے نہیں
کھلتا ہوں فرمایا تو ہرگز نہ کھاسکے گا سید کہتے ہیں کہ اس شخص نے بسبب سخت و بقیہ کی کہ جو مٹھا ظاہر کیا تھا اسکا ٹھوکر
کو دست راست اسکا معذور ہو گیا کہ تنہا تک نہ جاتا تھا معجزہ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ ایک بار محمد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تھپڑ اسو ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ جانو تو مجھے
اب عیال و اطفال کی نوبت ہے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ پانی برسائے اسوقت آنجناب خطبہ جمعہ پڑھتے تھے اس حال میں
دست مبارک اٹھا کے دعا کی اللہ اعفنا اللہ اعفنا حضرت انس فرماتے ہیں کہ اسوقت مطلق ثن ان ابر کا تھا وہ فقہ بجا
کے نیچے سے بادل اٹھا اور آسمان بھر گیا اور سات روز برابر پانی ایسا برساکہ آفتاب نظر نہ آیا بعد اسکے حضرت مجاہد کا وین
صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے جمعہ کو خطبہ فرما رہے تھے کہ وہی اعرابی پھر حاضر ہوا اور التماس کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جانو رہا ہے پانی کی شدت سے مرے جاتے ہیں لہذا میں بند ہو گئی میں دعا کیجیے کہ خدا سے تعالیٰ منہ کو روکے کہ خشک
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر یون دعا کی کہ اے اے اس پاس پانی برسے ہم پر اب نہ برسے اتنی ٹیلوں اور بٹائیوں
اور نالوں اور خٹکوں کے دفعتوں میں نیچہ برسے فوراً دنیہ کے اوپر سے بادل ٹپکیا ڈھال کی طرح دینیہ خالی ہو گیا
اس پاس برسایا معجزہ بخاری اور مسلم میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کفار قوم قریش اور حضرت
حلم کی ایذا دہی میں سرگرم ہوئے تو حضرت نے ناجار ہو کر یون دعا کی اللہ اعفی سبک کعب یوسف ابنی ہادی اللہ صلی

یوسف علیہ السلام کے عہد میں سات برس کا قحط پڑا تھا ویسا ہی قحط پڑے کہ یہ لوگ اپنی شامت اعمال سے آگاہ ہوں اور ایمان لاویں چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ ان کافروں نے بڑی اور مردار کھایا آخر کار تنگ ہو کر حضرت سے ملتی ہوئے حضرت رحمۃ اللعالمین نے دعا فرمائی کہ بلا سے قحط دفع ہوگی ^{میں} معجزہ تیرندی اور بیعتی نے روایت کی کہ جب سعد ابن وقاص کے حق میں دعا فرمائی کہ سعد سحاب الدعوات ہو سو اسکا یہ اثر ہوا کہ جب سعد رضی اللہ عنہ اپنے لیے یا غیر کے واسطے دعا مانگتے قبول ہوئی کذا فی الہدایہ ^{میں} معجزہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے دعا فرمائی کہ اس کے سبب سے عزت اسلام ہو ویسا ہی ہوا ^{میں} معجزہ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت علی علیہ السلام نے انکے واسطے فرمایا اللہم نقہ فی الدین وعلیہ التاویل ولباس دعا کے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا علم دیا کہ جس کی آج تک قوم ہر اور اول ترجیح قرآن ہو ^{میں} معجزہ بیعتی نے عمر ابن خطاب سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے واسطے دعا کی کہ یا اللہ اسکے مال میں برکت ہو جو چیز انھوں نے سچی فائدہ ہوا اسی طرح مقدار کے واسطے دعا فرمائی جاری میں ہو کہ عروہ ابن ابی الجعد کے واسطے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سے برکت فرمائی تو اسنے اگر خاک سچی فائدہ ہوا ^{میں} معجزہ ابن عباس بیعتی نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی واسطے دعا کی کہ اگر کوئی دوسری میں کفایت ہو سو حضرت علی رضی اللہ عنہ جہاڑوں کے ^{میں} معجزہ گری میں پینے اور گرمیوں کے جہاڑوں میں ^{میں} معجزہ بیعتی نے عمر ابن حصین سے روایت کی کہ جناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے واسطے دعا فرمائی کہ اللہ انکو جو کما کرے سو ویسا ہی ہوا قصہ کہ عمران نے کہا کہ میں جناب پیغمبر صلعم کے حضور میں حاضر تھا حضرت فاطمہ تشریف لائیں اور کہو مٹی ہو میں آپ نے دیکھا کہ جو کھ سے چہرہ انکار زد ہو رہا ہے آپ نے انکے سینہ پر ماتھر رکھا کہ اوی اللہ پیٹ بھرنے والے جو کھوں کے اور اپنے کرنے کی نیچوں کے فاطمہ نسبت محمد کو بلندی دے یہی تکلیف دور کر عمران کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا چہرہ سرخ ہو گیا اور سب چہرہ کی زردی جاتی رہی پھر میں ایک بار انکی خدمت میں گیا انھوں نے فرمایا میں سے کچھ کھو کھو کہ بے تکلیف نہیں دی راوی نے بعد روایت حدیث کہا کہ یہ قصہ قبل نزول آیت جناب تھا ^{میں} معجزہ صحیحین میں عبداللہ ابن عباس سے روایت کی کہ جب کسری پر زمینے آپ کا نام بھاڑ ڈالا تو حضرت صلعم نے کسری کے واسطے دعا کی کہ اللہ اسکا ملک بھاڑ ڈالے سو اسکا ملک بالکل جاتا رہا ایمان تک کہ فارسی کی بھی ریاست نہ رہی ^{میں} معجزہ بیعتی اور حاکم نے ابن اسحق سے روایت کی کہ جب عبد اللہ ابن ابی اسد کے حق میں فرمایا کہ اللہ اسے کسے کو مسلط کرے سو اسکو شیر نے بھاڑ ڈالا ^{میں} معجزہ بیعتی نے روایت کی کہ جب عبدالرحمن ابن عوف محتاج تھے انکے واسطے برکت کی دعا فرمائی تو براہیاد روزہ روزی کا کھلا کہ پتھر بھی اٹھاتے سونا چاندی ہو جاتا چنانچہ جب انکی وفات ہوئی تو چار لاکھ دینار سونے کے ان کے وصیوں کے واسطے اور لاکھ لاکھ جہاڑوں میں یوں تقسیم ہوا ^{میں} معجزہ مشکوٰۃ شریف میں ابو یوسف النعمانی سے روایت ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز بلند مغروب

آئے لیکن گاہ گھوڑے کے پیر زمین میں دھس گئے اور میں ناپشت زمین پر گر اہر چند میں نے اسکو مارا پر وہ بیوقوف کمال کا آخر میری شکل سے گھوڑے کی خلاص ہوئی پھر میں سواری ہو کر چلا سو ایسا قریب ہو گیا کہ صرف ایک دو تیر ہی کا فرق رہ گیا ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ اسوقت میں نے حضرت سرور عالم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تو میں آپ کو پیچھا کرتا تھا تو ان کے منہ سے فرمایا لا اخرجن ان اللہ معنا اور فرمایا اللہم الغنا شرہ بمائتت لیس کلام کے نکلنے سے سراقہ کے گھوڑے کے چاروں تیر زانو تک زمین میں دھس گئے اور وہ چلا آیا کہ اے محمد دعا کر کہ میرا گھوڑا خلاص ہو جائے مجھے شے کچھ بھی سروکار نہیں اور میں محمد کرتا ہوں کہ جو کوئی تمھارے پیچھے آتا ہو گا اسے پھیر لیا دینا حضرت رحمۃ اللعالمین نے اپنے مالک حقیقی سے اتنا اس کی اللہ ان کا حق ادا کرنا اعلیٰ فرس نور کا گھوڑے کے پیر زمین سے ملے اُسے سراقہ کتا ہو کر میرے دل میں یقین ہو گیا کہ یہ شخص بنی صادق میں اور بلا شک ان کا عروہ ہو گا اور زمین سے شایع ہو گا سو میں زیادہ و متاع اپنا نذر کرنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور عرض کیا کہ حضرت یہ میری نانی ہے قبول کیجیے سو حضرت نے قبول کیا پھر میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اسی اوہ میں نے کچھ لے لیا میرے اونٹ بکریاں بلیاں گئی تھیں سے جو مطلوب ہو سو میرے چرواہوں کو بلا کر لے کھائے لیسا حضرت نے فرمایا کہ مجھے کچھ حاجت نہیں پھر سراقہ نے ایک فرمان امان طلب کیا سو حضرت نے عامر بن فہرہ بنعم الفاروقیہ کو دیا اور دوسکون اتھناینہ غلام آزاد حضرت ابی بکر سے ارشاد کیا اسنے ایک چوڑے کے ٹکڑے پر لکھ دیا سراقہ نامہ لیکر پھر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانب مدینہ باسکینہ روانہ ہوئے اور سراقہ مدینہ گیا کہ جو کوئی مسلمان شامی حضرت کا ملا اسکو پھیلے گیا ابو جہل میں نے یہ حال سنکر قوم مدینہ کو بلکایا تاکہ یہ بھی مسلمان منوجاؤں سراقہ نے ابو جہل کو لکھ بھیجا کہ ابو جہل اگر دھس جائے گا تو گھوڑے کا تو دیکھنا بیشک محمد کو پیچھا کرتا اور تعجب نہ کرنا اب تجھے لازم ہے کہ لوگوں کو روک دے کہ ان سے پیچھے نہ پڑیں اور دیکھ کر قرب تر ان کا فضل کا مال تمام عالم پر ظاہر ہونے والا ہو ابو جہل اس تحریر سے بل فرما فائدہ سراقہ نے کوفہ و حنین سے پھر تہ وقت و موضع جہاز زمین طے فرما کر اسلام لایا اور فرمان امان جو اسکے پاس تھا دکھایا فائدہ لا اخرجن ان اللہ معنا جو حضرت نے فرمایا اور کلام اللہ حق بنی ہاشمیہ میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا برفیق ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر شدہ اول حضرت حق اور اسکے لطف و کرم پر پوری بعد اسکے اپنے فخر ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر اول اپنے فخر ہے پوری بعد اسکے حضرت حق پر پسینہ ہو حضرت خاتم الانبیاء ام کو اکل ہے اور مطابق باریت شیا الارایت اللہ قبلہ اور یہ حال بل خیر بیجاں کلاہ اور قول حضرت موسیٰ علیہ السلام موافق باریت شیا الارایت اللہ بعدہ و بعدہ اور یہ حال استدلال بران کا اور یہی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ معنا ارشاد کیا تاکہ فقر اسے امت کو بھی ایسی سے حصہ پہونچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ اپنے ذات کو مخصوص فرمایا جس طرح آری اور آراء حقائق الانبیاء میں واقع ہوا ہے اور ایک فرق یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو خبر کیا اور فرق کلاہ وہاں پائے کلاہ وہ زمین واسطے خبر کے موضوع ہے اور پھر حضرت مسلم نے کلام کو اپنی محبت سے شروع کیا کہ اگر میں امت کو اس سے محبت نہ کر حضرت نسبت حضرت موسیٰ و فضیلت ابوبکر علیہما السلام ہی صاف ظاہر ہے فائدہ یہ جو حضرت مسلم کا مثل جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نسبت فاروق کے کہ زمین نے اسکو حضرت موسیٰ کی عداوت سے دھمایا تھا اگر اس قدر فرق ہے کہ انصاف تمام انبیین و مہرورثان

یہی نسخہ است
بلک استاذ
مختار و درج
ع
یہی نسخہ است
بلک استاذ
مختار و درج

چونکہ منینہ تک رسبت اور کچھ خفیفت اثر سال بھر تک رہا فائدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جادو اور شکر کے ناکامیہ ماجرا ہو کر کافر لوگ حضرت کو جادو گر بتلاتے تھے بسبب انہما بجزات و ذوارق عادات کے اور شہدوں یوں کہ کہ ساحر سپر کھا اثر نہیں ہوتا ہے جو صاحب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جادو نے اثر کیا تو کافروں کے نزدیک بھی حضرت کو ساحر کہنا درست ہوا فائدہ اگر کوئی کفریہ کہے کہ جو تیرے وہی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجب قباحت ہو کیونکہ اس تقدیر پر پرتما و شریعت پر نہیں بتلاہر کیونکہ شریعت قبول فعل غیرہ خدا پر اور جب نسبت عروض سحر کے ان دونوں میں اختلاف ہو تو شریعت میں فساد پڑا ہوا ہے شہدہ کا یہ کہ سحر بھی ایک عارضہ ہے عوارض شریعہ سے اور انبیاء علیہم السلام بلا شہدہ نہیں ہیں سحر جو حق عوارض شریعہ میں مقلد کوئی مقلد و مانع نظر نہیں آتا اور اس کے ارواح اور بواطن انکے معصوم رہتے ہیں لان اجساد ہم ارضیتہ دار و اہم سماویۃ علاوہ اسکے عقل فعل عدم قدرت پر جماع یا طیران صنعت لہر کہ بعض آیات میں وارد ہے تبلیغ رسالت میں داخل نہیں ہوا اور نہ فلاح حدیث اس واسطے کہ ابور دینو یہ میں بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امور کے واسطے نہیں ہوئی اور نہ حضرت حلیم کے فضائل میں یہ امر داخل ہے اگر ابلاغ شریعت میں کسی طرح کا نقصان ہو اہو تاو البتہ موجب قباحت تھا اور بدلائل قطعیہ یقینیہ ابلاغ شریعت میں عصمت و ذرا بہت ثابت ہوا کسی حدیث یا روایت میں وارد نہیں ہے کہ حالات عروض سحر میں کوئی فعل قبول یا مخالفت واقع اور بخلاف اخبار صادر ہوا ہوا اور جو مذکور ہو وہ صرف خواطر و خیالات میں ہوا خواطر و خیالات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صادق نہیں جانتے تھے اور نہ کچھو اسکا اعتقاد کرتے تھے بلکہ جمیع عقائد صلاح و سدا پر تھے اور انواع طرحی محبت عدم فساد اور جو بعض آیات میں محقق ضعف دار و ہر سو بھی اگر تسلیم کیا جائے تو بھی عقل و تیز نہیں ہوتا ماکما صاحب الحق فی شہدہ علی الشکوۃ صحیح بخاری میں ہے کہ غزوہ خیبر میں ایک مرد مسلم کو حضرت حلیم نے فرمایا ہذا من اہل انار پھر وہ غصہ کافروں سے لڑا اور بہت مجروح ہوا ایک مجاہد نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو خوب کافروں سے لڑا پھر کس طرح دوزخی ہو گا فرمایا آگاہ ہے کہ وہ دوزخی ہے اس کلام سے قریب تھا کہ بعض کو شک پڑے استے میں زخمی کو دیکھا تو اسے ترکشی سے تیرے نکالا اور اپنا سینہ اس پر رکھ دیا اور ہلاک ہوا اور بعض کے نزدیک تلوار زمین پر رکھی در اسکے دھار پر سینہ رکھ دیا اور مر گیا یہ حال دیکھ کر لوگ دھڑکے گئے اور کہا یا رسول اللہ صدق اللہ حدیثک ہے پھر فلاں وقت لافہ فرمایا اللہ اکبر شہدانی عبداللہ رسول اللہ اور بلا اس غمی اللہ عنہ سے فرمایا نہ کہ بہت میں نہیں جاتا مگر مسلمان اور اللہ قوت نہیں دیتا اس میں کو فاجر سے اور اسکے جہاد و قتال سے اس حدیث سے نکلا کہ قاتل نفس دوزخی ہے اور مذہب یہ ہے کہ اگر مومن ہے اور تصدیق ایمانی رکھتا ہو تو ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا اور یہی حکم قاتل مومن کا جو عمر اقل کرے اور قاتل نفس بھی ایک فر قاتل مومن کی ہے اور جو قرآن شریف میں اسکے واسطے حکم خلود فی النار کا ہوسو علمائے اہل سنت و اہل باطلات بہت ہیں در بعض علماء حدیث اہل فہم اس سے کہتے ہیں کہ اگرچہ قاتل مومن نہیں لیکن یہ قسم مومن کے مخلصانہ ارادہ کی پس یہ لوگ خلود فی النار کو مخصوص کفار سے نہیں جانتے لیکن یہ قول شاذ ہے مخالف اجماع اہل سنت کے اور جس مرد کا قصد اس حدیث میں مذکور ہو وہ منافق تھا گو اسے با نفاق ظاہر کیا

سے روایت ہو کہ ایک شخص کتاب وحی تھا سو وہ مرتد ہو کر شرکوں سے جدا ملا حضرت رسول الثقلین محبوبا لکلورین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو زمین قبول نہ کریگی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ انس نہیں پرگئے جب یہ مرتد مرا تھا تو انھوں نے دیکھا اسکی لاش کو زمین سے باہر تھی حتیٰ ابو طلحہ نے وہاں کے باشندوں سے اسکا سبب پوچھا ان لوگوں نے کہا یہ شخص کی مرتدہ دفن کیا گیا مگر زمین نے اسکو بھینک بھینک دیا معجزۃً مصاحیب میں عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رحمتہ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر میں تشریف لے گئے تھے جب مراجعت فرمانار قریب مدینہ یا سکینہ جلوہ فرما ہوا کہ تو اندھی چلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اندھی چلائی گی ہر ایک منافق کے مرنے سے جب مدینہ میں داخل ہوسے تو معلوم ہوا کہ ایک بڑا منافق مر گیا تھا معجزۃً بخاری و مسلم ابو سعید سعدی سے روایت ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج کی رات میں قریب ہو کہ ایک اندھی سخت چلے سولا زمزم کو کہ اُس اندھی میں کوئی کھرانہ رہے بلکہ جس کسی کے پاس اونٹ ہو وہ اسکا زانو بند خوب بانڈیہ چاہیخہ حسب ارشاد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اسی رات میں نہایت سخت اندھی چلی کہ ایک آدمی کھڑا تھا اوپر گیا اور جبل طری اسکا نشان ملا حالانکہ ملک طری اُس مقام سے کئی دن کی راہ تھا یہ معاملہ سال ہم ہجرت جنگ تبوک میں واقع ہوا ہر معجزۃً صحیح مسلم بن نافع ابن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ فردگے عرب کے ٹاپو سے سو خداے تعالیٰ اسکو فتح کر لیکا پھر تم فردگے ایران والوں سے سو خدا اسکو فتح کر لیکا پھر تم فردگے روم سے سو خداے تعالیٰ اسکو فتح کر لیکا پھر تم فردگے دجال سے سو اللہ جل شانہ تعالیٰ ملکو اسبفتح نصیب کر لگا سو اب دیکھ جیسا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہواسہ مو فرق نہ بڑا یعنی ناول ملک عرب مسلمانوں کے ماتھے پر فتح ہوا بعد اسکے ایران اور بعد اسکے حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں روم فتح ہوا اور دجال پر فتح امام مہدی پاوسیگے معجزۃً بخاری اور سلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا جب ایران کا بادشاہ ہلاک ہو گا تو اسکے بعد کوئی دمان کا بادشاہ نہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہو گا تو کوئی اسکے بعد دمان کا بادشاہ نہوگا اور قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جسکے قابو میں محمد کی جان ہے کہ مقرآن دونوں ملکوں کی خزانہ خدا کی راہ میں بانیے جائیگی یعنی روم اور ایران کے بادشاہ کے خاندان میں سلطنت نہ رہیگی اسلام کا عمل ثامن ہوگا پھر جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوگا عمر فاروق کی غلط فہمی میں ایران فتح ہوا بیشیش ہزار کا لشکر اسلام تھا ہر سپاہی کو بالائے ہزار درہم ملے تھے تو اس حساب سے سب خزانہ ایران بیایئیں کرد رہا ہوا اس طرح رجم بھی مسلمانوں کے ماتھے پر فتح ہوا اور دمان کا خزانہ نبی اسلام میں تقسیم ہوا معجزۃً بخاری اور سلم نے جابر ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ زمین نے پیغمبر خدا سے سننا ہو کہ آپ فرماتے تھے انفقتم فیروزہ تمہارا ذالک تمہارے فلاقیہ یعنی مقررہ کموں کے خزانے شاہنشاه نگستان کے اور جب کہ شاہنشاه نگستان میری است

کے ماتحتوں سے خراب ہو گا پھر اسلحہ اور ہتھیاروں کا دیکھو یہ پیشین گوئی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت میں شروع ہوئی اور
 ترکوں کے ماتحتوں سے کامل ہو گئی اور اوشا ہنشا ہی فرنگستان ایسی تجارت گئی کہ گئی سو برس سے اسکا نام و نشان نہ سنی
 اور دشنامے روم اور ارض مقدس جو سارے فرنگستان کے بادشاہوں کا بعد تھا پہلے پہلے بین قیصر سے کیس جہین
 اور بعد اس کے تہذیب و تمدن اسلامی میں سارے اہل حکومت فرنگستان کے اور بادشاہ انگلستان کا بھی تین تین
 چار چار لاکھ سپاہیوں سے جمع ہو ہو کر مسلمانوں کو فرنگستان اور ارض مقدس سے کھانے کے لیے اڑے آخر کار ان
 ٹرائیوں سے کچ فائدہ نہ ہوا اور چالیس لاکھ فرنگی فلسطین میں دفن ہوا فائدہ یہ قاعدہ تھا عرب والوں کا کہ فرنگ
 کوئی بادشاہ تسلط رہتا تھا ان ولایتوں کو اسی بادشاہ کی ولایت کی طرف منسوب کیا کرتے تھے خصوصاً جبکہ ان
 ولایتوں کے حدود آپس میں ملحق اور ادخار و اطوار ان کے مشابہ و متعارف ہوں اس لیے سارے فرنگستان کو عرب کے
 لوگ روم کہتے تھے معجزہ^{۹۳} مسلم نے بعد متعل ابوبکر سے استخوان کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
 پھر آنیکے زمانہ میں قسطنطنیہ فرنگیوں کے پاس ہو گا فائدہ روایت ہو کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ پارس واسے
 ایک ٹکڑا دو ٹکڑے ہوں اور اہل فرنگ ذی قرون واسے میں ایک گودہ اگر خراب ہو گیا تو دوسرا استوار ہوتا ہو اور اہل فرنگ
 محل واسے میں اور آخر زمانہ میں پھر عروج پکڑے سو دیکھو خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ کے وقت سے خلیفہ سوم کے زمانہ تک
 پارس واسے ٹکڑے مارتے رہے پھر بے نام و نشان ہو گئے اور عروج کرنا آخر زمانہ میں فرنگیوں کا اور ہونا قسطنطنیہ کا
 آگلی حکومت میں ہو گا فائدہ آثار اس پیشین گوئی کے انگلشیوں اور روسیوں کے حکومت سے ظاہر ہیں شاید بعض سے
 غمزدہ پکڑے یا فرنگستان کی اور دوسری قوم سے معجزہ^{۹۴} احمد ابن حنبل نے انرا بطبرانی را ابو نعیم و حاکم نے باسناد متصل
 ابی حودہ دہلی کہ وہ بریدہ اسلمی سے روایت کی ہو کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ ترک غالب ہونگے چنانکہ پانسو برس کے بعد
 ان کا غلبہ ہو ا معجزہ^{۹۵} مسلم میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب تم پر فتح ہو گا ایران روم کا ملک
 تو کون قوم ہو گی یعنی شکر گزار یا ناشکر گزار کہا عبد الرحمن ابن عوف نے ہم شکر گزار ہو گئے جیسا کہ خدا نے حکم کیا تو
 حضرت نے فرمایا کہ یا اسکو اسے کہو گے یعنی شکر گزار ہی نہ کرو گے بلکہ ہوس کر دے پھر اسی میں حمد کرو گے پھر اسی میں
 ایک دوسرے کی جڑ کاٹو گے برادری کا حق نہ مانو گے پھر اسی میں بغض و عداوت رکھو گے راوی کو شک ہو کہ حضرت
 نے یہ لفظ فرمایا یا اسکو مانند کوئی اور پھر حضرت نے فرمایا کہ پھر تم جیلو گے محتاج مہاجرین میں ہو چڑھاؤ گے بعضوں کو انکے بعضوں کو روٹی
 یعنی ایک کو دوسرے کے قابو میں کرو گے یا انکو خلیفہ مالایطاق دو گے اس حدیث میں حضرت صلعم نے روم و ایران
 فتح ہونے کی آگے سے خبر دی اور زیادتی مال دولت کی خرایاں و فساد میان کیے سو صدیق اکبر و فاروق اعظم کی
 خلافت میں مسلمانوں میں فساد شروع ہوا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خلافت میں زیادہ ہو یعنی وہ فساد جو معاویہ
 ابن ابی سفیان نے وہ لا پھر قوز بد بلید علیہ مایہ حقہ اور مردان ملعون اور اس کے اولاد کی حکومت میں مہاجرین و انصار

ہو زیادتیان اور خرابیاں ہوئیں تمام عالم پر روشن میں یعنی جیسا حضرت علی الدین علیہ السلام نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا
معجزہ ۹۶ بجاری میں ابوہریرہ سے روایت ہو کہ حضرت مسلم نے فرمایا قیامت قائم ہونگی یہاں تک کہ تم کو مگر فرستادن
دکرمان سے جو دو گروہ عجم کے ہیں سرخ رونا کہ چھٹی آنکھیں چھوٹی منہ جسطرح ڈھال تہہ پتہ چڑھا جاہو البقی انکے منہ گول
گول ہوئے ہوئے ہیں پس فرستادن دکرمان و شہرین بڑے بڑے ایران و توران میں زبان کے باشندے مراد میں یا تو تم کو کہ
کہ انکی بھی صورتیں ایسی ہی ہوتی ہیں سو بوجہ رشا حضرت علی الدین علیہ السلام کے اصحاب حضرت انسہ اُسے فتح باب ہوئے معجزہ
۹۷ ابو داؤد نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا حضرت علی الدین علیہ السلام نے کہ قرینہ دجلہ ایک شہر عظیم ہے جسکے باشندے
اہل اسلام ہونگے آباد ہوگا اسکے ساحل پر درخت افادت کھولیں گے اور وہ تین فرقہ ہونگے ایک تو مال اسباب اپنا لیا
لاد کے جانب محراب ملے جائیگے دوسرا فرقہ بادشاہ ترک سے پناہ پکڑے گا یہ دونوں ہلاک ہونگے اور فرقہ ثالثہ اپنے گروہ
کو پیچھے چھوڑ کر ترکوں سے مقابلہ کریگا اسکے لوگ درجہ شہادت پامنیگی پس اس ارشاد کے مطابق یہ محد مستعمر بالمد
سال چہر سو چہین میں واقع ہوا کہ اتراک ملک تار نے شہر بغداد پر جو دارالخلافہ اہل اسلام تھا شک کرکشی کے اور اہل
اسلام کو محاصرہ میں کر لیا کہ بعض بھاگے اور مارے گئے اور بعض ہلاک کر کے شہر مستعمر بالمدان سلطان میں در لے دو بھی
قتل ہوئے اور ایک گروہ نے مقابلہ کیا وہ لوگ شدید ہوئے یہ پیشین گوئی چار سو برس پیشتر وقوع سے ابو داؤد نے لکھی ہے
معجزہ ۹۸ مسلم بن ابو ذر سے روایت ہو کہ حضرت مسلم نے فرمایا البتہ تم فتح کرو گے آگے چلکر ملک مصر و زمین ہر جہین قریب
نام مشہور ہر سویری و بیت مانو دیان کے کو گون کے ساتھ نیکی کرنا البتہ انکے لیے امان ہو اور انیسے ہر دوی ہر سویری
ہو ا جیسا حضرت نے فرمایا تھا قیامندہ قیر الاصف دنگ سونکی ہوتی ہو۔ وزن پانچ جو ملک مصر میں اسکا بیت واقع ہے
اور جو نہ مصر کے بادشاہ نے حضرت ماریہ قطیہ رضی اللہ عنہا کو ہدین بھیجا تھا اذ انہیں سے حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ
پیدا ہوئے لہذا مصر یونان کو امان و پناہ ہوئی اور حضرت اجروالدہ حضرت اسمعیل علیہما السلام بھی مصر کی تھیں اور حضرت
اسمعیل عرب کے جد ہیں اس صورت میں عرب کو مصر یونان سے نامانی رشتہ ہوا اس واسطے انکے ساتھ نیکی و احسان کو فرمایا
معجزہ ۹۹ مسلم بن اسماعیل ابی اکبر سے روایت صحیح ثابت ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ بلا شک ثقیف کے قوم میں ایک مرد ظالم
خونریز ہوگا اور ایک مرد بہت چھوٹا سو دیکھنا چاہیے کہ اس قوم سے ایک جماع نابکار ستلا خونریز سفاک ہوگا
فلم عالم میں مشہور ہو اُسے سوال لکھ آدمی ناحق مارے دو گنا خمار شفع ہو ا جیسے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام
محمد بن حنفیہ کی طرف سے اولاً جو شہاد دعویٰ امام کے خون کا کیا اور اسی بہانے سے سردار بنا محمد دعویٰ پیغمبری کرنے
کا آخر کار نصیحت در سو اہو امیر متاع صبح مسلم بن ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت نے کہ تم مصر کو
فتح کرو گے اور یہ بھی فرمایا کہ جب دیکھو دو شخصوں کو کہ باہم ایک انیت کی برابر زمین پر جھگڑا کرتے ہیں تو وہاں سے
نکل آؤ اباد سو وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمن ابن شریبیل ابن حسنہ و ربیعہ و دہبائیوں کو ایک موضع

معجزہ ۹۶

معجزہ ۹۷

معجزہ ۹۸

معجزہ ۹۹

معجزہ ۱۰۰

جانب

پر خصوصت کرتے دیکھا تو مرے لکل آ یا معجزہؑ مواہب میں لکھا ہے کہ بعد فتح خیبر جب مال و اسباب جمع ہوئے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار کوئی شخص مال غنیمت میں خیانت نہ کرے بنین تو دوزخی ہو گا اسی عرصہ میں ایک غلام جشی حضرت کا گیا حضرت نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے پہلے غنیمت میں خیانت کی ہوا صحابہ نے اسکا اسباب تلاش کیا تو ایک نکل ملا جو پیش از غنیمت غنایم آستے چرایا تھا اسی عرصہ میں ایک شخص اور بھی ہو گیا اسکے حق میں بھی حضرت نے فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہے صحابہ نے اسکا اسباب بھی دیکھا تو کئی مہرین یہودیوں کی ملیں جو تیسری دودھم کی بھی نہ تھیں معجزہؑ ابوداؤد و بیہقی نے بسند متصل ثوبان و ایل سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایک دن قرآن پڑھتے تھے ایک روز آنے والا ہی کہ تھا اسے خلاف مذہب واسلہ تبرجایاں کر نیلے اور غالب آونیلے اس انسان کی کسی تعرض کیا کہ یہ غلبہ مخالفوں کا ہو گا مگر اس سبب سے کہ مسلمان کم رہ جائیں گے حضرت نے فرمایا یہ سبب بنین ہوا ایسے کہ ان دنوں تم ان روزوں سے کمین زیادہ ہو گے لیکن سبب یہ ہے کہ تم لوگ نکلے ناکارے ہو جاؤ گے اور خدا سے تمہارے رعب کو تھا اسے مخالفوں کے قلوب سے نکال لیا اور تمہارے دلوں میں دہن ڈال دیا لوگوں نے اتھاس کیا یا رسول اللہ وہن کیسے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے کراہت سود کیو کچے خبر کا ظہور بعض ملوک فرنگ و جگنریہ کے عہد میں ہوا اور بعد ہزار برس کے پوری تکمیل تو بنین مگردنل درجن میں آٹھ درجے اسپین کے فرنگیوں سے شروع ہوئی اور انکا شیر و دروسید کے ماتھون نہایت ظہور میں آئی اور اب حقیقت دنیا و نفرت از مرگ مسلمانوں میں بدرجہ کمال ہو رہے غریبی و فقری مالا مال اور غلبہ مخالفوں کا بھی سبب دارن کو طر کر کے ظاہر الا زوال ہے معجزہؑ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت فرماتے تھے کہ فرد ہو بنو امی ہو یہ بات کہ مرزین حجازین ایک آگ ملید ہو جس سے ابھرے کی شرفاؤں تک روشنی پہونچے چاہئے یہ آگ منقل بادینہ عسہ مانند شہر عظیم جبین قلعہ و برون و کلکرو بھی تھے ظاہر ہوئی طول میں چار فرسنگ عرض میں چار میل ارتفاع آتھہ نیم قد آوم دماند دیامون زن تھی وچھو سیلاب روان وشل رعد غرش کسان روشنی ایسی کہ دینے کے لوگ اسپین سب کام کرتے اور سکان مکہ و بصری بھی دیکھتے تھے قسطلانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ آگ تبارخ ستائیسویں حبیب مسیح آٹھ سو چوبیس میں فرد ہوئی سب پچیس یوم اسکا قیام رہا اور توارخ عربستان سے واضح ہے کہ اوائل جہادی المانر کھشہ روز جمعہ سے شروع ہوئی اور آخر حبیب سنہ مذکور میں فرد ہوئی پیشین گوئی مدبار بن شیشہ وقوع سے لکھی گئی تھی چنانچہ صحیح بخاری و مسلم چار سو برس قبل ظہور اس آتش سے تالیف ہوئی میں معجزہؑ سلم و ابو داؤد و ترمذی نے ثوبان و ایل سے استخوان کیا و زیدہ کہتے تھے کہ حضرت فرماتے تھے کہ کبھی کر کے دکھائی گئی مجھکو زمین کی طرفین پورب اور بھی بچھ کی اور پہونچگی ملکوت میری امت کی جہان تک وہ دکھائی گئی یعنی پورب سے مجھ تک اس مقام پر کی باتوں کا غور و درکار ہوا اول حضرت کا فقر و مسلمانوں کی بے سلامتی کہ سوائے نان جوین اور گریزہ جادو کے کوئی چیز

جانب

جانب

جانب

اور اس پر بڑا طرہ یہ تھا کہ سلاح جنگ بھی کثرت نہ تھے اور انکی عدم و قنیت تو اعراب اور سوا بط جالگیر سے اور انکی قلت کہ صرف عرب کے کافروں کے مقابلے میں لاکھوں حصہ تھے دوسرے بنی النون کی کثرت اور انکی دولت اور اہل و عوام ایران کی جاہ و علم و حکمت تو اعراب جالگیری کی ہمارے تیسرے اس بغض عداوت کو دیکھ کر ناچاہتے جو علانیہ مذہب کے تو قص سے برپا ہوتا ہے کہ ایک نذیل بھی جان دیتے اور گھر بار لٹا دیتے کو موجود ہو جاتا ہے جیسا کہ ملوک اور شجر و کھجور جیسے کیا و صفت ان دن اس طرح کی بیشین کو بیان کس عوام و مقام سے عرض ہو رہا ہے کہ تیس تیس برس کا اندر عرض میں دس بارہ درجے کین بتایا ہے جو لیکن درجے تک جیسے باب لکند سے بلا دوزمان اور حدود ملک اندلس تک اور کین پچاس ہجرت تک جیسے ترکستان کی حدود و شمالی تک اور طول میں نصف النہار لندن سے تیس درجے غربی لیکر کین شتر درجے تک جیسے حدود و شتر تیس فارس تک اور کین بیانی درجے تک جیسے حدود و شتر تیس ترکستان تک جو نہ اترنے و غلغلاے راسخین میں اس طرح آگیا کہ اگلی حکومتوں کا نام دشن بھی باقی رہتا اور باوجود لا اکراہ فی الدین کے عواما تو حید کا مذہب پھیل گیا پھر خانہ کا اس بات کو کہ ملک فارس اور اندلس بلکہ جزائر صالات سے کہ ربع مسکون کی حد وغیرہ بھی ہر تاجزارے شتر قبضہ میں کہ یہ ربع مسکون کی حد شتر فی ہر طولاً اور سواحل جنوبیہ و تقریباً و جزائر جنوبیہ نہ ہوتا تھا۔ ستان سے لیکر کین بتایا ہے اور کین پچاس اور کین چھین اور کین شتر درجے تک بلکہ بعض جگہ کچھ اور تک جیسے دیار بلغار تک عرض شمالی میں مکر رہے مسعودی کے موافق وہ ملک جو خوب آباد تھے باقی رہا ہو گا جہاں ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانوں کی حکومت نہیں ہوئی اور ایسی نہیں جس طرح نادرت کی بلکہ نہ کوئی مقام ہو گا جہاں مسلمانوں نے سو برس سے کم حکومت کی ہوگی کہ کین شمار اسلامیہ جاری کیے ہوں اور کین صرف جزیرہ القفقاس کا کہ انکے دلائل و اثبات فرنگ میں اور یہ باتیں تو تواریخ

مصری اور خضرانیہ سے بھی بخوبی ثابت ہیں اور اسی کا اشارہ کلام مجید میں ہر موالذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہم علی الدین کلام و کوہ و شتر کون یعنی خداوند بکر لائے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچ دین بنا لے کو بھیجا تاکہ اوپر کر دے سچ میں کو سب ادیان و اگرچہ شتر کون کو ناگوار ہو اور یہ تو بظاہر ہے کہ از روی برہان عقلی جس طرح آلا اللہ کا مضمون سچا تھا اسی طرح نہ ثنویت کا عقیدہ نہ تثلیث کا اور نہ شنگ اور پاشنی کا بلکہ یہ تینوں جھٹکا بدلائل عقلیہ باطل ٹھہرتے ہیں اب دیکھو سیکڑوں ہزاروں برس سے ثنویت زردشتوں کے پاس اور شنگ پاشنی ہندوؤں کو چینیوں میں اور تثلیث عیسائیوں میں ضروریات الترامین میں داخل ہے بلکہ آلا اللہ کا مضمون ہر نورانی نوع انسانی سے اتیک کیسے کہ عہد میں دنیا میں مشرق سے مغرب تک اس کیفیت و کمیت سے نہیں پھیلا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پھیلا اور اگر کین پھیلا ہو تو کوئی تبار سے معجزہ بخیر رہے جناب ابن الارثمخانی سے استخراج کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے ایک دن پیغمبر خدا صلعم کے حضور میں ایذا دی اہل مکہ کی شکایت کی آپ کا چہرہ مبارک منہ نہ ہمو گیا اور مجھے بہر کی نصیحت کرنے لگے

نمونه در احوال خجاری سلامت تا صلی الله علیه وسلم

654

تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء جلد دوم

اس کا مظلوم اور انکی مبروں کی حکایتیں بیان فرمائے گئے اور فرمایا خدا کی قسم یہ امر یعنی دین اسلام مقرر و مقرر
و جمیع طرح جہ جانے والا ہر ایمان تک کہ جنت سے خصوصاً تک مسلمان آدمی سفر کر گیا اور سوائے خدا کے کسی کا در
منہ کا لیکن تم جلدی کر سکتے ہو مطلب یہ کہ میرے اور میرے اصحاب کے یکسی اور مظلومی اور مدسوموں موزیوں کی شرت
و شوکت پر خیال نہ کرو ایک دن ایسا آئے والا ہو کہ وہ دشت میں تمہیں کسی کا خوف نہ ہو گا کہ وہاں کہ وطن میں جہاں کہ
حضرت مسلم کے وقت ہی میں ایسا ہو گیا کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے غلبہ دیا اور کافریت پر دشمنوں کو مغلوب کر دیا
اور اسلام کو ایسا شان کر دیا کہ مشرق سے مغرب تک پھیل گیا معجزہ تجاری نے عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت
کی کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سلم کی حضور میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کے انکس کی شکایت کی بسبب سلام
کے اور بھر ایک اور آیا اس نے راہیں بند ہو جانیکہ کیا یعنی خرید و فروخت کرنا بازار میں اور سفر کرنا تجارت کے واسطے
علم کفار سے دشوار ہو گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سلم نے فرمایا کہ تیری زندگی باقی ہو تو ایک دن تو دیکھے گا کہ عورت
محل نشین لے تنہا جہ سے کوچ کیا اور کعبہ میں باطمینان اگر طواف کیا یعنی گویم بالفعل کافروں کے علم میں نہ گرفتار میں تو
کیا ہو ایک دن ایسا ہی آئے والا ہو کہ اہل اسلام سے اگر ایک عورت بھی تنہا سفر نہ فرمے تو کافر کی تو اس کے حال سے
بھی کوئی تعرض نہ کرے گا عریضی بلی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھی یہ بات کہ ایک عورت جہ سے تنہا کعبہ تک باطمینان آئی
اور کسی کافر موزی سے تعرض نہیں کیا فائدہ یہ دونوں معجزہ عظیم میں ارشاد الہی کے وعدہ اللہ الذین آمنوا و عملوا الصا
لستخلفکم فی الارض کی استخلف الذین من قبلکم و لیکن لم یموت الذی ارتقی لم یموت الذین آمنوا و عملوا الصا
نے وعدہ دے رکھا ایمان والوں کو کارون کو تم میں سے اس مسلمانوں کو انکو خواہ خواہ بادشاہ کر دیا جس طرح بعض
اکلون کو بادشاہ کیا اور مجاد لگا اس میں کو مہیا انکے لیے مقبول کیا اور خواہ خواہ بدل لگا انکو خوف کی جگہ امن و امان کو
فائدہ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سلم نے فرمایا کہ قیامت قائم ہو
جب تک کہ نہ کرنے لگے میری امت اگلی زمانوں کے طریقوں کو باشت یا اشت بھر اور یا تو یا تو میری بے تفاوت جو اگلے
زمانے کے کافروں کے رسوم تھے وہ میری امت میں کرنیکے اصحاب نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ خمس اور نصارت کی
طرح ہو جائینگے فرمایا اور کون لوگ ہیں سوائے انکے یعنی تمہیں کے قدم بقدم چلیں گے سو دیکھو ریشمین پڑا ہنپنا چانکا
سولے کی بانسوں میں کھانا پینا بخومیوں سے پوچھ کر کام کرنا شراب پینا فرمایا سے گانا سننا ڈانسی منڈاناکھا ہون
پیرا رجانا تو بہ نہ کرنا احکام شرع کا خیال نہ کرنا گفتگو میں بلا وجہ جھوٹ بولنا وعدہ خلافی کرنا گناہ کو سہل جاننا
یہ سب رسوم مسلمانوں میں جاری ہیں خصوصاً ہندوستان میں یہ باتیں فخریہ جاری ہیں سچان اللہ بخیر صادق
جو فرمایا تھا وہ واقع ہوا ہے ^{شیخ} محمد بن مسلم بن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ
و سلم نے کہ مسلمان لوگ بعد شکست دینے سرے بادشاہ فارس کے خزانہ اسکا جو خشک سفید میں بند و اسے نقص

و تفریق بین لادینیک مطابق اس پیشین گوئی کے عند خلافت حضرت عمر بن واقع ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شہر مدائن کو جو دار الخلافہ خاندان کسروی تعاقب فرمایا اور نیزہ و جرد بھاگا اور تمام خزانہ کو شک ہفید کا قبضہ و تصرف میں آیا معجزہ خصائص مغزیہ جلال الدین سیوطی نے زرین صاحب صحاح کی روایت سے لکھا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ وسلم ربیب پر چلتے تھے تو نشان قدم مبارک دیکھ نہ پڑتا تھا اور سب پتھر پر بیٹھتے تھے تو ہرگز ہم پر انھیں ہوجاتا تھا اور حال التفصیل اس معجزہ کا دلائل النبوة اور جامع الآثار اور انسان العیون اور نور الدانوار اور مواب اللہ اور مدارج النبوة اور فتح الباری وغیرہ کتب میں موجود ہے جسکو شہدہ ہو دیکھ لے یوسے اور اپنا ایمان درست کرے تہنہ الکتاب دستور یہ کہ جب کوئی حاکم یا بادشاہ اپنے نائب اور کارندے کو ممتاز زمین الاثران کیا پاتا تھا تو اس کے ساتھ ایسی بات کرتا کہ جس سے یہ سب لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ شخص مخصوص اور صاحب بادشاہی و اسکا ساختہ پر داخ بادشاہ کو منظور ہو اور اسکی محبت یا عداوت عین بادشاہ کی محبت و عداوت ہو چنانکہ اس طرح ہماری حضرت صلح کو بادشاہ علی الاطلاق نے جمیع مخلوقات ارضی و سماوی سے رسالت مخالفت منتخب فرمایا اور اپنی خاص غایتوں سے مخصوص کیا اور ہر صفات کمال اس ذات باریکات میں برمدیے اور کالات اپنے کا ایک نکتہ بنادیا تاکہ حاضر و غائب کو اطلاع ہو جائے کہ میں محبوب اور مخصوص حضرت محبوب اگرچہ اوپر غیر ان دو انزم کو بھی فضائل و درکرات عطا کئے تھے مگر بعد ابدان کو اپنے اس حبیب کے مجموعہ صفات کو یا تو فضیلت اجتماع کی انفراد چیزیں جو غریبی ظاہر ہو گمان ہزار مکالمات میں ہزار چراغ اور گمان ایک مکان میں چو

تضمین

تجلی اللہ تعالیٰ بن کالات مبارک	صفت آدم کی صفت شملی	روح کا شکر خلافت ابراہیمی	صوت اود و فصاحت بھی علی حال کی
حسن یوسف و عیسیٰ بیضا داری	انجیر خیابان ہمدان تو تنہا داری		
صفت شکر و رون کا نقل ہوا	مناجی حق و صفت حضرت محمد	حکمت و عبادت ہوائی و یونیک عطا	مثل یعقوب بشارت ملی اور اسکے سوا
حسن یوسف و عیسیٰ بیضا داری	انجیر خیابان ہمدان تو تنہا داری		
سبب کیمیا سفوف و تھوڑا و تھوڑا	جیش نقش کا جہا و دور تار الیساں	کیا نقطہ ہر کایا و دشمن اناس	
حسن یوسف و عیسیٰ بیضا داری	انجیر خیابان ہمدان تو تنہا داری		
کیا گون تو زور جائے میں عطا کئے	سخن و توت ہوائی و توت اسمعیل	قریب الیساں کہ پوچھنے نہیں ہر اویل	مؤمن لکھن میں کیا کیا تھوڑا و تھوڑا
حسن یوسف و عیسیٰ بیضا داری	انجیر خیابان ہمدان تو تنہا داری		
گیان ویت و جو کچھ میں پروردگار	اصطفا و رضا و عشق و محبت و عین	خاص میں تیرے کوئی تھوڑا و تھوڑا	تجربہ و رون و صفوں میں جو کچھ تھوڑا
حسن یوسف و عیسیٰ بیضا داری	انجیر خیابان ہمدان تو تنہا داری		
جہاں عیسیٰ کی ملی جھکو جو ہر دگر	چھتر و تھوڑا سال کی بھارت تھوڑا	گلسی مہر ویت و تھوڑا تھوڑا	ہر تھوڑا و تھوڑا و تھوڑا و تھوڑا

حسن یوسف دم عیسیٰ بیضا داری	ایچہ خوبان ہمہ دارند تو تمنا داری	
سنگ پر یون کو ہوں ایسے اپنی	عشق میں سنا سنایا جو خانی افشا	دیکھ کر کہ نگہیں مل علی صل علی
حسن یوسف دم عیسیٰ بیضا داری	ایچہ خوبان ہمہ دارند تو تمنا داری	
فترت کن صفت محمد زبیر سے اور	نہیں تشبیہ حقیقت میں کسی کو کچھ	پر کما کرتی ہیں مجھ سے کچھ کیلے
حسن یوسف دم عیسیٰ بیضا داری	ایچہ خوبان ہمہ دارند تو تمنا داری	
صرف اپنے لیے تحصیل سادگی	غل زوال یک سخن باقی کا دعا کی	فقط اس سیت کی نصیحت کی جوت کی
حسن یوسف دم عیسیٰ بیضا داری	ایچہ خوبان ہمہ دارند تو تمنا داری	

انفعیل اس اجمال کی یہ ہر جو کچھ فضائل اور کمالات ہمارے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے
 عنایت کیے ہیں بعض آئین الیسیہ میں لکھ دے حضرت انبیاء علیہم السلام بھی شریک ہیں اور اکثر وہ ہیں کہ اور پیغمبروں کو انہیں
 شرکت نہیں بلکہ انہیں مقرر دین سو فیروزانہ نعمتیں بیان کرتا ہوں جنہیں اور پیغمبر شریک ہیں وہ یہ ہیں اول غایت
 و حکومت مطلق اور خلافت اور ریاست نام اور رسالت اور پیغمبری عام کہ انہیں جناب ابوالہریرہ آدم اور نوح اور
 داؤد علیہم السلام شریک ہیں مگر پورے شیعہ یہ ہے کہ یہ شرکت اور مناسبت من بعدہ و من قبلہ کی وجہ کیونکہ رسالت ہمارے
 حضرت کی تمام اجزاء عالم کوشمل ہو جس طرح ربوبیت حضرت رب العزت جل شانہ اور نعمت انجذاب سوائے افراد انسانیہ
 جنات اور ملائکہ اور حیوانات اور نباتات اور مجادات یہ بھی ہر کافال اللہ تعالیٰ و ہمارے مسلمان لاکھ لاکھ انسان اور تبارک
 الہی منزل الفرقان علی عبدہ لبکون للعالمین تذیر اور ہمارے مسلمان لاکھ لاکھ عالمین ہیں ہر ایک عالمین میں تمام
 موجودات ارضی و سماوی داخل ہیں جس طرح رب العالمین کی تفسیر سے ہویدا ہو حضرت شیخ عبدالحی محمد رحمۃ اللہ علیہ
 تکمیل ایمان میں فرماتے ہیں کہ نعمت ہمارے حضرت صلوات کی تمامی اجزاء عالم پر اور جمیع موجودات پر و الا سلام اچھا اور سجدہ
 اشجار اور شہادت و حوائط رسالت حضرت پر کیا معنی ہیں اگر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ دیتے کیا تو ہمارے
 حضرت صلوات کے واسطے ارشاد ہوا ان اللہ لا یکتہ لعلیون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور یہ صلوات و سلام
 اس سجدہ سے افضل ہے اسلئے کہ اس میں خداوند علیم بھی فرشتوں کا شریک ہے اور حضرت آدم کو صرف ملائکہ نے سجدہ کی تھی کیا تھا
 اور ایک ہی مرتبہ جو ہونا تھا ہو گیا اور یہ صلوات اور سلام قیامت تک رہیگا اور ہر روز و شب نیا ہوتا رہیگا اور یہ بھی
 روایت ہے کہ سجدہ ملائکہ برکت نور محمدی سے جو پیشانی آدم میں جلوہ افروز تھا واقع ہوا تھا اور نہ پانی نے سند الفردوس میں
 لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کو اگر تعلیم سما کی گئی اور ذرینہ و کمالائی گئی تو ہمارے حضرت کو بھی تعلیم سما سے امت واقع ہوئی اور ہوش
 و کمالائی گئی اور یہ تو قیاس ہے کہ ہر کچھ رسالت خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے و جہاں فی تعبہ مدارک میں و موقوفہ رسالت
 من خصائص علیہ السلام اور جو تفسیر جلالتین والا سورہ فرقان کی تفسیر میں تحت کریمہ للعالمین تذیر لکھا ہوا یا لاس و الحسن

وہی غرق ہونے سے بچ کر قیل یاقیل سے اسے سلام مناد برکات علیک وعلیٰ اہل بیت منک لیخبرکم ہوا اے نوح
اور سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور کتنے فرعون پر تیرے ساتھ والوں میں اور ہمارے
حضرت کے وقت کے کفار آب کی برکت سے عذاب دنیا میں گرفتار نہ ہوئے کہ ماکان الدین فیہم و انت فیہم یعنی
اللہ پرگز عذاب نہ کرنا انکو جب تک تو انہیں تھا جو تھی کلام حضرت حق کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی امین نہ کہین
مگر حضرت موسیٰ سے بالاسطہ احکام نہ بعثت میں کلام ہوا اور ہمارے حضرت صلعم کو قبہ نور پر کمال احتشام طلب کیا تاکہ
اسے ازخنیہ سے مطلع کیا کہ غاوی الی عبیدہ ما و جی سے ظاہر ہو اگر عوساے موسیٰ کو اودھ اتارنے اشد ما غیر ملاحظہ بنایا
ہمارے حضرت کے فراق میں جو بستانوں کو رو لایا حضرت موسیٰ کے واسطے زمین پر دریا بنی ہو حضرت جید کے لیے
آسمان پر بستی قمر ہوا اور زمین آسمان کا تفاوت ظاہر ہوا اور تفسیر نجم الجواہر میں ہو کہ ابن حبیب کہتے ہیں کہ باہن السماء
والارض ایک دریا ہو کہ اسکا نام کفوف ہو اور اس عالم کے دریا اسکا نسبت ایک قطرہ ہیں سودہ دریا وقت معلوم
آنحضرت شوق ہوا اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیچھے سے بانی جاری کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیر و کمان
خشک کنواں پانی سے بھر گیا اور وقت ضرورت آپ کی آنکھوں سے نورہ دار بانی جاری ہوا کہ نہ راونے میں باور
صرف کیا اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ بینا نبوت کا نشان ملا تو ہمارے حضرت کو خاتم نبوت عطا ہوا اسکی روشنی
میزان کو جھپکتی تھی آنحضرت کے نور سے آنکھوں کو روشنی ہوتی تھی قہ جادو کم من الدنور آب ہی کی شان میں ہو اگر یہ نور پر وہ
بشریت میں چھپا نہ تو کسی کی نظر آب کے جال کا مال تک نہ پہنچتی حضرت موسیٰ نے حضرت سے کہا ان تعلیمی مہمات
لیخبر سکھائے تو جھگو جو جھگو سکھا یا گیا ہو اور ہمارے حضرت نے خدا سے درخواست کی رب زونی علانی اے رب
بر مایہ اعلم حضرت موسیٰ کی مناجات کا مقام طور سینا ہو حضرت خاتم النبیین کا عرض معلوم موسیٰ کی درخواست وہی ہے
کن ترانی ارشاد ہوا حضرت کے واسطے حکم ہوا انزل الی ربک حضرت موسیٰ نے شرح صدر ناگاریا تہرج الی صدری حضرت کے
بے درخواست ارشاد ہوا الم نشرح لک صدرک یا یوحنا ملک اور سلطنت کو او عاف علیہ حضرت سلیمان سے ہو یہ بھی
حضرت صلعم کو ملا ہو اور حضرت مختار کیسے کہتے تھے ملکیت اور عبودیت میں سو حضرت نے عبودیت اختیار فرمائی اگر حضرت
سلیمان کی جن اور مہمات تو ہمارے حضرت کے حضور میں جن یطوع و رغبت ایمان لائے اگر حضرت سلیمان جنات سے کام لیتے تھے تو ہمارے
حضرت آئے سلام لیتے تھے اگر ہوا انکو ایک ماہر راوی بانی تھی اور بحر لاقی تھی کہ عذرا شہر دور و احسا شہر سی سے عبارت تھی تو ہمارے حضرت
کیواسطے براق سمجھو کہ عرض سے فرش تک لگیا اگر حضرت سلیمان کو جنوں کا لشکر ملا تھا تو ہمارے حضرت کو فرشتوں کا لشکر ملا یہ حکم
کہ تم جھگلا ف من اللہ لایک سے ظاہر ہو اگر اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو جبر بون کی بولی سکھائی تھی تو ہمارے حضرت کے دربار کو شہر تہرود کا
بورن اور راونٹ کا شکر مکرنا اور چربا کا فریاد کرنا معجزات باہر وہ میں جو چھٹی تناسل اعضا و لطائف غیبی شامل و لطافت بدن
کہ عبارت حسن جمال سے ہو کہ انہیں حضرت یوسف علیہ السلام شہر یک کے اور حسن کی دو قیمین میں ایک حسن سورسی

مکملہ سلطنت
اور صفت عالیہ
حضرت صلعم

یعنی ظاہری دوسرا حسن معنوی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوصف ملامت حسن معنوی میں قصی غایت پر تھے کہ ان کی خلقِ عظیم آپ کی شان پر اور ابو سعید خدری سے پہنچی ہے، روایت کی ہے کہ نگاہ میں نے یوسف کو دیکھا کہ نصیحتات دے دے کہ میں آؤ میمون پر اور دوسرے حسن کے مانند لیا یہ القہر اور انس سے ترندی نے روایت کی ہے فرمایا کہ گوئی نبی نہیں مبعوث ہوا مگر حسین اور زکوش اور ازہر بنیک احسن و جہاد و حسن صوتا و قسطا فی ذلک ہیں کہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ حدیث معراج میں آؤ میمون سے مراد غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مسلم کی روایت ہے کہ نگاہ یوسف نظر آئے کہ ان کو ملتا تھا پارہ حسن اور مرد پارہ حسن سے پارہ حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر در اسے اسکے حسن یوسف سے ایک فتنہ عظیم پر پیا ہوا اور حسن آنحضرت سے سیکر دن نارتوئے اور اگر ملاحظہ جائیے شریف حضرت اس جگہ پر ملاحظہ ہوئے تو درود پر ہلکے نظر امعان دیکھ لو اور اسکو پیش نظر رکھو یا الہی ترے عشق کی چینی و تصویر تیرے محبوب کی کرتا ہوں میں صورت تحریر پاک کر لوٹ دو عالم سے میری جان کا حریر جب تصویر تیرے دوست کی ہو شکل پذیر ہو ملک صنعت سے مرے جس گھڑی پیدا ہوا حریر ہو بعد اصل علی صل علی بے تاخیر مسکین مصحف ناحق کی یہی ہے تفسیر مطلع سیزدہ اختر یہی ہر زبیر ہر ہی جسکو شہنشاہ ام کہتے ہیں ہر ہی جسکو شہر لوح قلم کہتے ہیں سو قد مبارک میاں تھا نہ بہت بلند دروازہ اور نہ حقیر کوتاہا این ہمہ اس قدر کیا معجزہ تھا کہ جب لوگوں میں کھڑے ہوتے یا چلے تو سب سے بلند نظر آتا اور جب بلند ہدایت اور دعوت پر جلوہ فرما ہوتے تو جماعت حاضرہ سے سر مبارک اوچا دیکھ پڑتا یعنی غیرت حق نے کسی طرح اپکا ہر مسپر پدا نہیں کیا یہاں تک کہ قد مبارک کے سایہ بھی نہ تھا کہ آئین بھی سایہ ہمسری اور برابر ہی تھا عرش پر سایہ محبوب خدا چھایا ہے ہر ہی وجہ کہ اس قدر کہ نہیں سایہ ہر اور سر مبارک بھی دیا نہ نہ بہت بڑا چھوٹا نہ جھکو ملتا نہیں اس سر کا کوئی بھی ہمسرہ کس سے تشبیہ اسے دون کہ وہ ہوا لائق تر ہو یہ کہتا ہوں کہ وہ سر جو ہر سر حق ہر سر نور حق کیے سر سر اسے یہ الیق ہے اور بال سر سر اقبال اس فریق نوری کے گھونگھڑالے نہ تو نرم و ہستہ اور نہ بہت پیچا پرا اور سخت نہ بالکل کھلے اور نہ از بس اوٹھے درازی آنکھ تیا گوش و گاہ تیا دوش او کہ چون میان گوش و دوش و در و دون طرف دو گیسو کچھون چار اور روز سے چلتے تھے خوشبو یوں کی پشین آتی تھیں انکا اعجاز یہ تھا کہ جو کوئی بیمار دھو کر مینا فوراً شفا پاتا ہے یا رودہ بال سر دوش جو آجاتے تھے شب حراج کی صورت کو دکھا جاتے تھے ہونوگاناں جہاں کو یہ شفا جاتے تھے ہم تھے جو طور پر ہوسنی کو اگر آجاتے تھے ہکو ترانہ بھنکا کہ علی ہیں ہم دیکھو نور کے منہ پر تجلی ہیں ہم اور چہرہ نورانی غیرت جمال الہی اور آیت انوارنا متناہی ایسا روشن اور تابان کہ گویا آفتاب آسمان سیر کرتا ہے نہ تو بہت گول اور پر گوشت اور نہ بہت لٹبا اور بے گوشت بلکہ مائل بند ویر اور نکت اسکی سفید مائل بسرخی اوچکے مک ایسی کہ نظر نہ تھرتی تھی اور شفاف بے جرم ایسا کہ ہر چیز کا عکس آسمان دیکھ پڑتا بلکہ سفائی اس آئینہ غذا انکا یہاں تک تھی کہ نور انکا صورت آسمان نظر میں تھی اور عتہ من رانی قدرت اسے الحق اس سے کھل جاتا تھا اے محمد تیری موت

کہا یہ اس سہل + ورنہ تعقی ذات خدا عقدہ مالا یخل + اور جبین نورائین انور حق سے مالا مال اور مانند جھلے دل عاشق واضح و کشادہ جب حسین پرتی تو ایسا دکھلائی دینا کہ کٹر لچاند کا ہوا خوشبو اسکی مشک اور عنبر اور زعفران اور عطر سے زیادہ کہ عورتیں اسکا پسینا لیکر بدن میں ملتی تھیں اور بالوں میں بجائے خوشبو لگاتی تھیں اور آیت صحیحین آیا ہو کہ ایک عورت مغلصہ کو اسکی بیٹی کے نکاح میں خوشبو نہ ملی اسنے پسینا جبین مبارک کا لیکر اس عروس کے بدن میں ملا کہ بدن مضر ہو گیا اور کئی پشت تک اسکی اولاد کے بدن میں ویسی ہی خوشبو آتی رہی اور بھوین ایک بتلی بتلی نہ بیوستہ نہ جدا ظاہر میں ملی ہوئیں دکھلاتیں سہ انکی ابرو کو کوئی کتا ہوا لگا دیا + کوئی کتا ہوا ہلال اور کوئی کتا ہوا کمان کوئی محراب عبادت ہی کا کہ تاہو گمان + اور کوئی قوس خدا اور کوئی تیغ عریان + صفت ابرو سے رسول عربی شاہ جہان + قاب قوسین کمون میں تویہ ادنیٰ ہو بیان + اور آنکھیں مشرگین نہ ٹرین نہ چھوٹیں نہ بین دوڑے سرخ خوشنمائی سے نمودار چشم بدور نظارہ حق میں ہر دم سرشار سیاحی اور سفیدی انکی کمال عند حق مبنی میں ہر لحظہ بالاستقلال بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے اور بیہقی نے عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی میں ایسا دیکھتے جیسا روشنی میں اور پیش رو اور پس پشت برابر سہ چشم کو جادو نہ کہیو کمین اعجاز ہے + اگلو آہو نہ سمجھو کہ غلط ناز ہے نہ نہ تو نرگس ہے نہ بادام کا انداز ہے نہ جانو صیاد نہ اسکے تئیں شہانہ ہے یہ + ہر جو حق میں توصفت اسہیں خدا ساز ہے یہ + عین عیسیٰ ہے جو عجاز سے دسانہ ہے یہ + کہ وہ میں علی نام ہے بہر تعبیر + غیر کے قتل پہ ابرو کی کھنٹی ہر شمشیر حقیقت یہ تھی کہ جسطرح دل حضرت کا احاطہ اور وسعت اور اک معقولات میں رکھتا تھا اسی طرح حضرت کی آنکھ کو احاطہ اور وسعت احساسات میں حاصل تھا کہ شش جہت کو حضرت کی نظر میں ایک جہت کا حکم تھا اور قوت بصر ایسی کامل کہ ثریا کہتے مارے گیارہ یا بارہ دیکھتے تھے اور قوت بنا مسجد مدینہ قبلہ چشم سر دیکر کمرست قبلہ درست فرمائی تھی اور حیا اور شرم انہیں ایسی کہ ہمیشہ گوشہ چشم سے دیکھتے اور اکثر نظر اپنی زمین پر رہتی اور قوت انتظار جانب فلک اور پلگین اپنی دراز مثل سائبان کمال آرایش سے نمایان سہ یاہین زیر و زبر مطلق آیات و قوت + یاہین محراب میں کعبے کے ملائک کے صفوف + ہین زیارت میں جو تقویٰ ربی کے مصروف + یہی پڑھتے ہین بصدر شوق و ہرات لوف + ہر گل خاض جان پرور احمد صلوات + ہر دو گیسوے فرح بخش محمد صلوات + ہر آو گوش مبارک نہایت خوبصورت نہ ہوتے نہ چھوٹے در اور نزدیک سے برابر نہیں اور خوابے بیداری میں یکسان سماعت کرین چنانچہ ایک دن آسمان کا دروازہ کھلا کہ دروازہ کھول نہ کھلا تھا اور شتر فرشتے واسطے متابعت نزول سورہ انعام کے آتے حضرت نے مجمع صحابہ میں فرمایا کہ اسوقت میں نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی اور بیٹلی ملا کہ بلند ہی شماع نور سے اونچی نظر آئی کہ اسپر نور کا ابھار تھا اور رخسارے

۴۰
تفہیم الاذکیاء فی احیاء الانبیاء جلد دوم
تتمہ احادیث سادہ تا علی علیہ السلام
۳۵۴

ازبس نرم و نازک رشک گہلے بہشت اور آب و تاب سے ایسے چمکتے کہ چاند کی روشنی پر غالب تھے اور دہن مبارک وسیع اور کشادہ خوشنما نہ نہایت تنگ اور چھوٹا بد نما نکلتی تھی کہ وسعت دہنی عرب میں مردوں کے واسطے محدود ہے اور تنگی دہن عورتوں کے واسطے اور جو شوخ تنگ دہنی معشوقوں کی بیان کرتے ہیں تو گویا یہ مراد ان کے نزدیک عورتوں کے حکم میں ہو کہ کیا کمون و صف بہ حارض پر نور جناب بد کہ اسے ماہ بھی کہنا ہے خلاف آداب بد آگے خورشید کے کیا مشعل متاب کو تاب بد ہو جو ایک جنبش انگشت میں شق مثل سہا سہا گل بھی کیا کیسے کہ ہو اس کے پسینے سے گلاب بد بان یہ کیسے کہ ملے کہنے سے قرآن کا ثواب بد یعنی ہے صورت شاہ عربی حق کی کتاب بد دو نون رخسار ہین نصعین مساوی بحساب بد زیر رخسار مبارک وہ خط ریش لطیف بد رمل چوبہ کھلا رکھا ہے قرآن شریف بد مصحف رسوے محمد پر ذرا کیمو نگاہ بد بینی اسکی ہر الف لام وہ گیسو سے سیاہ بد ہے دہن میم محمد سخن صدق کی راہ بد لام اور میم بہ مدین دوا بر سے سیاہ بد یہ مقطع ہین حروف اسکی رسالت کے گواہ بد معنی اس کے ہین انا اعلم اعلم ہے کہ وہ پر ہوتا یہ نازل نو وہ ہو جا تا کا وہ ہو جو منظور تلاوت تو ابھی بسم اللہ بد ہین لکھے احمد مختار کے رخسارے دو بد ہے قرآن اسی کہیں ہدیہ پاد و بد اور دزدان نور انشان کشادہ اور درویش فقیر کلام لافنے نور چمکتا تھا حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہستے دیوار ہین روشن ہو جا تین اور لوزدانوں کا ایسا پڑتا جسطرح عکس آفتاب حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ اکثر عادت حضرت کی ہسکرانے کی تھی مین نے نہیں دیکھا حضرت کو اس طرح ہستے کہ لہرات دکھائی دینا سکا نہ نصف دہن کر سکے اسکا ترقیم بد حرف زن ہووے نہ جینک کوئی مانند کلیم بد دم اعجاز مسیحا کی ہر اسکی تجسیم بد کیا ہے وہ فوجہ نمو ہوم کی تصویر ترسیم بد بے گل لے کے جہان جان سکے بد نسیم بد بلکہ ہر میم ہین لفظ محمد کی ہر بان یہ وہ منہ ہو کہ جس منہ سے خداوند علیم بد کام لیتا ہے ہدایت کا فیضان عمیم بد ہے یہ دہ منہ کہ زبان اسمین خدا کا ہو کلام بد یعنی ہے وحی مجسم ہر زبان اسکا نام اسمین دندان مبارک جو ہین رکھتے تیز ہین بد درج یا قوت مین میون سلک گہراے عین بد نے غلط اس گہر کے تین نسبت ہو کہ ہین بد لفظ اللہ کی دو سطریں قرینے سے قرین بد ایک بالا ہے اور ایک سطر ہے اسکی زیرین بد دیکھ کر اسکا تبسم ہی ہوتا ہے یقین بد اسم عظیم کی دو عالم کو کرین مین مقسین بد ایک دندان کی چمک اسنے دکھائی تھی کہ ہین بد عزت عشق آسمی نے گوارا نہ کیا بد جب تلک سنگ قضا سے اسے پارہ نہ کیا بد اور آواز حضرت نہایت شیرین اور خوش اور رست اور دست اور بے تکلف و بان پہونچے جہان کسی کی آواز ہرگز نہ پہونچے خاصہ خطبہ پڑھنے مین اتنی بلند ہوتی کہ عورتیں اپنے گھروں مین مستنین اور فصاحت اور بلاغت آپکی تو بیان سے باہر تھی حق تعالیٰ نے دفع اور بلع آپسا پیار ہی نہیں کیا اور گرون مبارک رشک دینا سے بہشت حد اعتدال پر رخشان اور درخشان کہ آئینہ اسکی صفائی سے

حضرت کی پشت پر مقابل مکان دہا شیطاں کے واقع ہوئی بقیہ خصائص حضرت میں ہرگز انسانی الموائج اور حقیقت یہ کہ ہر
 بشت حضرت علیہ السلام کی حامل اہل رسالت اور انقال نبوت بھی کما قال بِأَمْرِ اللَّهِ عَلَيْنَا قَوْلًا تَعْتَمِدُوا اور وہ ولایت گرامیہ
 و امانت کرست پر ہے ہر وجہ کمال نام بشت مبارک میں رکھی گئی لہذا اس پر ہر گئی گئی بخت اور انبیاء کے کہ انکو اپنی امانت پر کیا اس کے
 امین نہ کیا تھا اور ان پر وہ ولایت ختم ہوئی تھی اس لئے نہ بھی نکل گئی کیونکہ وہ ان خزانہ نہ تھا بقیہ مہر ولایت حضرت کی معرفت تھیں
 کی تھی تاکہ معلوم ہو کہ وہی خیر جو جسکی بشارت اگلی کتابوں میں تھی یا جو غفلت و فساد کی گنجائش نہیں ہے تو نہ کیا ہو اور ان
 مبارک کمال سفیدی سے ہر رنگ تمام بدن کے تھی اور اس میں شک کی ہوتی تھی اور سیدہ مبارک عرض و جد و جہاد فی الجہاد و جہاد
 نظم کیا کہ میں صفت سیدہ صدر عالم و عالم ذات صدور اسکا فقط ہر محرم ہے دیکھتے تھے اسے جسوقت حسیناں ارم
 شرم سے سینے کے ہوتے تھے پسینے میں نرم ہوا تو شکم مبارک نہایت ہموار اور صاف سینے کے برابر اور ایسا نرم گویا نمل کے ٹکڑے
 تھے کچھ رکے ہیں صرغ اہل باطن اسے کہتے تھے فقط نو ہر ہے اور ایک خط بار یک سینے سے تا ناف و نکاری نقاش ازل سے کھجا
 ہوا تھا سو اس کے حجابی اور شکم پر کوئی بال نہ تھا گویا یہ نشان شوق صدر تھا نظم خط سیدہ سے تا ناف جو ہر شک سیاہ
 رشتہ جان سے ہر شہزادہ مکتوب آہ و فداخ منیل کا ہر با عکس ہر آئینہ ماہ و یاسعلے ہر کھاسم ہر سبحان اللہ ہے جسکے ہر دانے
 و مالک جہان ہر آگاہ و یاقین میں ہر وادی امین کی راہ و یاسخ حور ہے ہر گیسو مشکین سیاہ و اور نزاکت ہے ہر اس موکی کر گئی
 علم موسے میں اب لکھتا ہوں تعریف کر دہر لکھوں کیا میں کہ وہ موسے بھی ہر ازان کہ دہر جس سے کہ نہ گیا صاف نکل پھر
 خواہوں نہ جب چٹکے کا کھینچا آہل و جب پئے عرب کرانند سے وہ سلطان ازل و حکوے جبریل کھڑا ہو کہ نہ کابل و منظر
 کھل پڑے ہیبت سے فلاک ازل و اور شجاعان و دو عالم کا بھی دل جلے دل و ہر حکوے کر لے کر میں یہ کہ تیغ اجل و دشمن
 حق پر میں بن کھینچے ہی پڑتی ہوں اگل و کا شتی ماہ سے لے تا سراپا بختان میں دہر کی تیغ ہوں اور تہ آفتی میں بن و اگر چہ
 مبارک میں کر کا ذکر نہیں آیا اگر مگر ظاہر ہو کہ بسطح تمام اعضا حضرت کے معتدل و خلقت والی تھی اسی طرح کر نہ رہا تھی
 اور نازک تھی اور دونوں ہاتھ آپ کے دراز اور کلائیوں جوڑی اور تھیلیاں ہر گوشت اور نرم و نازک بھیلی ہوئی خوشبودار اور
 انگلیاں دراز اور ایک نہایت خوشنما انھیں انگلیوں سے چاند دو ٹکڑے ہوا انھیں ہاتھوں میں انگلیوں نے تسبیح پڑھی اور
 انھیں کی گھائیوں سے بانی و ابابھی ہاتھ جب کسی سیار پر پڑا اچھا ہو گیا اور جب کسی نیلے سر پر پڑے خوشبودار ہوا جانا نظم
 پنجہ اس نور خدا کا جو ہر جہت ظفر و اسکے مراح کے ہاتھ آباہ مضمون و گر دہر و اطاعت سے رکھوے جو کسی کے سر پر
 اس پر ہر بختن پاک ہوں سایہ گستر و بانج اور کان میں اسلام کے بانج اختر ہے یا کہ ہر بانج نازون کے امام ہر ہے و انفا
 ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ جو شہور ہے کہ سبناہ دست مبارک حضرت علی علیہ السلام دراز تھا یہ غلط ہے مبارک کا ہشت
 سبناہ البتہ دراز تھا اور دونوں رانیں و ساقیں ازبس لطیف اور بار یک نہ دراز نہ عرض و گوشت نظم ایک سبناہ کی
 عرض و دوہرین یہ قانونس بلورہ ہرین صفائی ہرین جو آئینہ توہین و ہرین چورہ و جاور رحمت و غفران میں ہرین دونوں سبناہ

یہاں ایسی تین نوزی کہ چشمہ دورہ صدف پر و از نرط آپ شمع کا نور ہر سائنس کے کوئی بیٹے کے کیا مقدور ہر ان پڑھے
 جیسے تشہد وہ امام و دو جہان ہر بیٹھیں سب پیچھے ہزاروں ادب خود و کلان ہر دور قدم مبارک دراز و پرگوشہ و رنگین
 دراز اور باریک انہیں نگشت سب سے بڑا و خضر پرگوشہ اور پائون اوپر سے ڈھلکتے ہوئے کہ انہیں پانی نہ ٹھہرنا و
 اتریاں جھوٹی جھوٹی گم گوشت نظم قدر احمق و مبوس نبی ہاتھ لگا ہر شکر ہر سر مرا فلاک برین ہر ہر ہر ہر
 قدر احمق ہوئی ختم صفات اعضا ہر معنی میں اسکے سراپا ہر اول سے فدا ہر قامت راست کی تعریف
 جو باقی ہر دلا ہر راست بازی کی ہر شہر طرکہ کروہ بھی ادا ہر نسبت اس قدر سے ہر کن چیز کو خود میں
 بتا ہر الف اللہ کا گر کیسے اسے تو ہر سجا ہر عرش پر سایہ محبوب خدا چھایا ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
 تین سایہ ہر فائدہ ایک سندس نہایت بلخ بر خور و مولوی محمد حسن لازال کا سمہ محبت اطال اللہ عز و
 اسی عرصے میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا میں تعریف کیا اور درخواست کی کہ اگر
 یہ قصیدہ داخل کتاب کیا جائے تو سامعین کتاب کو زیادہ تر موجب فرحت و مسرت ہوگا لہذا حقیر نے
 اسکو داخل کتاب کیا

قصیدہ

بدر اللہ شب غم نے اٹھایا بستر خروہ ایزد دل کہ ہوا نور خدا پیش نظر	محب طالع بیدار مبارک ہوئے بارک اللہ طبیعت کا ہر رنگ دیگر
گر نہ پاس ادب تو مجھے کچھ دعویٰ ہے سجدے کرتے ہیں ملائکہ مرا وہ تہ ہے	
لا مکان تک لیے جاتی ہر مجھے طبع رسا ہو رہا ہر صف ارواح میں میرا چرچا	بڑھ گیا عرش کے پایہ سے سخن کا پایا خیر مقدم کی جلی آئی ہر ہر سوسے صدا
بزم قدسی کا بلایا ہوا مہمان ہیں ملک آنکھوں پہ بچھاتے ہیں وہ انسان ہیں	
آج کس دعوے سے خدام سخن آتے ہیں لنگی بزم جہان دیکھ کے گھبراتے ہیں	سندین فکر کی محفل میں بچھا جاتے ہیں کاؤتکیہ کرہ زمین کا اٹھوانے ہیں
جشن کاروز ہر معنی کے شہر اقدس کا اور اونچا کر و خیمہ فلاک طالع کا	

ہم دکھاتے ہیں طبیعت سے تاشے کتنے	عالم نور میں چھوڑ آئے ہیں شوشے کتنے
حل کیے غنچہ خورشید سے کتنے کتنے	عقد پروین سے لکھے ہنسنے سے کتنے
سادہ کاغذ ورن مہر و نشان ہر آج	دست پر نور عطار وین متلداں ہر آج
یون خراسندہ بشوخی قلم رعنا ہر	موج ہر جس سے نجل غرق عسرن دریا ہر
بال پرواز برسی چشکیوں پر اڑتا ہر	آہو شوخ ہر کب الکب خرامان کب ہر
کوئی تلخ آہوؤں کی جلوہ گری میں تو نہیں	کوئی سرخاب کا پر کبک دری میں تو نہیں
زنگ گلزار معانی کا عجب عالم ہر	غنچے کو دیکھیے تو صبح کا بھرتا دم ہر
برگ گل چاند کے نکڑے سے بھلا کیا کم ہر	سرور عنانین آئینہ فتاد دم ہر
ہر شجر شمع جلی ہر گلن تھلے ہر	نام ظلمت نہیں لالے کے یہاں لالے ہر
سرسنبیل گل تر حرف ہر غنچہ لفظ	کاعف ذشق ہر یک بنر چین کا تخت
طلوٹی بولامرے خامہ کامیان شعرا	کیون تہو آج میں لکھتا ہوں سرا پاکسکا
جسکو گلدستہ باغ ابدیت کہیے	خندہ صبح بہار احدیت کہیے
گیسو حور قلم ہو کے بنے خانا مہو	کہ ہوں آراستہ نقو بر سخن کے گیسو
گورضوان کے لائے مجھے شاخ شہو	کہ شب فکر میں ہو نکلتا مشکین ہر سو
منشی دفتر اعلیٰ کا کرم کافی ہر	مشق کرنے کو مرے لوح و قلم کافی ہر
روشنائی کی یہ ترکیب ہر شمع بے دود	جسکی ترتیب کو جب سربل امین ہر موجود
گوند ہو شجرہ طوبیٰ کا بہ قدر مقصود	پانی میں جہنم کو ترسے مگر بڑھ کے درود
صورت دین موسے ہو پرا نوار کھل	شمع سے طور مغل کے اڑائیں کا جہل
زنگ شجرن کا بھی اب کوئی سامان کیجیے	لازار اپنے سخن کا چمنستان کیجیے

خضر کو سالک آب از پئے مرجان کیجیے	لعل کے واسطے مخیر بدیشان کیجیے
وقت ہر بر ہی آسمن گرد و ن کا	کہ شفق پر بھی ارادہ ہر مراشجون کا
اور کاغذ کا توہمئے عجب انداز کیا	پردہ ہاشم کو ترطاس خدا ساز کیا
کھینچی تصویر اُسے جلون گہ ناز کیا	چوم لون باغدین اپنے عجب عجا ز کیا
شعلہ طور کا کاغذ پہ کھینچی نقشاہی	خاک را نگاہ کعبہ دست پر عیناہی
کیون نہ سو جان سے ہو گلزار بہار زینی	محور گینئی تصویر سراپا سے بنی
یہ وہ صورت ہو کہ دیکھی نہ سنی ایسی کبھی	تھی یہی شکل مقدس کہ ازل میں جو کھینچی
ماز سے خامہ قدرت نے کہا واد سے مین	بول آٹھا عارض پر نور کہ اللہ سے مین
کیسی تصویر کہ ہر صبح بہار امکان	کیسی تصویر کہ ہر آئینہ پردہ احسان
کیسی تصویر کہ ہر لوح و قلم نور افشان	کیسی تصویر کہ ہر گلک مصور نازان
کیسی تصویر کہ سب صلق علی کہتے ہین	کیسی تصویر کہ سب جل علی کہتے ہین
کبھی تصویر جسے کھینچے نقاش ازل	خود لگا کہنے کہ ہر وصف مین تو ہر فاضل
نبری صورت سے کھلے معنی مائل و دل	انبیا شرح مفصل ہین تو متن مجمل
تو ہر خورشید ترے سامنے انجم ہین بنی	تو ہر شمسہ تصور مین تو ب ہین قطبی
تو ہر داؤد نعم تو ہر سلیمان خاتم	شکر کیجئے ہر تو ذکر زکریا ہر دم
خلت خاص خلیل و برکات آدم	شکر عیشوبی و صبر دل ابو تبہم
حسن یوسف دم علیے پر بیضا داری	آنچہ خوابان ہمہ دارند تو تنہا داری
ہولے جبریل کہ تجر ہو فی ختم تکمیل	آدم و نوح کے بخشے تجھے اوصان جمیل
خضر و الیاس کا رتبہ شرف اسما جیل	اور سوا اسکے بھی ای سروتہ باغ خلیل

حسن یوسف دوم عیسیٰ ید بیضا داری انچہ خوبان ہمسہ دارند تو تنہا داری	
دین پکارا کہ مرے گھر میں آجا کر دے مثل مردے کے پڑا ہوں مجھے زندہ کر دے	طالع غفرت کو بچشم زلیخا کر دے دستگیری مری فرما مجھے برا کر دے
حسن یوسف دوم عیسیٰ ید بیضا داری انچہ خوبان ہمسہ دارند تو تنہا داری	
کنوین جھانک کر وں کنگھان کے تو سودا ہر مجھے خبط ہر گرسر عسار سیجا ہر مجھے	طور پر جاؤں تو احسن کا بھٹکتا ہر مجھے سچ تو یہ ہو کہ ترے گھر میں کی کیا ہر مجھے
حسن یوسف دوم عیسیٰ ید بیضا داری انچہ خوبان ہمسہ دارند تو تنہا داری	
واہ تصویر ہر بس من کی قسم یہ تصویر بسکہ آئینہ وحدت میں ہر قسم یہ تصویر	ہر دل و جان رسل مختار ام یہ تصویر عالم نور ہر سراپا قدم یہ تصویر
سایہ زبیا ہی نہ تھا آپ کی قامت کے لیے روشنائی تھی یہی شہزادہ کے لیے	
جسم محبوب خدا نور کا ایک بیتلا ہر اسکی قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہر	سایہ حق وہ شہر منزلت نکلا ہر سچ ہر محبوب جولا ثانی ہر وہ بکیت ہر
لاکھ عاشق ہوں مگر لطف دو محبوب نہیں خل حق ہو تو ہو پڑسل بنی خوب نہیں	
قد کے اوصاف رکھو یاد نہ بھولو بخدا آب آئینہ باطن سے وضو کر کے ذرا	سجدہ سونہ بنی ایسی عبادت میں روا انہی و تجت کر ویت خدا و ن ست ادا
آئینہ کھڑے ہو پے نقشبند دم طاعت ہر یہی تکبیر میں عشاق کی قد و قامت ہر	
عشق پر کر سی بچھائے ہو مرا ذہن رسا ای فلک ذکر بہ اندازہ ہمت ہر بجب	اب بیان آمد مضمون ہو کہ وحی پوچی تو وطوبی دمن و قامت محبوب خدا
قد بے سایہ مری چشم منتا میں رہے	

سایہ طوبی کا ترے عالم بالا میں رہے	
راستی جو ہر آئینہ ایمان ہو دلا	کہ دے ایمان سے کہ وہ قد ہے الف ایمان کا
دیکھے دو نون الف اُسکے تو کھلا یہ نکلتا	ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا
سرا ایمان حدوث و قدم اول کو عبور	
دوسرا وادی ایمن میں ہی شمع سر طور	
سرا قدس ہے حباب لب وریا سے قدم	دُرّۃ الشّاج ہے اس بحر کا یہ قطرہ نم
ہم احمد کا ہے دامن احد سے منعم	یون حدوث اور قدم آکے ہوئے ہیں باہم
قطرہ بگر بست کہ از بحر جبرائیم ہے	
بحر بر قطرہ بہ خند ید کہ ہائیم ہے	
لیے امت گئے گناہ آپنے اپنے سر پر	بخشش حق ہو نہ ہم پر متوجہ کیونکر
دن گئے جاتے ہیں کب روز شمار آئے نظر	زلف مشکین کو دکھا کر جو کہین مغیبت
بان چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو	
نفت سرا پائے امت کا سیاہا دیکھو	
سایہ ہو مشرق ہمایون پہ جناب حق کا	پر وبال افرشہ پر نہیں کھولے ہو ہما
عالم غیب کا سردار ہوا جلوہ نما	نہیں سرکار یہ سلطان جہش کی حاشا
کشور کا کل پر بیچ و خرم سرور ہے	
نہ ختن ہے نہ خطا ہے نہ یہ عنبر سرور ہے	
خوشنویس ازلی کا ہو وہ پر زور قلم	کہ ہر اک حرف ہے اسکا سند مستحکم
اہل ایمان کے لیے موسیٰ سر شاہ ام	خط گلزار میں ہے سر خط گلزار ام
کوچہ خلد قطرہ آنے لگا دنیا میں	
خوب فردوسیہ لکھا ہے خط طغرائین	
نُخ پر نور کا ہے کاکل شگبون سے ظہور	دیکھ لو دامن موسیٰ کے تلے شعلہ طور
نیشہ میں ہو عیان جلوہ ماہ پر نور	ابر رحمت میں ہو غور شہید قیامت سنو
شب معراج میں ہو شمع تجلی روشن	
لیلۃ القدر میں ہو نور الہی روشن	

وصف پیشانی میں ہوتا ہے کہ سب سے زمین	روح بسم اللہ اور جسے کہتے ہیں یسین
صفت کل ہر رخ خاستہ کشف وین	سورہ فاتحہ صفت کل ہر وہ جسین
گلشن عالم تتر یہ رخ زیبہا ہر	اس گلستان مقدس کا یہ دیباچہ ہر
ہین دو ابرو سے سیم زلف جبین انور	طاق یحنا نور شید کے آنے ہین نظر
نقشہ ابرو کا دکھائے جو عطر و گلر	مہ نوتغ سے مریخ کی ہود و پیکر
خواب میں بھی جو وہ زہرہ سی جبین پیش آئے	مشرقی طالع کفسان کی زحل ہو جائے
دیکھو ہم پہلو پیشانی انور ابرو	ہین اسی آئینہ صاف کے جو ہر ابرو
آبرو سے دم خنجر ہین مستر ابرو	موج دریا سے شجاعت ہین سراسر ابرو
سہ کامل میں سہ نوکی یہ تصویرین ہین	یا کھنچی ہر کرادر میں شمشیرین ہین
ایک رگ مخفی ہر ماہین دو ابرو سیاہ	کہ نظر آتی ہو وقت غضب شاہنشاہ
طرفہ تشبیہ یہ پہونچی ہر سمندان کی نگاہ	الف اسم چھپائے ہوئے ہر بسم اللہ
لفظ معنی میں عجب ابروؤں کے طاق ہوئے	الف طاق چھپا یا تو عدو طاق ہوئے
رگ جو کانٹا ہر نوشا ہین ترازو ابرو	مردک سنگ ہر اور پلہ ہر چشم دیکھو
آکھ پڑجائے اگر جانب امت سبرو	صاف رکھی رہے میزان قیامت کیو
آپ بٹے پہ ہمارے ہون تو کب کھٹکا ہر	مردم چشم کہیں سہنے اسے تو لاہر
طرفہ مضمون ہر مجھے پیش نظر ہو آگاہ	منظر چشم نئی پر بھی ذرا کیجے نگاہ
ایسی زگس کہیں دیکھی ہو نہ بادام سیاہ	چشم ہر دو رعب آکھ ہر اسٹا شد
لاکھ اگر اچھی سی اچھی کوئی تشبیہ کے	چشمکین ارے سخت گو نظر فریب کے
اک نیا نئے لکھو ن دل پر جو ہر سے	صفت پر سیم کے لکھین جسے آہر سے

اکبیر کی بوتلی ہین سنا اکثر سے	بوتہ چشم پہ ہر آنچ رخ اور سے
مٹھے راہ دولت بیدار ترے سونے کے	ٹوٹے آنکھوں کے نبین ڈھیلے ہین بیسوں کے
گوش بر نور تہ زلف شب آماستور	اکبیر دھوکے سے بھی دیکھے تو سحر ہو کافور
رنگ کا اسکے صبا سنکے چمن میں مذکور	کے گل سے کہ ہوا ہونہ ٹھہر میرے حضور
گو ہر وصف سے گردا من در پاؤں ہو	یون حدف سے کہ ہوئی کہیں بجل ہو
سرفک گوش قلب گرچہ یہ تشبیہ ہو تیز	چشم کا ہر پہ اشار اک کرو اس سے گریز
ہو زین کعبہ ابرو کی بڑی مردم خیز	رخ کے میدان میں ہر اک ذرہ ہو شمس تبریز
گوش و بینی کو یہی دیکھ کے سب کہتے ہین	قلب و صاحب انفاس یہاں رہتے ہین
بنی اقدس شاہنشہ عالی منظر	آب آئینہ رخسار کی موج اور
خوبروئی کا بندہ یہ ہمایون اختر	یوسف حسن کا معراج ہر پائش نظر
صفوحہ مبارک پہ الف بینی ہو	دیکھنا عارض اور کافرا بینی ہو
صورت چشمہ کوثر ہر لب جان پرور	نخل بادام وہ بینی ہر لب کوثر پر
شاخ اس نخل کی ابرو سے جناب اطہر	اور اس شاخ میں عینین مبارک ہین نثر
دل عارف اسی کے سایہ میں دم لیتا ہو	نور ایمان اسی سایہ کے قدم لیتا ہو
چشمہ مہر سے اس بحر میں اب رونق ہو	صفوحہ آہ نک انگشت مسلم سے شوق ہو
وصف رخسار ادا کرنے کا مجھ حق ہو	رنگ رخسار سحر سامنے جسکے فتن ہو
مطلع صبح ہر ماضی ہو کہ نورانی ہو	حسن مطلع یہ مگر فترت ہی لانا فنی ہو
رو برو آئے جو آئینہ تو اک سکتا ہو	شمع کے بھی دھو لین اڑ جائیں جو کچھ دھوا ہو
شامت آجائے جو غور شدید کو یہ سودا ہو	صبح ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو

مشربر با ہو جو کف فی صفا بل آئین چرخ پر سوئے یوسف کو ملک لبجبا بن	
روبر و جلوئے خورشید کے سا یا کبا ہو عاقلو غور سے دیکھو کہ یہ کتا کیا ہو	سانے شمع منور کے اندھیرا کیا ہو آتی ہونے میں بجلا آپ کے شبہا کیا ہو
کوئی تدبیر تو پڑھنے کی کجا ہی نہ رہی نور رخسار سے عرفون میں سیاہی نہ رہی	
لب جان بخشش کی تشبیہ دم عجب سے آب حیوان نہ کہا خضر نے گو پھینٹے دیے	دمی نہ دم دیتے رہے لاکھ سیجا بھی مجھے اب فقط رہ گئے خورشید کے جوڑے ٹوٹے
کہوں یا قوت تو وہ بائیں یہاں بائیں نہیں لعل سمجھوں اُسے آنکھیں مری پتھرائی نہیں	
فکر و صف در وندان میں کٹا سارا دن جسکی تشبیہ نہو اسکی صفت کب ممکن	رات بھرتا رہے ہی گنتے رہے بیٹھے محسن یون تو ثابت ہو کہ سیارے ہیں روشن لیکن
غور سے دیکھیے توشیتے کے یہ چھالے ہیں یالب ساغرا فاک کے بچنا رہے ہیں	
قطرہ جب سائل تشبیہ ہوا رو رو کر بانی بانی میں ہوا جوش مروت سے مگر	آباد امن میں سیلے گرد و مٹی جی گو ہر معنی تان طبعیت سے کھلے یون دل پر
کہ در بن قطرہ سائل نم لائمر نیست وز بے در میتم آیہ لائقہ نیست	
یک قبسم ہی کلید در جنت ہو بہاں نامہ بخشش امت ہو جو حضرت کی زبان	ہوے غفار کے دندانہ تشدد بدعربان لفظ اللہ سرنامہ ہو ملک وندان
نامہ ملفوف لبون میں ہو بہ طرز و کجواہ ہر لفافے پہ خط پشت لب انشا واللہ	
اگر خندان کہے اسرار دہن کسے بیان ہو بچے ہیں حق گو ہر کے جگر تک ندان	مل گیا خاک میں جو چشمہ آب حیوان درج با قوت میں ہو آتش حسرت کا دھواں
رنگ غنچے کا آٹا گل کی تعلی چھوٹی	

منہ پر پینے کے ہوا نی پر ہوائی چھوٹی	
کوئی کہتا ہے کہ اسکو شکرستان کیے اور سلیمان نے کہا خاتم یزدان کیے	کوئی کہتا ہے کہ اسکو شکرستان کیے خضر بولے کہ اسے چشمہ میوان کیے
ہر جگہ مشعر اسکا لقب تاج کیا حق تعالیٰ نے اسے صاحب آستان کیا	
گفت گواہین ہر بولی مری طبع موزون جس سے ظاہر ہوا ستر خفی کن فیکون	عجب نے پیش کیے گر جب ہزاروں مضمون مین شکاف منہ صانع اسے کیوں نہ کھون
شعرانے اسے کیا جانے کیا کیا بھجا اسم عظم کا مگر ہننے نعمت بھجا	
شش خط شکست دل اعدا کیے کھلک نفت دیر کا یا خط شفیہا کیے	ریش مرسل کو نبوت کا رسالا کیے سر فرمان خدا کا خط طعنہ کیے
اسکی روداری سے اشر نے بخشا ہکو ہو شفاعت کی سند خط شفیہا ہکو	
ہاتھ سے اپنے جسے خاص صنف نے کھیا اس لیے حاشیہ لکھا ہے خط رنگین کا	ترخ پر نور ہو شرآن کا پہلا نسخا مشکل از بسکہ تھا مضمون دہن کا کھتا
ترخ جو ایساں ہو تو اک جزو ہو یہ ابان کا ہو نیا حاشیہ پینہ ہو شرآن کا	
لام کیوہن سر مومنین کچھ مرقع صلا کہ وہ ہو مصل پے خلقت دین و دنیا	گم پاک الف صا د ہو چشم زیبا چہرے پر ہو خط گلزار سے یعنی لکھا
جمع حاطر ہو تو کجا پمضامین کیجے دیکھیں تھمین بہت یک نئی تھمین کیجے	
اور محراب حرم کا ہو اس ابرو پہ گمان مردم چشم ہی بیٹھا ہوا اک ناظرہ خوان	پردہ کعبہ ہو گیوسے حبیب یزدان آسمین پاکیزہ مصلا ہی نگہ کا دامن
زبر رخسار مبارک وہ خط ریش لطیف رطل ہی جبہ کھلا رکھا ہے قرآن شریف	

نہیں ہر دانگی پانی ہو مگر فکرِ بیا	شمع کا فوری گردن کا دکھائے جلنا
سرفرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہو	
آتشِ حسنِ گلو سوز کا یہ شعلہ ہو	
بارگِ اشد وہ گردن ہو کہ فوارہ نوا	جس سے ڈوبی عرقِ شرم میں ہر شمع طور
کسی بنا و مراحمی کا یہ سان کیا مذکور	بزمِ تنزیہ کی کہیے اسے مینا سے طور
جسکی کیفیت اگر دینِ باطن میں نہ آئے	
خلد میں شربت دیدار حق آجھو ہو جاگے	
بال گردن پہ جھک آئے تو ہوا یہ روشن	کہ شبِ فکر میں افروختہ ہو شمع سخن
ہر نچے کس لیے ای حنائیہ ایجادِ لجن	آختہ بلی ہنرِ بشارتِ بیاض گردن
ہر شب و روز جب آشفتم بر سرِ بردی	
تا کہ مسودہ گیسو بہ بیاض آوردی	
صفتِ مہربوت کا یہ سان ہو کیونکر	خاموشیِ مُردہن اور سخن ہو ششدر
مہر کی پشت کے نقرون سے یہ حق نہ کھنکر	کہ ہوا نام نہ پہن امبری ختم آہر
ہوے پھر بھی جو سیہ دلِ شبنی گراہ	
مستمِ اشد علیٰ قتِ لہیم انا شد	
مہر انور کے جو معلوم ہوے عرفِ تام	کلمہ اس سے نمایان تھا نہیں اسین کلام
راست ہو دعویٰ مقبولی دینِ اسلام	ایک ہی مہر شہادت میں لکھے ہیں دو نام
سنئے انداز کی یہ مہر ہوئی عالم گیر	
ایک سکہ میں کھدا ۲۱ مہرِ شہادہ و وزیر	
دست رنگین کی صفت بارِ خدا یا کیا ہو	شاخینِ تکلیف جو کون شاخ گل رعنا ہو
طوطیِ ناطقہ اس باغ میں چپ رہنا ہو	لبیلِ طبع کو غنچے کی طرح سکتا ہو
ہاتھ باندھے ہوے جبریلِ طرفِ رہنمائی	
دستِ گلچین کو یہ سان دستِ گل کہتے ہیں	
ہاتھ کھینچے ہوے ہر رنگ ہر مانی کا فنی	دستِ انگشتِ ششم ہر کفِ انوس ورق

گلک مداح نے جب صفی کو بخشش رونق	ہو گیا سینہ عطار د کا بھی حسرت سے شوق
رنگ و بو ظاہر و باطن کی سب اکجا ہو کر	مرے ہاتھوں پہ تصدق ہوئے گجرا ہو کر
بند دست آپکا ہو یا کوئی خمہ کا بند	طبع استاد ازل بھی ہو عجب نازک بند
آنگلی ہر ایک ہو وہ مصرع موزون و بلند	آنگلی رکھ سکتے نین جسیپہ کین دانشمند
آنکھوں میں صفت تجسہ اقدس بس ہے	اس سڈس کے شرف کو تجسہ بس ہے
گو گف دست منور کو مین کتا ہوں ماہ	غور کیجئے تو یہ تشبیہ نین خاطر خواہ
میرا نور ہے ہتھیلی میں نونا خن شاہ	دونوں جو وقت مفا بل ہوئے اللہ شاہ
ہمنے یہ مجسزہ عفت انا مل دیکھا	ایک گھڑی میں مہ نو کو سہ کامل دیکھا
کون کھے صفت سینہ صاف سرور	دست بر سینہ ہن حسرت سے بہان جن و بشر
اور کہتے ہن فرشتے بھی یہ حیران ہو کر	موج محفوظ ہے یا عرش خدا پیش نظر
صدر ایوان رسالت کا عجب سینہ ہے	صورت علم لذتی کا یہ آئینہ ہے
صاف و بے موہ ہوئی کار بر میں شفاف	جیسے نقطوں سے حروف لک صدرک ہن صاف
بان مگر سینے سے ہر اک خط مشکین تاناف	جسکو کتا ہے مخمور کشش مرکز کا ف
صدر پر نور کے شوق ہونے کی مثال ہے	عقل کہتی ہے وہ آئینہ ہے اور بال ہے
مخزن گوہر اسرار شب اسرمی ہے	شرح صدر رشہ عالی کا یہ اک نکتہ ہے
جو کہ لبریز لطافت ہے وہ چشمہ ہے	جس میں موج لطافت ہن یہ وہ دریا ہے
خط نمین سینے میں شاہنشہ بھرور ہے	عنبرین موج ہے یہ بحرین گویا ہے
گر چہ پرواز میں اندیشہ ہے بال جبریل	اور احبابے مضامین میں ہوں سر اسرافیل
نہ ملی پر کوئی نازک سی کر کی تمثیل	ہو گیا ہم عدد و لفظ عدم لفظ عدیل

	کاف تک پہنچے بہت کاف کر ڈھونڈھا ہو کرین دیکھی ہیں پر ایسی کر عفتا ہو	
اسکے اوصاف ہیں مشہور مہمان ہوں ساتھ اسکے کوئی ہاند سے کرکب مقدور		ہر کسی تیغ و کرک کا مذکور تا کر عرق عرق ہو گئے سب اہل غور
	اسکے اوصاف شجاعان ہسان گہرا ہیں چیتے میدان میں جو آئیں تو ہرن ہوجا ہیں	
لام الف کا ہر فاعل وہ کر وصل علا کر یا رکھو معدوم ہی سمجھے شعرا		لا حظ نسخ میں لکھو تو کون اک نکتا واہ کیا کروں پر یہ خط نسخ کھنچا
	نہیں ثابت قدم اس نفی سے ہشتا بھی یہ وہ لاہو کہ نہیں جس سے بچا لا بھی	
وصف میں جسکے سخندان کا لگا گھٹنے جی نہیں چلتا ہو گئی پاسے قلم میں ہندی		سر عالم ہر قدم اسے قدم پاک نئی ہاتھ آیا ہو جو کا غلہ تو یہ حسرت ہر نئی
	سریز انوسے ادب آکے سخنگو بیٹھیں فکر عالی کے فرشتے بھی دوزا نو بیٹھیں	
جنتان ارم اسکے قدم سے ہر سال کے بندہ کہ مجھے شوق سے کیجے پا مال		دیکھیے کیا اسے شمشاد و صنوبر سے مثال سرو جنت سے نکل آئیں ہے استقبال
	منزل بلبل کے سراہ بچا میں گل چشم فرش فردوس گلابی ہو تو ہو بلبل چشم	
سرافلاک ہر مندیہ تدا لا کا خاک ہا عیان ہر عروں کے رخ زیا کا		شور ہر عالم بالا پند رعنا کا سان ہر نخل متناسلا اعلیٰ لا کا
	رکھ دیا اپنے جس فرش پر دوبار قدم بڑھ گیا پایہ میں وہ عرش سے بھی چار قدم	
شمع گورنگ سے جلمبائے گرسرا اٹھائے اگر وہاں کی حقیقت کھلمبائے		بزم میں تذکرہ پاسے نبی گرسن پاسے تاخن پا جو ذرا عقدہ کٹائی بر آئے
	ماہ نو گر کمین ہر پشی کا صبان کرے	

	گاہنہ چشم فلک میں غلش تان کرے	
لو مبارک ہو قد مبوسہ حضرت محسن اب نہیں باقی ہو کچھ خواہش ہمت محسن	لیکھو ہوتی ہو نصیب ایسی سعادت محسن آرزو انہی ہو بس روز قیامت محسن	
	سر کے بل جاؤں جو نقش قدم سرور پر صاف معشر کی زمین رکھ لوں اٹھا کر سر پر	
ہو یہ امید کہ جب گرم ہو بازار نشور لو سراپا ہین ہم دو عوض حور و قصور	یوں کے بادشاہ یار گہ عالم نور میں کون واہ مجھے یہ نہیں ہرگز منظور	
	مفت حاضر ہو گرا سکی یہ تدبیر نہیں کھوٹے داموں بکے پوسف کی یہ تدبیر نہیں	
صلی اللہ علیہ وسلم		صلی اللہ علیہ وسلم
<p>سناؤ میں صبر کہ حضرت ابوب علیہ السلام اس میں شریک ہیں کہ اللہ صاحب نے میں انا و جبرائیل صابر اور ہمارے حضرت کو فرمایا صبر کا صبر اولو العزم من الرسل یعنی شہدائے جیسے ٹھہرے سے ہیں ہمت والے رسول اگر صبر بختاب صبر ابوب سے زیادہ تر تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اودوی نبی قط کا اودیت نبی تکلیف نہیں دیا گیا کوئی نبی ہرگز جیسا کہ میں تکلیف دیا گیا اور پر ظاہر ہو کہ تکلیف روحانی و مادی جسطرح کی حضرت نے کافروں اور اپنے ہمسایوں اور بیکانوں سے اٹھائی ہو مگر کسی پیغمبر نے نہیں اٹھائی باوجود بددعا نہیں فرمائی اس مقام سے جان لینا چاہیے کہ ایذا میں سانی تین قسم کی ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس کے معبود اور مرشد اور اُستاد اور پیارے حق میں طعن کی زبان دراز کرے کہ یہ ایذا رسانی نہایت سخت ہو دوسرے یہ کہ خاص اسی شخص کے حق میں زبان طعن دراز کرے بشرط کہ اس کے ذمہ اور فرزند و دوست اور آشنا کے حق میں طعن کرے ان طاعفوں کے سب سے اچھی طعن بہت سج و طلال کا سبب بڑتی ہو اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تینوں قسم کی ایذا میں اپنی امت کی بد مذہبوں اور منافقوں اور کافروں سے انتہا درجے کی پہونچیں مکلفان اور منیبوں کے کہ غلط فہمی کے ایک قسم یا دو قسم کی ایذا میں مبتلا ہوئے تھے اور تفصیل اس کی یہ ہو کہ اول قسم کی ایذا یہ تھی کہ آپ کی سچ دہی کے واسطے اللہ جل شانہ کے حق میں کافروں نے اس طرح کی بے ادبان کین کہ جسکے سننے سے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں چنانچہ بعضوں نے کہا کہ حق تعالیٰ جل شانہ جو روئے رکھتا ہو اور بعضوں نے کہا کہ شیطان خدا جل شانہ خالق ہے اور بعض طعن کے طور پر کہتے تھے کہ محمد کا خدا کتنا ہو کہ میرے محتاج بندوں کو کھانا کھلاؤ اور</p>		

دکوانہ اور اس سے معلوم ہوا کہ وہ فقیر ہو اور ہم غنی ہیں اور سوائے اسکے اکثر کلمات کفر کے لکھائے تھے
 اور قرآن شریف کے حق میں عجیب طرح کے احتمالات فاسدہ اور خیالات واہیہ باندھا کرتے تھے اور دین
 ملت میں طرح طرح کے شبہات نکالنا کرتے تھے چنانچہ جیسے کہتے تھے کہ اگر یہ قرآن خدا کا کلام ہوتا
 تو ایک ہی مرتبہ نازل ہوتا یہ کیسا کہ شاعروں کے طور پر کسی دن کو ٹی غزل اور کسی دن رباعی
 کسی دن قطعہ کہیں قصیدہ کہیں مستزاد تیار ہو کے اترتا ہو اور جیسے کہتے ہیں کہ اپنی طرف سے جھوٹ
 باندھ لیا ہو اور جیسے کہتے تھے کہ یہ شخص مجنون ہو بیچارہ ہڈیاں بکا کرتا ہو اور جیسے کہتے
 کہ ہم ہرگز نہ مانیں گے اس قرآن کو اور نہ اگلی کتابوں کو اور بعض کہتے تھے کہ یہ سحر ہو بعض
 کہتے تھے کسی کا ہن کا کلام ہو اور اکثر مذہبوں کی حلت اور میتہ کی حرمت میں ٹکرا کر کیا کرتے تھے
 کہ اپنے ہاتھ کے مارے ہوئے کو حلال اور خدا کے مارے ہوئے کو حرام کہتے ہیں یہ بات لغو
 بے معنی ہو اور اسی طرح کی اور واہیات بے سرو پا بکا کرتے تھے اور حضرت جبریل علیہ السلام کے
 حق میں کہ منصب استاد کی کار کھینے تھے یہودی طرح طرح کی بے ادبیان کرتے تھے اور فساد
 و روافض سے کراغیہ بٹھاتے تھے کجی علی کے واسطے آئی تھی جبریل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی اور
 دوسری قسم کی ایذا جو خاص حضرت کی ذات پاک سے متعلق تھی وہ یہ تھی کہ آپ کو ساحر اور شاعر
 اور دروغ گو اور دیوانہ کہا کرتے تھے اور جو کیا کرتے تھے اور آپ کا نام ابن ابی کثرہ رکھا تھا یعنی
 اپنے رضاعی دادا کا بیٹا ہے اسی کی خوبو اختیار کی ہے اپنے باپ دادا کے طریقہ سے بھرا ہوا ہے تو گویا
 آنکلی اولاد نہیں ہو اور یہ بھی کہتے تھے کہ اگر یہ پیغمبر ہو تو فقیر مفلس کیوں ہو اور اگر وحی آنے میں چند
 روز کا وقفہ ہوتا تو لعنہ و بنا شروع کرتے اور کہتے کہ اللہ نے انکو نصرت کیا اور اللہ اسے بیزار ہوا اور شرمین
 ہو میں بناتے اور مثنویوں سے مجلسوں میں طبلے ساز ملی کے پرگواتے تھے اور قیسری قسم کی ایذا جو حضرت کے
 اہل و عیال سے متعلق تھی یہ تھی کہ مدینے کے منافق اور فاسق اور خیر اور فک اور رئیس اور فریضہ کے یہودی
 حضرت کے خویش و اقربا اور یاروں اور دوستوں کے حق میں طعن اور تشنیع کے مضمون بنا یا کرتے تھے
 یہاں تک نوبت پہنچی کہ آپ کے حرم محترم کے حق میں بہ اوسان کین اور آپ کی زوجہ طاہرہ مطہرہ کو زنا کی
 نعت لگائی نفوذ ابائیں سن ڈنگ اور آپ کی وفات کے بعد اس امت کے گراہوں اور منافقوں نے حضرت کے اہل
 اور صحاب کے حق میں کوئی بات اٹھانے میں رکھی کہ احوال و روافض اور خارج سے بخوبی ظاہر ہو معاذ اللہ
 پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ اے وحی نبی مثل ما و ذیت با حسن وجہ صادق آیا یا امین ہمد حضرت مسلم نے نقل فرمایا
 اپنے موزیوں کے حق میں بدو عائد کی اور دعوت خلق الی الخیر سے متوجہ موزا السہم علیہ اجزہ عن اصل اذاتہ

نبی اکرم اور یہ جو مشہور ہے کہ رسول خیر خواہ و شہنشاہ سوسما سے حضرت رسول مقبول کا حال ہی کہنا ذکرہ
استاد اولاد فی تفسیرہ آٹھویں عبادت کی کہ حضرت یونس علیہ السلام امین شریک ہیں بلکہ حضرت مسلم کا
دستور تھا کہ ہر دم ذکر من میں مشغول رہتے تھے کوئی وقت حضرت کا رہا لیکن نہ جانا تھا اور سورہ زل کی
تفسیر آنجناب کی عبادت جانا چاہیے وہیں اور دوسرے وہ فضائل ہیں کہ انہیں کوئی شریک نہیں اول نوع
ولایات یعنی قرب و منزلت رب العالمین و تصرف و حکومت از ارض تا اعلیٰ علیین ولہذا وار و ہواہر ولایت الہی
افضل من نبوت یعنی جنت ولایت نبی کی کہ عبارت معاملہ راز و نیاز حضرت بنیامین سے ہر طرف نبوت سے کہنے
احکام الہی کا راز سے مراد ہر فضیل ہی دوسرے محبوبہ مطلقہ کہ عبارت مقصود اور مطلوب الہی مطلق سے کہ
اور مقبول مطلق البتہ محبوب مطلق ہے کیونکہ محبوبہ لازم مقبولیہ ہے تشریف رویت حق بچشم سر جو تھے قرباتم
کہ قاب قوسین او ادنیٰ اسی کی تفسیر چنانچہ شفاعت کریں کہ مہمہ آسکا جنات انبیا پر غلی جلالی حضرت کریم
اور خاتمہ اسکا اخراج حاصبان ہر دوزخ با سراسر چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ کتب معتبرہ حدیث میں وارد ہے اور
خلاصہ آسکا ہے کہ قیامت کے دن بسبب درازی اس دن کے اور شدت گرمی کے اور انواع انواع مخلوق
لوگ بہت گھبرائیں گے اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ کہیں گے چاہے دوزخ ہی کا حکم ہو جائے اہرسانی سے تو جنات ملے
آپس میں مشورہ کریں گے کہ اب کوئی شفیع قائم کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حضور میں سفارش کر کے جنات دوائے اور آدم
صفی اللہ سے حاضر جیسے روح اللہ رب کے پاس۔ نہ انہیں اور شفاعت کے واسطے عرض کریں گے وہ سب کہیں گے
استہانم یعنی میرا یہ رتبہ نہیں ہر آغوا یا اس روح اللہ حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں آئیں گے
اور درخواست شفاعت کی گذاریں گے آپ فرما دیں گے اے ایمان اس کام کے لیے ہوں اور آپ اس وقت خدا کی
حضور میں سجدہ کریں گے اور امین محمد اے نبی بیان کریں گے اللہ صاحب فرما دیں گے الحمد للہ اس مسئلہ تخط و اشفع و شفع
یعنی اے محمد سرٹھاؤ جو مالگوں کے لیکھا اور جسکی شفاعت کرو گے قبول ہوگی آنجناب سرٹھاؤ دیں گے اور کہیں گے امتی امتی
ایسے پیغمبروں پر جمع کہ ایسے وقت میں کہ اللہ جل شانہ غضبناک ہوگا اور سب پیغمبروں کو العزم خون سے تھمہ تھمرانے
ہوئے اور آپ بے خلعت کر شفاعت کی باہر بیٹھیں گے اور اپنی امت کی درخواست مغفرت کریں گے پس اس مقام میں قائم ہوا اور
خلایق کو مہل قیامت سے بچھڑانا اور ہر دوزخ سے جنات دوانا اسی کا نام قائم ہونا مقام محمود میں ہے کہ ارشاد ہونا ہے
عسیٰ ان یمکنک بک مقام محمود الغرض اللہ جل شانہ بندوں کا حساب کر کے بہشت اور دوزخ کا حکم جاری کرے گا اور
بلطریقہ امن اور قتلان مشرکے ملے ہوں گے اور آنجناب مسلم اپنی امت کی سفارہ رکھ چاہیں گے جو لوگ بسبب ناشائستہ اعمال کے
دوزخ میں پڑیں گے ان کے واسطے حضرت حق فرما دیگا کہ جسکے دل میں جو برابر ایمان ہو اسکو دوزخ سے نکال بجاؤ آنجناب
سوافی حد کو کہ دوزخ سے نکال کے بہشت میں داخل کریں گے پھر آپ سجدہ کریں گے اور محمد اے نبی بیان کریں گے حکم ہوگا کہ

ان جنات میں سے ہر ایک

ان جنات میں سے ہر ایک

محمد سر اٹھاؤ گا گوئے ملیگا آپ سر اٹھا کر کیسے بابر اب اسنی اسنی پھر اللہ تعالیٰ حد مقرر کرے گا کہ جسکے دل میں رزائی برابر ایمان ہو انکو دوسرے
 نکالو پھر آپ انکو نکال کر بہشت میں داخل کرے گی پھر حضور میں خداوند تعالیٰ کی سجدہ کرے گی اور حمد آتی بجا لاوے گی ارشاد ہو گا کہ انکو
 جو کچھ انکو گے پاؤ گے اور جسکی سفارش کرو گے قبول ہوگی آپ سر اٹھا کر کیسے بابر اب اسنی اسنی پھر اللہ تعالیٰ یہ حد مقرر کرے گا کہ جسکے
 دل میں بقدر ذرہ ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لیجاؤ آپ دوزخ پر جا کے اس حد کے موافق نکال کے داخل بہشت فرماوے گی آخر کار کوئی
 جہنم میں نہ رہے گا مگر وہ لوگ جنکا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا اور سخت خلود ہیں اللہ جل آکر کلامی انہما ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ
 وارزنی شفاعتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ ذریعہ ہے کہ بروز قیامت شفاعت آنحضرت بارہ طرح پر ہوگی اول شفاعت کبریٰ کہ اسکا
 بیان ہوا دوسری شفاعت احوال فی اکثہ ملا حساب یہ بھی خاصہ حضرت ہر شے شفاعت منع دخول دوزخ سے بعد حسن
 باوجود اتقان چوتھی شفاعت اہل جنت رفع درجات میں بانجوش شفاعت بعض کفار تخفیف عذاب میں یہ وہ لوگ ہیں کہ
 حامی اور محب حضرت نبوی بن جسطح ابوطالب وغیرہ پیشی نقل موازین میں کہ دوزن اعمال کے وقت شفاعت است فرماوے گی
 ساتویں سامعہ حساب ایک گروہ میں آنکھوں شفاعت تھا و تفصیلات اور نقصان طاعات اور عبادات میں نون شفاعت
 اہل اعراف دسویں شفاعت اطفال مشرکین گیارہویں شفاعت اہل بیت بارہویں شفاعت اہل کرم و مدینہ و طایف
 اور ابن جبرئیل شفاعت ذابریں قر شریف اور شفاعت مجتہبین اذان اور سائیں وسیلہ اور فیصلہ اور مقام محمود و نوح عظیم میں
 داخل کی ہر جہا انہیں لکھی اور اس قسم کی شفاعتوں میں بعضوں نے اور انبیا علیہم السلام اور اولیا کرام اور علمائے دینی جنکا شمار
 اور مسلمہ عظام کو بھی شامل کیا ہے کہ یہ بھی طفیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ اندوز ہو گئے حضرت است الا ستا و جنتہ
 تفسیر ہر مئی متقین میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے فرقہ معذبین کا ہر بقدر روح گناہوں کے آنچر عذاب ہو گا یہاں تک کہ انبیا اور
 اولیا اور علما اور شہدا اور ملائکہ کی شفاعت سے نجات پاوے گی اور حدیث شریف میں ہے کہ سورہ بقرہ اور آل عمران قیامت کے دن
 دو بادل خواہ دو سائبان سیاہ کی صورت پر آوے گی انمیں ایک نور درخشاں ہو گا مانند دھول پرند جانور دن کے صحن
 بلند ہر کے آوے گی اور اپنے قاریوں کی شفاعت میں ہر را کرنگی بہاں تک کہ انکو بہشت میں پہنچاوے گی اور ابن مردویہ اور
 اصغریانی اور دلمی سے روایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما منقول ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ ملائکہ بیت الشرف
 مانند دھولن میدان قیامت میں لاوے گی اُنات راہ میری قبر پر گذرے گی تو بیت اللہ زبان فصیح کیسا اسلام علیک یا محمد
 میں جواب میں کہو گا و علیک اسلام بیت اللہ تو بیان کر کر میری امت نے تجھے کیا سلوک کیا اور تو اُنسے کس طرح پر دے رہا
 پیش و یکابیت اللہ شریف جواب دے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم جو کوئی تمہاری امت سے میری زیارت کو آیا ہے اسکو میں
 شفیع کافی ہوں آپ اسکی طرف سے ملے رہیں اور خاطر جمع رکھیں اور جو کوئی میرے پاس نہیں آسکا اسکی لیے آپ شفاعت
 فرما دیں اور کفایت کریں قربان اپنی جان و مال و اولاد و احوال سے ایسے پیغمبر عاشق است گنہگار پر کہ جسکو ہر دم اور
 کھنڈہ اسی کا خیال لگا رہتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الرسول لکرم بالموئین رؤف رحیم اور حضرت رئیس المتقین مولانا رفیع الدین غفر

بازن علی بن ابی طالب

تفسیر و احوال الانبیاء

فہر سہوئے قیامت نامہ میں نہایت تفصیل سے حال شافعیں لکھا ہے اور فرماتے ہیں کہ حکم حضرت رسول مقبول اولیا اور علما و اولاد
اپنے جان بچان لوگوں کی شفاعت فرمائیگے اور دوزخ سے نکلوائینگے فائدہ اس مقام پر قیامت کا بیان کسی قدر ضروری ہوگا
جس رسول حقیقت قیامت سے آگاہ ہوا لازم پھر آثار صغریٰ اور علامات کبریٰ سننا واجب ہے جو حقیقت قیامت کی یہ ہے کہ
وہ دن یوم جزا ہے اس دن سارے شہادت رفیع ہو جائینگے مظلوم اپنی داد پائینگے ظالم کو سزا ملے گی بادشاہوں کا عجز ظاہر ہوگا
علیم تسلط نفسی بیکار ہونگے اور اولیاء روحی روحی کسی کو کسی کی پروا نہوگی کل نفس ہا کسبت بہینہ کا ظہور ہوگا کوئی کسی کے
کلام نہ ویگا لا یتق مال ولا بنون کا نثار ہوگا اس دن سلطنت کا مالک خدا ہے اور شفاعت کی راہ ہر سالک میں مضطرب ہوگی
نامنہج اور وقت مقرر نہیں ہوگا لوگ اپنے دنیا کے کام میں مصروف ہونگے کہ دفعہ قیامت آجائیگی جتنا عجیب معلوم میں حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت قائم ہو جائیگی حالانکہ مردانہی دھما ہوگا اور نہ بونا ہوگا
برقن اسکے تھک کر قیامت آجائیگی اور دوزخ و جہنم فروخت کرنے ہونگے کپڑے کی سووی خرید و فروخت نہ کر سکے ہونگے
کہ قیامت آجائیگی اور مرد اپنا موص درست کر رہا ہوگا سو اسکو درست کرے نہ پھر ہوگا کہ قیامت آجائیگی اور احادیث صحیحہ
ابوہریرہ جمید سے ظاہر ہے کہ علم قیامت کا سوا اے اللہ تعالیٰ کے کسی کو خلاف علوی و غلی میں سے حاصل نہیں جتنا عجیب فرمایا
کہ یسئلونک عن الساعة انما علمها عند ربی لا یجلیہا لکونہا الا یوم یفنی تجھا و یجمعہن قیامت کس وقت ہے اسکا
ٹھہر تو کہہ اسکی خبر تو ہے میرے رب ہی کے پاس وہی معلوم دکھا ہوگا اسکو اپنے وقت پر اور جو علامہ جلال الدین سیوطی نے
جامع صغیر میں نقل کیا کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دنیا سب سے لات سنتہ انانی آخر الفانی عمر و دنیا کی سات ہزار برس کی
اور میں ایمین سے پہلے ہزار میں ہوں سو اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے دلائل میں منھا کہ بن زبیل جنہی سے
ہاں دو راہی روایت کیا ہے اور سنائی ہے کہا کہ اس حدیث میں کچھ سکھ نہیں ہے اور الفاظ اسکے مصنوعہ اور تفسیر کے ہیں
اور ابن اثیر وغیرہ نے کہا ہے کہ الفاظ اسکے موضوع ہیں اور جو حدیث میں علامہ موصوف رسالہ الکشف عن مجاہدۃ ہذہ الہت الاعین
نقل فرماتے ہیں وہ ضعیف سے خالی نہیں ہے اور جو حکیم ترمذی نے نو اور الاصول میں کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی
کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ شفاعت قیامت کے دوزیری امت میں سے ان لوگوں کے واسطے ہے کہ گناہ کبیرہ کے
بے توبہ سے ہیں یہ لوگ جہنم کے باب اول میں ہونگے کہ جہنم کے باہر ہونگے اور انکے میں انکی نیلی ہونگی اور انکو طوف نہ پھکا
جائینگے اور نہ پھکیک ساتھ نہیزون میں ہاں سے جائینگے اور نگہزوں سے مارے جائینگے اور نہزوں کے جہنم میں ہانگے جائینگے ایمین سے
بعضے وہاں ایک ساعت نہ کر سکیں گے اور بعضے ایک دن اور بعضے ایک ماہ اور بعضے ایک سال و اطول ہم ہاں گناہن سب کث قیامت میں دنیا
سندہ ہم خلقت الی یوم قیامت و ذلک سببہ لان سنتہ و ذکر بقیۃ احمدیث یعنی سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہاں اس امت میں جو نہ ہو
کہ دنیا کے ہر ایمان ٹھہریگا ہاں سے بدانشیہ سے انتہا سے فنا تک دریاں ہزار برس ہیں الخ توبہ حدیث حسن ہے و درجہ اکبر
عجیب خود ہر کس کے زبان پر اور جلال الدین سیوطی نے اسکو جامع صغیر میں نقل کیا ہے اس کے معنی صاف صاف ہے غبار کو تھک

حضرت مولانا دنا محمد رفیع الدین محدث دہلوی نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ایک کتاب دلیل اور توجیہ کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ
فرمایا ہے کہ مضمون اس حدیث کا ہم فقیرین موافق محاورے لوگوں کے ہر عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان
کیا کہتے ہیں پیدائش سے موت تک حساب نہیں کرتے ہیں اور اس میں اب میں دو ہتھمال ہوتے ہیں مثلاً ایک شخص کہ چھٹے سال کو
نام کم کے ساتویں میں داخل ہوا کبھی سکونش سال بولتے ہیں باعتبار تکمال کے اور کبھی ہفت سال کہتے ہیں باعتبار دخول کے پھر
حضرت علی علیہ السلام کہ یہ ہر حضرت آدم سے اس دم تک چھ ہزار برس ہوئے ہر ساتواں ہزار شروع ہو کہ میں ساتویں ہزار میں
ہوں پھر اسی ہتھمال دوم کے دنیا ہفت ہزار سال ہو اور جو کوئی کہے کہ ہم لوگوں کو نام کم کا علم وقت موت تک نہیں ہوتا اگر
وقت تکم تک بولا کرتے ہیں اور شاید حضرت کو انتہائے دنیا وقت قیامت تک معلوم ہوئی اس لیے نام کم کو دنیا وقت انقطاع
نوع انسانی تک بیان فرمائی اور رفع اس شبہ کا یوں ہوتا ہے کہ احادیث صحیحہ اور نفس قطعی سے بخوبی ثابت ہوا ہے کہ خلافت دہلوی
اور علی کو علم قیامت کا حاصل نہیں ہے پس اس مقدمہ میں حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہیں چنانچہ حضرت جبریل نے قیامت
سوال کیا تو حضرت نے جواب کیا یا رسول عذابا علم من السائل اور اہل کتاب کو تمہیں ایام ضیہ میں اختلاف ہے اہل اس
بلاد سے صاحب تقوم التواریخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ نبیہ المقدس نے تحقیق کی ہے کہ ولادت با سعادت آنحضرت کی
ہو بطور آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار ایک سو ترستہ برس کے ہوا با سات ہزار برس سے متجاوز ہوئے واللہ اعلم اور کہنے بانی ہیں
اور قیامت کب ہے کہ عندہ علم اساعت لا یجدها الخ انتہی تقریر یہ اب دریافت ہو کہ حدیث حکیم ترمذی میں لفظ منذ یوم خلقت
الیوم افیت کا مندرج فی الحدیث ہے کہ کسی راوی نے اپنی فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کی تفسیر کے واسطے اضافہ کر لیا ہے اور
کلام راوی اور کسی پیشی الفاظ کی اس حدیث میں کچھ عجیب نہیں ہے اس واسطے کہ الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط اور غیر متجانس
چنانچہ سراج منیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ دنیا سبعة ایام من ایام الاخرۃ اسکو دہلی نے مسند فردوس میں اس شخص کی
روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم بخوبی ظاہر ہوا کہ وقت و تاریخ قیامت کبھی معلوم نہیں مگر آثار و علامات اس کے
البدیہ کتب تفسیر احادیث میں مذکور ہیں چنانچہ آثار صغریٰ یہ ہیں کہ جن بات کا اللہ و رسول نے حکم دیا اسکو نہ ماننا اور علم دین کو
گھٹنا اور علم دنیا کا بڑھنا مذاہب ابطال کا رواج پانا اور احادیث و اخبار کا ذہب کا سنا نا اور رائل کا ذی شوکت ہونا اور اشرف کا
غربت و افلاس میں مبتلا ہونا اور دشنام بجائے سلام و کلام بزرگوں پر تشنیع و اتہام والدین کی نافرمانی بر داری یہودیوں کی آجندہ
اولاد یہودیوں کے گناہوں سے اکثر مردوں کو مرد و کس التیام عورتوں کو عورتوں سے کام سبب آثار خودار ہیں اہل عبرت کیلئے
قیامت کے یہی آثار ہیں انہی مدد سے اپنے حبیب کے خواہ غفلت سے میدار کر تعدا السعادات میں ہے کہ سوائے علامات مذکورہ
اور بھی آثار صغریٰ ہیں کہ ہنوز ظاہر نہیں آگے بڑھ کر ظاہر ہونگے چنانچہ آٹھ من قرۃ الاخن مملوک قبل یوم القیامۃ اور عند
عذابا بشیہا کا کافی لکے کتاب مستور کی تفسیر میں وقت قرات حضرت امیر المؤمنین علی رضی علیہ السلام نے فرمایا کہ کتاب کو از سر
تباہ کر گئے اور عرق کو ہشت رنگت کل سیاہ و باکے ہاتھوں رک رکھا کہ بڑا دھوکا اور ترکون کا کہنے میں ظلم سید و بخی پر بیدین ماند

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

مورخ ہجوم لایٹنگ کا شکر کو قمار ہندوستان میں خاندانی جنگی ہونگی اور ہشتان میں رزق کی تنگی ہمارا سترنگ
اہل چین غارت کرینگے چند طراز کو قمار سیدین بلا عمارت غلیجیوں کے سبب قاریاب ویران محل ہوم ہوگا غوریوں کے باعث
طوس سچراغ معلوم آذربایجان اور اصفہان میں قحط پڑیگا فارس و کرمان میں موت کا جھنڈا لڑیگا اور مینہ اور دم میں کجلی
کوئٹہ کی نیشاپور اور مہستان کو باؤ موم و فومے کی بھرے میں باران کی کثرت ہوگی اور بھڑت نیل دریا کے طوفان کی فضا
بمقدور میں دجلہ کا طغیان ہوگا فرسان میں انواع امراض کا اعلان سعدین علی الاتصال اگلے پڑینگے ہرات میں مارنہ دار
سرباز اڑینگے میں میں طبع کا ڈانڈو ہوگا شرس میں آوازوں ہولناک کا شور مار دیو کی بدن کو کڑکٹ کھینکے اہل عرب
انہیں باتوں سے گھبراینگے اللهم اغفلنا و سائر المسلمین برحمتک یا رحم الرحمن اور آثار کبری بارہ ہن ایک حضرت امام مدنی
علیہ السلام کا ظہور اسم پاک انکا محمد اور مان کا نام آسنہ اور باب کا نام عبداللہ ہوگا اور تاحی صورت اور اکثر سرت بن حضرت
رسول مقبول کے مشابہ ہونگے البتہ زبان میں لکنت کسی قدر ہوگی مولدا پکا بعض قراس میں ہوگا اور مخرج اشرف کتبہ ظہور
مخرج کے وقت سن شریف جالبین برس کا ہوگا اور آب سیدی فاطمہ بن سلسلہ نسب جناب حسن مجتبیٰ سبط اکبر سے ملتا ہو
بحر العلوم مولانا عبدعلی قیس مروانی نے فتح الرحمن میں افادہ فرمایا ہو کہ اسکا یہ سبب ہو کہ گاہ جناب علی نقی علیہ السلام
سبط اکبر حسن مجتبیٰ علیہ السلام خلیفہ برحق ہوئے بعد خجہ مینے کے اپنے صیانت لدا اسہین خلافت کو ترک کیا صلح کے بعد یہ عہدہ
معاویہ کو دیا سو اسلئے حکمت الہی مقفی ہوئی کہ خلافت کی انتہا آپ ہی کی نسل میں ہوتا من یمن و اربو بچے دوسرے دجال
بدآل کا مخرج ہو اسکے باب کا نام صالح یا صیاد ہو اور مان کا نام کیا ہند یا قطان و اپنی آنکھ کا کائنات ابھرا ہو جیسے لکھور کا
وانگو گھروالے بال قوم کا یہودی بہضال بنیانی پر قوم کن رمولد اسکا مزرعہ شعب میں حارث مدینہ سے دوسرنگ
حضرت علی علیہ السلام کے عہد میں پیدا ہوا فاروق اعظم نے مانا چاہا حضرت نے منع فرمایا کہ یا عمر بن سبطیع ان تردقنا اللہ وہ لعین
مشرقین یعنی خراسان سے آخزان بن کلیک گادین کے کاموں میں خارج ہوگا پہلے شعب سے اور اندراج کے زور سے نبوت کا
وعدہ کی کرینگا پھر الوہیت کا دم بھرینگا بخاری اور مسلم میں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ حضرت نے فرمایا جانتے
کہ میں نے اس واسطے نکو جمع کیا ہوا صحاب نے کہا کہ اللہ اور اسکا رسول دانائے ہر حضرت نے فرمایا البتہ قسم خدا کی نہیں میں نے
جمع کیا خوشی منانے کو نہ ڈر سنا کے کو دلیکن میں نے جمع کیا لکھور اس واسطے کہ تیم داری ایک نفرانی مرد تھا سو ابھرا
بیعت کی اور سلمان ہوا اور چچے سے اسی بات کہی جو موافق بڑی اس بات کے جو میں منے کہا کہ راتھا صلح کی
خبر سے آئے مجھے یوں لگا کہ وہ شخص یعنی تیم داری سو ابھرا سمندر کے جہاز میں تیس دیہوں کے ساتھ جو کھم اور
جہاز کی قوم سے تھے سو آئے ایک مہینہ لہر کھیلایا کی سمندر میں بیٹھے طوفان رہا پھر ویر لوگ جاگے ایک ٹاپو سے
سویح دو بے پھر دی جہاز سے جو کئی کشتی بن بیٹھے اور تابو میں داخل ہوئے سو ملا آکھو ایک جانور پہاڑی
ڈم بہت بالوں والا کہ اسکا لگا بچھا دریافت نہوتا تھا بالوں کے ہجوم سے لوگوں نے کہا کہ کھنت تو کیا چیز ہو

جان آواز رسالت مآب

جان دجال علیہ السلام

اُسے کہا میں جاسوس ہوں لوگوں نے کہا جاسوس کیا اُسے کہا اے قوم جلد اس مرد پاس جو درمیں ہو اس لیے کہ وہ
 بخاری خبر کا بہت مشتاق ہو تمہیں نے کہا جب اُسے مرد کا نام لیا تو ہم اُس جانور سے ڈرے کہ شیطان منور نہیں تھا
 پھر ہم چلے دوڑنے ہوئے یہاں تک کہ درمیں داخل ہوئے تو ہم نے دفعہ ایک بڑا فرد آدمی دیکھا کہ ہنسنے دیا غلغلہ
 اور بے ساختہ جھڑا ہوا نہ دیکھا تھا کبھی کہ جھڑے ہوئے ہیں اُسکے دونوں ہاتھ گردن کے ساتھ درمیان دونوں زانوں کے
 دونوں ٹخنوں تک لوہے سے ہمیں لٹکا کر رکھا تھا تو کیا چیز ہو اُسے کہا تم قابو پا گئے میری خبر پر یعنی میرا حال معلوم
 ہو جائیگا اب تم کہو کون ہو کہا ہم عرب ہیں سمندر میں سوار ہوئے تھے اور اس کیفیت سے غمگین آئے ہیں
 اُس مرد نے کہا خبر دو دنیاں کے غفلت سے ہمیں کہا کون سا حال بوجھتا ہو اُسے کہا بھلتا ہو یا نہیں ہمیں کہا
 بھلتا ہو اُسے کہا خبردار ہو کہ غریب وہ نہ بھلیگا پھر اُسے کہا طبرستان کے دریا کا حال کہو اُس نے بانی ہرچیز کا
 اسمین بہت بانی ہو اُسے کہا تھوڑے دنوں میں سو کھ جائیگا اُسے کہا زعفران کے چشے کا کیا حال ہے اسمین بانی ہو
 اور اُسکے بانی سے کہنی ہوئی ہو لوگوں نے کہا ہاں اسمین بہت بانی ہو اور وہاں کے لوگ اُس سے کہنی کرتے ہیں
 اُسے کہا خبر دو عرب کے پیغمبر سے کہ اُسے کیا کیا لوگوں نے کہا مقرر نکلا کے سے اور اتر امدینے میں اُسے کہا کیا
 اُس سے عرب لڑے ہمیں کہا ہاں اُسے کہا کیونکر اُنکے ساتھ پیش آیا ہم نے کہا غالب آیا ہے گرد و پیش کے عرب پر
 سو اُنھوں نے اطاعت کی اُسکی اُسے کہا یہ بات ہو چکی ہے کہ ہاں اُسے کہا خبردار ہو کہ البتہ یہ اُنکے حق
 بہتر ہو کہ اُسکے ابعدا رہوں اور البتہ میں نکلو اپنی خبر بتلا ماہوں کہ میں مسیح ہوں یعنی دجال نام زمین کا پھر
 غریب ہو کہ مجھ کو کھنے کی اجازت ہو جب نکلو نکلا تو چھوڑو نکلا کسی کا تو نکلو کہ میں اسمین اتر دوں گا چالیس رات کے اندر
 سو اُسے اور مدینہ کے کہ وہاں جانا مجبر ہوں اُم ہوا در جب قصد کروں گا تو ایک فرشتہ تمہیں رہنمائی دے گا
 ہر ایک اُنکے ہر فرشتے ہوئے جو جو کیداری کرے گی پھر حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم نے اپنے پشت خاست منبر پر مکرور فرمایا
 کہ یہی مدینہ ہے یہی مدینہ ہے خبردار ہو کہ بھلا نکلو میں اس حال سے خبر دے چکا ہوں مہاجرانے کہا ہاں حضرت نے فرمایا
 مجھ کو بھی لگی تمہیں کی بات کہ موافق بڑی اُسکے جو میں کہا کرتا تھا خبردار ہو کہ البتہ دجال دریاے شام یا دریاے یمن
 نہیں بلکہ وہ یورپ کی طرف ہو اور اشارہ کیا یورپ کی طرف یہ بات اسی وقت وحی سے معلوم ہوئی لہذا تاکید
 فرمائی کہ جانب مشرق ہو حضرت مولانا رفیع الدین محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ دجال کی سواری کا گدھا عجائب
 مخلوقات سے ہو گا کہ اُسکے امین دونوں کانوں کے فاصلہ شریع کا ہو گا جیسا کہ یحییٰ نے روایت کیا ہے اور رابع
 چار ہاتھ کو بولے ہیں مراد اُس سے طوالت و کثرت چہاں ہے اور مسلم و ترمذی کی روایت میں ہے کہ سحاب نے اُنکا کمر
 یا رسول اللہ دجال کی تیز رفتاری کیسی ہوگی فرمایا جسطرح ابراہان کہ اُسکے پیچھے ہوا ہو کہ اُسکو چلاوے کا قہر
 اور ان کے نزدیک خلاصہ روایات یہ ہو کہ زمانہ دولت دجال چودہ مہینے ہوئے جو وہ دن اور اسمین سے نکلا

اور انہار و ٹیوں وغیرہ کا رخنوں کے تمام دنیا کو سولے حرمین شریفین کے روند بگا اور تمام لشکر کے ہمراہ ہو گا کیونکہ
 بیک بنی دو گوش گریسے پر سوار کسی ملک مخالف میں اگر جائیگا تو قمع فرمکنے کے مارا پڑ بگا اور روایات احادیث سے معلوم
 ہوتا ہے کہ خدوم و خدمت ساز و سامان ہمارا کہ بگا تو اب ضرور ہوا کہ تمام لشکر کو ایسی سواری باورفتار دے گا کہ ہر گویا کہ شیطانی
 دور کے برابر پہنچ سکے پھر ایسا مرکب دنیا میں نظر نہیں آتا کہ اس سامان فرعون اور لشکر شیطانی کو ہر کام پہنچا دے مگر
 دجالی گاڑی کی قبل از طور اس ملعون کے تمام دنیا میں شایع ہوجائے گا اور ایسی کو اگر پر باد سے شائبہ صوری بدرجہ
 کہ بچا ساتھ گاڑی کلان ایک جسم ہو کر نذیر بادل کے دوڑتی ہیں اور چال اس گاڑی کی حسب شان رسول مقبول ہوا کی
 چال ہو کہ واسطے کہ ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی بہت تیز چلائی نہیں جاتی بلکہ تیس میل صرف ایک ساعت میں جاتی ہے اور
 ولایت میں حسب بیان اہل فرنگ ساتھ میل جاتی ہے اور اسی کلین ایجاد ہوئی ہیں کہ اس سے تیز تر ہو جاوے جس چال
 ولایت سے صبح سے دوپہر تک چھ ساعت میں تین سو ساٹھ میل چلاوے اور دوسرے شام تک بھی اسی قدر اور بحساب کل جدیہ
 اس سے بھی زائد ہو جائیگی اور یہی ہو گا بھی حال ہے چنانچہ قرآن مجید سے واضح ہو کر دوسلمان الریح غدو ہا شہر و رواجا
 شہر تہی سحر کیا تہی ہو کر دوسلمان کے واسطے صبح کی منزل اسکی آگاہ اور شام ایک ماہ کہ تہی حضرت سلیمان کے حال میں بغیر سحر
 لکھا ہو گزرتا بات جدا ہو کر بیان حاجت کلین بنانے اور شرک نکلانے اور لوہا بچانے اور آگ سلگانے کی اور دیگر مصائب کی
 یہی حکم آئی تھا جن و انس و مرد و پرند و دست بستہ قرآن بردار تھے اور ملک نازانہ اتشین لیے شایطین پر توکل تھے
 اور اگر سرور و تجا و ذکرین سخت سزا بدین بالجملیہ گاڑی ریلوی بھی گویا آثار قیامت سے ہوئی اور سبک باغ قبل ظہور دجا
 عالم میں پھیلنا شروع کیا ہے سو برس میں تمام عالم میں پھیل جائے تیسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کہ جاسم
 رعفرانی پہننے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر سناہ مشرقی مسجد جامع دمشق پر عصر کے وقت آسمان سے آگے زبان
 لگا یا دجیا اسبر ہوئے تشریف فرما ہونگے جو تھے یا جوج ماجوج کا خروج یہ قوم جو ہر بن یافتہ بن نوح کی اولاد ہے اسکی نسل
 بہت ہوئی عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ نامی بنی آدم و نسل جزوہن از اہلکہ جزوہن یا جوج ماجوج اور ایک جزوہن نام عالم
 آگے قامت چالیس گز ایک الباشت تک ہیں کان پڑتے بڑے کہ ایک کو بچاتے ہیں اور ایک کو اور تھتے ہیں زائد تفصیل انکی
 احوال سکندر میں لکھی گئی ہے انہیں جاسا و شاہ بن طوالتان اشع طارون طاقدہ و شمال کے کنارے ہفت اقلیم سے اہر ایک
 ملک ہے سکندر و ذوالقرنین نے دیوار آہنی قلعہ کوہ کی مقدار ساٹھ گز کے موٹی بننے گردا گرد آٹھادی ہوا زمین مصومین نکلنے
 پٹھنے سے معدور قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹگی یا پنجوین خسوف ثلثہ کا حدوث ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک
 جزیرہ عرب میں چھٹے دن کا نشور کہ یوم تاتی السماء بدخان میں بغشی انسان ایسی کا اشارہ ہر ساتوین رات کی درازی
 آٹھوین مغرب سے آفتاب کا ٹکنا نوٹین دابۃ الارض کا ظاہر ہونا و ستوین باد جنوبی چلنا و زلزلہ سے گیارہوین اہل
 غلبہ باٹھوین آتش عظیم کا حدوث ان امور و زلزلہ کا نہ علی الاصل بالاجمال کی یہ تفصیل ہو کہ ہر گاہ قیامت کے آثار نظر

تشریف آوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 خروج انجیل

ظہور پائیکے کفار جو ہم لائیکے شہر و صوم مجائیکے سلطان روم کو نصاریٰ سے مقابلہ پیش آئیگا فتح نمایان کے بعد سلطان شہنشاہ کو
 نصاریٰ کا عمل خیر تک پہنچ جائیگا اہل اسلام تلاش نام مدینہ منورہ میں آئیگے آحر آپ کو مکہ منظمہ میں طواف کرتے پائیکے
 بیت کی شرط بخالائیکے اس ہنگام میں ہر طرف سے نہاد ہوگی ہذا خلیفۃ اللہ المہدی فاطمہ وار واطحہ وابل دین وادایا
 روس دین حاضر ہونگے عرب اور عجم کے لوگ جمع ہونگے اور نصاریٰ شام باہر ان از دہام ہر چینگے اور امام عالی مقام
 باضنام نام انہر ہر چینگے دشمن میں مقابلہ ہوگا ایک گروہ نام داسو فت آچکے لشکر سے نکل کر بجاک جائیگا حدیث مسلم
 معلوم ہوتا ہے کہ انکی توجہ کبھی قبول نہوگی اور بقیہ جو ان مرد و کوش میدان ہر دو خوب لڑینگے اور نصاریٰ ہر چاہینگے
 تین دن تک اور حضرت شہادت کی سبیل جاری رہیگی اور بعد اسکے سر پر زیت بھاری رہیگی جو تھے دن اہل اسلام
 فتح پائیکے نصاریٰ بایانجام اس قدر اسے جائینگے کہ بات کئی آنکے دماغ سے نکلیاں گی البتہ السیف ذرا کی راہ پائیکے امام عالم قائم
 جانب قسطنطنیہ متوجہ ہونگے دریا سے روم پر پہنچ کر ستر ہزار بی اسحاق کو ہتنبول پر روانہ کریں گے اور یہ جامعہ بنائیگی
 با عظمت و جلال چلیگی کہ تکبیر کی بزرگی سے دیوار شہر نہادہ خود بخود گر جائیگی بے شقت و تکلیف قلعہ ہتنبول ہاتھ آئیگا
 اور بندوبست بقاعدہ اسلام ہو جائیگا جب چھ سات برس ظہور امام سے گزریں گے دجال بدآل جانب مشرق سے
 ایک آگ شعلہ زن بنام دوزخ اور ایک شہر گلشن بنام بہشت کہ نفس الامریں دوزخ بہشت ہوا و بہشت دوزخ زشت
 اور تودہ نان اور شیر مال اور آب شیرین کی کچال ہمراہ ہوگی اور خوارق عادات بنا بر آرائش خلق اللہ اسکے
 ہاتھ سے ظاہر ہونگے ابر سے پانی برسا ئیگا زمین سے زراعت آگائیگا اسکے حکم سے اشجار پھل لائینگے مویشی
 فریہ اور شہر دار ہو جائینگے کہ انہیں شہر ہزار یہودی اصغمانی ہونگے اور ایک لاکھ چالیس ہزار یہودی مقتدر
 اور ساقہ لشکر ہوگا اور قدریہ و جبریہ اور سائر اہل ہوا داپنے بائیں ہتھ مار ہونگے اور پابست اور فرخ منالہ کے
 توابع ابن سبام و دوزیادہ ہونگے اور کلیہ کل شئی مرجع الی اصلہ اسوقت بخوبی صادق آئیگا باجمہ دجال
 بیجا سے گروہ اشقیاء اور مطیعان ابن سبا ایک عالم کو تباہ اور برباد کرنا ہوا حرمین شریفین کی حدود میں پہنچے گا
 مگر بسبب بندوبست ملائکہ آسمان و بان اسکا باؤن نہ چھوگا اس اثنا میں ایک جوان شیرین کلام احمد بن عبد اللہ
 نام مدینہ منورہ سے براہ ہوگا اور اس لحین بیدین کو دیکھ کر کہیگا کہ بن نے مجھے پہچانا کہ تو دجال بدآل ہو و غضب بن
 اگر پہچا کرے کو آرس سے دو پا کر کرے گا اور بھرنا براغوا سے مردم و دونوں پارے ملا کر جلائیگا وہ جوان زندہ چوٹی
 خل مجائیکے اگر اے بیدین اب مجھ کو یقین کامل ہوا کہ تو وہی دجال ہو جسکی جبر ہا سے پیغمبر نے دی بار و گرضلہ کہ
 قیج کرنا چاہیگا جھری نہ چلیگی شرمندہ ہو کر آتش دوزخ میں کہ در حقیقت برو سلام ہو لایگا سن بعد کسی مرد کے
 زندہ کرنے کی قدرت نہ پائیکا اور جانب دشمن جائیگا بہان حضرت امام لشکر اسلام کے ساز و سامان میں مصروف
 ہونگے ناز عصر کے وقت حضرت جیسے آسمان سے نزول فرمائینگے اور امام کی اقتدار کینے بعد حضرت امام ہا لشکر اسلام اور

تاریخ

تاریخ

تاریخ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہاتھ میں نیزہ کرہ دار لیکر میدان میں آئینگے کبار کی پورش فرمائینگے مقاتلہ
 عظیم اور محارب بس فخم ہوگا کفار نابکار بشمار مارے جائینگے دجال مردود باب لدین بھاگیگا جناب
 عیسوی کے زخم سنان سے واصل ناربہوگا ابتدا سے فتنہ و جہال ملکون سے اس حال تک چالیں
 دن گذریں گے جمیع ایام ان ایام کے موافق عادت ستمروہو گئے مگر نین دن کہ ایک رس کے برابر
 اور ایک دن بیٹنے کے برابر اور ایک دن بیٹنے کے بہ قدر ہو گئے انقض جہال و دجال اور
 قتال اہل ضلال کے انفصال کے بعد جناب امام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملکون کی سیر
 فرمائینگے خنزیر اور چلیبہ کا نام جہان سے مٹائینگے اہل ایمان کے سوا کوئی بیدین روس
 زمین پر باقی نہ رہیگا نسلم اور فساد کا نام کوئی نہ لیگا ہر فرد بشر خدا کی عبادت میں مصروف ہوگا
 ابتدا سے طور امام سے ابناک آٹھ یا نو برس کا زمانہ ہو اس حساب سے سن شریف انچاس کا ہوتا ہو
 پھر وفات ہوگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناز پڑھینگے دفن کریں گے اور خود حکم رہا موجود مع مخلصین عباد کوہ طور کے
 قلعے میں حصن ہو گئے کہ ناگاہ یا حوج یا حوج سد سکندری ٹوڑ کر نکل پڑیں گے سوائے مردم قلعہ طور اور کوئی شخص
 پناہ نہ پائیگا بجزہ طور کہ دش کو س کے مریع میں واقع ہوا و نہایت عین اس کا سب پانی نوش کر جائینگے
 اور مارے نہ کھاتے آدمیوں جانور دن کو ستائے ملک شام میں آئینگے جبل خمر پر کہ ایک پہاڑ ہے بیت المقدس کا
 چڑھ کر تیر چلائیں گے وہ تیر خون آلودہ گر لگا بڑی خوشی کریں گے کہ اب ہمارے سوا کوئی زمین آسمان میں نہ رہا
 اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرستے کی تنگی ہوگی بد عا و زاری مصروف حضرت باری ہو گئے یا حوج
 یا حوج میں حق تعالیٰ نفع کی بیماری پیدا کریگا نفع ایک دانہ ہونا ہو کہ ناک اور گردن بزا و میش پیکنا ہو
 اور ہلاک کر دیتا ہو خواہ کیرا ہو کہ ناک اور کان بزا و میش میں پیدا ہو جاتا ہو کہ اس سے جلد ہلاکت کی موت
 پیدا ہو جاتی ہو آبکد رات بھر میں اس بیماری سے تمامی یا حوج یا حوج فی النار ہو گئے عتقا آئیں گے لائون کو گھسیٹ
 دیا میں لائیں گے چالیس دن متواتر باران رحمت برسے گا نفین زمین دور ہوگی اور نباتات کی نشوونما
 ہو فور قلعہ کے لوگ باہر نکلیں گے عبادت میں بفرار خاطر بسر کریں گے سات برس بعد بشریت کے لوازم شروع
 ہونے لگیں گے اس اثنا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح فرما دیں گے اولاد پیدا ہوگی بینا لیس برس کے بن میں
 وفات پائے روضہ مطہر انور میں مدفون ہو گئے بنی قحطان سے جہاد لے آجکا خلیفہ عادل ہوگا بعد اسکے گیارہ
 خلیفہ اور ہونگے انکے عہد میں کچھ کچھ ظلم اور جور کفر اور جہل شروع ہوگا اس شامت کے سبب مشرق اور مغرب
 اور عرب کے بعض جزائر میں خست واقع ہوگا منکرین تقدیر اس میں دھبے لگال کے مقارن ایک دھولن
 پیدا ہوگا کہ اسکی کدورت سے مسلمانوں کا کام سے سر بھاری ہوگا اور منافقون بر غفلت اور بیوشی طاری ہوگی کسی کو

وفات امام عیسیٰ علیہ السلام

بنان حضرت عیسیٰ

دن زمان

ایک دن میں کسی کو دو تین دن میں افاقہ ہوگا چالیس دن بعد آسمان صاف ہو جائیگا ماہ دیکھ میں پورے ہفت روزے
ایک رات تین چار راتوں کے برابر ہوگی کہ اسکی درازی سے مسافر گھبرا جائینگے نیند سے بچے چونک پڑینگے حریفی
چرائی کے واسطے غل مجاہدینگے خدا خدا کر کے قرص آفتاب بشکل خسوف ماہتاب مغرب کی جانب سے نمایاں ہوگا
اور دروازہ توبہ بند ہو جائیگا دوسرے دن زلزلہ آئیگا صفا کا پہاڑ پھٹیکا دابتہ الارض ایک جانور کا بگاڑ اسکی
شاخ گوزن کی سی ہوگی اور منہ آدمی کا سا اور گردن گھوڑے کی صورت اور دونوں ہاتھ بندر کی شکل اور دم
گائے کے مانند اور قفل آہو کی طرح اور پائون شتر کے مثال زبان کا نہایت صاف اور فصیح اس کے دست میں
عصاے موسوی ہوگا اس سے اہل ایمان کی پیشانی پر ایک خط کرے گا کہ نام چہرہ نورانی ہو جائیگا
اور دست چپ میں خاتم سلیمان کہ اس سے بے ایمان کی ناک پر مگر کرے گا کہ چہرہ بالکل ظلمانی ہو جائیگا پھر خدا
ہوگا تب ایک ٹوبہ میں برس کے بعد باد جنوب چلے گی اسکی تاثیر سے اہل ایمان کی بغلوں میں بھوڑا نکل آئیگا مرنے
لیکنے بابت تک کہ کوئی دیندار زمین پر زندہ نہ رہیگا اس اثنا میں جشیون کا غلبہ ہوگا کعبہ شریف کو شہید
کر دینگے حج بیت اللہ موقوف ہو جائیگا قرآن مجید الواح قلوب اور صفحات قرطیس سے محو ہو جائیگا اللہ تعالیٰ
کوئی زبان پر نہ لائیگا گھوڑے دنوں کے بعد جنوب کی طرف سے ایک آتش سرکش نمودار ہوگی لوگوں کو گمراہ کر
صحراے شام میں پہنچائیگی یہ ہوسے آثار قیامت رہا احوال قیامت وہ بارہ ہیں اول صورت کہ جب آثار کبریٰ پر
تین چار برس گزرینگے حرم کا عشرہ جمعہ کے دن پڑیگا کہ صورت پھونکا جائیگا صورت ایک نرسنگا چاندی کا
اسمیں شتر دائرے ہیں ہر دائرہ برابر دنیا کے کسی میں ارواح ہیں کسی میں فرشتوں کی روح کسی میں
جنات کی کسی میں شیاطین کی کسی میں انسان اور سائر اصناف حیوانات کی اور یہ بھی روایت وقائع الانبیاء
کھسی ہر صورت کی چار شاخیں ہیں ایک پچم میں ایک پورب میں ایک ساتوین زمین کے نیچے ایک ساتوین آسمان
اور جتنی تمام عالم کی ارواح ہیں اتنے ہی صورت میں دروازے ہیں اور اسکے ایک طبقے میں نبیوں کی روح ہیں
اور ایک میں اور آدمیوں کی اور ایک میں پر یوں کی اور ایک میں جانوروں کی اور باتفاق علما حاصل اس کو
حضرت اسرافیل ہیں ان کے چار بازو ہیں ایک پورب میں ایک پچم میں ایک کو بجاتے ہیں ایک سے شراکتے ہیں
اور عرش کے پائے اپنے کندھے پر اٹھائے ہیں اور داہنی ران پر صورت رکھے ہوتے ہیں اور جسدن سے آسمان میں
و ما بینہما من الاکوان پیدا ہوتے ہیں صورت کو منہ سے لگائے منتظر ہیں قریبا حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے کہیں کہیں فرشتوں
کروں کہ اسرافیل تو منہ سے صورت لگائے ہوتے ہیں حکم کے منتظر یہ سنکر مہاب ڈرے قریبا گھبراؤ نہیں حسبنا اللہ ونعم
الوکیل پڑھا کر درواہ الطیرانی وغیرہ قریبا حضرت نے کہ جسدن نرسنگا پھونکا جائیگا قیامت آجائیگی حالانکہ آدمی کا
منہ میں لقمہ ہوگا نکل نہ سکیگا اور کپڑا پہننا ہوگا کہ نہیں نہ سکیگا اور بانی منہ میں لگائے ہوگا بی نہ سکیگا اور صورت میں

تفریح الاذکار فی احوال الجنات

سات جنات

جس کو جاکینگا ایک کو نفع فرح کئے ہیں ایک کو نفع معن ایک کو نفع بعث اول نفع فرح ہوگا تا م خلقت میں
 ہو لڑ جائیگا اور پہاڑ اڑنے لگیں اور آسمان بننے لگیں اور زمین کا بننے لگیں اور حاملہ عورتوں کے حمل
 گر جائیں اور اڑ کے خون سے بوڑھے ہو جائیں گے شیطان بھاگتے بھاگتے سارے ٹوٹے لگیں جائز سورج و ستارے
 ہو جائیں گے جالیس برس تک ایسا ہی رہیگا پھر حضرت اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا کہ اے اڑاؤں ایک
 ہوگی ہر ایک کے کان میں برابر آئیگی اور بتدیج تیز ہوئی جائیگی لوگ جان کے تنان رہ جائیں گے گھوٹیں آئیں گے
 نہ کچھ وصیت کی صلت پائیں گے زلزلہ اٹھیں گے زمین پھٹیں گے دریا کا پانی پھیل پڑ جائے گا حضرت اسرافیل کہیں گے اور
 حق تعالیٰ کا حکم ہو کہ بد نون سے نکلو تب آسمان وزمین کے سب لوگ بہوش ہو جائیں گے اور وہ جاکینگے
 مگر جسے خدا چاہیگا وہ نہ مرے گا کہ قال و نفع فی الصور فصعج من فی السموات و من فی الارض الا من اراد
 یعنی اور جو ہونگا گیارہ لاکھ پھر بہوش گرا جو کوئی ہو آسمانوں میں اور زمینوں میں مگر جس کو اللہ نے چاہا
 اور وہ بروایت صحیحہ زمین میں ابلیس ہو اور آسمان میں جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل اور
 ایک روایت میں سوائے اٹھ حاملین عرش بھی اور دنیا بھی کہ تنہا ہی آدمی بے پیر سے بے شیطان بھی رہ جائیگی
 واللہ اعلم خفیۃ الحال بعد اذان حکم مالک یوم الدین ابلیس کی جان حضرت ملک الموت قبض کرینگے اور
 جان نکالینگے اور جس وقت بصورت ہیبت ابلیس کی جان نکالنے کو جائینگے اس وقت شہر ہزار پیادے دو دو کی
 زنجیریں آتشیں لیے ہوس ہر راہ ہونگے اور شیطان کو لٹکارینگے یہ مرد و دیو بہوش ہو جائیں گے پھر ہوش میں
 آکر چاروں طرف بھاگتا پھر جائیں گے اور ملک الموت اُسکے پیچھے ہونگے آخر کار خاک حضرت آدم علیہ السلام کی
 قبر کے پاس ٹھہریگا اور کہیگا کہ اے آدم میں تیرے سب سے بھٹکار میں پڑا اور رحیم و ملعون ہو ملک الموت
 اُسکو آگ کا پیالہ بلائیگا اور مار ڈالیگا پھر ارشاد آئی ہوگا اے ملک الموت اب میری خلقت میں کون بڑا
 کیگا الہی حی لا موت تو ہی ہو اور باقی تو اب کوئی بھی نہیں رہا مگر جبریل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل
 اُٹھانے والے اور میں ضعیف بندہ تیرا اب انکی روح قبض کرنے کا حکم ہوگا اور خود ملک الموت بھی ناراضی کے
 میدان میں اپنی روح آپ قبض کرینگے جب نام جان فنا ہو جائیگا یہاں تک کہ حکم کل من علیہا فان عرش کرسی
 لوح قلم و درج بہشت ارواح بھی دم بھر کی فنا میں گرفتار ہونگے اور پھوٹے و پھٹی ہو جائیں گے ذوالجلال والاکرام
 فقط ذات پاک حضرت احدیت باقی رہیں گی تب اس عالم وحدت و بقا میں ہیبت و جلال ارشاد ہوگا لمن الملک
 الیوم آج کس کا راج ہے کہان میں جنبارین کہان لگے مدعیین اور کہان ہیں وہ جو میرا کھاتے تھے اور وہ کاکھاتے تھے
 پھر اللہ تعالیٰ آپ ہی برسر جواب آئیگا کہ لا الہ الا اللہ القہار آج راج ہے اسی اللہ کا جو زبردست ہے ایک مدت تک
 آدمی فنا کا عالم رہیگا جالیس برس بعد عالم کی آفرینش اور زمین و آسمان کی خلقت از سر نو قرار پائیگی دوسرے بعث

نورانی

یعنی قبر سے اٹھنا سوا کسی صورت یہ ہو کہ اول حضرت اسرافیل زندہ ہونگے پھر جبریل میکائیل عزرائیل علیہم السلام اور حضرت اسرافیل عرض سے صور لیکر ہشت بین جائینگے اور کہینگے اے رضوان ہشت کو آلاستہ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی امت کے میان تشریف لاتے ہیں پھر براق کو زندہ کریں گے اور اسکو باساز براق لیکر مع لوا اور احمد اور حلد ہائے بخشی قبر رسول مقبول آئیں گے اور آنجناب کو اللہ علیہم السلام علیک کلمۃ الخائنینکے اور حضرت جبریل حلد ہائے جنت پیش کرینگے اسرار الفا تح میں ہو کہ آنجناب واسطے دو طے ایک سبز ایک زرد مع تاج ہونگے آپ حلد سبز کو ازار اور حلد زرد کو جا در کریں گے اور ہنوز تاج کراستہ مبارک پر نہ رکھیں گے بوجھیں گے اے جبریل اے ایوم ہذا یہ کون دن ہو جبریل التماس کرینگے ہذا یوم القیامت ہو یوم محسرۃ والندامتہ فرمائیں گے جھکو کوئی بنارت سنا عرض کرینگے آپکے واسطے لو اے حمد لایا ہوں فرمائیں گے میں یہ نہیں چاہتا عرض کرینگے میرے ساتھ آپکے واسطے تحفے اور سوغات ہیں فرمائیں گے یہ بھی درکار نہیں التماس کرینگے کہ دوزخ مجھ رہی ہو ہشت آراستہ ہو فرمائیں گے یہ بھی مقصود نہیں عرض کرینگے کہ فرشتے آپکے انتظار میں ہیں اور آپ اول شیع ہونگے اور شفاعت قبول ہوگی فرمایا یہ سب سہی لیکن خبر دو میری ست کے حال کردہ کہان ہر عرض کرینگے ہنوز وہ زیر زمین ہو فرمائیں گے جھکو خوش نہیں آنا کہ میں زمین پر ہوں اور امت میری زیر زمین یہ فرما کر پھر کھد میں لبٹ جائیں گے فرمان واجب الادعان ہوگا اے میرے حبیب سالار ہوا و تیری آیت سپاہ پہلے سالار نکھار کرتے ہیں پھر سپاہ پس آپ اٹھ کھڑے ہونگے کہ انا اول من تنشق عند الارض لسی کا بیان ہوا اور تاج کراستہ سر پر رکھیں گے اور حضرت اسرافیل صور بھونکینگے نام مخلوق اپنی قبروں سے اٹھیں گی حوالہ ہوئے لڑکے لوئے لنگڑے کانے گونگے اندھے بہر جو جیسے تھے ویسے ہی اپنی قبروں سے اٹھیں گے اٹھتے وقت ایمان دار کہیں گے سبحان من احیانا بعد الماتہ یعنی پاک ہو وہ جسے ہکو جلایا جب ہم مچکے تھے اور کفار کہیں گے یا ولینا من بعثنا من مرقدا نای خالی کسے اٹھا دیا ہکو ہمارے خواب کے مقام سے اور سوائے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب عریان اور غیر منتون اور بے ریش و بروت ہونگے کما بدنا اول خلق نعیدہ جیسارے سے بنایا پہلی بار پھر آسکو دو ہراویں گے ہم اسی کا اشارہ ہر حدیث شریف میں آیا ہو کہ آدمی قیامت کے دن برہنہ تن برہنہ ہوا اٹھیں گے جسطح مان کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں لیکن کوئی کسی طرف نہ دیکھیں گے ناکا میں ہول و ہیبت سے آسمان کی طرف ہوگی چالیس برس تک اسی طرح کھڑے رہیں گے دکھائیں گے نہ بینگے آفتاب کی گرمی سے کسی کے پالون پسینے میں تر ہونگے کسی کی پٹلیوں تک پسینا آئیگا کسی کے پیٹ تک کسی کی چھاتی تک حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! آسمان کو مٹی سوار بھی اٹھیں گے یا ان انبیاء علیہم السلام اور انکے اہل بیت اور وہ لوگ جو جب اور شعبان اور رمضان میں متصل روزہ رکھتے تھے اور سب لوگ آسمان بھوکے ہونگے مگر بنیاد اور انکے اہل بیت اور جب شعبان کے روزہ دار کہ وہ آسودہ ہونگے کدافی دفائن الاخبار لغفرانی اور بھی اسی میں ہو کہ لوگوں نے حضرت سے چھو

کرمات کے دن آپ کے امتی کس نشان سے پہچان پڑینگے فرمایا و منو کے انتر سے غم جمیں ہونگے یعنی جو حضور و مومنین دھوئے جاتے ہیں روشن و تابان ہونگے حدیث شریف میں ہو کہ حشر کے دن جب مخلوق قبروں سے ٹیٹگی فرشتے مومنوں کے پاس آئینگے اور ان کے بدنوں سے خاک جھاڑینگے سب جگہ پر کی خاک پھڑ جائیگی مگر اعضائے جسد گردنہ پھڑے گی تب آواز آئیگی کہ یہ قبر کی مٹی نہیں ہو مسجدوں اور محرابوں کی مٹی ہو اسکو اسی طرح رہنے دو یہاں تک کہ پل صراط سے اتر کر جنت میں داخل ہوں حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ لوگ جب قبور سے آئینگے تو فرشتے تین فرقوں سے مصافحہ کریں گے شہیدوں سے اور روزہ داران رمضان سے اور صائمن

جو ہم عرفہ سے پیشتر حشر یعنی میدان قیامت میں چلنا وہ بیت المقدس کے صحرے پر ہو گا اہل تقاضی نے کوئم
پیشتر فی الصور فتاتون افواجا کے سیاق میں لکھا ہے کہ کفار اشتر نامینا مشہور ہونگے اور زنا و قد بصورت و زنا
یہ دونوں بلا حساب و وزخ میں جائینگے اور انبیا علیہم السلام مراکب پر سوار ہونگے ہمارے حضرت اپنے براق
اور صالح و عزیز اپنے نلقے اور خمر پر و علی ہذا القیاس اور امت کے نیک بختوں میں حب اللہ اور بغض اللہ و
خود کے منبر پر اور وقائق الاخبار میں ہو کہ کفار پاپیادہ اور ایمان دار سوار ہونگے کما قال اللہ تعالیٰ یومئذ یخرج
الی الرحمن وفد امینی جسدن ہم اکھٹا کر لا دیں گے پھر نیز گارون کو رحمن کے پاس مہمان بلائے اور حضرت ہلی علیہ السلام
فرمایا کہ متقیوں کو گھوڑوں پر سوار مشہور کریں گے فرشتوں سے ارشاد ہو گا کہ ان کو پیادہ پا نہ چلنے دو کیونکہ دنیا میں
ان کو ہمیشہ سواری کی عادت رہی ہو ابتدا میں اب کی پشت میں رہے پھر ان کے پیٹ میں بعد از ان دانیوں کی
گود میں پھر اب کے کاغذ میں پھر اونٹ گھوڑے ناؤ وغیرہ پر جب مرے تو بھائیوں کے کاغذ میں پھر اب جو جو

اُسے ہن تو انکی قربانیوں کو انکی سواری بناؤ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمعوا صحابہ ایک وعظمیٰ اُنہا یوم القیامت
مطابکم اور اہل توکل انندملہ تابان اور فخر تارک الدنیا مثل کو اکب درخشان اور قائم الیل زرین کر سیون بر
ملقب بسادات الناس اور اہل ذکر شکرت زعفران کے ٹیلون پر مخاطب بہ اشرف الناس معشور ہو گئے اور
شہیدوں کا شہر خون آلودہ ہو گا زخمون سے بوس مشک آئیگی یہ جو فرقہ باحساب داخل جنت ہو گئے روایت
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گوگون نے یوم منیع فی لہور فتاتون انوا جا کے معنی پوچھے فرمایا روکر کہتے بڑی بات بھی
سنو قیامت کے دن یہی است کے دس ٹھنڈ ہو گئے ایک بصورت بندر یہ وہ ہوا کہ انھوں نے باہم دخل فصل سے
الوادیاہو دوسرا خون کی صورت یہ وہ ہن کہ جنھوں نے رشوت لی حرام کھایا ہو تیسرے اندسے یہ قاضی اور مفتی ہیں
اٹا حکم دینے والے چوتھا فرقہ گونگے برسے یہ لوگ عبادت اور طاعت پر غور کرنے والے ہو گئے پانچواں فرقہ عالم اور
مشائخ کا ہو گا کہ آپ برسے کاموں میں مصروف رہے اور دن کو سمجھانے سے اور منع کرتے تھے یہ اپنی زبانیں کاٹتے ہونگے
اور انکے منہ سے یہ خون بہیگا چھٹا فرقہ جھوٹے گواہوں کا انہراگ کے کوڑے پڑنے ہو گئے ساتواں فرقہ مشہور بہ قتل کا

ہوگا انکے ہاتھوں کھنٹے سے بندے ہو گئے اور بدن سے بدبو آتی ہوگی آٹھواں فرقہ دہنہ بائیں گز پڑتا ہوگا ایک گز
 کھڑا نہ ملے گی گاہ یہ وہ ہر کہ جنھوں نے اللہ کا حق مال سے نہیں دیا تو ان فرقہ گندھک کے پائے پھنسے ہو گئے یہ وہ ہیں کہ
 لوگوں کی غیبت کرتے تھے دشمنان وہ فرقہ جسکی زبانیں گندی سے پھلی ہو گئی یہ مومن لڑنے والے ہیں نفیہ عمرہ میں بھی
 دوش بیان کیے ہیں اور معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت مسلم نے کہ میری است کی بائیں صفیں ہو گئی تھیں
 قبروں سے اٹھ گئے ہاتھ کٹے سنا دی مذاکر بگا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو پر دسیوں کو ستاتے تھے اور بے توبہ مرے انکی جگہ
 دوزخ ہے اور تھیں جانوروں کی صورت ہو گئے سنا دی مذاکر بگا کہ یہ لوگ وہ ہیں جو نماز میں سستی کرتے تھے اور توبہ
 مرے ہیں انکی جگہ دوزخ ہے اور تھیں اٹھ گئے کہ انکے قد بہاڑے برابر ہو گئے اور سانپ بچھو بدن میں چٹے ہو گئے
 سنا دی بگا کہ یہ وہ ہیں جو زکوٰۃ نہ دیتے تھے اور بے توبہ مرے انکی جگہ دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے اٹھ گئے
 کہ انکے منہ سے خون بہیگا اور گانگلیگی اور انکی آنتیں پیٹ سے نکلیں زمین پر لوٹیں گی بگا کہ یہ بجا زبان
 جو خرید فروخت میں جھوٹ بولتے تھے اور بلا توبہ مرے ہیں انکی یہ سزا ہے اور جگہ انکی دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے
 اٹھ گئے کہ جسکے جسم سے بدبو آئے گی سنا دی مذاکر بگا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلق سے چپ کر گناہ کرتے تھے اور خدا سے خوف
 نہ کھاتے تھے اور بلا توبہ مرے انکی جگہ دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے اٹھ گئے جسکی گردنیں سانپوں نے ڈسی ہوگی
 بگا کہ یہ والا بگا کہ یہ جھوٹے گواہ ہیں اور بلا توبہ مرے ہیں انکی یہ سزا ہے اور جگہ انکی دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے
 اٹھ گئے جسکے منہ میں زبان نہ ہوگی اور رحم و خون بہیگا بگا کہ یہ والا بگا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کو اسی چھپاتے تھے
 اور دیکھا ہوا معاملہ بتاتے تھے حق پرستی کرتے تھے اور بے توبہ مرے یہ انکی سزا ہے اور جگہ انکی دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے اٹھ گئے
 سرخے پاؤں اور انکے شرم گاہوں سے پیپ اوبھیگا بگا کہ یہ والا بگا کہ یہ زنا کرنے والے ہیں انکی یہ سزا ہے اور جگہ انکی دوزخ
 ہے اور تھیں قبروں سے اٹھ گئے کالامتہ نبلی آئیں دوزخ کے انگاروں سے پیٹ بھر اوبھیگا کہ یہ والا بگا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو
 یتامی کا مال کھالیتے تھے اور بے توبہ مرے جگہ انکی دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے اٹھ گئے سنا دی مذاکر بگا کہ یہ وہ لوگ ہیں
 جو ان باب کی نافرمانی کرتے تھے اور بلا توبہ مرے جگہ انکی دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے اٹھ گئے بڑے بڑے دانت
 نکلے ہوئے جس طرح ہیلوں کے سینگر اور ہونٹ پیٹ تک نکلے ہوئے سو بگا کہ یہ والا بگا کہ یہ شراب خوار لوگ ہیں اور بلا
 توبہ مرے ہیں جگہ انکی دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے اٹھ گئے کہ انکے چہرے جیسے چوڑھویں رات کا چاند اور بکلی کی طرح بالوط
 تر و تھیں بگا کہ یہ والا بگا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے کام کیے ہیں اور خلق کو وعظ و نصیحت کی ہے اور میلہ و خمر
 باجماعت ادا کی ہے اور توبہ کر کے مرے یہ انکی جزا ہے اور مکان انکا بہشت ہے جن مقامی انسے راضی اور یہ حق تعالیٰ سے
 راضی نہ ہو کہ وہ فرمے اللہم اجلنا اسمہ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ لو فیض قرآنی سے ثابت ہے کہ سو خوار پیٹ بھولے
 اسباب مذکورہ صورت اٹھ گئے الذین بالکون والربوا لا یعومون الا کما یقوم الذی تحبط الشیطان من اس یعنی جو لوگ کھاتے ہیں

نہ آئینگی قیامت کو مگر جسطرح اٹھنا ہو جسکے حواس کھو دیے جن نے لپٹ کر اور علمائے بے عمل زبان آویختہ کیا اور ولی اللہ
 البر و تسون انفسکم یعنی کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولے ہو آگوا در غلط فتوے دینے والے افسوس اور
 قرآن کے بخلانے والے کوڑھی اور توجہ گر گندھک کے پیراہن پہنے اور سائل بلا ضرورت شرعیہ مخدوش الھدین
 اور عبادت پر غور کرنے والے کو گتے اور ہسائے کے ستانے والے لوے لنگڑے اور مالکون سے خفیہ کھانے والے
 آگ کی موبی پراور شہوت پرست بدلوا اور گندہ اور اہل تکبر مورچہ انگندہ اور جبریہ بصورت ہمام اور قریب
 بندہ کی شکل میں آئینگے یہ لوگ حساب کے بعد بہشت یا دوزخ میں جائینگے بعض رسائل حشریہ میں لکھا ہے کہ خوارج کا
 بصورت خاک حشر ہوگا اور روفض کا خرقہ صورت اور بعض علماء بالعکس فرماتے ہیں وہو الصبیح حدیث میں آئی ہے
 کہ سید ہمارے حضرت کا باعث ہوگا پھر اہل بقیع کا پھر اہل مکہ کا اور آپ کے والوں کی راہ دکھینگے جب وہ
 آئینگے تب آپ حشر کے میدان میں جلوہ فرمائینگے اسی طرح تمام عالم حشر کو روانہ ہوگا اچھون کے اچھے عمل
 بصورت خوش مر کو بھونگے اور برون کے بُرے عمل را کب جب حشر میں سب جمع ہو جائینگے آفتاب ایک
 میل پر آئیگا زہرۃ الریاض وغیرہ میں ہو کر آتش سے ایک سایہ پیدا ہوگا اور حکم ہوگا کہ اس طرف جاؤ خلق
 بن فرقی ہو کر اس طرف چلیگی ایک ایمان دار ایک منافق ایک کافر جب سب زیر سایہ پہونچینگے وہ ساتین بچا
 ہو جائیگا قال اللہ تعالیٰ اظلقوا لی نخل ذی الثلث شعب یعنی چلو ایک سایہ میں جسکی تین بھانکین ہیں ایک
 ذرائی وہ مومنوں کے سر پر ہوگا کیونکہ وہ دنیا میں ایمان کے نور سے نور بار تھے بخیر جم من الظلمات الی النور
 نکالتا ہے انکو اندھیروں سے آجائے میں دوسرا دھانی نیرانی منافقوں کے لیے کیونکہ وہ دنیا میں آگ و گرمی سے
 بجاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم رسول کے ساتھ جہاد کو گرمی کے سبب نہیں جائینگے اور لوگوں کو بھی ڈراتے تھے لا تنفرو فی
 قل نار جہنم اشتد حرارتی ست کوچ کر دو گرمی میں تو کہہ دو نزع کی آگ اور سخت گرم ہے تو تیرا ظلمانی کافروں کے لیے کیونکہ وہ
 دنیا میں کفر کے اندھیرے میں گرفتار تھے بخیر جو ہم من النور الی الظلمات نکالتے ہیں انکو آجائے سے اندھیروں میں نیا
 رسول مقبول صلعم نے کسان فرقی سایہ عرش میں ہونگے آمدن کے سوال اس سایہ کے اور کوئی سایہ نہوگا ایک بادشاہ عادل
 دوسرا جوان عابد تیسرے وہ دشمن کہ صرف اللہ کے واسطے آپس میں دوستی رکھتے ہیں چوتھا وہ مریض جو بصورت عورت
 پیار کیا اور اسے بخون خدا آگوا بچایا بخوان تہارونے والاخون خدا سے چھٹا وہ جسکا مسجد ہی میں دل لگا ہوتا
 ساتواں وہ جو داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں سے پوشیدہ رکھے حدیث میں وارد ہے کہ جب حق تعالیٰ خلق کو
 جمع کرے گا پکارنے والا پکارے گا اے صاحب فضل آؤ تو بہت لوگ آئینگے او جلد جلد جنت کو چلیں گے فرشتے آنگوراہ میں لینگے
 اور کہیں گے تم کون ہو کیونکہ ہم وہ ہیں کہ پہنے ظالموں کے ظلم پر مبر کیا اور جب کسی نے ہماری تقصیر کی ہم نے معاف کی
 فرشتے کہیں گے اے صاحب جنت کو چلے جاؤ پھر پکارنے والا پکارے گا اہل مبر کیا ہیں تب بھی بہت لوگ آئینگے اور جلد جلد

شارحان کو کون کا خبر پڑا ہے

بہشت کی طرف چلے گئے فرشتے راہ میں ملیں گے اور کہیں گے تم کون ہو جو بہشت کو لپکے چلے جاتے ہو کہیں گے ہم صبر کرنے والے ہیں کہ خدا کی
 بندگی پر ثابت رہے فرشتے کہیں گے اچھا بہشت کو چلے جاؤ پھر پکارنے والا پکارے گا آپس میں اللہ دوستی رکھنے والے کہاں ہیں
 تب بھی بہت لوگ اٹھیں گے اور بہشت کی طرف شادان و فرحان شتابان ہو گئے راہ کے فرشتے کہیں گے تم کون ہو کہ بہشت کو
 جیسے جاتے ہو کہیں گے ہم آپس میں اللہ دوستی رکھتے تھے فرشتے کہیں گے اچھا بہشت کو چلے جاؤ اس مقام سے واضح ہوا کہ بلوکلے جانا
 داخل بہشت ہو گئے و اچھا میدانِ معشرین آفتاب کی نمازت بہشت ہو گی لوگ گرمی اور اس کی حدت اور بھوک بیکاری
 شدت سے آشفۃ اور بیتاب ہو جا رہے لیکن نیکوں کی نیکیاں ان کے سر کی چھتریان ہو گئی اور خاک زمین کے حلوے شیرین
 ہو کے کھانے کو ملیں گی اور حوض کوثر کا پانی پینے کو اور بدون کونکھانہ پانی آفتاب کی تابش میں بیتاب ہو گئے اور
 ہزاروں تکلیف اور ایذا اور بول اور آواز اور ہولناک کا سامنا ہو گا تب ناچار نبیوں کا وسیلہ و معوذتہ دیکھنے والے
 حضرت آدم کے پاس آئیں گے اور گرا گرا کر آئیں گے اور ہزاروں طرح سے ثنا و ستائش کریں گے اور کہیں گے کہ جو اپنی سفارش میں
 حضرت آدم فرمائیں گے آج حق تعالیٰ غضب پر ہر حکمو اکل شجرہ کے مواخذہ کا ڈر ہو حضرت نوح کہیں گے میں نے بے ادبیا
 اپنے کا فر پیش کی سفارش کی تھی بھگو ڈر ہو کہ اس کی باز پرس نہ ہو حضرت ابراہیم فرمائیں گے بھگو انی یقیم و بل فعلہ کیریم
 اور ہڈو آفتی کا ڈر ہو کہ تمھاری سفارش کو جاؤں جو بد ہی کذبات ظلمت میں گرفتار ہوں حضرت موسیٰ عذر کریں گے
 کہ میں نے قبلی کو مار ڈالا تھا اس اندیشے میں رہا تھا ہوں حضرت عیسیٰ کہیں گے کہ میری قوم نے بھگو خدا کا بیٹا اور
 میری مان کو خدا کی جو روقر دیا ایسا نہ کہ اس میں بکڑا جاؤں اس کام کے سزاوار مجھ مصطفیٰ سردار انبیاء ہیں اگر تم نے
 پاس جاؤ گے خدا چاہے گا تو اپنی مراد پاؤ گے اہلِ معشر جب حضرت صلعم پاس آئیں گے اپنا درد سنائیں گے حضرت شفیع الامم
 صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے خاطر جمع رکھو میں اپنے رب کے پاس جانا ہوں تمھارے واسطے مردہ انا ہوں یہی تیری کبرا
 براق پر سوار ہو گئے اور مقام محمود میں آئیں گے نزول فرمائیں گے مجدہ خضوع بجا لائیں گے سات دن کے بعد حکم ہو گا
 اے محمد صلی اللہ علیک سر اٹھاؤ پاؤ گے جو انگو گے میں تم سے راضی ہوں آپ چلیں پیچھے میں بھی چلی فرما ہوں حضرت
 تشریف لائیں گے اور جمیع مالا مکہ موات نزول فرمائیں گے صور بھلیکا حضرت موسیٰ کے سوا کہ آپ کو طور کی غلی کے سبب مشاہدہ
 نور کی مہل و ہم بیونجی تھی سب بیہوش ہو جا رہے اور جن جل جلالہ اے عرش معلیٰ حکم و جاوہر کے الملک صفا صفا
 بیت المقدس کے صخرے پر غلی فرمایا آفتاب و آفتاب کی روشنی کمدر ہو گی نور انبی سے زمین منور ہو گی پھر صومر بھوکا جا
 پہلے ہمارے حضرت پھر سارے انبیاء و مؤمنین اور کفار و منافقین ہوش میں آئیں گے غیبا پر وہ اٹھ جائیں گے مالا مکہ جنات اور اعمال کی
 صورتیں دکھائی پڑیں گی بہشت کو کمال زیب و آرائش سے جلوہ دینگے اور دوزخ کو نہایت ہیبت اور آلائش سے حاضر کریں گے
 پھر حساب کتاب شروع ہو جائیگا روایت ہے کہ اول دو قاب اور انعام کا حساب ہو گا پھر عذاب کا جس جانور شاخ دار نے
 جانور بے شاخ کو مارا ہو یا جسے جس چیز کا جو صبر شرعی منفعہ کے ذریعہ کیا ہو اس کا قصاص ہو گا بعد قصاص جلد و اجنبہ

خاک ہو جائیگے اور کسی طرح کی لذت اس کی مگر حضرت اخیل کا دنیا اور حضرت صالح کا ناقہ اور عیسا کا کائنات اور حضرت
 عیسیٰ کا گدھا اور ہمارے حضرت کا براق خاک اور فنا ہونے سے بچنے کے اور ایک روایت میں بھیڑیا حضرت یعقوب کا بھی
 باقی رہیگا اور بعض علما کے نزدیک فیصل محمود بھی بیچ جائیگا اور شیخ اکبر قدس سرہ نے فرمایا کہ جو جانور کہ خدا کی راہ میں یا خدا کا
 واسطے مذبح ہوا اسکا بھی یہی حال ہو اور نباتات و جمادات کا حساب یہ ہو کہ نباتات میں سے عمامے موٹی اور پتوں
 خاناہ اور جمادات میں کوہ طور اور مخروط بیت المقدس اور حضرت مصلح کار و منہ اطہر اور مسجد اور منبر اور کعبہ
 شریفہ اور مسجد الحرام اور حجر اسود اور کوہ احد اور مواضع شہر کربورانیہ اولیاء اور سجدہ اقصیٰ اور سجدہ قبا اور وہ ساجہ
 جسکی تعمیر خالصاً اللہ ہوئی انکو اصدادے ناب جنت میں نگاہ رکھینگے اور باقی سب فنا ہو جائیگی اور خاک جنت ہونگی
 اسکو دیکھ کر کفار و کفریہ یا یسین کنت ترا بچتھے اسی میدان قیامت میں ہر ایک کا نامہ اعمال اُنکر ہاتھ میں آئیگا
 مومن کو دہن ہاتھ میں آگے سے کافر کو بائیں میں پیچے سے پھر کافروں سے شرک اور کفر کا سوال ہوگا صاف انکار
 کر جائیگے تب جس زمانے میں ان لوگوں نے کفر کیا تھا وہ گواہی دینگے اسکو بھی جہنمائیگے حکم خدا کے تھوڑے مہر ہوگی
 دست و پا کا کام کرینگے تب اپنے اعصاب کی طرف مخاطب ہونگے وہ جواب دینگے ملزم ہو کر کہینگے البتہ جسے یہ کام نادانگی سے ہوا
 تب کہا جائیگا کیا تمھارے پاس کوئی رسول ڈرانے والا نہیں آیا سب کثبان ہو کر کہینگے کوئی نہیں آیا پس ہر امت کسبئی
 اکٹھا ہونگے جن تعالیٰ فرمایا کیا جواب پائے تھے منہ حضرت نوح کہینگے خدا و مزامین ان لوگوں میں آیا اور خفیہ اور علانیہ بکلی بھائیائو
 نہانا جکو تکلیف دی ملا امت محمدیہ کے علما اور شہداء گواہ ہن کفار کہینگے اسوقت ممکن است کمان تھی ہمارے حضرت فرمایاگے اگرچہ
 یہ است اسوقت نہ تھی پر انکو اخبار خدا معلوم ہوا تھا و لقا رسنا نو خالی قومہ فلبث فیہم الف سنتہ الانسین عالم فاخذ ہم
 الطوفان وہم ظالمون یعنی جیسے بھیجا تو اسکی قوم پاس پھر ہا نہیں ہزار برس پچاس برس کم پھر پڑا انکو طوفان نے اور وہ
 گنہگار تھے کفار جب رہینگے اسی طرح ہر امت کے کافر اپنے نبیوں کے روبرو انکار کرینگے الزام اٹھائیگے آخر کار سب ملکر
 کئے لیگے کہ ہنسے یہ کفر اور شرک اور ان کے اغوا سے کیے اب دنیا میں ہرکو بھیجیے کہ ہم اچھے کام کریں حکم ہو گا یہ بخیر و برکت
 جسے جو کام جسکی خاطر سے کیا وہ اس سے اسکی جزا چاہے اور انکے ساتھ جائے کہ وہی انکے معبود ہیں پس
 بت پرست بتوں کے ساتھ اور آفتاب ماہتاب ستارہ ہرست انکے ساتھ اور ملائکہ انبیاء اولیاء کے پوجنے والے
 ان شیطا میں اور جنات کے ساتھ ہونگے جبکہ اغوا سے پریش کی غمی راہ میں نشنگی غالب ہوگی شراب کیمڑیگی
 پانی کے دھوکے اس طرف دوڑینگے وہ در حقیقت وادی و دوزخ کا سراوڈ کا دھوکے میں وہیں منہج ہو جائینگے
 اور انکے معبود شیطا میں اور جنات ایک تودہ بلند آتشیں پرست نشین ہونگے انکو دیکھ کر بلائیگے کہ اوتھو یہ سب بے ہد
 نجات انکی طرف جائینگے وہ کہینگے آج جسے توقع نہ رکھو اپنے اعمال بدقابل کا مزا کھو یہ ناامید جیران برہن ہونگے
 حکم ہوگا خذوہ فسلوہ ثم انجم صلوہ ثم فی سلسلۃ ذر مساب عون ذرا عافا سکلوہ میں اسکو پکڑو پھر

پھر طوق ڈالو جو اگلے کے دھیر میں نہ جاوے ایک زنجیر میں جس کا ناپ شتر گز ہر اس کو سپرد ہو سو ملائکہ ان کے اعمال کے موافق ان کو
کشان کشان دروغ میں پہنچائیں گے اسکے بعد مومن اور منافق کو بھی وہ ظاہر میں اہل ایمان کے شریک حال تھے توجہ ہو گا ملک
اپنے نامہ اعمال کو دیکھ کر حکم ہو گا کہ جو دنیا لکھا سو سب اپنے اعمال نیک و بد پر چھینکے پھر حکم ہو گا کہ ہر گز وہ اپنے ہود کے ساتھ کیا
تم کیوں ٹھہرے ہو عرض کریں گے ہم اپنے ہود کے انتظار میں فی الفور ایک بجلی نمودار ہوگی آسمان آواز دے گی کہ میں تمہارا مہر ہوں
تم میرے ساتھ چلو آؤ یہ غور دیکھو کہ کھینکے معاذ اللہ یہ ہمارا مہر و زمین جب وہ آئیگا ہم پہچان لیں گے تب ایک ساق نورانی چھلکی میں
سجدے میں گرے گا کہ سنو کون کی پشت تختہ ہوا سگی کہ سجدہ نہ کر سکن گے جو وہ بجلی آگے آئے گی اس کو حکم ہو گا کہ تم سچے سچے چلو آؤ
ہر امت اپنے نبی کے ہمراہ ہوگی ایک نخل میں پونچھیں گے وہاں سیران نصب ہوگی یہ پانچواں حال ہے قیامت کا ہمیں مسلمانوں کا
عمل وزن کیے جائیں گے تاکہ معلوم ہو کہ عمل کسے ثقیل ہے اور کس کا خفیف اور سبک و گرانی اعمال کی بہت چیزیں ہیں انہیں غور سے
کہ جب اس کو چھینکے تول جاری ہو جائیگی انہیں غور سے دیکھو کہ اگر یہ ایک پٹے ترازمین ہوا و راستوں آسمان زمین دوسرے میں
تو یہ بلا لا الہ الا اللہ والا سبحانہ ہو گا انہیں غور سے دیکھو کہ اگر یہ سب روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ سبحان اللہ اچھی تر از دلو
اور الحمد اللہ ساری میزان کو اور الحمد اللہ سب تر از آسمان زمین کے درمیان کو باجمود جس مومن کے اعمال جاری ہونگے نفوذی غنیہ
راضیہ یعنی اس کی گزند میں نہ ہوتی ہوگی اور جس کے اعمال ٹھکے ٹھکے ہوں گے نہ ہوتے اس کا ٹھکانا ہو گا اور کافروں کے اعمال کے وزن
نہ ہونگے لکھا قال اللہ فلا تملمم یوم القیامت ذمتم نہ ٹھہرے کریں گے ان کے واسطے قیامت میں قول اس واسطے کہ نیک عمل انہیں کماں ہو گا
وہ ضبط ہو گا اور منافقوں کے اعمال تولے جائیں گے اگرچہ اعلیٰ حسہ ان کے نہیں ہونگے لیکن حسب ظاہر جب دنیا میں انہیں احکام ہدایہ
جاری ہوئے تھے وہی سب روز جزا مسلمانوں کے ساتھ وزن اعمال میں شریک ہونگے اور وزن کیے جائیں گے آخر کار ان کا پیکار
جہنم کے حقیقہ زیرین میں پڑے گی جیسے صراط ہے یہ ایک پل ہے جہنم کی نسبت پر تر اس کے دائیں بائیں نیچے آگ ہے صراط پل نارے
خالی اور پل ہلکی سے زیادہ باریک اور نلار سے زیادہ تر آسمان دو لکڑیاں ٹٹکتی ہوگی ایک لکڑی لوہے کی سبج جیسے ان پر
پاس رسول تنوع سے نکالنے کی ہوتی ہے دوسری لکڑی آہنی ایک طرف سیدھی ایک طرف شریعی ایسی کہ اگر گردن میں کسی کے ڈال کر
کھینچیں تو کھینچ آوے اور خاک خاک چھینکے پڑے ہونگے بعد حساب کتاب اور دستہ کاغذ کے مومن اور منافق اس پل پر چلائے جائیں گے
مومن بار ہو جائیں گے منافق نارین آئیں گے اول ہمارے حضرت مع انہی امت کے گزریں گے پھر اور انہیں علیہم السلام مع انہی امتیوں کے
اور جو کوئی رہ جائے وہ حضرت کی شفاعت سے پار ہو گا اس وقت اس پل پر گزریوں ہو گا کہ مومنین اور مومنات کے ساتھ روشنی
ایمان کی دینے والے ہوگی یہ دیکھ کر منافق کہیں گے فراموش ہو گئے تھے ہم سب کے ساتھ اس نور میں جو طہین اہل ایمان کہیں گے چھپے دیکھو
جان سے ہم نور لائے تم بھی لا دیجیے دیکھیں گے ایک دیوار حائل ہو جائیگی کہ اسکے اوپر نار و حر جنت ہے سخت ظلمت میں گھبرا کر
کتنے گھینکے کہ ہم تمہارے ساتھ نہ تھے جو ہم کو چھوڑے جاتے ہو مسلمان کہیں گے البتہ ظاہر میں تم ہمارے ساتھ تھے ہر باطن میں غلبہ کافراں
دیکھتے تھے اب تمہارا حب کار انہیں کافروں میں جا لو تم دونوں کا برا ٹھکانا ہے اس حالت میں ایک ٹھکانہ شمس نمودار ہو گا کہ ان کو درخ

مختار

مختار

مختار

مختار

کے درجہ افضل میں پہنچے بجا لگا کسی کسی کی شفاعت ان کے حق میں مقبول ہوگی اور اہل ایمان بل صراط پر چرچینگے کسی کو دونوں جناب
 فرشتے غور سے ہوئے سلم سلم چہرے کے ہمراہت کے کیفیت ایمان کی موت سے اور عمل کی کثرت کے موافق کوئی برق و خشاں کوئی باد و زان
 کوئی اسپ و دان کوئی پیادہ روان کی طرح صراط سگد رگیا اور کوئی آن لکھ لکھ میں اور خشک پہنچیں رہ گیا وہ بھی شفاعت نفع اللہ سے
 پامہ جاسے گا پھر لوگ بل صراط کے اس کنارے ایک صحرا سے وسیع میں جمع ہونگے اور خشکی ہوگی آب و شربینہ کو لیکھا یس عرض کا پانی
 سونگا کہ ستون چیز کی قیامت کی انما علیینا کی اکثر اس کا اشارہ ہم حدیث شریف میں ہے کہ وہ آنا بڑا عرض ہے صراط ایک تھک کی راہ پانی
 اسکا درود سے زیادہ مفید شدہ سے زیادہ شیرین و شہوار جیسے شک اس کے آئینہ آسمان کے تار سے جو کوئی ایک بار اسکا پانی
 پی کے کبھی پیاسا نہ ہو پانی برا و دان ایمانی کے سوا کسی کو نہ لیکھا بدار کے جنت کا قفل چلیگا ابراہیم کا اس صحرا سے نا پیدا کنار میں جمع ہونے
 اپنے بیوں کے ہمراہ بہشت میں آئیگا اہل ہمارے حضرت اور آپ کی ہمت بھر حضرت عیسیٰ اور انکی ہمت اسی ترقیب سے حضرت نوح اور
 اور انکی امت تک سب جنت میں جائیگا پھر ہمارے حضرت مسلم کو معلوم ہوگا کہ بہشت میں ہمت کے بہت لوگ نہیں ہیں و فرج میں
 اترتار میں تب آپ غرور اور تکلیف سات دن تک سجدے میں رہیں گے حکم ہوگا کہ جیکے دلون میں رالی برابر ایمان ہے انکی شفاعت کا
 بھی فرمان ہے یہ آٹھویں چیز ترقیامت کی شفاعت نام ہے مفارش کا اور ہر نبی اپنی امت کی مفارش کرے گا لیکن ہمارے حضرت میں
 شفاعت کرنے کے ایک خاص میں پیش از حساب دوسرے صراط پر میرے جہامت کے عامی و فرج میں ہونگے یہی ہے شفاعت کہ نبی جب کبھی
 ارال ہو گا ہی ہر امت حضرت مسلم سجدے سے رہا جائیگا و فرج کے کنارے تشریف لائیگا امت کے گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے اور ابراہیم
 امت سے کہیں گے کہ نبی انبیا و ستون کی مفارش کرو و شہیدوں کا گردہ ستر آدمی کی شفاعت کرے گا اور حافظ قرآن و سلس کی اور ابراہیم
 حکما حسب مراتب اکثر و کثرت جائیگا جان چہاں تک کہ و فرج نے کمالیگے من بعد اور انبیا بھی اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت کرنے کے
 اور ہر امت کے بخارج و فرج میں ہونگے اسکا حال یہ ہوگا کہ و فرج کی ان نبیوں کے قدم تک پہنچیں گے اور نبیوں کے سابق اور کتر تک تہیب
 محفوظ رہیں گے انکے منہ سیاہ ہونگے نہ کافروں کی طرح جہنم پر تیرے بر مسکوت اور اکثر غشی اور صہو ہو گئے مالک خازن کو یہ گناہ اپنے فرشتوں
 میں نے نہیں دیکھے آج کل جب یہ لوگ و فرج سے چلنے لگے اسی محراب میں اکٹھا کیے جائیں گے اور فرج قصاص اور مظلوم اور ذلیل و مظلوم
 کے لئے مارا جہامت کی نہر میں نہلائے جائیں گے پاک صاف ہو کر بہشت میں داخل ہونگے تمام ہون کی نسبت ہمارے حضرت کی ہمت
 بہشت میں وہ چند بلکہ زیادہ ہوگی نا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی نبیوں کو بھی اپنے حبیب کے صدمے اسی میں شامل کرنا اور وہ لوگ بھی انکی جگہ
 میزان میں برابر ہوئی وہ بھی انکل و خزان صراط سے عبور کریں گے پھر یہ لوگ درود ہو جنکو غیر مل کے دعوت نہیں پہنچی اور نہ کر کے کہ ان
 سے بچے رہے اور نہ اسفندہ کا فرق سب اعرا میں ہوگا یہ نوین چیز ہے قیامت کی یہ ایک دیوار ہے ماہین جنت و مار کے کوہان دنوں
 حرفت کی ہوائ آتی ہوگی اور جو لوگ ان سے ابراہیم کو بہشت میں دیکھ کر امدہ کا مدار نہ کر کریں گے اور اشارہ کرنا میں دیکھ کر پناہ مانگیں گے اور
 بہشت میں داخل ہونے کی متوقع ہونگے آخر کار بفضل کر دگا بہشت میں جائیگا اور کفار جن شل کفار انس و جنہ ناپید ہونے کیلئے
 لیکن مسلمان ہو چکے وہ اب غلبہ ہو کر بہشت میں رہنے نہ پائیں گے کہ نہ کو بہشت آدم کی اولاد کا حق ہے بلکہ جنت کی دیواروں سے

نہ

نہ

نہ

نہ

نہ

نہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو گاہ کہ بتورہ و تعقیق اور از ازل جلیب منافع کے لیے جنت میں آمد و رفت رہیگی باجموعہ حبیب
 بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہونگے تو ایک دن دوزخوں گرد بہشت دوزخ کے کنارے طلب ہوا بیشک بہشت
 کو بیشک کو غنڈہ ابن حاکم فرمائیگے اور حضرت اسرافیل باشارت رہ چلیل اسکو کٹائیگی اور بجلی نیز اسکو سب کے سر پر دوزخ ہوا
 اور نہلا ہوگی یا اہل آئینہ خلود و لاموت دیا اہل النار خلود و لاموت یعنی اس بہشت والو اب تم کو یہاں ہمیشہ رہنا ہے اور نہیں تم کو
 اور اس دوزخ والو اب تم کو یہاں ہمیشہ رہنا ہے اور نہیں تم کو موت پھر جنت دیا کہ اگر دوزخ نہ ہو جانا ابدالاً بہشتی نار نعمت میں
 اور دوزخی نعم جنت بن بسر کینگے دسویں چیز دوزخ اور اسکے درجات ہیں کیا سترہویں بہشت اور اسکے درجات کہ ان دوزخوں کا
 حال مقدمہ کتاب میں بیان ہو چکا ہے مگر مختصراً اس مقام میں بھی لکھنا ہوا کہ با حقین کا ماہیت یوں اور دوزخیوں کا سوا
 ماہیہ کہ بہشتیوں کو ملیگا مچھلی کی کلجی ہوگی اور دوزخیوں کو گامے کے ٹی اسہین یہ حکمت ہے کہ مچھلی جو ان مایہ کی طبیعت
 ربط اور مطربت غصہ خیات ہے اور خیات کو نوجم کے باعث سے جنت سے مناسبت تمام ہے اور کبد و صلاص کا محل ہے اور دم صلاص میں ہے
 صلاص کو کیا اسہین اشارہ ہے کہ اہل جنت کو حیات ابدی بھی ہے اور صحت بدلی ہے اور گامے جو ان مایہ کی طبیعت یا بس
 اور بہشت غصہ موت ہے اور موت کو سبب تالم نام سے مناسبت تمام ہے اور محال دم فاسد کا محل ہے اور دم فاسد میں بدن گناہ و گناہ
 اسہین اشارہ ہے کہ اہل نامکو نہ حیات ہے نہ موت لاموت فیما دلا بجلی ابنا مار جنت کا حال سنو کہ حضرت معلّم نے فرمایا دوزخ دنیا جھلی ہے
 اور بہشت اسکے اسی سبب سے صراط کی راہ بہشت سے لگی ہے اسی حدیث کے مطابق فتوحات میں ہے کہ جو چیز فلک ثواب کے
 جوت میں ہے دوزخ ہے اور جو چیز فلک ثواب کے اوپر ہے تا فلک طہس بہشت ہے لیکن بہشت کا سطح سقف فلک طہس کا ہے اور بہشت کا عرض
 جسطح سقف فلک استیعاض میں بہشت کی سرشت سونے اور چاندی کی خشت سے ہے اور اس میں شک کا گاہ دیا ہے اسکی ٹھیکہ یا
 معل اور مزید اور خاک و خاشاک عیبر و فقر ان را تھ درجے ہیں برابر برابر سطح ہے کہ ہر ایک کا سقف عرض ہے گویا میں پانچ
 یا بلند یا نفع کہ ایک دوسرے کے وسط میں گرد و گرد واقع ہے ہلادرجہ دارا تھار ہے جسکو دار مقام ہوتے ہیں یہ درجہ رضا جو ان مایہ کی تراک
 دوسرا دار السلام اسہین ارباب سخاوت اور اصحاب بہت اور موت جگہ پر پانچہ قصود راہ لوگ کہ علم اور عقلی مجلس میں حاضر تھے ہیں
 تیسرا دار الخلد اسہین دو لوگ رہینگے جو نہ کہ لغو کیا یہ سے بچے تھے جو تھانہ الماویٰ یہ نہید دن کا چراگاہ ہے کہ وہ دن بھر اس میں
 چرتے بھرتے ہیں ان کو سبب خیرین کے شکم میں اصل ہو کر عرض کی مذہبیوں میں سیر لیتے ہیں یا تھوان خیرہ انیم بلان لوگوں کا گھر ہے
 چھوٹے دن دنیا میں آمد کے واسطے کلینین انھما میں چھٹا خیرہ افرو س یہ بہترین جنات ہے اسہین وہ چوتھم کے لوگ ہیں جنکا ذکر
 مردنوں میں ہے ہر قدامع المؤمنون الی ہم فیما خالدون اول جو نازین ٹھیکہ رہتے ہیں دم جبرستی بات پر حیا نہیں کہتے
 شوم نہ کو وہ دینے والے چٹام شہوت کے تھانے والے گرا نی عورتوں پر یا اپنے اٹھ کے مال پر بیچ جو اپنے اہل انور پر اور
 سے خبر دار ہیں شوم کہ انہی نام سے خط طہس میں سا تھوان خیرہ المؤمنین وہ لوگ ہیں جنکا جانچہ وہ دن کے پورے میں اندر غصہ کے
 مشعل اور بلا چہ صابر اور امر سے خلف ہیں انھوں جنت کرسی پر ہے اسکے نام میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک دالاجلال

بہشتی بہشت میں

دوزخی دوزخ میں

جنت میں

پر نور ہے سارا جہاں روشن ہو جاوے اور آقا باکی روشنی مگر راہ جنتی مرد کو بہشت کی عورت سے محبت کا بھی اتفاق ہو گا
ان اصحاب غزۃ الیوم فی شغل فاکون یعنی بہشت کے لوگ آج ایک دستہ تین بن تین کرتے ابن عباس نے فرمایا ہم اس وقت
از ان کجارت ہر جماع لیکن فراغت کے بعد پھر بارہ ہو جائیگی اور انزال ہر دو جہاں سے ہوا کا از آنکہ خدام وہ تین تین
ایک ملاکہ کہ انچون کی طرح اندر کا پیام بشتیوں کو سنا بیٹے اور بشتیوں کا پیغام اندر کو پہنچا بیٹے دوسرے عثمان کو دوش
حورن کے خلعت جب اگانہ بن اور سب ایک عمر کے تیسرے مشرکوں کی اولاد صغار کر اسنے حق بن حضرت نے دعا کی کہ خداوند
یہ کہ گناہ مہرے بین دنیا میں میری است کے غلام سے جنت میں بھی آکھو میری است کا غلام بنا چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور انکے
نعمات علیہم بین کہ تین قسم ہو گئے ایک یہ کہ وہ نبی کے چہ کے کھڑکھڑائیں گے ہوا کے پھرنے سے اس میں لکان کی کیفیت نکلیگی
بہشت کی حورین خوش اداں ستانے مالک کی اوصاف بیان کرینگے لیکن یہ نفی فرما شیطانی نہیں بلکہ اندر کی سبج و جمید
ہوگی تیسرے دیہ ازانہی کے وقت بعض ملاکہ جسطرح اسرئیل اور بعض انبیاء جیسے حضرت داؤد کو حکم ہوگا کہ اپنے رب کی تسبیح کریں
آگاہی تسبیح سے سانسین کو وجد پیرا ہوگا از آنکہ ملاکہ مرکب یعنی سوار یاں کہ وہ دو اب باورنار تاخت روان ہیں کہ مینوں کی راہ
طرزۃ بعین میں طر کرین از آنکہ ملاقات اجاب کہ وقت ملاقات دنیا سے فانی کی حکایات اور واقعات فیہم بیان کرینگے
از آنکہ یہ کہ وہ ان گری ہوگی نہ سردی نہ دن کی روشنی نہ رات کی تاریکی بلکہ ایک حالت ہر کہ قبل طلوع آفتاب ہوتی ہے اور بعد
میں ہر کہ مغربوں کے قدر سنا کہ کہ حضرت آدم کے قدم کے برابر ہو گئے اور تمام اعضا مناسب قدم کے تاکہ بیدول نہ معلوم
اور حسن جنت ہمیں کا سا کہ شہتیں جس کا اعضا اور عورتوں کا سولہ برس کا اور انکا حسن یونہی ہوگا اور نعمت و نواہی اور علم و ہر
اور رقت الیوی اور خلق محمدی اور زبان عربی اور شہد کو دارعی منوچہ نہ ہوگی ہاں سر پر بال ہو گئے مگر حضرت موسیٰ کی
دھاری نان مکہ دراز ہوگی اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ حضرت آدم اور حاتم انس کے بھی مذہبی ہوگی اور از زمان بشتیوں
کے عربی ہوگی اور وہاں کوئی شخص کہ گنیت بکار نہ جاوے مگر حضرت آدم کہ آپ کی گنیت ابو محمد ہوگی اور تمام شہنشی کشفائے حقینی
بول رہا نہ حدث لعاب دہی آب بینی چرک گوشن چرک پانی سے پاک ہو گئے ابالآباد و بیاریوں طاسری عارہ ہنی سے
پاک اور محفوظ بیٹے بعض تفسیر دن میں لکھا ہے کہ جب بشتیوں کو انسی برس تاہم گند رنگے تو نہ ہوگی کہ ای بندہ دم حور و قصور سے
مشغول ہونے اور میرے دیدار کو بھول گئے یہ آواز سنتے ہی بہشتی رحہ بین آ بیٹے ارشاد ہوگا کہ کل علی الصبح جہر کے دن
دار احوال میں حاضر ہوں سب حاضر ہو گئے ایک میدان بن ووق بن کہ خبت اعلیٰ کے اوپر ہر اور غرض محلے کے نیچے خزا
کر مینوں اور شک و غمہ کے ٹیلوں پر علی قدر المرتب تھلائے جائینگے کھانے لذیذ پانی خوشگوار لیاگا اور لباس نفیس پہنے کو غور
ملنے کو عنایت فرمائینگے اور شراب مہور عطار رنگے پس حجاب تہ جائگا نام حاضرین حال بالکمال سے مسود ہو گئے اور ہر کے شال
پہنوں اور بھگون اور بہشت برے نبون دیکھینگے خبت کے سارمی نعمتیں بہرینگے اور نعمت رضا فی اللہ غنم
اور رضا علیہ بیٹے اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ وہ بعضوں کو انھوں دن میں جسے کہ ہوگا اور بعضوں کو ہر روز ایک بار

بہشتی عورتیں

بہشتی عورتیں

بہشتی عورتیں

بہشتی عورتیں

بہشتی عورتیں

بہشتی عورتیں

بہشتی عورتیں

بہشتی عورتیں

رہیں گئے کوئی بصورت بند اور ریچہ اور کوئی بصورت سگ و گرگ اور کوئی بصورت مور و مار اور کوئی بصورت موش و غیرہ حدیث میں
دار و در کہ حق تعالیٰ نے میرے نام کی صورت پر بنی آدم کو پیدا کیا ہے اسی واسطے لفظ کو بصورت شیطان داخل و دفع کر کے پہل پہل
کی نسبت ثبوتی بشارت ہے اور کھنڈر بیان سے وضع ہوا کہ اہل ایمان بسبب عصیان داخل نیران ہو گئے لیکن نہ اپنے سرخ طاعی
ہو گا نہ غلاب بجا ہی نہ انکو چھکارے نہ غلو نہ انکا داخل طمس و فرقت ال کے واسطے ہو گا نہ کہ قرب الہی کی استعداد پیدا کریں
بسطح زرگزہ کو کھریہ میں واقع ہے کہ اسکا سگ داخل ہوتا انکو محو و انسا و اہل جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دور سے مارا کہ دیکھا تھا
نزدیک آئے تو نور نظر آیا اسی طرح اہل عصیان نیران میں ہی دیکھیں گے اہل ایمان جنان میں حضرت یونس علیہ السلام پر عتاب ہوا
پھسل کے بہت میں قید ہوئے طاعت سابقہ شفع ہوئی اہل کیا یہ کہ مصعب کے سبب دفع میں پھر گئے توحید الہی کی بنا کہ غنہ غری
تہ کوگی اہل تحقیق نے فرمایا کہ اگر چہ ظاہر میں ایماندار داخل نہ رہے حقیقت میں یہ نارا گذار ہے دیکھو زمان مصر کہ جمال یوسفی کے
مشاہدے میں کس قدر توحش ہونے لگا انکے ہاتھ تک کٹے مگر الم و لال سے خیر میں اسی طرح اہل ایمان تجلیات الہی کے
انفار سے میں اس قدر خود رفتہ اور بخیر و ہونگی کہ نار اور نکال سے خیر ہو جائیگی و کائنات اجزہ بدون جلال و صلاہ و فواد و
لو کائنات الناس حالہ و صلاہ فواد شوقا و اسرار الفاتحہ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزار ہزار شاہین
ہوئیں مگر ایک حاجت کہ آپ نے عرض کیا کہ خداوند اقیامت کے دن امت کا حساب میرے ہاتھ رہے ارشاد ہوا کہ قصور
چیز ہی ہے کہ تیری امت کی برائیوں پر کوئی لکھا نہ ہو تو اے محمد بن جوہا ہتا ہوں وہ تجھ کو معلوم نہیں اگر تیرے ذمہ پست کا
حق مقرر ہے تو تجھ کو ادا کی قدرت نہیں اور اگر امت کے ذمے ہے تیرا حق مقرر ہے تو انکو ادا کی قدرت نہیں اس صورت میں
نسب ہے کہ انکا حساب میرے ہاتھ رہنے دے کہ اگر میرے ذمے ہے انکا حق ثابت ہے تو ثبت ثبوت میری آن ہے میں انکو دیکھا
اور اگر انکے ذمے ہے میرا حق ثابت ہے تو رحمت اور مغفرت میری شان ہے میں انکو دس مرتبہ میں لو لکھا کہ حسیب صلی اللہ
علیک وسلم جو اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تیری امت کو میں رحمت کا نقد نہ دیتا قیامت کے دن انکا حساب لیتا تیری امت
کا حساب اس عنوان پر ہو گا کہ جیسے پدر مرہان اپنے پسندادان سے باتیں کرتا ہے حالانکہ باپ خوب جانتا ہے جو کچھ بیٹے کے ہاتھ
میں ہے جو کچھ گستاخ کرے کو چھتا ہے یہ کیا ہے تیرے ہاتھ میں اہل الطائف نے فرمایا کہ نبی اور امت میں نسبت واحدہ ہے کہ وہ نبی اس
امت کا نبی ہے اور یہ امت اس نبی کی امت ہے ہر گاہ کہ نسبت واحدہ اتنی رحمت کو مقتضی ہوئی کہ اپنی اولاد و احفاد پر بنی نے
امت کو اختیار کیا ہے کہ اپنا چاہے جہاں نسبت متعددہ ہوں کہ وہ بندوں میں اور اللہ میں متقوم ہے جیسے خالیت مخلوق
و اقبیت مزدت بہت بہت محبت مجاہدیت و غیرہ تائید میں تو بطریق اولی مقتضی رحمت پر مدد و کائنات با تہ نکاح تحقیق
اب گویا اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم اگر تو نے اپنی اولاد و ملت کی شفاعت بتقدائے شفاعتی لای ال کلب
من المؤمنین اختیار کی میں نے تیری امت کو اپنی رحمت دے دی اگر تو انکو دوست رکھتا ہے کہ وہ تیری امت میں ہیں کیونکہ انکو
میں بخون گا کہ وہ میرے مطیع و اخلاص ہیں اے محمد صلی اللہ علیک وسلم خدایا امت تجھ کو ناراض نہ دھنکائی ہر تو باکیہ خبر و جز

در بیان شفع

نہایت عظیم
مغنی عن
غیرہ

شکستہ السلام ابو موسیٰ قاسم الاعلیٰ ان پڑھنا ہے اور ہر چند تیری امت مجھ کو بیزار اور فغان کن ہے تو میں باوجود رحمت غیر شکستہ کے کہ تو غریب
درجن غفور فرماتے لوگوں کو کیا امید ہے اللہ عہد شفاعت کبریٰ ہمارے حضرت کو ملا ہے اور شفاعت کی حقیقت یہ ہے کہ کامل کا کمال
پہچل جاوے اور اپنے ناقص ابتداء کو اپنے میں سے لے اور اس کا نقصان اسکے کمال میں پورا ہو جاوے اور مدار شفاعت کا دو چیز
ہے پہلی اول نفس کامل کا کمال پہچل جاتا کہ برزخ قیامت میں اللہ تعالیٰ کی عنایت بنیاد سے وعدہ کیا گیا ہے اس بسط و طرح
فوقی کو شریعت میں اذن اور حکم کہا ہے و در شرع ناقص لوگوں کا اہل کمال کے تابع ہونا کہ بغیر ایمان اور محبت عقائد کے محال ہے و سہو
کہا ہے کہ کافر منافق کو شفاعت نہیں ہے یہ بلیا حقیقہ است و الاست ذنی تفسیر الغریبی اب واضح ہو کہ نہ سب اہل سنت و جماعت میں
شفاعت غیر دون اور بنو لون کی گنگا رودن کے حق میں اگر چہ فاعل و متکبر کبیرہ ہوں اور بلا توجہ مرے ہوں نہایت ہے
کہ بعضے جیسا کہ سبب شفاعت کے بہشت میں جائینگے اور بعضے باوجود نہایت مہجانی اس بات کے کہ دوزخ کے ستمی ہیں سبب شفاعت
کے دوزخ میں نہ جائینگے اور بعضے دوزخ میں جا کر سبب شفاعت کے نکل کر بہشت میں جائینگے اور بعضوں کے درجے بلند ہو گئے اندر
اہل سنت فرماتے ہیں کہ ان شفاعت حق یعنی تقیہ ہونے والی ہے موافق وعدہ خدا کے اور شفاعت شافعیین کا انکار کو کیا تو حق ہی کہ سن
کفر ہے اور جو گفتگو اہل سنت اور متزلزلہ اس مسئلہ میں ہوئی مع دلائل تفسیر کبیرہ وغیرہ میں مذکور ہے اس وقت میں فرقہ وہابیہ بھی شریک
متزلزلہ وہابیہ اسکو مولوی فضل رسول صاحب بیعت اللہ اسلول نے غول رد فرمایا ہے جسکو منظور ہو نور المؤمنین ان شافعیین
رسالہ مختصرہ انکا ملاحظہ کرے تفسیر غریبی میں تفسیر کریمہ رسول علیہ السلام کہ جب قرطی میں لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت
صلو نے یاروں سے فرمایا کہ میں ہرگز راضی ہوں گا جب تک کہ ایک ایک کو اپنی امت سے بہشت میں داخل نہ کروں اور اسی جگہ لکھا ہے
کہ حضرت علی علیہ السلام مرتبہ وسیلہ کو کہ نہایت بڑا مرتبہ ہے ہر چھٹنگیہ کہ ہر کسی خلوق کو نصب نہیں ہوا کہ حضرت برزخ قیامت
بندر و زبیر کے ہونگے هیچ مسلم میں ہے کہ حضرت آیات عذاب پڑھ کر روئے اور فرمایا اللہم امتی امتی اللہ نے جبریل کو بھیجا اور سبب
گریہ سے پوچھا جبریل نے دریافت کر کے عرض کیا فرمایا اللہ نے یا جبریل تو جامعہ کے پاس اور کہا پس سے ہم چکو تیری امت کے
مقدمہ میں راضی کرینگے حسب قرآن مجید اور احادیث سے یہ بات ثابت ہے تو انکا سارے کا بلاشبہ کفر ہے و لا يجوز الصلوۃ
خلف من یکر الشفاعۃ کما فی البحر الرائق ساتوین جہان نفس نفیس یہ بات دلیل شجاعت لانہا کی ہے کسی پیغمبر کو محال نہیں کہ
آخوان علم وسیع کہ آتہ و ملک عالمین معلوم اور کریمہ قادحی الی عبیدہ الدینی سے ظاہر ہے ہر جامع علم حق حتمہ کفر و عداقت محمود تھے
حضرت علی علیہ السلام کو چہ کمال تھے مثلاً عقل حضرت علی علیہ السلام کا یہ مرتبہ تھا کہ نام عالم کی عقل اس کے مقابلے میں ایک
ذره ہے ہر پنج و سبب امن غیہ نے کہا ہے کہ میں نے اکثر کتابیں کتب فائقین سے دیکھیں سب میں لکھا ہے کہ اللہ صاحب نے
اتہد اسے دنیا سے تا قیام قیامت سب آدمیوں کو اتنی عقل دی ہے کہ مقابلے عقل رسول مقبول ایک چھٹی انگشتی سنگر نیرون
دنیا سے کہ راہ ابو نعیم بنی اعلیٰہ و ابن عساکر علیہ السلام حضرت شیخ شہا بلدین سروری نے عوارف و المعارف میں ایک نکتہ سے
روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے عقل کے نوحے فرمائے نانوے حصے حضرت معلوم کو عنایت فرمائے اور ایک حصہ تمام مخلوقات پر فرمایا اور

میں کسی حضرت کی وفات کی باتیں دریافت کرنا وہ کتب میں اور تواریخ میں خوب غور و تامل سے مطالعہ کرے اور حلال و حرام و مباح و منکر و مکرم و مکرمہ کے خلاف و موافق و مخالفین سے غائب ہو یعنی خوب کر معاف کرنا اور کہ نیک کام کو اور کفر و کفر کا بلوں سے اسی طرح و اصبر علی الاصابک ان ذلک من غم الامور کہ اس سے جو کیسا کھاتا ہے چنانچہ آنحضرت کا یہ حال کہ جو کوئی حضرت سے بدعنوانی کرتا تھا اور بے ادبی سے پیش آتا تھا اس سے درگزر فرماتے تھے کافروں نے خاص کہ مشرکین میں کسی کسی شہر تین کین لیکن انکے لیے بدعنوانہ فرمائی سیدہ زفر یا لہم غفر تقویٰ فانہم یلعینون اور جو کرم و دنیا کا یہ حال کہ اگر کسی سائل کو بے نیل مرام و پس نہ کرتے تھے اور گویا حضرت کے رات تک درم و دنیا رہتا تھا اور اگر ایسا نہ جاتا اور کوئی مستحق نہ آتا تو آنجناب دولت خانے میں تشریف نہ لوجاتے تھے جب تک کسی سختی کو عطا نہ کر لیتے اور عطا یا نہیں دیا تو وہاں اڑھت ہین و انالبت لہم کام الاصلاح شاید جو جن اب یہ تھا کہ اپنے دوستوں کا نہایت اکرام فرماتے اور انکی مجلس میں بیرونہ پھیلاتے اور وقت تنگی مجلس سمٹ کر جگہ فراخ فرماتے اور اپنا زانو نہیں سے کبھوں آگے نہ بڑھاتے اور انکے ساتھ انکے باغوں میں تشریف لے جاتے اور ضیافت کھاتے اور ہمیشہ سب کا حال پر چھتے رہتے جو کوئی بیاہرتا اسکی عیادت اور جو کوئی سفر میں ہوتا اسکے واسطے دعا کرتے اور جو جانا اسکے حق میں انامہ و انالید را جہوں چھوڑ دیا فرماتے اور جس کو جانا کو آرزو ہو گیا ہوا اسکے گھر پر تشریف لے جاتے اور انکی ملاقات کے واسطے جب چلتے تو تیز لباس اور شانہ و غیرہ سے فرماتے اور سب لوگوں سے تازہ و درہتے اور توانا و ناتوان کو صدق قول میں برابر جانتے اور کسی کو اپنی پشت پر چلنے نہ دیتے اور سواری میں کسی کو پیادہ پانے نہ جاتے یا سوار کر لیتے اور فرماتے کہ تو آگے جا ہم بھی آتے ہیں اور جو کوئی حضرت کے پاس جاتا تو اسکی تکریم کرتے اور اپنے کپڑے بچھا دیتے اور کھیتے اور جب ناز میں ہوتے اور کوئی آجاتا تو ناز کو سب فرماتے اور اسکی حاجت دریافت کر لیتے اور اپنے خادم اور غلام اور لڑکی کو مالول اور شرب میں اپنے برابر رکھتے اور خود خادم اپنے کی خدمت فرماتے اور جو کچھ اصحاب اور خادم آپ کے کام کرتے آمین شریک ہو جاتے اور انہیں زیادہ کرتے اور جیسا اور قاریہ مرتبہ تھا کہ دختر کا تختہ اسے بھی زیادہ فرماتے تھے عن ابی سعید اخدری قال کان رسول اللہ ﷺ خیار العنبر فی خدر ہا و قال عاتقہ رضی اللہ عنہا ما ریت نرج رسول اللہ ﷺ اور جب حضرت کو کوئی شخص یک بیک دیکھتا مہبت میں آ جاتا اور جو محبت میں رہتا عاشق ہو جاتا اور جس مجلس میں بیٹھے تو سب اہل مجلس چکے بیٹھے رہتے اور جب خاموش بیٹھے تو قاریا اور جب باتیں کرنے تو غوی اور تازہ و رولی اور نہ ہدیہ تھا کہ اپنی خواہش سے نفاختیا کر یا اور بیت المال سے کچھ سوا سے توت کبسا اپنے خیال کی نہ لیتے تھے اور جو لیتے تھے تو از ان چیز تلاش کر کے لینے جس طرح خرے اور جو امین بھی انبار جاری تھا اہل بیت آپ کے قبل انقضائ سال محتاج ہو جاتے تھے اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جب وفات ہوئی تو زور آپ کی ایک بیوی کے پاس گروی تھی اور شفقت اور رافت اور رحمت تمام خلق پر یہی کہ ماہرسلناک الارحۃ للعالمین ما یسرکواہی اور امانت اور صدق لہجہ کا یہ حال تھا کہ مخالفوں اور دشمنوں نے بھی حضرت کا نام امین رکھا چنانچہ جو اسو کے رکھنے میں

بہرہ حضرت

بیت شریک

حکم کیا اور ابوخیان نے سر قبل بلو شاہ سے کہا کہ ہم نے کعبہ کو محمد کو جو نعمت سے تمت نہیں کی اور ابو جہل باوصف اُس خداوت کے کہتا تھا کہ ہم کم کو نہیں جھٹلاتے ہیں لیکن جو زندگی طرف سے لاکے ہو گا قال اللہ لایکذبک ولكن الظالمین بآیات اللہ لا یجدون اور یہ تو غوب روشن اور ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا جب تک اسکے مالک نموسے یا کالجین نہ لائے یا ذی جسم محرم کا اور عدل اور انصاف حضرت کا ایسا نہیں ہرگز اسکے بیان کی حاجت ہو اس کتاب سے پیدا ہو اور سلطان عادلین کا دستور العمل اسی طرح عادات ضروریہ بیاحات میں مستدل واقع تھے مثلاً کھانا بقدر ضرورت کھاتے اور وقت فاختہ نہ توجع سے پیٹ پر پتھر باندھتے اور پیشہ ہم اللہ کے سیرھے ہاتھ سے کھاتے اور ایک کنارے سے کھاتے نہ کہ سچ سے اور فرماتے البرکۃ فی الشرب وسط الطعام فکلو امن حافیہ ولا تأکلوا من وسطہ یعنی برکت اترتی یہ میان طعام میں سے کھاؤ کنارے سے اور نہ کھاؤ درمیان سے اور قبل طعام اور بعد طعام ہاتھ دھوئے اور جب کھاتے تو سب کے ساتھ چٹھکا کھاتے اور کھانا اٹھایا جائے تو فرماتے الحمد للہ الذی اعطانا وقفا دارا وانا جعنا مسلمین اور میرے کو بہت دست رکھنے اور دعوت کا کھانا کھا کر اور صدمے کا کھانا نہ کھاتے اور جو کوئی بدیہیجتا تو حضرت اسکے مقابل میں تشراس سے خنایت فرماتے اگر کسی نے کو بیت کرتے اگر غیبت ہوتی کھالیتے ریشہ ترک کرتے اور تین لنگیوں تک کھا کھاتے اور بعد از غشت انگلیاں چاہتے تھے اور شیرینی و شہد سے آپ کو غیبت لگتی پانی پیو کر پیٹے تین مرتبہ بین اور شیرین اور سرد پانی حضرت کو نوشگوار تھا اور جب سوتے تو دوہی کر وٹ تاکو نیند کھائے اور انکھیں حضرت کی سوتین اور دل جاگتا رہتا اور جب سوجاتے تو آواز دم لینے کی سنی جاتی تھی مگر خراک کعبہ نہ ہوتا اور اکثر مستقبل قبل کھ دست تحت اہمدر کہہ کر آرام فرماتے اور فرماتے رب تمہی غذا یک یوم بہمت عبادک العزم باسک اہوت وراحہ اور جب جاگتے تو کہتے الحمد للہ الذی اعیانا بعد ما امانا والیہ الفشور اور بہترین جامہ آپ کے نزدیک فیض تھا اور جامہ نہر سے مسرور ہوتے تھے اور عمامہ بھی باندھتے تھے اور دونوں شانوں کے بیچ میں شکوہ پڑتے تھے اور خوشبو سے بہت خوش ہوتے اور بدبو سے ناخوش اور سر نہ اٹھ کر اعلیٰ قسم سرس کی ہر بعد وطاق رات لکھتے کھاتے کرتے تھے اور کبھی حالت صوم میں بھی لگاتے تھے اور روعن زیت وغیرہ سر اور دھار جی میں ملتے تھے اور آمینہ دیکھتے اور سوا کرتے تھے اور حال وضع عبادات و دیگر احوال و انفعال و سعادات اور تہیہ المحافل وغیرہ کتب مسطورہ میں ملاحظہ کرنا چاہیے تو ان عرفان پلے سر سے لاکر قرب اتم سے ظاہر ہے کہ کیونکہ جب قدر قرب زیادہ معرفت زیادہ اور سطح قرب کے گنہ دیدہ عقل سے نہیں معلوم ہوتی اسی طرح عرفان اتم کی حقیقت دریافت نہیں ہوتی و سوان منصب تفنایا حو ان منصب فتویٰ ہوا

منصب اجتماع تیر حو ان منصب ہنسب کہ ان چاروں کے قواعد اور جزئیات کتب حدیث میں مصرح ہیں اور قاضیوں اور مفتیوں اور مجتہدین کے دستور العمل ہیں جو حو ان عمدہ قرأت کہ قرأت قرار سجدہ سے و افعیٰ ہر بند حو ان عالم اللہ میں سب سے پہلے پیدا ہونا چاہئے کہ نفسی نظم احوال اور شرح ہدایت تقرب میں مغنی ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ الیوم نہیں علیٰ مریضی علیہ السلام سے مطالع السرائر شرح و دلائل الخیرات میں روایت ہے کہ جب ارادہ الہی ایجاد موجودات سے متعلق

اشہاد اور شہادت کے ساتھ صراط سے گزرنا اور اول دروازہ بہشت کو خوش دنیا اور کثرت کھانا اور اول آپ کے واسطے دروازہ بہشت کا کھوہ جانا اور اول با فقر است بہشت میں داخل ہونا اور لیا احمد کا پاتھ میں لینا اور سب انبیا کا پس رو ہونا اور اول ویدار حق سے مشرت ہونا اور مرتبہ رسید یعنی وزارت کا حاصل کرنا کہ ان کمالات میں بھی کوئی پیغمبر حضرت صلعم کا شریک نہیں جو صحت ایک مرتبہ شہادت کا پاتی رہ گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیات خود حاصل ہوا اور بلا واسطہ ممکن نہ تھا اس واسطے حکمت الہی نے چاہا کہ یہ کمال کسی قریب کے واسطے سے حضرت کے کمالات میں مجاے سے روزانہ جو تھے اس شہ کے صغیر اور کبیرہ غیر انہیں بڑے چھوٹے تھے انیسے شبیر و بہرہ و ان میں تھی تصویر نبی عکس پذیر یعنی جس صورت وہی میں جو کئے نظیر بہر تکمیل کمالات نبی کام آئے، روزوں نے خلعت پر خزان شہادت پائے، اور شہادت دو مرتبہ ایک شہادت خفی اور دوسری صلی اور ظاہر کہ غیب کو شہادت پر اور غیب کو علانیہ پر تقدم ہوا اور سر بطور اجمال ہوا اور علانیہ تفصیل اس واسطے حضرت امام حسن بطلہ اکبر علیہ السلام مخصوص ان شہادت علانیہ تا کہ تقدم میں اس پیشین بھی ہاتھ سے بچاے اور ظہور شہادت بعد مرتبہ غیب اور وقوع تفصیل بعد اجمال صورت پذیر ہوا اور ہر گاہ کہ شہادت سترہ عبارت پر تشدید کی تھی اس سبب سے وحی الہی اور حدیث حضرت مصطفوی اور اثر جناب مرفوضی میں اسکا کچھ اثر نہ پایا گیا بلکہ بیان تکلفاً منظور ہوا کہ یہ حادثہ حضرت امام حسن کی لبلی کے ہاتھ سے حادث ہوا کہ علاقہ محبت سے بھی نہ عدالت سے اور چونکہ شہادت جملگی بنا نہرت را اعلان پر تھی اسلئے قبل وقوع واقعہ وحی سادی اور نہ بان نبوی میں بانیان زمان اور مکان بھی وارد ہوا اور حضرت اہم نے بھی خبر دی اور بعد وقوع واقعہ ایسے آثار راضی اور سادی اور غیب شہادت ظاہر ہوئے کہ وجوب کمال اشتہار اور باعث نہایت افہام واقع ہوئے تاکہ جلا حاضر و غائب اس واقعہ سے خبر دار اور ہر ایک قریب و بعد اس نعم سے واقف کار ہو جائیں بلکہ مقصود حقیقی اور مطلوب اصلی یہ ہوا کہ غم الدم اسکا پائدار ہے اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیات خود شہادت نہ ہوئی اسکا سر یہ تھا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی سو کرین شہید ہوتے تو کسر شوکت اسلام لازم آتی اور بڑی خرابی واقع ہوتی جو کہ چونکہ احدین شیطان مردود نے بصورت جمال ابن سراقہ متشکل ہو کر بالکل مجبور ہو کر دیا تھا کہ الا ان محمداً قد قتل کیسی پریشانی پڑ گئی کہ تمام نوح متفرق ہو گئی جو مطابق واقع میں معاذ اللہ کس طرح کی خوابیان متصور تھیں اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ اور دفعہ شہید ہوتے جس طرح حضرت عمر اور عثمان اور علی مرفضی رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تو اس طرح کی شہادت میں نہرت اور اعلان نہ تھا بلکہ شہادت کا اثر نام رہتا کیونکہ نامی شہادت کی یہ ہر گاہ کہ مارا جائے حالت غربت و کربت میں اور بڑے جائیں اس کے گھوڑے اور ڈالا جائے اسکا بدن زمین پر اور شہید ہوا اس کے سناو جماعت کثیرہ وغیرہ اور اقربا سے اور مال اسکا اور غرض کہ غرض تین تین ہوں اور قیم لوگ گرفتار ہوں اور یہ مدے سے سب صحت خدہ ہی کے واسطے ہوں اور وہ غصن فی سبیل اللہ سب یقینین گوارا کرے اور چونکہ قبل بیان شہادتین اول بیان چچ

میں شہادت

میں شہادت

فضائل حسین علیہما السلام ضروری ہے اس لیے بیان کرتا ہوں کہ اول قویہ دونوں صاحبزادے حضرت کے بیٹے تھے قطع نظر اس کے کہ بیٹی کا بیٹا نہ نہ کے حکم میں جو چنانچہ حضرت فرماتے ہیں کہ حسن و حسین دونوں میرے بیٹے ہیں امام احمد اپنی سند میں علی مرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب پیدا ہوئے امام حسن تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بولے دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا تم نے میں نے عرض کیا کہ حرب یعنی جنگی حضرت نے فرمایا بلکہ اس کا نام حسن ہے پھر جب پیدا ہوئے حسین فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا تم نے میں نے عرض کیا کہ حرب فرمایا بلکہ حسین اس کا نام ہے پھر جب پیدا ہوئے حسن فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا تم نے میں نے کہا کہ حرب فرمایا بلکہ حسن اس کا نام ہے ارشاد کیا کہ میں نے اپنے نام اولاد ہارون علیہ السلام کے ناموں پر رکھے ہیں کہ عبداللہ بن خضر اور شبیبہ بن خضر فائدہ اول حضرت علی مرتضیٰ نے موافق عورت اور عادت عوب کے ایک رئیس عوب کے نام پر نام رکھے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل دیئے تو اس سے معلوم ہوا کہ اکابر دین کے ناموں پر نام رکھنا جاسیے نہ رئیس جاہلیت کے ناموں پر ولادت اور ولایت آپ نے اپنے بیٹوں کے نام خلفا و نامادار اصحابہ عالمی مقدسہ کے ناموں پر یعنی ابوبکر اور عمر اور عثمان اور عباس وغیرہ رکھے اور اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حضرت حسن و حسین سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و سالم پیدا ہوئے تھے بعد اس تقریر سے بنایا ہوا حضرت عیسیٰ علیہما السلام با حسن و جنابا تھا ہوا اور سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسن و حسین سردار ہیں نبی جہاں ان کے اور فرمایا کہ جس نے حسین سے محبت کی اس نے مجھے رکھی جیسے اُن سے عداوت رکھی مجھے رکھی اور چونکہ دوستی رسول ہمینہ دوستی ظہری و قہری بھی اسی طرح جس حسین کی محبت محبت خدا ہے اور عداوت انہی عداوت خدا اور توجہ محبت جنت اور توجہ عداوت دوزخ اور بخاری نے حضرت اسس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حسن و حسین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے اور جناب امیر المومنین سے مشابہت کر چھاتی تھے ستر تک حسن مشابہ رسول تھے اور حسین سینہ سے قدم تک اس سے معلوم ہوا کہ ایک جان و دو قالب تھے اور دونوں مل کر گویا آنحضرت کی تصویر تھے اور گویا صورت جسمیہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم دو حصے ہو کر مادہ خلقت دونوں میں نبوت میں جلوہ فرماتے اور جسطح صورت میں یہ دونوں صاحبزادے شبیبہ تھے اسی طرح اخلاق و عادات میں بھی مشابہت تھے صحیح مسلم میں وارد ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور آپ کے پاس ایک کلمی سیاہ تھی سو حسن ابن علی آئے حضرت نے اُنکو کلمی میں لیا پھر حسین ابن علی آئے اُنکو بھی داخل کیا پھر عالم علیہما السلام آئین اُنکو بھی داخل فرمایا پھر علی ابن ابی طالب کثرت اللہ و ہدایہ اُنکو بھی اُڑھایا پھر حضرت نے فرمایا ابوبکر صدیق علیہ السلام لیدہب عنکم الرجس و یطہرکم تطہیراً آخرتہمندی نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا حسن و حسین میری دنیا کے بیٹے کلمی میں یعنی کل مراد اور نمر و خدا میرے باغ دنیا سے غیر حسن و حسین کے دوسرے نہیں ہے اور بھی ترمذی نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ یہ دو شخص یعنی حسن و حسین میرے دونوں نبیین

اور میرے بھئی کے بیٹے بن خدا وند امین انکو دوست رکھتا ہوں تو سبھی دوست رکھ انکو اور انکو جو ان سے محبت رکھے چین کستا ہوں کہ دعا و رسول مقبول ہا شہید مقبول ہوں پس دوست رکھنا اللہ کا دوستدار حسنین علیہما السلام کو یقینی ہے اور ابو ہریرہ سے ابی شعیبہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ابو ہریرہ سے فرمایا کہ میں حسنین کو دوست رکھتا ہوں تو سبھی انکو دوست رکھ اور دشمن رکھ انکو جو دشمن رکھے اور سبھی طبرانی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص حسنین کو دوست رکھتے ہیں انکو دوست رکھتا ہوں اور جو سب کوین دوست رکھوں انکو خدا بھی دوست رکھے اور جو خدا دوست رکھے وہ بہشت میں داخل ہوگا اور جو شخص حسنین سے دشمنی رکھتے ہیں اس سے دشمنی رکھتا ہوں اور جو کما میں دشمن ہو خدا اسکا دشمن ہوا اور جب خدا دشمن ہوا تو دوزخ اس سے نصیب ہوگی اور ہریشہ غلاب میں رہیگا اس حدیث سے صاف نکلا کہ نریہ اور اسکے انصار اور اعوان جنہوں نے حضرت حسین کو شہید کیا بیشک دوزخی ہیں واندلا لا توفق فی شانہ ولا فی اعوانہ و انصارہ اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ حسنین کو تبرائہ کو کہ یہ دونوں اولین و آخرین جو انان بہشت کے سردار ہیں اور ضیاء جہنم سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا خوش خبری دی جبریل نے کہ حسنین عرش کے دو گوشوارے ہیں اور کسی چیز سے معلق نہیں ہیں اور ابن عساکر نے افس سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی شخص مجلس میں کسی کی تعظیم نہ کرے مگر حسنین اور انکی اولاد کی تشیخ ابو سعید اور دی نے مناقب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ یہ حضرت توقیر اور احترام سادات میں نہایت مہمانہ فرماتے تھے چنانچہ ایک دن مجلس واحد میں چند مرتبہ تعظیم کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے اور سب غائب ہوئے اہل مجلس نے پوچھا کیا سبب تھا فرمایا کہ ان میں ایک لڑکا علوی ہے ہر گاہ میں انکو دیکھتا ہوں تعظیم کے واسطے اٹھتا ہوں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ شیخ الامان پانی پتی بابر ارشاد طالبین و درس تعلیم فرماتے تھے کہ در اطفال سادات کبھی آتے تو یہ حضرت اٹھ کھڑے ہوتے اور اسدم تک کھڑے رہتے کہ وہ لڑکے کھیل کود کے بچے جاتے لوگوں نے پوچھا اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ ان کی کیا مجال جو بیچارے اور اولاد رسول کھڑی رہے اور طبرانی نے مجمع البیہ میں حضرت فاطمہ علیہا السلام سے روایت کی ہے کہ میں حسنین کو لیکر مرن موت رسول اللہ میں آئی اور عرض کیا یا نبی اللہ یہ دونوں تمہارے بیٹے ہیں انکو کچھ درہ دیجیے فرمایا کہ حسن کو سیت و سیادت اور حسین کو جرات و سخاوت میں نے اپنی ہارٹ دی ہے اور ابن عساکر نے ہیبت و حلم و غرّت و محمد بھی بیان کیا ہے اور احمد و ترمذی نے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت علی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے کہ حسنین تشریف لائے اور پاسے مبارک انکا بچہ سلاک اندیشہ کرنے کا مہا حضرت نے دیکھا تو فرط شفقت سے خطبہ چھوڑ کر دونوں کو گود میں اٹھالیا اور فرمایا صدق اللہ و سولہ انما امراکم و اولادکم فغضہ اس مقام سے شفقت حضرت دیکھا جاتے

اور مصائب و بلا جو حضرت سید الشہداء پر واقع کر بلا میں گذرے ہیں خیال کرنا چاہیے یکم موجب رنج و غصہ
 طبعی اور مدد نہ روح شریف نہ ہوا ہوگا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت علیؑ علیہ السلام
 گھر کو چلے گئے تھے سنا کہ جو اب گھر میں آئے تو حسینؑ کو گلے سے چٹایا اور فرشتے نے اپنے پر وں سے
 سایہ کیا پھر آپؑ نے حضرت حسنؑ کو گلے سے لگایا اور فرشتے نے حسینؑ کو گود میں لے لیا اور سب لوگ
 یہ احوال دیکھتے تھے کہ آنحضرتؐ سے چلے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ابوالیوب انصاری نے التماس کیا کیا رسول اللہ
 حسنؑ کو ہم بیویں کہ آپؑ کو تکلیف نہ ہو فرمایا نہیں جانتے کہ حسینؑ دنیا اور آخرت میں بزرگ ہیں اور باپ
 انکا انیسے بہتر ہے پھر فرمایا کہ آج میں بزرگی دیتا ہوں انکو جس چیز سے انکو خدا سے تعالیٰ نے بزرگی دی ہے
 پس خطبہ فرمایا اور کہا کہ اے لوگو خبر دوں تم کو کہ بہترین آدمی از روئے جد و جدہ کے کون ہے حاضرین نے
 عرض کیا یا رسول اللہؐ فرمائیے ارشاد ہوا کہ حسنؑ و حسینؑ ہیں کہ جد انکا رسول خدا اور جدہ انکی خدیجہؓ کبریٰ
 بنت خویلد پھر فرمایا خبر دوں تم کو کہ بہترین خلائق از روئے والدین کون ہے بولے بے یا رسول اللہؐ فرمایا کہ حسنؑ
 و حسینؑ کہ باپ انکا علیؑ ابن ابی طالب اور ماں انکی فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ پھر فرمایا کہ بہترین خلائق سے
 از روئے چچا و چچو بھی کے بولے نعم یا رسول اللہؐ فرمایا حسنؑ و حسینؑ کہ چچا انکا جعفرؑ ابن ابی طالب اور
 عمہ انکی اممانیؓ بنت ابی طالب پھر فرمایا خبر دوں تم کو کہ بہترین مردم سے جواز روئے خال اور خالہ کے ہو
 بولے آری یا رسول اللہؐ فرمایا کہ حسنؑ و حسینؑ ہیں کہ ماموں انکا قاسمؑ ابن رسول اللہؐ اور خالہ انکی
 زینبؓ بنت رسول اللہؐ اور خالہ انکی خدیجہؓ بنت خویلد ہیں اور یہ بھی بنتی ہیں اور
 جو انکو دوست رکھے وہ بھی ہستی ہے اور جو شخص انکے دوست کا دوست ہو وہ بھی ہستی ہے اسی طرح طہرانی
 کبیرؑ میں روایت کی ہے کہ پوسیدہ نہ رہے کہ ان روایتوں سے واضح ہے کہ بلا شک حسینؑ علیہما السلام
 بہترین خلائق اور افضل ترین مخلوقات ہیں اور جواہل حق کے نزدیک ابو بکرؓ اور عمرؓ رضی اللہ عنہما
 افضل البشر بعد رسول اللہؐ شمار کیے گئے ہیں سوا اسکے حیثیات اور جہات اور ہیں یعنی ایصال نفع
 اعمال کثیرہ متعددہ و کثرت ثواب انشاء سے اسلام و ترویج احکام اسلام و فتح ممالک کفار و جہان فاسق
 و اتفاق مال و جان علی رسول اللہؐ کہ انھیں امور کے واسطے نبئت رسول اللہؐ ہوئی ہے اور آیات اور
 احادیث انکی فضیلت میں بے حد و حساب ہیں جسکو دیکھنا منظور ہو مرقۃ العینین فی تفصیل الشیخین
 ملاحظہ کرے اور جس طرح محبت اولاد رسول اللہؐ میں ہر اسی طرح محبت اصحاب رسول اللہؐ میں ہر اسی طرح
 حدیث شریفین میں آیا ہے میرے بارون سے دشمنی مت کر میرے بعد پس جس شخص نے دوست رکھا
 انکو سو میری محبت سے دوست رکھا اور جس نے انکو دشمن رکھا پس میری عداوت سے دشمن رکھا اور

جس نے انکو نیا دی مجھ کو دی اور جس نے کھاؤ نیا دی کھاؤ نیا دی اور جس نے خدا کو نیا دی قریب ہر خدا اس سے مواخذہ کرے اسی طرح اور حدیثین اور آئینین صاحب آنحضرت کی شان میں اس قدر نازل ہیں کہ ان سے صراحت نکلتا ہے کہ عداوت انکی سبب نارچہ در ہے اسکے محبت حضرت اہل بیت کی بلا محبت صحابہ کام نہیں آتی اسلیے کہ اہل بیت کی شان میں آیا ہر کشتال انکی تمیز مٹانہ کشتی نوح علیہ السلام کے ہے کہ جو اسپر چڑھا نجات پا گیا اور جس نے خلافت کیا دودھا اور اصحاب کی شان میں ہے کہ میرے بارون کی مثال ستاروں کی ہے جس سے اقتدار دے گئے ہدایت بادے پس کشتی محبت اہل بیت سے رہنا ہے محبت صحابہ دریا سے یابان میں جل نہیں سکتی کیونکہ کشتی شب عبور میں ہے پتہ انجم دریا میں نہیں چلتی فصل الخطاب میں عبداللہ ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب شہر مدین خلافت حضرت عمر بن فتح ہوا تو حضرت عمر نے فرزند چرمین مسجد میں بچھایا اور حبیب غنایم وہاں جمع کیے اول امام حسن علیہ السلام تشریف لائے اور فرمائے گئے یا امیر المؤمنین ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہے ہر حال کو پس حضرت عمر نے کہا بابر کرنا اگر اتمہ اور ہزار درم قدر کیے جب پنجاب دولت خانہ کو تشریف لے گئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے کھائے انکو بھی ہزار درم دیے پھر عبداللہ ابن عمر آئے انکو پانسو درم دیے عبداللہ نے کہا یا امیر المؤمنین میں جوان ہوں کہ رسول خدا کے حضور میں بھی جہاد کرتا تھا اور حسین علیہما السلام منیر اسن تھے اللہ کچھ ہمارے مدد میں نہ کھیلنا کرتے تھے انکو آپ نے ہزار ہزار درم دیے اور مجھ کو پانسو امیر المؤمنین عمر نے فرمایا کہ اے بیٹے تو ایسی نصیحت تو حاصل کر جو حسین کو ہر تجھ کو بھی ہزار درم غنایت کروں کیونکہ باپ انکے علی مرتضیٰ اور انان انکی فائزہ زہرا اور جد تشریف انکے محمد مصطفیٰ اور جدہ انکے خدیجہ اکبری اور چچا انکے جعفر طیار اور چچو بھی انکی امانی اور مامون انکے ابراہیم ابن رسول اللہ اور خالہ اعلیٰ رقیہ دام کلثوم و دختران رسول اللہ پس عبداللہ ابن عمر سبک ہو گئے اور یہ خبر علی مرتضیٰ کو پہونچی تو انھوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ کوئے چراغ اہل جنت ہے جنت میں بعد اسکے یہ خبر حضرت عمر کو پہونچی تو وہ ایک جماعت مسلمانوں کے ساتھ دروازہ علی مرتضیٰ اکرم اللہ وجہہ پر گئے اسی وقت حضرت امیر مرتضیٰ باہر تشریف لائے حضرت عمر نے کہا کھادی علی تم نے سنا ہے کہ رسول اللہ نے مجھ کو چراغ اہل جنت فرمایا ہے حضرت امیر نے فرمایا یابان میں نے یہ حدیث آنحضرت سے سنی ہے پس امیر المؤمنین عمر نے کہا یا علی یہ حدیث اپنے ہاتھ سے مجھے کہہ دیجیے حضرت نے دست مبارک سے لکھد یا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا من علی ابن ابی طالب لعلہ ابن الخطاب رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جبریل علیہ السلام عن اللہ تبارک و تعالیٰ ان علی بن ابی طالب سراج اہل الخبت فی الخبت یعنی خدا مددیکہ علی ابن ابی طالب غیر کا ضامن ہو اور رکھے دیتا ہے کہ رسول خدا نے عمر کے حق میں فرمایا تھا کہ جبریل نے خدا کی طرف سے مجھے خبر دی کہ عمر ابن الخطاب چراغ اہل جنت ہیں

پس حضرت عمرؓ نے وہ فوج بشتی لیا اور اپنی اولاد کو سپرد کر کے وصیت کی کہ جب میری وفات ہو تو بے غسل و کفن میں یہ کاغذ کفن میں رکھو دنیا تاکہ اسکے ذریعہ سے خدا کی ملاقات کروں سو جب حضرت عمرؓ شہید ہوئے تو وہ کاغذ کفن میں رکھ دیا گیا بعض علمائے فرماتے ہیں کہ معنی سراج اہل جمعہ کے یہ ہیں کہ وہ چالیس اصحاب جنکی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوئی وہ سب بشتی ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ ان میں چارچہ ہیں کیونکہ اسلام انکا انجیل کے سبب سے قوی ہو گیا اور اسی طرح اہل اسلام کیا جس طرح سادہ رو بہوشی چارچہ سے عبادت پاتا ہے کفانی النہایہ بغدادی اس مقام سے مسند رکھنے شجرہ کی حضرات صوفیہ کو کافی ہوا لی اب گنجائش انکار نہیں رہی و ارفع ہو کہ تفصیل حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محض باعتبار قربت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ابوت حسین علیہما السلام کے یہ نہ کسی اور جہت سے علاوہ اسکے ان دونوں بزرگواروں میں ایسی محبت باہم تھی کہ ایک دوسرے کو اپنی نفس پر تفصیل دیتے تھے کہ تصنیفات محققین کے اس سے مالا مال ہیں اگرچہ یہ مقام مقصود بیان تفصیل صحابہ کا نہ تھا مگر اس لحاظ سے کہ محبت اہل بیت میں یہ تحریر ہو رہی ہے سو وہ محبت با محبت صحابہ نام تھی اسیلئے بیان بعض مراتب کا ضرور ہو گیا اب جو مقصد اول بر کیا اور دل یہ چاہتا ہے کہ جس طرح شہادت خفی اور جسکی علمہ و علمہ و بیان کجا بیگی اسی طرح قبل شہادت کے کچھ کچھ فضائل سبطین علیہما السلام بھی علمہ و علمہ انکے حال میں لکھے جائیں تو اس کتاب میں زیادہ تر برکت ہو جائے اور سننے والوں کو بھی سرور علی السور پیدا ہو اگرچہ اختصار اسکا مقصود نہیں ہے مگر تطویل بھی خالی از فائدہ نہیں ہے

اعد ذکر نعمان لانا ان ذکرہ نہ ہو المسک ماکر رتہ یضوع پس اول فضائل حضرت سبط اکبر رشک نور شہید و قرامام الادوین سید التقیین امیر المؤمنین امام حسن علیہ السلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہیں سنا چاہیے علی ابن حسین سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسن کے تولد کا وقت پہنچا تو آنحضرت نے اس وقت ہمیں اور ام امین کو حضرت فاطمہ زہرا علیہما السلام کی خدمت میں بھیجا کہ آیتہ الکرسی اور مؤذنین پڑھے اور جب خبر تولد آنحضرت کو پہنچی تو آپ شریعت لکھے اور یہ دعا پڑھی اللھم انی اعز ذک ولدہ من الشیطان الرجیم اور اس سے روایت ہے کہ وقت تولد امام حسن علیہ السلام گھنٹے میں حضرت فاطمہ زہرا علیہما السلام کے پاس گئی تو کوئی علامت عورتوں کی از قسم میض و نفاس فاطمہ میں نہ پائی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ میری بیٹی میض اور نفاس سے پاک پیدا کی گئی ہے اور یہی ابن زکریا سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن ابن فاطمہ زہرا علیہما السلام اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اہمیت سے اہل شریعت نے

افضل مدت محل چہ جینے کی معیت در کی ہو اور اسما سے روایت ہو کہ آنحضرت حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے بیٹے کو لاؤ سو میں زرد کپڑے میں لپیٹ کر لائی تو حضرت نے وہ کپڑا اور دیکھا اور فرمایا کہ میں نے منع نہ کیا تھا کہ مولود کو پارچہ زرد دین مت لپیٹو تب میں نے سفید کپڑے میں لپیٹ کر دیا تو آنحضرت نے دہشتہ کان میں اذان اور بایں میں اقامت فرمائی اور حسن نام رکھا اور تاریخ اخلافا میں لکھا ہے کہ حسن و حسین دونوں نام اس نے پوشیدہ رکھے تھے کہ تا وقت ولادت اس کے کسی کا نام نہیں ہوا یہاں تک کہ حضرت نے اہلکام رکھا اور فصول المہمہ میں لکھا ہے کہ سابقین دن آنحضرت نے نام انکا حرب سے حسن کیا ہے پھر اپنے ہاتھ سے ایک دہجہ زچ کر کے عقیقہ کیا اور ایک ران دایہ کو دی اور موسے مبارک تر شوا سے ہوزن اسکے چاندی صدقہ دی کثیت انکی ابو محمد اور القاب لقی و لقی و زکی و طیب و سبط و ولی گزشتہ سید ہر اور جمال و حسن انکا بیان کرنا دشوار ہے فائدہ تولد آپ کا متصل رمضان سال سوم ہجرت میں ہوا ہے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت حسن ساڑھے سات برس کے تھے صحابیات آپکی تیرہ حدیثیں ہیں حضرت انس ابن مالک سے روایت ہے کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر شبیہ سوا سے حسن کے نہ تھا اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رسالہ حلیہ مبارک میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی آنحضرت کو خواب میں دیکھتا حالانکہ اس نے زندگی میں نہ دیکھا تھا اور صحابہ سے بیان کرتا تو صحابہ اسکی شبیہ پوچھتے اگر بیندہ خواب امام حسن کی شبیہ بیان کرتا تو صحابہ یقین لاتے والا آمد بخاری میں ہے کہ ایک دن صدیق اکبر نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو حضرت علی ساتھ تھے اتنے میں امام حسن نظر پڑے حضرت صدیق نے انکو کندھے پر رکھ لیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا شہ جلال مصطفویٰ کو اور علی تم سے مشابہ نہیں ہے حضرت علی متبسم ہوئے صحیحین اور عزندی میں برادر ابن عازب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن کو کندھے پر چڑھائے تھے اور فرماتے تھے یا اہل مدین اس شخص کے کو دوست رکھنا ہوں تو بھی دوست رکھو اسی طرح عزندی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دن آپ انکو کندھے پر لیے تھے کہ ایک شخص نے کہا اس شخص کے تو اچھی سواری پر سوار ہے آنحضرت نے فرمایا کہ نیک سواری ہے مگر جانتا ابو نعیم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آنحضرت کے ساتھ نازین تھا جب میں نے گئے تو حسن اگر میچ پر سوار ہوئے اور گردن مبارک پر گئے آنحضرت نے بہت آہستگی سے اتاراجب نازینہ فافع ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ کام نازین کچھوں نہیں کرتے تھے حضرت نے فرمایا کہ یہ لڑکا میرا ریحان جنت اور بیٹا میرا ہے اور قریب ہے کہ اسکے سبب سے اللہ تعالیٰ دو فرمے مسلمانوں میں صلح کرادے اور امام احمد و نسائی و بیہقی و طبرانی و حاکم و بیہقی نے عبد اللہ ابن شداد سے اس سے روایت ہے۔

باپ سے روایت کی کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب یا عشاء کے واسطے مسجد میں تشریف لائے مگر جی سہل
 تھے کہ جو تکبیر حضرت نے نماز شروع کی تو آنحضرت نے سجدہ و راز کیا راوی کہتا ہے کہ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو حسن پشت
 مبارک پر سوار تھے پھر میں سجدہ میں جانا رہا جب فراغت ہوئی تو مقتدیوں نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ اس توفیق
 سے ہم کو گمان ہو کہ کوئی امر جدید پیدا ہوا یا وحی آگئی آنحضرت نے فرمایا کہ دونوں میں کوئی بات نہ تھی بلکہ یہ بیٹا میرا
 حسن سوار تھا سو میں نے اسکا اتنا زانما کہ وہ جاننا دیکھا اپنی خوشی سے نہ اترے اور ابو بکر نے جابر سے روایت کی کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی سید جو ان حبشہ کو دیکھنا چاہے تو حسن کو دیکھے اور ابو ہریرہ ہے روایت کرتا کہ آنحضرت
 فرماتے تھے کہ یا آلہم میں حسن کو دوست رکھتا ہوں تو اسکو دوست رکھو اور میں چاہتا ہوں اسکو جو اسکو چاہے اور
 اس کا کہ کو تین مرتبہ تکرار فرمایا اور حاکم نے زبیر بن العاص سے روایت کی کہ ایک دن آنحضرت حسن کو ٹھلائے تھے اور
 فرماتے تھے کہ جو کوئی مجھ کو دوست رکھے حسن کو دوست رکھے اور چاہیے کہ حاضر غائب کو خبر پہنچا دے اور طہرائی نہ کیسے
 میں انس سے روایت کی کہ ہمارے گھر میں آنحضرت سوتے تھے کہ حسن آئے اور سیدہ مبارک پر چڑھے اور پیشاب کر دیا
 میں نے چاہا کہ حسن کو غلطہ کر دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑ دے میرے بیٹے کو جس نے اسکو انیادی مشک
 بھگو دی اور جس نے بھگو انیادی خدا کو بیچ دیا سی طرح کی بہت حدیثیں انکے فضائل میں کتب تفسیر و حدیث میں مذکور
 ہیں تفسیر جلد سی میں لکھا ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اسوقت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر اور عثمان بن عفان
 فرماتے تھے اے اسے اول ابن عباس سے شاید اور شہود کے معنی پوچھے انھوں نے کہا شاید یوم مجید اور شہود روز عرفہ ہی
 پھر ابن عمر نے بھی یہی جواب دیا تب حضرت امام حسن علیہ السلام کے حضور میں گیا تو آپ نے فرمایا شاید محمد مصطفیٰ ہیں اور
 اور شہود قیامت اور یہ آیت پڑھی یا ایہا النبی اننا ارسلناک شاماً و مشرقا و منیرا و ذلک یوم جمیع لہ اناس و ذلک یوم
 ایک دن حضرت امام حسن بالباس فخرہ گھر سے پر سوار تشریف لیے جاتے تھے اور مقتدیہ و افرادہ رکاب تھے چلے جا
 تھے راوی میں ایک یہودی مسکین محتاج ہزار ہا تکلیف میں گرفتار ملا اسنے عرض کیا کہ تھوڑا تو وقف فرما لیے
 کہ میں آپ سے انصاف چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کیا انصاف چاہتا ہے اسنے کہا تمھارے جینے پر خدا نے فرمایا یا اللہ یا جن البینین و
 جنہ الکافرین تو کہو میں ہوں اور یہی نام نعمت میں بلکہ کرتہ ہوں اور میں کافر ہوں ایسے غلاب میں گرفتار سویدنا تھا تمھاری بہشت ہی
 اور میری دوزخ حضرت امام حسن نے فرمایا کہ اے یہودی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے جو کچھ نواب آخرت میں رکھا ہے
 اگر تو دیکھے تو بھگو اسکی نسبت اب سجن میں جانے اور جو کچھ تیرے لیے یا اور کافروں کے واسطے غلاب آخرت
 مقرر ہے اگر اسکو دیکھے تو آپ کو بہشت میں جانے اور عبداللہ بن عبید اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت حسن نے
 چند روزہ مرتبہ پیادہ باج فرمایا اور ساری آگے آگے کو تل بھیجی اور آپ کی سخاوت یہی کہ ایک جوتہ یا کون میں
 اور دوسرا سائل کو دے آئے فضول الیمین لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن سے اپنا حال پریشانی کا

بیان کیا تو حضرت امام نے فرمایا کہ مجھ کو قدر و اعتدال نہیں ہے کہ تیرے سوال کا حق ادا کروں مگر جو کچھ مجھے ممکن ہو
 نہ کرتا ہوں اسے عرض کیا کہ مجھ کو تحوش بھی بہت ہے اس پر شکر کرونگا تب حضرت امام حسن نے پچپن
 ہزار درم طلب فرما کر غنایت کیے اور شیخ عبدالحق محدث رشتہ السمر علیہ نے رسالہ ایام اثنا عشرین لکھا کہ
 کہ ایک دن حضرت امام حسن علیہ السلام کھانا کھاتے تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا امام نے دو ہزار
 درم غنایت فرمائے اور اسے اسی قدر چاہے تھے جب وہ چلا گیا تو کسی نے پوچھا یا ابن رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم دو ہزار درم غنیمت کیسے اور کھانے کی صلاح نہ فرمائی حضرت امام نے کہا کہ مجھ کو یہ معلوم نہ تھا کہ آنے
 والے سے صلح کھانے کی بھی کرتے ہیں اور ابو نعیم اور ابن سعد نے علی ابن خدا بن سے روایت کی ہے
 کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنا تمام مال و اسباب راہ خدا میں نصیحت کیا اور تین بار نصف
 اور اس نصف میں یہ احتیاط فرمائی کہ اگر دو چوڑی جو تے کی تھی آسمین سے ایک دیا اور ایک رکھا یہ غور
 کا مقام ہے کہ بالکل وقف سب مال کا خیرات کر دینا سخت مشکل ہے اور اسی طرح کی تقسیم علی السوۃ نفس پر
 کمال شاق ہے انصین صاحبون کا کلام ہے اور اخلاق و حلم کا یہ مرتبہ تھا کہ چھ مرتبہ زہر دیا گیا اور زبان پر
 نہ لائے جب ساتویں مرتبہ زہر نے اپنا کام تمام کیا تو امام حسین علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ اے
 بھائی صاحب آپ زہر دینے والے کو جانتے ہو تو بیان کیجیے کہ میں اس سے عرض لوں حضرت امام
 فرمایا اے عزیز علی مرتضیٰ شہر خدا میرے باپ غماز نہ تھے اور محمد مصطفیٰ محبوب خدا میرے جد ایسے نہ تھے
 اور میری فاطمہ اور میری جدہ خدیجہ میں بھی یہ صفت نہ تھی اگر قیامت کے روز میری غنیمت
 ہوگی تو بلا بخشایش زہر دہندہ کے بہشت میں نہ جاؤنگا اور ابن سعد نے عمر ابن اسحاق سے روایت
 کی ہے کہ مروان جب عامل مدینہ ہوا تو اسے منبر پر چڑھ کر حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ علیہ السلام
 کو مخاطب کیا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے سنا ہے جواب نہ دیا اتنا فرمایا کہ اے مروان میں کچھ نہیں
 کہوں گا خدا پر چھوڑتا ہوں اور حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہا
 فرماتی ہیں کہ ایک شخص شام سے مدینہ میں آیا تھا اسے دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار جاتا ہے
 اسے لوگوں سے پوچھا یہ مرد کون ہے معلوم ہوا کہ حسن ابن علی ہیں وہ غیظ میں آیا اور کہنے لگا
 کہ امیر علی کا بیٹا اس لائق ہے اور امام حسن سے کہا تو علی کا بیٹا ہے امام نے فرمایا ہاں تب حضرت
 علی کو یہ کہنے لگا امام حسن خاموش رہے آخر وہ خود شرمندہ ہو کر چپکا ہوا رہا تب امام متبہم ہوئے
 اور فرمانے لگے کہ میرا گمان ہے کہ تو شام سے آتا ہے اسے کہا ہاں فرمایا کہ تو میرے گھوڑے کو چل تو میں
 تیری ضیافت کروں اور جو تیری حاجت ہو اسے نفا کروں وہ اور بھی شرمندہ ہوا اور اعلیٰ مرتبہ

اخلاق و حلم سے مشہوب تھا شامی کہتا ہے کہ میں اُسی دم سے اُنکا عاشق ہو گیا کہ سوائے اُنکے کوئی میرا محبوب نہ تھا
 انتہی اور سی طرح ایک دن امام حسن مسند امامت پر بیٹھے ہوئے وعظ فرماتے تھے اور بہت لوگ جمع تھے ناگاہ ایک
 کافر نے اُکر پوچھا کہ سرور مجلس کا کون ہو حضرت امام حسن نے فرمایا میں ہوں حسن ابن علی اُسنے خشونت
 سے کہا وہی علی جو مرد خوشنور اور جبار و جفا کا تھا اس بات پر حضار مجلس کو غصہ آیا اور مستعد ہوئے کہ
 اُسکو ادب دین حضرت امام حسن نے منع کیا اور فرمایا اے مرد تیری گفتگو سے متواضع نہ ہو کر تیری ہیبت
 میں مبتلا نہ ہو خیر اگر مجھ کو کھانا نہ ملا اور بہتر موجود ہو کھالے اور جو پیاسا ہو تو آب شربین و سرد و خوشگوار
 تیار ہو اور جو قرضدار ہو تو اداسے دین پر حاضر ہوں اور اگر کوئی دشمن پیچھے پڑا ہو تو تیری اعانت اور
 مدد کر سکتا ہوں جب اُسنے یہ کلام معجز نظام سنا تو کہنے لگا احق تو بیٹا علی ولی اللہ کا ہے جسے خیر کار و نواز
 اُکھاتا اور بھائی اور وصی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا یہ کہنا مسلمان ہوا اور تمام عمر حضرت امام حسن
 کی خدمت میں رہا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی کرامتوں کا حضور نبین ہر کہ اُسکو بیان کر دیا ہر ایک
 سخن کرامت اور ہر ایک فعل اعجاز تھا اور دیکھو اب تک کہ بارہ سو برس ہوئے ہیں اُنکی تاثیرات اولیاء
 امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ظاہر ہیں اور صراط کے منجرے انبیاء پیشین سے سرزد ہوتے ہیں
 اسی طرح کی کرامتیں اولیاء اس امت سے ہوتی ہیں یہ برکت محض انصہین حضرت کی برکت سے ہے اور
 ترویج آنجناب کا حال یہ تھا کہ چار عورتیں منکوحہ سے کم کہجوں آپ کی خدمت میں نہیں رہیں سوائے ملوک کے
 علی ابن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسن علیہ السلام عورتوں کو طلاق دیتے تھے اور کوئی عورت اُسے
 جدا نہ ہوا کرتی کہ یہ کہ اُسنے آنجناب کو پیار کیا اور امام جعفر صادق امین محمد اقرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سبب
 کثیر الطلاق ہونے جناب امام حسن علیہ السلام کے امیر المؤمنین علی مرتضیٰ فرماتے تھے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی
 حسن کو نہ دے کہ وہ کثیر الطلاق ہے یہ بات سنکر ایک ہمدانی نے کہا کہ نجد اکرم میں اپنی بیٹیوں کو اُسے نکاح
 کر دینا اگر راضی ہو رکھے ورنہ دوسرے اور خلافت رسول اللہ کا حال یہ ہوا کہ جب امیر المؤمنین
 امام التقیین علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الہیونین رمضان سنہ چہلم ہجرت میں جمعہ کے دن شہید ہوئے
 تو صبح اسکی حضرت امیر المؤمنین حسن علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ فرمایا باوازا بلند کہ مدت کہ حکم میں کسب
 صحیح متصل بلفظ یوں مذکور ہے تقد قبض فی ہذہ اللیلۃ جل لایبقۃ الاولون لعل ولا یدرکہ الاخرون لعل وقد کان رسول
 یعطیہ الراتۃ فیقاتل وجہہ بیل من یمنہ ویکمل من یسارہ فماریج حتی یفتح اللہ علیہ من علی
 تقد عرفنی ومن لم عرفنی فانا الحسن ابن علی وانا ابن النبی وانا ابن الوہی وانا ابن البشیر وانا ابن النذیر وانا ابن النبی
 الی اللہ وانا ابن السراج النیر وانا من اہل البیت الذی کان جبرئیل نزل الینا وبعثہ عن عندنا وانا من اہل البیت

من کہ کہتے تھے کہ
 میں نے اپنے بھائی
 کو اپنے بھائی کی طرح
 دیکھا ہے

الغنی اذہب الیہم الرحیم و طہرہم تطہیر اذہم انما من اہل البیت الذی اقرض الہم و وہم علی کل مسلم حاصل یہ کہ وفات
 پائی آج رات کو ایک شخص نے کوشل اسکے علم و عمل میں نہ اگلوں میں نہ اگلوں میں نہ اگلوں میں اور تھے رسول اللہ کے جہاد
 میں علم بردار کرتے تھے انکو سو وہ لڑتے تھے اور جانب میں جبریل اور یسار میں میکائیل رہتے تھے پھر منہ نہ مورتے تھے
 جب تک اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ پر فتح نہ دے پھر جو کوئی مجھ کو جانتا پہچانتا ہو اسکو اگاہ کرنے کی ضرورت نہیں ہو وہ تو بچا ہر
 اور جو نہیں پہچانتا ہر وہ خبر دار ہو کہ میں حسن بنیاعلی کا ہوں اور میں بنیانی کا ہوں اور میں پسر مصی ہوں اور میں
 فرزند نجات دینے والے اور خوشخبری سنانے والے کا ہوں اور میں نور البصر و روانے والے کا ہوں اور میں نخت جگر
 اسکا ہوں جرم کو اللہ کی طرف بلانے والا ہوں اور میں نوحیہ چرخ روشن کا ہوں اور اس خاندان عالیشان سے ہوں
 جیسے جبریل امین خدا آمد و رفت رکھتے تھے اور اس گھرانے کا ہوں جسکے گناہوں کو اللہ لے گیا ہر اور پاکی و پاک
 خوب پاک کرنا اور اس گھر کا لڑکا ہوں جسکی محبت اللہ نے سب مسلمانوں پر فرض کی ہو یعنی اللہ نے فرمایا ہر قل ہلکم
 علیہ اجر الا الوعدۃ فی القربی پھر خطبہ تام فرما کر روئے اور بعض مؤرخین نے اسی خطبہ میں اس قدر عبارت اور زیادہ
 روایت کی ہے کہ اسی رات میں وفات پائی یوشع ابن نون نے اور آسمان پر گئے عیسیٰ ابن مریم اور سوائے سب
 ورم جو انھوں نے واسطہ مول لینے کینہ کر رکھے تھے کچھ نہیں چھوڑا باجماع بعد اختتام خطبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی
 اللہ عنہما ہو کر فرمایا کہ اے حاضرین میں تمہارے پیغمبر کا بیٹا ہے اور تمہارے امام کا موصی ہے سو بیعت کرو اسکے چاکر
 حاضرین نے بلا تامل بیعت خلافت کی اور چالیس ہزار کو فی اسی دن کہ تاریخ ہست دوم رمضان سال چہلم جمہری
 شصت بیت میں درآئے اور عمر آنجناب اسوقت سستیس برس کی تھی بعد ازاں آنجناب نے عبداللہ بن عباس کو
 عامل بصرہ فرمایا یہ خبر معاویہ کو پہونچی اسنے دو آدمی روانہ کیے ایک بصرہ میں دوسرا کوفہ میں تاکہ اخبار نویسی کریں
 اور لوگوں کو تبلیغ قلب بہکادین یہ حال حضرت امام علیہ السلام پر بھی کھلا تو آنجناب نے ان دونوں کو قتل کر لیا
 تاکہ عبرت ہو جائے اور معاویہ کو لکھا کہ اگر تو راہہ ترائی کا رکھتا ہو تو میں حاضر ہوں سو معاویہ بالشرک شام مقابل
 ہوا اور آنجناب بھی چالیس ہزار آدمی سے جانب معاویہ تشریف لے گئے اور مقابلہ فوجوں کا ہوا اسوقت اللہ نے
 نمودار حضرت امام حسن علیہ السلام کدل میں ڈالا کہ دونوں غرقون میں غلبہ کسی کو نہیں ہوگا مگر ایک فتنہ عظیم پیا
 ہو جائیگا ایسے معاویہ کو لکھ بھیجا کہ ہمارا دنیا تجھ کو سپرد کرتے ہیں بچہ و شرط یہ انشرح صدر علیہ منہ و غیر خیراتھا
 اور بخاری نے حضرت من بصری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے لشکر عظیم انشان
 معاویہ ابن ابی سفیان پر بھیجا تو عمر ابن عاص نے کنا اے معاویہ یہ لشکر ایسا نہیں ہے کہ باجہال و قتال بھیجا
 نہ ہر دون کا خون ہوگا معاویہ نے کہا اگر ترائی ہوئی تو ہزاروں مسلمان مارے جاویں گے اور کوئی باقی نہ رہیگا جو فتنہ
 آہر دے مسلمانوں کی کرے لہذا عبدالرحمن ابن عامر و عبدالرحمن ابن عمرو کو خطاب امام علیہ السلام کی خدمت میں

بھیجا اور بھیجا کہ تم دونوں حاضر ہو کر آنجناب کی حضور میں جس تقریر عرض کیجو اور مسجد کو طلب کرنا اور طرح ہو سکے
 صلح کی تدبیر کیجو چنانچہ انھوں نے حاضر ہو کر ہر طرح سے التماس کیا مگر آنجناب نے جاہات اول عزائم فرمائے پھر انھوں نے
 کہا کہ معاویہ کی یہ عرض ہر جس طور سے آپ ارشاد کریں مجھ کو قبول و منقطع ہر حضرت نے فرمایا ان شرائط کا ضامن کون ہوتا کہ
 ان دونوں نے کہا ہم ضامن ہیں سب شرائط قبول کرتے ہیں بجا لائیں گے حضرت حسن ابھری فرماتے ہیں کہ صلح آنجناب کی طرف
 سے واقع ہوئی جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یعنی اپنی ہدایت و صلح اللہ ان صلح بین یمنین میں اسلیمین کا روی
 ابخلدیٰ فی منیٰ معہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ صلح آنجناب کی طرف سے سبب قلت و دولت کی نہ تھی بلکہ آنجناب اندوے خیر و خیر
 غالب تھے اور حق بھی جانب اہم تھا مگر جب جہہ منینہ خلافت عقبر گذر گئے تو حضرت کدول میں الامام ہوا کہ حضرت نبی خدا
 نے فرمایا ہر اختلاف بعد ہی ملتون سنتہ لہر یلکما عفو رواہ احمد والترمذی والبوداد و صحیح ابن حبان اور دوسرے بریں گذر گئے
 تو اب وقت ملو کہ دسلاطین آگیا ایسا انوکھ میں آئین وعدہ ہوا جو ان لہذا ان خود صلح فرمائی با بخل و حب صلح امام کی طرف سے
 موافق ارشاد رسول خدا صلعم ہو گئی تو آنجناب نے معاویہ کو خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم حسن ابن علی نے معاویہ ابن ابی سفیان
 سے صلح کی اس بات پر کہ ولایت مسلمانوں کی اسکی تفویض کی جائے بشرط کہ مطابق قرآن و سنت رسول و سیرت
 راشدین مدین عمل کرے اور اسکو یہ اختیار نہیں کہ ابھیر اپنے کسی کو تفویض کرے بلکہ مسلمانوں کی رائے پر چلو کرے
 اور سب لوگ امن میں رہیں جہاں کہیں ہوں اس ملک میں یا شام و عراق و حجاز میں اور قوافل علی تفری اپنے مال اور
 و ازواج و عورتوں سے جہاں کہیں رہیں محفوظ رہیں اور معاویہ ابن ابی سفیان پر ان امور میں عہد و پیمان خدا کا ہر اور حکم اور میرے
 بھائی کو اور کسی اہل بیت کو علانیہ و پوشیدہ گزند نہ پہنچا کرے اور یہ بھی معاویہ سے بد عہدی نہ کریں شہد با فہمہ فلان فلان
 ابن ملان و لقی باہر شہید لہ فیقتہ مواضع و نظیر و کتب تمام اہل نشانی موجود ہر اور امین با یونی مطب و مذہبی و اہل شہر شہزادہ
 نے بھی ایسی ہی لکھا ہر بعد از ان معاویہ کو نہ میں حاضر ہوا اور اصلاح عمر و ابن عاص التمار کی کیا کہ آنجناب اس صلح کا خط فرما دیں
 چنانچہ حضرت نے سب پر چڑھ کر بعد حمد و صلوة فرمایا اے لوگو! گاہ ہو کہ ما بین جابلقا و جابلقا کو آدمی جس کا بعد رسول خدا ہو سکا
 میرے حسین کے نہ پادگے اور نہ ملے تم کو میرے جد کے ہاتھ سے ہدایت فرمائی اور اگر گری سے بچایا اور جہالت تم سے دور کی اور
 بعد دولت کے غریب اور بعد ملت کے کثیر کیا سو اب خود معاویہ ابن ابی سفیان نے مجھے نزع کی خلافت میں کہ میرا حق تھا
 دے اس کا سو میں نے بندہ صلح حال است محمد صلعم و رفع فتنہ کے صلح کی ہر اور تم لوگوں نے مجھے بیعت کی تھی اس بات پر کہ جس
 میں ملک کروں تم صلح کرو اور جس سے لڑوں اس سے لڑوں میں نے مصلحت دیکھی کہ امر خلافت معاویہ کو تسلیم کروں اور میں نے
 بیعت کر لی اور غرض میری سے دست بردار ہوا کہ یہ حفاظت خون کی غرض میری سے بہتر ہر اور اس صلح سے مبرا اور بچے طلب
 نہیں ہر اگر اصلاح حال تم لوگوں کا اور میں نہیں جانتا ہوں شاید کہ یہ صلح ناہیش ہو تو عاری اور بغور داری تا میں موجود ہوں
 یہ خطہ شکوہ معاویہ نے کہا کہ اے عمر تو نے یہی ارادہ کیا تھا کہ سب کے رو بہ میری عدم حقیقت ظاہر ہو اور نزع ماضی آنکلا

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

باجملہ یہ صلح ماہ ربیع الاول سنہ اکتالیس ہجری میں واقع ہوئی اور اکثر لوگ یاران علی مرتضیٰ اور ابوالبنی امام حسن مجتبیٰ سے ناراض ہوئے اور بعض نے کہا یا عمار المؤمنین ہودت و جد المؤمنین حضرت نے فرمایا انکار خیر میں انکار لیجئے کہتے ہیں کہ صلح نامہ میں یہ بھی شرط تھی کہ مجاہد اہل بیت مدینہ میں پہنچاؤے اور بیت المال کا کل مال میرے لیے جوڑوے اور جو کچھ عراق میں ہو اسکو تقسیم کرے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں اور پانچ ہزار درہم ایسا نہ مقرر کرے اور اہل مدینہ عراق سے کچھ طلبہ ذکر سے اور بعض روایات میں ایک لاکھ دو سو سا یا نہ ہزار تھیں معاویہ نے جلد شرط قبول کیے اور صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب نے کچھ ہی معاویہ سے طلب نہیں کیا کیونکہ مضمون صلح نامہ سے جو بخاری نے روایت کیا ہے کچھ ذکر اسکا نہیں ہے کہ اسکا ذکر فرمایا تھا کہ بعد از صلح آنجناب سے اہل ریحال و خیمہ شرم مدینہ میں تشریف لائے اور معاویہ نے بشرفین ارطال کو حکام بصرہ بھیجا اور عبد اللہ بن عمر کو مصر کا عامل کیا اور مروان علیہ السلام کو مدینہ باسکینت میں بھیجا۔

مومنو جیکہ فضائل کی ہوئی یہ تقریبہ اپنے نئے شہادت کی پہلی تفسیر کہ جعدہ بنت اشعث ابن قیس زوجہ جناب امام حسن علیہ السلام کے پاس نیرید پلید نے ہمارا بن قیس کو کچھ شہد بھیجا کہ اگر تو امام حسن کو نہ ہر دیوے تو میں تجھ سے نکاح کروں کہ آئسے نہ ہر دیا چالیس ہزار تنہا بیا رہے اور وفات پائی اور بعض اہل تابعی کہتے ہیں کہ عامل مدینہ مروان علیہ السلام نے بابا سے نیرید سہ اسویہ رو میہ کو جو ایک بیٹی عقیقہ تھ تھی طلب کر کے جوچا تو امام حسن کے گھر حوائی ہوئے آئسے کہا اکثر جوانی ہوں یہ نکرا آئسے کہا ایک بات کہتا ہوں کسی سے نہ کہتا جھکو تین ہزار دینار وقت بڑا کار عطا کروں گا اور سو دینار فی الحال لے آئسے کہ میں نہ کمزوری مروان نے کہا کہ توجعدہ کو کسی طرح وہاں سے نکال تو نیرید اس سے نکاح کرے آئسے قبول کیا اور حالت تنہائی میں جعدہ کے پاس گئی اور چکنی چیزیں بائین کر کے کہنے لگی کہ نیرید تم پر عاشق ہو گیا کہ اسکے پاس رہو تو ملک شام عراق تحارے تعریف میں آوے اور ملک کھلاؤ حسن ابن علی کے پاس سوائے محتاج کی گئی اور کہا کہ کوئی غافل نے سچ کہا ہے شیطان زندا و عیسان ہر خطہ روم مروان ذکر کر حیل اماشگر زنان ہند + پس جعدہ سودا سے ملک دولت میں گرفتار ہو کر حق محبت دیر نہ حضرت حسن علیہ السلام یک قلم بھول گئی اور بولی جھکو نیرید کے پاس رہنا بدل غلو ہوئے اس نے طاعتہ تاجو نے باحوال مروان علیہ السلام سے کتاب مروان نے اسی مژدہ کے ذریعہ سے کھلا بھیجا کہ امام حسن کی زندگی میں ملاقات نیرید شکل ہو کو دفع کر تو طلب حاصل ہو جعدہ نے کہا کہ میں کس طرح امام حسن کو دفع کروں سو مروان جو وہ نہ تھے نہ ہر بھیجا کہ اسے شہد بن گھول کر ہلاوے چنانچہ اس کم محبت نے ویسا ہی کیا کہ حضرت حسن علیہ السلام کو رات بھر فریاد ہوتی رہی مگر اس نے صحت بخشی پھر حضرت امام حسن نے اسی دن سے جعدہ کے گھر کو کھانا اپنا موتوں کیا ہم تمام گھر کا کھانا کھانے لگے بعد چند روز کے ایک روز جعدہ کے پاس تشریف لے گئے تو آئسے پھر خرمون میں طاکر وایسے مروان مومن نہ رہ کھلا یا اسی طرح جو مرتبہ نہ کھلا یا مگر اس نے صحت بخشی اور مروان کو خبر پہنچی کہ ابی آخر ایک دن مروان نے اسی دلالہ کو کچھ طلب کر کے کہا کہ توجعدہ کے پاس جاکے کہہ دے کہ اب نیرید کا حال بہت پریشان ہے طاقت امام حسن کی تیرید جھکنا چاہیے ورنہ ملک و دولت جعدہ کے ہاتھ سے جاتا ہے اور تھوڑا لباس پہنا ہوا دیا کہ جعدہ کو دینا کہ نیرید کسی طرح امام حسن کو کھلاوے۔

ایک حدیث ہے کہ جعدہ بنت اشعث ابن قیس زوجہ جناب امام حسن علیہ السلام کے پاس نیرید پلید نے ہمارا بن قیس کو کچھ شہد بھیجا کہ اگر تو امام حسن کو نہ ہر دیوے تو میں تجھ سے نکاح کروں کہ آئسے نہ ہر دیا چالیس ہزار تنہا بیا رہے اور وفات پائی اور بعض اہل تابعی کہتے ہیں کہ عامل مدینہ مروان علیہ السلام نے بابا سے نیرید سہ اسویہ رو میہ کو جو ایک بیٹی عقیقہ تھ تھی طلب کر کے جوچا تو امام حسن کے گھر حوائی ہوئے آئسے کہا اکثر جوانی ہوں یہ نکرا آئسے کہا ایک بات کہتا ہوں کسی سے نہ کہتا جھکو تین ہزار دینار وقت بڑا کار عطا کروں گا اور سو دینار فی الحال لے آئسے کہ میں نہ کمزوری مروان نے کہا کہ توجعدہ کو کسی طرح وہاں سے نکال تو نیرید اس سے نکاح کرے آئسے قبول کیا اور حالت تنہائی میں جعدہ کے پاس گئی اور چکنی چیزیں بائین کر کے کہنے لگی کہ نیرید تم پر عاشق ہو گیا کہ اسکے پاس رہو تو ملک شام عراق تحارے تعریف میں آوے اور ملک کھلاؤ حسن ابن علی کے پاس سوائے محتاج کی گئی اور کہا کہ کوئی غافل نے سچ کہا ہے شیطان زندا و عیسان ہر خطہ روم مروان ذکر کر حیل اماشگر زنان ہند + پس جعدہ سودا سے ملک دولت میں گرفتار ہو کر حق محبت دیر نہ حضرت حسن علیہ السلام یک قلم بھول گئی اور بولی جھکو نیرید کے پاس رہنا بدل غلو ہوئے اس نے طاعتہ تاجو نے باحوال مروان علیہ السلام سے کتاب مروان نے اسی مژدہ کے ذریعہ سے کھلا بھیجا کہ امام حسن کی زندگی میں ملاقات نیرید شکل ہو کو دفع کر تو طلب حاصل ہو جعدہ نے کہا کہ میں کس طرح امام حسن کو دفع کروں سو مروان جو وہ نہ تھے نہ ہر بھیجا کہ اسے شہد بن گھول کر ہلاوے چنانچہ اس کم محبت نے ویسا ہی کیا کہ حضرت حسن علیہ السلام کو رات بھر فریاد ہوتی رہی مگر اس نے صحت بخشی پھر حضرت امام حسن نے اسی دن سے جعدہ کے گھر کو کھانا اپنا موتوں کیا ہم تمام گھر کا کھانا کھانے لگے بعد چند روز کے ایک روز جعدہ کے پاس تشریف لے گئے تو آئسے پھر خرمون میں طاکر وایسے مروان مومن نہ رہ کھلا یا اسی طرح جو مرتبہ نہ کھلا یا مگر اس نے صحت بخشی اور مروان کو خبر پہنچی کہ ابی آخر ایک دن مروان نے اسی دلالہ کو کچھ طلب کر کے کہا کہ توجعدہ کے پاس جاکے کہہ دے کہ اب نیرید کا حال بہت پریشان ہے طاقت امام حسن کی تیرید جھکنا چاہیے ورنہ ملک و دولت جعدہ کے ہاتھ سے جاتا ہے اور تھوڑا لباس پہنا ہوا دیا کہ جعدہ کو دینا کہ نیرید کسی طرح امام حسن کو کھلاوے۔

وہ دلا جہد کے پاس آئی اور امت کا فربہ کیش بلا خیانت جہد کے پاس پہنچائی تو اس نے کسی تدبیر سے لباس پانی میں پلاویا کہ حضرت حسن کو اس سال کبھی عارض ہو گیا اور آنتیں کٹ کٹ کے گرنے لگیں آخر کار حال بہت متغیر ہوا کہ امید بچنے کی نہ رہی جب وفات امام حسن علیہ السلام کی قریب پہنچی تو امام حسین علیہ السلام تشریف لائے اور پوچھا کہ اب بھائی صاحب یہ حرکت کس نے کی؟ فرمایا کیا تم اس کو قتل کیا جانتے ہو امام حسین نے کہا ہاں بے شک فرمایا اگر وہی قاتل ہو جس کو میں گمان کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ تم سے انتقام لے گا اور جو واقعہ میں وہ نہیں ہو جن میرا شبہ ہو تو میں نہیں چاہتا کہ بیگناہ کے قتل کا تم سے مواخذہ ہو اور میں تو کئی مرتبہ زہر کھلا گیا مگر یہ بہت سخت ہو ایسا حال میرا کبھوں نہیں ہوا جو اب کی مرتبہ ہو گا یا اشارہ کیا کہ اب امید زندگی منقطع ہو گئی تھی کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے کئی وجہ سے اپنے قاتل کو نہ بتلایا اولیٰ یہ کہ بنا اس شہادت کی اختصار تھی لہذا قاتل کو بھی مشتبہ رکھا دیکھو یہ کہ بوجہ احکام شرعیہ کے قصاص کا حکم جاری نہ ہو سکتا تھا تیسری افشا اس راز کا آپ کے حلم و مروت و صبر و اخلاق کے خلاف تھا سو بقصاص کے کمال تحمل زبان پر نہ لائے ورنہ بات ایسی نہ تھی اگر تحقیقات ہوتی تو بیشک زہر دیا جہد پر ثابت ہو جاتا مگر سچ یہ کہ ایسے مقام میں باوجود قدرت کے انتقام دشمن سے قطع نظر کرنا انھیں حضرت کا کام ہے کہ میں کداس حال میں جہد کو خلوت میں بلا کر ارشاد کیا کہ اگر وہ کداس سازگار و امیر بار ہو جاتا تیسرے اس کردار سے میں نے اپنے غریبوں کو مطلع نہیں کیا محکمہ قیامت پر اس کا فیصلہ رکھا ہر انصاف کو تو خدا سے نڈھالی اور اس محبت و مہربانی کو تو نے برا دیا کیا وہ خون سے بھی امید ہوتی ہے جو تو نے کیا اور فرمایا کہ جو جرم مطلب ہو کبھوں نہ ہو گا بھراؤ اس کی طرف سے تمہارا پناہ چھو لیا اور علیہ السلام میں عمر بن اسحاق سے روایت ہو کہ میں و ایک شخص اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے مرض موت میں عبادت کو گیا تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے کچھ دریافت کرینے کے کیا یا ابن رسول اللہ اس حالت میں کیا ہو چھوٹا آپ کی طبیعت نادرست ہو جہاں اسکے گھر میں تشریف لے گئے اور پھر باہر کو فرار کرنے لگے کہ کچھ پوچھنا منظور ہو جو بولے شاید بچہ فرصت سوال نہ لے اور مجھ کو طاقت جواب دینے کی نہ رہے اور فرمایا کہ مجھ کو کئی مرتبہ زہر دیا گیا مگر اب کی ہر حالت میری انہیں تفسیر ہے کہ تمہارے جگر کے کٹ کٹ گرنے ہیں پھر میں دوسرے دن جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حالت اختصار ہے اور حضرت امام علیہ السلام سر ہانے بیٹھے ہوئے قاتل کا نام پوچھتے ہیں اور فصل الخطاب میں ہے کہ مجھ پر نہ آپ کو زہر دیا یا بچہ مرتبہ انہیں کیا چشمہ مرتبہ اپنا کام کر گیا کہ شہید ہوئے روایت ہے کہ ایک دن قبل اس سے حضرت امام حسن علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ گویا دو نون انھوں کے پیچ میں ملن ہوا لکھا ہے سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا کہ اگر خواب حضرت حسن کا شیخا ہے تو وفات قریب ہے حافظ ابو عمر و یوسف ابن عبد اللہ ابن عبد البر اقرطبی نے روایت کی ہے کہ جب موت رحلت بہت قریب پہنچا تو آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ وصیت فرمائی کہ کوئی نہ تو

و فعل پر اصلاً بقاء نہ لکھو یہ لوگ اپنی سخاوت سے تم کو خلافت کے واسطے قائم کرینگے اور مدینہ سے بلا دینگے
 سو تم ہرگز خلافت کا قصد نہ کرنا اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اہل بیت نبوت میں خلافت و نبوت میں ہر ایک کو
 اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھ لیا ہے کہ میں روز مہلک جد امجد کے قریب دفن ہوں اور انھوں
 مجھے وعدہ کیا ہے سو تم کو چاہیے کہ بعد میری وفات کے میرا جنازہ روز مہلک مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پہنچانا
 اور حضرت عائشہؓ سے پھر یہ تجدید اجازت لینا اگر وہ کہیں تو دفن کرنا مگر میں جانتا ہوں کہ نبی امیہ کے نیکے بھائی اس وقت
 قصد کرنا ضرور نہیں جنت البقیع میں میری ماں کے پاس دفن کر دینا پھر جب وفات ہوئی تو حضرت امام حسین نے حضرت
 عائشہؓ سے اجازت چاہی جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بلا تامل بطیب خاطر اجازت دی یہ خبر مروان علیہ السلام کو پہنچی
 اُس نے کہا یہ نہوگا اس پر حضرت امام حسینؑ چند آدمیوں کو لیکر مستعد ہوئے مروان بھی مسلح ہوا تب حضرت ابوہریرہؓ نے حاضر ہو کر
 کہا کیا ہی ظالم لوگ ہیں کہ ابن رسول اللہ کو رسول اللہ کے پاس دفن نہیں ہونے دیتے اور امام حسینؑ کے پاس لگے اور وہ
 حضرت امام حسنؑ کی یاد دلائی وہ جنازہ شریف اٹھا کر جنت البقیع میں لگائے رسید ابن عباسؓ نے نماز جنازہ پڑھی اور حضرت
 عائشہؓ کے پاس دفن کیا امام حسینؑ علیہ السلام و محمد ابن حنفیہ و عبداللہ ابن عباسؓ رضی اللہ عنہم نے قبر میں آمار اٹھا اور فرست
 نبی امیہ سے کھلی شخص جنازے پر نہ آیا مگر سعید ابن عباسؓ کہ اس وقت امیر مدینہ تھا وہ خالد ابن ولید کے ایما سے حاضر ہوا اللہ
 اس نے اجازت امام حسینؑ علیہ السلام نماز جنازہ پڑھی تہذیب التہذیب میں ثعلبی سے روایت ہے کہ میں وقت دفن حاضر
 تھا اس قدر کثرت آدمیوں کی تھی کہ اگر سوئی بھی ڈالی جاتی تو آدمیوں پر پڑتی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ہاشم
 کی عورتوں نے ایک ماہ کا مل غم کا دم کیا عشرین حضرت امام حسنؑ علیہ السلام کی بروایت بعض چھپالیس برس کی دہشت
 صحیحہ بنتا ایس برس چھ مہینے کمرے کی تھی دنوں کے حساب سے سات برس حضور رسالت پانچین برس درش بائی
 اور تیس برس نخل حمایت پر رہا پھر گوار چدر کرار میں رہے اور آٹھ برس کئی مہینے نقطہ حفظ حمایت جناب حدیث میں نہنگ
 کی اور پیدائش تا پ کی ایک روایت میں نصف شعبان سنہ تین ہجری میں اور بعض کے نزدیک پندرہ حرمین ماہ مبارک
 رمضان ہر اور آنجناب کی اولاد میں پندرہ بیٹے آٹھ بیٹیاں ہوئیں اور نسل آپ کی پانچ بیٹوں سے باقی رہی پوچھو
 کہ یہ کہ جہط جعفرؑ کی ولادت میں اختلاف ہے ویسی ہی آپ کی شہادت میں روایات مختلفہ ہیں لیکن کے نزدیک
 غرہ ربیع الاول اور بعض کے نزدیک پانچویں مگر بقول مختار راہ ربیع الاول ہر اور شہنا و مفرسنہ انجائش ہجری تہذیب
 حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خیرین زہر دیا گیا تھا چنانچہ نجدی و سلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے
 کہ حضرت نے فرمایا کہ اس عائشہؓ میں ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف پاتا ہوں جو میں نے خیرین کھایا تھا سو یہ وقت وہی
 کہ مجھ کو معلوم ہوا پانی جان کی رگ ٹوٹنا اسی زہر سے علاوہ سبھی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسنؑ علیہ السلام
 شہید ہوئے تو جہدہ نے زہر پر پلید کو لکھا کہ ایضا وعدہ کر رہی تھی کہ میں راضی نہ تھا کہ تو حسن ابن علی کے پاس

رہے خالاکہ میں انگوٹھا دھن جانتا تھا پھر جکڑ اپنے پاس کھٹنے کا ارادہ کرونگا استغفر اللہ کیا کارخانے تھکاؤ تھا
 کے ہیں کہ جعدہ بنے نصیب دونوں طرف سے لگی نہ اوجھ کی ہوئی نہ اوجھ کی ہوئی خسر الدینا والا بڑا ہو سکو کتنے ہیں اور
 بعض متقیین نے یوں لکھا ہے کہ جعدہ اس حرکت سے سخت ہشیمان ہو کر بیجاگی اور مردان علیہ اللعنت کے گھر میں چھپی آ
 دو غلام اور تین نوکران ساتھ کر کے جانب شام روانہ کیا اور امیر معاویہ کو لکھا کہ اسکو غنی رکھنا چاہیے نہیں تو ہی ہاشم
 کے ہاتھ سے نجات مشکل ہے سو امیر معاویہ سخت رنجیدہ ہوئے یعنی جب جعدہ پہنچے تو اسکو طلب کر کے کہا تو سنو
 نہایت بد حرکت کی لعنت خدا کی تجھ پر اور اس پر جس نے امام حسن کی شہادت میں سی کی پنجھیں آسپر خرچ کر دیں
 بھیجا اسی جعدہ تجکو شرم نہ آئی کہ تو نے اپنے دوست کو اس طرح مارا اور خدا اور رسول کے غضب سے نہ ڈری
 دور ہو میرے پاس سے تو ہرگز لائق نیرند نہیں ہے تب جعدہ نے بڑبڑا کر لکھا کہ اب میں نے اپنا کام کیا تو تم ہی دعا
 وعدہ کر آئے وہ جواب دیا جو علامہ سیوطی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے مضمون یہ ہے کہ یہ شہادت حضرت پیر جعدہ
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور یہی قسم اول تھی جسکو میری اصل یہ کہتے ہیں اب سننا چاہیے حال شہاد
 جعدہ کا جو سبط احمد حضرت امام حسین علیہ السلام سے خاص ہوئی اور سہ گاہیک بنا اسکی اہل انبیا پر تھی اسسبب
 اولاد وحی بن فرشتوں کی زبان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور مکان دزمان اسکا معلوم ہوا اور یہ
 خبر بن بنزہ مشہور دستاویز کے پنجہ میں تاکہ کسی طرح کا شبہ نہ رہے مگر قبل تحریر واقعہ بیان حال ولادت باسعادت
 اور فضائل و مناقب انکے جو پنجھیں بلا شرکت سبط اکبر علیہ السلام کے زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے صادر ہوئی ہیں ضرور ہو اور لکھنا اخبار موحشہ کا کہ ولایت شہادت پر کرتے ہیں واجب لہذا التماس ہے کہ اگر
 حضرت امام حسین علیہ السلام کی با پنجہ بن شعبان سکتہ ہجری میں ہوئی بعد پنجاس روز کے تولد امام حسن سے علم ملا
 میں آئے اور دس بیٹھے چند روز مان کے بیٹ میں رہے اسی قدر بزرگی و خردی سببیں علیہما السلام میں تھی
 اور بعد پیدا ہونے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و نسیمہ و حقنہ وغیرہ اور جو کہ حضرت سبط اکبر کے ساتھ
 فرمائے وہ سب انکے ساتھ بھی کیے اور کثرت انکی ابو عبد اللہ و القاب سید و طیب و ولی و ذکی و مبارک و تالیف
 بہر فضیلت اللہ و سبط رسول اللہ مگر اشتر القاب ذکی اور اعلیٰ سید ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سینہ سے قدم
 ملک مشاہیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے او آپ کی انگوٹھی میں کدہ تھا کل اہل کتاب فضائل شریف حدیث
 خارج ہیں علم عمل زہد و تقویٰ جو دو سخا شجاعت و فتوت و اخلاق و مروت مہر و شکر و علم و حیا وغیرہ صفات
 کمال میں بوجہ کمال طاق و فرمان و نوازی و غربا پروری و اعانت مظلوم بقایہ ظالمین و ایصال رحم و انعام فقیر
 و خاکین میں شہرہ آفاق تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نوذبی دستہ گل لائی حضرت
 امام نے سو گھٹا اور اسکو آڑا دیا انس لکھتے ہیں میں نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ آپ نے دستہ گل کے بدلے

انرا دیکھا تو فرمایا اللہ صاحب فرماتے ہیں واذا بینتم نتیجۃ فحیوا با حسن منها اور شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں کہ ایک دفع حضرت امام کھانا کھاتے تھے نوٹری آپ کی پیالہ پانی کا لیے ہوئے ٹھہری تھی رونوہ وہ پیالہ ہاتھ سے گرا ٹوٹ گیا حضرت امام غفرلہ ہوئے نوٹری نے کہا الکاملین العظیض والعافین عن الناس حضرت نے فرمایا کہ میں نے غصہ کھایا اور تیرے گناہ سے مرگنرا نوٹری نے کہا واللہ بحسب الحسنین اسی وقت حضرت نے نزدیک اور عبادت کا یہ مرتبہ تھا کہ چھپیں مرتبہ پیادہ پا حج کیا چنانچہ علی ابن حسین سے کسی نے بوجھا کہ تمہارے باپ کی اولاد کیونکر کم ہوئی منہ مایا کہ جس قدر ہوئی وہی تعجب ہو انکو فرصت کہاں ہوتی تھی کہ عورتوں سے صحبت کریں دن اور رات میں جن ہزار کویتیں ہر گھنٹے اور بہت کا یہ حال تھا کہ مساویہ ابن ابی سفیان نے کے میں اگر بہت مال و اسباب نذر کیا حضرت نے پیغمبر دیا شواہد النبوة میں لکھا ہے کہ جبرہ شریف ایسا تانا بان تھا کہ لوگ اسکی سونہی میں راہ جھپتے تھے اور فضائل انجناب خاصہ یہ ہیں شواہد النبوة میں ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکو ران راست پر بٹھلائے تھے اور ابراہیم اپنے صاحبزادے کو ران چپ پر کہ حضرت جبریل شریف لائے اور کہا کہ اللہ صاحب ان دونوں کو آپ کے واسطے حج نہیں کرینگے سو آپ ایک ہی کو اختیار کیجیے حضرت نے خیال کیا کہ حسین کے مرنے میں محکو اور علی اور فاطمہ کو کم ہوگا اور ابراہیم کے مرنے میں زیادہ بھی کو رنج ہوگا سو میں اپنا رنج گوارا کر سکتا ہوں چنانکہ تیرے دن ابراہیم نے وفات پائی بعد ازاں جب حضرت امام حسین آنحضرت کے پاس آئے تو آپ سے دیکر فرماتے کہ اسی پر میں نے اپنا بیٹا فدا کیا ہے اور ترمذی نے یعلیٰ ابن مرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ حسین مجھے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ دوست رکھے اسکو جو حسین کو دوست رکھے اور حسین سب پر اس سبقت سے سب سے پہلی نواسے اور گروہ کے ہے اور دونوں سنی یہاں درست ہوتے ہیں اول خاصہ میں دوسرے یہ کہ امام حسین جنات و بہشت بن مثل گروہ تھے کہ اچھے کام ان سے برابر جماعت کے ہونگے اور ایک نفس شریف انکا برابر افس کثیر ہے اور یہ بھی اشارہ ہے کہ اسی نسل سے اکثر اولاد باقی رہی اور ابن اخضر نے یہ بیان زیادہ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر سے فاطمہ علیہا السلام کے گھر میں تشریف لے گئے جو حسین کے رونے کی آواز آئی فرمایا ای فاطمہ تو نہیں جانتی کہ حسین کے رونے سے محکو ایذا ہوتی ہے اور برادر ابن عازب سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حسین کو اپنے کندھے پر بٹھلائے اور فرماتے تھے ای خدا میں اسکو دوست رکھتا ہوں تو بھی دوست رکھ اور تندیب التندیب میں میسل ہے ای ہر وہ ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص کے گھر دعوت کھانے کو گیا اور بھی لوگ ساتھ تھے پس آنحضرت جماعت سے علیحدہ ہوئے اور امام حسین انکو من کھیلے تھے حضرت نے چاہا کہ انکو بکڑین امام حسین جھاگے حضرت نے پکڑا اور ایک ہاتھ پیٹھ پر اور دوسرا زیر ذقن لگا کر بوسہ دیا

اور فرمایا کہ حسین مجھے ہو اور میں حسین سے ہوں دوست رکھتا ہوں اللہ اسکو جو حسین کو دوست رکھتا ہو اور طریقہ
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خبر دی مجھکو
جبریل نے کہ میرا بیٹا حسین راہ را جائیگا میرے بعد زمین طعن میں اور میرے پاس یہ مٹی لائے فائدہ طعن کنادیا
اور جانب دشت کو کتے ہیں اور کر بلا کو طعن اس سبب سے کہتے ہیں کہ کنارہ جنگل فرات واقع ہے اور
ابو داؤد اور حاکم نے ام الفضل مادر عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اے
میرے پاس جبریل اور مجھے خبر دی کہ میری امت قریب ہے کہ قتل کرے میرے اس بیٹے کو یعنی حسین کو اور
مجھے دی تھوڑی مٹی سونخ اور بھی فرمایا رسول اللہ نے کہ بے شک میرے گھر آیا ایک فرشتہ کہ کہوں
میرے پاس نہ آیا تھا اس پہلے سو کہا مجھے کہ آپکا یہ بیٹا یعنی حسین راہ را جائیگا اور آپ چاہیں تو دکھاؤں
اوس زمین کی مٹی جہاں یہ راہ را جائیگا پھر نکالی تھوڑی مٹی سونخ آرا بجاہد ایک دن فرشتہ موکل باران نے
اجازت مانگی اپنے پروردگار سے کہ زیارت کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پس اجازت ہوئی اسکو
اور اسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین ام سلمہ کے گھر میں تشریف فرما تھے اور فرمایا رسول اللہ
کہ اے ام سلمہ بند کر دے دروازے اور خبر داری کہ کہہ کر کہی آئے ہیں اسی اثنا میں کہ وہ دروازہ پر کھسکا
امام حسین بزور اندر چلے گئے پھر کودنے لگے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سور رسول خدا نے انکو گود میں لیا
اور چومنے لگے اُس فرشتے نے کہا آپ انکو پیار کرتے ہیں فرمایا ہاں اسنے کہا آپکی ہمت قریب آنکو قتل کر لگی
اور آپ چاہیں تو میں وہ مکان جہیں مارے جائینگے دکھلا دوں پھر دکھلا یا وہ مکان اور لایا بابو یا مٹی سونخ
پھر مرنے لگا کہ ام سلمہ نے اپنے کپڑے میں لے لیا ثابت راوی اس حدیث کا کہتا ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ وہ
زمین کر بلا ہے اور بھی ام الفضل بنت حارث والدہ عبد اللہ ابن عباس کتنی بہن میں ایک دن حسین کو بیکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور میں نے انکو گود میں دیا اور دوسرے کام میں مشغول ہو گئی پھر جو میری
نظر پڑی تو آنحضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر حضرت نے فرمایا کہ مجھکو جبریل نے خبر دی ہے کہ میری
امت شہید کر لگی میرے اس بیٹے کو اور دی ہے مجھکو اُس کے قتل کی مٹی سونخ تمام حدیث جو پہنچی نے ام الفضل
رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے یہ ہے کہ ام الفضل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا
کہ یا رسول اللہ میں نے بہت بُری خواب دیکھی ہیں آپ نے فرمایا کہ بیان کرو میں نے کہا کہ میں نے آنجنابین
دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا آپ کے جسم مبارک کا کٹ کے میری گود میں رکھا گیا آپ نے فرمایا کہ تم نے اچھی خواب دیکھی
خاطمہ کے بیٹا پیدا ہو گا وہ تمھاری گود میں رہیگا سو حضرت امام حسین پیدا ہوئے اور میری گود میں رہے
جیسا کہ جناب سول صلعم نے فرمایا تھا اور میں ایک دن آپکی خدمت میں حاضر ہوئی اور امام حسین کو

آپ کی گود میں دیا پھر اور طرف دیکھنے لگی ایک بار گئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے کہا کیا نبی اللہ میرے ماں باپ کے قربان آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ جبریل نے اگر مجھے خبر دی کہ تیری بہت اس تیرے بیٹے کو قتل کر گئی میں نے اس سے کہا ہاں اور مجھے ایک مٹی سرخ لادی اور حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کروٹ سے سوتے تھے یکایک جاگ پڑے تو غمگین تھے اور آپ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی کہ اُسکو اُٹھتے پلٹتے تھے میں نے پوچھا یہ کیا مٹی ہو یا رسول اللہ فرمایا کہ خبر دی مجھ کو جبریل نے کہ حسین مارا جا بیٹکا عراق کی زمین میں اور یہ مٹی وہیں کی ہو اور بھی انھیں سے روایت ہو کہ امام سلمہ نے حسن اور حسین میرے گھر میں کھیلتے تھے جبریل آئے سو کہنے لگے کہ اے محمد تیرے بیٹے کو تیری امت قتل کر گئی تیرے بعد اور اشارہ کیا امام حسین کی طرف اور وہی آپ کو تھوڑی سی خاک سو حضرت نے اُسکو سو گھا اور فرمایا اس میں بوا آتی ہر سنج و بلا کی اور فرمایا کہ اے امام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جائے تو جانو کہ میرا بیٹا شہید ہو اچھر میں نے اُس مٹی کو شیشے میں رکھ چھوڑا اور انس ابن حارث سے روایت ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے تھے یہ بیٹا میرا مارا جا بیٹکا اُس زمین میں جسکو کر بلا کہتے ہیں چھب جو شخص وہاں موجود ہو اُسکی مدد گماری کرے سو گئے ابن حارث کہ بلا کو اور شہید ہوے اور ابی سلمہ ابن عبد الرحمان سے روایت ہو کہ ایک روز حضرت امام حسین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اُسوقت جبریل علیہ السلام بھی موجود تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسوقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بالا خانے پر جلوہ فرما تھے سو حضرت جبریل علیہ السلام نے انکو دیکھ کر فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ کی امت قریب ہو کہ شہید کرے اُسکو اگر آپ چاہیں تو بتا دوں آپکو وہ زمین جہاں یہ شہید ہونگے اور زمین طہن کا اشارہ کیا اور مٹی سرخ لیکر دکھلائی اور ابو نعیم نے بھی خبری حضرت سے روایت کی ہو کہ میں صفین کے سفر میں حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کے ساتھ تھا جب بنیوی کے برابر پہنچے تو حضرت مرتضیٰ نے پکار کر فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ کنارے فرات کے صبر جمعو میں نے کہا آپ نے کیا کہا فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خبر دی ہو کہ جبریل کہتے تھے حسین میرا بیٹا مارا جا بیٹکا کنارہ فرات کے اور مٹی وہاں کی دکھلائی تھی اور بھی حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو بتلایا تھا کہ یہ مقام شہیدوں کے اونٹ بندھنے کا ہے اور یہ جگہ کجاوے کھولنے کی ہو اور یہ موقع خون پینٹنے کا ہو اور کئی جوان اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جگہ مارے جائینگے کہ انہر آسمان زمین روئینگے یہ کلام اُسوقت ارشاد کیا گیا:

جب مقام شہادت امام حسین علیہ السلام پر پہنچے ہیں آب واقعہ شہادت کا سننا چاہیے
 سوال سب ظاہری واقعہ کا بیان ہے پھر تفصیل معرکہ پوشیدہ نہ رہے کہ منجملہ اسباب ظاہرہ کے
 ایک یہ سبب ہے کہ سنہ پچاس ہجری میں بعد وفات حضرت امام حسن علیہ السلام کے معاویہ
 ابن ابی سفیان نے بیعت یزید اہل شام سے کرائی اور مردان کو لکھ بھیجا کہ اہل مدینہ سے بھی بیعت
 یزید کے سومردان نے لوگوں کو جمع کر کے کہا امیر المؤمنین معاویہ نے یہ مصلحت دیکھی ہے کہ اپنے
 بیٹے یزید کو تمہارے خلیفہ کرے سو تم لوگ طریقہ ابوبکر و عمر پر اسکی بیعت کرو عبد الرحمن ابن ابی بکر نے
 کہا بلکہ ہر طریقہ کس سے دیکھو اپنی طریقہ ابوبکر و عمر نہیں ہے کیونکہ انھوں نے اپنی اولاد سے کسی کو
 خلیفہ نہیں کیا یہ تو طریق کسری اور قیصر کا البتہ ہے پھر سنہ اکاؤن ہجری میں خود معاویہ ابن ابی سفیان
 واسطے حج بیت اللہ و اخذ بیعت یزید عدوانہ کے لیے آئے اور اہل حجاز و حرمین شریفین سے
 جبراً بیعت یزید کرائی صرف حضرت امام حسین علیہ السلام و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ
 ابن عمر و عبد اللہ ابن زبیر و عبد اللہ ابن عباس نے بیعت نہ کی کہ معاویہ نے انکو عطا و انعام بھی دیا
 اور سختی و مزی سے بھی کہنا یہ ان لوگوں نے بیعت نہ فرمائی اور جب کلام اس باب میں بڑھا تو عبد اللہ
 ابن عمر نے فرمایا کہ اے معاویہ تجھے پہلے خلیفہ گذرے ہیں اور انکی اولاد تیری اولاد سے بہتر تھی مگر کھولے
 وہ بات انکے واسطے نہیں چاہی جو تو نے اپنے بیٹے کے لیے تجویز کی ہے بلکہ خلافت کو مسلمانوں پر چھوڑ دیا
 کہ انھوں نے جسکو مناسب جانا خلیفہ کیا اور تو جھک و تخلف کرتا ہے کہ میں مسلمانوں کی نافرمانی کروں
 اور انکو مشقت میں ڈالوں سو یہ مجھے بہرگز نہ ہو گا میں ایک مرد مسلمان ہوں جس بات پر سب مسلمان
 قرار پکڑینگے میں بھی انکا پس رو ہو گا معاویہ نے کہا خدا تجھکو خیر دے اور عبد الرحمن ابن ابی بکر نے
 کلام معاویہ قطع کر کے فرمایا بخدا اے معاویہ میں تجھکو امر خلافت یزید میں وکیل بنجا کرتا ہوں اور
 خدا کے سپرد کرتا ہوں تو ہرگز یزید کو خلیفہ نہ کر بلکہ امر خلافت مسلمانوں میں چھوڑ دے اور
 اُس مجلس سے اٹھ کر چلے گئے پھر عبد اللہ ابن زبیر نے کہا کہ اے معاویہ اگر تو یزید کو اپنا خلیفہ
 کرتا ہے تو خود الگ ہو اور یزید کو لا کہ ہم بیعت کریں اور جب تجھے بھی بیعت کی اور تیرے بیٹے سے بھی
 بیعت کریں تو راضی کسی کریں و اللہ بیعت تم دونوں کی قیامت تک کبھی درست نہ ہوگی یہ فرما کر
 چلے گئے معاویہ نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد خدا و لغت مصطفیٰ خطبہ پڑھا اور کہا کہ لوگوں کو گمان تھا
 کہ ابن عمر اور ابن ابی بکر اور ابن زبیر یزید کی بیعت نہ کریں گے حالانکہ ان تینوں نے بیعت کی اہل شام
 ہوئے کہ ہم ایسی خفیہ بیعت پر راضی نہیں ہیں جب تک علانیہ بیعت نہ کریں والا ہم انکی گردن مارینگے

معاویہ نے کہا سبحان اللہ تم کون لوگ ہو اللہ پھر ایسا سخن زبان پر نہ لانا اور جب ابن ابی بکر و ابن عمر
 اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے لوگوں نے حال بعیت کا پوچھا تو وہ منکر ہوئے شیخ عبدالحق محدث نے
 رسالہ ثابت بالسنۃ میں ذکر کیا ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دو شخصوں نے کانزاؤلیہ اہل شام
 ابتر کر دیا ایک عمر و ابن حاص نے کہ اسے مصحف مجید کے باندھنے کی نیز مین صلاح دہی اور دوسرے مغیرہ
 ابن شعبہ نے کہ عامل کو نہ تھا جب معاویہ نے اسکا خط لکھا کہ مجھ کو ملاحظہ خط اپکو معزول جان کر میرے
 پاس حاضر ہوا اسے توقف کیا اور جبکہ یا تو معاویہ نے سبب توقف دریافت کیا اسے کہا کہ خلافت یزید کی
 بعیت لوگوں سے بعد موت تیزی کے چاہتا تھا معاویہ نے کہا تو نے یہ کام کر لیا مغیرہ نے کہا کہ لیا معاویہ
 اسی کام پر رخصت کیا جب کوئی یمن پہونچا تو کوئی یمن نے پوچھا تو نے معاویہ کو کس حال میں چھوڑا ہے
 مغیرہ نے کہا کہ میں اسکا قدم گمراہی میں ڈال آیا ہوں کہ قیامت تک رہیگا تاجدار معاویہ نے حضرت
 امام حسین کو اسبابا و مال بہت دیا اور کہا کہ یزید کی بعیت کرو حضرت نے جواب دیا کہ اگر عبد الرحمن
 بن ابی بکر اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عباس بعیت نہ کریں گے میں بھی نہ کروں گا
 اسی وجہ سے یزید پلید کو حضرت امام مغیرہ سے عداوت تھی اور دوسرا سبب عداوت کا یہ تھا کہ عبد اللہ
 بن زبیر نے اپنی زوجہ کو طلاق دی تو یزید پلید نے ابو موسیٰ اشعرمی کو بھیجا تاکہ میرا خطبہ کرے اٹار راہ قثم
 ابن عباس سے اور ابو موسیٰ سے احوال دریافت کیا اور کہا میرا پیغام بھی کہنا اتفاقاً حضرت امام علیہ السلام نے
 خواہش فرمائی تھی جبکہ ابو موسیٰ وہاں پہونچے تو قثم اور یزید کا پیغام کہنا اس صورت نے کہا کہ حضرت حسین
 بن علی نے بھی میری خواہش فرمائی ہے تو تھاری صلاح کیا ہے ابو موسیٰ نے کہا اگر دنیا درکار ہے تو یزید کو
 قبول کرو اور اگر حسن صورت ظاہری مطلوب ہو تو قثم کو اختیار کرو اور اگر حسن صورت و خوبی سیرت و نعمت
 آخرت و کرامت نسبت مرغوب ہو تو امیر المومنین حسین علیہ السلام کو منظور کر سوا اسنے بلاتل انتخاب کو پسند کیا
 اس بات سے یزید پلید کو کوفت خاطر پیدا ہوا کہ اکثر کہا کرتا تھا بخدا اگر مجھے حسین پر قدرت ملیگی تو قتل
 کروں گا چنانچہ سعادت انکو یمن میں لکھا ہے کہ جب معاویہ نے شام میں یزید کو ولیعہد اپنا کیا اور صورتی
 کہ حسین ابن علی کے مراتب کا لیا طر لکھا کیونکہ سب لوگ اسے محبت رکھتے ہیں تو بھی سلوک کرنا پھر تاریخ
 بابیسوں جب بے بدستہ پندرہویں ماہ مذکور سے شصت ہجری میں معاویہ نے انتہی برس کی عمر میں
 وفات پائی اسی دن یزید مرد و خلیفہ بد رجوا اور تخت سلطنت پر سجا سے پادشاہ ہوا اور شقاوت ازلیہ
 و ظلم میں سرگرم ہوا یہاں پر ابن ابی سفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف ہیں
 اور مولفہ القلوب ہیں حسب تحقیق زیل الدین محدث مصنف و راجع الدرر معدود ہیں ولادت خفینما

احوال حیات
 بنی ہاشم

میں پائی والدہ انکی مسماہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد الشمس بن مناف ہوا و کنیت ابو عبد الرحمن بنیض نے کتابت جس میں شمار کیا ہو اور بعض نے منشی یا خطوط نویس لکھا ہو اور ایک سو ترسی حدیث کی روایت بھی اُنہی کتب حدیث میں پائی جاتی ہو اور مدت سلطنت چالیس برس کیونکہ حضرت عمرؓ کے وقت سے عامل دمشق تھے کہ بیس برس ہاں ہے اس مدت میں خلیفہ ثانی اور ثالث کا وقت گزر گیا اور حضرت امیر المومنین عیسیٰ بن ابی طالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ خلیفہ برحق ہوئے تو آنجناب نے معزول فرمایا فضا متعلبا علی امارۃ دمشق اور بعد فقو بیض امام حق حضرت امام حسن علیہ السلام کے انیس برس اور حکم بہ آخبار الدولہ میں ہر دفعی فضا احادیث نقل یا ثبت یعنی انکی فضائل میں حدیثیں ہیں کثر ثبوت کو پہنچی اور بامین باب جابیہ اور دروازہ دمشق کے مدفون ہیں نماز جنازہ ابن قیس خواہ ضحاک نہری نے پڑھی تھی اور علمائے اہل سنت جماعت حال معاویہ بن ابی سفیان میں مختلف ہیں مادر النہر کے علما اور متنفضین فقہائے اُنکے جنگ جہال کو جو حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے واقع ہوئیں معمول خطائے اجتہاد پر کرتی ہیں اور محققین اہل حدیث بعد تتبع و ابای صحیحہ فرماتے ہیں کہ حرکات معاویہ خالی شائبہ نفسانیت و حیثیت و تعصب قرابت سے جو کہ حضرت عثمان سے رکھتے تھے نہ تھے پس نہایت کاریہ ہو کہ قرمکبیرہ و باغی ہوئے الفاسق لیس قابل اللعن و اگر ادب لعن سے اسی قدر ہو کہ انکی حرکات کو برکنا اور مجرا جاننا پس بلاشبہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ م واقع ہو اور اگر سب ائمہ شیعہ مراد ہو تو معاذ اللہ کوئی اہل سنت سے اسکا قائل نہیں کیونکہ فاسق اور قرمکبیرہ کے واسطے استغفار ہی پس لمن حرام ہو خاصۃً وہ صحابی تھے شفاعت حضرت رسول مقبول عنہ حضرت امیر المومنینؓ کے حق میں اور فاسقوں نے زیادہ متروک و مر جو ہو کہ اقال استاد الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ

فی الجواب الخامس من الاسئلة العشر متفصاح میں ہے کہ مدت خلافت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیس برس موقوف حدیث صحیحہ و خلافت بعد ہی ملشون سنہ تخم نصیر یکا عضو ضما کے یعنی خلافت میں سے بعد تیس برس ہو بعد ازاں ہونگے پادشاہت گزندہ نہایت ہوتی ہو اور انقضائے خلافت کے دو طریق ہیں اول یہ کہ عین کمال اور اوج تمام میں مانند آجال جبرائیلیہ ہو دوئم یہ کہ نوی بدیج تساقط اور فمخلال قبول کرین و مثل آجال طبعیہ منقضى ہو و انقضائے مدت خلافت بطریق دوم واقع ہو اسیلئے کہ انتقال دفعی غیر محض سے جانب شرمحض کہ ملک عضو ض ہو عادت آہی میں محال ہو چنانچہ حکم نے قاعدہ امکان شرف میں باخفان امکان حسن عقول فعالہ بیولائے غنامہ کے ساتھ قرار دیا ہو اور جب یہ قرار پایا تو بعدین سلطان اربعہ کا خلافت میں لازم آیا پس سن اول سن صبا ہو کہ حرارت اور طوبت اس عمر میں زیادہ ہوتی ہو اور بدل حال قدر بتخلل سے افزون ہو تا ہو اور بخوبی نشو و نما ہو تا ہو اور یہ حال خلافت خلیفہ اول کی ہو کہ دو برس کئی مینے میں تمام جزیرہ عرب کا اہل ارتداد سے پاک ہو اور بنو اسلام عراق و شام میں ہویدا ہو ابعد اسکے خلافت خلیفہ ثانی میں شہرہ و احکام اور قوت اسلام میں گذری کہ یہ حالت غیباب تھی پھر خلافت ثالث میں انعطاف خفی شروع ہوا اور ساقط

اُسی قدر باقی رہتا ہے اور اگر تہمید کسور کر کے گیارہ برس مہد کے جائیں تو چھتیس برس ہوتے ہیں اور وہ چھ مہدائی کی
یہ ہے کہ اس مدت میں افواج اسلام بلاد عرب متجاوز نہیں ہوئی اور گئے عراق اور عجم اور فارس اور کرمان اور جزا اسان میں
مدخلت نہیں پائی پس گو یا پہلی اسلام کی غلطی ثانی سے شروع ہوئی اور وفات حضرت امام حسن علیہ السلام تک ہی ہوا چھ
استاد الاستاد قدس سرہ فی شرح الحدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس تمام سے واضح ہوا کہ شمار معاویہ بن ابی سفیان کا ملک
میں ہے خلفائے رسول اللہ میں اور جو بعض جہال امیکہ فطعنہ سے کہتے ہیں کہ اہل سنت بعد حضرت عثمان کے معاویہ کو
خلیفہ ناما جانتے ہیں سو یہ بات کلی معنی کمال شرح حبشی پر ہے والاہ جہاں فارسی خوان بلکہ طفل بستان جسے عقائد نامہ ملا جامی
پر چایا شائبہ یقیناً جانتا ہے کہ باجماع اہل سنت معاویہ بن ابی سفیان بدلے امامت حضرت امیر سے تا قبول فیض امام حسن بن علیہ
بنات تھا کہ اطاعت امامت کی رکھتا تھا اور بعد قبول فیض کے سلاطین میں ہوا باقی بایکے متغلب اور باقی ہوا پھر کیوں
نہیں کہ تھے سب اہل سنت کے نزدیک تکبیر و متوجہ ابن نہیں ہوا بالخصوص باغی بھی تکبیر ہوا اسکو کہوں کہ حسن کی اور تہمید
ہمارا اس باب میں کتاب اللہ اور اقوال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کتاب اللہ و سنت اللہ و لسان الانس و الموہبات کہ صریح نص قرآنی
دلالت کرتی ہے کہ مقصود مطلوب شارع حق موسیٰ میں ہے استغفار ہے والاہ بالشیئ نہیں عین ہند پس امر بالا استغفار ہی صریح ہوئی حق
اور موافق قاعدہ اصولیہ مایہ بھی ایسا ہے چنانچہ قد اولی شرح فصول میں لکھا ہے الفاسق فاعل کبیرہ بل مسمی ہونا والحق
انہ منون لما قرناہ ان حقیقۃ الایمان ہوا تصدیق علیہ فیما کان ہونا کا اس حتماً الثواب الدائم علیہ عوض ایمانی
فاسق کہنے والا کفار کبیرہ کا آیا نام اسکا منون ہوا نہیں سچے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حقیقت ایمان کی تصدیق قطعی ہے
یہ حجب ہوا منون تو مستحق ثواب جویشہ کے ہوگا کیونکہ اسکے ایمان کے عوض ہوا ہی طرح کہ یہ بشر الذین آمنوا ثم ہدوا
عند ربہم یعنی خوشی سا انکو جو ایمان ادرہ میں آئے انکو جو باپہ تہا اپنے سبک یہاں نزدیک پروردگار کے اور باغی اور تکبیر دالافا
ایمان لکھتا ہے کہ قال اللہ تعالیٰ ان طاعتنا من المؤمنین قلنا انا صلوٰۃ انہما یعنی اگر دو فرقے مسلمانوں کے آپس میں لڑیں تو
انہیں ملے کہ اگر دو پس میں کہ باغی کا منع ہوا ایک میں باجمعت حق اہل کبار میں البدتہ وار دہو مثل اللعنتہ اللہ علی انہما
مگر یہ یمن و حقیقت یمن اس صفت کی ہے نہ یمن صاحب صفت کی اور اگر بالفرض یمن صاحب صفت کی ہو تو وجہ ایمان
مانع میں ہوا جو جو صفت مجوز یمن اور یہ بھی اصول مایہ مقرر ہے کہ اذا جتمع المبیح و المحرم غلب المحرم اور بھی جو متعین
باوصف تحقق مانع اقتضا حکم نہیں کرتا پس یمن صرف جو صفت پر مرتب نہیں ہوتی تا وہ فیکہ منع ایمان کو مانع ہو
صورت نہ پر کڑے طرح کافر کے حق میں جبکی موت کفر پر متعین ہو باوجود صفت حسنہ اسکے استغفار جبار نہیں ہو سکتا
اقوال حضرت سیدنا علی صلی اللہ علیہ وسلم سوتوا اثر ثابیت ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ اہل شام سے نہیں عزائی ہے
اور حضرت امیر کو سجانہ لانا کامل اہل سنت کا نہیں ہے اور دشوار اشتباہ و فرقہ لایکایہ ہے کہ کلامی معاویہ و در و انیزہ عباسیہ
آپکو خلیفہ کہا اور کلاما یا سبب ثابت صورتی خلافت پیغمبر سے کہ اگر اسے جہاد اور فتح بلدان اور تہذیب کا کردار

یہ پیش اور تقسیم غنائم اور صدقات اور جفاخت دار اسلام شرفاً سے عبارت ہی علماء اہل سنت بھی
یہ لقب بسبب مشابہت صورتی اور نیز عدم پر خاش اقبال و اسما و مصطلک کسی قوم بلا ضرورت اطلاق کرتے تھے
چنانچہ اب جو کوئی کہ بلا میں جا کر کتاب شریعہ گذشتہ نزدیک مامیہ کے وہ مجتہد کہلاتا ہی اسی طرح اس زمانے میں لفظ
خلیفہ نے ابتدائی پیدا کیا تھا اس کے وہ بے سمجھا کہ چون کہ خلیفہ مراد امام اہل سنت اس جگہ کو خلیفہ اور امام حق جانتے ہیں
حالانکہ یہ محض غلط فہمی فرقہ مامیہ کی ہو و الجمعہ میں اہل سنت اطلاق لفظ خلیفہ سے تخاصی کرتے ہیں چنانچہ سعید ابن جبہ ان
راوی حدیث خلافت بعدی ثلثون سنہ سے کسی نے کہا کہ مراد انبیاء کو خلیفہ کہتے ہیں فرمایا کہ کذب بنو الزرقاء و انما ہم ملوک
مستتر الملوک اور ابو بکر بنی ہاشم نے اس حدیث حسن ابو سعیدہ ابن الجراح سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اول
دنیکم الذین یریدون خلافتہ و رحمۃ ثم یولون خلافتہ ثم یولون ملکاً و جبرۃ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب امیر معاویہ کو دیکھتے تھے فرماتے
ہذا کسری العرب و کابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ الخلفاء فی المذینہ و الملوک بالقیام
بالجمہ جب یزید بادشاہ ہوا اہل شام نے بیعت کی اور فرار میں اور بر و انجات بنا بر اخذ بیعت اطراف میں جاری ہوئے چنانکہ
ایک قیمہ شقاوت پر فضالت لید ابن عقبہ عامل مدینہ منورہ کے نام بھی بھیجا کہ معاویہ ایک بندہ بندگان خدا سے تھا مگر کیا
اور میں خلیفہ ہوا چاہتا ہوں کہ رعایا حکمکات میری بیعت کریں اس لیے لکھا ہوں کہ حسین بن علی وغیرہ اہل مدینہ سے میری
بیعت کر اس میں تاخیر نہ کرنا وید نے خط پڑھا اور کہا انا اللہ وانا الیہ راجعون مجھ کو جگر گوشہ رسول اور نور چشم رسول سے کیا کام ہو پھر
مروان بنیٹ ابی اسلم سے مشورہ کیا اُس نے کہا کہ حسین بن علی و عبد الرحمن بن ابی بکر و عبد اللہ ابن عمر اور ابن زبیر سے بیعت لینا
ضروری اگر کر لیں قبول اور و الا قتل کرو وید نے کہا استغفر اللہ ایسا بگڑنے کر دنگا پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کو طلب کیا
تو انجناب مع یحییٰ بن ابی اسلم تشریف لے گئے الاولیاء میں مقبہ کے پاس تنہا گئے اُس نے نہایت تعظیم سے بٹھلایا اور خط کا مضمون
عرض کیا انجناب نے ارشاد کیا کہ میں جیاد میں ان کا نام ہی انکو سننا کہ ایک سے تیس بیعت کریں اُس نے کہا بہتر خوب اور بھلا ہے
انجناب نے فرمایا کہ میں یزید کی بیعت نہ کرونگا وہ فاسق و دائم الخمر و فحش و فساد دیا انجناب نصحت ہو سے مروان نے
بشرایح علیہ کہا تو نے بخت چھوڑ دیا اب ہاتھ نہ اونگے مناسب ہو کہ انکو قید کر اور بجز بیعت یزید لے اگر نہ کریں گردن مارنا کہ
یزید راضی ہو وید نے کہا امروان اگر مجھ کو بیسکون کوئی بخش دے تو بھی جگر گوشہ رسول کا خون اپنی گردن پر نہ لوں
امروان ایسی باتوں سے ترانہ اٹھا یہ ہوگا بقضوں نے لکھا ہے کہ مروان کا کلام حضرت امام حسین کے کان میں پہنچا
تو حضرت نے فرمایا امروان اسکو تائب طاقت ہو جو مجھ سے ایسی حرکت بے ادبانہ نہ کر سکے ای وید میں ابن علی و بطنی بنی
یزید شارب خمر فاسق کی بیعت کس طرح کروں کل مجلس عام میں اسکا جواب دیا جا چکا اور دیکھا جا چکا کہ اولی و احق
بالخلافۃ کون ہو وید اس کے گھر کو روانہ ہوئے فائدہ میر و ان ابن الحکم ابن ابی العاص ابن ہشام بن عبد شمس ابن مناف ہی کے
حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المرءون ابن المرءون چنانکہ حاکم نے کتاب الملاحم و الفتن میں متارک سے روایت

کی ہو کہ عبد الرحمن ابن عوف نے فرماتے تھے کہ جس کسی کو کاپیداہو تا تھا اس کے دیکھنے کو حضرت صلعم تشریف لیا کرتے تھے اور وہ فرماتے تھے جب مردان ابن الحکم کے پاس تشریف لگے تو فرمایا ہذا النورخ ابن النورخ الملعون ابن الملعون اور یہی حاکم نے عمر ابن مرہم جہنی سے روایت کی ہے کہ حکم ابن العاص نے اجازت حاضر ہونے کی حضرت صلعم سے چاہی فرمایا اذن دے دو اسکو لعنتہ اللہ علیہ علی من یخرج من صلبہ الا المومن منهم ذلیل ماہم یشر فون فی الدنیا ویوضون فی الآلہ و ماہم فی الآخرة من غلام اور مردان کو طرہ بھی کہتے تھے اس سبب سے کہ حضرت صلعم نے اسکو نکال دیا تھا طائف جابر ما حضرت عثمان نے اپنے عہد میں اسکو طلب کر لیا اور نشی مقرر فرمایا اور جو کچھ واقعات کہ اس ملعون کے سبب سے واقع ہوئے ظاہر ہیں اور اول فساد اسلام میں اسی کی وجود سے پڑا جو لعنتہ اللہ علیہ اور امارت معاویہ میں حکم بدینہ ہوا یہی مردود قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ ہو اور بعد معاویہ ابن یزید اسے شہر جابیہ کے لوگوں سے خلافت کی مہمت ملی اور شام میں آیا وہاں کے لوگوں کو بھی اپنا مطیع کیا پھر مصر میں گیا اہالیان مصر نے بعد محاربہ کثیر جنت کی عمر اس ملعون کی تراشی برس کی ہوئی اور مدت سلطنت نو مہینے اٹھ دن نقش خاتم بجائی السد اور زخم برچھے سے فی النار و السقر ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسے اپنی عورت کو گالی دی تھی اسے حالت خواب میں بیچ کر ڈالا اور عبد ابن مردان نے نما خنزار ویرچی شہر دمشق میں بیرون درازہ جابیہ مدفون ہو کر کذا فی اخبار الدول روایت ہو کہ ایک مرتبہ مردان نے خواب کی کھا کہ اسے چار مرتبہ محراب رسول اللہ بن بول کیا ابن سیرین نے خواب سنکر فرمایا اگر تیرا خواب سچ ہو تو چار شخص تیری اولاد سے خلافت کریں گے بعد تیرے سو دیا سہی ہو کہ ولید و سلیمان و ہشام و یزید نے خلافت کی بالکلیہ جبما حرمین خست ہو کر گھر آئے تو ولید نے عبد اللہ ابن زبیر کو طلب کیا پوچھا غروب ہو جائے انتاب کے تشریف نہ لائے کمال بھیجا کہ صبح کو انشاء اللہ علی رؤس الاشما و بیعت کرونگا اور شب کو جانب بیت اللہ روانہ ہوے ولید نے یزید کو اطلاع کی اس نے لکھا کہ ابن زبیر سے ہاتھ اٹھا امام کی تدبیر کر اور سرانکا بھیج دے ولید نے کمال حول ولاقوۃ الالبانہ مجھے یہ حرکت نہوگی اور وہ خط پوشیدہ حضرت کے پاس بھیجا تب آنجناب جانب بیت اللہ تشریف تارخ چارم شعبان سال شصت ہجری بروز جمعہ باہل و خیال روانہ ہو گئے اور بعض کے نزدیک تاریخ روز کی مست و شتم شعبان المنظم ہی بہر دو تقدیر شایع یہ تشریف لے چلے و سرگردانی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام یاد کرتے اور فرماتے فوج نہما تھا قیر قب و قال رب نجی من القوم الظالمین بعض نزل عبد اللہ مطیع ملا اسے کہا آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا ظالمون نے دینے طیبہ میں رہنے نہ دیا ناگزیر ہمتقنا سے من دخلہ کان آمننا کیجئے کہ جانا ہوں اسے اتماس کیا یا امیہ المؤمنین آپ سردار عالم و فخر اولاد آدم ہیں آپ وفق افرو بیت اللہ تشریف ہوں وہاں کے رہنے والے آنجناب کے سو کسی کی اطاعت و فرمان برداری نہ کریں گے مگر قول فخل کو فونوں پر اعما و نہ بھیجیگا کہ تمہارے باپ کو انھیں لوگوں نے شہید کیا اور حضرت امام حسن کے ساتھ

اس سبب سے
جابر ما حضرت عثمان نے اپنے عہد میں اسکو طلب کر لیا اور نشی مقرر فرمایا اور جو کچھ واقعات کہ اس ملعون کے سبب سے واقع ہوئے ظاہر ہیں اور اول فساد اسلام میں اسی کی وجود سے پڑا جو لعنتہ اللہ علیہ اور امارت معاویہ میں حکم بدینہ ہوا یہی مردود قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ ہو اور بعد معاویہ ابن یزید اسے شہر جابیہ کے لوگوں سے خلافت کی مہمت ملی اور شام میں آیا وہاں کے لوگوں کو بھی اپنا مطیع کیا پھر مصر میں گیا اہالیان مصر نے بعد محاربہ کثیر جنت کی عمر اس ملعون کی تراشی برس کی ہوئی اور مدت سلطنت نو مہینے اٹھ دن نقش خاتم بجائی السد اور زخم برچھے سے فی النار و السقر ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسے اپنی عورت کو گالی دی تھی اسے حالت خواب میں بیچ کر ڈالا اور عبد ابن مردان نے نما خنزار ویرچی شہر دمشق میں بیرون درازہ جابیہ مدفون ہو کر کذا فی اخبار الدول روایت ہو کہ ایک مرتبہ مردان نے خواب کی کھا کہ اسے چار مرتبہ محراب رسول اللہ بن بول کیا ابن سیرین نے خواب سنکر فرمایا اگر تیرا خواب سچ ہو تو چار شخص تیری اولاد سے خلافت کریں گے بعد تیرے سو دیا سہی ہو کہ ولید و سلیمان و ہشام و یزید نے خلافت کی بالکلیہ جبما حرمین خست ہو کر گھر آئے تو ولید نے عبد اللہ ابن زبیر کو طلب کیا پوچھا غروب ہو جائے انتاب کے تشریف نہ لائے کمال بھیجا کہ صبح کو انشاء اللہ علی رؤس الاشما و بیعت کرونگا اور شب کو جانب بیت اللہ روانہ ہوے ولید نے یزید کو اطلاع کی اس نے لکھا کہ ابن زبیر سے ہاتھ اٹھا امام کی تدبیر کر اور سرانکا بھیج دے ولید نے کمال حول ولاقوۃ الالبانہ مجھے یہ حرکت نہوگی اور وہ خط پوشیدہ حضرت کے پاس بھیجا تب آنجناب جانب بیت اللہ تشریف تارخ چارم شعبان سال شصت ہجری بروز جمعہ باہل و خیال روانہ ہو گئے اور بعض کے نزدیک تاریخ روز کی مست و شتم شعبان المنظم ہی بہر دو تقدیر شایع یہ تشریف لے چلے و سرگردانی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام یاد کرتے اور فرماتے فوج نہما تھا قیر قب و قال رب نجی من القوم الظالمین بعض نزل عبد اللہ مطیع ملا اسے کہا آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا ظالمون نے دینے طیبہ میں رہنے نہ دیا ناگزیر ہمتقنا سے من دخلہ کان آمننا کیجئے کہ جانا ہوں اسے اتماس کیا یا امیہ المؤمنین آپ سردار عالم و فخر اولاد آدم ہیں آپ وفق افرو بیت اللہ تشریف ہوں وہاں کے رہنے والے آنجناب کے سو کسی کی اطاعت و فرمان برداری نہ کریں گے مگر قول فخل کو فونوں پر اعما و نہ بھیجیگا کہ تمہارے باپ کو انھیں لوگوں نے شہید کیا اور حضرت امام حسن کے ساتھ

جو معاملہ کیا وہ آپ کو خوب معلوم ہو اور میں بالیقین جانتا ہوں کہ اہل کوفہ آپ کو کمال اختصاص طلب کرینگے اگر آپ تشریف لے جائیں گے تب سب لگ ہو جائیں گے کیونکہ وفادار و موافق انکی جہالت میں نہیں ہو حضرت نے انکی حق میں وعاسے خیر فرمائی اور روانہ ہوئے اور فرمایا عیسیٰ ابی ان یہودی سواہ السبیل بعد طو منازل داخل حرم شریف ہوئے وہاں کے باشندوں نے نہایت تعظیم سے استقبال کر کے اوتارایہ خبریزید پدید علیہ مایہ تحفہ نے سنی آئے وہ مد کو مدینہ باسکینہ سے معزول کیا اور ابن الاسد کو حاکم مقرر کیا اور حاکم مکہ معظمہ زید بن حاتم بن حکم بن صفوان کو بھی قوف کیا اور ابن سعد بن عاص کو حاکم مقرر کیا مگر وہ سب عمل نہ کر سکیں عبداللہ بن زبیر کے بھاگ گیا کیونکہ عبداللہ نے مکہ معظمہ میں داخل ہوتے اتفاق اہل مکہ اپنی حکومت جمالی تھی ہر چند امام حسین علیہ السلام نے منع بھی فرمایا جب زید پدید کو خبر ہوئی تو اسنے حاکم مدینہ کو پروا نہ لکھا کہ بنا بر قلع وقع ابن زبیر فوج کثیر جانب حرم محترم روانہ کر کے عمر بن زبیر اور عیسیٰ عبداللہ بن زبیر کو کہ باہم دونوں کے سوا خارجی تھی امیر کیا ہر چند لوگوں نے عمر سے کہا کہ وہ سب سے اس امارت کا اقبال زیبا نہیں ہو اول حرم شریف میں جنگ و جدال منع ہو دوسرے ابن زبیر تنہا راجھا تھی حقیقی ہو کیوں گئے بطح مال نہ مانا اور جانب بیت اللہ تشریف نہ دیا وہاں اور کیا یہ طوق چاندی کا طیار کر کے ساتھ لیا اس خیال سے کہ جب بن زبیر کو گرفتار کر دینا تو یہ طوق گلے میں ڈال کر زید کے پاس بھیجوں گا الغرض قریب بیت اللہ پہنچ کر آدمی فوج ہمراہ انیس بن عمرو سلمیٰ کر کے ایک طرف کاٹا کہ روکا اور دوسرا ناکہ اپنے متعلق رکھا اور ابن زبیر کو بلا بھیجا کہ حرم شریف سے باہر نکلو اور یہ طوق اپنے گلے میں ڈال کر زید کے پاس حاضر ہو کہ تیرا قصہ رعات ہو جائے عبداللہ نے بھی جواب دہشت نہ بلا بھیجا اور اول بمقابلہ انیس بن عمرو روانہ ہوئے اور اسکو شکست فاش دی کہ انیس مارا گیا پھر صعب بن زبیر نے بھاگے کو عمر بن زبیر کے مقابلے کو بھیجا وہ غالب آئے اور نہ بھاگا اور اپنے بھائی عبید بن زبیر کے گھر پوشیدہ ہو عبداللہ بن زبیر نے عبیدہ کو گرفتار کر کے اسقدر تازیانے لگائے کہ وہ مر گیا پھر حکومت مکہ میں قائم ہوئی بعد ازاں اہل کوفہ نے طلب حضرت امام حسین علیہ السلام میں خطوط متواتر لکھے روایت ہے کہ یہ خطوں کو فہیون نے پود پڑی بھیجے خط لکھا کہ یہ ہم زید کی حکومت پر دشمنی میں ہیں آپ تشریف لائیں تو ہم اسے کوفہ سے نکال دیں اور پھیلنا خط جو آیا اس میں تعلق اور چالپوسی یاد تھی حضرت علیہ السلام نے لکھا کہ اب مجھ کو آنے میں تاہل نہیں ہو و انشاء اللہ جلد آتا ہوں انقصہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عزم بالجزم جانب کوفہ فرمایا عبداللہ بن عباس وغیرہ صحابہ نے منع کیا اور کہا کہ بے وفائی اہل کوفہ ضرب المثل ہے انکے قول فعل لا ینفعنا و انیس بن زبیر گزیر تشریف نہ لیا جانشین آخر عبید قیل و قال بسا حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ قرار دیا کہ اگر میرا جانا مناسب نہیں ہے تو کوئی اور ہی شخص میرے متوسلین سے جانب کوفہ روانہ ہو اور انکی نصیحت و چگونگی حالات سے مطلع کرے چنانچہ مسلم بن عقیل اپنے چچ سے بھاگئی کونائب اپنا کر کے روانہ کیا اور اہل کوفہ کو ایک خط لکھا کہ عبداللہ بن عباس اس تجویز پر بھی راضی نہ ہوے روایت ہے کہ جب حضرت امام علیہ السلام

حضرت مسلم کو رخصت فرمانے تھے روتے تھے اور مسلم ہزبان حال گویا تھے **۵** دو عت میکم جانان وداع آخرین بدل
 کرکوت میر دم و از خضہ درم قصہ شکل + نذر مقامات ددری نذر اقبال مجوری عجیب رسی ست بے دریاں عجب رست بجا
 جو حاصل آمدن گرت بنیم ولے دیدن بچسان لایز مجوری بخون آغشته پا دگل ہاتھ حضرت مسلم مع اپنے بیٹوں کے
 کوٹنے میں پہنچے اور مجتار بن عبد القنی کے گھر جاوہ فرما ہوئے اور کوئیون نے جوق جوق حاضر ہو کر بیعت کی بڑا بڑا ہزار ہا
 بیٹے ہزار ہا بیٹے چالیس ہزار چند روز میں فصل طاعت ہو گئے یہ خیر فرمانا بن بشیر حاکم کو فہ کو ہوئی تو طاہر کوئیون کو
 ڈرایا اور باطن میں جانے حضرت مسلم میں ساعی رہے اور کس طسح کا تعرض نہ کیا تب مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ
 بن عبد بن عقیبہ غیرہ اخبار نویسوں نے یہ حال یزید پلید کو لکھا اور تغافل نعمان کی خشکایت کی اور حضرت سلم نے طاعت
 کوئیون کی کیفیت حضرت امام علیہ السلام کو لکھی وہ آمادہ روانگی جانب کو فہ ہوئے اور یزید نے خطوط اخبار نویسوں کے سنکر
 مشوکیا اہل شورش نے بالاتفاق کہا کہ ابھی تک خبر ہو جب کہ امام علیہ السلام داخل کو نہ ہو جائیگی تو حکومت عراق یک ظلم
 جاتی رہیگی بلکہ نہایت سلطنت لوٹ جائیگی صلاح وقت یہ ہو کہ نعمان مرفول کیا جائے اور دوسرے شخص قسی القلب حاکم ہو کہ وہ
 اہل اسلام اور اس کے تابع تو قتل کرے چنانچہ عبد اللہ بن یامادہ فساد لائق ٹھہرا پھر یزید پلید نے نعمان بن بشیر کو معزول کر کے
 ابن یامادہ کو بصرے سے امارت کوٹنے پر روانہ کیا اور تاکہ لکھی کہ بہت جلد کوٹنے میں جا کے مسلم بن عقیل کو قتل کر دیا اور جو
 امام حسین آجائیں تو میری بیعت لے اور اگر بیعت کریں تو بہتر در نہ آنا بھی قتل کر جب یہ پروانہ ابن یامادہ کو پہنچا تو اسے اپنے بھائی کو
 قائم مقام انکا کر کے دانہ جانب کو فہ ہوا یہاں تک کہ قاصد بہ میں آیا اور شکار اسی مقام میں چھوڑ کر خود بخون بنوے حاجیوں کے لباس میں
 عاصیہ یا ہمدہ کر وٹ پر سوار ہوا اور کسی آدمی ہمراہ لیکر اس سے جدھر قافہ ہجرت کرتا ہو بن المغرب الشما کوٹنے میں داخل ہوا
 اہل لیاں کو فہ کو فہ گرفتار و مہمیت لڑو حضرت امام علیہ السلام تھے غایت شوق سے غامی میں پڑے اور جانب اہل اسلام کو سمجھ کر استقبال
 نکلتے اور سلام کیا اور مہم جاکر یا ابن ہول اللہ کہتے ہوئے پیش پیش ہوئے ابن یامادہ نے ازب سے مخاطب دی جواب سلام بہتہ دیا اور
 دانتون کو پیستہ دارا لمارہ کوٹنے میں داخل ہوا وایت ہو کہ نعمان نے دروازہ نہا کر لیا اور بالائے خانہ چڑھ کر کس
 بابین سوال اللہ صلعم ہاں آپ شرفیہ لادین کہیں اور جلوہ فرما ہوں کہ ہمیں بتیہ ہاں گوانیون نہ سمجھتے نہ سمجھتے کہ کیا دروازہ کھولیں ہاں اللہ
 کھڑے ہیں بسوقت عبید اللہ سکا ربوزات نے چادر چہرہ سیاہ سے اٹھا دی تباہل کو فہ نے پہچانا اور سب نے اپنے گھر کے صحر کو ابنا د
 مسجد جامع میں گیا اور اتراف کو فہ کو طلب کر کے سند حکومت دکھائی گزرائی دھکی سے جہتہ کو فہ متفرق ہو گئی اور حضرت مسلم مختار کے
 گھر سے ہائی بن عروہ کے گھر آگئے ابن یامادہ نے محمد بن شعث کی معرفت ہائی کو امجدہ دسا کو فہ گرفتار کیا کہ قیدی کیا حضرت مسلم نے اپنے
 توابع کو آؤ زدی کی چالیس ہزار آدمی نے قاعدہ کو گھیرا اور ابن زیاد ایک کوشک میں جھپٹا اور دوسرا کو فہ سے لکھا کہ اس جہت کو
 روکو کہ نہیں تم سب کو گردن مارو نکلا چنانچہ کثیر بن شہاب اور محمد بن شعث اور شمر ذی الجوشن اور شیت ربیع نے صبح بچڑھ کر گولوں کو
 لڑا کہ سب بھاگے گھرت پانچو نغزہ لگے جب حضرت مسلم نے نماز غریب کے ساتھ شروع کی دجی روانہ ہوئے سلام پھیرا تو کوئی

انہما بنابر سیرہ ہو کہ مسافر طوع کے گھر گئے اسے ٹھہر لیا اب کا خاتمہ تھا اور قدر دیکھنا چاہیے کہ طوع کا بیٹا گھر میں آیا وہ یحییٰ بن محمد بن شعث کا چیلہ تھا اسے حضرت مسلم کے حال سے ابن زیاد کو مطلع کر دیا اس نے فساد دے عمرو بن حرب کو وال شہر کو نہ اور محمد بن شعث کو مع ساتھ نفر سپاہیوں کے بنا کر قتاری حضرت مسلم کو روانہ کیا انھوں نے جا کر طوع کا گھر گھیرا اور یہ قصد کیا کہ حضرت مسلم کو گرفتار کر لیں اس وقت عیث اور شجاعت ہاشمی نے یہ تقاضا نہ کیا کہ ایک عورت کے گھر میں بیٹھ رہیے سو حضرت مسلم تلوار ارمیان سے مثل شیر خزان نکل پڑے اور ان نامردوں کو تہ تیغ کرنے لگے جب کہ ہمارے گئے اور کسی نے مقابلہ نہ کیا تب محمد بن شعث اور کووال بد مال نے کہا کہ بنی ہاشم کی تلوار کا سامنا کون کر سکتا ہے اور اس کا مقابلہ کیا کرے انکی تلوار کے مقابل ہو سکے اب کچھ فریب ہی بن آوے تو بہتر ہو چنانچہ دونوں مرد و دو بھارتا بھارت اور فریب پیش آئے اور کہنے لگے کہ آپ کیوں بے وجہ لڑتے ہیں ہم لوگ تو لڑنے کو نہیں آئے ہیں ہم لوگوں کو امان دیجیے اور ہمارے ساتھ تشریف لے جیے حضرت مسلم تقدیر انکی فریب سے واقف نہ ہوئے اور بتقدیر علم اور مردت جنگی برسرِ رحم آئے اور لڑنا موقوف کر کے مع دونوں حاضر دونوں کے آنکھ ساتھ چلے وہاں ابن زبیر یا دماہ فساد نے پہلے ہی دربانوں سے کہہ دیا تھا کہ جب حضرت مسلم دروازہ قدم رکھیں تو انکی سرکٹ لینا میرے پاس نہ لانا ضرور نہیں ہر دفعہ حضرت مسلم معلوم کرید بٹا افعیٰ بن زبیر تو ہنا بالحق وانت خیر الفاتحین پڑھتے ہوئے دارالامارہ کو ذہین داخل ہوئے اور دربانوں نے شہادت اٹھوا اور محمد اور ہر ایم دونوں بیٹوں کو بلایا بعد ازاں ابن زیاد نے ہانی بن عروہ کو سولی دی اور انکے سر کو تیر دن پر کو چوبہ بازار میں بھرا یا یہ واقعہ بتایا جو سوم فیحجہ ستہ ہجری میں واقع ہوا آج ہی کے دن خواہ آنھوں نے کچھ حضرت امام حسین علیہ السلام آماؤں روز انکی جانب کو ذہب سے اور اسباب سفر مہیا کرنے لگے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور جابر ابوالوسیعہ خدری اور ابو داؤد اقدسی رضی اللہ عنہم مانع ہوئے حضرت ابن عباس نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ حرم شریف سے باہر نہ جائیے اور کو فیون کے قول فلیق اعتمد نہ کیجیے آپ کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے آپکے بھائی اور باپ سے کیا معاملہ کیا ہے اور جو آپ کو یونہی منظور ہو تو ابغیل کو ساتھ نہ لے جائیے میں تو مابون کہ آپ شہید ہوں اور اہل عیال اسیر درمچکو گمان ہے کہ مثل عثمان بن عفان آپ کو اہل عیال شہید کرینگے باوین ہر التماس انکا قبول نہوا تب ابن عباس بنجید ہوئے اور بہت روئے اور بہتی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ معینے سے آئے اور خبر پائی کہ امام حسین علیہ السلام حرم محترم سے جانب عراق جاتے ہیں تب آپ کچھ ڈوٹے اور اس جگہ بے جہان سے بد و دنزل تھا اور التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہ خدا سے تعالے نے اپنے پیغمبر کو ذیاء و آخرت میں اختیار دیا تھا سو حضرت نے دنیا کو اختیار نہ کیا اور آپ جاگوشہ رسول قبول ہونے استنہی گئی تم میں سے دنیا کسی کو کبھی اور اسی میں تمھارے واسطے بہتری ہو کہ حکومت دینا نہ آپ اپنے چلیں حضرت نے نہ ماتا تب عبداللہ نے امام کو لکھ لکھا اور کہا کہ تمہارے پیغمبر کا کرتا ہوں اے شہید ہونے والے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے بھی منع کیا حضرت نے جواب دیا کہ تم لوگ سازبہان واقع نہیں ہوئے سبب بنجید ہوتے ہو میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ حضرت صلح فرماتے تھے کہ ایک

کے میں فریج کجا بگلی اسکے سبب سے خانہ خدا کی جو مٹی ہوگی میں نے پختہ کیا تاکہ وہ بکری میں ہوں اور میرے سب سے
 حرمت کعبہ میں فرق آوے ترجمہ طبری میں ہے کہ صدیق حدیث آخر کو عبد اللہ بن جبریر سے سنان اللہ کیا جو وہ تھا
 اور کہ امت میں حج کہ عبد اللہ کو وہ حدیث سنانی جب کا صدیق ہونے والے تھے اور یہ احتیاط کا مرتبہ تھا کہ جو مٹی کعبہ اور انہ کی
 گو درجہ شہادت تھا نہ جو مٹی اعراف میں تھی کہ جب محمد ابن خنفیہ کو خبر توجہ حضرت امام حسینؑ جانب عراق معلوم ہوئی تو اتنا
 روئے کہ طشت وضو اشکون سے بھر گیا اور بعض روایات صحیحہ میں ہے کہ عبد اللہ ابن جعفر اور محمد ابن خنفیہ نے بھی غلو
 منع متواتر کئے اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ کسور ابن مہزمہ نے لکھا کہ آپ کو فینون کے فریب میں نہ آئے اور عراق
 کی طرف قصد نہ فرمایئے اور بعض خواص اہل مکہ نے اتھاس کیا کہ یوم عید انعمیٰ قریب تر ہو اور مسلمان لوگ جمع ہوئے
 چند سے تھقت فرمایئے کہ آپ کے ساتھ بہت مسلمان ہو جائیں گے اگر امام حسین علیہ السلام نے کہ سپہام تقدیر کے ہت بگئے تھے
 اور گردن تسلیم قضا ویر ذی پر خم فرما چکے تھے راضی برضا الہی ہو چکے کسی کا کنا دانا اور جو لوگ منع کرتے تھے انکو
 یہ حال معلوم نہ تھا کہ اس سفر پر خطر میں کا رگزار ان قضا و قدر احکام تقدیر جاری کر چکے والے عبد اللہ
 ابن عباس اور عبد اللہ ابن جعفر اور محمد ابن خنفیہ وغیرہ صحابہ کبار اور اقربا زمامدار ضرور ہمراہ ہوتے اور
 سعادت یافت حاصل کرتے چنانچہ ابن عباس سے حکم نے روایت کی کہ فرماتے تھے کہ ہم شک نہ کرتے تھے
 اور اطمینان کثیر اس میں کہ تحقیق حسین شہید ہونگے کہ بلا میں اور یہ بھی ہے کہ اگر ابن عباس وغیرہ اطمینان جانتے کہ
 اسی سفر میں سابقہ انہی کام اپنا کر لیا تو بدقت غریمت کو قدر یافت سے منہ نہ موڑتے اور وقت غم عراق ہرگز تنہا
 نہ چھوڑتے اور جو حدیث ابن السکن اور لغوی نے کتاب الصحابہ میں اور ابو نعیم نے صحیح سے روایت کی ہے کہ انس ابن
 کہا میں نے سنا جابر سالٹ پناصلی علیہ السلام سے کہ فرماتے تھے یہ میثامیر مارا جا گیا اس میں میں جسکا نام کعبہ
 سو جو شخص کہ تم لوگوں میں سے وہاں موجود ہو اسکی مدد کرے سو گئے انس ابن حارث کہ بلا کو اور شہید ہو سو
 احادیث اس پر عمل سرائیک کو وہ جب تھا گھر سے کہ اس بات کو زبان مخبر صادق سے سنا اور سپر شریک ہونا واجب ہو گیا
 لہذا انس ابن حارث گئے اور عبد اللہ ابن عمر کا کلمہ تاسع زبان بر لانا کئی وجہ سے تھا ایک شہرہ خبر شہادت
 امام حسینؑ مدت سے تھا و شریعہ بنظرو فانی اور بد جہدی اہل کوفہ کے بیشترے سبب بلے سامانی جناب امام کے اعلیٰ
 حضرت استاد ولانا اسلامت اللہ نے شرح شہادتین میں تحریر فرمایا جو اہل حضرت امام حسین علیہ السلام
 مع اطمینان اور دوست غلام کے کہ سب بیانی آدمی تھے جانب کوفہ روانہ ہوئے کہتے ہیں کہ آثار راہ میں فرزدق شاعر
 با حمار جب پوش ملا اور وہ کوفہ کی طرف سے آتا تھا آپ نے اُس سے کوفہ کا حال پوچھا اُس نے عرض کیا کہ حضرت
 اتنا تو میں جانتا ہوں کہ دل کو فینون کے آپ کے ساتھ ہیں اور تلوار لگی نبی امیہ کے ساتھ اور قضا و قدر آسمان سے
 نازل ہو رہی ہے واللہ فی فعل بادشاہ و حکم مار بد حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حج و قضا الہی کسی طرح نہیں ملتی

اور تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرزدق سے ملاقات کی اور حال کو فیون کا
 پوچھا فرزدق خود کہتا ہے کہ میں بسبب بیماری کے بات نہ کر سکتا تھا سو میں نے اشارے سے کہا کہ آپ کو فے کو
 نہ جائیے مکہ شریف کو لوٹ جائیے پھر آگے کو تشریف لے چلے تو خبر پائی کہ اہل کوفہ نے بدعہدی کی اور ابن زیاد
 شقی نے حضرت مسلم اور ان کے صاحبزادوں کو شہید کیا اور جماعت مسلم بالکل متفرق ہو گئی اور کسی نے ساتھ نہ دیا
 تب تو حضرت امام علیہ السلام نے مقتضائے رعایت اسباب ظاہری کہ عالم اسباب میں مستلزمات بشریت سے ہی
 مراجعت کا قصد فرمایا اور کہا کہ ہر گاہ اہل کوفہ کا یہ حال ہو تو وہاں جانا کیا ضرور ہو اور صلیت بھی متقاضی نہیں
 حضرت مسلم کے بھائی جو آپ کے ساتھ تھے کہنے لگے کہ ہم تو ہرگز نہ پھر نیچے یہاں تک کہ اپنے بھائی کا بدلہ لینا پسند
 ہوں حضرت امام حسین نے برادران مسلم کا غم مصمم دیکھ کر فرمایا لاخیر فی الحیوۃ بعلم یعنی جب تم سب مارے گئے
 تو پھر زندگی کا کیا مزہ اور جینے کا کیا لطف ہے بسم اللہ چلیے جو کچھ ہو سو ہو انقض حضرت امام حسین علیہ السلام وادہ ہو
 اور نواحی عراق میں کہ وہاں سے کوفہ دو منزل رہ جاتا ہے ہوئے اس مقام پر خرابین یزید ریاحی کہ ہزار سو اسلحہ
 ابن زیاد کے اُسکے ساتھ تھے ملا اور عرض کی کہ یا امام کو زمین مجھکو ابن زیاد نے اسوا سٹے بھیجا ہے کہ جسطرح سے
 اچکو اُس شقی کے پاس لیچلوں مگر والدین اس کا کم کو مکروہ جانتا ہوں اب سخت مشکل ہے نہ تو اچکو لیجا سکتا ہوں
 اور نہ چھوڑ سکتا ہوں حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی سنو میں از خود تمھاری طرف نہیں آتا اب تم سب
 کو گون نے مل کر خطوط لکھے اور قاصد بھیجے ہیں نے قصد کیا ورنہ کیا غرض تھی کہ میں بیان آتا اور تم بھی کو فے سے ہو
 اگر اپنے عہد پر قائم ہو تو میں تمھارے شہر کو چلتا ہوں نہیں بچھڑاتا ہوں مجھکو نہ تم سے کچھ مطلب ہے نہ تمھارے شہر سے
 کسی طرح کی غرض کرنے کا والد مجھکو ہرگز خبر نہیں کہ کہنے اچکو خط لکھے اور کہنے قاصد بھیجے اور کیوں بلایا میں نے
 سنا بھی نہیں خدا جانے آپ کیا فرماتے ہیں اور میں بغیر آپ کے کہنے کو پھر نہیں سکتا انقض اس بات میں بہت
 گفتگو ہوئی اور جرکی نادانگی کی یہ وجہ بھی کہ وہ کوفے میں نہ تھا نواح کوفے میں کسی ملک کا عامل تھا سو سبب
 اور پیغام اسکی غیبت میں آئے گئے تھے اس سبب خرنے انکار کی روایت ہے کہ خرنے بعد قیل وقال مسایہ تصفقا سماء
 از لہ التماس کیا کہ اچکا جہاں دل چاہے تشریف لیجائیے میں آپ سے متعرض نہیں ہوتا اور کوفے پھر جاتا ہوں ابن زیاد سے
 کہو لگا کہ امام حسین مجھکو نہیں لے چنانکہ امام حسین علیہ السلام تمام رات چلے صبح ہوئی تو وہیں تھے جہاں سے
 چلے تھے پھر خرابین یزید ریاحی حاضر ہوا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ رات کو ابن زیاد نے ایک خط بھیجا ہے اگر تو
 حسین ابن علی کی گرفتاری میں پہلو تھی کہ لگا تو میں ایسی سزا دوں گا کہ اسکا تحمل نہ ہو سیکے گا سو اب حضرت اب میں
 کیا کر دے آپ کسی طرف چلے جائیں تو بہتر ہے مجھ کو کچھ گزیر لگی دیکھ لو لگا انقض دوسری محرم کو کہ بلایا میں پوچھتے تھے
 انھوں نے سات راتیں برابر چلے پھر صبح کو وہیں تھے جہاں سے کوچ کیا تھا تب اپنے پوچھتا ہوں کون جس کے ہر

کسی گئی کیا یہ مقام کہ بلا ہر فرمایا ۵۳۱ این زمین است کہ آود و بخون خواهد شد و عالم سید ابرار گون خواهد شد
 بے شک یہ مقام کہ بلا ہر اور یہ مقام کہ آود و بخون کے بندھنے کا اور یہ جگہ ہر اسباب کھنے کی اور قتل و
 و انصاف ہر پھر تو یہ احوال ہو گیا کہ آود و بخون کو مارنے تھے دہائی جگہ سے جنبش نہ کرتے تھے اور جیخ زمین میں کاڑھتے
 بیجان مادہ و موی سے خون نکلتا تھا اور جو کلمی درخت سے توڑتے تھے خون جاری ہوتا تھا آخر کار اسی مقام پر گرتے
 تو خاک کہ بلا زہر ہو گئی اور ایک غیاظ عظیم اٹھاکہ چہرہ مبارک زرد آودہ ہو گیا اسی وقت زینب بکی بہن نے کہا ای بھائی
 اس جگہ میرا جی گھبراتا ہو فرمایا یہ مقام شہیدوں کا ہو صبر کرنا لازم ہو ترجمہ طبری میں لکھا ہو کہ اس اثنا میں
 حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باجماعت ملائکہ تشریف لائے
 اور مجھے گود میں لیکے فرماتے ہیں کہ ای نورالعین محبت جگہ میں خوب جانتا ہوں کہ دشمن دین تیرے مارنے پر تہذین
 یہ لوگ میری شفاعت سے محروم ہیں اور تجھ کو درجہ شہادت ملے گا بہشت تیرے واسطے آ رہا ہے اور والدین تیرے
 منتظر ہیں اور دست مبارک پناہ سینہ پر رکھا اور فرمایا اللہم اعط الحسنین جبر و اجرا چنانچہ یہ خواب حضرت امام حسین علیہ السلام
 اپنے اہلبیت سے بیان کیا سب نے کہا انا اللہ دانا الیہ راجعون اور رونے لگے اسی صبح حضرت امام حسین علیہ السلام تہا
 فروعش ہوئے تو حزن بنید ریاحی مع اپنے لشکر کے مقابل حضرت امام علیہ السلام کے آکر اور ابن زیاد مایہ فساد کو خبر دئی
 اُسے حضرت امام حسین کو خط لکھا کہ مجھ کو مزید دین معاویہ نے لکھا ہو کہ میری حجت امام حسین سے طلب کر اگر معیت کر لین
 تو بہتر نہیں تو سرنگا کاٹ کے بھیج دے سو میں نصیحت کرنا ہوں کہ تم معیت کرو نہیں تو آرائی کے واسطے مستعد ہو حضرت
 امام حسین علیہ السلام نے مائدہ اعمال سیاہ بن زیاد کا پڑھا اور ڈال دیا اور فرمایا کہ اسکا جواب تجھ ذاب میرے پاس
 نہیں ہو کہ راہ ابن زیاد نے ہلٹ کر تقریر حضرت کی ابن زیاد سے بیان کی تو آتش غضب اس ناری کی بھڑک اٹھی اور
 کہنے لگا کون شخص متعابہ حسین علیہ السلام پر جاتا ہو کسی نے اقبال نہ کیا تب تجویز ہوئی کہ عمر و سعد حاکم یثرب اسی اہلبیت
 کو سکا رہو اسکو بھیجنا چاہیے سو اسکو پروانہ بھیجا اولاً اسنے اسکا رکھا اور لکھ بھیجا کہ مجھے یہ کام نہ ہو گا کہ میرے رسول اللہ
 متعابہ میں جاؤں کسی اور کو تجویز کیجئے ابن زیاد ملعون ناراض ہوا اور دوسرا پروانہ بھیجا کہ اگر تجھ کو حکومت رسی کی
 منظر ہو تو امام حسین کے مقابلہ پر جانیں تو سند حکومت واپس کر اور اپنے گھر بیٹھ میں دوسرے کو حاکم رسی مقرر کرنا ہوں
 اور یہ کام ضروری اس سے لیتا ہوں جب نوشہ ابن زیاد حامی طریقہ مزود و شداد علیہ اللعنة الی یوم التنا کا ابن سعد
 بدر کردار نابکار کے پاس پہونچا تو طمع دنیا کا کام نہ کشان کشان مستعد کر دیا کہ اسی دن جانب کو فروانہ ہوا اور
 ابن زیاد کے پاس پہونچا اُسے بائیں تہذہر پیادے اور سوار پائنام کر کے کہ بلا کی طرف بھیج دیا اور کہدیا کہ پیچھے سے
 اور بھی فوج تیری لگا کہ پہونچگی اطمینان کھنا آو بعض محققین نے اس مقام کے یوں تقریر کی ہو کہ جب مائدہ اول
 ابن زیاد ملعون عمر و ابن سعد درود کے پاس پہونچا تو اُسے جواب لکھا کہ اس مقدمے میں بعد مشورے کے عرض کرو گا

۵۳۱
 یہ مقام کہ بلا ہر اور یہ مقام کہ آود و بخون کے بندھنے کا اور یہ جگہ ہر اسباب کھنے کی اور قتل و
 و انصاف ہر پھر تو یہ احوال ہو گیا کہ آود و بخون کو مارنے تھے دہائی جگہ سے جنبش نہ کرتے تھے اور جیخ زمین میں کاڑھتے
 بیجان مادہ و موی سے خون نکلتا تھا اور جو کلمی درخت سے توڑتے تھے خون جاری ہوتا تھا آخر کار اسی مقام پر گرتے
 تو خاک کہ بلا زہر ہو گئی اور ایک غیاظ عظیم اٹھاکہ چہرہ مبارک زرد آودہ ہو گیا اسی وقت زینب بکی بہن نے کہا ای بھائی
 اس جگہ میرا جی گھبراتا ہو فرمایا یہ مقام شہیدوں کا ہو صبر کرنا لازم ہو ترجمہ طبری میں لکھا ہو کہ اس اثنا میں
 حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باجماعت ملائکہ تشریف لائے
 اور مجھے گود میں لیکے فرماتے ہیں کہ ای نورالعین محبت جگہ میں خوب جانتا ہوں کہ دشمن دین تیرے مارنے پر تہذین
 یہ لوگ میری شفاعت سے محروم ہیں اور تجھ کو درجہ شہادت ملے گا بہشت تیرے واسطے آ رہا ہے اور والدین تیرے
 منتظر ہیں اور دست مبارک پناہ سینہ پر رکھا اور فرمایا اللہم اعط الحسنین جبر و اجرا چنانچہ یہ خواب حضرت امام حسین علیہ السلام
 اپنے اہلبیت سے بیان کیا سب نے کہا انا اللہ دانا الیہ راجعون اور رونے لگے اسی صبح حضرت امام حسین علیہ السلام تہا
 فروعش ہوئے تو حزن بنید ریاحی مع اپنے لشکر کے مقابل حضرت امام علیہ السلام کے آکر اور ابن زیاد مایہ فساد کو خبر دئی
 اُسے حضرت امام حسین کو خط لکھا کہ مجھ کو مزید دین معاویہ نے لکھا ہو کہ میری حجت امام حسین سے طلب کر اگر معیت کر لین
 تو بہتر نہیں تو سرنگا کاٹ کے بھیج دے سو میں نصیحت کرنا ہوں کہ تم معیت کرو نہیں تو آرائی کے واسطے مستعد ہو حضرت
 امام حسین علیہ السلام نے مائدہ اعمال سیاہ بن زیاد کا پڑھا اور ڈال دیا اور فرمایا کہ اسکا جواب تجھ ذاب میرے پاس
 نہیں ہو کہ راہ ابن زیاد نے ہلٹ کر تقریر حضرت کی ابن زیاد سے بیان کی تو آتش غضب اس ناری کی بھڑک اٹھی اور
 کہنے لگا کون شخص متعابہ حسین علیہ السلام پر جاتا ہو کسی نے اقبال نہ کیا تب تجویز ہوئی کہ عمر و سعد حاکم یثرب اسی اہلبیت
 کو سکا رہو اسکو بھیجنا چاہیے سو اسکو پروانہ بھیجا اولاً اسنے اسکا رکھا اور لکھ بھیجا کہ مجھے یہ کام نہ ہو گا کہ میرے رسول اللہ
 متعابہ میں جاؤں کسی اور کو تجویز کیجئے ابن زیاد ملعون ناراض ہوا اور دوسرا پروانہ بھیجا کہ اگر تجھ کو حکومت رسی کی
 منظر ہو تو امام حسین کے مقابلہ پر جانیں تو سند حکومت واپس کر اور اپنے گھر بیٹھ میں دوسرے کو حاکم رسی مقرر کرنا ہوں
 اور یہ کام ضروری اس سے لیتا ہوں جب نوشہ ابن زیاد حامی طریقہ مزود و شداد علیہ اللعنة الی یوم التنا کا ابن سعد
 بدر کردار نابکار کے پاس پہونچا تو طمع دنیا کا کام نہ کشان کشان مستعد کر دیا کہ اسی دن جانب کو فروانہ ہوا اور
 ابن زیاد کے پاس پہونچا اُسے بائیں تہذہر پیادے اور سوار پائنام کر کے کہ بلا کی طرف بھیج دیا اور کہدیا کہ پیچھے سے
 اور بھی فوج تیری لگا کہ پہونچگی اطمینان کھنا آو بعض محققین نے اس مقام کے یوں تقریر کی ہو کہ جب مائدہ اول
 ابن زیاد ملعون عمر و ابن سعد درود کے پاس پہونچا تو اُسے جواب لکھا کہ اس مقدمے میں بعد مشورے کے عرض کرو گا

بعد اُسکے اپنے گھر میں آیا اور اپنے بیٹوں سے صلاح پوچھی بیٹوں نے کہا اے عمر و تیرا باپ سعد بن ابی وقاص جانشین رسول اللہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر جانشین اور خدا تھا جھکو ہرگز لائق نہیں ہو کہ تو اُنکے مقابلے کو جائے جھکو
 کیا نہیں آتی اُنسے انکا کبھی جب دوسرا نام نہ بنے یا دکانا کیدی آیا اور حکومت رومی کی جانے کا اندیشہ زیادہ ہوا تب
 عربین کو دنیا کے بدلے کو بیٹھا اور چلنے پر مستعد ہوا عمر و ابن خیرہ اُسکے بھائی کے لئے کہا اے ابن سعد دنیا چند روزہ ہے
 حکومت اور سلطنت کچھ کام نہیں آئیگی آخرت میں اسکا محاسبہ سخت ہو اور تقابلہ امام حسین علیہ السلام سے سزا دہی
 و فرخ کی البتہ حاصل ہوگی مگر ابن سعد نے کچھ خیال نہ کیا اور پانچ ہزار سوار میکسید ہاکر بلا میں آیا اور امام حسین
 علیہ السلام سے پیغام بھیجا کہ تم اس مقام میں کہو نہ کہ اُنے آپ نے جواب دیا کہ تمہارے قاصد اور ہر کا یہ بیان لا
 تہیں تو میں کیوں آتا مجھے کیا کام تھا مگر تم لوگوں نے اپنا عہد توڑ دیا اب بھی اگر کوئی مانع نہ ہو چلا جاؤں عسیر
 ابن سعد خوش ہوا کہ شاید ابن زیاد سے صلح ہو جائے اس واسطے یہ معاملہ ابن زیاد کو لکھا اُس شقی نے لکھا کہ تو بیعت
 نیزمیکے طلب کر اگر قبول کریں تو مجھ کو اطلاع دے اور قاصد و حکم ثانی انتظار کر اس تحریر سے ابن سعد نے جاننا کہ ابن زیاد
 صلح پر راضی ہو سوائے نامہ سیاہ اُس و سیاہ بد مال کا حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجی حضرت نے فرمایا
 کہ میں ابن زیاد کے قول پر عمل نہ کرونگا یہ خبر بھی ابن زیاد کو پہنچی اُسے حصین بن نمیر اور شعیب بن ربیع اور غزوئی ابوشن
 وغیرہ ملائے کو بافرج قاہرہ روانہ کیا کہ اب بائیس ہزار یا دس اور سوار بمقابلہ اولاد حیدر کرار و اہلبیت رسول خدا
 وشت کر بلا میں جمع ہوئے ساتویں محرم سنہ اکٹھ ہجری میں انھیں کافروں سے پانسو سوار نہر فرات پر رقر کیے گئے اور
 پانی کی بندش ہوئی اور اہلبیت رسول اللہ پر عرصہ زندگی سخت تنگ ہو ایزید ہمدانی ایک شخص حضرت کے انصاف کا ذکر
 وہ حاضر ہے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے وہاں سے بہت ملاقات ہو اور وہ درود میرا دے کا یا رہی یقین ہو کبیری ہر وقت
 پانی میں وضو نہ کرے اگر ارشاد ہو تو اُس سے پانی کے واسطے استدعا کروں حضرت امام حسین علیہ السلام نے فساد یا کھو
 اختیار چننا کبیر زید ہمدانی ابن سعد کے پاس تشریف لے گئے اور خبر دے رسم سلام علیک بیٹھ گئے ابن سعد نے کہا اے زید
 ہمدانی تو نے رسم سلام سنت اسلام کیوں ترک فرمائی کیا میں مسلمان نہیں ہوں اور خدا اور رسول خدا کو نہیں پہچانتا ہوں
 یا کوئی اور سبب ہے زید ہمدانی نے کہا وہاں سے یہ اسلام تو کہ دعویٰ مسلمان کی کرتا ہے لہذا جگر پارہ رسول اور تو زید یہ بتول کا
 دشمن جانی بن کے اُنکے خون کا پیاسا ہوا ہے بڑے افسوس کی جا ہو کہ گئے اور سور فرات سے پانی پسین اور اہلبیت
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم پانی کو ترسین یہ کیا اسلام ہے اور کیا ایمان ابن سعد یہ کلام مشکہ دل میں ایشمان ہوا اور
 کہنے لگا کہ یہ تو سب سچ ہے لیکن حکومت رومی سے دست برداری نہیں ہو سکتی ناچار زید ہمدانی نے نیل و درام
 واپس ہے اور سارا حال خباہ نام علیہ السلام سے نقل کیا تو امام علیہ السلام نے نہ توین کھدوائے مگر
 شتر شتر ہاتھ تک بھی پانی کا نشان نظر نہ پڑا اور اہلبیت کا یہ حال تھا کہ نماز تیمم سے ادا فرماتے تھے اور کلام

اشعاروں سے تب عباس ابن علی چند آدمی اپنے ساتھ کیک فرات پر گئے کہ استقبائے عمر ایہون کو شہید کیا اور عباس علیہ السلام
 زخمی ہو کر بوسہ لے ۱۰ در عرض کی کہ یا حضرت سو اسے آبِ شیر آبِ فرات ہمارے غلیب میں نہیں ہو سکتا
 حضرت امام حسین علیہ السلام خیمہ مبارک سے نکلے اور قاتل لشکر شام کھڑے ہو کر حمد و ثناء سے غافل ہو کر یا اور لغت سرد انبیا
 بیان فرمائی پھر ارشاد کیا کہ اے لشکرِ مانِ یزید غلبتِ مائل کر کے دیکھو کہ میں کون اور کسی اولاد ہوں اور اپنے دل میں سوچو
 کہ میرا خون کرنا اور میرے ہڈیت کی پیکر مت چاہنا تمکو درست ہو آیا میں لڑتا تھا میرے پیغمبر کی لڑائی کا نہیں ہوں اور پسر
 علی رضی اللہ عنہ زرا در رسولِ خدا احمد مصطفیٰ صلعم کا نہیں ہوں اور رسولِ خدا نے میرے حق میں نہیں فرمایا سیدِ اشباب
 اہل البیت یعنی جعفر حسین و دونوں جو انماں بہشت کے سردار ہیں اسی طرح بہت فضائل آپ نے بیان فرمائے اور
 دشمنانِ دین پر محبتِ خدا ختم کی مٹھی نہ رہے کہ یہ کلام حضرت کا از رو سے عاجزی نہ تھا کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام
 انجی شہادت سے واقف کار تھے اور میدانِ کار کا نہ ارکے شہسوار بلکہ یہ ارشاد بنا بر قطعِ محبت تھا تاکہ دشمنوں کو خدا کے درو
 خدا کی جگہ نہ رہی اور ماگنا معذبتین حتیٰ نبوت رسولین مرہ چائیں تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت امام علی علیہ السلام
 بعد اس کلام کے ابنِ سعد کو لکھا کہ تین باقوں سے ایک بات اختیار کر یا تو مجھ کو یا کہ شریف میں جانے دے کہ وہاں جا کر
 بیٹھ رہوں اور اگر یہ منظور نہ ہو تو مجھ کو ترکستان کی طرف جانے دے کہ وہاں کفار ترک سے جہاد کر کے شہید ہوں اور اگر
 یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو مجھ کو یزید کے پاس بھیج دے ہاں جو کچھ شہنشاہی ہو چکا ابنِ سعد نے جواب لکھا کہ میں ابنِ یزید کو
 آپ کے سوال لکھتا ہوں جو کچھ جواب ملیگا عرض کر دو گا مال کچھ چھپا چکا ہے کہ لکھا تو ابنِ یزید نے فساد نے کمال تہذیب سے لکھ بھیجا کہ
 میں نے تجھ کو لکھنے کے واسطے بھیجا ہے صلعم کے واسطے اگر حسین ابنِ علی بیتِ کرین تو بہتر درہ قتل کر اور اگر تجھ کو مال ہو تو دین
 معزول کر کے دوسرے کو تیری جگہ بھیجتا ہوں اور یہ کام اس سے لیتا ہوں جب کہ نامہ ابنِ یزید نے لکھا تھا یا رسول اللہ عظیمی یوم تشاد
 ابنِ سعد بتال کے پاس پہنچا تو اپنے صفت قاتل آراستہ کر کے امام حسین علیہ السلام سے کھلبھیجا کہ میں نے خبر چاہا کہ
 تم یزید کی ہیت کر لو میں تمہارے خون میں گرفتار رہوں پر تہنہ قبول نہ کیا آپ لڑنے پر مستعد ہو جاؤ حضرت امام حسین
 علیہ السلام نے فرمایا کہ آج مجھے مہلت سے ترجمہ صواعقِ موقوت میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پر سختی ہو
 تکلیف گذری تو آپ کو نصیحت اور وصیت حضرت امام حسن کی یاد آئی کہ انھوں نے آپ کو سمجھا تھا کہ اے حسین کو غیاثِ بدیعہ
 قول اور فعل پر ہرگز اعتماد نہ کرنا اور ان کے بلانے سے نہ ہار کونے کی طرف نہ جانا وہ لوگ سخت نالائق ہیں وہاں کا جانا
 تمہارے حق میں بہتر نہیں ہو اور باعثِ کمالِ نفخت و پریشانی ہو گا ترجمہ طبری میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام
 خیمہ مبارک میں تشریف لائے اور اہلِ حرم کو نصیحت کی کہ صبر بہت خوب چیز ہے اور اللہ نے صبر کا بڑا اجر مقرر کیا ہے جو دار
 ایسا ہو کہ تم صبر سے استقلال کو ہاتھ سے دو اور کسی طرح سے ہماری ثابت قدمی میں فرق آئے اور رونے سے منع فرمایا
 اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ خداوند اے جو جاننا ہے کہ اہل کو فتنے میں ہیت کی اور جو عہد شکنی کی اسکا انصاف

تیرے ہاتھ ہوا درخیمت باہر اگر اپنے انصاری سے فرمایا کہ میں تم سے بہت راضی ہوں جو کچھ حق خدمت اور رفاقت تھا وہ تم سے بخوبی ادا کیا اللہ تم کو خیر سے خیر دے حال یہ کہ تم لوگ کم ہو و شوق میں بہت اس سے میرے نزدیک مناسب یہ ہو کہ میں تم کو اپنی بیعت سے علیحدہ کرتا ہوں جب طرف تمھارا جی چاہے وہاں جاؤ تمھو کو یہ منظور نہیں کہ میرے ساتھ تمھاری بھی جان جائے اور میں تو اپنی زندگی سے ناامید ہوں خیر جو کچھ میرے باب میں منظور آئی ہو گا وہ قبول ہو اس سے چارہ نہیں انصاریت دے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ یہ کیا فرماتے ہیں ذرا خیال تو کیجئے کہ ہم ایسے وقت میں آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں، ذرا حشر خراب سول خدا علی رضی و فاطمہ زہرا علیہم السلام کو کیا منہ دکھائیں گے اور دولت شفاعت محمدی کیونکر پائیں گے ہم تو حضرت کو کعبہ کی لیلانہ چھوڑینگے گدہ دست و دہیز را جام و درپہ سبک است دشنام پھر یہ کماریا مان لڑنے کا دست کیا اور ایک سنگ شہیدہ بخند کر داپنے لشکر کے کھو دی اور ایک اہل آئندہ رفت کی رکھی جبے ہم محرم ہوئی اور صبح عاشورہ مصیبت نے افسوس شہادت سے طلوع کیا تو لشکر ابن سعد صرف آراہو کر تھکے میں آیا جناب سید الشہداء نے صبح ادا کی اور ناتے پر سوار ہو کر لشکر ابن سعد کے مقابل تشریف لائے اول خطبہ پڑھا بعد حمد جناب کبریا و نعمت سرور انبیا اُن لوگوں سے مخاطب ہوئے کہ اے لشکریان یزید غور کرو اور سمجھو کہ انصاری نشان ستم خرم عیسیٰ علیہ السلام کی اتناک عطیہ کرتے ہیں اور یہود اگر کوئی آثار موسیٰ علیہ السلام پاتے ہیں تو ان کو دل و جان سے عزیز رکھتے ہیں اور میں تمھارے نبی کے لڑکی کا لڑکا ہوں اور تمھو کو بھی تمھارے پیغمبر نے بیٹا کیا ہو سو تم میرے قتل پر مستعد ہو آیا میں نے تم میں سے کسی کا خون کیا ہو کہ اُس کے عوض میں مجھ کو قتل کرتے ہو یا کسی کا تم میں سے میں نے کچھ مال لے لیا ہو کہ اُس کے مطالب میں تمھو ایسا تنگ کرتے ہو یا اور کسی طرح کا مجھ پر دعویٰ ہو کہ تم لوگ واسطے عاجز کر رہے ہو میں تو مدینے میں اپنے جد امجد کی فرار پڑھتا تھا وہاں تم نے نہ دینا چاہا حرم رضی آیا وہاں بھی تم نے خطوط لکھ کر بگوا یا اور سلم کے ہاتھ پر حجت کی پھر عہد اپنا توڑا خدا سے تعالے کو کیا جواب دو گے سو اس اتنا حجت کا جواب دشمنان دین نے کچھ بھی نہ دیا تب حضرت امام نے فرمایا کہ خدا کی حجت تم پر ہو مجھ پر نہیں یہ فرما کر ناتے سے اترے گھوڑے پر سوار ہوئے صف لشکر آ رہستہ فرمائی اور سب سے کہدیا کہ تم کوئی اپنی طرف سے لڑنے میں سبقت نہ کیجو جاننا تمھارے ابتدا ہونے دو یکا یک ایک آدمی لشکر اشقیاء سے عبد اللہ نام کہ حقیقت عبد اللہ گھوڑے پر سوار میدان میں آیا اسنے دیکھا کہ خیمہ اہلبیت کے گرد آگ جلتی ہو اور یہ آگ حضرت امام حسین علیہ السلام بنظر احتیاط گر دھیمہ کے روشن کرادی تھی تاکہ کوئی مخالف نہ سکے اُس عبد الشیطان نے جسارت کر کے کہا اے حسین آتش دنیا کی تمھو بشارت ہو قبل آتش دوزخ حضرت فرمایا اللہم ارحم قتلانا یعنی اے اللہ اسکو آگ میں جلاؤ اسی م گھوڑے نے آگ میں ڈال دیا کہ عبد الشیطان مغلدنی انسا ہوا تو حضرت امام علیہ السلام نے سجدہ شکر ادا کیا اور بار بار الحمد للہ فرمایا کہ یا اے نبی میں اہلبیت سول میں ہوں تو میرا انصاف کر ابن شعث نے بکا کر کہا کیا ایسی تمھو غیر خدا سے

قرابت ہو کر جس پر اتنا لاف و کراف مارتے ہو تب تو امام حسین علیہ السلام کا دل گرہا ناچار دعا فرمائی کہ یا الہی
ابن شہت مجھ کو فرزند رسول نہیں جانتا اور بے محابا قطع نسبت کرنا ہو اسکو ذلیل فرما اسی وقت ابن شہت پیشہ اسکو
بیٹھا تو بوجھو نے غیش مارا کہ اسکی تکلیف سے نکلتا تمام لشکر میں پھرتا تھا اور اسی حالت میں واصل ناربہوا اب
شمر علیہ اللعنة نے ابن سعد سے کہا کہ وقت مہلت ہو چکا اور خود آگے بڑھا اور ایک تیر لشکر امام کی طرف چلا لایا
اور فرمایا کہ لگا کہ سب لگ گواہ رہیو کہ اہل لشکر امام حسین پر میں نے تیر مارا ہی پھر یاد و سلام دو و غلام میں یکا
نکے اس طرف سے دو بہادر ایک حید بن مہر و دوسرے یزید ابن حسین کے مقابل ہوئے اور دونوں کو قتل کر آئے
پھر مغضیل ابن یزید لشکر یزید سے نکلا اسکو بھی یزید ابن حسین نے مارا بعد اُسکے دو مرنے لگا وہ بھی انھیں کے ہاتھ سے
مارا گیا پھر دواحم ابن حرث نکلا اسکو نافع ابن بلال نے تہ تیغ کیا اسی طرح جو کوئی فوج مخالف سے نکلا مارا گیا
اور ہر مرتبہ امام علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ خود بسبب شجاعت کے مقابلے کا قصد کرتے تھے انصار
نہ جانے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک ہم لوگوں سے ایک شخص بھی باقی رہیگا آپ جانے نہ پائینگے اور
انصار کی یہ مردانگی تھی کہ مخالف کو اس طرح جھٹ پٹا رہتے تھے جیسے گتے کو مارتے ہیں جب لشکر یان شام نے
دیکھا کہ اس طرح کا مقابلہ کہ ایک شخص کا مقابلہ ایک کرے سخت مشکل ہو رہا ہے گز عہدہ برائی نہو گی ایک ہی
انصار سارے لشکر کو کافی ہو تب یہ تجویز کی کہ دس دس ایک ایک انصار کے مقابل ہوں چنانچہ دس کا فر
ایک اہل اسلام کے مقابل ہونے لگے مگر تاہم یہ حال تھا کہ کوئی نامزد نہ ہو سکتا نہ تھا دوسری سے تیر اندازی کرتا
اور جو بہادر صف اسلام سے نکلتا کئی نامزد مل کر شہید کر دالتے یہاں تک کہ پچاس انصار سے زیادہ
شہید ہوئے صرف عزیز و قریب حضرت امام حسین علیہ السلام کے باقی رہے تب حضرت نے ایک لغزہ پر در
مارا کہ کوئی فریادیں بھی ہو جو اللہ کے واسطے ہماری مدد کرے اور کوئی بچانے والا ہو کہ حرم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو اعدا سے بچا دے یہ استغاثہ صرف اتنا محبت تھا تاکہ پھر کسی کو فوج اشقیاء سے مقام عذر باقی نہ رہے
اور یہ بھی غرض تھی کہ اسوقت آتش غضب فوج مخالف میں شعلہ زن ہو گیا انہو کہ اس اندھا دھند میں
کوئی شخص اہل ایمان سے جنیموں کے ساتھ ہو رہے اور مجھ تک نہ پہنچ سکے چنانچہ اسکا فائدہ یہ ہوا کہ
حرا بن یزید رباحی مع مصعب برادر و علی ابن حرا پیر اور عروہ غلام معتبر ساتھ لیکر فوج ابن سعد سے نکل کر
حاضر ہوا اور اتنا س کہ کیا کہ یا ابن رسول اللہ میں سب سے پہلے آپ کے مقابلے کو نکلا تھا اب میں آپ کے گرد وین
داخل ہوں اجازت دیجیے کہ جان نثاری سے پیش آؤں تاکہ شفاعت تمھارے جد کی مجھے نصیب ہو اور
میری تقصیر میں معاف فرمائیے حضرت امام حسین علیہ السلام نے عفو و تقصیر فرما کے اجازت قتال دی کہ حرا
ابن یزید لشکر اشقیاء پر شہر کی طرح بھٹکا ابن سعد نے دیکھا صفوان ابن حنظلہ کو بھیجا کہ تو حرا کو سمجھا کے

یہاں لاؤ اگر نہ آوے ناچار شعل کر صفوان نے نزدیک آکر نصیحت کی اور کہا کہ تجھ کو پھر چلنا مناسب ہے حرنے کہا کہ تیری عقل سے بہت بعید ہو حالانکہ تو جانتا ہو کہ یزید فاسق و شارب خمر ہے اور حسین علیہ السلام پاک و صادق و نور دیدہ رسول مقبول آج حسین کی رفاقت و صحبت اولیٰ ہو یا یزید یا پاک کی صفوان نے کہا یہ تو بیچ ہو پس کن مال و دولت یزید کے پاس ہو اور سپاہی مال کے محتاج ہوتے ہیں نہ تقویٰ و طہارت کے حرنے کہا اسی صفوان تو حق پوشی کرتا ہے تیرا کلام منافقانہ بہت صفوان نے نیزہ چلایا حرا بن یزید بچ گئے اور وہی نیزہ چھین کے صفوان کو ہلاک کیا بعد اُسکے صفوان کے دو بھائی اور تھے وہ دُور سے آئے اور صفوان پر آکر گرے کہ حرنے اُن دونوں کو بھی قتل کیا غرض جہنمی ہاتھ لگا حرنے بہ تیغ کیا یہاں تک کہ مخی افون نے گھیر لیا اور تیر اور نیزے سے شہید کیا بعد اُسکے معصوب و علی اور عروہ بھی اسی طرح شہید ہوئے اور ترجمہ متعارف طبری میں لکھا ہے کہ منہز لڑائی شروع نہ ہوئی تھی کہ حرا بن یزید فوج اندر سے نکل کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے مگر روایت اولے صحیح ہے آٹھ اصل جب مار دُجنگ نے جدال نے اس قدر اشتعال پا کیا کہ انصار و اعداؤں شہید ہو گئے تو حضرت امام حسین نے فرمایا کہ اب میری اوبت ہو آگے عزیزوں نے کہا جب تک ہم عین سے کوئی باقی رہیگا آپ مقابلہ اجماع کو جانے نہ پائینگے اور سب سے پہلے علی اکبر بڑے صاحبِ زور حضرت امام حسین کے مسلح ہوئے روایت ہے کہ علی اکبر بھی حضرت علی اکبر علیہ السلام سے بہت مشابہ تھے چنانکہ جب کھون اہل مدینہ دیدار رسول خدا کے مشتاق ہوتے تھے علی اکبر کو دیکھ لیتے تھے جب علی اکبر علم آئے کہ معرکہ ہوئے اور اشیقانے دیکھا تو بہت ہمت و شہادت شان حضرت علی اکبر سے صورتیں سبکی زرد ہو گئیں اور دل اُنکے پانی پانی ہوئے اور بن سعد نے اپنے لشکر سے کہا کہ یہ یزید اکبر امام حسین کے غیر خدا سے شبیہ ہے اسکی شجاعت و بہادری دیکھنا چاہیے چنانچہ علی اکبر نے مبارز طلب کیا کوئی شخص مقابلہ نہ آیا ناچار خود حضرت فوج میں ڈرائے تو لشکر تہ و بالا ہو گیا اور دشمن حملے حضرت نے فرمائے ہر حملہ میں فوج اشیقائے دو تین آدمی مارے کہ تیش یا پچیش شقی آپ کے ہاتھ سے سیسے دوزخ کو گئے اور ریاضت شاقہ سے پیاس نے غلبہ کیا کہ زبان مبارک خشک ہو گئی ناچار لشکر مخالف سے لوٹے اور امام حسین علیہ السلام سے پیاس کی شکایت فرمائی حضرت نے فرمایا اسی جان پر کیا کروں میری زبان منہ میں رکھ لے تو تسکین ہو جائے کہ علی اکبر نے زبان مبارک چاٹی اور پھر لشکر اعدا پر حملہ کیا تو پچھلے سے مرہ ابن سعد نے ایک تلوار مار لی کہ علی اکبر زہر میں پر کرے ظالموں نے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا انا اللہ وانا الیہ راجعون بعد اُنکے عبد اللہ ابن مسلم بن عقیل مسلح ہو کر نکلے تو ایک ظالم نے وہ بھی سے ایک تیر پشت شریف پر مارا شہید ہو گیا پھر جعفر ابن عقیل نکلے وہ بھی تیر سے شہید ہوئے اب فقط آل عباس سے حضرت امام حسین علیہ السلام و عبد اللہ اور عباس اور جعفر اور عثمان اور محمد با نچوں بھائی اور قاسم ابن حسن علیہ السلام متبعین اور علی بن ابی طالب اور علی ابن ابی

دو دنوں میں امام حسین علیہ السلام کے باقی سب اور محمد بن حنفیہ اور عمر بن علی دونوں بھائی آپ کے جواسم کے سین
 نہ اٹے تھے سو بقیہ آل عباس سے اول قاسم بن حسن کہ عمر انکی انیش برس کی تھی مسلح ہو کر خیمے سے باہر ہوئے ہر چند کہ
 حضرت امام حسین علیہ السلام نے منع کیا مگر تقدیر اتنی کشاکش شان فوج اعدا میں لے گئی تو ایک کافر نے دین نے
 نوار سے شہید کیا انا اللہ وانا الیہ راجعون اور روایت ہے نکاح سکینہ دختر امام کی حضرت امام قاسم سے فریقین کے
 نزدیک غلط دے سر دیا جو اسوقت اس کام کی فرصت کمان تھی اور یہ جو شہوہ ہو کہ سکینہ نے دیا شام میں دنات پائی بھی
 سر غلط ہو وہ تو بلیت کے ساتھ مدینہ میں آئین اور مصعب بن زبیر کے ساتھ نکاح ہو ا پھر عبداللہ اور عباس اور
 جعفر اور عثمان اور محمد پانچوں بھائی ایک ساتھ مسلح ہو کر نکلتے غلاموں نے زہرہ کے کہتے کیا جب یہ سب شہید ہو چکے
 تو کافروں نے جناب سید الشہداء علیہ السلام پر لوہا کیا اور ایک تیر چلایا کہ حضرت کے گھوڑے کے لگا کر آپ گھوڑے سے
 اترے اور زمین پر پڑ گئے اس عرصہ میں علی اصغر کہ شیر خوار تھے شدت پیاس سے خیمے میں ورنے لگے تو آپ نے انکو
 گود میں لیا اور زبان مبارک انکے منہ میں ڈالی کہ فی الجملہ تسکین ہوئی یہ سب جناب سالت تاب علی علیہ السلام کا
 ابتک باقی تھا آتے ہیں ایک ظالم نے دین نے تیر مارا کہ علی اصغر کے حلق میں لگا اور کنارہ پر دین شہید ہو گئے
 تو حضرت نے انکو گود سے رکھ دیا اور فرمایا انا اللہ وانا الیہ راجعون اور زبان حال نے کہا اے اے فلک پیرو جو زمان
 بہرہ جیدی تو جو بطل راہم بکنارم نہ پسندیدی توبہ اور فرمایا یا الہی مجھ کو ان مصائب میں صبر عطا کر اور خیمہ مبارک میں
 تشریف لائے اور اہلبیت کو سپرد رخصت کیا امام بن العباس بن علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب مجھ کو اجازت دیجئے تو میں بھی
 آپ کے سامنے ہی شہریت شہادت یوں حضرت نے فرمایا ابھی تجھے بہت کام درپیش ہیں اور تیری نسل قیامت تک
 قائم رہیگی تو میرا دھی ہر میرے بعد کسی سے لڑائی نہ کرنا اور صبر اور شکر دین بیکر کرنا چارام بن العباس بن علیہ السلام سے
 خیمے میں پرے رہے اور حضرت امام حسین لشکر بزرگ کے مقابل ہو پنا اپنے فضائل بیان فرمائے پھر مبارک طلب کیا کسی کی
 جرأت نہ پڑی آخر کئی نامزد ہوئے اور موت مبارک سے داخل نہ ہوئے پھر کئی سردانکے وہ بھی جہنم دہل ہوئے اب لشکر خلیفہ
 بین بڑا تزلزل پر گیا کہتے ہیں کہ چار سو اور در دہشت پاوے آجینا بکے ہاتھ سے داخل نہ ہوئے یہ حال شہرہ پیکر اور سچ
 ملعون دیکھ رہے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے حسین علیہ السلام کا نظیر شجاعت و مردانگی میں نہیں دیکھا کہ سب اہلبیت انکے شہید
 ہو گئے ہیں اور خود زخموں سے چورین اور اتنی فوج گھیرے ہوا در پیاس کی شدت ہر گھر لڑنے سے باز نہیں آتے آخر جب لشکر کے
 لوگ سمٹ گئے اور کسی کے ہوش و جواس باقی نہ رہے اور سب نامرد تھا بے سے جی چوڑنے لگے تو سرداران لشکر نے دیکھا
 کہ لڑائی بگڑی قریب ہو کہ سب لوگ بھاگیں تب شرفی الجوش نامرد نے یہ جیکہ کیا کہ چند آدمی مخصوص لیکر خیمہ کے قریب
 پہنچا اور حضرت کے بیچ میں شامل ہو گیا تو حضرت نے یہ حال دیکھ کر بغیرہ مارا کہ دیکھ یا شیعہ الضعیفان میں تم سے
 لڑنا ہوں یا خود میں تب شہر ملعون ڈرا اللہ لوگوں سے کہا کہ عورتوں سے تعرض نہ ہو اور اوروں سے فوج کو پھیر کر حضرت

امام حسینؑ پر جب کاوی کہ دونوں طرف سے حضرت علیہ السلام گھر گئے اور چاروں طرف سے تیر اور نیزے برسے لگے جب جسم شریف زخموں سے چور ہو گیا اور لٹے زخم لگے کہ شمار کا کام نہیں ایک ایک زخم پر سو زخم تھے تب حضرت امام حسینؑ علیہ السلام گھوڑے سے جدا ہوئے اور زمین پر شہید ہو کر گئے نعرہ ابن خشریہ ملعون سر مبارک کا شٹنے لگا کہ کاٹ سکتا تب خولی ابن یزید اُترا اُس نے سر کاٹا حقیقت یہ کہ نعرہ ابن خشریہ کاٹ سکتا یہ عقادت تو ازل میں خولی ابن یزید کی تقدیر میں لکھی تھی اُسی سے صادر ہوئی اور بعض روایت میں لکھا ہے کہ شبل ابن یزید نے سر کاٹا اور اپنے بھائی خولی کو دیا یہ ساتھ بعد زوال آفتاب نقطہ دائرہ نصف النہار سے کہ جزو اول اخرا نماز ظہر کا ہو واقع ہو اور گویا یہ حال اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ کبیرہ قحاح آپؐ نے گھوڑے کی پیٹھ پر شروع کی اور جب کثرت جراحت سے جھکا تو رکوع ہوا اور جب میں پر لٹے تو وہ مجھ سے تھا غرض اس ہیئت مجبویہ سے نماز ظہر ادا کر کے غلہ برین کے منتظرین کا رخ تھا تو روایت ہے کہ جب تک حضرت امام حسینؑ اہل بیتؑ پر تھے کسی کافر کی جرأت نہ تھی کہ آپؐ کے پاس آکر تباہی سے مقابلہ کرے بلکہ نیزے کی رو پر بھی آسکا فقط تیر دن سے مارے تھے اور جب تن مبارک کثرت جراحت سے مضمحل ہوا تب بھی کسی نامرد کی یہ جرأت نہ پڑی کہ اپنے باور کا حربہ کرے اس حالت میں شمر شقی نے اپنے سواروں سے کہا کہ زوف تمہاری بہادری پر کہ یہ شخص غمون سے چور ہو اور کوئی مقدمہ پر نہیں جاتا اس پر بھی کوئی نہ گیا مگر تیر دن اور نیزوں کا تار باندھ دیا یہاں تک کہ ایک شقی نامی کا تیر حلقہ مبارک پر لگا کہ حضرت شہید ہو کر گھوڑے سے گرے اور اسی حال میں شمر نامرد نے چہرہ مبارک پر تلوار ماری پھر سپہ رسان ابن انس نخعی نے نیزہ مارا اور خولی ابن یزید سر کاٹنے کو اُترا اسوا کے ہاتھ کاٹنے پھر اُترا اسکا بھائی شبل ابن یزید نے سر کاٹا اور اپنے بھائی کو دیا اور قیس ابن شہت ملعون نے میرا بن شریف تن بے سر سے اُتار لیا اور خیرب ابن مویل نے تلوار حضرتؑ کی اپنے قبضے میں کی ابن عساکر نے امام حسینؑ علیہ السلام کے پوتے محمد ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم امام حسینؑ علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ بلا کی دھندروں پر یعنی دونوں قوتوں فرات پر گر کر بلا واقعہ میں ہو گیا امامؑ نے شمر ذی الجوشن کو اور فرمایا سچا سوا اللہ اور اسکا رسول فرمایا تھا جناب رسول مقبولؐ نے گویا میں دیکھتا ہوں گنگنا منہ ڈالتا ہوں میرے اہلبیت کے خون میں اور تھا شمر کو رمی یعنی حضرتؑ نے جو فرمایا تھا کہ قاتل اہلبیت کا سفید داغ والا ہو گا سو شخص ہی ہو اونی واقعہ ملعونین سے تیر دن کے زیادہ تر دریں جنوں اہلبیت رسول اللہؐ تھا اور اگرچہ امام کو کین کے قتل میں اکثر لاعنہ شریک تھے الا پر از روح مبارک کا ملا را علی کو شمر بد پیکار کی تلوار سے اور سنان ابن انس کے نیزے لگنے کے ساتھ ہی واقعہ ہوا اسی جہت سے یہ دونوں قاتل مشہور ہیں یہ واقعہ دونوں محرم بروز جمعہ بعد زوال آفتاب غلط تصدیق ہے سنہ ۶۰ کسٹم ہجری میں واقع ہوا اسدن عمر شریف چھپڑ برس پانچ مہینے پانچ روز کی تھی اور صبح یہ کہ ولادت آنجناب مدینہ میں پانچویں شعبان سال چارم ہجری میں ہوئی اور شہادت و زعمہ دونوں محرم مقام کر بلا اور چھ اولاد کو اور تین نا اور شل آنجناب حضرت امام بن العابدین سے باقی رہی انھیں حسب شجرہ رسالت و دوحہ نبوت تیشہ ظلم سے کاٹا گیا تو شمر

اور ابن سعد ملعونون فیضیہ بیت لوٹ لیا اور بارہ آدمی کہ طبیعت نبوت مع زنانہ اطفال باقی رہے تھے قید کر لیے اور جو کچھ باقی بچا
 لوٹ لیا جب نظر لگی علی ابن حسین یعنی امام بن العباس بن علیہ السلام پر پڑی تو شمر شرقی نے چاہا کہ انکو بھی شہید کرے ایک شخص نے
 ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کافروں کے لڑکوں کو بھی نہیں مارتے ہیں یہ تو مسلمان کا لڑکا ہو اور بیمار ہو شمر پکڑ کر نے کہا ابن زیاد کا یہ
 حکم ہے کہ کوئی لڑکا تل عبا کا باقی نہ رہے گئے کہا تو ان سب کو ابن زیاد کے پاس روانہ کر جیسا چاہے وہ کرے یہاں شمر
 تب شمر بارہ شمر اور ابن سعد ملعونون نے صلاح کر کے تن مبارک سید الشہداء علیہ السلام پر گھوڑے دوڑائے اور بھیڑیں کا فوڈیخ
 لگے بوشے دوڑا کر لاش کو روند کر بڑیاں تن مبارک کی جو چور ہو گئیں اسی دن اہلیت نبوت کو بے پردہ اور نوثوں پر سوار کر کے
 مع سہ مبارک سید الشہداء اور کئی شہداء کو بلا کے خیزے پر رکھ کر بشیر ابن مالک اور خولی بن یزید کے ساتھ ابن زیاد فساد
 لغتہ اللہ علیہ لے یوم القنا کے پاس روانہ کیا اور خود ابن سعد علیہ اللعن نے ایک ان کہہ لیا میں مقام کیا اور اپنے مقتولوں
 و دوزخیوں کو گولہ لگن کیا اور لاش بے سر حضرت امام حسین علیہ السلام نوریدہ رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام مع اولاد و اشواق
 و بہن پڑی بنے دی تیسرے دن قریہ حاضر یہ کہ لوگ کہ ایک موضع کنارے ذرات کے واقع ہو آئے اور تن مبارک سید لکھنوں
 امام حسین علیہ السلام ایک جگہ دفن کیا وہاں اس وقت علی و محمد و عبداللہ و جعفر و زیدان حید کرار و قاسم ابن حسن و عبداللہ ابن حسن
 و ابو بکر ابن حسن و عمر ابن حسن و علی اکبر و عبداللہ کہ جنکو بعض علی اصغر کہتے ہیں و محمد و عثمان و سیران زینب بنت فاطمہ علیہا السلام نبی
 عبداللہ ابن جعفر طیار کے بیٹے و عبداللہ و عبداللہ ابن جعفر قنوں بیٹے عقیل ابن ابی طالب کے پہلو سے امام حسین علیہ السلام دفن کیے
 صرف عباس ابن علی کے علم دار تھے انکا روزنہ یک شیر تیر تیرا بکے خالص سے واقع ہو اور اولاد مہاجرین و انصار و جو لوگ اسدن
 شہید ہوئے تھے کیا یہ خون ہو سے ہیں تنبیہ امام احمد و بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کہا ابن عباس نے
 میں نے فضلہ اللہ علیہ وسلم کو ایک دن ادھر کے وقت خواب میں دیکھا بال کھرے ہوئے گرد آلود ہاتھ میں شیشہ خون کا بھرا ہوا
 میں نے کہا یہ کیا ہو فرمایا کہ حسین ہوا اس کے ساتھ خون کا خون ہو میں اسے اٹھا ہا ہوں آج صبح سے ابن عباس کہتے ہیں
 کہ میں نے وہ وقت دن یاد رکھا یہاں تک کہ مجھکو خبر ہو چکی کہ حسین شہید ہوئے اسی دن یعنی جس دن یہ خواب
 دیکھا تھا اور حاکم و بیہقی نے حضرت امام المؤمنین ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ کہا انھوں نے میں نے دیکھا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کہ آپکا سر و درڑھی خاک آلود ہو میں نے کہا یہ کیا حال ہے یا رسول اللہ فرمایا کہ مقتیل
 حسین پر اچھی گیا تھا اور صومعہ محترق ہو میں نے کہ حضرت ام سلمہ فرماتی تھیں کہ شب شہادت میں نے ایک آواز غیب
 سنی کہ کہی گستاخا یہاں القائلون جہلا صنیاء البشر و اما بعد ان التکلیف قد لغت علی لسان اود و موسے و حامل
 الانجیل یعنی انکو کشند و ان حسین کے نادانی سے مفر وہ و تملکو عذاب کا بیشک ثم ملعون ہوئے داؤد و موسیٰ
 و عیسیٰ کی زبانوں پر یعنی قاتلین حسین کو موسیٰ و عیسیٰ و داؤد علیہم السلام نے بھی لعنت کی ہے اور ابو نعیم نے
 حبیب بن ثابت سے روایت کی ہے کہ اسنے کہا میں نے سنا جنوں کو کہ روتے تھے حسین پر یہ پڑ کر کہ مسیح ابنی

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

جبینہ نہ، ولہ بریق فی الخدود نہ، البواہ فی عابا قریش نہ، وجہہ خیر لجمہ و دہ یعنی اس جبین کو
 یں نے چوما تھا نہ، تھی چمک کیا ہی اُسکے چہرہ پر نہ، اُسکے بابا بپ تھے قریش کی جان نہ، اُسکا نانا بچا
 بہتر نہ، اور بھی ابو نعیم نے حبیب ابن ثابت سے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا میں نے نہیں سنا
 رونا جنوں کا جیسے رسول صلا اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اگر آج کی رات تو میں نے جانا کہ میرا بیٹا حسین
 شہید ہوا پھر کہا ام سلمہؓ نے اپنی نوٹھی سے کہ تو گھر سے نکلی کر پوچھ اُسنے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حسین
 شہید ہوئے اور جن یہ کلمہ روتے لگے اے الایامین فابہتلی بجمہ معہ من یبکی علی الشہداء بعدی
 علی ربط تقود ہم المنا یا بذ الی منجبر فی ملک عہدی یعنی اے ہوسکے جتنا روئے تو اڑی چشم نہ
 کون رووے لگا پھر شہید دن کو نہ، پاس ظالم کے کھینچنے لائی نہ موت اڑی داسے ان عزیزوں کو نہ
 پوشیدہ نہ رہے کہ نوحہ عبارت ہو اُس سے کہ میت پر گریہ کرے اور اوصاف پسندیدہ اُسکے ذکر کرے
 گمراہ اولاد و امصیبتا کرنا و بے صبری و سینہ کو بی و طمانچہ زنی خرام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے
 کہ النبیاتہ من عمل البالیاتہ یعنی نوحہ کرنا رسوم کفر و شرک سے ہے اور انکھوں سے رو ذادل سے غم کرنا
 پسندیدہ ہے اور یہی ابو نعیم نے زہری سے روایت کی ہے کہ جسدن شہید ہوئے امام حسین علیہ السلام
 تو اُس بدن جو پھر بیت المقدس میں اٹھایا گیا اُسکے نیچے خون تازہ نہایت سرخ نکلا اور کہتے ہیں کہ
 تمام دنیا میں جس جگہ کا پتھر اٹھایا اُسکے نیچے سے خون سرخ نکلا یہی نے ام حبان سے روایت کی ہے
 کہ وہ کہتے ہیں جسدن شہید ہوئے امام حسین علیہ السلام اندھیرا رہا ہر پتہ تین دن اور جسے منہ پر زعفران ملی
 اُسکا منہ جل گیا یہ روایت صحیح ثابت ہے کہ زید یوں نے کئی اونٹ لشکر حسینؓ کی کپڑے تھے جب انکو ذبح کیا اور پکایا
 تو ایسے کڑوے تھے جیسے اندرائن کا پھل کوئی اُنکو گھا نہ سکا اور ترجمہ صواعق میں لکھا ہے کہ ایک قافلہ
 درس بحر کے من سے عراق کو جاتا تھا راہ میں زید کے لشکر یوں کا ساتھ ہو گیا تو اُنکی شامت سے
 اُنکی درس راکھ ہو گئی اور جس اونٹ کو ذبح کیا اُس سے آگ نکلی اور یہی نے علی ابن مسہر روایت کی ہے
 کہ اُسے کہا میں نے سنا اپنی دادی سے وہ کہتی تھی کہ میں لڑکی فوجان تھی جب امام حسین شہید ہوئے تھے
 تو میں نے دیکھا کہ چند روز آسمان اُنبہر رویا کیا اور ابن جوزی و ابن سیرین سے روایت ہے کہ تین دن
 عالم میں تاریکی رہی بعد اُسکے آسمان سرخ ہو گیا اور ثعلبی سے منقول ہے کہ آسمان حضرت امام حسینؓ پر
 رویا اور چتر مینے تک اُسکی نشانی رہی یعنی سرخی اور ابن سیرین و ابن سعد کہتے ہیں کہ شفق کی
 سرخی بعد قتل امام حسین علیہ السلام کے ظاہر ہوئی ہے پہلے اسکا وجود نہ تھا اور اسکا سر
 پہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی غضبناک ہوتا ہے تو خون جو شش کٹ پڑا اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہے

اور حق تعالیٰ شانہ عوارض حسانی سے منہ غضب اور غصہ وغیرہ پاک ہو سوتے بنا بر اظہار غضب تمام آسمان کو شرخ کر دیا اور اس کا نشان تاقیامت قائم کھار دیت ہو کہ سات دن آسمان رو دیا اور اس کی سُرخی سے دیوارین گویا محلات گنگنا رہ گئیں اور جو کچھ اڑاس شرخ ہو گیا پھر وہ سُرخی ہرگز گئی بیان تک کہ بارہ ہو گیا اور سات سو و شواہب آسمان بکثرت گرا کر کسی دن کسوت کمال واقع ہوا کہ دو پہر کو سارے نظر آئے گویا قیامت قائم ہوئی اہل یہ کہ کہ ایسا سانحہ ہوش ربا اور اس طرح کا معرکہ عبرت افزا حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اس وقت تک کسی نبی کے اہمیت پر نہیں گذرنا پھر خون ہوا آسمان لوزین کا اور نیزہ دلاکھ پٹنا عالم کا اور پٹکنا خون کا نہج اور حجر سے اور دیوار دور سے کیا تعجب ہو بلکہ اگر اسی دم قیامت قائم ہو جاتی اور ہر ایک کا شرف و بی سزا کو پہنچنا تو عجیب تھا مگر زمانہ موجود قریب ہوا خداوند کبریا نے ہر چیز کا ایک وقت مقرر کیا ہے فائدہ ہمارے آنا و لا اذ مولانا مقتدا حضرت شاہ عبدالغفر قدس سرہ ایک سائل کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب اہلیم حسین علیہ السلام کربلا میں تشریف فرما ہوئے ہیں تو ان کے ہمراہ تین فرزند خاص تھے یعنی اول علی اوسطا امام زین العابدین علیہ السلام تیسری کہ بیبا خیمہ مبارک میں تشریف رکھتے تھے اور شہید نہیں ہوئے دوسرے حضرت علی ابی بکر طحطاہ برس کرشمید ہوئے تیسرے علی ہنتر شہید ہوا کہ کشید ہوئے اور ان کے نام میں اختلاف ہے بعضے عبد اللہ کہتے ہیں اور بعضے جعفر اور بعضے علی اصغر اور ایک بیٹا نکذہ نام ہرقت سا کہ حضرت امام قاسم ابن حضرت امام حسن علیہ السلام سے منسوب تعین کربلا میں ہمراہ تعین روایت ان کے کج کج کی سزا باطل ہوا اور وفات سکینہ راہ نام میں بھی غلط محض ہو کیونکہ وہ بعد مکر کر بلا مدت تک زندہ رہی ہیں اور صعب بن زبیر سے منکوح ہوئی ہیں زبیر براہیچ بھی زنا حضرت علی مرتضیٰ اور جناب رسول اللہ تھے اور زحر کلان حضرت امام حسین علیہ السلام فاطمہ صغریٰ نام اپنے شوہر کے پاس یعنی حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام مریہ سنورہ میں رہ گئی تعین کربلا میں نہیں آئیں تعین اور نام والدہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ شہرہ بنو فلقب بشاہ زمان بنت یزید جو بن شہرہ بن سوہرہ و زین بن ہریر بن نوشرہ وان تھا اور نام اور علی ابی بکر یعنی زحرانی مرہ بن عروہ بن مسعود سردار بنی لقیف تھا اور نام والدہ پسر سوم یا ندین بن ہر کر عہد تعین نسل بنی قنساء سے اور نام والدہ سکینہ باب دختر ام القیس بن عدی کہ بنی کلاب سے تھا اور حضرت امام علیہ السلام باب سے محبت زیادہ رکھتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں **ہم عمری انی لاجب انما بدخل بہا سکینہ والرباب یعنی اپنی جان کی قسم کہ میں ان میں ان کے دوست رکھتا ہوں کہ حسین سکینہ اور باقیام کرین اور منزل کا پڑھنا نام والدہ فاطمہ صغریٰ کا امام علی بن بنت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام دونوں چار برس کے تھے کیونکہ مکر کر بلا سے چار برس پیشتر یعنی سنہ ستاون ہجری میں پیدا ہوئے اور یہ مکر سنہ اٹھ مین ہوا اور ازواج مطہرات امام سے صرف شہرہ بانو اور والدہ علی ہنتر ہوا تعین احوال اور دن کا معلوم نہیں کہ زین تعین یا مرہہ اور فرزند ان حضرت امام حسن علیہ السلام سے چار شخص شہید ہوئے حضرت قاسم اور عبداللہ اور محمد ابو بکر یہ سب فوجان تھا اور حضرت حسن مثنیٰ بن کربلا میں نہیں آئے وہ مع اپنی زوجہ فاطمہ صغریٰ انیت امام حسین علیہ السلام کے مریہ یا سکینہ میں رہ گئے تھے اور فرزند ان علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے باقی لفر کربلا میں تھے حضرت عباس اور عثمان اور محمد**

جدا تھا اور شیخ کہ یہ سب شہید ہوئے روضہ حضرت عباس کا ایک تیر کے فاصلے پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ مبارک سے اور سب دوسری روضہ میں مدفون ہیں اور فرزندان حضرت عقیل سے حضرت سلیم محمد باقر و بیٹوں کے حسب ارشاد حضرت امام کو نے میں بنا براسمکام قتل و قمار تشریف لگئے تھے وہیں شہید ہوئے بتایا خود دم و دم بچہ ستم جبری میں اور تین شخص یعنی عبداللہ و عبدالرحمن و جعفر ہر دو امام کر بلا میں شہید ہوئے اور فرزندان حضرت جعفر طیار سے محمد اور عون پس ان حضرت زینب خواجہ حقیقی حضرت امام کے کہ پوتے جعفر طیار کے تھے ہر دو امام کر بلا میں شہید ہوئے اور غیاث صاحبزادہ ہاے اہلبیت شہداء آدمی کر بلا میں شہید ہوئے اور حضرت امام زین العابدین اور عمر بن الحسن اور محمد بن عمر بن علی وغیرہ صاحبزادگان صغیر السن بند یوں میں تشریف لگئے تھے اور حضرت زینب خواجہ حقیقی حضرت امام علیہ السلام اور شہر بانو زوجہ امام اور حضرت سکینہ دختر امام وغیرہ زنان اہلبیت ہر دو کر بلا میں تھیں اور قیدیوں کے ساتھ رختہ شام ہوئے انتہی القصد جب اہلبیت رسالت مع سر مبارک سید الشہداء علیہ التحیۃ والثناء با دیگر سر ہاے آل عبا ہلا د اشتیاق کو نے میں رونق افروز ہوئے تو ابن زیاد نے مطلع ہو کے مجاہد کو مارا ستم کیا اور مایہیت و وقار ف مجلس بنکر بیٹھا اور اہل کوئے کو جمع کر کے قیدیوں کو طلب کیا پھر کہا الحمد للہ الذی الکر و الکر یعنی شکر خدا ہے کہ اسنے دشمنوں پر سختی ڈالی اور سختی دی حضرت زینب نے فرمایا الحمد للہ الذی کرنا بحد و ملہنا الطیہ یعنی سب تعریف پر خدا کو ہے حضرت کے سب سے بھونڈا کر گیا اور بخوبی پاک کیا ابن مہرانے کہا کیف رائیم قدرۃ اللہ حضرت زینب نے فرمایا سمیع اللہ مبتدا و مکمل و یضیع مبتدا و مکمل یعنی قریب ہو کر اللہ تعالیٰ ہوا اور کچھ کچھ انصاف فرمائے ابن زیاد اس کلمے سے سخت براشتغیہ ہوا اور کہنے لگا کہ طیار اب تک تم میں دلیری باقی ہے اور چاہا کہ سبہ ادبا پیش آئے حضار مجلس نے کما عورتوں کے کلام پر اعتناء چاہیے ناچار طیار علی جبرئیل علیہ السلام متوجہ ہوا اور کہا کہ کیوں اور لکھا لکھا کہ ہر کسی نے کہا حسین بن علی عیالات امام کا بیٹا ہے کہا اسکو قتل کرنا لازم ہے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ آل عباس سے کوئی موزندہ رہے کو تو ال کوئی نے چاہا کہ امام علی زین العابدین علیہ السلام کو بجا اور بیرون مقامہ شہید کرے اسوقت حضرت زینب نے اپنی گود میں لیا اور کہا لا ول بھیجو قتل کر تو سب پر ہاتھ ڈالو یہی ایک اراکاسل خالیہ علیہ السلام سے ہمارا محرم باقی ہے اگر اسکو بھی مارتے ہو تو ہم سب ہلا محرم رہے جاتے ہیں اس کلام سے ابن زیاد کو نہ خوف لاحق ہوا کہ خون باقی حضرت امام سے دگدگ راجع نظر اس ملعون کی سید الشہداء کے سر مبارک پر پڑی تو وہ مردود مہتس ٹپا اور ایک چٹھی سے جواسکے ہاتھ میں تھی اسبلکہ کوس کیا اور دندان پیشین کو توڑنے لگا نیدین ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ احوال میں زیادہ لکڑی لب دندان شریف سے علمدہ لکھ جائے کعبہ میں بنے بار حضرت رسول قبول صلعم کو اپنے روبرو جیتے دیکھا ہوا و سبت روئے اس مرد نے نہ مانا اور کما قسم ہر اس خدا کی جو کلمہ میری پر آب رکھے اگر تو ضعیف نہوتا تو میں گردن مارتا زید نے کہا کہ ایک کلام اور زیادہ عقدہ دلانے والا سن کہ میں نے دیکھا حضرت صلعم کو ایسے حال میں کہ کچھ سیدی راہ اور حسین کو بائیں پر بٹھائے اور ہاتھ سروں پر پھیرتے اور پاتے تھے کہ یا اکی میں انکو تیرے اور یونین صالحین کے پاس یامان سچکرا ہوں سوا احوال میں زیادہ تو نے امانت رسول خدا سے کیا سلوک کیا اور کو کون بچاؤ تھے خوش نمود کہ متنے

ابن علیہ السلام کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنا سر مبارک بنایا بعد اسکے ابن زیاد نے سر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا کہ شکر خدا کا جس نے انما حق کیا اور
ایلیہ لو نہیں زیادہ اور اسکے لشکر کو فوج دی اور کاذب ابن کاذب کو قتل کیا بعد اسد بن صنیف نے فرمایا کہ توجھو لھا او تیرا باب اور
جس نے مجھ کو اسیر کیا افسوس ہو کہ تمام صدیقین پر کھڑے ہو کر کلمات قبیحہ زبان پر لانا جو اور شدنا نہیں جو ابن زیاد نے حکم قتل
صادر کیا مگر اس وقت انکی قوم نے بجا بارات کو مارے گئے اقصیٰ ابن زیاد نے اہلبیت کو قید کیا اور سربارک کو قید کر کیا پیرانی
فرماتے ہیں کہ جب سید الشہداء نیزہ پر ضرب میرے سر پر پڑے کہ آیا تو میں نے کانوں سے سنایا اور انکی بھی ام حسب ان تھا
الکف والفریم کا لوان آیا تا مجھ کو یعنی تو نے جانا ام محمد کہ اصحاب کف اور قییم نشانیاں اجموعہ ہماری قدرت کی ہیں کہ تین سو تو بہر
ایک غلامین سو تے رہے اور جب جاگے تو ایک دن یا کم اس سے لپٹے گمان ہیں سوٹے تھے تیرا ابن ارفم رضی اللہ عنہ کشتی بنا
کہ جب یہ آیت زبان سربارک سے میرے کان میں پہنچی تو بخدا میرے بدن کے بال کھڑے ہو گئے اور میں نے کہا
یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت حال تمھاری اس سے عجیب تر جو خلاصہ یہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سربارک نے
فرمایا کہ قصہ اصحاب کف جو شمل برج عجاہات فوارق عادت ہو اگر عجیب تر جو لیکن میرا قصہ اس سے زیادہ تر عجیب یعنی
امام کو نواضع و گناہ مالا اور اہل و عیال کو اس طرح بے پردہ و ذلیل کیا اور سربارک کو چھ و باز زمین میرے پر لٹکا کر لایا
اور اصحاب کف جنکے خوف سے غامین پوشیدہ ہو رہے تھے وہ لوگ بت پرست کافر تھے اور قاتل اور اہل قتل
حسین علیہ السلام دعویٰ اسلام کرتے ہیں و خوب جانتے ہیں کہ یہ نوردیدہ حضرت قبول و راحت جان رسول مقبول
ہیں اور اصحاب کف جو سو کرب بعد سالہا سال کے بولے تھے تو آخر وہ زندہ تھے اور روح انکی بدن میں موجود تھی اور امام
کے سربارک نے بدن سے جدا ہونے کے بعد کلام کیا تو درحقیقت جس قدر تعجب امام کے
قصے میں ہوتا تھا اصحاب کف کے قصے میں نہیں ہوتا اعتبار دایا اولی الالباب ان ہذا لشیء عجیب سبحان اللہ و بحمدہ کیا
کارخانے آئی ہیں کہ اسکی ہر گاہ الالبابی میں کسی کی پروا نہیں کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا آئین حکمت یعنی کہ
قاتلون اور کمرون کا گھر دوزخ بنایا اور شہید دن کو بہشت کا سردار کر دیا تھا وہی قہری میں لکھا ہے کہ جب علی ابن حسین کا
ہاتھ گردن میں بندھا تھا اور اہلبیت نبوت کو ظالم لوگ محسوس میں لیے جاتے تھے تب کوفے کے لوگ انکے ساتھ تھے تو
مطلق شدہ تھے میں کہتا ہوں کہ حیا و شرم لازماً ایمان ہو کیا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما من الایمان ہر گاہ کہ اسوقت اہل کفر
نے ایمان محض تھے پھر شرم کہاں سے آتی آئین الاخر نے لکھا ہے کہ اول اول اسلام میں سربارک امام حسین علیہ السلام
میرے سر پر چڑھایا گیا اس سے پہلے حرکت نہ ہوئی تھی یا جملہ بعد اس ظلم و بدعت کے ابن زیاد بانی فساد نے فرق سربارک
سید الشہداء اور دیگر شہداء کو راسع جملہ سیر الی اہلبیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء شمر دی بھوشن لغوی ہر بناؤ کے ساتھ
جانب و شوق زید پدید علیہ استحقاق کے پاس روانہ کیا اور تقید طبع کر دیا کہ جو قریہ یا شہر راہ میں پڑے فرق سربارک
امام حسین علیہ السلام کو نیزہ پر لٹکا کر شہید کیجیو کہ اس جگہ کے لوگ بھی آگاہ ہر جائین کہ انکی تذکرہ القہری میں کہتا ہوں

کہ غرض ابن زبیر دمزدو کی یہ بھی کہ حضرت سید الشہداء اور اہلبیت مصطفیٰ کی ذلت قرعہ واقعی ہوا اور جو لوگ کہ یہ گمان کرتے تھے
 کہ یہ نیکو بن زبیر و سلمان ہر سو مطلع ہو جاویں کہ مکہ کو اسلام سے کچھ کام نہیں ہوا یہ بھی منظور نظر تھا کہ سب جگہ کے
 لوگ واسطہ بلا واسطہ آگاہ ہوں کہ پیغمبر خدا کی وفات سے تمھوڑے عرصے کے بعد غرض اپنے اغرہ و اقارب کا جو بیجا
 لغو فرارے گئے تھے پیغمبر کی اولاد سے کیا خوب لیا القصد جب شمر پر پیکر وغیرہ ملائے کونے سے چلا اور ایک منزل
 چل کر اترے وہاں ایک درویش بنی اسماعیل کا عبادت خانہ تھا اس کی دیوار پر یہ بیت لکھی تھی **انہو اقلیت**
حسینا ہ شفاعۃ جمعہ یوم الحساب یعنی ۵ شہیر کے قاتل کیا فرماے قیامت میں **۵** امید بھی رکھتے ہیں نانا کی شفاعت
 کی **۵** سو یہ بیت ان ملائے کی نظر پڑی درویش سے پوچھا کہ یہ بیت کس نے لکھی ہے اس نے کہا اتنا تو میں جانتا ہوں
 کہ با سو برس قبل امت تھا سے نبی سے بیت لکھی گئی ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ اس دیر کی دیوار پٹی اور ایک ہاتھ
 نکلا اس نے قلم سے یہ بیت لکھی اور ابو نعیم نے طریق ابن اسحاق سے اور اسے قبیل سے روایت کی ہو کہ جب مبارک
 شام کی طرف پہلے تو اشقیاء پہلی منزل پر پہنچ کر خرمے کا شیرہ پیئے لگے اس حالت میں ایک قلم اپنی فیص سے
 نمودار ہوا اور اس نے خون سے یہ بیت لکھی بہ تقدیر اس بیت کے لکھے ہونے میں شک نہیں روایت ہو کہ اس
 درویش نے سربارک کو دیکھ کر کہا کہ یہ لوگ نہایت بد ہیں کہ اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کر کے اس کے اہلبیت کے
 اس ذلت و خواری سے لیے جاتے ہیں پھر اس نے جماعت اشقیاء سے متوجہ ہو کر کہا کہ اگر ایک رات سراسر ماتم میں
 علیہ السلام میرے پاس رہنے دو تو میں تمکو دس ہزار درہم دیتا ہوں انھوں نے قبول کیا درویش نے
 فرق مبارک دونوں ہاتھوں سے لیا اور خلوت میں خوشبو ہونے سے طہر کر کے اپنے زانو پر رکھا اور دیکھ کر کہنے لگا
 رات بھر انوار خدا جمال حق نما سے شاہدہ کرتا رہا اور دیکھتا تھا کہ تمام رات آسمان سے طبقات
 نور اترتے تھے صبح کو سلمان ہوا اور تمام عمرانی محبت اہلبیت میں گزرائی اور دس ہزار درہم
 مطابق وعدہ کے ان ظالموں کو عنایت کیے تمھوڑی دور چل کر ان کبختوں نے تقسیم کرنے کے واسطے
 تمیلیوں کے منہ کھولے تو سب درہم ٹھکر یاں ہو گئیں تعین ایک طرف لکھا تھا **ولا تحسبن**
اللہ غافل عما یعمل الظالمون یعنی نہ مانو تم اللہ کو غافل اس سے جو کرتے ہیں ظالم لوگ اور دوسری جانب
 لکھا تھا **سیعلم الذین ظلموا انہم ینقلب ینقلب** یعنی اب معلوم کریں گے ظالم کرنے والے کس کر دھڑکتے ہیں انھیں
 بعد طے متائل کہ بیان کر بلاغ فرق مبارک سید الشہداء و شقیق میں ہو چکے یا ابن عباس کہ ان سال بن عمر سے روایت
 کرتے ہیں کہ جب مبارک خیرہ درویش بن بکاء وین نے واقعہ دیکھا کہ ایک شخص آگے آگے سورہ کعبہ پر چڑھا
 چلا آیا تھا یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچا ان اصحاب الکعبہ والرقیم کا لوازمین آیا تھا عجبا دفعۃ اللہ نے فرق مبارک
 کو گویا کیا کہ آئیں ہر زبان فصیح فرمایا **عجب من ذلک قلی و علی** یعنی عجب تر اس سے جو میرا قتل ہوا اور سر کا نیزہ پر

لیے ہوئے پھر انہیں بلایا گیا۔ جب خود نے خبردارا طبیعت نبوت متکبرہ امارت آراستہ کیا اور غلام شام کو صبح کے سب کو
 مجلس عام میں طلب کیا اور کمال انبساط سے ایک ایک سر نہ نظر ڈالی اور سب کے نام پوچھے غمزدی انجوش ملون نے نام
 بتلائے بیان تک کر اسے سر مبارک سے یاد اللہ بھی پیش کیا اور ماجوسے لڑائی پر سہاوت و افتخار اس طرح بیان کیے کہ کھلو
 عبد اللہ ابن زیاد نے حسین ابن علی کے مقابلے میں بھیجی سو میں شک کر لیا کہ یہ لوٹ پڑا اور ہر طرف سے انکے ساتھیوں کو
 گھیرا اور ایک ایک کو دوچ کر چلا بیان تک کر میں نے سب کو کوشش سے مارا کہ ان سب کے سر حاضر ہیں اور بر حسین
 یزید پر پلیدہ کلام متکبرت خوشی اور بوقل شراب ہاتھ میں لیکر پیٹنے لگا اور افسانہ عمارت سے پیش آیا اور ایک
 لکڑی چھوٹی درخت خیزران کی کڑاس ملون کے ہاتھ میں تھی لب دندان پر تھکا اور اشعار ابن جری طوٹا اور ان کے
 میں دو شعر اور وہ ولالت صرصر کفر کرتے تھے یادہ کرنا تھا اور کتنا تھا اور لڑائی بھگوان گمان تھا کہ تیری عمر سجدہ ہوگی اور غضب ویش
 کی حاجت نہوگی یزید بنض اصحاب اختیار سے متکبر حضرت رسول قبول صلا اللہ علیہ وسلم کو پہنچی وہ رونے پٹینے اس مجلس
 نامستول میں آئے اور فرغ نہ لگے کہ یزید یہ کیا ہے ادبی سر مبارک سے کرتا جو وہ سر جو حکو رسول اللہ جو متستے تھے یزید
 سات نفر صحابیوں کو اسی وقت قتل کروا یا فائدہ نہ لکھنا کیش مبارک پر بھیج نہیں ہوا ایسے کہ صحیح بخاری میں ہے کہ جب
 امام حسین شہید ہوئے ہیں تو ریش مبارک مخصوص ہوئے تھی اور کتابت الحروف نے اپنے آستانہ مولانا میر حسن علی محدثی
 علیہ سے مناسبت کونضاب یادہ سوائے دوسرے کہ وہ ہوا اور دوسرے کا ممنوع نہیں ہوا روایت ہو کہ نمبر وہ ابن جنبد صحابی مقتول
 حاضر تھا انھوں نے جرأت کر کے فرمایا ہونہو قطع التبدیک یعنی کاٹے اللہ تبارک و تعالیٰ کو لکھو اے ابن ابیہر لگتا ہوا جو بد لگہ رسول اللہ
 یزید نے کہا اوسمہ اگر شرف صحبت رسول اللہ باطن نہوتا تو میں شجاکو قتل کرنا سمجھتا مگر صلی اللہ علیہ نے کہا سبحان اللہ میرے
 حق میں ملاحظہ صحبت رسول خدا میں مرتبہ اور جگر کو شنگار رسول و فرزند ان رسول سے یہ معاملہ ہو کہ کوئی کافر بھی کسی
 مسلمان سے نہ لڑے لڑا کر مجلس سے اٹھ آئے روایت ہو کہ ایک سو اگر یہودی بھی اُس مجلس میں حاضر تھا اسنے پوچھا یہ
 کہ کاسمہ یزید نے کہا کہ یہ سلس شخص کا ہے جو دعویٰ مقابلہ خلیفہ وقت سے لکھتا تھا سو اگر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ
 صاحب اس سر کا شرافت و بزرگی رکھتا ہے جو اسکو داعیہ خلافت تھا یزید نے کہا کہ اشرف بنی ہاشم میں تھا تاجر نے کہا
 ان کا نام کیا ہوا انکے باپ کون تھے یزید نے کہا حسین اس کا نام اور باپ کا نام علی ابن ابیطالب اور کا نام فاطمہ
 بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوی نے کہا معلوم ہوا کہ تمہارے نبی کا فرزند یزید نے کہا ان تب یہودی نے
 دانت کے نیچے اٹھلی دابی اور کہا یزید بدافسوس صدافسوس میرے اور داؤد وغیرہ کے بیچ میں شرف تین گزرتی
 اور بنو زفر یہودی میری فطیمہ کو توقیر کرتے ہیں اور محمد رسول غری تمہارے پیغمبر کہ ابھی کل کے دن اس عالم سے تشریف
 لیگے ہیں تم نے یہ معاملہ انکی اہلیت سے کیا کہ انہیں ایسا معاملہ کا لڑنے سے سنا اور یہ انکوں سے دیکھا وہ اسے بر شمس
 تملوگ تو سخت شررا و بد ہوا و راسی جگہ قصہ مردم کا سفر بھی حاضر تھا اسنے کہا یزید بعض خبر اتر میں عیسیٰ علیہ السلام

کے کہ جس کے ہم نشان ہو سو ہم لوگ ہر سال حواہرات اور تحائف لیکے جاتے ہیں اور اس کی زیارت کرنے میں ہر مرتبہ بے غلیم
 جسطرح مسلمان بیت اللہ سے ادا کرتے ہیں ہم اس سکر کرنے میں حیف کرتے ہیں نبی کے گروں کو قتل کر کے عورتوں اور یتیموں کو
 ایسی نرات سے فیکر کیا ہم لوگ بڑے خیر ہو نیز دینے کا اگر تو سفیر فقیر کا نہ تو تین تیری گردن مارتا آسنے کما ہی نہ ہو چکو
 شرم نہیں آئی کہ فقیر کی تو نے پیاسا داری کی اور اپنے پیغمبر کی کچھ قدر بخانی اس حال میں قبول غلام یزیدنا مقبول کا
 اس جگہ حاضر تھا آسنے کما ہی نہ ہو خدا سے ڈر کہ حسین علیہ السلام ہر دارا ولا د احمد صلی اللہ علیہ وسلم میں میرے روبرو
 آنکے لب و دندان سے بے ادبی نہ کر کہ پیغمبر خدا نے ان لبوں پر کئی مرتبہ بوسہ دیا جو یزید مردود نے کما کہ میں تم کو بھی
 انھیں دشمنوں میں شمار کرنا ہوں جب غلام نے یہ کلام سنا تو آسنے تین بار تلواری ماری خالی ٹپری اور مجلس
 میں ایک شور برپا ہوا آسنے چالیس آدمی داخل نار کیے آخر شبہ ہو کر دخل بہشت ہوا یعنی امام زین العابدین
 اور زینب بنت فاطمہ علیہم السلام نے وعدہ جنت فرمایا بعد اسکے یہ پلید حضرت امام زین العابدین کی طرف متوجہ ہوا چھا
 یکے کا لاکھ بڑی کسی نے کما حضرت حسین بن علی کا کما میں نے سنا تھا کہ علی جبرحسین قتل ہو گئے لوگوں نے کما حضرت احمد بن
 تین بیٹے تھے علی اکبر علی وسط علی صفرو و شہید ہوئے علی وسط یار تھے وہ مقید ہیں ہاں یزید نے کما امرا کے جانا ہو کر
 باب سند خلافت پر بیٹھنا چاہتا تھا اور اسکو یہ دعویٰ تھا کہ اسکے نام خطبہ پڑھا جائے الحمد للہ کہ اپنی ملاؤ نہ ہو چھا امام زین العابدین
 نے فرمایا ایزید بیچ تاکہ نہ میرا بارے باب دادے کے رکھے ہوئے ہیں یا تیرے اور خلافت طاقت ہمارے غلامی ہو
 یا تیرے آبا و اجداد کی جو شرک تھے قیامت کے دن ہمارا تیرا فیصلہ ہو گا اور کریمہ سیاحم الزین ملو انہی نقاب قلوبوں کو
 ختم کلام فرمایا پھر یزید نے کما کہ ان سب کو اس مقام پر لیا جو جان فروکش ہیں اور سربارک امام حسین علیہ السلام
 دروازے دمشق پر لگاؤ نہ چنانچہ تین شبانہ فرما سربس پر نور دروازے و شوق پر کو زبان را پھر سب اہلبیت رسالت مع
 سربارک ہوا ہی عثمان بن اثیر صحابی اور تین نفر جامعہ سواران یزیدی روانہ مدینہ ہوئے عثمان بن اثیر نے راہ میں تین
 خدمت اور اطاعت کی کہ تقریر اور تحریر سے خارج ہر بعض کے نزدیک حضرت امام زین العابدین نے کراہین ہو چکا کہ سربارک
 امام اور سربارے دیگر شہداء برون سے ملا کہ یہ یزید محض کو پھر دفن کیا واللہ علم جب قریب مدینہ منورہ پہونچے تو اولاد و مہاجرین
 اور انصار اور تابعین سید بارے استقبال کر کے لیا اور اہلبیت کو بتلائے صیبت و یکرا و دلا و اصیبتا چاڑھتے ہوئے
 لائے اس دن مدینہ پاکسینہ میں اتنا غم و الم تھا گویا جعفر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی ہوا مگر ان
 ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک ایک کو گلے لگا کر روتی تھیں اسی حال سے سب کو روضہ مبارک پہونچیں اور روضہ نے
 بیتاب ہو گئیں اور گویا زبان حال فرماتی تھیں ۱۔ یا رسول اللہ ہزار روضہ تبا بگری ۲۔ اہلبیت خوش راز و
 غمناک فرمیں ۳۔ در بلائے دشمنان دین گرفتار آید ۴۔ کس سدا اور جہان یارب گرفتار آئیں ۵۔ فائدہ حضرت شہداء و اولاد
 امام زین العابدین کا حال بعد واقعہ کہ بلا گری تا بیخ اسلام سے صحیح لائق اعتماد دریافت نہیں ہوتا کہ جناب عفت

ملک شام میں رہیں یا مصر میں نہ لیتے انہیں الانعتاق خیر ائری شعی نے فرج تہذیب میں دوقول لکھے ہیں ایک
 یہ کہ جناب موصوفہ کرام میں ہمراہ امام تہذیب دوسرا یہ کہ حضرت امام نے فرمایا تھا کہ جب اسب ذوالحجہ کی شب سے
 جدا ہو گھاتا تو وہ دوحیمہ پر حاضر ہو گا تم اسی پر سوار ہو کر لگا چھوڑ دینا جس طرف کو مامور پہنچا لے گا بعد اس کے لکھا ہے کہ قد ورد
 فی الانکار اتمام فو تہ فی الزی و فرارہ مشہور معروف اور بعض امایہ نے لکھا ہے کہ خوالی کوہ طہران میں ایک درہم
 و دین انتر قبر اور صندوق کا پایا جانا ہو کہ یہ صریح بھی ہوا اور اکثر رخت وہاں لگے ہیں اور ایک مجاور بھی یہاں ہے
 مگر صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شہر بانو ابلیسیت میں رہیں کبھی عبد انہیں ہوں یعنی جو بعضوں نے لکھا ہے کہ ایک
 شخص اس کے وطن کا ہمراہ اپنے لیکیا اور ملک نو شیردان میں اس کے گھر پہنچا یا غلط ہو انقض سرباک امام علیہ السلام
 کو کھنا کر جنت البقیع میں دفن کیا علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ پہلوے حضرت فاطمہ قرب حضرت امام حسن علیہ السلام میں
 کیا اور خلاصۃ الوفا میں بھی ایسا ہی ہے یعنی جنت البقیع پہلوے امام حسن علیہ السلام اور جو بعض کہتے ہیں کہ سرباک
 بھی کہلا ہی میں مرفون ہوا یہ کہ سلیمان بن عبد الملک کے وقت تک خزانہ میں تھا صحیح نہیں ہے شعیہ بخاری اور سلم میں حضرت ام المومنین
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روحوں کے لشکر میں جب تک کہ جنت طہران میں
 سے ازل میں آئنا اور واقع تھا وہ اس عالم میں ملائی اور الفت والاربا اور جو انہیں سے وہاں نا آشنا اور بے پچان تھا
 وہ بیان بھی ہے اور پٹھکار یعنی ازل میں خدا نے روحوں کی قسمیں طرح طرح کی پہنکی ہیں اور انہیں استعداد میں مختلف اور
 گوناگون کی ہے جو جنہیں مناسبت تھی وہ اس عالم میں نشیہ و شکر ہو گئے سطح سعد بن وقاص والد عمرو ملعون کہ عاشق زرار
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جان خالوا حمین کہ ان کے بشتی ہونے کی بشارت قطعی ہے اور جو وہاں بے نسل تھے بیان بھی ہے جو بے نسل
 تھے جس طرح عمرو بن سعد اور زید وغیرہ ملائے کہ خاندان نبوت کے دشمن جانی تھے اور ظاہر ہیں یا مانا اسی سبب کہتے ہیں کہ
 ولی سے شیطان شیطان سے ولی پیدا کرتا ہے خلافت قدرت عجیبہ سے حسن ربیعہ ہلال از حبش صیب انہم مذخاک
 ابو جہل ابن جدو بھی ست و سبحان اللہ سعد بن ابی وقاص کی یہ فضیلت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ اندین
 فرما دیں کہ اس حدیث میں ہے ان باب تجر فدا کہ یہ حدیث صحیح میں حضرت ام المومنین علی رضی سے مروی ہے اور صحیح
 میں حضرت موصوفہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کے حق میں یہ کہ حضرت مسلم سے سوائے سلم بن ابی وقاص کے
 نہیں سمجھا اور عمرو بن سعد اس طرح کا لفظ یہ وقت کہ جگر گوشہ رسول مقبول کے خون کا پیاسا ہو گیا قدرت حق ہو توشیہ
 نہ رہے کہ جو شخص سید اور شریک اور راضی اور خورسند شہادت شاہ شہیدان حضرت امام حسین علیہ السلام تھا قطع نظر از
 عذاب آخرت اس عالم میں بھی اپنے خلیفے لعل کو پہنچا کر داخل دوزخ ہوا تہری سے روایت ہے کہ جو کوئی حکم کرے یا میں مقابلہ
 سید الشہداء امام حسین علیہ السلام تھا بلا معائنہ عذاب اور نکال دنیا سے نہیں گیا بعضہ ہزار زکات اور خوارق قبول
 ہوئے اور بعضہ اکھون سے اندھے ہو گئے اور ٹھوکرین کھاتے پھرے ہم نہایت تکلیف اور فاقہ کشی سے بوزیرین

اور بعضوں کا تہذیب کا لاہو گیا کہ دیکھنے والے اسکی صورت سے خوف کرتے تھے اور بعضے شہرت پیاس سے کھالین باہنی کی ہضم کے طلب جہنم ہوئے اور بعضے برص اور جذام میں مبتلا ہو کر داخل ستر ہوئے اور بعضے اور عذابوں میں گرفتار ہو کر سخت اشری کو گئے اور بعضے تھوڑے دنوں کے بعد بیکہ مانگنے لگے اور تمام مال دولت سو روٹی اور ذاتی جو بیڑہ پلیدہ پختہ کے خزانہ سے بابتھا جا رہا اور اسکی حالت در پورہ گری میں مرنے لگا دنیا والا آخرت ہوئے سچ ہر عکلوخ انداز راہا اس سنگ بہت جا اور بعضے اسطرح مارے گئے کہ بھر انکا نشان قیامت تک نہ رہا روایت ہو کہ ایک مجلس میں چند آدمی باہم گفتگو کر رہے تھے کہ دشمنان حضرت امام حسین علیہ السلام سے کوئی شخص نظر نہیں ٹپتا کہ بلا مصیبت اور بلا اس عالم فانی سے عالم باقی کو گیا ہو جو دیکھا اسکو بلا ہی میں مبتلا ہو کر فنا ہوتے دیکھا ایک بوڑھا آدمی اس مجمع کابل اول اٹھا کہ ہم معمر کر بلا میں شریک تھے ہو کر اسوقت تک کوئی مصیبت اور بلا نہیں پہنچی دفعہ چار غ اس مجلس کا بچنے لگا یہ مردود اس کے اشغال کے واسطے گیا ہاٹھ بڑھاتے ہی شعلہ چار غ نے پکڑا کہ اسار مجلس میں ٹوٹا تھا اور کشتا تھا میں جلا میں جلا میدان تک کہ افغان و خیزان دریا میں جا کر اجڑا کہ یہ آتش غضب الہی کی تھی دریا کا پانی اس کے حق میں روغن چراغ ہو گیا اور ایسا جلا یا کہ خاک تر نہ رہا اور سدی سے روایت ہو کہ میں ایک جگہ ضیافت کھاتے گیا تھا بہت لوگ شریک تھے تذکرہ معمر کر بلا ہونے لگا اہل مجلس نے کہا بھائیو جو کوئی اس معمر میں تعالیٰ رب مصیبت اور بلا میں گرفتار ہوا نہ ہو ان کی مجلس تھا بول اٹھا کہ ہم بھی اس معمر میں تھے سو کوئی آفت انکے ہکو نہیں پہنچی ہنوز کلام اسکا تمام نہ ہوا اٹھا کہ ایک شعلہ چار غ سے آٹھ اور اس کے بدن پر گرا تمام بدن اسکا جلا خاک ہو گیا راوی کہتا ہے بخدا نے فقیر میں نہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اگر کو یا کو یا ہو جلا ہوا اور مصور ابن عمار نے روایت کی ہو کہ سید سید الشہداء امام حسین علیہ علی آباء الصلوٰۃ والاسلام کا زیرے میں باندھا تھا وہ شخص اول بہت حسین و خوبصورت شہرہ آفاق تھا اسی روز سے ایسا سیاہ قبیح نظر پیکر تیرہ دن ایک ہو گیا کہ لوگوں نے از روئے تعجب اس پر چاکرا اسی مرد تو تو خوبصورت اور حسین تھا یہ حال تیرا کیا ہوا کہ کما دا اللہ جن دن سے میں نے سید الشہداء علیہ السلام زیرے میں لٹکایا ہوا اس دن سے وہ شخص مسیبت صورت ہر روز میرے پاس آتے ہیں اور دونوں بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے گم میں لجاتے ہیں اٹھ لٹکاتے ہیں پھر واپس لاتے ہیں اسی سبب تمام تنہ میرا سیاہ ہو گیا ہر کہ میں خود محفوظ ہوں راوی کہتا ہو کہ وہ شخص اسی بلا میں رہا اور اسی کیفیت میں مرکز داخل و زرخ ہوا اور یہ بھی روایت ہو کہ ایک بوڑھے آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ایک ٹشت خون سے بھرا ہوا حضرت کے سر پر رکھا ہوا اور لوگ آتے ہیں اور حضرت آنکو اسی خون سے آلودہ فرماتے ہیں یہاں تک کہ نوبت اس پر مرد تک پہنچی کہنے لگا یا رسول اللہ میں قتل امام حسین علیہ السلام میں شریک نہ تھا فرمایا تو کس نے تھا لیکن تیری خواہش تھی اور تو اس بات پر راضی تھا پھر انگشت شہادت سے اسکو اشارہ کیا جب نے

صبح کو سو کر اٹھا تو اندھا تھا اور انام احمد نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اتنے فاسق اور فاسق کو قتل کیا
 اسی وقت دو ستارے آسمان سے اُسکی دونوں آنکھوں پر گرے کہ وہ نابینا ہو گیا اور ابو نعیم نے طریق سفیان سے اس کا
 لہجہ دوسے سے روایت کی ہے کہ سفیان نے اپنے دادے سے کہا کہ وہ آدمی معرکہ کر بلا میں بمقابلہ سید الشہداء امام حسین
 علیہ وعلیٰ آباء النجیۃ والقتلہ کے تھے سو ایک کا قصہ تو ناسل اس قدر بڑھ گیا تھا کہ کہہ تین یا گردن میں لپیٹا تھا اور دوسرا
 آدمی کا یہ حال تھا کہ پیاس اسکی مرتبہ تھی کہ کچھ لہین پانی کی پی جاتا تھا اور پیاس بخاتی تھی آخر کار قدرت الہی
 یہ ہوئی کہ اسی حالت میں داخل منجم ہوا اور وہ ان کے پانی سے سیلاب ہوا آدمی سے منقول ہوا کہ ایک چہرہ
 حاضرین معرکہ کر بلا سے نابینا ہو گیا اُس سے لوگوں نے پوچھا کس سبب سے تو اندھا ہو گیا اُسے کہا میں نے رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ تین بازو تک چڑھائے ہوئے تلوار شکنی ہاتھ میں لیے بیٹھے ہیں اور ایک
 فرش چرمین رو برہو بچھا ہوا ہے دوسرا آدمی قائلین امام حسین علیہ السلام سے منہ کیے پڑے ہیں وہی نابینا ہوا
 حال میں مجھ پر پڑی تو حضرت صلعم نے لعنت کر کے ایک سلامی خون سے ترکی اور میری آنکھ میں پھیر دی کہ میں
 ہو گیا اور ایک شخص قائل حسین علیہ السلام سے شام میں تھا منہ اسکا سو کا ہو گیا تھا کہ آدمی اسکو دیکھ کر قہقہے
 اور جیسے حضرت علی صغیر کے حلقہ میں تیرا تھا وہ اس بلا میں تھا کہ آگے کے بدن میں گرمی اور پس پشت سردی
 تھی ہر چند لوگ سامنے سے پٹکے پھلتے تھے اور پیچھے سے لگ جلاتے تھے پر کچھ اتر نہ تھا اور شدت پیاس سے
 گھٹے کے گھڑے پانی کے پی جاتا تھا آخر اسکا پیٹ پھٹ گیا اور اسی عقوبت میں ہر اس قدر جو بیان ہوا سو ایک
 شیعہ ہر احوال عوام الناس سے جو معرکہ کر بلا میں حاضر تھے احوال خاص یعنی زید علیہ و ابن زیاد یا فساد و اسباب ہر
 شمر و یکہ وغیرہ ملاحظہ کا مجمل بیان کرنا ہوں کہ اس امر اشقیاء زید علیہ السلام تھا جب قتل امام حسین سے خوش ہوا تو
 حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے قطع نظر امراض جہانہ کہ شاق تر ہوں لیکن ملاحظہ اسے اعمال احوال اکھاہل ہر ایک
 افعال اور احوال شیعہ میں مبتلا فرمایا کہ صورت عذاب الہی بے تکلف اسکی پیشانی سیاہ سے نمودار تھی ازاں بعد
 ایک شیعہ واقعہ حرہ جو حکوۃ واقم اور حرہ زہرہ کہتے ہیں یہ موضع ایک میل مرینہ منورہ سے واقع ہوا اور اس واقعہ
 کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی سو اسکے ہاتھ سے وقوع میں آیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحیح بخاری بنا
 روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دن اہل مدینہ کو پیش آدیکھا حسین اہل مدینہ کو دینے سے
 باہر نکالینگے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کون ایسا ہو نکال دیکھا فرمایا کہ امرار السورہ اور حدیث صحیح بخاری اور
 صحیح مسلم میں ہے کہ ہلاکت میری ایک قبیلہ قریش کے ہاتھ سے ہوگی اصحاب نے عرض کیا کیا فرماتے ہیں آپ
 یا رسول اللہ ہلوگوں کو اس زمانے میں خرابا غزلت اور گوشہ نشینی خلق سے اور دوسری حدیث ابو ہریرہ سے مروی ہے
 کہ فرمایا حضرت نے قسم خدا کی کہ جان میری اسکے قبضہ قدرت میں ہے کہ مدینہ میں مقابلہ واقع ہوگا کہ دین اس طرح

جنانا ریگا جطر سہ کے بال نہ پہنچاتے ہیں جاتے رہو اس دن دینے سے اگرچہ مقدار ایک فنزل کی بھی ہو اور حضرت ابو ہریرہ خود فرمایا کرتے تھے کہ خداوندِ حادث سال ساٹھ ہجری اور امارت چھو کروں سے محفوظ رکھ اور قبل اس کے مجھ کو اس عالم سے اٹھالے یا اشارہ زمانِ دولتِ یزید بے دولت فرماتے تھے کہ سزا ساٹھ ہجری میں سخت شقاوت پر بیٹھا تھا اور واقعہ حروہ اسی زمانہ میں واقع ہوا اور وادی نے کتاب الحروہ میں ایوب ابن اشعث سے روایت ہو کہ حضرت سیدہ ابراہیم سغویہ تشریف لیکے جب حروہ پر پہنچے تو ایہ مصیبت انا للہ وانا الیہ راجعون فرمائی صحابہ نے جانا کہ مگر کوئی امر کرو جو اس سفر کے خلاف مدعا حضرت کے معلوم ہوا ہوگا اسپر اشارہ کیا جو حضرت عمر بن خطابؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا بات نظر آئی کہ آپ نے یہ آیت فرمائی ارشاد کیا کہ کوئی امر تمہارے اس سفر سے متعلق نہیں ہو عرض کیا یا رسول اللہ کچھ کون بات ہو بتائیے فرمایا اس سنگستان میں چار اُمت جو بعد اصحاب کے ہیں مارے جائینگے بلکہ جب آنحضرتؐ اس موضع پر پہنچے تو دست مبارک سے اشارہ کر فرماتے یہاں اچھے اچھے لوگ میری اُمت کے مارے جائینگے اور کیفیت اس حادثہ شنیع کی بہن ہوئی اور قبطی اور طبرانی وغیرہ محدثین نے یوں بیان کی ہو کہ جب یزید بلید نے قتل امام حسین علیہ السلام اور تزیل اہلبیت نبوت سے فراغت پائی تو سال باٹھ ہجری میں عثمان بن محمد بن ابی سفیان اپنے چچے سے بھائی کو مدینہ میں بھیجا کہ اہل مدینہ سے میری بیعت لے سو آئے مدینہ میں جا کر ایک جماعت کو یزید کے پاس روانہ کیا آنھوں نے بیعت کی جب یلوگ مدینہ میں پہنچ کر آئے تو یزید کی بیعتی اور شہرِ انجور سی اور ارتحاک بن یزید سناہی اور ملاہی اور ترک نماز و رواج نماز و لعب کلاب وغیرہ امور مذمومہ اسکے یاد کر کوئی نہ رہوئے اور ضلع بیت فرمائی اور باقی اہل مدینہ بھی قصد اطاعت اور بیعت سے تیار ہوئے مگر ایک شخص اس جماعت میں تھا کہنے لگا و اللہ یزید اگر مجھ کو لا کہ درہم انعام دے لیکن راستی کو ہاتھ سے نہ دوں گا یزید بلا شک شراب خواہ اور تارک نماز ہو کچھ اہل مدینہ نے عبداللہ بن خطلہ سے بیعت کی اور عثمان بن محمد کو جو عامل مدینہ تھا کمال دیا کہ مدینہ اختیار سے پاک ہو گیا عبداللہ بن خطلہ کہتے تھے کہ وہ اللہ بیعت یزید سے ہم نہیں نکلمے مگر اس خوف سے کہ پھر آسمان سے برسین گے یعنی خوف عذاب الہی غرض اہل مدینہ نے بعد از طوفیق و فوج یزید نہ رہ کر چھ کھلے بیعت کیا عبداللہ بن ابی عمر بن حفص مخزومی نے عمارہ اپنے سر سے اتارا اور فرمایا کہ اگرچہ یزید نے مجھ کو انعام دیا مگر میرا مشہور زیادہ کر دیا ہو لیکن وہ دشمن خدا و ائمہ اطہر ہیں ماسکو اپنی بیعت سے نکالے دیتا ہوں جطر عمارہ سے اتارا جو دوسرا آدمی اٹھا آئے پاپوشین آتا رہا اور کما اسطرح اسکو بیعت سے نکال ڈالا ہر جطر پاپوشین ثامی میں بیان تک کہ مجلس علیم اور نعلال سے بھر گئی بعد اسکے عبداللہ بن طلحہ کو فرشتہ پہنچا اور عبداللہ بن خطلہ کو انصار پر والی کیا اور جو کوئی مدینے میں فرقہ بنی امیہ سے تھا اسکو مروان کے گھر میں

اہل بیت مروان نے نیزیک کے پاس استغاثہ کیا تو زیر مرد و مسلم بن عقبہ کے پاس آیا یہ مرد و مسلم بن عقبہ نے غلام
 میں مبتلا تھا اور قریب ہلاکت زیری کے کما اگر ٹھیکو ٹھیک مرض نہوتا تو میں تجھ کو اہل مدینے کے قلع اور قلع پر روا
 کرتا کہ تجھے زیادہ کوئی مخلص اور محب نظر نہیں آتا سو سرفٹ اٹھ بیٹھا اور بولا قسم جو خدا کی ادا یہ میری نہیں
 میں طیار ہوں اور میرے سوا کسی سے سر نہ آتا اس کام کا نہو گا میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک
 درخت سینٹھ کا بنی شاخوں سے انتقام عثمان ابن عفان میں قریا ذکر ہا جو سو میں نزدیک گیا تو ستم ہوں
 کہ وہ درخت مجھے کہتا ہے کہ برآمد اس کام کا مسلم بن عقبہ کے ہاتھ پر ہو گا اس دن سے میں نے یہ فعل
 قتال اہل مدینہ پر دیکھا ہے کہ میری یہ کما چھ جلدی کر اور مدینے میں پہونچ کر بیعت اور اطاعت میری اہل بیت
 سے طلب کر اگر نمانیں قبول تامل میرے قتل کر کہ نام و نشان کسی کا نہ رہے اور تین دن تک مدینے کو
 لوٹ کہ کسی کے گھر میں کوئی چیز باقی نہ رہے اور بعد اُس کے عبداللہ بن زبیر سے متوجہ ہو کہ وہ
 کے میں جو چاہے کریدنے میں ہزار سوار اور پیادے سرفٹ کے ساتھ کہ جانب حجاز روانہ کیے اور ابن حواریہ کو کہلا
 کہ تو عبداللہ بن زبیر پر جانے سے توقف کیا اور کہا میں ہرگز بیت اللہ شریف میں فرزند پیغمبر سے نہ لڑو گا اور سرفٹ
 سے یہ بھی نصیحت کر دی تھی کہ اگر تجھ کوئی حادثہ پیش آوے تو حسین ابن نمیر سکونی کو غلیفہ کر دینا اور علی ابن جابر یحییٰ بن ابی
 سے کچھ متعرض نہو کہ وہ ان لوگوں میں شریک نہیں ہر قدر فتنہ و تہر مدینے میں فاش ہوئی تو سب اہل مدینہ
 مراغت اہل فساد پر تہمت ہوئے اور جامعہ بنی امیہ سے جو محصور تھی قرار و عہد ہو گیا کہ امداد و اعانت اہل فساد کی نہ کریں
 اور مدینے سے باہر آئے مروان بن الحکم نے اپنے بیٹے عبد الملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا اور کہہ دیا کہ اس
 حرم سے اگر تین روز لڑائی اور جدال و قوت رکھنا چاہیے انھوں نے ویسا ہی کیا بعد تین دن کے اہل مدینہ سے
 کہنے لگا کہ اب تدبیر کیا ہو اہل مدینہ بولے کہ سوا کے محاربہ اور مقابلہ کے کوئی تہر نہیں ہر تاکہ فتنہ اور فساد حرم مدینہ
 سے رفع ہو جائے تو مروان نے کیا بہتر نہیں ہر اطاعت کرنا اہل مدینہ نے نہ مانا آخر عبداللہ بن شیبہ سیل سوار ہو
 لڑے اور شہید ہوئے اور عبداللہ بن مطیع بھی مع اپنے ساتوں بیٹوں کے شہید ہوئے مسلم نے سر اٹھا کاٹ کر زبیر کے
 پاس بھیجا آخر کار قہر و غلبہ زبیریوں کے نصیب ہوا اور تین دن تک سوافی حکم زبیر کے مدینہ متور و خوب لوٹا گیا
 اور زنا کاری کی بازار گرم ہوئی اور چوتھے ٹپے قتل ہوئے کہ ایک ہزار سات سو صحابی بقایا بے مہاجر و نصہا
 و علمائے تابعین اخبار سے شہید ہوئے اور سات سو آدمی مافق قرآن اور ستائیس آدمی سرفٹ شریف
 تیغ و تلخ سے مارے گئے کہ سب عورت و لڑکے قریب دہشت ہزار آدمی کے از قلم محرم اس متوجہ ہوئے اور فتنہ و فساد
 و زنا مباح ہو گیا حتی کہ ہزار عورت بعد اس واقعہ کے اولاد ناجی اور گھوڑے سے شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
 میں باندرے گئے اور وضع مبارک میں جو ایک موقع میان قبر و منبر شریف ہوا جسکی نشان میں شد و محج

دار ہو کر یہ مقام ایک روضہ پر یا ضحبت سے گھوڑوں نے لیا اور پیشاب کیا اور آدمیوں کو نیرید کی معیت پر
 مہجودیت کہ اگر چاہے چچ ٹٹالے اور چاہے آزاد کرے اور چاہے طاعت خدا پر حکم دے خواہ معصیت پر بھیجہ واکہ
 دعوت شروع کی یہاں تک کہ نیریز بن عبد اللہ بن ربیع رضی اللہ عنہ نے جب کہا کہ ہم بیعت بر حکم قرآن و سنت
 رسول کریں گے انکی گردن ماری گئی اور سعید بن السیب کہ اکبر تابعین میں تھے گرفتار آئے تو ان سے بیعت نیریز کی
 طلب کی گئی انھوں نے کہا میں بیعت سیرت ابو بکر اور عمر پر کر دینگا سرف نے کہا انکی بھی گردن مارو سو ایک
 شخص نے کہا سعید بن سبب جنھوں پر تب انکو چھوڑا غرض مدینہ منورہ آدمیوں سے خالی ہو گیا اور فواکہ و
 ثمرات اس کے نصیب و خوش وہاں ہم ہوئے اور کتے وغیرہ حیوانات مسجد شریف نبوی میں رہنے لگے سعید
 بن سبب سے محدث ابن جوزی روایت متصل کرتے ہیں کہ اندرون مسجد نبوی میں سوا سے میرے رات کو
 کوئی نہو اتھا اور اہل شام مسجد میں آتے تھے اور کہتے تھے یہ لوڑھا دیوانہ بیان کیا کرتا ہے اور نماز کے وقت
 حجرہ شریف سے آواز اذان و اقامت اتنی تھی اسی سے میں نماز بھی پڑھتا تھا اور کوئی آدمی میرے ساتھ نماز
 میں نہو اتھا روایت ہو کہ اسی واقعہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی داڑھی کے سب بال اہل شام نے
 اٹھا کر کھائے تھے چنانچہ ابو سعید خدری کو جب لوگوں نے اس حال میں دیکھا تو پوچھا کیا تم اپنی داڑھی سے کھیتے ہو
 اور بالوں کو کھا لیتے ہو حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ یہ انما ظلم اہل شام سے ہو کہ واقعہ حرہ میں مجھے ہونا تھا کہ اول
 کچھ لوگ میرے گھر میں آئے اور کچھ مال و متاع تھا لیا یہ پھر اور لوگ آئے تو کچھ بھی اسباب اور مال تھا
 تب مجھ کو بچھا کر کے بال داڑھی کے اٹھا ڈالے اور مال غنیمت سمجھ کر لیکے روایت ہو کہ سرف ملعون اور مرد
 علیہ اللعن کشتگان حرم کو بطور سیر و تفریح دیکھتے پھرتے تھے تو عبد اللہ بن غفیل کہ شہید ہو گئے تھے اپنی کشتگان
 جانب آسمان اٹھائے ہوئے پڑے تھے مروان نے کہا و اللہ تو نے بعد موت کے انکی آسمان کی جانب اٹھائی ہو
 جیسے تمھارے ہاتھ سے اکثر انگلیاں آسمان کی طرف اٹھائی ہیں اور دگاہ انہی میں تضرع اور زاری کرتے ہیں
 اسوقت ایک مرد شامی نے کہا اگر حال ان لوگوں کا ایسا ہو تو ہماری دعا قتل اہل بہشت میں بھی تب مروان نے کہا
 کہ ان لوگوں نے مخالفت دین کی کی تھی اور عہد سلما فی توڑ ڈالا تھا اقل ہو کہ جب مروان بعد اس واقعہ کے
 نیریز پلید کے پاس گیا تو نیریز سے احوال کہا نیریز بہت شکر گزار ہوا اور مروان کو اپنے مقربین میں داخل کیا
 اور سرف ملعون کشتگان حرم کو دیکھ کر کہتا تھا کہ باوجود قتل ان لوگوں کے اگر میں دوزخ میں جاؤں تو
 مجھے زیادہ کوئی بے نصیب نہیں ہو گا تو ان سے کہ موالی مروان میں تمھارا پوتہ ہو کہ سلم بن عقبہ نے اپنی
 بیماری کی دوا استعمال کی اور بلا توقف کھانا مانگا تو طبیب نے کہا چنٹے صبر کیجیے کہ دوا کا اثر ہوئے مرنے
 نے کہا کاب مجھ کو تمنا سے حیات نہیں ہو رہی اسی واسطے چاہتا تھا کہ سرفش سینہ قالمین عثمان سے

آب شمشیر رفیع رکون سواب میری اور حاصل ہوئی اب کوئی چیز محبوب تر موت سے نہیں ہو سکتی کہ مجھے یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان ناپاکوں کے قتل کرنے سے تمام گناہوں سے مجھے پاک کر دیا ہے بخوان اللہ یہ تو کچھ میان نیر سے بھی زیادہ بھلے روایت ہو کہ اس مردود کو اس باعث سے سرف کئے تھے کہ اسے ہتک حرمت مدینہ میں افراتکی اور طراد اسراف دی حالانکہ اسکی شان میں حضرت علیہ السلام علیہ وسلم فرماتے تھے من تحاف اہل الذریعہ ظالمًا اذ اذ اللہ وکما علیہ لغتہ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین رواہ النسائی لیکن اسکو سلمان البشہ اذ ہوا کہ کافر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت یزید بابتیار عبودیت و اطاعت و معصیت و طاعت بحد و اکراہی تو اکثر لوگوں نے باضطر قبول کی انہیں سے ایک مرد فطیش لے لیا کہ ہم بیت کرتے ہیں لیکن طاعت میں معصیت میں سہم کرنے قبول نہ کی اور اسکو قتل کیا تب اسکی ان نے قسم کھائی کہ اگر مجھکو خدا قدرت دیگا تو میں سرف کو زندہ یا مردہ جلا دینا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عقبہ بعد غارت مدینہ قتل اصحاب رسول و خاص و عوام مدینہ بنابر قلع وقع عبد اللہ ابن بکر بن جابر کہ معطر روانہ ہوا قرطبہ روایت کرتے ہیں کہ جب سرف موافق ایمان سے یزید پلید جانب مکہ معطر روانہ ہوا تو تیسرے دن بعد واقعہ حرہ سے پیٹ اسکا زرد آب اور رہم سے ہو گیا اور نہایت فحشہ تھی سے ہلاک ہوا اور غایت قادت اور حماقت سے مرتے وقت کہتا تھا کہ خداوند اے مجھ سے از شہادت کلمہ لا الہ الا اللہ کوئی عمل محبوب تر اور قابل قبول تیری درگاہ کے نہیں ہوا اگر قتل اہل مدینہ اگر باوجود اس عمل کے بھی مجھکو دوزخ میں ڈالے تو مجھے بخت زیادہ کوئی نوا کا اور اس حالت میں ابیاس یزید پلید حصین بن نمیر سگلی کو طلب کر کے لیا کہ تمھیکو امیر المؤمنین یزید نے میرے بعد امیر کیا ہے اب میں مر رہا ہوں تو جلدی تو مجھکو کہ ہو اور قلع وقع ابن نمیر میں تاخیرت کر اور قتال بیت اللہ میں نفدیر روانہ کر اور جو عبد اللہ بن نمیر خانہ کعبہ سے پناہ پڑے تو کچھ پاک نہ کر غرض یہ سب مرتبط پاک یزید پلید حصین بن نمیر کے گوش گذار کر بیے چنانکہ یزید خود جانب بیت اللہ شریف روانہ ہوا اور اسے جاکر چوٹ پر فرز پر لبر کہ معطر کو گھیرا اور ہتک حرمت بیت اللہ میں سرگرم ہوا اور سنگ بختیغ سے صحن کعبہ بھر دیا اور ستون سجدہ شریف کے گرد اوپے اور لباس کعبہ جلو دیا اور پردہ بیت اللہ جو دروازہ پر کھنچا رہتا تھا ہبہ تنور کیا گیا یہاں تک کہ کئی دن خانہ کعبہ بے لباس رہا اور اتفاقات قضا و قدر سے آج ہی کے دن بیٹھری باطوفی لعنت ابدی داخل دوزخ ہوا یا کہ اسکی موت کی خبر اسی دن پہنچی کہ مرض الحشہ میں مبتلا ہو کر کمال ذلت اور خواری سے تھر دوزخ میں گیا اور آج یہ ہو کہ عارضہ سہل اور دق سے مرا حدیث شریف میں وارد ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ کوئی بزرگامی نہ کرے اور اندانہ دے اہل مدینہ کو مگر یہ کہ خانی ہو جائے قریب تر صلیح کہ قتل جاتا ہو تک بانی میں سودیکو بعد اتھہ حرہ کے اندک فرصت میں یزید پلید عارضہ سہل و دق سے گداختہ اور خانی ہو جسطرح نمک پانی میں گھلتا ہو یا تھبہ آسکے مرنے سے اہل خاتم

۲
 حضرت یزید پلید حصین بن نمیر
 کو طلب کر کے لیا کہ تمھیکو
 امیر المؤمنین یزید نے میرے
 بعد امیر کیا ہے اب میں مر رہا
 ہوں تو جلدی تو مجھکو کہ ہو
 اور قلع وقع ابن نمیر میں
 تاخیرت کر اور قتال بیت اللہ
 میں نفدیر روانہ کر اور جو
 عبد اللہ بن نمیر خانہ کعبہ
 سے پناہ پڑے تو کچھ پاک
 نہ کر غرض یہ سب مرتبط پاک
 یزید پلید حصین بن نمیر کے
 گوش گذار کر بیے چنانکہ
 یزید خود جانب بیت اللہ
 شریف روانہ ہوا اور اسے
 جاکر چوٹ پر فرز پر لبر کہ
 معطر کو گھیرا اور ہتک
 حرمت بیت اللہ میں سرگرم
 ہوا اور سنگ بختیغ سے
 صحن کعبہ بھر دیا اور
 ستون سجدہ شریف کے گرد
 اوپے اور لباس کعبہ جلو
 دیا اور پردہ بیت اللہ جو
 دروازہ پر کھنچا رہتا تھا
 ہبہ تنور کیا گیا یہاں تک
 کہ کئی دن خانہ کعبہ بے
 لباس رہا اور اتفاقات قضا
 و قدر سے آج ہی کے دن
 بیٹھری باطوفی لعنت ابدی
 داخل دوزخ ہوا یا کہ اسکی
 موت کی خبر اسی دن پہنچی
 کہ مرض الحشہ میں مبتلا
 ہو کر کمال ذلت اور خواری
 سے تھر دوزخ میں گیا اور
 آج یہ ہو کہ عارضہ سہل اور
 دق سے مرا حدیث شریف میں
 وارد ہے کہ فرمایا حضرت
 نے کہ کوئی بزرگامی نہ کرے
 اور اندانہ دے اہل مدینہ کو
 مگر یہ کہ خانی ہو جائے
 قریب تر صلیح کہ قتل جاتا
 ہو تک بانی میں سودیکو
 بعد اتھہ حرہ کے اندک
 فرصت میں یزید پلید
 عارضہ سہل و دق سے گداختہ
 اور خانی ہو جسطرح نمک
 پانی میں گھلتا ہو یا تھبہ
 آسکے مرنے سے اہل خاتم

اور نبی اس پر پریشانی ہوئی اور سب کے سب رو اور ذلیل ہو کر بھاگے اور عبد اللہ بن ابی ریحانہ اور سب سے بعض متقیین نے پانچ فوت زیر بندہ عوث بن ربیع الاول کلمہ مقام حص میں لکھی ہوا عمر انشا لیس برس پانچ برس کی بیان کی ہوا اور لکھا کہ بعد قتل ام حسین کے ہمگین تین برس اور سات مہینے اس ملعون کے کفر اور کافری کو رونق دی اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی خذیب القلوب میں فرماتے ہیں کہ وقوع واقعہ روز چار شنبہ ستائیسویں یا اٹھائیسویں دیکھ سال ترسٹھ ہجری میں ہوا اور سلم ابن عقبہ غزوہ مجرم سال چوتھ میں داخل جنم ہوا اور تھک سخت بیت اللہ اور تہذیب بیت اللہ لنگہ سے خنجرین بردار شنبہ تیسری ربیع الاول اور واقعہ حرہ سے تین مہینے کے بعد تاریخ یکم ربیع الثانی کو زیادہ دھڑخ میں پہونچا تو ضعیف اگر مرگت قتل امام حسین علیہ السلام اور آمر اور راضی ہونا پڑا۔

تھک حرمت الہمیت نبوی پر وجہ لمن اور کفر زیادہ اور اسکے اعوان و انصار کا ہوا اور اس پر خنجر بزمینہ منقو اور قتل صحابہ رسول اللہ اور کونا جانا گھرام المؤمنین ام سلمہ کا اور بانہا جانا گھڑون کا مسجد نبوی میں اور قیام کرنا کتوں اور بیوں کا نبیر شریف پر کہ مورد جنود ملائکہ ہوا در تھک حرمت بیت اللہ شریف اور اہمیت و شہادت شہادت شرعیہ مثل قتل ذوالولایت و شرب خمر اور تزیج برادر با خواہر وغیرہ جو پرہ کے اور اسکے اعوان و انصار کے انھوں سے حمار ہوئے اور باخبر متواتر ثابت ہیں گویا سلاسل و طوق فزیت بخش کفرین پھر ایمان پر جو کوئی زیر کے حق میں خیال اسلام رکھتا یا خیالی حاکم اور جہالت سے نہیں پر عرض قائم کہ کو ملاحظہ کتب معتدہ اور اسفار معتبرہ سے کسی طرح کا شبہ نہیں رہا ہرگز یہ پدید آمدن راضی اور سبب شہر قتل امام حسین علیہ السلام متعہ لندامن اس ملعون پر بدلائل واضحہ جائز اور درست ہو بلکہ عذر لمن بھی قصور اور اگر اب کسی کو شبہ ہو تو تفتح البحار منہا جہ نبی اور مناقب الادات قاضی شہاب الدین علیہ السلام اور شہرت عظامی ماسند الدین الصارانی اور تکیل الایمان شیخ عبد الحق دہلوی جو سیف السلول قاضی شہر بابی بنی وغیرہ کتب معتبرہ باسماں نظر دیکھ اور شبہات و اہیہ کو دفع کرے اور ہمارے استاد الاستاذ حضرت شاہ عبدالغنی دہلوی ص ۱۳۵ حسن العقیدہ کے حاشیہ میں ہو کہ یہ مستحقہ پر تعلیق فرمایا جو کہتے ہیں کہ ہو کہ لغت کا انما ہو ہو کہ لغت ابان حسن السیاح یا نہ کہ جہالت اس لفظ میں پائی جاتی ہو وہ لفظ لغت میں نہیں ہوا در حق ہو کہ اس پسید کے حق میں فہ لغت پر لکھا کہ انما یا نہیں ہو اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے لغت کو اس شخص پر فرمائی ہو جو ایک مسلمان کو قتل کرے اور اس شخص نے تو ایسا ایسا ملکہ بن ابن ابیہ المؤمنین کو قتل کیا جو سنا اسکی اللہ ہی خواہا جاتا ہو کہ کس قدر ہی نا پاک تو سنی اس بات کا جو جانت ہے کہ کڑور جب زیادہ ہوا اور اسکا علم سواے علم حق کے بشکر زمین ہو سکا واللہ اعلم بحقیقہ احوال قاعدہ روایاتی نے اپنے منہ میں ایسا دوسرے روایت کی ہو کہ فرمایا حضرت معلوم نے کہ اول دو شخص کہ میری سنت کو تخریب سے ایک شخص نبی امیہ سے ہو گا جسکو یہ کہیگا اللہ تعالیٰ عیب

اور نبی اس پر پریشانی ہوئی اور سب کے سب رو اور ذلیل ہو کر بھاگے اور عبد اللہ بن ابی ریحانہ اور سب سے بعض متقیین نے پانچ فوت زیر بندہ عوث بن ربیع الاول کلمہ مقام حص میں لکھی ہوا عمر انشا لیس برس پانچ برس کی بیان کی ہوا اور لکھا کہ بعد قتل ام حسین کے ہمگین تین برس اور سات مہینے اس ملعون کے کفر اور کافری کو رونق دی اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی خذیب القلوب میں فرماتے ہیں کہ وقوع واقعہ روز چار شنبہ ستائیسویں یا اٹھائیسویں دیکھ سال ترسٹھ ہجری میں ہوا اور سلم ابن عقبہ غزوہ مجرم سال چوتھ میں داخل جنم ہوا اور تھک سخت بیت اللہ اور تہذیب بیت اللہ لنگہ سے خنجرین بردار شنبہ تیسری ربیع الاول اور واقعہ حرہ سے تین مہینے کے بعد تاریخ یکم ربیع الثانی کو زیادہ دھڑخ میں پہونچا تو ضعیف اگر مرگت قتل امام حسین علیہ السلام اور آمر اور راضی ہونا پڑا۔

حارث بن ابی
سوفیہ

سب سردن میں سے عبداللہ ابن زیاد کے سر کے پاس آکر اس کے تختے میں گھسا اور تھوڑی دیر ٹھہر کے اس کے تسمہ سے نکلا
پھر اس کے تسمہ میں گھسا اور تختے سے نکلا اس کی طرح سات بار سانپ تسمہ اور وقت کی پھر غائب ہو گیا یہ عبداللہ ابن زیاد
فلان الزنا تھا مان اس کی صوابہ سمیہ کثیر ک حارث ثقفی کی تھا اور حارث کے غلام کے کھانچ میں سو سواۃ مذکورہ سے ابو سفیہ
پر معاویہ نے تنائی کا درگزار ہوا اس سے یاد پڑا ہوا لیکن میں اس کو عبداللہ حارث کہتے تھے حتی کہ ہوشیار ہوا اسی نام سے
اور بلاغت اور خوش بویائی اور طلاقت لسانی زبان زد خلافت بنے ایک روز عمرو بن عاص نے کہا کہ لو کان ہذا
من قریش اساق العرب بمعاصہ یعنی یہ اگر غلام قریش کا ہوتا تو اس کو لوگ لکڑی سے ہلکتے ابو سفیان نے سن کر کہانی لاغت
واللہ فی اہل اہل امیہ میں وضع یعنی میں اس کو جانتا تھا مان کے پیٹ میں قم خد کی اس کی وضع سے حضرت امیر المومنین علی رضی
کرم اللہ وجہہ موجود تھے وہ بوسے میں ہوا یا سفیان کون ہم وہ ای ابو سفیان وہ بولا میں فرمایا بیچ بول آئے کہ تسمہ
اگر خوف ایک شخص کا نہ ہوتا جو دیکھ رہا ہو مجھ کو تو اس سر کو ٹھاکرنا صحرا میں حرب و قال لم یکن القاتل سرین
وفیات حماد علی بنیفا و تری تم مرقۃ الفواد چنانچہ زیاد بھی اس قصہ سے واقف ہوا وہ فرط حیائی سے لوگوں میں بیان
کر میں اہل میں لفظ ابو سفیان کا ہون نسل قریش سے جب امیر المومنین نے اس کو والی خراس فرمایا تو اسے کارنایا
کے معاویہ نے اس سے خط و کتابت پوشیدہ شروع کی اور انواع خوش آمد سے پیش آیا کہ اگر میرے پاس حاضر ہو
تو میں تمھارا بھائی قرار دوں آخر تو لفظ ابو سفیان کا جو جب حضرت امیر کو اس حال سے اطلاع ہوئی تو انجا
نے غلے لکھا اور سب حال اس میں مندرج فرمایا آئے کہ اس کو دا عبداللہ بن الحنفیہ نے گواہی دی کہ میں بیٹا ابو سفیان کا ہوں
یہ حرکت بھی اس کی کمال بجائی سے تھی لیکن تا وقت شہادت جناب امینا ہوا دی کرتا رہا ترک رفاقت سے
باز رہا تھا جناب امیر المومنین امام حسن نے تفویض ملک اور سلطنت معاویہ کو کر دیا اور اس کو ملک مخصوص قرار
تو اس نے زیاد سے امانت شروع کی اسی پنا بھائی قرار دیا بلکہ مادی کرائی کہ سال جو ایس میں لوگ ابن ابی سفیہ
کہنے لگے اول فعل کر زیاد مردود سے سرزد ہوا عداوت اولاد حضرت امیر کی تھی جب تک بطلان کبر زندہ رہے
فی الجملہ ملاحظہ کرنا تھا بعد وفات والی عراق ہوا اور کوفہ میں تھرت ہوا تو اسے سعید ابن جبیر سے مصارہ
چاہا وہ مرینہ میں بھاگ آئے اس مردود نے اسباب نقد اور جنس ضبط کیا اور گھر جلادیا امام حسین علیہ السلام
نے خط سفارش لکھا آئے نہایت سخت جواب بے ادبانہ لکھا اور گالی دی آنجناب نے شکایت معاویہ کو
لکھی معاویہ نے ایک خط نہایت سزائش کا لکھا اور سعید کی سفارش کی اسی مردود کا بیٹا عبداللہ بن زیاد کہ اپنا نام
سے زیادہ شہر و بزرگات دشمن اہلبیت نکلا حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے قبل شہادت اس بیان سے
عبداللہ کو مطلع کر دیا تھا جیسا جامع التواریخ قاضی فقیر محمد راجپوری میں موجود ہے اس قدر زیاد کہ سعید کثیر ہفتا کی تھی
حارث کی دوا سے اچھی ہوئی اس کے مالک نے حارث کو بہہ کی آئے اپنا تصرف جاری کیا وہ مرد ابو بلکاد

نافع پیدا ہوئے پھر حارث نے ترک کیا البوسفیان نے حالت سستی شرب میں زمانا کی کڑاس سے زیادہ پیدا ہوا آٹھ ماہ
ابن ابی زناڈ اور ابن سعد اور شمر بنی الجوشن اور قیس ابن اشعث کندی اور خولی ابن یزید اور شان ابن انس غلی
اور عبداللہ ابن قیس اور یزید ابن مالک وغیرہ انشقیاطح طرح کے مقبوتوں سے قتل ہوئے اور لاشوں کو انکی
اسطح گھوڑوں کے تھون سے روند کر پڑیاں چڑچور ہو کر خاک برابر ہوئیں مگر اہل سیر کو اختلاف ہو کہ ابن سعد
شمر وغیرہ ملائعہ قبل ابن زیاد کے مارے گئے ہیں یا بعد انکے بعضے قائل بادل ہیں اور بعضے قائل ثانی آخرین
نخار کا قبضہ کرنے اور حوالی کو فہم بن نجبی ہو گیا تو اسکو دعویٰ الاطی کا عبداللہ ابن بکر رضی اللہ عنہ سے ہوا اور
یہ ضبط دل میں سما یا کہ مخیر دمی آتی ہزار محمد ابن خنفیہ مدی موعود ہیں یہ خبر عبداللہ ابن بکر کو معلوم ہوئی۔
تب مصعب ابن بکر اپنے بھائی کو جو حاکم بصرہ تھے بنا بر مقابلہ معین فرمایا کہ وہ وقت مقابلہ فتحیاب ہوئے اور
مختار مارا گیا اور مصعب کا قبضہ کرنے پر ہو گیا آخر کو عبداللہ مصعب پر چڑھا اس الاطی میں مصعب و مالک شہر
کا بیٹا ابولہیم دونوں مارے گئے یہ حرکت سنہ ہفتاد و یک ہجری میں ہو عبداللہ ابن عمر ولیدی سے قتل
کہ عجیب اتفاق ہو کہ میں نے اسالامارت کو نے میں اول امام حسین علیہ السلام کا سر دیکھا کہ ابن زیاد کے روبرو
رکھا تھا پھر ابن زیاد کا سر دیکھا کہ مختار کے سامنے رکھا تھا پھر مختار کا سر دیکھا کہ مصعب کے آگے رکھا تھا پھر
مصعب کا سر عبداللہ کے روبرو رکھا تھا عبداللہ نے یہ کاٹ کر کہا خدا تجھ کو پانچواں سرزد کھلائے اور
اسی وقت عبداللہ نے اس مکان لکھوا دیا القضہ جب عبداللہ نے مصعب ابن بکر پر فتح پائی تو
چاہا کہ فوج ابن بکر عبداللہ پر بھیجے سرداروں نے عند کیا کہ حرم محترم میں جدال و قتال حرام ہو وہاں جا کر کیونکر
لاؤیں آخر ایک دن حجاج ابن یوسف نے عبداللہ کے روبرو بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ
عبداللہ کا سر میں نے کاٹ لیا عبداللہ نے جانا کہ حجاج نے جانے کو طیار ہوئے بہت جلد ایک لشکر
حجاج کے پاسے نام کر کے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا حجاج طایف کا رہنے والا تھا اسے وہاں سے اور
فوج لی اور جانب حرم محترم روانہ ہوا اور وہاں جا کر سر گرم جدال و قتال ہوا یہاں تک کہ تمام حرم کو شہل
کے خون سے رنگ دیا اور عبداللہ ابن بکر کو بھی شہید کیا اور سر کاٹ کر بھیج دیا بعد اسکے سولی چڑھایا پھر سولی
سے اتار کر قبور یہود میں ڈلوادیا یہ معرکہ سنہ ہشتاد و تیر ہجری میں ہوا اسوقت سے حکومت مروانوں کی
شام و عراق و حجاز میں گہم گئی کہ ترستی برس انھوں نے حکومت کی افادہ عبداللہ ابن مروان سے چھین
ہجری میں بنی ہاشم کا پیدا ہوا لڑا اسکی مسامحہ عائشہ بنت معاویہ ابن المغیرہ غنی نسب بنجل کے اسکو شیعہ لکھتے
اور کثرت ابو ذباب غنی اس سبب سے کہ جب کئی اسکے تہذیب پڑھ جاتی تو سبب گندہ دہنی کے مرجانی تھی
یہ نابکار زبور قوت پھر ناہنجار یعنی مروان علیہ السلام کے خلیفہ بنا اور بڑا ظالم و سفاک ہوا اور مال ہی فقہ اور ظلم

بنو ہاشم

شہادت

عبداللہ
مروان

مقرر کیے چنانچہ حجاج مدود کو عراق میں مصلب ابن ابی صفورہ کو خراسان میں اور ہشام ابن اسماعیل کو مصر میں اور نوسی بن ابی
کو مغرب میں اور محمد بن جراح کو نین میں اور محمد بن مروان کو خزیرہ میں تعین کیا اسی نے درابہم و ذانیہ پر قرآن لکھوایا اور کتبہ
اسلام قرار دیا قبل اسکے دیناروں پر نقشش روپیہ اور درابہم پر نقش فارسی تھا اس مدود نے علما کو امر بالمعروف
کرنے کی امتناع کی اور یہ بھی حکم دیا کہ خلیفہ کے روبرو کوئی شخص بات نہ کرے اسی کا نام اسلام بن اقل عبد الملک ہوا
اور قبل خلافت کے بڑا عابد و خفیہ عالم تھا اسکو حاتمہ السجری کہتے تھے جو وقت امیر مہو قرآن پڑھتا تھا سو اسے قرآن
خلافت میں بند کر کے کہوایا السلام علیک ہذا فراق بنی مینک اخبار الدولہ میں ہر کہ عبد الملک کتنا تھا میں پیدا ہوا
رمضان میں اور فطیم ہوا رمضان میں اور ختم کیا قرآن کو رمضان میں سو میں ٹھہرا ہوں کہ مدو حجاج رمضان میں چنانچہ
جب رمضان گذر جاتا تھا تو جانتا تھا کہ سال بھر بچا آخر گیا شوال میں عمر اسکی تیرہ ستر برس کی ہوئی تاہیں غائب
و باب صغیر و شقی کے دفن ہوا نہ از جنازہ و ولید ابن عبد الملک نے پڑھی کہ اڑہ برس چھ مہینے اسنے خلافت خلافت
کی آسمین سے آٹھ برس فراخ آمد میں تیرہ رضی اللہ عنہ رہا اور مقررہ افراد و صاحبو طری اسی ملعون ابن ملعون نے بھجایا
ابن یوسف نفیق کو بیت اللہ شریف میں بنایا قطع وقع عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے روانہ کیا تھا یہ میرا ابوالوہاب عمرو بن
باجتر میں ہیں والدہ شرفہ عبد اللہ اسماء بنت ابی بکر مدینہ رضی اللہ عنہ اور ادوی انکی حقیقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولادت با سعادت عبد اللہ بن زبیر مہینے میں پیش مہینے بعد ہجرت کے واقع ہوئی اور مسلمانوں کو انکے پیدا ہونے سے متنا
سودھوا اس سبب کہہ پو کہتے تھے جیسے سحر کیا ہو مسلمانوں کا وادہ ہوگی نام ابیہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے عبد اللہ رکھا اور کنیت ابو بکر پڑے عابد و زہاد و زہاد عالم الدہر قائم الیل تھے اور جب عبد اللہ پیدا ہوئے
تو اسماء بنت ابی بکر انکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں اور آپ کی گود میں دیا حضرت صلعم نے کھجور
شگائی اور چبائی اور لعاب دہن انکے منہ میں ڈالا اور تالوین لگایا اسکو تخنیک کہتے ہیں پورے سنت و
اول انکے بیٹ میں حضرت کا تحوک گیا ہر بچہ دعا کی انکے واسطے حضرت نے اور برکت طلب فرمائی قرطبی نے حضرت
عائشہ صدیقہ سے روایت کیا کہ دیکھا حضرت نے زبیر کے گھر میں چراغ پس فرمایا عائشہ نہیں گمان کرتا ہوں تین
اسما کو کہ تحقیق نبی ہو یعنی چراغ جو اسوقت جلایا نشان اسکا ہو کہ اسماء حاملہ تھی سو جہی ہر سونام رکھنا اسکا
ہیماں تک کہ میں نام نہ لکھوں پس نام رکھا اسکا عبد اللہ و تخنیک کیا دست مبارک سے اور بتیس حدیثوں کی روایت
انکے کتب محل میں ہوا اول انھیں نے زبیر بن عیین کی محبت سے احکار کی اور دینی سے کہ کوثر شریف لکھے سو
اہل حرمین و حرمین و عراق و خراسان نے کتبہ محبت کی تب انھوں نے تجزئہ لکھنا تر قال زبیر اور زبیر بیان فرمایا کہ
زبیر نے لشکر مدحرم کو بھیجا کہ اُناس حرب بن عمروت زبیر مشور ہوئی اور لشکر حاجب نام چلا گیا عبداللہ ان عبد الملک
ابن مروان نے حجاج کو مع چالیس ہزار فوج کے بھیجا اُسے وادہ الحاد حرم محترم میں قرار دیا دی اور عبد اللہ بن زبیر

م
بن عبد الله بن عباس



[illegible]

۱۰
 حاکمان
 در میان
 و اکثر
 دیگر
 جمع
 حاکمان
 حاکمان

افروز در طبع
خداست در ان
ملاوت و باغی
و این بر غلط
و اینست که
بس که اینست
زیر که اینست
خود را اینست
ضعیف است
و اینست
و اینست
و اینست

اسکا روایت ہے کہ وقت موت حجاج نے کہا تھا اللہم اغفر لی فان الناس یزعمون انک لا تغفر لکے کتب سیرت میں
 کہ عبدالملک کے پاس نو برس بائیس دن رہا تھا چونکہ احوال حضرت سبطین علیہما السلام اس کتاب میں بہ تفصیل
 لکھا گیا ہے غالباً کسی اور کتاب میں اس ترتیب و تفریق کے ساتھ نہ ہو لیکن اور ائمہ اطہار کا حال فقیر نے اجمالاً تفصیلاً
 کسی جگہ نہیں لکھا ہے منظور یہ ہے کہ ایک سال فقیر علیہ و فضائل اہلبیت میں وقت فرصت لکھو گا مگر کیا
 بلاؤں کا احوال ائمہ اطہار کے مکمل نہ تھے اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ احوال ان بزرگواروں کا بھی بالاجمال جس سے
 حالات ولادت وفات اور بعض بعض صفات کمالات ان حضرات کے مسلمانوں پر واضح ہوں کتب مقبرہ سید
 آغا سیرت نکال کر لکھوں کہ مشتمل نمونہ ازخوار سے باشندہ اندر بطریق مکمل بیان کرتا ہوں مکمل پوشیدہ نہ رہے کہ
 سبطین علیہما السلام کے نوشخص اور ائمہ اطہار میں معدود ہیں اول علی ابن حسین مشہور برزین العابدین ولادت
 باسعادت انکی دوبرس پیش از وفات امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کس اور دوشنبہ نہم شعبان سال
 سن۱ و شبت ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی تھی گندم رنگ لاغر بدن کوتاہ قد تھے اور برسے عابد متقی و خاشعہ و خائف
 من اللہ القہار تھے یہاں تک کہ جب ضرورت کے کو بیٹھے تو رنگ بشرہ ہاں تک باز رہا تھا خوف خدا سے وہ بزرگوار
 روز و شب پر تھے اور صدقہ پوشیدہ دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے صدقہ اسرطی غصبا لکے محمد بن سحاق
 کہتے ہیں کہ مدینہ میں کئی شخص بلامعاش ظاہری خوش و خرم بصورت مراد را کرتے تھے اور کوئی انکی بسر و وفات سے
 واقف نہ تھا جبکہ علی ابن حسین نے وفات پائی تو وہ لوگ محتاج و بے مایہ ہو گئے آخر کار دریافت ہوا کہ آنجناب
 وقت شب خفیہ انکو خرچ پہنچاتے تھے اُس سے بسر و وفات بخوشی و خرمی کرتے تھے اور نقش خاتم آنجناب و مائیت
 الالبانہ اور استقامت و صبر کا یہ تہہ تھا کہ ایک تہہ نماز پڑھتے تھے اُسی حال میں ایک بیٹا آپکا کنوین میں گر پڑا
 تو اہل مدینہ نے بڑا شور کیا اور بے شکل تمام اسکو نکالا لیکن آنجناب خبر بھی نہ پہنچے نہ زین شعل تھے اسی طرح پڑھے
 اور اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تمکو دنیا کی مصیبت پہنچے یا فاقہ ہو یا کوئی امر اور کمروہ پیش آئے تو لازم ہے
 کہ وضو کرے واسطے نماز کے اور پڑھے چاہیاد و کثرت اور بعد سلام کے یا موضع کل شکوی یا سامع کل نجوی یا شافی کل
 بلوی یا عالم کل خفیہ یا کاشف مائتہ اکل بلیدہ ادعوکے عا و من شہد فاقہ وضعف قوتہ و قاست حیلہ دعا و العجب
 الذی لا یجوز کشف ما ہو فیہ لادانث رحمہ الرحمن لالہ الا انت سبحانک اکی کیت من اظہا میں پس اللہ اسکو بلائے نجات
 اور حضرت امام علیہ السلام اکثر دعائیں فرماتے تھے اللہم ساوت فاحسن فان عدت فعد علی اور آنجناب کے سوا سے
 کوئی اولاد کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی باقی نہیں رہی تھی عمر آنجناب ستادین برس یا اٹھادین برس کی ہوئی
 پتھنے کہتے ہیں کہ ولید ابن عبدالملک نے زہر دیا تھا اور جنبہ البقیع میں مدفون ہیں گذرانی تاریخ الحفار و
 آخبا ر لہ ولی فی احوال الاول اور مسیح تاریخ وفات ہجری بم عرم شہنہ ہجری میں ہوئی اور ترجمہ صوفی میں ہے

عمر آنجناب
 ستادین برس یا
 اٹھادین برس
 کی ہوئی

کہ وفات انہی میں العابدین سال چوتھ بترجہی میں ہوئی اور چار بیٹیاں اور گیارہ بیٹے عقیب چھوٹے دوم منہج الفضائل
والمفاخر الامام محمد العابد قرآن علی بنین العابدین والدہ مشرفہ العابدین سماءہ فاطمہ بنت امام حسن علیہ السلام تھیں تولد انکا
تین یا چار برس قبل از شہادت سید الشہداء اور در جمعہ سوم صفر سنہ پنجاہ ہجرت مدینہ میں ہوا اور مگر کہ گیارہ میں موجود
انجناب معتدل القامۃ اسمہ الاولون تھے اور نقوش خاتم لاندینی فردا اور برے صاحب کرامات مقامات موفی علم تھے و
ہذا اسمی بابا قرآن بقرا العلم والباقر شتیق من بقرا الارض یعنی بھاراز زمین کی اور منحنیات کے نکال کر ظاہر کر دیے پس
باقرا سی سب سے کھلائے کہ انھوں نے منحنیات کو زہد معارف و حقائق احکام و طوائف حکم کھلا ہر کر دیے اور بعضے کہتے ہیں
کہ یحییٰ سوجہ سے ہو کہ جابر بن عبد اللہ انصاری سے حضرت مسلم نے فرمایا تھا کہ تیری ملاقات ایک مرد اولاد حسین سے
ہوگی اسکا نام میرے نام پر ہوگا وہو بقرا العالم بقرا اسمی بقرا ہر جہر جب تو اس سے ملے تو میری طرف سے سلام کہنا حضرت جابر
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت تک نہ رہا کہ امام محمد باقر سے ملاقات ہوئی اور میں حضرت مسلم کا سلام پہنچایا
یہ حضرت اپنے باپ کے خلیفہ وصی ہو کر قائم بالامانہ ہوئے ہیں عمر شریف ترستہ خواہ اٹھادون برس کی ہوئی اور سال
یکصد ہفتاد و یک میں وفات پائی قبۃ عباس بن حسن رضی عنہما میں مدفون ہیں کذا فی اخبار والد دل اور ترجمہ صنواری میں ہو کہ
کہ سال یکصد و ہفتہ دین وفات ہوئی و دیو الصبیح نے کہتے ہیں کہ ابراہیم بن ابی ولید کے عہد میں انجناب کو زہر دیا گیا اسی سے
وفات ہوئی اور ذلہ اولاد قبہ چھوڑی چترہی اور تین و شتر و نسل انکی امام جعفر سے باقی رہی سوم عالم حقائق و کاشف
ذقائق ابو عبد اللہ امام جعفر ابن محمد الصادق ولادت انکی سال ہشتاد و یا ہشتاد و سہ ہجری میں بروز شنبہ ۱۱۵ھ میں الاول
مدینہ میں ہوئی والدہ انکی سماءہ فرد و بنت فاسم بن محمد بن ابی بکر تھیں یہ حضرت افضل و اکمل اولاد امام محمد باقر سے تھے
اور بچو بدر جمیع علوم میں کامل اکابر علما شیعہ بنی ابن سید و ابن جریج و امام مالکے سفیان ثوری و امام ابو حنیفہ
و ابن عقیبہ و شعبہ ابویوب سجستانی وغیرہ انھیں سے فہمدر رکھتے تھے ایک مرتبہ سفیان ثوری سے ارشاد کیا کہ اے
سفیان جب خداوند عالم کوئی نعمت تجھ کو عطا کرے اور تو اسکی بقا چاہتا ہو تو اکثر استغفار کر لیا کہ چنانچہ اللہ صفا
فرماتے ہیں لئن شکرتکم لازیدکم اور جب رزق کی تنگی ہو تو اکثر استغفار کر لیا کہ چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہیں استغفروا
ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم دمارا اور جب خزانہ اندو د کسی رئیس بادشاہ کے حکم سے لاحق ہوتا و احوال ملوک
الابا اللہ پرٹھا کر لانا مفتاح الفرح و کفر من الکنوز و روایت ہو کہ ایک مرتبہ منصور عباس زیارت کعبہ کو آیا کوشی نہیں
نیست امام کی منصور سے کی جب انجناب منصور کے پاس گئے تو نیست کرنے والا بھی موجود تھا حضرت نے فرمایا کہ تو قسم
بیان کر کہ جو کچھ میں نے منصور سے کہا ہے سچ ہو گئے کہا باللہ العظیم انجناب نے فرمایا اے امیر المؤمنین جس طرح میں کہوں
اس طرح یہ شخص صحت کہے ترتیل قبول ہو منصور نے کہا آپ فرما دین حضرت نے فرمایا اس طرح صحت کہہ برکت
من حول اللہ وقونہ و النہات الی حملی و حقوئی لقد فعل جعفر کذا و کذا و قال کذا و کذا ان سے اول اسکا کیا ہوا اسکے

اسی وقت میں نے پہچا کہ امام بن ادرچا ہا کہ عذر کر دن وہ حضرت غائب ہو گئے اور نہچر مجھ کو نہ ملے مگر موضع دہلی میں دوسری منزل میں نماز پڑھتے ہوئے نظر آئے اور حال یہ تھا کہ تمام اعضاء و جوارح انکے مضطرب و مضطرب تھے اور کھوکھلا آئینہ جاری تھے مجھ کا عذر خواہ سمجھ کر نماز سبک فرمائی اور یہ آیت پڑھی "وَأَنزِلْنَا إِلَيْكَ الْمُنَادِيَ" آخرہ بعد اسکے موضع بربالہ میں ایک چاہ پر کھڑے تھے اور سبب یہ تھا کہ چھال جبکہ ابرق و رکوہ کہتے ہیں گر گیا تھا اسکو کھانا منظر تھا آخر دہلی عافرائی تو آب چاہ لب چاہ اگیا آنجناب نے رکوہ لیا اور وضو فرما کر چار رکعت نماز ادا فرمائی بعد اسکے اسی مقام میں قریب تر ایک تودہ ریگ تھا وہاں تشریف لے گئے اور قدرے رمل لیکر اسی چھال میں ڈالی اور نوش فرمائے عین کما کہ حضرت اس میں سے مجھ کو بھی عنایت فرماؤ سو مجھ کو بھی عطا کیا میں نے کھایا تو سونو بفتح سین معاملہ و تشدید نفاذ یہ شکر میں ملے جو تھے اور میں اس سے سیر ہو گیا ایسا کہ چند روز مجھ کو میل جانب طعام و شراب نہوا بعد اسکے پھر ملاقات نہوئی مگر بیت اللہ میں کہ وہاں ہمراہ گئے خادمون و غلامون کی فوج تھی نقل ہو کہ جب مارون رشید بیت اللہ میں آیا تو بعض کو تہ اندیشون نے حضرت امام کی غمازی و مددگاری کی اور کہا کہ انکے واسطے ہر جگہ سے تحفے و ہدایا تو قسم لباس نقد ہمیشہ لایا کرتے ہیں اور بیت لوگوں کے متعلقہ ہیں اور اسی سبب یہ قول حاصل ہوا کہ تیس ہزار دینار طلا کافی الحال اسباب خریداری مارون رشید نے حضرت کو گرفتار کیا اور عیسیٰ ابن جعفر بن منظور دلی بصرہ کے پاس بھیج دیا اسنے ایک برس قید رکھا بعد ازاں مارون رشید نے دلی بصرہ کو ایک خط درباب قتل امام علیہ السلام کے بھیجا کہ اسنے جواب میں لکھا رکھا اور لکھ دیا کہ اگر کسی کو یہاں روانہ کرنا کہ میں امام کو اسکے سپرد کر دوں ورنہ میں چھوڑ دے دیتا ہوں چنانچہ مارون نے سدی بن ہاشم کو بھیجا کہ دلی بصرہ نے امام کو اس مجلس کے سپرد کر دیا اس نے ناپاک نے آنجناب کو زہر کھلایا کہ تیسرے دن وفات ہوئی گذرانی اخبار الدول اور سعودی نے روایت کی کہ حالت جسد امام بن مارون نے خواب دیکھا کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ایک حربہ ہمدانیہ میں یہ ہونے تشریف لائے اور فرمائے کہ اگر کاظم کو نہ چھوڑیگا تو اسی حربہ سے قتل کرونگا مارون خوفناک جاگا اور اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا تین ہزار درہم نذر بھیجے اور عرض کیا کہ ایک اختیار ہے چاہیے یہاں تشریف رکھیے اور چاہیے مدینہ میں جب حضرت امام اسکی مجلس میں تشریف لائے تو اسنے التماس کیا کہ یا امام تمھاری نسبت میں نے غیب کو ایک معاملہ عجیب دیکھا اسکے سر سے مجھے آکا و فرماؤ آنجناب نے فرمایا کہ میں شمشک کو جناب سول خدا صلعم کو خواب میں دیکھا اور حضرت نے چند کلمے مجھ کو تعلیم کیے ہنوز انکے پڑھنے سے فایز ہوا تھا کہ تو نے خلاصی کا حکم دیا اور مجھے کہتے ہیں کہ موسیٰ ابن ہدی نے جسکا لقب ہادی تھا حضرت امام موسیٰ کاظم کو ابتدا سے حال میں قید کیا تو اسنے جناب میر المومنین علی مرتضیٰ شیر خدا کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں بل مستقیم ان تو لیتم ان تفسد و فی الارض و تقطعوا رءساکم یعنی آیا تو توجہ کرتے کہ جب حکام موفو نسا ذکر و زہد میں مین اور طبع رحم کرو چنانچہ ہادی نے بعد

بیداری فی الغور ہا کیا پھر زمانہ بارون رشید میں یہ معاملہ ہو گا کہ اُسے حضرت امام کو کعبہ کے نزدیک جلوہ فرما
 دیکھا اور کہا تم پوشیدہ لوگوں سے سمیت لیتے ہو فرمایا میں امام تلو بہوں اور تو امام اجسام بعد اسکے آنکو
 لیکر مدینہ منورہ میں آیا جب وصنہ مبارک حضرت سرور کائنات صلعم پر گیا تو بارون نے کہا السلام علیک
 یا ابن مہدی اور امام علیہ السلام نے کہا السلام علیک یا ابی اس کلام سے وہ برہم ہوا اور بغداد میں بجا قید کیا
 بیان تک کہ وفات ہوئی گذرانی البراہین القاطعہ میں کہتا ہوں کہ ظاہر اس حکایت کا باہم منافات رکھتا ہی
 انہم الا ان محل علی تعدد الجہس بالجماعہ عن شریف پچپن برس کی وپردایتے پینسٹھ برس کی ہوئی اور سال ہجری
 ایک سو تر آسمی تھی اور تاریخ وفات پانچویں جب روز جمعہ و اخبار اللیل میں کہ جب جناب کی وفات ہوئی تو
 بارون شہید نے حکم دیا کہ لش مبارک کو بغداد کے بل پر لیا کر رکھو اور منادی کر اؤ کہ یہ موسیٰ ابن جعفر جو جسکو
 روض گمان کرتے ہیں کہ وہ نہیں مر اب دیکھ رکھو کہ وہ مگر گیا بعد اسکے جانب غربی بغداد تھا قریش میں
 دفن کرو چنانچہ ویسا ہی ہوا اور آنجناب نے سینتیس نفر اولاد و ذکر اور بائیس انات عقب چھوڑے اور چودہ نفر
 کو سے نسل باقی رہی فرار شریف مدینہ اسلام بغداد میں فی الحال مرجع خاص و عام ہے اور دھا اس مقام پر
 نہایت جلد قبول ہوتی ہے چیم امام ابو الحسن علی رضا ابن موسیٰ کاظم ولادت انکی مدینہ منورہ میں ہوئی
 گیا رخصتیں ربیع الاول روز پینسٹھ نزدیک بعض اور حضرت امام باقی نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ ولادت حضرت امام
 علی رضا علیہ السلام بروز جمعہ بعض شہور سال ایک سو تر چہ مدینہ میں ہوئی اور بعضے کہتے ہیں ساتویں شوال بعض
 آٹھویں اور بعض ششم سال ایک سو اکاؤں اور وفات پچم و چھو و عند بعض تیر ہویں ذیقعدہ اور بعض آخر یوم ماہ صفر
 سال دوسو و مدینہ طوس میں ہوئی اور مامون رشید نے نماز جنازہ پڑھی اور قبر بارون رشید سے طعن دفن کیا
 انتہی اور شواہد النبوة میں لکھا کہ وفات ولایت طوس قریہ سنایا اور رفاق و توفان اور قبہ بارون رشید میں
 مدفون ہوئے کہ سر لے عمید بن محمد بن علی بن عمر شریف پچپن برس کی ہوئی والدہ انکی ام ولد کنیم حبشیہ
 تھیں اسی سبب سے آنجناب اسود اللون تھے اور بڑے عالم زاہد متقی ولی کامل قلیل النوم کثیر الصوم ایام رستان
 میں فرش خواب بویا اور تابستان میں بستر ستر است کمال حیوان بے سمعہ دریاتھا کنیت آنجناب ابو الحسن
 اور لقب ضی و زکی و صابر و رنج و محن نقش خاتم لاول و لا قوۃ الا باللہ چونکہ آنجناب جامع صفات کمال تھے
 لہذا مامون رشید عیسیٰ نہایت تعظیم کرتا تھا حتیٰ کہ اُسے اپنا داماد بنایا اور مملکت میں سپہم شریک گردانا
 بلکہ امور خلافت آنجناب کے تفویض کیے اور دوسو ایک ہجری میں اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھا کہ امام علی رضا
 ولی عہد میرے ہیں اور اس پر گواہیاں کرائیں مگر حضرت امام علیہ السلام نے قبل مامون رشید کے وفات پائی
 اور مامون رشید کو کمال تا سفت و افسوس ہوا اقل ہو کہ حضرت امام نے قبل از موت خبر دی تھی کہ انکو روانہ

نور اللوہ سے وفات میری ہوگی ویسا ہی واقع ہوا حضرت معرفت کرخی استاد خواجہ سری سقطی انھیں کے ہاتھ پر اسلام لائے ہیں اور تاریخ نیشاپوری میں لکھا ہے کہ جب حضرت علیؑ رضاعلیہ السلام نیشاپور سے تشریف لے چکے تو ایک حلقہ کثیر بنا بریارت نکلی اور آنجناب بسبب گرمی آفتاب کے ایک مقنعہ سر پہ ڈالے روئے مبارک چھپائے اشتہر ہو سوار جاتے تھے کوئی شخص چہرہ پر نور انکا دیکھ نہ پاتا تھا اس عرصہ میں اکابر شہر ہجو ابو ذر عہد رازی و محمد بن مسلم طوسی ایک جماعہ طلب کو لیکر دوڑے اور ملتحمس ہوئے کہ روئے مبارک اپنا ہیکل دکھلائے اور کوئی حدیث روایت کی کہ بعد نکرار وجد کہ بسیار قبول فرمایا اور شہر سواری کو روکا اور غلاموں سے پردہ چہرہ مبارک سے اٹھوا کر ارشاد کیا کہ خبر دی مجھ کو میرے باپ موسیٰ کاظم نے اپنے باپ جعفر صادق سے انھوں نے محمد باقر اپنے باپ سے انھوں نے اپنے باپ زین العابدین سے انھوں نے اپنے باپ حسین سے اور حسین نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبر دی مجھ کو جبریل علیہ السلام نے کہ فرمایا رب العزت نے لا الہ الا اللہ حصنی من قالمنا و دخل حصنی من عنبر من عبدی پس از ان حضرت امام علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ پردہ والو اور روئے مبارک روایت ہے کہ جو لوگ قلم و دوات لاکر مستعد کتابت ہوئے اور کھدیا بیس ہزار مرد تھے اور حضرت نے پانچ نفر اولاد اور ایک خضر عقب چھوڑی منجملہ انکے اجل اکرم اولاد محمد جو ادھے تھے ششم امام محمد بن علی الجواد اولاد انکی نو ہزار ہشتاد و یازدہین جب الیکسونا نوے ہجری میں مدینہ باسکینہ میں واقع ہوئی والدہ انکی ام ولد حصینہ مسماہ بیکانہ کنیت انکی ابو جعفر و عقب جو ادھے تھے معتدل القامتہ و ابیض اللون تھے اور نقوش خاتم القدرہ لکھا انکو اللہ نے صغیر سن سے ذی علم صاحب کرامات فرمایا تھا جب عمر شریف نو ہجری کی ہوئی تو ایکے و کسی کو چہرہ میں کو چہاے بعد اسے کھڑے تھے اور لڑکے کھیل رہے تھے کہ مامون رشید خلیفہ بقصد شکار رسوا ہو کر اس کو بچے میں گذرا اطفال بھاگے مگر امام جو ادھی مقام پر کھڑے رہے مامون نے نزدیک آکر بہت محبت سے پوچھا کہ ایسی کونسی سبب سے لڑکوں کے ساتھ نہ بھاگا آنجناب نے بلاتا مل فرمایا کہ ایامیر المؤمنین راہ تنگ نہ تھی کہ میں وسیع کر دیتا اور نہ گنگار نہ تھا کہ خوف کرتا اور میرا گمان تیرے ساتھ بخیر تھا مامون رشید فصاحت لسان و حسن بیان سے متعجب ہوا اور پوچھا تیرا نام کیا ہے او تیرے باپ کا نام کیا فرمایا میرا نام محمد اور باپ کا علی رضا مامون نے کہا رحمت خدا کی تیرے باپ پر ہو بعد اس کے بیرون شہر چلا گیا اور باز کو درگاہ پر چھوڑا وہ اس کے ہاتھ نہ آیا مگر باز غایب ہو گیا بعد ایک ساعت کے اپنی منقار میں مچھلی خرد نیم جان دبا لے ہوئے پھر آیا مامون کو سخت تعجب ہوا اور کراہا کہ مستعملا نہ مر حجت فرمایا اور اسی موقع پر آیا جہاں اطفال بازی کر رہے تھے دیکھا کہ اطفال حملہ لعب میں ہیں اور امام محمد جو ادھ کھڑے ہیں مامون رشید قریب حاضر ہو کر کہنے لگا ایسی محمد میرے ہاتھ میں کیا حضرت نے بالہام غیب فرمایا کہ ایامیر المؤمنین خالق کبریائے مجتہدین میں پھلیدیاں چھوٹی چھوٹی پیدا فرمائیں ہیں مگر باز ہا

ملوک و خلفاء انکو شکار کر کرین اور اہل بیت پیغمبر استخوان لین مامون نے کہا بالیقین وبالحق امام علی رضی کا
یٹیا ہوا اور کسی وقت اپنے ساتھ سوار کر اکر لایا اور کمال تعظیم و توقیر سے رکھنے لگا اور حضرت امام کاظمؑ کو بزرگوں و عظماء و فرائض
میں ترقی ہوتی تھی اور مامون کا اعتقاد روز افزون ہوتا تھا آخر کار مامون نے جاہا کہ اپنی بیٹی ام الفضل سے
انکا نکاح کر دینا فرما دیا عباسیہ نے منع کیا اس خیال سے کہ شاید انکو بھی مثل پیر ولی عبد اللہ بن عباسؑ کرے اور اصل مانع
و معارضہ یحییٰ ابن اکثم تھا تب مامون خلیفہ نے کہا اگر تمکو انکے علم و فضل میں کچھ کلام ہو تو امتحان کر لو اور
جس طرح چاہو بحث کرو عباسیوں نے اپنی طرف سے یحییٰ ابن اکثم کو بار بار مناظرہ و تجویز کیا اور اکثر عباسیہ
جمع ہو کر مجلس خلیفہ میں حاضر ہوئے اور خلیفہ نے ایک فرس مکلف پر حضرت امام کو بٹھلایا یا آغاز
بحث میں یحییٰ ابن اکثم نے چند سوال کیے کہ آنجناب نے جواب عقول صحیح و درست دیے کہ مامون شیعہ نہایت
سرور ہو کر بولا احسنتم احسنتم پھر کہا اے اباجعفر تم بھی اگر یحییٰ سے سوال کرو گو ایک ہی مسئلہ ہو تو میرے
نزدیک بہتر ہو امام نے فرمایا اگر یحییٰ کیا جواب ہو اس مسئلہ کا کہ ایک مرد نے ایک زن نامحرم کو وقت صبح
بشہوت دیکھا اور جب آفتاب مرقع ہوا تو وہ عورت اس پر حلال ہوئی اور ظہر کے وقت پھر حرام ہوئی اور عصر کے وقت
حلال اور جب آفتاب غروب ہوا تو حلال تھی حرام ہوئی اور عشاء کے وقت حلال ہوئی اور نصف شب میں پھر حرام
ہوئی اور جب صبح ہوئی حلال یحییٰ نے بغور و کامل کما میں نہیں جانتا ہوں امام نے فرمایا اگر یحییٰ عورت شخص غریبی
نوٹتی تھی کہ دیکھا اسکو بشہوت ایک اجنبی نے وقت صبح کہ بلاشبہ وہ نظر اُس پر حرام تھی جب آفتاب بلند ہوا
تو اُسی شخص نے خرید لیا حلال ہوئی اور جب ظہر کا وقت آتا تو اُس نے آزاد کیا حرام ہوئی اور وقت عصر اُس سے نکاح کیا
حلال ہوگئی اور وقت مغرب ظہر کیا حرام ہوئی اور وقت عشاء کفارہ ظہر ادا کیا حلال ہوئی پھر نصف شب کو طلاق
رجعی دی حرام ہوئی اور صبح کو رجوع کی حلال ہوئی اُسی وقت مامون رشید نے عباسیوں سے فرمایا تمہیں علم و فضل انکا
دیکھا اور اسی مجلس میں ام الفضل سے عقد کر دیا اور دونوں کو باعزاز و اکرام تمام روئے مدینہ باسکینہ فرمایا کہ آنجناب
مدت مدید وہاں رہے بعد اسکے عند مستقیم مابعدین کہ دو سو بیس ہجری تھی بغداد میں تشریف لائے اور آخر واقعہ
سال مذکور میں وفات پائی متعاقب قریش میں ہزار امام موسیٰ کاظمؑ کے قریب مدفون ہوئے عمر شریف اٹھاون برس کی
ہوئی اور صبح پچیس برس ہیں اور انکی اولاد میں چار نفر تھے دو پسر و دو دختر بعضے کہتے ہیں کہ انکو بھی زہر دیگیا تھا
کہ انی البرہین القاطعہ اور اخبار الدہلی میں ہے کہ عمر شریف نہایت کم ہوئی بایں ہمہ کرامات و خوارق عادات نے
ظاہر ہوئے تھے مام علی عسکری ابن محمد جو اذ و لاوت باسعادت تیرہویں ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے
ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی والدہ شریفہ آنجناب ام ولد سمانہ تھیں اور کنیت ابو الحسن و لقب ہادی و متوکل اور
تفہیم خاتم النبیین و عوصمتی من خلقتہ اور وجہ تسمیہ عسکری یہ ہوئی کہ موافق حکم متوکل باللہ عباسی کے مدینہ سے

اور سرسبز رستے میں گئے اور وہیں رہے اور وہ شہر مشہور و معروف بسکرتھا لہذا عسکری نام ہو گیا مناجات و اوصاف آنجناب حدیث سے افزون ہیں اور انجملہ سخاوت کا یہ مرتبہ تھا کہ ایک گنوار ساکن کو فہ آیا اور کہنے لگا کہ میں محبان علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ہوں سو مجھے دین کثیر ہو کہ اس کے آداب عاجز ہوں سو اسے ذات پاک تمھاری کوئی ایسی چیز کہ اس سے عرض حال کروں فرمایا دین سکندر ہے جس نے کہا دن ہزار درہم میں فرمایا کچھ اندیشہ نہ کر اور ایک تنگ بہر خط خاص اس کو لکھ دیا اور کہدیا کہ مجلس عام میں اس تنگ کو پیش کیے کہ مجھے دعویٰ کر گزرتا تھا شاید مغیبت و سبھی کرنا چاہتا اعرابی اسی طرح دعویٰ رہا اور آنجناب نے عین دن کی حاکمیت چاہی اس نے قبول کیا آخر یہ خبر متوکل خلیفہ کو پہونچی اس نے تین ہزار درہم

فی الفجر بھیج دیے آنجناب نے مجبور درہم اسی کو عنایت فرمائے سو وہ درہم لیے ہوئے پکڑا تا جاتا تھا اللہ اعظم جسے یہ عمل رسالت اور ترجمہ صواب حق معرقتین بعض حفاظ سے روایت کی ہے کہ ایام حکومت متوکل عباس میں ایک عورت نے کہا میں سیدانی ہوں متوکل نے کہا اس بات کی تحقیق کرتے ہیں پھر اسے باستصلاح بعض عقلاء مجلس حضرت امام حسن عسکری کو طلب کیا اور سخت پرانے پہلو میں بٹھلا کر التماس کیا کہ آنجناب اس عورت سے کہ انکو سیدہ قرار دیتی ہو سو انکو حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت اولاد حسین علیہ السلام کا درلودن بچرام کیا ہے اگر عورت سچی ہو تو درزندوں کے پاس جائے اس نے تسلیم کیا کہ میں اپنے دعویٰ میں مجبور ہوں پھر امام حضرت ہوئے بعد چند روز کے کئی عباسیوں نے خلیفہ سے کہا اس کا استہان کرنا چاہیے سو خلیفہ نے تین جانور زندہ اپنے محل اقامت میں رہا کرے اور امام حسن عسکری کو طلب کیا کہ امام داخل قہر امارت ہوئے اور زندہ تیرہ سو ہونے لگے اور حضرت اپنی آستین سے انکو مسح فرمائے تھے بعد کے خلیفہ کے پاس تمہیں فرمایا ہوئے اور ایک ساعت وہاں اجلاس فرما کر حضرت ہوئے تو پھر درندے اسی طرح پیش آئے حاضرین معانیت متعجب ہوئے اور بعضوں نے متوکل خلیفہ سے التماس کیا کہ بطرح تیرے بھائی عم زاد نے کیا ہے تو بھی تو کر اسے کامیاب لوگ بچھو قتل کرنا چاہتے ہو ورنہ رشاد دیکھا کہ اس راز کو کسی سے خاص کرنا نہ چاہیے اور بعض اس قصہ کو امام علی رضی اللہ عنہ نسبت کرتے ہیں لیکن یہ امر خلاف صواب ہے کیونکہ جناب موصوف عہد مامون رشید میں وفات پا چکے تھے چنانچہ سودی نے لکھا ہے نسبت اس کثرت کے حسن عسکری سے صواب صحیح ہے عمر شریف چالیس برس کی ہوئی سال ہجری وقت وفات بروایت دو سو و چھتین و بروایت دو سو و چوٹان تھے اور روز و شنبہ ماہ جمادی الثانی تھا دار سرمن رستے میں مدفون ہیں اور جارسر و ر ایک خضر عقب چھوڑی مہتمم امام ابو محمد حسن خالص ابن علی العسکری رضی اللہ عنہ ولادت باستقامت انکی ماہ ربیع الثانی سال دو سو و تیس ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی والدہ انکی ام ولد سوئس تھیں اور کنیت ابو محمد و خالص و نقش خاتم سبحان من لا مقالید السموات والارض و مستمل القامۃ واللہون تھے روایت ہے کہ ایام گمرگ میں آنجناب گریہ فرماتے تھے اور اطفال محلہ لعبے لہو میں مشغول تھے اس حال میں بہلول دانا آگے آگے گمان ہوا کہ حسن خالص اس خیر کے واسطے روتے ہیں جو کہ اور لڑکوں کے ہاتھ میں ہو سو عرض کیا کہ اگر انکو اس چیز کی خواہش ہو تو میں یہ کر دوں

یہ روایت ہے کہ ایک عورت نے متوکل کو عرض کیا کہ میں سیدانی ہوں متوکل نے کہا اس بات کی تحقیق کرتے ہیں پھر اسے باستصلاح بعض عقلاء مجلس حضرت امام حسن عسکری کو طلب کیا اور سخت پرانے پہلو میں بٹھلا کر التماس کیا کہ آنجناب اس عورت سے کہ انکو سیدہ قرار دیتی ہو سو انکو حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت اولاد حسین علیہ السلام کا درلودن بچرام کیا ہے اگر عورت سچی ہو تو درزندوں کے پاس جائے اس نے تسلیم کیا کہ میں اپنے دعویٰ میں مجبور ہوں پھر امام حضرت ہوئے بعد چند روز کے کئی عباسیوں نے خلیفہ سے کہا اس کا استہان کرنا چاہیے سو خلیفہ نے تین جانور زندہ اپنے محل اقامت میں رہا کرے اور امام حسن عسکری کو طلب کیا کہ امام داخل قہر امارت ہوئے اور زندہ تیرہ سو ہونے لگے اور حضرت اپنی آستین سے انکو مسح فرمائے تھے بعد کے خلیفہ کے پاس تمہیں فرمایا ہوئے اور ایک ساعت وہاں اجلاس فرما کر حضرت ہوئے تو پھر درندے اسی طرح پیش آئے حاضرین معانیت متعجب ہوئے اور بعضوں نے متوکل خلیفہ سے التماس کیا کہ بطرح تیرے بھائی عم زاد نے کیا ہے تو بھی تو کر اسے کامیاب لوگ بچھو قتل کرنا چاہتے ہو ورنہ رشاد دیکھا کہ اس راز کو کسی سے خاص کرنا نہ چاہیے اور بعض اس قصہ کو امام علی رضی اللہ عنہ نسبت کرتے ہیں لیکن یہ امر خلاف صواب ہے کیونکہ جناب موصوف عہد مامون رشید میں وفات پا چکے تھے چنانچہ سودی نے لکھا ہے نسبت اس کثرت کے حسن عسکری سے صواب صحیح ہے عمر شریف چالیس برس کی ہوئی سال ہجری وقت وفات بروایت دو سو و چھتین و بروایت دو سو و چوٹان تھے اور روز و شنبہ ماہ جمادی الثانی تھا دار سرمن رستے میں مدفون ہیں اور جارسر و ر ایک خضر عقب چھوڑی مہتمم امام ابو محمد حسن خالص ابن علی العسکری رضی اللہ عنہ ولادت باستقامت انکی ماہ ربیع الثانی سال دو سو و تیس ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی والدہ انکی ام ولد سوئس تھیں اور کنیت ابو محمد و خالص و نقش خاتم سبحان من لا مقالید السموات والارض و مستمل القامۃ واللہون تھے روایت ہے کہ ایام گمرگ میں آنجناب گریہ فرماتے تھے اور اطفال محلہ لعبے لہو میں مشغول تھے اس حال میں بہلول دانا آگے آگے گمان ہوا کہ حسن خالص اس خیر کے واسطے روتے ہیں جو کہ اور لڑکوں کے ہاتھ میں ہو سو عرض کیا کہ اگر انکو اس چیز کی خواہش ہو تو میں یہ کر دوں

تاکر اس سے انجناب کھیلین فرمایا یا قلیل العقل للالعجب فقلنا بملول نے کہا پھر کیلے پیکار کیا ہو فرمایا العلم والعبادۃ
 کہا اس قول پر دلیل کیا ہو کہا افسوس تم ناخلفنا کم عشنا و انکم الدینا لا ترجون بملول نے التماس کیا کہ مجھ کو نصیحت فرماؤ خوبنا
 نصایات چند تضرع و حجت منصلح پڑھا و خود ہی بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو بملول نے کہا ابھی تو آپ
 معصوم ہیں وجہ بیہوشی کی کیا ہوئی فرمایا کہ اسے بملول میں نے دیکھا کہ والدہ میری آگ جلاتی تھیں اور وہ افروختہ
 نہوتی تھی مگر چھوٹی چھوٹی لکڑیوں سے اس سے مجھ کو خوف و ترس لاحق ہوا کہ ببادا ہیرہ کہ کچک دو رخ کا مجھے بنا و میں
 کنز فی البرزخین القاطعہ و راجعہ الدول میں بکرہ سزن را سے میں قحط کا غلبہ ہوا معتد بالتمہا بنو کل باللہ نے لوگوں سے
 وعاسے استعفا کرائی تین دن متواتر دعا کی گئی گزنی نہر برابر دعا دے کر آتا تھا یا نبی پرستے لگتا تھا دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا تو بعضے
 ایک درویش تھا جو وقت وہ اپنا اتمہ بابر دعا دے کر آتا تھا یا نبی پرستے لگتا تھا دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا تو بعضے
 ضعیف الایمان شک میں پڑے اور بعضے دین اسلام سے مرتد ہو گئے معتد بالتمہا کہ کسنت تردد ہوا آخر کار اُسے جناب
 حسن خالص کو طلب کیا کہ کواکب اپنے جہیز کو گواصلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو سنہا لکے فرما دی جاتی ہو حضرت امام
 علیہ السلام نے فرمایا الطینان رکھ علی الصباح افشار اتمہ نفع شک کیا جا ہیگا اور کہا اچھا کہ میرے بارون کو قید سے
 چھوڑ دے غایب نہ تھے دم سب کو رکھ لیا اور صبح کو امام حسن خالص رح اپنے قویع کے میدان استسقا میں رونق
 ہونے اور دعا کی مع اپنے رب کے آئے اور رہب نے بطن معمود اپنا ہاتھ جناب آسمان و رکھ لیا اور کہا
 امام نے فرمایا کہ اس رہب کا ہاتھ بکڑا اور جو کچھ اسکے ہاتھ میں ہے رو رو دنا واجب اسطرح کیا تو اسکے ہاتھ
 میں ایک استخوان انسان پھکیوں میں بی ہوئی کھلی بعد اسکے اس درویش سے فرمایا اے انسان جیت تم دعا کا لٹکا اب غائب ہو گیا غافل
 و شامین محافل خلیفہ سخت متعجب ہوئے اور پوچھنے لگے یہ کیا معاملہ تھا فرمایا کہ یہ ہڈی کسی غنیمت کی ہوا جس شخص کے ہاتھ لگائی
 دستور یہ کہ جب استخوان طلیل انسان کسی نبی علیہ السلام کے زیر آسمان کھاتی ہو تو بانی برشا ہو استخوان کو چنانچہ خلیفہ نے استخوان
 اور شک و شبہ جو کہ قلوب مردم میں پڑ گیا تھارفع ہو گیا اور وہ درویش اشیان ہوا اور حضرت نے اُس ہڈی کو کفن کر دیا اور
 خلیفہ نے حضرت امام کو باعزاز و اکرام و اندولت خانہ کیا اور تانان حیات عطا با و انعام بطو بدایا و نذر بھجیا را عمر شریف تسلیم کر لیا
 کی ہوئی اور وقت وفات سال ہجری ۲۰ کو کھمیاں تھے اولاد برج الاول تھا دار مرین سہمیں اپنے والد بزرگوار کے پاس منوچہ کیا
 اور اولاد جناب سواسے ابو القاسم محمد حجت کے کوئی اور نہ تھی اور چونکہ عمر شریف بہت قلیل ہوئی اس سبب سے
 مناقب و اثرات جناب خلق میں کم ظاہر ہوئے تھے امام القاسم محمد الممدی ابن حسن الخالص رضی اللہ عنہما یہ حضرت
 امام دو از دہم ائمہ الہدیت سے نہیں والدہ انکی سماء حرم سلام ولد تھیں ولادت انکی شب جمعہ پندرہ ربیع الثانی
 سال دو سو و پچیس ہجری میں ہوئی اور خواہر النبوتہ میں ہو کر بہت سوم رمضان سال دو صد و پنجاہ و ہشت ہجری
 سرور ابہر میں پیدا ہوئے اور القاب انکے مشہور زوا امیہ ہمدی حجت قائم و منتظر و صاحب الزمان

و خاتم اقصاء مرتبہ وقت موت پر عالمہ مقدار پانچ برس کے تھے کہ خود لہذا تعالیٰ نے اسی عمر میں آپ کو حاکمیت عطا فرمائی تھی بعضہ کہتے ہیں کہ سرور اب سرمن را سے میں غائب ہو گئے و بقول ردافض ممدی آخر الزمان ہ ہیں جب پنجہ جو را سید و یک انیہ قائل ہیں کہ ممدی صاحب الزمان زندہ و موجود ہیں لیکن دشمنوں کے خوف سے مخفی ہیں بلکہ بغداد شریف کے شیعوں کی یہ عادت تھی کہ ہر جمعہ کو ایک گھوڑا طیار کر کے سرور اب پر چلتے تھے اور پکار پکار کر کہتے تھے ممدی ممدی جب سلطان سلیمان ابن عثمان بغداد شریف پرستولی ہوا تو اس نے اس فعل کو بند کر لیا کہ دانی اخبار الدلو اور سبب اس عقیدہ باطلہ کا امامیہ و یک انیہ کے نزدیک یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ پر نصب امام ہر عصر میں واجب و لازم ہے اور امام معصوم ہونا چاہیے مگر یہ دونوں مقدمہ باطل ہیں کا صرح بذلک علما دانی محلہ اور عجیب تاشاہی کہ بعد اوقات و ایقان اس امر کے کہ ممدی صاحب الزمان پوشیدہ ہیں تاہم کمال اختلاف رکھتے ہیں چنانچہ تاشاہی کہتے ہیں کہ ممدی محمد ابن حسن عسکری ہیں کہ غائب ہو گئے بحالت طفلی مگر اور لوگ اس قول سے منکر ہیں بعضہ کہتے ہیں کہ عسکری لا ولد تھے کیونکہ جعفر نے بجائی نے میراث لی اور بعضہ کہتے ہیں کہ عسکری کے ایک بیٹا محمد ہوا تھا وہ مر گیا اور شبکی نے جمہور فصد سے روایت کی ہے کہ بعضہ براہ نقشب شمس عسکری کی اولاد ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بانیہ جعفر نے میراث لی اور اسی بات چ جعفر کو کذاب کہتے ہیں حاصل کلام یہ کہ امامیہ اس بات میں متفق فرماتے تفرق ہو گئے ہیں اور یک انیہ کہتے ہیں کہ ممدی موعود محمد ابن خفیعہ ہیں اور اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ اسمعیل ابن جعفر ہیں اور بعضہ کہتے ہیں کہ محمد ابن اسمعیل ابن جعفر ہیں اور بعضہ امامیہ کہتے ہیں کہ ممدی محمد ابن علی الباقر ہیں اور بعضہ جعفر صادق کہتے ہیں اور بعضہ موسیٰ کاظم کو اور بعضہ محمد ابن حسن شنی ابن حسن مجتبیٰ کو ممدی کہتے ہیں اور ایک فرقہ شیعہ قائل ہے کہ ممدی بابو اہام محمد ابن علی ابن حسین ہیں کہ معتمد باللہ نے ایک برس انکو قید کر جب روایا تھا خواہ شیعہ دیوار کھود کر کال لائے تھے بچہ وہ تھا ہو گئے اور ایک فرقہ کشاہر کہ محمد ابن عبد اللہ ابن حسین ہیں اور ایک فرقہ قائل ہے کہ یحییٰ ابن عمر ممدی آخر الزمان ہیں کہ ابن علی ابن حسن ابن علی کہتے ہیں کہ کذافی السلول السلول و حقیقت حال ممدی آخر الزمان علیہ و علی آباء ائمہ و السلام کی و اشد اعلم حقیقۃ الحال کتب حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ سلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و ترمذی و غیرہ ائمہ حدیث روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے ممدی میری عمرت سے ہو گا اولاد فاطمہ سے اور محمد ابن عبد اللہ نام ہو گا اور مال کو برا ترقیم کر گیا اور قلوب آدمیوں کو مستغنی کر گیا اور روایت حاکم میں ہے کہ مجاہد برس یا سات برس یا آٹھ برس یا نو برس آدمیوں میں رہ گیا اور بطرانی کی ایک روایت میں پیش برس ہیں اور ابو نعیم نے نقل کیا ہے کہ ممدی پوسہ صد و ننان کشاہر پیشانی ہو گا و بر روایت ربانی چہرہ او سکالانہ کو کتب و خشنہ ہو گا اور حسن بن محبوب و مردم عرب اور مرد و خیم و خیم چشم اسرہیلیان اور کبیر حدیث نے بزم کیا ہے اس بات پر کہ احادیث جو تصحیح دلائی کرتی ہیں کہ ممدی اولاد فاطمہ سے ہونگے صحیح الانباء ہیں اور احادیث سے و لفظ یہ ہے کہ ممدی قبل نزول علیہ السلام کہ

اور ابواسمیں آمدی کہتے ہیں کہ تواتر ثابت ہو کہ ہندی خروج کرینگے اور اہلبیت حضرت مسلم سے ہونگے اور سات برس
خلافت کرینگے اور دسے زمین کو عدل و انصاف سے بھرینگے اور قتل و جال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
اعانت و مدد کرینگے اور اس ائمتہ کی امامت فرماوینگے اور حضرت عیسیٰ مقتدی ہونگے انتہی قول اور ابو داؤد نے اپنے
مسند میں روایت کیا ہے کہ ہندی اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام سے ہونگے اسلئے کہ آنجناب نے براۓ شفقت و رحمت
ائمتہ موجودہ پر ترک خلافت فرمائی تھی فائدہ حضرت امام ہمدی خاتم الخلفاء الراشدین اولاد حضرت سبط اکبر
امام حسن علیہ السلام سے ہونگے اس میں دوسرے میں ایک یہ کہ حضرت ابراہیم کے دو بیٹے ایک اسمعیل فرزند اکبر
اور دوسرے حضرت اسحق خلعت ہنغر و اولاد انہوں نے بنائے ہوئے اور اولاد اکبر سے حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام
صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح سبط انصاری اولاد میں اور آئمہ اطہار ہوتے خاتم الانبیاء امام ہمدی سبط اکبر کی اولاد میں
ہوتے دوسرے یہ کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے حبشہ بنی نبیہ خلافت ائمتہ جد امجد خوزیری و مقول سے خلافت
چھوڑ دیا تھا اسکے صلہ میں خاتم الخلفاء کو پیدا کیا کہ تمام دسے زمین کے بادشاہ ہونگے اور فائدہ ائمتہ محمدیہ علیہما
السلام انکے مدین علی وجہ الکمال طہرین آونگی اور یہ روایت کہ اولاد حسین علیہ السلام سے ہونگے واپسی اور خوزیری
کذا فی البرہین القاطعہ فی ترجمۃ اعدا الحق الحقہ اور اخبار الاولین ابو نعیم عبد اللہ سے روایت ہو کہ خروج کرینگے
مطابق سال میں یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات یا نو میں اور ظہور آنکا بروز شنبہ عاشورہ محرم ماہ میں رکن و مقام کے ہوگا
ایک شخص سانسٹے کھڑے ہو کر بکار بکار البتہ البتہ پھر کٹر لوگ بیعت کرینگے اور اللہ تعالیٰ میں کو عدل سے پھر کٹر پھر
کلمہ معلوم سے کو فرمیں نشر شریف لا دینگے و لا نقول ضعیف جدا اس واسطے کہ تاریخ ظہور میں کوئی حدیث پائی نہیں جاتی ہے
اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے قول سے بھی خلافت ہو کر ہوگا آنجناب فرماتے ہیں کہ مولد ہمدی مرتضیٰ
ہوگا کارواہ دابو داؤد فی السنن و ترمذی و تہذیب الکبریٰ الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات میں فرماتے ہیں کہ ہمدی آخر الزمان
حضرت رسول اولاد فاطمہ سے ہونگے اور تین سو ساٹھ رجال اللہ کامل آئنگے ہمراہ ہونگے فائدہ امام شافعی رحمۃ اللہ
فرضیت محبت الہیت کی ایک بیعت میں تصریح فرمائی ہے یا اہلبیت رسول اللہ حکمہ فرض من اللہ فی القرآن
اور عاتقی اور بنو موسیٰ نے لازم محبت الہیت پر تصریح کی ہے اور طبرانی امام بن العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں
کہ جب بعد واقعہ کرنا آنجناب کو اسیر کر کے جانب شام پہلے تو ایک شخص نے اخلاف شام سے حوالی شہرین ملاقات
کی کہ کما اللہ اللہ خدا سے تعالیٰ نے تم لوگوں کے قتل ہو جانے سے دفع فرمایا کہ امام بن العابدین نے فرمایا تو نہیں پہنچا
قول لا اسلام علیہ جزا اللہ و فی القولی آیت کما اس آیت میں قرنی سے مراد تم لوگ ہو فرمایا نعم اس نعم سے علوم
ہو تا کہ محبت الہیت کی ہونے میں فرض عین ہوا و احادیث صحیحہ سے وجوب محبت و تحکم بغیر و عداوت الہیت
بہت با حسن وجہ ثابت ہوا و ہمارے اسلاف یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین و توفیر و محبت و اہل بیت و اہل بیت

مسلمان دین کی باتوں سے واقف ہوں یا کہ غیر وہاں کے قہقہے دکھاتین صحیح صحیح جس سے خالق اللہ شکر عبت بکریس
تیسرا نیک بیکار اسکے باعث ہے بہت کو ثواب ملتا ہے سو فقیر بے بضاعت نے طلب حدیث شریف پیچھا کر
موت ہر دم سر پر کٹڑی چڑھائی نہ کہہ کی راہ سے آدمی نے نام و نشان مرجان مینوں کامون جن جو ہو سکے اسکی فکر جلدی
کرے اگر دنیا کا کچھ مقدور ہو تو اسکے موافق صدقات جاریہ کی تدبیر کرے اور اگر علم ہو تو اسکے باقی رہنے کی سبیل کرے
اور اگر اولاد ہو تو کون علم دین تعلیم کرے اور بری صحبت اور برے کاموں سے بچا دے تاکہ بعد موت اسکی دعا سے فائدہ
اٹھائے اور یہ بھی معلوم ہو کہ مردہ حقیقت میں وہ ہی ہے جو حیات میں نیک بعد موت کے نہ رہے سو اللہ تعالیٰ نے
اپنی عنایت و فضل سے دو نخت جگر نور العین سعادت مند زلی مولوی محمد حسن و مولوی محمد اس مولوی طلوع مرزا لال کا
محسنا د احسن عین شباب میں عطا کیے کہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ بدو شعور سے طبل نکر کیہ انکی تحصیل علوم دینیہ پر
وا ذہان صافیہ انکے کتاب اخلاق حسنہ پر مائل و از خود بہادیت ازلیہ بری حجت اور بکاموں سے متفرج ہو جا کر انہیں
اور کوئی دقیقہ قائل نہایت والدین الفضل زیدی آئے فرو گذاشت نہیں ہوا و ذلک بفضل اللہ یونہی شاندار و اللہ بفضل اللہ علیہم السلام
فی عمرہ و اجملہا مجہوین فی قلوبہا لمونین و اکثر مالہا و اولادہا و بارک فیما احلیتہا و اجملہا و ارشالی و دلی و جدی و بانی و آلہ
یا اکی من اس نعمت غیر ترقبہ کا شکر گزار نہ رہا سبھی ادا نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ میں نالائق و گنہگار تھا تو نے مجھے
برکات کو ایسی اولاد و اصل و میر و بنیر کا رب اعلم و مہر و باخلاق حسنہ عطا فرمائی تو اسکے شکر کرنے کو زبان کمان باؤں پس ایک بات یہ
ہوئی کہ اس سے انشاء اللہ تعالیٰ بعد موت مجھ کو امید ثواب ہو اور دوسری بات علم کی تھی سو کہ کتاب ہر کچھ نافع فائدہ مند خلق اللہ
تالیف کی ہو اور ابستہ تالیف کی ہر جوعہ بہت ششتم ذی حجہ سنہ ۱۲۸۰ کو اسٹیمپ جری میں کی گئی اور ہر روز جمعہ
تا پنج پچیسویں رمضان المبارک سنہ ۱۲۸۰ سو گزٹھ میں تنویر سے تمام ہوئی اور ہر روز شنبہ تا پنج جمعہ محرم الحرام سنہ
۱۲۸۰ کو لکھی گئی جری میں صاف ہوئی پس باقی رہی تیسری بات یعنی صدقہ جاریہ کہ کو توف نال دنیا پر ہر سوا نیک خداوندیکہ
نے اس قدر استطاعت عطا نہیں فرمائی کہ موافق حدیث خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام بسر چشم و طبیب خاطر عمل کرتا
مگر ارادہ و نیت خالص انشاء اللہ تعالیٰ رکھتا ہوں اگر دنیا کا مال ملک و صاف اللہ نے دیا اور ارادہ کو دل میں قائم رکھا
تو اسکے اجراء میں بھی خالصاً و مخلصاً قصور نہ ہوگا الہی بحق ذات پاک سلطان سیر لولاک سرور اضیاء خاتم الانبیاء علیہ السلام
احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بجز تہجین پیغمبران علیہم السلام میرے گناہوں سے درگزر فرما اور اس کتاب کو مقبول قلم
بندگان کو دی اور نظر عیب مینوں کو نہ بین فرما شہان ربک رب العزۃ تعالیٰ یفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین
وصلی اللہ علی خلیفہ محمد و آلہ و صحابہ و اولادہما جمعین برکتک یا ارحم الراحمین اللهم جعل آخر کلامی انشاء اللہ لا الہ الا اللہ
و اللہ مددہا و اللہ معہا و اللہ بکاموں سے متفرج ہو جا کر انہیں

و اللہ مددہا و اللہ معہا و اللہ بکاموں سے متفرج ہو جا کر انہیں

اشفاقاً از دوا اهل سلام قضیه بین پوری نجیدت مولوی ابو الحسن عاوی ساکن جال میں پوری سلمہ اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[illegible]

جواب از بندہ خادم العلماء ابو الحسن حسن علیوی عفا عنہ رہ

ہوا مصوب

[illegible]

سے اقل کرے تو اس پر ایمان نہ آئے گا کہ کچھ بھی نہیں ہوتا ہے جو جاسے احتمال غلامتہ واقع ہوئے مگر بلکہ وہ خبر باقر و مطابق واقع
کے حکمتی ہر کسی کو خبر تواتر و توشیح کے اثر سے ہر ایمان کے لئے جسکے کسی سے نہ سنا ہے کہ بادشاہ یون فرماتے تھے تو وہ بھی خبر گیری
ہو کیونکہ جو میں سلسلہ ٹوٹ گیا اور سلسلہ فرماں سے منقطع ہوئے میں احتمال صدق و کذب ہوتا ہے ویسی لکھنے میں بھی ہوتا ہے
اسکے واسطے بھی وہی ضابطہ عقیدہ کا ہر شکاک کوئی و تواتر ہوتا تھا کہ اس سے اس پر کسی حکام کی بنا ٹھہرنی منظور ہووے تو پہلے
یہ دریافت کرنا چاہیے کہ کتنے اس و تواتر کو لکھا ہے اور جسکی طرفت و شائبہ منسوب ہووے نہ نسبت صحیح یا باہم فرض اسکے نام سے جو
پھر اگر کتاب قرآن یا تواریف کرنا ضروری ہے کہ سنہ پستی دیکھی یا بلا واسطہ سنہ لکھی ہو یا بلا واسطہ لکھی ہو وہ واسطہ صاحب کتاب
تھا یا نہ تھا اور لکھنے والا بھی اہل وفائت تھا یا نہیں اگر اس توفیق میں وہ فی حق صحیح نہ تھا تو شخص رومی ہی اور جو ان ظہر
لئے تسلیم ثابت ہوا تو فیصل غالب صحیح ہوتا ہے اور جب بہت لوگ اہل وفائت اس و تواتر کے گواہ ہوتے ہیں تو ہرگز اس میں شک
و شبہ نہیں رہتا خصوصاً جب کہ کوئی ایسا بھی شخص معارض نہ ہو اور اگر کوئی معارض ہو اور ویسا نہ ہو تو ہونا نہ ہونا اسکا برابر
ہوتا ہے اور اسی واسطے اسلام میں ایک فن عظیم الشان مقرر ہوا اور اس فن کے سیکڑوں علم گندے کہ انکی وفائت و جلال شان
اس فن کی ہمارے سب اہل علم و تحقیق میں اور انہیں نے سیکڑوں کتابیں اس فن میں تصنیف و تالیف فرمائی ہیں اور اس فن میں یہ
بحث ہو کہ غلامی بات جو افلاک شخص کی طرف منسوب ہو اسکا ناقص کون ہے اور مولد و منشا اسکا کہاں تھا اور وہ کیسا آدمی تھا اور کئی
یہ بات ہر اس سے بلا واسطہ سنہ لکھی ہو یا بلا واسطہ لکھی ہو تو وہ واسطہ کون شخص تھا کہاں رہتا تھا کہاں پیدا ہوا کہاں مر گیا تھا
افضل گویا راستہ و غلو بلکہ سبب ان باحاطے والا صاحب تصنیف یا علمی محض اور اپنے بیان میں متقل تھا یا مضطرب اگر یہ ثابت ہوا کہ جسکی بات
جسے لکھی ہو اس سے بلا واسطہ سنہ لکھی ہو اور نہ سنہ لکھی ہو بلکہ متعدد لکھ لوگوں نے جنہوں نے خود بھی بلا واسطہ اس بات کو سنیا
بلکہ لکھی ہو اور اہل محضر اسکی خدمت میں نہ لکھا بلکہ اسی کی تعلیم دیتے سہلہ لکے بعد کسی نے اسکے مقلدین سے دوسری بات لکھ کے
ہم دونوں ہم تیرہ نہیں سمجھا بلکہ برابر کہتے کہ کوئی چیز ترشہوت میں اسکے ہم تیرہ نہیں ہو سکتی اور اول طبقہ سے لگا کر چنانچہ ایک
چلے گئے کسی درجہ میں ایسا نہیں ہو کہ وہی ایک بسکے راوی ہوں بلکہ سیکڑوں ہزاروں ہیں سو ایسے مکتوب و دستاویز کو اہل
و علم قطعیات میں شمار کرتے ہیں انکے منکر کو جابل بدین کا فرکتے ہیں اور اسکی اصل مثال ہر مال و قرآن شریف و بائیں لغتین فی الحال ہے
باس مع جو کہ ہر باغافہ زمین ترتیب کثرت فی السورہ میں اصل و اصل حضرت مود کا ناسی علم سے بلا واسطہ اصحاب طویل الشان ہر ایک سے پوچھا
اور جو کچھ ہمیں ہر ایک سے اصل و جزا وضع و ترتیب محل تواتر ہوا وین قیام و حرکت و تعمیل نامہ اور اس طرح کے ثبوت قطعی قطعی کے ساتھ کوئی
دستاویز و فی کتابت کسی غیر کی ہو و نہ انصار کے پاس نہیں ہوا و اسی وجہ سے ہر گناہ الزام فاش دیا کرتے ہیں اور انکے پاس
کی کتابوں کے نام و جگہ سے یہ قال صاحب اللہ تعالیٰ ہلال الدین ہو علی الخلاف ان علماء ہوں القرآن بحسب ان کیوں تواتر فی اصل و جزا نہ ہو
کذا فی محل و وضع و ترتیب عند المتحققین و متحققین و متحققین کے بیان سے ظاہر ہے کہ ترتیب کثرت کی سورتوں میں توفیق ہوا و معاف و معافی ہونی جو
بجہل علیہ السلام کی کوئی کتابت بحسب قہر و قہر لے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شے تھکے اس آیت کو فلاح میں رہتے ہیں غلامی علم کو

مولانا جلال الدین سیوطی القان میں حارث غامشی سے نقل کرتے ہیں کہ کتاب قرآن کی مستحکم ترین ہی
 کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے تھے اسکی کتاب کو اور شیخ عبدالحق محدث شریف مشکوٰۃ
 میں لکھتے ہیں کہ کتاب قرآن مستحکم نیست بود آنحضرت کہ امر میکرد بکتابت آن لیکن متفرق بود در رفع
 و خزان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امر کرد بانساخ آن از جای متفرق بجای مجتمع و این بمنزلہ آن بود کہ گویا اور
 متفرق در خانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یافتند کہ در آن قرآن نوشتہ بود بلکہ متنشر بود مجتمع ساختند و
 در رشتہ التیام و انتظام کشیدند تا جزوے اذان گم نشود اور القان میں خطابی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے قرآن کو مصحف واحد میں جمع نہ فرمایا کہ آپ کو انتظار نسخ بعض احکام
 و تلاوت رکاز تھا اور جب مانہ نزول قرآن رحلت رسول مقبول سے منتفی ہو گیا تو حق تعالیٰ نے
 غافرا را ندین کو الہام کیا کہ متفرق کو جمع کرو اور صحیح بخاری و مشکوٰۃ میں یہ بیان ثابت ہے حدیث طویل
 مجمع تالیف کی جو حضرت صدیق اکبر نے بمشاورت حضرت عمر فرمائی موجود ہے اور جو کچھ حضرت عثمان نے کیا ہے
 وہ بھی مشکوٰۃ شریف میں ہے اور حاصل آن حدیثوں کا یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بمشورہ حضرت عمر
 زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم کو خوف ہے کہ بسبب قتل ہونے قرار کے قرآن سے کوئی چیز جاتی نہ رہے
 اسکو جمع کرنا بہتر ہو سو تم جو ان و مائل و قوی الحافظہ اور امین اور کاتبہ محی ہو قرآن کو صحیفہ میں
 جمع کرو تاکہ خوف فوت جانا رہے چنانکہ زید بن ثابت نے باتفاق صحابہ صحیفہ متعدّدہ میں لکھا یعنی
 جو کچھ خرمون کے بتوں پر یا سفید پتھروں یا کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں
 اسے طلب کر کے صحیفہ میں نقل کیا کہ وہ صحیفہ حضرت صدیق اکبر کے پاس رہے جب انکی وفات ہوئی
 تو حضرت عمر کے پاس رہے جب انکی وفات ہوئی تو حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے پھر
 سہیل بن عمرو کے پاس رہے جب انکی وفات ہوئی تو حضرت ام المومنین عثمان نے جنکی شان میں پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ گویا اسی
 دو شخصوں کے برابر ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ او امیر المومنین اس امت کی دستگیری
 فرمائیے قبل اسکے کہ کتاب خدا میں اختلاف کریں جیسا یہود و نصاریٰ نے توریت و انجیل میں کیا کیونکہ میں نے
 اس امت کے لوگوں کو بلغات مختلفہ پڑھتے ہوئے قرآن سنا ہے اور امیر المومنین عثمان نے حضرت ام المومنین
 حفصہ کے پاس سے وہ صحیفہ طلب کیے اور زید بن ثابت اور عبد اللہ ابن زبیر اور سعد ابن عاص اور
 عبد اللہ ابن حارث ابن ہشام رضی اللہ عنہم سے ارشاد کیا کہ ان صحیفوں کو مصحف واحد میں بغتہ قریش
 جیسے اصل نزول قرآن ہے لکھو تاکہ اختلاف جانا رہے چنانکہ اصحاب رسول اللہ نے اسی طرح لکھا اور حضرت
 عثمان نے سات مصحف لکھوا کر دیا اسلام میں منتشر کر کے یعنی ایک مدینہ میں رکھا اور باقی مکہ اور شام میں

و بحر میں دیکھو اور حکم ناطق دیا کہ جو اور کوئی قرآن صحیفہ یا صحف میں جو جلا دیا جاوے
 و پارہ پارہ کیا جائے چنانچہ سب صحیفے و صحف جلائے گئے یعنی جو کچھ توہین پر اور پتھروں پر یا کاغذ کے رقون پر
 لکھا ہوا تھا اور جو کچھ حضرت ام المؤمنین حفصہ کے پاس صحائف شریفہ کے لکھوائے ہوئے تھے سب جلائے گئے
 حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے بسند صحیح مروی ہے کہ اگر یہ کام عثمان نہ کرتے تو میں اسی طرح کرتا جو محمد
 و بلوی فرماتے ہیں کہ فرق جمع ابی بکر و عثمان رضی اللہ عنہما میں یہ ہے کہ جمع ابی بکر اس خوف سے تھی کہ مبادا
 قرآن شریف سے کچھ کم ہو جائے اور جمع عثمان اس واسطے تھی کہ اختلاف نہ واقع ہو اور جو لوگوں میں مشہور ہو
 کہ جامع قرآن حضرت عثمان ہیں سو اسانین ہی حضرت عثمان نے صرف یہ کیا ہے کہ لوگوں کو لغت قریشی طبع کیا
 تاکہ فتنہ و فساد جو مابین اہل عراق و اہل شام کے حروف و قرات میں واقع تھا بند ہو جائے اور اصحاب اہل
 اسی بات پر جماع کی اور قبل اسکے پہلے آسانی کے قرآن شریف حروف سبعہ پر پڑھا جاتا تھا اب کہ سب پر
 آسان ہو گیا اور حضرت عثمان نے سب لوگوں کو لغت قریشی پر کہ اصل نزول اسی پر تھا جمع کر دیا کیونکہ یہ لغت
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور لغت حضرت پر قرآن نازل ہوا تھا اور یہ جو حدیث شریف میں ہے کہ انزل القرآن
 علی سبۃ حروف سو حال اسکا یہ ہے کہ اول نزول قرآن لغت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوا تو او عرب پر تکم اسکا
 شاق ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غزٹ جل جلالہ میں الناس کیا کہ اس بات میں توسع و رکاوٹ
 ارشاد ہو کہ ہر شخص اپنی لغت میں پڑھے اور مشہور بفصاحت عرب میں سات قبیلہ تھی قریش و مطلق جو ان
 و اہل سین و ثقیف و ذیل و بنی تمیم سو قرآن تا زمان حضرت عثمان ان لغات میں پڑھا جاتا تھا جب حضرت
 عثمان نے دیکھا کہ اس طرح اختلاف ہے اور سنا کہ ایک دوسرے کو تکفیر کرتا ہے اور اس میں دین کا فساد
 لازم آتا ہے ایلے آپ نے قرآن کو قرات قریش پر لکھو یا اور ان لغات کو باقی نہ رکھا مگر قلیل اور اسی پر سب اصحاب
 متفق ہوئے کہ وہی قرات باقی رہے اور ہوازن وغیرہ اسی قرات پر پڑھنے لگے تاکہ قرا سب کو با سب متصل
 ہو چکا اور باقی رہا ادنی اختلاف جو کہ اس لغت میں مقدر تھا مثل او فام و امالہ و وقف وغیرہ کذا فی الاتقان
 و ترجمۃ مشکوٰۃ و مولانا محمد رفیع الدین محدث بکاحال شیخ محمد ابن محمد محفوظ لکھنوی تحریر فرماتے ہیں کہ ترتیب
 آیات قرآنیہ ہمہ توقیفیست حضرت جبیرؓ بعد تعلیم آیات منزلہ میگفتند کہ این آیات را در سورہ کہ بعد آیات
 باید نہاد چنانچہ آخر آیات کہ نازل شد یعنی و اتقوا یومًا ترجعون فیہ الی اللہ ثم تو فی کل نفسنا کسبت و ہم
 لا یظلمون گفتہ اند ضعیفہ بعد باتین و ستین من البقرہ و چوبیس من شواہد دیگر برین مدعا در کتب احادیث
 موجود است اما ترتیب سور پس جہا کس از سوا بہر چہا ترتیب مرتب ساخته بودند حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترتیب
 نزول و اہل سور نہ نزول تمام سور کہ نزول آیات سور بتفاوت و تسلسل داشتہ و کتب ترتیب آیات چنانکہ

گفته شد توفیقی است و عجب الله این مسعودی بر ترتیب تلاوت آنحضرت صلی الله علیه وسلم و سبب آنحضرت
مطابق میگفتند و ابی ابن کعب بر ترتیب خواندن خود از آنحضرت و حضرت یحییٰ بن رضی الله عنهما برین ترتیب
که اکنون موجود است و همین است ترتیب یاد ابن ثابت رضی الله عنه چنانچه مسودع شده که یاد ابن ثابت
در ماه رمضان المبارک معارضه آنجناب با حضرت جبریل پس برده است مع نمودند و بهمان ترتیب ترتیب
ساختند و اجماع صحابہ برین ترتیب منعقد شد پس اگر احادیث در ترتیب آیات که ثبوت آن بتواتر رسانند
از حضرت صلی الله علیه وسلم است یا در ترتیب سور که باجماع صحابہ و خلفاء اشدین است نوعی گفتگو کنند
یا آیت را از جائے بجائے دیگر معلق سازد یا سورتے را نوعی تغیر و تبدل کند سبب مخالفت رسول و اجماع قطعی
کافر گردد و ادراقل باید ساخت لانه افسد نظم القرآن من افسد نظم القرآن فهد کفر بالانفساق اور ولانما
استاذ الانشا حضرت شاه عبدالعزیز میث قدس سره العزیز بعضی تقریرات میں فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ سے
ثابت ہے کہ ترتیب آیات میں خلفاء راشدین نے مطلق و فصل و اجتماع و تنوین فرمایا یہ ترتیب ہی جو رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا ہے جبریل علیہ السلام فرمائی تھی مگر متفرق تھی صحابہ نے اسکو یکجا کر دیا اور قرآن شریف
اسی ترتیب سے لوح محفوظ میں ہو جس اگر کوئی شخص اس ترتیب میں دخل و تصرف کا قصد کرے
یا یہ کہ ترتیب اسکی اور طرح سے ہونی تو بہتر تھا وہ شخص کا فرہو مسلمانوں کو اسکی صحبت سے ہمراہ کرنا
لازم ہو مگر ترتیب سورتوں میں البتہ اختلاف ہو اکثر محققین کہتے ہیں کہ ترتیب سور بھی توفیقی ہوا و جب
قابل ہیں کہ اجتماع صحابہ سے ہو قال السیوطی فی الاتقان قال ابن الفارس جمع القرآن علی مرتبہ ایک حدیث
تالیف السور کہ قدیم السبع الطوال تعقبها بالستین فمذاہبہ الذی تولدہ الصحابہ و اما الجمع الاخر فوجع بالآیات
فی سورۃ فتو توفیقی قولہ الغنی صلی اللہ علیہ وسلم کہا اجر یہ جبریل عن امر ربہ و قال بلکہ بانی فی البرہان ترتیب
کہلہ اہو عند اللہ فی اللوح المحفوظ علی ہذا ترتیب قال البہیقی ان جمیع السور مرتبہ توفیقی الا سورۃ البقرہ و الانعام
مگر محققین متاخرین قائل ہیں کہ ترتیب سور وضع آیات سبب بوجہ ہوا و اجتماع صحابہ اسکے مطابق واقع ہوا ہو
انتہی قولہ الصبیح بالجملة اس بیان سے ظاہر ہوا کہ ترتیب کلام اللہ سورۃ و آیات بوجہ الہی ہے اب بالین ہمہ اگر
کوئی شخص اپنی رائے سے اس ترتیب میں سرآ یا علائیکسی طرح کی گفتگو کرے یا اسکو ناخنص کہے خواہ اسکو
ترتیب احسن نہ سمجھے وہ شخص اس وعید میں داخل ہو من قال فی القرآن براہ فلیتوب و مقصدہ فی المنار و کلامہ
عن ابن عباس رضی اللہ عنہم فرموا متصلاً یعنی ترمذی نے روایت کی ابن عباس سے کہ کہا ابن عباس نے
فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی کہے اور کلام کرے قرآن میں ہر اسے عقل و قیاس بے اسکے کہ کوئی مشبہ
از دوسے نقل صاحب قرآن سے ہوا سطر یا بلاد اسطر رکھتا ہو پس چاہیے کہ کپڑے جائے نشست اپنی گفتگو میں

اور ظاہر ہو کہ جب کسی جاہل نے یہ بات کہی کہ ترتیب قرآن میں آیتوں کو آگے پیچھے کر دیا ہو اگر ترتیب مسلسل ہو تو اچھا تھا پس اسے لایب شک اور تشکیک سے قرآن کی ہمت بے ادبی کی اور شک تشکیک قرآن میں کفر ہو کما روی احمد و ابو داؤد و عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأی القرآن کفر یعنی فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ شک تشکیک قرآن میں کفر ہے اور بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی شخص قرآن میں از روئے عقل و قیاس اپنے کے گفتگو کرے اور اسے اسکی صواب پر بھی ہو تو بھی اسے خطا کی کما روی المقرئ ابو داؤد و عن جنید قال قال رسول اللہ صلعم من قال فی القرآن برأۃ فاصاب فقد اخطا و شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اگرچہ در واقع حق و ثواب اتفاق افتاد اما چون در قصد و طریق آن خطا کر حکم خطا دارد و این برعکس حال مجتہد است کہ اگرچہ خطا کند بر صواب است بمعنی غل اجر و ثواب کلام میں تمام تفصیل دارد و در ولانا استنادا لا ستاد حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز بوجواب سوال مولوی عبدالحی صاحب میفرماید کہ نعم قرآن و حدیث را اولاً علم اذمت و صرف و نحو و اشتقاق و معانی و بیان و فقہ و اصول و فقہ و علم عقائد یعنی کلام و علم حدیث و آثار و تواریخ و علم نسخ و منسوخ و دفع و تعارض و طرق تاویل و توجہات و مشافہات و خبر و است و بدون معرفت این علوم در آمدن در معانی قرآن و حدیث جائز نیست میزان در معرفت حق و باطل ہم صحابہ و تابعین است انچہ این جماعہ از تعلیم آنجناب بانضمام قرآن حالی و مقامی فہمیدہ اند و در ان لحظہ ظاہر نگہ دیدہ و واجب القبول است پس اگر کسی یہ خلاف فہم قرآن اول حمل میکند در بعثت او ملاحظہ باید کرد اگر مخالف اولہ قطعاً است یعنی نصو ص متواترہ و اجماع قطعی اور اگر کافر یا بدعتی ہو و اگر مخالف اولہ ظنیہ قیرتہ الیقین است فانہ اخبار مشورہ و اجماع عرفی گمراہ تو ان فہمیدہ دون الکفر و الازیاب اختلاف استی رحمۃ باید دانست لیکن تمیز این مراتب بعلم و افر تعلق دارد و انتہی قول بالجلۃ سوال مستفتی سے پیدا ہے کہ شخص ترتیب قرآن میں دخل بقرض کرنا ہو پس مخالف نصو ص متواترہ و اجماع قطعی ہو او فی التوہیح جاحد الخیر المتواتر کافر بالاتفاق اور بعضات کے تیر قومین رکوع میں من یشاقق الرسول من بعد ما تبیین للہدٰی و تتبع غیر سبیل المومنین لو کہ ما قولی و فصل جنم و سارت مصیر یعنی جو کوئی مخالف گفت کرے رسول سے جب کھل چکی اس پر راہ کی بات اور چاہے سب مسلمانوں کی راہ سے سوائے ہم اسکو جو کہ کرین وہی طرف جو اسنے پکڑی اور ڈالین اسکو و فرخ میں اور ہمت بری جگہ پہنچی اور ترندی نے بسند نفع متصل عبداللہ ابن عمر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا ہاتھ جو مسلمانوں کی جماعت پر جسے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا و فرخ میں اور انام احمد و ابو داؤد نے حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جسے جدی کی کی جہت سے متدار یا باطل شک کے بیشک اسنے کھینچ ڈالا لحظہ اسلام کو اپنی گردن سے اور کتب قبول فقہ میں ہوا اجماع اتفاق

مجتہدین صالحین من ائمتہ محمد صالحم فی عصر واحد علی امر قوی فحقیکر حادہ والا قوی اجماع الصما بنہ لصلی
ان لقوا اجنا علی کذا فانه مثل الامۃ حتی یکفر حادہ دوسرا امر یہ ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
از روئے علم وفہم و دانش افضل الامۃ ہیں خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین ثلوثہ شریف
میں حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے عبارتہ کہذا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل لرائۃ
ابرہہ قلوبا و اعظمها علما و اقلها تکلفا اختارہم اللہ لصلی اللہ علیہ وسلم و لا قائمہ دینہ فاغفر لہم
فضلہم و اتبعوہم علی اثرہم و تمسکوا بما استطعتم من اخلاقیہم و سیرتہم فانہم کانوا علی المدی المستقیم یعنی اراں
محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت سے افضل ہیں اور از روئے صفائی قلوب نسبت سے بزرگ تر اور از روئے
علم و فہم سب سے دور اندیش تر اور تصنع و ریاء و تکلف میں قلیل تر و کمتر انکو اللہ نے اپنے رسول کی صحبت
کے لیے اختیار کیا اور اپنے دین کی قیامت کے واسطے تجویز فرمایا سو تم لوگ جلو انکے پیروان کے نشان پر
اور اختیار کرو انکی روش و مشق و فکر وہ لوگ تھراہ رہت پر اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص بعد اصحاب کے
علما و فہما آئسے یاد نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ جل شانہ نے جب انکے قلوب ب تصف بصفات حسنہ پائے
تے انکو اپنے پیغمبر کی مصاحبت کے واسطے منظور کیا اور انکی شان میں ارشاد کیا و انہم مکملہ التقوی
و کانوا احق بہا و اہلہا یعنی تھے سزاوار و لائق کلمۃ تقویٰ کے اور زیادہ مستحق اسکے اور انکو اہلیت
بوجہ کمال تھی انما رہیں و اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے قلوب یکھے تو قلب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو روشن تر اور پاک تر یا پاک تر بنوے اس میں کھدیا پھر قلوب اصحاب کو صاف تر و لائق تر پائے
پس انکو اپنے پیغمبر کی مصاحبت میں قبول کیا شیخ عبدالحق دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں و این خود
ظاہر است و بیج عاقل نہ پسندد کہ انہا یاران پیغمبر خدا باشند و مریدان محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و عمر باد رسایہ تربیت او بوند و خدمت کردہ باشند و ہنوز پاک و صاف نشدہ و بدرجہ کمال علم
و عرفان نہ رسید باشند آخر این بقصان بحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائد میشود و انہو ذوالاند من سورۃ الاعتقاد و کمال
علمہم و فہمہم او میں کہتا ہوں کہ آخر کار یہ نقصان اللہ جل شانہ کی طرف عائد ہوتا ہے کیونکہ قطع نظر اور نقصان کے
جو اللہ نے انکے حق میں ارشاد کیے ہیں حکام مشورہ میں کہ اپنے پیغمبر سے فرماتے ہیں شاوہم فی الامر ربی
تباحث لازم آتی ہے اور دین کی بنا ہی یکسر گرہی جاتی ہے اور ہر ظاہر یہ کہ مشورے عقلا و اہل و دانش
و ذی علم سے لیا جاتا ہے نہ کہ بے علم و نا فہم سے پس جو کوئی شخص فہیم اصحاب پر طعن کرنے سے حقیقت
رسول خدا پر طعن کی اور جسے رسول پر طعن کی وہ مسلمان نہیں ہے و اسبالاتفاق ثابت ہے کہ جامع قرآن
باین ہیئت مجبوبہ جو فی الحال موجود ہے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما ہیں اور سحر الراق میں صاف موجود ہے

کہ من سب استخین اوطعن فیہما فقد کفر لا قبل توبۃ وہ اخذ البوسی وابو الیث وهو المختار للفقہی
 قیسر امر یہ کہ معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بلاشبہ و شک باجماع
 امت محمدیہ قرآن میں داخل ہیں جو کوئی انہیں سے کسی لفظ کی انکار کرے کافر ہو اور نقل اس مذہب
 کی عبد اللہ ابن مسعود سے کہ وہ معوذتین کو قرآن سے نہ جانتے تھے نقل باطل اور موضوع ہو قال البراز
 قد صرح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قراہما فی الصلوۃ بکر ابن قتیبہ نے مشکل القرآن میں لکھا ہے کہ عبد اللہ
 ابن مسعود کو یہ گمان ہوا تھا کہ معوذتین قرآن سے نہیں ہیں اس سبب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 حضرت حنین علیہما السلام کو ان دونوں سے تہذیب فرماتے تھے مگر یہ ظن اسکا صواب پر نہ تھا کیونکہ علیہ
 مہاجر و انصاریہ معوذتین کو قرآن سے کہتے تھے قتیبہ میں موجود ہے کہ جب عبد اللہ ابن مسعود نے قرآن کو
 حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پڑھا تو اس قول سے انھوں نے رجوع کیا اور کہا کہ میں نے ان کو معوذتین گمان کیا تھا
 اور امام رازی و نووی و ابن خرم نقل اس مذہب کی عبد اللہ ابن مسعود سے بالکل باطل کہ یہ جانتے ہیں
 اور معتد بھی یہی معلوم ہوا ہے اس لیے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا اس امر پر اجماع ہے
 کہ قرأت قرآن سب کی صحیح و درست ہے کسی طرح کا کلام انہیں نہیں ہے اور قرأت امام محمد کی
 و حمزہ عبد اللہ ابن مسعود سے منسوب ہے سو ان کی قرأت میں اور بھی قرأت ابن کثیر و نافع وغیرہ میں جو کہ
 منسوب الی ابن کعب کی طرف ہے معوذتین موجود و قال صاحب الفیض من زعم ان المعوذتین لیستتا
 من القرآن فانک علیہم لعنة اللہ و الملائکۃ و الناس اجمعین اور جو کوئی شخص کہتا ہے کہ مجھ کو
 اللہ تعالیٰ نے ترتیب کا حکم دیا ہے تو جاننا چاہیے کہ یہ کلام اسکا از قسم جنوں و نسا و تخیل ہے حکم ہکا
 از روئے شریعت ظاہر ہے اور قرآن شریف کو شعر جاننا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر خیال کرنا ایسا ہے جیسا
 حضرت صلعم کے عہد و اے کافر تجویز کرتے تھے مگر بعد تجویز و مشورہ ان کافروں نے بھی شاعر
 کہنے میں تامل کیا اور انہیں شاعر نہ ہونے کے وجہ بیان کیے ہیں کہ ہجۃ المہافل وغیرہ کتب میں
 تصریح موجود ہے اور محققین مفسرین نے بھی اس امر کی تفصیل تفسیر کی ہے ما علماہ الشعر و ما ینفعی بہ
 و ندان شکن بیان ہے جسکو ضرورت ہو ملاحظہ کرے واللہ اعلم بالصواب فقط

مطالعہ کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اہل اسلام کو مصنف کا ممنون ہونا چاہیے کہ ایسی کتاب اپنی قوم کے فائدہ کے لیے جمع کی اور دعا کرنی چاہیے کہ مصنف کو اسکا اجر اگاہ آہی سے عطا ہو

قطبہ تاریخ طبع از نتائج افکار سیر فی و علی	سید تصدق حسین رضوی تخلص عاشق ملزم مطبع
--	--

شکر خدائے کہ چھپ گئی تفریح الاذکیا	پنجمیہ رون کے حال میں جو بے عید ہے
عاشق نے سال طبع کیا عیسوی قم	تاریخ انبیاء میں کتاب جلیل ہے

تفریح الاذکیا بھی عجیب خوشنما چھپی	ہر خسرو ہر گلان کی یہ مقبول ہو گئی
عاشق نے سال طبع یہ ہجری میں لکھ دیا	حالات انبیاء میں یہ معتول ہو کتاب

قطبہ تاریخ طبع نتیجہ فکر از جنبہ نشانی شرف علی صاحب خوشنویس مطبع

چھپا دی گیا ہی پاکیزہ نسخہ	ایس خاطر اہل زمن ہے
رقم کر صرع تاریخ اشرف	کلام شاہ اقلیم سخن ہے

فضیل خدائے یہ چھپی کیا کتاب	ہو گا ہر اک اہل زبان بے ہند
فکر و تاریخ سنجی کی گر	لکھ جو ریاض سخن دل پسند

خاتمہ الطبع

خدا تعالیٰ کا شکر اور احسان ہو کہ کتاب بہ نفع و نفع الاذکیا فی احوال الانبیاء تصنیف قدوۃ العلماء زبدۃ الفضل حضرت مولوی ابوالحسن حسن بخش کا کوروی طالب اندر شاہ و جبلت محبت مشواہ تہذیب ویزوی ولطف ہمدی سعادت مجموعہ و زمان سہ ماہ مارچ ۱۳۵۵ء مطبق شہزادی الادبی السنۃ ۱۳۵۵ء بطبع عالمیہ بناب غشی نول کشوریا بطبع ہوئی۔ اسکے لیے امانیہ مطبع نے اہتمام لینے کی قطع اسکی موزون اور مناسب اور کا بیان باتیں اسکے خوشنویس کاغذ نہایت عمدہ ہوا تھا کہ اسکی بناب لوی محمد لکھو نے فرمایا کہ مولوی میاں نجمان صاحب نے انہیں مدد دی حتیٰ الوسع اس کتاب کے عمدہ چھپنے میں دقیقہ

فرودداشت عین ہوا اور اگر کہیں غلطی باقی رہی تو قابل درگزر ہے اس واسطے کہ کتاب بڑی مجیدہ و ضخیم ہے اس کی
 نظر جو کہ ہی جاتی ہے شکل ہے کہ ایسی پھلری کتاب پاک صاف ایسی ہو کہ غلطی کا نام نہ ہو۔ صاحب فرمایش
 جناب مولوی محمد احسن صاحب سپارٹوٹ سچ نے جو تو جو اس کتاب کے خطاب کی طرح اور روح میں کی
 کچھ شک نہیں ہے کہ وہ موجب خوشنودی روح مقدس حضرت مصنف مرحوم والہاب فرمایش ہی کی اور کیا اس سے
 بڑھ کر سعادت اور ازبندی فرزندان سعید کے لیے ہو سکتی ہے کہ بعد از انتقال بزرگان نامدار کے ایسی کتاب
 یادگار کو رواج دے جس کے سبب درتھما سے دراز تک نام اٹھا قائم اور برقرار رہے اور جو کہ یہ کتاب سیرت
 مستثنیٰ اور لاجواب ہے اور اس زبان میں جو ہند کی ملکی زبان ہے اور نازان قیام سہارن پکا بھارتی اور وزیر
 اسی زبان میں کتابیں بنائی جاتی ہیں لہذا امید ہے کہ درتھما سے دراز تک اس کتاب کے کشتہ ہمارے سبب
 نام مصنف صغیر روزگار پانی رہے گا اور تحقیق صاحب فرمایش نے حیا نام مصنف کی جسطرح حیا
 اٹھا اسے ہوا اور یہ ایک نعم البدل ہے اور حق اپنا پورا پورا ادا کر دیا۔ اور یہ تصنیف جدید کارنامہ اور
 فروخت کرنا اس وجہ سے کہ باشندگان ملک کو اطلاع اس کے رطب یا بس سے نہیں ہوتی دشوار ہوتا ہے
 لیکن ملک مطیع منشی نو لکشو صاحب کی ہمت اور عالی حوصلگی تعریف کے قابل ہے اور قدر شناسی
 کتب کی انھیں کا حصہ ہے کہ ایک کثیر التعداد نسخے اس کتاب کے بیدار بن چھوڑے اس کے از انجا کہ یہ کتاب
 شتال بہا حال خیر مال حضرت انبیاء مرسلین علی نبیاء وعلیہم الصلوٰۃ و السلام ہے اور بہ نسبت خیر اور خیر
 فیض و برکات تصنیف اور طبع ہوئی اس واسطے امید ہے کہ بہت جلد یہ کتاب تمام ہند میں رواج پائے
 اور فائدہ و کام مطیع کو اس سے پہونچے اور دوبارہ بارہ چھپنے کی نوبت آئے یہی عہد یہ کتاب
 چھپی اور اعلیٰ درجہ کا اہتمام اس کی طبع میں ہوا اس کا تقاضا یہ تھا کہ ان کے مطبع سب تاریخی اور قطعی
 اس کے طبع کے فرمائے لیکن بہ کثرت مشاغل ان کو اس قدر تہہ ہین کہ اپنے اپنے خاص کام سے نصرت
 سر اٹھانے کی نہیں ملتی اور کارخانہ ان کی کارگزاری اور عزیزی کا شکر گزار ہے لہذا خاتمہ کتاب پر صرف
 مولوی سید تصدق حسین صاحب صبح اور منشی شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس وقت کی چہند
 تاریخین نیت بخش خاتمہ بانخیر ہوئیں اللہ تعالیٰ مصنف مرحوم اور مالک مطیع اور کارگران مطیع کو اس کتاب
 بابرکات کے وسیلے سے ارفع و عظیم اور کامیابی فرمے اور کارخانہ منشی نو لکشو صاحب کو مدت دراز تک کام
 رکھے کہ اس کے باعث ہزاروں بلکہ لاکھوں کتب علوم دینی و دنیوی کے طبع ہو کر موجب ترقی علوم
 و فنون ہونی ہیں اور قدیم و جدید کتابیں جو کبھی دیکھنے میں بھی نہیں آتی تھیں ہر ایک شخص کو
 آسانی و آوازانی میر آتی ہیں فقط۔

باب - ذکر کرامت و خسر حق عادات
سید مصنفہ شاہ الدیابہ -

سروری - معروف بہ گنج تاریخ تاریخ ولادت
ات اولیاد اللہ اور سلاطین ہند اسلامی کا ذکر
علامہ سرور لاہوری -

ان مذاہب - اعتقادات مذاہب کا بیان
بہ اسم نامہ نگار -

ب القلوب فارسی مصنفہ شاہ عبد الحق دہلوی -
ات القلوب - نوادر کتب معتبرہ مذہب امامیہ
یہ بیت ہندی مصنفہ قدوۃ المسلمان محمد باقر
ملی بین جلد -

اجلہ میں احوال انبیاء کا باسناد رواۃ از آدم
السلام ما حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت شرح و
طے کے ساتھ -

۲ جلد خاص احوال باہرات بنو آخر الزمان
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
و بیان فجرات و غزوات -

۳ جلد - بیان امامت و اثبات امامت بامکہ
اثنا عشر صلوات اللہ علیہم بہ برائین و نص قرآنی
ادب سرور دو جہانی -

۴ جلد - اسمین بانیں فصل میں اور ہر
۵ جلد - ادب و اسماء و عزات اہل اللہ کا ذکر
فرید الدین شکر گنج -

بی - خصائل علوم و فہرہ کا ذکر ہر جالیس
مصنفہ مولوی محمد علی یزدی -

مصباح الہدایت - ترجمہ عوارف شتبلہ ذکر سبانی
اصول طلیقت اہل تصوف مترجمہ حضرت محمد الکاظمی -
مصباح التذیب - باسم تاریخی حکایات نصاب
مصنفہ شیخ کمال الدین -

صد پند سودندہ لقمان حکیم چار سرائے جل قائم خطہ
اسد سائے سعادت نامہ -

۲ - رسالہ خواجہ عبید اللہ - انصاری -

۳ - رسالہ تحفۃ الملوک -

۴ - رسالہ منہاج العارفین -

مطالب رشیدی - رموزات فقر و تصوف از
شاعر اب علی کا کوروی -

سرور العباد - شرح قصیدہ بان ساد مصنفہ مولوی
حاجی عبد الحافظ محمد نذیر -

پند نامہ عطار - نصاب رموزات تصوف مصنفہ
حضرت شیخ فرید الدین عطار -

کیمیائے سعادت - جو جامع شریعت و حقیقت ہے
مصنفہ امام محمد غزالی رحمہ اللہ -

اخلاق جلالی - محشی مصنفہ ملا جلال الدین دوانی -
اخلاق ناصری - مصنفہ محقق نصیر الدین طوسی -

اخلاق محشی - درسی متداول از ملا سید انصاری
گلشن اسرار - رموز تصوف کا بیان مصنفہ مولوی
انور علی صاحب -

می باید شنید - لب لباب اندرز و نصاب حکیمانہ
مصنفہ مولوی رفعت علی رفعت -

حدائق حکیم سانی - درسی کتاب مذاق تصوف میں -

مکتوبات امام ربانی - تین جلد میں مع رسالہ
رد و وافض و رسالہ مصطلحات حضرات صوفیہ اسپین
سکایت و ارشادات حضرت مجدد الف ثانی ہین -
۱۔ جلد میں ایک سو تیرہ مکتوب ہین جمع کردہ
شاہ یاجہر بموجب ارشاد حضرت امام ربانی -
۲۔ جلد - تالیف شاہ محمد عبدالحق -
۳۔ جلد - تالیف شاہ محمد نعمان -
مع جلد - رسالہ رد و وافض -
۴۔ جلد - رسالہ مصطلحات صوفیہ -

گنجینہ عرفان - بعنوان مذاق اہل تصوف مصنفہ
حضرت شیخ فرید الدین عطار وغیرہ عرفا -
رسالہ خوشیہ سبکی بہ نشاط العشق - از ارشادات
حضرت غوث اعظم -
بوستان محشی - جلی قلم مانند اوسط قلم قطو کمال خوشخط
مصنفہ حضرت شیخ سعدی -
ایضاً - دومصرعہ جلی خوشخط -

ایضاً - بوستان قلم اوسط -
ایضاً - مصرعی تین و حاشیہ تین -
ایضاً - مترجم خزینہ نظم نظر اردو ہمزون شعر شہر مزاج
بیتجہ طبع نشی گویند پر شاہ و نقاشا تخلص -
انفاس الہام کا برواوار الضما - دور رسالہ معرفت
و عرفان ہین مصنفہ مولوی محمد نعیم امجد -
شعوی شاہ بوعلی قلندر - عارفانہ مضمون از شاہ
بوعلی قلندر -

شعوی مولوی روم - نہایت خوشخط چار مصرعی

ہر شخص و فرستہ مشہور از بیتجہ طبع عرفانی حضرت
جلال الدین رومی بالحق و فرستہ ہین -
شیخ شبنوی روم - حامل المتن بسط شیخ
مولانا عبد العلی لقب بہ بحر العلوم تین جلد
ایضاً - سبکی بہ لطائف شعوی تصنیف مولوی
ایضاً - سبکی بہ کاشفات رضوی مصنفہ مولوی
مجموعہ کلیات شعویات - مشمولہ -
حضرت شیخ فرید الدین عطار -

۱۔ رسالہ جہان الزات - ۲۔ رسالہ
۳۔ رسالہ الہی ناز - ۴۔ رسالہ معرفت
۵۔ رسالہ منطق الطیر - ۶۔ رسالہ لب لب
۷۔ رسالہ زہد الہام - ۸۔ رسالہ انفتاح
۹۔ رسالہ مبینہ - ۱۰۔ رسالہ پند ناز
شعوی سبکی - دروغط از حکیم سنور حسین
مجالس العشاق - بالقصور از میر سلطان حسین
شہنشاہ امیر تیمور -

منطق الطیر - نادر شعوی مخاطبات طرف
اور جوابات آنکے مصنفہ حضرت شیخ فرید الدین عطار
نظم اللالی - شرح قصیدہ بدایہ الامالی عربی
جسکی شرح نظم فارسی حافظ محمد بخش رفیقی نے فرما
شعوی بزم محال معرفت کے مذاق ہین
شعوی شیخ بہلول حکایات اندر آرمیز -

معدن الجواہر - محاسن اخلاق کا بیان مصنفہ
انوار الرحمن لنور الیمان لغوی صاحب حضرت مولانا عبد

